UNIVERSAL
LIBRARY

OU_226504

UNIVERSAL
LIBRARY

ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ

الحمد للہ والمنۃ کہ

جلد ششم

تفسیر فتح المنان

المشہور بہ

تفسیر حقانی

جس مین سورۂ قصص سے لیکر سورۂ النجم کے آخر تک سات پاروں کی تفسیر ہے

بعہد ہمایون شاہنشاہ اسلام حضور پرنور نظام الملک آصف جاہ میر محبوب علیخان بہادر شاہ دکن خلد اللہ ملکہٗ

احقر الانام محمد عبد الاحد کے اہتمام سے بماہ ذی الحجہ سنہ ۱۳۱۰ھ

مطبع مجتبائی دہلی میں چھپی
۱۳۱۰

فہرست مضامین تفسیر حقانی جلد ششم

مضمون	صفحہ
تفسیر سورۂ قصص	۱
موسیٰ علیہ السلام کے قصہ کا شروع	۲
عصمت انبیاء	۴
حسد سات کا مہر ہونا	۷
کلام الٰہی کی کیفیت	۵
ضرورۃ نبوۃ	۷
قارون کا قصہ	۱۲
پیشین گوئی	۱۴
تفسیر سورۂ عنکبوت	۱۵
ایمان	۱۶
عمل صالح	۱۸
مسائل	۱۹
حضرت نوح علیہ السلام کا حال	۱۶
قصہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا	۱۸
قصہ حضرت لوط کا	۲۰
چوتھا قصہ حضرت شعیب علیہ السلام کا	۲۱
پانچواں قصہ ہمولاء وثمود کا	۲۰
چھٹا تک موسیٰ کے بعد مابین تین سرکش گروہ کا	۲۰
ہجرت کا بیان	۲۵
تفسیر سورۂ روم	۲۶
پیشین گوئیاں	۳۰
فطرت	۳۶
سماع موتی کی بحث	۴۱
معجزات نہ دکھانا بکثرت دلیل سے	۴۳
تفسیر سورۂ لقمان	۴۴
لقمان کا حال	۴۷
حمد تعالیٰ کی شکر گذاری	۴۸
والدین کے ساتھ بیشکی کرنا	۴۹
اصول سعادت کی تعلیم	۵۰
حسن معاشرت کی تعلیم	۵۰
تفسیر سورۂ سجدہ	۵۵
بیدار لام کا بیان	۵۶
الف سنینہ کا بیان	۵۷
تحت	۵۷
سجدہ تلاوت	۵۸
نماز تہجد	۵۹
تفسیر سورۂ احزاب	۶۱

مضمون	صفحہ
کسی کے دو دل نہیں	۶۲
اسلام میں تبنی کوئی چیز نہیں	۶۳
ظہار	۶۷
لعان	۶۹
عفو وخشوع کا رتبہ	۶۶
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایلاء	۶۹
مسئلہ	۷۰
حضرت کی کثرت ازواج پر اعتراض اور	
اسکا جواب	۷۱
جواب تحقیقی	۷۲
جواب الزامی	۷۲
پہلا حکم	۷۳
دوسرا حکم	۷۴
پردہ کا حکم	۷۴
تیسرا حکم	۷۷
چوتھا حکم	۷۸
پانچواں حکم	۷۹
اہل بیت کی تحقیق	۷۹
قول نفیس	۷۵
چھٹا حکم	۷۶
زینب کے قصہ کی تحقیق اور مخالفوں کا جواب	۷۸
خاتم النبیین پر دلیل عقلی	۷۹
اول حکم	۸۰
دوسرا حکم	۸۱
قسم اول	۸۱
قسم دوم	۸۲
قسم سوم	۸۲
قسم چہارم	۸۳
بحث قدر قضا و قضا	۸۳
لونڈی غلاموں کی بابت	۸۴
ایک حکم	۸۴
دوسرا حکم	۸۵
ایک حکم	۸۶
دوسرا حکم	۸۶
تیسرا حکم	۸۶
حجاب کا حکم	۸۷
چوتھا حکم	۸۷
پانچواں حکم	۸۷

مضمون	صفحہ
اور وجہ	۸۷
کن مردوں سے پردہ نہیں	۸۸
ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی کا بیان	۸۸
ایحاش	۸۹
امانت کے معنے	۹۳
تفسیر سورۂ سبا	۹۷
داؤد وحکمت	۹۷
داؤد علیہ السلام کا تذکرہ	۹۸
حضرت سلیمان علیہ السلام کا تذکرہ	۹۹
تخت سلیمان	۱۰۰
قصہ سبا رقطان اریب	۱۰۲
ذوالقرنین	۱۰۳
اقسام شرک	۱۰۴
تفسیر سورۂ فاطر	۱۰۸
ہر ملک میں نبی کے ہیں	۱۱۳
تفسیر سورۂ یس	۱۱۹
فضائل یس	۱۲۰
دلیل	۱۲۰
تفسیر سورۂ صافات	۱۳۱
اول قصہ حضرت نوح علیہ السلام کا	۱۳۵
دوسرا قصہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا	۱۳۶
اول بیٹے کے ذبح کرنے کا قصہ	۱۳۶
دوسری بات قابل بحث	۱۳۷
دلائل	۱۳۸
تیسرا قصہ حضرت موسیٰ وہارون کا	۱۳۹
چوتھا قصہ حضرت الیاس علیہ السلام کا	۱۴۰
پانچواں قصہ حضرت لوط علیہ السلام کا	۱۴۰
چھٹا قصہ حضرت یونس علیہ السلام کا	۱۴۰
تفسیر سورۂ ص	۱۴۳
تفسیر سورۂ زمر	۱۵۸
معتزلہ کا استدلال	۱۶۰
مسئلہ تقدیر	۱۶۲
ایمان اور اسلام کے معنے	۱۶۳
تفسیر سورۂ مومن	۱۶۹
عذاب قبر کا ثبوت	۱۸۹
فوائد	۱۹۷
تفسیر سورۂ حم سجدہ	۱۹۸

مضمون	صفحہ
فوائد	۱۹۹
مکارم اخلاق کی تعلیم	۲۰۲
تفسیر سورۂ شوریٰ	۲۱۲
وحی والہام کی بحث	۲۲۳
تفسیر سورۂ زخرف	۲۲۶
تقلید کا ذکر	۲۲۹
تفسیر سورۂ دخان	۲۳۸
تفسیر سورۂ جاثیہ	۲۴۳
دریا کا مسخر ہونا	۲۴۵
ہر چیز کا مسخر ہونا	″
تفسیر سورۂ احقاف	۲۵۰
مسئلہ نبوت	۲۵۱
شہد شاہد کا بیان	۲۵۲
مسئلہ رضاع	۲۵۳
فوائد	۲۵۵
تفسیر سورۂ محمد	۲۶۰
تفسیر سورۂ فتح	۲۶۸
صحابہ کا پیرو گمراہ ہونا ثابت ہوا	۲۸۲
تفسیر سورۂ حجرات	۲۸۱
اول حکم	″
دوسرا حکم	″
تیسرا حکم	″
چوتھا حکم	۲۸۳
فضائل صحابہ	۲۸۴
پانچواں حکم	۲۸۶
گنہ کبیرہ سے ایمان نہیں جاتا	″
چھٹا حکم	۲۸۵
ساتواں حکم	″
آٹھواں حکم	۲۸۶
نواں حکم	″
دسواں حکم	″
گیارہواں حکم	″
بارہواں حکم	۲۸۷
ایمان اسلام ایک چیز ہے	″
تفسیر سورۂ ق	۲۸۸
تفسیر سورۂ الذاریات	۲۹۶
تفسیر سورۂ طور	۳۰۱
تفسیر سورۂ نجم	۳۰۵

Checked 1969

الجزء الثامن

سورہ قصص مکیہ ھی اسیین اٹھاسی آیات اور نو رکوع ھین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

طٰسٓمٓ ۝ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝ نَتْلُوْا عَلَيْكَ مِنْ نَّبَاِ مُوْسٰى وَفِرْعَوْنَ بِالْحَقِّ لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا

یہ آیتیں ہیں روشن کتاب کی۔ ہم تجھے موسیٰ اور فرعون کا کچھ حال سناتے ہیں صحیح صحیح ایمان لانے والی قوم کے لیے۔ البتہ فرعون زمین پر

فِي الْاَرْضِ وَجَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا يَّسْتَضْعِفُ طَآئِفَةً مِّنْهُمْ يُذَبِّحُ اَبْنَآءَهُمْ وَيَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ۝

سرکش ہوگیا تھا اور وہاں کے لوگوں کے گروہ بنا دیے تھے انمیں سے ایک گروہ کو کمزور کر رکھا تھا انکے لڑکوں کو مروا ڈالتا تھا اور لڑکیوں کو جیتی رکھتا تھا۔ البتہ وہ مفسد تھا۔

وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَي الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِي الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَىِٕمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ ۝ وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ

اور ہم چاہتے تھے کہ جو ملک میں کمزور کیے گئے تھے انپر احسان کریں اور انکو سردار بنا دیں اور وارث کریں۔ اور انکو ملک پر قابض کر دیں اور فرعون

وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ ۝

اور ہامان اور انکی فوج کو وہ چیز دکھا دیں کہ جسکا انمیں وہ خطرہ کرتے تھے۔

ترکیب

نتلوا کا مفعول محذوف ای شیئا من نبا اسکی صفت جو اسپر دال ہے۔ اخفش کے نزدیک من زائد ہے یہ نبا موسیٰ مفعول ہے بالحق حال ہے نبا سے۔ نتلوا کے فاعل سے بھی حال ہو سکتا ہے ای نتلوا متلبسا بالحق لقوم لام نتلوا سے متعلق و نری معطوف ہے تمکن پر اور وہ ہامان وجنود ہما نری کا اول مفعول اما کانوا یحذرون مفعول دوم متعلق نری سے متعلق اور بعض کہتے ہیں یحذرون سے و فیہ ما فیہ لان الصلۃ لا تتقدم علی الموصول۔

تفسیر

اس سے پہلی سورۃ نمل کے خاتمہ میں یہ تھا وان اتلوا القرآن کہ مجھے قرآن سنانے کا حکم ہوا ہی خواہ کوئی مانے یا نہ مانے اسلئے اس سورہ کا ابتدا طسم حروف مقطعات سے کر کے (جنمیں طٰہٰ سے طور اور طس سے موسیٰ اور تم سے محمد کی طرف اشارہ ہے) کہ جسطرح کوہ طور پر رہنے موسیٰ پر کتاب لوگوں کی ہدایت کے لیے بھیجی اسی طرح مکہ میں محمد صلعم پر تلک ایت الکتب المبین سے کلام شروع کیا کہ قرآن کتاب واضح ہے اسکی یہ آیتیں ہیں۔ مطلب یہ کہ وہ کتاب اپنی صداقت پر آپ گواہی دے رہی ہے جیسا کہ آفتاب اپنے وجود کی آپ دلیل ہے مبین یعنی ظاہر ہونے کے سبب نتلوا علیک من نبا موسیٰ وفرعون الخ سے اسی مناسبت سے موسیٰ اور فرعون کا حال شروع کیا کہ فرعون نے اپنی دولت سلطنت کے غرور میں بنی اسرائیل کو پریشان کر رکھا تھا شیعا فرقا یشیعونہ علی ما یرید ویطیعونہ وجملہم اصنافا فی استخدامہ فمن بان حارث (زینیا پوری) یعنی مصر کے لوگوں کے مختلف گروہ کر دیے تھے اپنی قوم قبط کو تو معزز خدمات پر کر رکھا تھا اور بنی اسرائیل کو محنت و ذلت میں مبتلا رکھا تھا پھر انمیں بھی مختلف گروہ تھے کوئی معماری پر کوئی کھیتی پر امور تھا یستضعف طائفۃ منہم شیعا کی تفصیل ہے۔ اور انکے حصے حصے گروہ کر دینے اور باہم پھوٹ ڈالنے کیطرف بھی اشارہ ہو سکتا ہے تاکہ باہمی پھوٹ و نفاق سے انکا زور جاتا رہے اور ہمیشہ غلامی میں پڑے یذبح ابناءہم اسکی تفصیل ہے کہ انکے لڑکوں کو قتل کروا ڈالتا تھا تاکہ انکی نسل بڑھے یا اس خوف سے کہ کسی نجومی نے ان میں موسیٰ کے مبعوث ہونیکی خبر دی تھی لڑکیوں کو زندہ رہنے دیتا تھا کہ انسے کچھ خوف نہیں اور تاکہ انکی عورتوں کو اپنے کام میں لائیں جس سے انکی اور بھی ذلت ہو انہ من المفسدین یعنی وہ بڑا شریر تھا زیادہ اور کچھ یہ مقصود تھا کہ ان غریبوں پر احسان کریں اور انکو امۃ یعنی سردار بنا دیں بادشاہ یا ہادی دین اور وارث یعنی ملک شام کا مالک مدت قابض کریں اور فرعون اور اسکے وزیر ہامان کو انکے وہ انکو خطہ کر دکھائیں جس بات سے وہ ڈرتے تھے (کہ یہ لوگ کہیں آزاد ہو کر ترقی نکر جاویں) وہی انکے سامنے لا دیں۔ اس کلام سے یہ مطلب کہ جس طرح ہمنے بنی اسرائیل کو مصیبت سے آگاہ کر کے موسیٰ بھیجا تھا اسی طرح اے لوگو تمہاری بہتری کو حضرت محمد صلعم کو قرآن دیکر بھیجا اور جس ظلم و تکبر سے فرعون نے نہ ماننا ہلاک ہوا خدا کے ارادہ کو نہ روک سکا اسی طرح تم سے پیش آویگا۔

وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰٓى اَنْ اَرْضِعِيْهِ ۚ فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِي الْيَمِّ وَلَا تَخَافِيْ وَلَا تَحْزَنِيْ ۚ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ

اور ہمنے موسیٰ کی ماں کو حکم بھیجا کہ اُسکو دودھ پلا پھر جب تجھے اُسکا خوف ہو تو اُسکو دریا میں ڈالدینا اور کچھ خوف اور غم نہ کرنا ہم اسکو تیرے پاس واپس پہنچا دینگے اور اسکو رسول بنا دینگے۔

فَالْتَقَطَهٗٓ اٰلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا وَّحَزَنًا ۭ اِنَّ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا كَانُوْا خٰطِـِٕيْنَ ۝ وَقَالَتِ امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَيْنٍ لِّيْ

پھر اسکو فرعون کے خاندان والوں نے دریا سے اُٹھالیا کہ انجام کار وہ انکا دشمن اور رنج دینیوالا ہے۔ کیونکہ فرعون اور ہامان اور انکے لشکر خطاکار تھے۔ اور فرعون کی بیوی نے کہا یہ لڑکا میری اور تیری

وَلَكَ ۭ لَا تَقْتُلُوْهُ ۡ عَسٰٓى اَنْ يَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ وَاَصْبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوْسٰى فٰرِغًا ۭ اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِيْ بِهٖ لَوْلَآ اَنْ رَّبَطْنَا

آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اسکو قتل نکرو شاید یہ ہمکو نفع دے یا ہم اسکو بیٹا بنالیں اور وہ نہیں جانتے تھے کہ بڑا ہو کر کیا کریگا) اور موسیٰ کی ماں کے دل میں قرار نہ رہا۔ اس بات کو ظاہر ہی کر دیا تھا اگر ہم اسکے دل کو

عَلٰي قَلْبِهَا لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَقَالَتْ لِاُخْتِهٖ قُصِّيْهِ ۭ فَبَصُرَتْ بِهٖ عَنْ جُنُبٍ وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ فَقَالَتْ هَلْ

صبر دیتے تاکہ وہ ایمانداروں میں سے ہو رہے۔ اور اسنے موسیٰ کی بہن سے کہا کہ تو اسکی خبر کر چکہ وہ اُسکو اجنبی بنکر دیکھتی رہی اور فرعونیوں کو خبر نہ تھی۔ اور جتنے موسیٰ پر دائیوں کا دودھ حرام کر دیا تھا سو اسکی بہن نے

اَدُلُّكُمْ عَلٰٓى اَهْلِ بَيْتٍ يَّكْفُلُوْنَهٗ لَكُمْ وَهُمْ لَهٗ نٰصِحُوْنَ ۝ فَرَدَدْنٰهُ اِلٰٓى اُمِّهٖ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَلِتَعْلَمَ اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

الربع ع

کہا تو میں تمکو ایسا گھر انہ بتاؤں کہ جو اسکی پرورش کرے اور وہ اسکے درد مند بھی ہوں۔ پس ہمنے موسیٰ کو اسکی ماں کے پاس پہنچا دیا کہ اسکی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور وہ غم نہ کرے اور وہ جانتا رہے کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے لیکن بہت لوگ جانتے نہیں۔

ترکیب

ان ارضعیہ اگر ان مصدریہ سمجھو تو یہ اوحینا کا مفعول اور اگر بمعنی اَی لئے تفسیر کے لیے تو یہ اوحینا کی تفسیر ہوگی لیکون واللام للصیرورۃ لالغرض فارغا ای خالیا من الصبر او الخوف او مما سواہ یہ اصبح کی خبر فواد ام موسیٰ اسم۔ ان کادت ان مخففہ ہے ثقیلہ سے واسمہا محذوف ای انہا وقیل بمعنی ما جواب لولا محذوف ولا لتکون لام متعلقہ بربطنا عن جنب من مکان بعید انتہا سا ہو فی موضع الحال من الفاعل فی بصرت والمراضع جمع مرضعۃ ویکن ان یکون جمع مرضع بمعنی مصدر۔

تفسیر

واوحینا یہاں سے حضرت موسیٰ کا قصہ شروع ہوتا ہے کہ موسیٰ کی ماں کو ہمنے وحی کی یعنی اُسکے دل میں القا کیا (کس لیئے کہ یہاں وحی سے مراد وحی انبیاء نہیں) کہ تو اسے کھلے موسیٰ کو دودھ پلائے جانب فرعونی تلاش کرنے آویں جیسا کہ انکا قانون اور دستور تھا کہ لڑکے کی خبر پاکر اُس محلہ کے لوگ آتے اور اُسکو وہیں یا اور جگہ لیجا کر قتل کر ڈالتے تھے تو اسکو دریا میں ڈال دینا صندوق میں رکھکر اور اس بات سے کچھ خوف نہ کرنا کیونکہ ہم اسکو پھر تیرے پاس پہنچا دینگے (یہ بات فرشتے نے انکی ماں سے کہی یا انکے دل میں القا کیا) آخر وہ دریا اور وہ صندوق بہتا ہوا فرعون کے محل کے پاس آیا انہوں نے اُٹھا لیا مگر وہ ایسا چیز نہ معلوم ہوا خدا نے فرعون اور ہامان اور انکے لشکر کی تدبیر کو کس طرح سے غلط کیا کہ اس بچہ کو اپنے گھر میں فرزند بنا کر پرورش کرنے لگے کہ انجام کار یہی بچہ انکے خاندان کی ہلاکت کا باعث ہوا۔ مگر بیوی کی ماں نے اپنی بیٹی سے کہدیا تھا کہ تو اجنبی بنکر اس صندوق کے ساتھ ساتھ دیکھتی جانا کہ دیکھیں کیا ہوتا ہے اور تجھکو کوئی نہ پہچانے پھر جب فرعون کے محل میں حضرت موسیٰ پہنچ گئے اور دودھ پلانے کے لیے انائیں ڈالی گئیں حضرت نے کسی کا بھی دودھ نہیں پیا حضرت مریم کے دیکھتے تھے تب انکی بہن نے کہا کہو تو میں تمکو ایک انا بتاؤں جو اسکو اچھی طرح سے دودھ پلائے اور دل سے پرورش کرے انہوں نے کہا بہت اچھا اسنے اپنی ماں کو بلوایا انہوں نے دودھ پلایا تو حضرت موسیٰ پینے لگے آخر کار پھر حضرت موسیٰ اپنی ماں کے پاس آگئے خدا نے اسکی آنکھیں ٹھنڈی کر دیں رنج دور کر دیا اور بنا وا کہ اللہ کا وعدہ سچا ہوتا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ اگر جانتے تو اسکے خدا سے ڈرتے اور رزق وغیرہ کی بابت جو اسنے وعدہ کیا ہے اسپر توکل کرتے و بیدلے مارے پھرتے دنیا کے لیے عقبیٰ برباد نہ کرتے۔ موسیٰ کی ماں نے جب انکو دریا میں ڈالا تو بیٹے کی محبت میں دل بے اختیار ہو گیا قریب تھا کہ چیخیں مار مار کر روتی مگر اللہ نے اُسکے دل کو صبر اور مضبوطی عطا کی۔ فالتقطہ التقاط برداشتن اٹھانا ربودن لیجانا اُچک لینا اسی لیے پڑی ہوئی چیز کو جسکو لوگ اُٹھا لیتے ہیں لقط کہتے ہیں اور پڑے ہوئے لڑکے کو جو اُٹھا لیتے ہیں یعنی لالا رانے کو لقیط۔ لیکون لہم یہ لام عربی میں لام عاقبت کہلاتا ہے نہ لام غرض یعنی موسیٰ کے اُٹھا لینے سے انکی غرض اپنا دشمن پالنا اور رنج مول لینا نہ تھا لیکن اسکا انجام یہ ہوا کانوا خٰطئین انکی یہ تدبیر غلط تھی وقالت امرات فرعون یہ محل کے اندر کی گفتگو ہے جب کہ بعض قیافے والوں نے یہ کہا کہ یہ بچہ کوئی بنی اسرائیل میں سے ہونہار معلوم ہوتا ہے کہیں یہ وہی نہ ہو جسکی خبر موسیٰ نے فرعون کی بیوی کے کہا نہ مارہ اسکے دل میں اسدنے موسیٰ کی بیشمار محبت ڈالدی تھی فرعون کے کوئی لڑکا نہ تھا کہا یہ میری اور تمہاری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے کسی شریف کا بچہ ہے نفع پہنچا دیگا یا ہم اسکو بیٹا بنالیں گے یعنی اگر بیٹا بھی نہ بنائیں گے تو بھی اس سے بھلائی کی توقع ہے۔ گرچہ اس صندوق میں فرعون کی بیٹے نے اٹھوا منگایا تھا مگر عارش بیوی نے کی اسلیے اس میں دونوں شریک تھے۔

وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَاسْتَوٰٓى اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ۭ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ وَدَخَلَ الْمَدِيْنَةَ عَلٰي حِيْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا

اور جب موسیٰ اپنی جوانی کو پہنچا اور سنبھلا حکمت و علم دیا۔ اور ہم نیکوکاروں کو ایسا ہی بدلا دیا کرتے ہیں۔ اور موسیٰ شہر میں آیا لوگوں کی بے خبری کے وقت

فَوَجَدَ فِيْهَا رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلٰنِ ۡ هٰذَا مِنْ شِيْعَتِهٖ وَهٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ ۚ فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِيْ مِنْ شِيْعَتِهٖ عَلَي الَّذِيْ مِنْ عَدُوِّهٖ ۙ فَوَكَزَهٗ

پھر وہاں دو شخصوں کو ہم لڑتے ہوئے پایا کہ ایک اسکی جماعت کا تھا اور دوسرا مخالفوں میں سے تھا پھر اسنے جو موسیٰ کے گروہ کا تھا اپنے دشمن پر موسیٰ سے مدد چاہی تب اُسکے موسیٰ نے

مُوْسٰى فَقَضٰى عَلَيْهِ ۡ قَالَ هٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِيْنٌ ۝ قَالَ رَبِّ اِنِّىْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ فَغَفَرَ لَهٗ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ

مکا مارا تو اسکا کام تمام کر دیا۔ موسیٰ نے کہا یہ کام شیطان کا تھا۔ بیشک شیطان صریح گمراہ کرنیوالا ہے۔ کہا اے میرے مالک میں اپنی جان پر مجھے بخش دے۔ پھر اسکو بخش دیا۔ بیشک وہ جو بخشنے والا مہربان ہے

قَالَ رَبِّ بِمَآ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ فَلَنْ اَكُوْنَ ظَهِيْرًا لِّلْمُجْرِمِيْنَ ۝ فَاَصْبَحَ فِي الْمَدِيْنَةِ خَاۗىِٕفًا يَّتَرَقَّبُ فَاِذَا الَّذِي اسْتَنْصَرَهٗ بِالْاَمْسِ يَسْتَصْرِخُهٗ ۭ قَالَ

کہا اے میرے مالک جیسے تو نے مجھ پر فضل کی قسم جو تو نے مجھ پر کیا میں گنہگاروں کا مددگار نہ بنونگا۔ پھر موسیٰ نے شہر میں سہمی ڈر نے انتظار کرتے ہوئے پھر کیا دیکھتا ہے کہ وہی شخص جسنے کل اسی سے مدد چاہی تھی اسکو چیختا ہوا موسیٰ

لَهٗ مُوْسٰٓى اِنَّكَ لَغَوِيٌّ مُّبِيْنٌ ۝ فَلَمَّآ اَنْ اَرَادَ اَنْ يَّبْطِشَ بِالَّذِيْ هُوَ عَدُوٌّ لَّهُمَا ۙ قَالَ يٰمُوْسٰٓى اَتُرِيْدُ اَنْ تَقْتُلَنِيْ كَمَا قَتَلْتَ نَفْسًۢا بِالْاَمْسِ

اُس سے کہا بیشک تو صریح گمراہ ہے۔ پھر جب موسیٰ نے قصد کیا کہ اپنے اور اُسکے دشمن پر ہاتھ دراز کرے تو یہ کہنے لگا اے موسیٰ تو مجھے قتل کیا چاہتا ہے جیسا کہ کل ایک کو تو قتل کر چکا ہے

اِنْ تُرِيْدُ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ جَبَّارًا فِي الْاَرْضِ وَمَا تُرِيْدُ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْمُصْلِحِيْنَ ۝ وَجَاۗءَ رَجُلٌ مِّنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ يَسْعٰى ۙ قَالَ يٰمُوْسٰٓى

تو یہی چاہتا ہے کہ ملک میں زبردستی کرتا پھرے اور تو نہیں چاہتا کہ اصلاح کرنے والوں میں سے ہو۔ اور ایک شخص شہر کے پرلے کنارے سے دوڑتا ہوا آیا کہنے لگا اے موسیٰ

اِنَّ الْمَلَاَ يَاْتَمِرُوْنَ بِكَ لِيَقْتُلُوْكَ فَاخْرُجْ اِنِّىْ لَكَ مِنَ النّٰصِحِيْنَ ۝ فَخَرَجَ مِنْهَا خَاۗىِٕفًا يَّتَرَقَّبُ ۭ قَالَ رَبِّ نَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝

درباریوں کے مشورہ کر رہے ہیں تیرے لیے کہ تجھے قتل کریں سو تو نکل جا البتہ میں تیرا خیر خواہ ہوں۔ پھر موسیٰ شہر سے نکلا ڈرتا انتظار کرتا ہوا کہنے لگا اے رب مجھے بچا لے قوم ظالم سے۔

ترکیب

اَتَیْنٰہُ جواب لما محل میں فعلہ حال من المدینۃ و یجوز ان یکون حالا من الفاعل ای مختفیا۔ ہذا من الخبر المجتمعان فی موضع نصب صفۃ لرجلین ای اقتتلا بالقسم والجواب محذوف دل علیہ فلن اکون و یمکن ان یکون المعنی یحمی انفا مما یفعلہ عدی الفاعل ای مغضبا حالا من فاعل صریح یترقب بل ہنا اوکد لہا یسعی صفۃ اخری لرجل او حال والاستمرار للنشاط لان کل محدث من المنشاوین یلازم صاحبہ بشبی او یشیر علیہ بامر۔

تفسیر

الغرض موسیٰ جب بھرپور جوان ہو گئے تو خدا نے انکو حکم یعنی دانائی اور حکمت دی اور علم عطا کیا یعنی صالح اور باخدا اٹھے لیکن ہنوز نبوت نہیں عطا ہوئی تھی بعض کہتے ہیں اشدہ اور استوی کے ایک ہی معنی ہیں اور قوی یہی ہے کہ دونوں لفظوں کے جدا جدا معنی ہیں اشد بلوغ اور استوی جہانتک بڑھنے کی حد ہو بڑھ چکنا۔ ابن عباس کہتے ہیں اشد کا اعتدہ برس سے تیس تک کا زمانہ ہے اور استوی تیس سے لیکر چالیس تک کا (نیشاپوری) دخل المدینۃ علی حین غفلۃ اہلہا سے کونسا شہر مراد ہے کہ جہاں لوگوں کو غافل پاکر حضرت موسیٰ چلے گئے تھے اور غافل پاکر جانیکا کیا سبب تھا؟ اس بارہ میں علماء مفسرین نے کئی قول لکھے ہیں بہت لوگ کہتے ہیں کہ شہر مصر سے دو فرسخ کے فاصلہ پر فرعون نے اپنے رہنے کو ایک مجدی بستی آباد کی تھی وہاں موسیٰ کے آنے کی ممانعت تھی کیسلیے کہ اپنے عالمانہ اور حکیمانہ خیالات سے حضرت موسیٰ فرعونیوں کے طریقہ پر بہ تعرض ہوا کرتے تھے نگہبانوں کی آنکھ بچا کر ایک روز آپ وہاں چلے گئے پھر وہاں یہ قصہ پیش آیا کہ ایک مصری اور ایک اسرائیلی کو باہم لڑتے دیکھا مصری اپنی قومی شوکت کے گھمنڈ پر زیادتی کر رہا تھا اسرائیلی نے موسیٰ سے فریاد کی آپ نے چھڑانے کی غرض سے مصری کے سینہ میں ایک ہاتھ مار کر دھکا دیا شہ زور آدمی تھے اُسکے دل پر کوئی صدمہ پہنچا مر گیا گرچہ یہ موت ناگہانی تھی اسمیں موسیٰ کا کوئی قصور نہ تھا مگر ہاتھ ایک آدمی کے ہاتھ سے ضائع ہوا اسلیے افسوس کیا اور اسکو شیطانی کام کہا اور خدا سے استغفار کیا۔ اس واقعہ سے حضرت موسیٰ پر طعن کرنا اور عصمت انبیاء میں کلام کرنا بیفائدہ بات ہے موسیٰ کا اسمیں مرتکب گناہ ہی کیا تھا دوسرے اس وقت تک آپ نبی ہی کہاں ہوئے تھے نبوت تو مدین سے واپس آتے وقت ملی جیسا کہ قرآن مجید سے صاف ظاہر ہے فعلتہا اذا وانا من الضالین۔ حضرت حکیم لما حتکم و ہب لی ربی حکما (شعراء) پس موسیٰ نے قسم کھائی کہ آئندہ مجرموں کی کبھی مدد نہ کرونگا۔ مدد تو اسرائیلی کی کی تھی وہ مظلوم تھا مجرم نہ تھا پھر یہ کیا فرمایا کہ آئندہ مجرموں کی مدد نہ کرونگا پہلے کہہ چکے تھے کہ مجرموں کی مدد کی تھی اور اگر وہ اسرائیلی مجرم تھا اور موسیٰ نے حمیت قومی سے اسکی مدد کی تھی تو پھر موسیٰ کے گناہ میں کیا کلام باقی رہا؟ ہو سکتا ہے جواب

وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَآءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يَّهْدِيَنِيْ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ۝ وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ اُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسْقُوْنَ ۝ وَوَجَدَ

اور جب موسیٰ نے مدین کی طرف رخ کیا تو کہا امید ہے کہ اللہ مجھے سیدھا رستہ بتا دے۔ اور جبکہ مدین کے پانی پر پہنچا تو لوگوں کا مجمع پایا جو پانی پلا رہے تھے۔ اور ان سے

مِنْ دُوْنِهِمُ امْرَاَتَيْنِ تَذُوْدٰنِ ۚ قَالَ مَا خَطْبُكُمَا ۭ قَالَتَا لَا نَسْقِيْ حَتّٰى يُصْدِرَ الرِّعَآءُ ۭ وَاَبُوْنَا شَيْخٌ كَبِيْرٌ ۝ فَسَقٰى لَهُمَا ثُمَّ تَوَلّٰٓى اِلَى الظِّلِّ

الگ دو عورتیں دیکھیں جو اپنے چارپایوں کو روکے ہوئے تھیں موسیٰ نے ان سے پوچھا کہ تمہارا کیا حال ہے انہوں نے کہا کہ ہم پانی نہیں پلاتے جب تک چرواہے ہٹا نہ لے جائیں اور ہمارا باپ بڑھاپے کی وجہ سے کمزور ہے۔ پھر موسیٰ نے انکے جانوروں کو پانی پلا دیا اور پھر سایہ کی طرف آیا

فَقَالَ رَبِّ اِنِّىْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ ۝ فَجَآءَتْهُ اِحْدٰىهُمَا تَمْشِيْ عَلَى اسْتِحْيَآءٍ ۡ قَالَتْ اِنَّ اَبِيْ يَدْعُوْكَ لِيَجْزِيَكَ اَجْرَ مَا سَقَيْتَ

پھر کہنے لگا اے رب تو جو کچھ خیر میرے پاس بھیجے تو میں محتاج ہوں۔ پھر ان دونوں میں سے ایک عورت موسیٰ کے پاس آئی جو شرم سے چلتی تھی۔ کہنے لگی میرے باپ نے تجھے بلایا ہے کہ تیری پانی کی اجرت دے۔

فَلَمَّا جَآءَهٗ وَقَصَّ عَلَيْهِ الْقَصَصَ ۙ قَالَ لَا تَخَفْ ۡ نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ قَالَتْ اِحْدٰىهُمَا يٰٓاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ ۡ اِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِيُّ

پھر جب موسیٰ اسکے پاس آئے اور قصہ بیان کیا تو اسنے کہا خوف نکر تو قوم ظالم سے بچ آیا۔ انمیں سے ایک نے کہا اے باپ اسکو نوکر رکھ لے اسلئے کہ تو نوکر رکھے تو قوی امانت دار ہونا

الْاَمِيْنُ ۝ قَالَ اِنِّيْٓ اُرِيْدُ اَنْ اُنْكِحَكَ اِحْدَى ابْنَتَيَّ هٰتَيْنِ عَلٰٓى اَنْ تَاْجُرَنِيْ ثَمٰنِيَ حِجَجٍ ۚ فَاِنْ اَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ ۚ وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اَشُقَّ عَلَيْكَ ۭ

بہتر ہے۔ بڑھے نے کہا میں چاہتا ہوں کہ اپنی ان دو بیٹیوں میں سے ایک کا تجھ سے ساجھا کر دوں اس شرط پر کہ تو آٹھ برس تک میری نوکری کرے۔ پھر اگر دو برس کے کرنے تو تیری طرف سے مہربانی ہے۔ اور میں تجھ پر سختی کرنا نہیں چاہتا

سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ قَالَ ذٰلِكَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ ۭ اَيَّمَا الْاَجَلَيْنِ قَضَيْتُ فَلَا عُدْوَانَ عَلَيَّ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ۝

تو مجھے ان شاء اللہ اچھے لوگوں میں سے پاویگا۔ موسیٰ نے کہا یہ عہد ہو میرے تیرے بیچ۔ ان دو مدتوں میں جس مدت کی میں پوری کروں تو مجھ پر زیادتی نہو اور اللہ گواہ ہے جسے ہم قول قرار پر۔

✦ ترکیب ✦

علی تجہا حال ماسقیت ماسصدریۃ ان تاجرنی فی موضع الحال وثمانی ظرف۔ فمن عندک یجوز ان یکون خبر مبتدا محذوف ای فاتمامہ من عندک او فعلہ من عندک او فضلا من عندک۔ الرعاء جمع راع نحو تاجر وتجار وقیل اسم جمع۔ الذود المنع۔

✦ تفسیر ✦

یہ ہو کہ ہر چند اسرائیلی مجرم نہ تھا زیادتی مصری کی تھی مگر شہر ہو ایک ہاتھ سے تالی نہیں بجتی بہرحال ہزاروں میں لونا پالنا کسی ہوناصالحین کی سیرت نہیں انکو کوئی برا بھلا بھی کہتا ہو تو صبر ہی کیا جاتے ہے آماہ جنگ نہیں ہوتے اسلیے اس اسرائیلی کو لگے رونا آپ ایک لونڈی ہیں کہا اس لحاظ سے حضرت نے اسکو بھی مجرم ہی قرار دیا اور قصد کیا کہ آئندہ سے ایسے جھگڑوں میں پڑ دیگا مگر خدا کی قدرت اگلے روز اسی اسرائیل کا کسی اور شخص سے بازار میں جھگڑا ہو رہا تھا موسیٰ کو دیکھ کر پھر اپنے فریاد کی آپ نے خفا ہو کر اسکو فرمایا کہ تو بڑا بیہودہ ہے ہر روز لوگوں سے لڑا کرتا ہے ان کو چھوڑ اور ہاتھ بڑھا کر الگ کر دینا چاہا تو اس بیہودہ اسرائیلی نے اس اپنی خفگی کی بات سے یہ سمجھا کہ میرے مارنے کو ہاتھ بڑھایا ہے اسلیے موسیٰ کہا چڑھ کے کہ آپ نے کل ایک مصری کو مار ڈالا آج مجھے بھی مارنا چاہتے ہیں اس کے اس کہنے سے راز قتل افشا ہو گیا خبر فرعون کے دربار تک پہنچی انکے اعتراضات اور تنفر کی وجہ سے وہ پہلے ہی ناراض اور برافروختہ تھے اب تو اور بھی غضبناک ہو گئے اور انتقام میں موسیٰ کو قتل کرنیکی تدبیر کرنے لگے فرعونیوں میں سے ایک نیک دل موسیٰ کا خیر خواہ بھی تھا وہ دوڑا ہوا آیا اور موسیٰ کو خبر دی اور کہا آپ یہاں سے بھاگ جایئے حضرت موسیٰ اسی حالت میں نکل کھڑے اور مدین کیطرف رخ کیا۔ یہ ایک بستی تھی فرعون کے عملداری سے باہر عرب میں ابراہیم علیہ السلام کے اولاد کے لوگوں کی تھی حضرت شعیب ایک پیر مرد اسی بستی میں رہتے تھے انکی صرف دو لڑکیاں تھیں بکریوں کی گلہ بانی کرتی تھیں کنوئیں سے ڈول کھینچکر جب گلہ پانی پلا چکتے تو بچا ہوا پانی اور اپنی دیرانی بکریوں کو روکے کھڑی رہتی تھیں اتفاقاً حضرت کئی دن کا سفر طے کر کے مدین آئے اور اسی کنوئیں پر پہنچے سایہ درخت کے تلے بیٹھے ہوئے دیکھ رہے تھے لڑکیوں سے پوچھا تم یوں نہیں پلاتیں انہوں نے کہا ہمسے کچھ نہیں ہو سکتا ہمارا باپ بڑھاپے کی وجہ سے نہایت کمزور ہے اسلیے ہم اپنی بکریوں کو پانی پلا دیا کرتی ہیں جب تک چرواہے ہٹ نہ جائیں ہم کنوئیں پر نہیں آ سکتیں حضرت موسیٰ اٹھے اور سب قصہ بیان کیا شعیب نے فرمایا خوف نکھا اللہ نے تجھ کو نجات دی۔ پھر کہا میں ان دونوں لڑکیوں میں سے ایک کا تجھ سے ساتھ نکاح کرنا چاہتا ہوں اس شرط پر کہ آپ آٹھ برس تک میرے ہاں کام کاج کریں اور دس پورے کر دیں تو آپ کی مہربانی اور میں آپ کو تکلیف دو نکا آخر نکاح ہوا اور یہی قول قرار پر اللہ کو ضامن کر کے حضرت موسیٰ ہاں رہنے لگے۔ یہ آٹھ برس کی نوکری گویا حضرت کا مہر تھا اس وقت بجائے مال کے خدمات بھی مہر قرار پا سکتی تھیں۔ بعض علماء نے اس سے اور نیز بعض احادیث سے جنمیں آنحضرت صلعم نے قرآن پڑھانا مہر قرار دیا ہے آج کل بھی اس قسم کا مہر مقرر کرنا جائز قرار دیا ہے جیسا کہ ظاہر یہ کہتے ہیں امام ابوحنیفہ مال ہی کو مہر قرار دیتے ہیں بدلیل قولہ تعالیٰ ابتغوا باموالکم الآیہ۔

فَلَمَّا قَضٰى مُوْسَى الْاَجَلَ وَسَارَ بِاَهْلِهٖٓ اٰنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ نَارًا ۚ قَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ جَذْوَةٍ مِّنَ النَّارِ

پھر جب موسیٰ نے مدت پوری کر چکا اور اپنے گھر کو لیکر چلا تو (راستہ میں) کہ طور کی طرف سے ایک روشنی دیکھی گھر والوں سے کہا تم ٹھہرو میں نے آگ دیکھی ہے امید کرتا ہوں کہ وہاں سے تمہیں خبر لاکر دوں یا آگ کا انگارا

لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ۝ فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِيَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَيْمَنِ فِي الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ اَنْ يّٰمُوْسٰٓى اِنِّيْٓ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

تاکہ تم تاپو۔ پھر جب انکے پاس آیا تو داہنی طرف کی وادی کے کنارہ سے بابرکت زمین میں درخت سے یہ آواز آئی کہ اے موسیٰ میں ہوں اللہ جہان کا پروردگار کرنے والا۔

وَاَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ۭ فَلَمَّا رَاٰىهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَاۗنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ ۭ يٰمُوْسٰٓى اَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ ۡ اِنَّكَ مِنَ الْاٰمِنِيْنَ ۝ اُسْلُكْ يَدَكَ

اور یہ کہ تو اپنا عصا ڈال دے۔ پھر جب اسکو دیکھا کہ سانپ کی طرح لہرا رہا ہے تو الٹا بھاگا اور پیچھے پھر کر نہ دیکھا ہے موسیٰ سامنے آ اور ڈر نہیں۔ تجھکو کچھ خطرہ نہیں۔ اپنے گریبان میں

فِيْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاۗءَ مِنْ غَيْرِ سُوْۗءٍ ۭ وَاضْمُمْ اِلَيْكَ جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهْبِ فَذٰنِكَ بُرْهَانٰنِ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ ۭ اِنَّهُمْ

اپنا ہاتھ ڈال کر وہ سفید ہو کر نکلیگا بے عیب اور خوف سے اپنے دونوں بازو اپنی طرف طالا (یعنی اطمینان کی) تو پس یہ دو سند ہیں تیرے رب کی طرف سے فرعون اور اسکے سرداروں کے پاس جانیکے لیے

كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ۝ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ قَتَلْتُ مِنْهُمْ نَفْسًا فَاَخَافُ اَنْ يَّقْتُلُوْنِ ۝ وَاَخِيْ هٰرُوْنُ هُوَ اَفْصَحُ مِنِّيْ لِسَانًا فَاَرْسِلْهُ مَعِيَ

وہ بدکار لوگ تھے۔ موسیٰ نے کہا اے رب میں نے انکے ایک آدمی کو قتل کیا ہے سو خوف ہے کہ مجھے مار ڈالیں۔ اور میرا بھائی ہارون وہ مجھسے فصیح اللسان ہے سو اسکو میرے ساتھ مدد کو

رِدْاً يُّصَدِّقُنِيْٓ ۡ اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يُّكَذِّبُوْنِ ۝ قَالَ سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِاَخِيْكَ وَنَجْعَلُ لَكُمَا سُلْطٰنًا فَلَا يَصِلُوْنَ اِلَيْكُمَا ۚ بِاٰيٰتِنَآ ۚ اَنْتُمَا

بلا بھیج کہ میری تصدیق کرے کہ میں ڈرتا ہوں کہ مجھے جھٹلا دینگے۔ فرمایا ہم تیرے بھائی سے تیرا بازو قوی کرینگے اور تمکو غلبہ دینگے پھر وہ تم تک نہ پہنچ سکیں گے ہماری نشانیوں کے سبب تم

وَمَنِ اتَّبَعَكُمَا الْغٰلِبُوْنَ ۝ فَلَمَّا جَاۗءَهُمْ مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّفْتَرًى وَّمَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَاۗىِٕنَا الْاَوَّلِيْنَ ۝ وَقَالَ مُوْسٰى رَبِّيْٓ اَعْلَمُ

اور تمہارے پیرو غالب رہینگے۔ پھر جب موسیٰ انکے پاس ہماری کھلی نشانیاں لیکر آیا تو بولے کیا یہ گڑھا ہوا جادو ہے اور ہمنے اسکو اپنے اگلے باپ دادا میں سنا بھی نہیں۔ اور موسیٰ نے کہا میرا رب خوب جانتا ہے اسکو

بِمَنْ جَاۗءَ بِالْهُدٰى مِنْ عِنْدِهٖ وَمَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ

جو ہدایت لیکر آیا اسکے ہاں سے اور اسکے لیے دار آخرت کی خوبیاں ہونگی۔ البتہ ستمگار فلاح نہیں پاتے۔ اور فرعون نے کہا اے سردارو میں نہیں جانتا کہ میرے سوا تمہارا کوئی اور

غَيْرِيْ ۚ فَاَوْقِدْ لِيْ يٰهَامٰنُ عَلَى الطِّيْنِ فَاجْعَلْ لِّيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ اَطَّلِعُ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى ۙ وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝

معبود بھی ہے۔ پھر اے ہامان آگ تو میرے لیے گارے پر جما کر میرے لیے ایک بلند محل بنا کہ موسیٰ کے خدا کے پاس چڑھ کر جاؤں اور میں تو اسکو جھوٹا ہی سمجھتا ہوں۔

ترکیب

شاطئی الوادی جانبہ ومن الاولی والثانیۃ یکلتا ہما لابتداء الغایۃ ای اتاہ النداء من شاطئی الوادی من قبل الشجرۃ فالثانیۃ بدل الاولی بدل الاشتمال لان الشجرۃ کانت نابتۃ علی الشاطئ۔

جب موسیٰ وہ میعاد پوری کر چکے تو بیوی کو لیکر وطن (مصر) کی طرف چلے سردی کا موسم تھا رستہ میں رات میں بھول گئے تھے گھر کے لوگوں سے کہا کہ وہ جو دور سے جنگل میں آگ چمک رہی ہے تو تم یہیں ٹھہرو میں وہاں جاکر دریافت کرتا ہوں یعنی رستہ کیلیے کہ اس آگ کے پاس کوئی ہوگا اور جو آگ یا وہ ہوئی تو اسمیں سے ایک انگارا بھی تمہارے تاپنے کو لاؤنگا جب موسیٰ وہاں آئے تو رستہ کے دائیں جانب ایک جنگل کی پاک جگہ میں ایک درخت سے یہ آواز آئی کہ اے موسیٰ میں ہوں اللہ رب العالمین۔ یہ وادی کہ جہاں درخت ہیں سے دور سے رات کو موسیٰ کو آگ دکھائی دی تھی کوہ طور کی وادی ہے قلزم کے قریب اسکی دونوں شاخوں کے درمیان تین سے ایک دو روز کے فاصلہ پر مصر جاتے ہوئے یہ وادی ملتی ہے۔ الغرض موسیٰ نے جو دور سے آگ کا شعلہ دیکھا تھا دراصل وہ آگ نہ تھی تجلی الٰہی کی روشنی تھی چنانچہ جب وہاں آئے تو خدا سے ہمکلام ہوئے آگ لینے آئے تھے نبوت ملگئی۔ وہیں عصا اور یدبیضا کے دو معجزے ملے اور حکم ہوا کہ فرعون کو جاکر سمجھا دو حالانکہ میری زبان میں لکنت ہے میرے ساتھ میرے بھائی ہارون کو بھی مدد گار کر دے چنانچہ آئے اور فرعون سے ملے اور معجزے دکھائے وہ کب مانتا تھا آخر وہ اور اسکا تمام لشکر قلزم میں غرق ہوا۔ یہ قصہ اور سورتوں میں مفصل ہے یہاں مختصر کر دیا گیا کیونکہ جس غرض سے بیان ہوا وہ اسی قدر میں حاصل ہوگئی۔ اب کلام اسمیں ہے کہ درخت میں سے جو آواز آئی اور موسیٰ نے سنائی وہ کس کی آواز تھی؟ فرشتہ کی یا خود خدا تعالیٰ کی۔ اگر فرشتہ کی آواز تھی تو اسنے کیونکر کہا کہ اللہ میں ہوں اگر خدا تعالیٰ کی تھی تو اسکا کلام آواز اور حروف سے پاک ہے جیسا کہ محققین کا مذہب ہے۔

وَاسْتَكْبَرَ هُوَ وَجُنُودُهُ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَظَنُّوا أَنَّهُمْ إِلَيْنَا لَا يُرْجَعُونَ ۝ فَأَخَذْنَاهُ وَجُنُودَهُ فَنَبَذْنَاهُمْ فِي الْيَمِّ فَانْظُرْ

اور فرعون اور اُسکے لشکر نے ناحق ملک میں سرکشی کی اور سمجھ لیا کہ ہماری طرف لوٹ کر نہ آویگے۔ پھر ہمنے اسکو اور اسکے لشکر کو پکڑا پھر انکو دریا میں پھینکدیا پھر دیکھ

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظَّالِمِينَ ۝ وَجَعَلْنَاهُمْ أَئِمَّةً يَدْعُونَ إِلَى النَّارِ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يُنْصَرُونَ ۝ وَأَتْبَعْنَاهُمْ فِي هَٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ

کیسا انجام ہوا ستمگاروں کا۔ اور ہمنے اُنکو پیشوا بنایا گمراہی میں لوگوں کو جہنم کیطرف بلایا کرتے تھے اور قیامت کے دن انکو مدد نہ پہنچیگی۔ اور ہمنے اس دنیا میں انپر لعنت پیچھے رکھی اور قیامت کے دن

هُم مِّنَ الْمَقْبُوحِينَ ۝ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ مِن بَعْدِ مَا أَهْلَكْنَا الْقُرُونَ الْأُولَىٰ بَصَائِرَ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ

وہ خراب خستہ ہونگے۔ اور ہمنے موسیٰ کو کتاب دی بعد اسکے کہ ہم پہلے قرنوں کو ہلاک کر چکے تھے۔ وہ کتاب لوگوں کے لیے بینائی اور ہدایت اور رحمت تھی تاکہ وہ

يَتَذَكَّرُونَ ۝ وَمَا كُنتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ إِذْ قَضَيْنَا إِلَىٰ مُوسَى الْأَمْرَ وَمَا كُنتَ مِنَ الشَّاهِدِينَ ۝ وَلَٰكِنَّا أَنشَأْنَا قُرُونًا فَتَطَاوَلَ

سمجھیں۔ اور اے محمد تو غربی سمت موجود نہ تھا جب کہ ہمنے موسیٰ کے پاس حکم بھیجا اور نہ تو دیکھتا تھا۔ ولیکن ہمنے قرن پیدا کیے پھر انپر مدتیں

عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ وَمَا كُنتَ ثَاوِيًا فِي أَهْلِ مَدْيَنَ تَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِنَا وَلَٰكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِينَ ۝ وَمَا كُنتَ بِجَانِبِ الطُّورِ إِذْ نَادَيْنَا

دراز گزر گئیں۔ اور نہ تو مدین کے لوگوں میں رہا کرتا تھا جو انکو ہماری آیتیں سُنایا کرتا تھا لیکن ہم رسول بھیجتے رہے۔ اور نہ تو کوہ طور کے کنارہ پر موجود تھا جبکہ ہمنے موسیٰ آواز دی

وَلَٰكِن رَّحْمَةً مِّن رَّبِّكَ لِتُنذِرَ قَوْمًا مَّا أَتَاهُم مِّن نَّذِيرٍ مِّن قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ۝

لیکن تیرے رب کی رحمت ہے کہ تو اُس قوم کو ڈر سنادے کہ جنکے پاس تجھسے پہلے کوئی ڈر سنانے والا نہیں آیا تاکہ وہ سمجھیں۔

کیونکہ یہ باتیں جسمانی چیزوں کے کلام میں ہوتی ہیں۔ اسکے جواب میں مفسرین نے توجیہیں کہدیا کہ اللہ تعالیٰ کسی جسمانی چیز کے ذریعہ سے کلام کر سکتا ہے یعنی اپنا کلام ایسی پیدا کرکے سنوا دیتا ہے پتھر کے طرف تھا جب کہ تو پتھر انکی طرف سے زبان بنکر کلام کرنے لگا درخت کی طرف کی تو وہ بولنے لگا۔ ماوراء النہر کے علماء اہل السنۃ والجماعۃ کہتے ہیں کہ وہ کلام قدیم جو اللہ کی ذات سے قائم ہے سنا نہیں جا سکتا اور جو درخت میں سے سُنا گیا وہ ایک آواز اور حروف تھے جو اسکے کلام پر دلالت کرتے تھے۔ شعری فرماتے ہیں کہ وہ کلام کہ جو نہ آواز کے ذریعہ سے ہو نہ حروف کے وہ بھی ممکن ہے کہ سُنائی دیجائے جیسا کہ ذاتِ الٰہی جو نہ جسم ہے نہ عرض ہی ممکن ہے کہ دکھائی دیجائے (نیشاپوری) خلاصہ جواب یہ کہ نوشتہ کی آواز نہ تھی۔

بات یہ تھی کہ اس درخت پر خدا کی تجلی ہوئی اور موسیٰ وہاں پہنچے تو وہاں انکی روح کو انکشاف ہوا روحانی طور پر خدا تعالیٰ سے ہمکلام ہوئے پس اس مذکور آواز و حروف ظاہری کی حاجت نہیں ایسی باتوں کی پوری کیفیت حیطۂ بیان سے بھی باہر ہے۔

بعض فلسفیانہ خیالات کے مسلمان اس روشنی کے فاسفورس کے سبب سے بیان کرتے ہیں اور اس آگ اور پھر دونوں چیزوں کی بھی عجب عجب سر باتیں کرتے ہیں جو محض بیفائدہ بات ہو دیوم القیٰمۃ ہم من المقبوحین تک فرعون اور موسیٰ کا قصہ تھا اسکو تمام کرکے ولقد اٰتینا موسی الکتٰب الخ سے اس قصہ کے نتائج کیطرف اشارہ کرتا ہے کہ جب پہلے قرن یعنی ملنے والے ہلاک ہو چکے تو خلق کی رہنمائی کے لیے ہمنے موسیٰ کو مبعوث کیا اُسکو یہ باتیں پیش آئیں جنگل میں کلام کیا معجزات دیے اور کتاب یعنی تورات عطا کی جو بصارت اور ہدایت اور رحمت تھی سمجھداروں کے لیے اسی طرح موسیٰ کے بعد جب گمراہی کا ایک مدت دراز گزر گیا خلق کی ہدایت کے لیے اے محمد تجھکو مبعوث کیا اور تجھپر قرآن نازل کیا جسمیں گزشتہ انبیاء کے صحیح صحیح واقعات تجھپر ظاہر کیے ورنہ اے محمد نہ تو آپ جانب غربی میں تھے یعنی اُس مکان میں جو غربی سمت تھا جہاں کہ ہمنے موسیٰ کو وحی بھیجی۔ اس سے مراد کوہ طور کی وادی ہے جو عرب میں غربی سمت پر واقع ہے۔ یا اسی وادی کے غربی جانب مراد ہے وما کنت من الشٰھدین اور نہ تو اس معاملہ کا دیکھنے والا تھا۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں یہ معنی ہوسکتے کہ نہ تو آپ اس جگہ موجود تھے اور جو موجود بھی ہوتے تو ان وقائع کو نہ دیکھتے ولکنا انشانا قرونا لیکن موسیٰ کے عہد سے لیکر تیرے زمانہ تک بہت سے قرن پیدا کیے فطال علیھم العمر پس بعد زمانہ کی وجہ سے علوم اور شرائع معدوم ہو گئے تھے تو ہم پر رسول بھیجنا ضرور ہوا پھر تفصیل کرتا ہے وما کنت ثاویا اے محمد فی اہل مدین کہ نہ تو مدین میں اسکا رہتا تھا جو تتلوا علیھم اٰیٰتنا تو ان کہ والوں کو انکے حالات بتارہا ہے (مقاتل) اور ضحاک کہتے ہیں ہر قرن مدین اور اول کل رسول تھا بلکہ انکا اور رسول تھا شعیبؑ اور رسول ہے جو سب کے بعد آیا وما کنت بجانب الطور اذ نادینا اور نہ تو کوہ طور کے پاس تھا جبکہ ہمنے موسیٰ کو پکارا۔ یہ موسیٰ کے کسی دوسرے واقعہ کیطرف اشارہ ہے جبکہ ستر آدمیوں کو لیکر گئے تھے ولکن رحمۃ من ربک لیکن تیرے رب نے اپنے فضل سے تجھپر وحی کی اور یہ اسلیے من ربک فرمایا کہ تو ان لوگوں کو متنبہ کرے کہ جنکے پاس رسول نہیں آیا وہ تیرے زمانہ کے لوگ ہیں اعلھم یتذکرون تاکہ وہ سمجھیں اور ہدایت پاویں۔

وَلَوْلَآ اَنْ تُصِيْبَهُمْ مُّصِيْبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ فَيَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ انکے اعمال کی شامت سے انپر مصیبت پڑنے پر وہ یہ نہ کہتے کہ ہمارے پاس کیلیے رسول نہیں بھیجا کہ ہم تیری آیتوں کے تابع ہوتے اور ایمان لاتے تو ہم بھیجتے۔

فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْا لَوْلَآ اُوْتِيَ مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى ۭ اَوَلَمْ يَكْفُرُوْا بِمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ ۚ قَالُوْا سِحْرٰنِ تَظٰهَرَا ۡ

پھر جب کہ انکے پاس ہمارے ہاں سے حق آگیا تو کہہ دیا کہ اسکو کیوں ایسی چیز نہ دی گئی جو موسیٰ کو دی گئی تھی کیا انھوں نہیں کہا تھا جو پہلے موسیٰ کو دیا گیا تھا۔ کہدیا دونوں جادو ہیں ہم سراسر

وَقَالُوْٓا اِنَّا بِكُلٍّ كٰفِرُوْنَ ۝ قُلْ فَاْتُوْا بِكِتٰبٍ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ هُوَ اَهْدٰى مِنْهُمَآ اَتَّبِعْهُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكَ

اور کہدیا ہم ہر ایک کے منکر ہیں۔ کہہ تو پھر کوئی ایسی کتاب لاؤ اللہ کے پاس سے جو ان دونوں سے ہدایت میں بڑھ کر ہو کہ میں اسپر چلوں اگر تم سچے ہو۔ پھر اگر تمہارا کہنا نہ کریں

ع ۵ فَاعْلَمْ اَنَّمَا يَتَّبِعُوْنَ اَهْوَاۗءَهُمْ ۭ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰىهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝

تو جان لے کہ وہ صرف اپنی خواہشوں کے تابع ہیں۔ اور اس سے کون زیادہ گمراہ ہے جو ہدایت اللہ کے بغیر اپنی خواہش پر چلتا ہے۔ بیشک اللہ ہدایت نہیں کرتا قوم ظالم کو۔

ترکیب

لولا کلمہ شرط ان تصیبھم ان مصدریہ بما تصیبھم سے متعلق اے لولا اصابۃ المصیبۃ علیھم بسبب مالے اعمال سیئۃ قدمت والعائد محذوف اے اعمال کسبوھا فیقولوا عطف تفسیر یا تعقیب کے لیے پورے جملہ مقدمہ سے یعنی لو وقع علیھم المصیبۃ باعمالھم لقالوا ربنا الخ یہ سب جملہ جزا شرط میں ہے جواب محذوف ما ارسلناک الیھم رسولا قالوا سحران جملہ بیان ہے او لم یکفروا کا ساحران بالالف ای موسیٰ وھارون وقیل موسیٰ ومحمد وبغیر الالف سحران القرآن والتوراۃ۔

تفسیر

لولا ان تصیبھم مصیبۃ یہاں سے پھر اسی رسولوں کے بھیجنے کے مسئلہ کو مدلل کرتا ہے کہ ہم اس لیے بھی رسول بھیجا کرتے ہیں کہ لوگ جب انپر انکے اعمال بد کی شامت سے عذاب آوے یہ نہ کہنے لگیں کہ اگر اللہ ہمارے پاس رسول بھیجتا تو ہم آیات الٰہی پر چلتے ایماندار ہو جاتے اس مصیبت کو نہ دیکھنے کیلیے کہ پھر برے کام ہی نہ کرتے۔ اس الزام دفع کرنے کے لیے بھی اللہ تعالیٰ نے دنیا میں انبیاء بھیجے تاکہ پھر کسی کو کوئی عذر باقی نہ رہے لیکن ظالم جاہل الحق الخ جب انکے پاس دین حق آیا تو اسمیں شبہات کرنے لگے کہ لولا اوتی مثل ما اوتی موسیٰ اس رسول کو ایسے معجزے کیوں نہ دیے گئے جو موسیٰ کو دیے گئے تھے عصا کا سانپ بنجانا ید بیضا وغیرہ۔ خدا تعالیٰ انکے اس شبہ کا جواب بتاتا ہے اولم یکفروا بما اوتی موسیٰ من قبل قالوا سحران تظاہرا کہ کیا اگلے لوگوں نے موسیٰ کا پہلے انکار نہیں کر دیا ہے اور کہدیا کہ دونوں بھائی جادوگر ہیں ایک دوسرے کا مددگار بنگیا ہے۔ قریش نے یہود مدینہ کے کہنے سے یہ کہا تھا کہ موسیٰ کے مانند معجزات دکھاؤ ورنہ ہم تمکو نہ مانیں گے اور یہ قریش اب بھی موسیٰ کو کب مانتے ہیں دونوں بھائیوں کو ساحر کہتے ہیں۔ جس نے ساحران پڑھا ہے تب تو معنی ظاہر ہیں اور جس نے سحران پڑھا ہے تب یہ مبالغہ پر محمول ہوگا جیسا کہ زید عدل یا سحران بمعنی ذوسحران۔ بعض مفسرین کہتے ہیں سحران تظاہرا سے انکی مراد توریت وقرآن ہے جو اپنے مضامین کی مطابقت کی وجہ سے ایک دوسرے کی تصدیق کرتی ہیں اور یہی تظاہر یعنی باہم مدد کرنا ہے۔ اور اسی پر بس نہیں بلکہ وقالوا انا بکل کافرون یہ بھی کہدیا کہ ہم سب کے منکر ہیں نہ توریت کو مانتے ہیں نہ قرآن کو نہ موسیٰ و ہارون کو نہ محمد کو۔ اسکے جواب میں فرماتا ہے یہ تو تم بھی مانتے ہو کہ اللہ اپنے بندوں پر لطف وکرم کرتا ہے انکی سخت ضرورتوں کو دفع کرتا ہے۔ ماں کے پیٹ سے نکلتے ہی بچہ کے لیے دودھ تیار کر دیتا ہے وقت پر مینہ برساتا ہے طیور کو پر اور درندوں کو دانت اور چنگل عطا کرتا ہے۔ پھر انسان کی اس سے بڑھکر اور کیا ضرورت ہے کہ اختلاف عقول عادات کے وقت دار آخرت اور راہ راست بتانے کے لیے اسکے پاس کوئی ایسا بھی دستور العمل آنا چاہیے کہ جسپر چلے قل فاتوا بکتاب من عند اللہ ہو اہدی منہما اتبعہ ان کنتم صدقین اب تم کوئی کتاب الٰہی توریت اور قرآن سے بہتر بتاؤ کہ میں بھی اسپر چلوں اگر تم سچے ہو۔ فان لم یستجیبوا لک فاعلم انما یتبعون اہواءہم پس اگر وہ کوئی ایسی کتاب لاکر تمکو ظاہر ہو جائیگا کہ وہ اپنی خواہش نفسانی کے پیرو ہیں جھوٹی حجتیں کرتے ہیں ومن اضل الخ اور جو ایسا کرتا ہے اس سے زیادہ کون گمراہ ہے؟ یہ ہٹ دھرم بے انصاف ہیں اور ہٹ دھرم بے انصافوں کو ہدایت نصیب نہیں ہوتی۔ غرض یہ کہ رسول نہ آتا تو یوں عذر کرتے اور وہ بھی جب کہ انپر عذاب آتا نہ کہ اپنے کفر پر آخرت میں آپ نادم ہوتے (بل رسے تمہارا کفر) اور جو رسول آیا تو یوں کہنے لگے۔ پھر ایسوں کو ہدایت کہاں؟ ازلی بدنصیب ہیں۔

وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ۝ الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ مِن قَبْلِهِ هُم بِهِ يُؤْمِنُونَ ۝ وَإِذَا يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ قَالُوا آمَنَّا

اور البتہ ہم انکو ہدایت کی بات پہنچاتے رہے تاکہ وہ سمجھیں ۔ وہ کہ جنکو دیئے اُس سے پہلے کتاب وہی ہیں وہ اسپر ایمان لاتے ہیں ۔ اور جب انکو سنایا جاتا ہے کہتے ہیں ہم اسپر ایمان لائے

بِهِ إِنَّهُ الْحَقُّ مِن رَّبِّنَا إِنَّا كُنَّا مِن قَبْلِهِ مُسْلِمِينَ ۝ أُولَٰئِكَ يُؤْتَوْنَ أَجْرَهُم مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوا وَيَدْرَءُونَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ وَمِمَّا

یہ بیشک حق ہے ہمارے رب کی طرف سے ہم اس سے پہلے سے فرمانبردار ہیں ۔ یہی وہ لوگ کہ جنکو دُونا بدلہ ملیگا اُنکے صبر کی وجہ سے اور نیکی کے سانہ بدی کو دفع کرتے ہیں اور ہمارے

رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ۝ وَإِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ أَعْرَضُوا عَنْهُ وَقَالُوا لَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِي الْجَاهِلِينَ ۝ إِنَّكَ

دیئے میں سے کچھ دیتے ہیں ۔ اور جب بیہودہ بات سنتے ہیں تو اُس سے کنارہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں ہمکو ہمارے عمال اور تمہارے لیے تمہارے اعمال ۔ نکو سلام ہے ہم جاہلوں کو نہیں چاہتے ۔ تو جسکو

لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَن يَشَاءُ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ۝

چاہے ہدایت نہیں کر سکتا لیکن اللہ جسکو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے ۔ اور وہ خوب جانتا ہے راہ پر آنیوالوں کو ۔

ترکیب

لہم وصلنا سے متعلق ہے یا القول القرآن مفعول وصلنا ۔ من قبلہ ای من قبل القرآن پس یہ آتینا سے متعلق ہے ۔

تفسیر

اہل مکہ کا ایک یہ بھی شبہ تھا کہ حضرت موسیٰ کی طرح ایک ہی بار تمام کتاب محمد صلعم کو کیوں نہ دی گئی ؟ مفسر تھوڑا تھوڑا کیوں نازل ہوتا ہے ؟ اور نیز کیا موسیٰ کی کتاب کافی نہ تھی پھر نئی کتاب کیوں نازل کی گئی ؟ (آج کل کے بعض ناواقف بادریوں نے بھی یہی شبہ کیا ہے) اسکا جواب دیتا ہے ولقد وصلنا لہم القول یعلم تذکرون کہ ہم جو پے در پے قول یعنی ہدایت کی بات قرآن مجید اور اسکی آیات کے بعد دیگرے سلسلے بھیجتے رہے کہ وہ سمجھیں ہر روز ایک نئے فائدے اور نئی حکمت سے فیض اُٹھانا اور تدریجاً یاد کرنا اور ہر ایک وقت اور زمانہ کی ضرورت کے موافق حکمت و آسیب اور اسرار شریعت سے واقف ہونا زیادہ مؤثر موثر ہے جیسا کہ مشاہدہ اور تجربہ شاہد ہے ۔ الذین اتینا ہم الکتب من قبلہ ہم بہ یؤمنون تمہارے اس شبہ کی کچھ بنیاد نہیں وہ لوگ کہ بلکہ اس سے کتابیں بھی گئیں میں توریت زبور وغیرہ صحف انبیاء واناجیل وہ قرآن مجید کے مضامین عالیہ پر نظر کر کے اسپر ایمان لاتے ہیں اور جانتے ہیں کہ معلوم کے لحاظ سے ہر وقت میں یکے بعد دیگرے خدا تعالیٰ انبیاء پر الہام کرتا آیا ہے توریت کے بعد زبور اور پھر اور بہت سے نبیوں کی کتابیں اور انکے بعد انجیل مقدس نازل ہوئی ایک کتاب کافی نہ سمجھی گئی ۔ اور یہ بھی نہیں ہوا کہ ان کتابوں کو ایک ہی بار نازل کر دیا ہو ۔ اور نہ وہ صرف ایمان ہی لاتے ہیں بلکہ اذا یتلی علیہم الخ وہ اسکے برحق ہونے کی گواہی بھی دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم تو اگر پہلے ہی سے ایمان لائے ہوتے ہیں کیونکہ پہلی کتابوں میں انہوں نے اسکی بابت پیشینگوئیاں دیکھی تھیں پس اعتبار ان اہل علم کی شہادت کا ہے جو کلام الٰہی کے پہچاننے کا ملکہ رکھتے ہیں نہ کہ ان جاہلوں کا کہ نہ کلام الٰہی کے اسلوب ہی سے واقف نہیں پھر تمہارے شبہ کی کیا وقعت ہے ؟ قتادہ کہتے ہیں کہ یہ انکی نسبت ہے کہ جو آنحضرت صلعم کے مبعوث ہونے سے شریعت سابقہ پر عمل کرتے تھے پھر جب آنحضرت مبعوث ہوئے تو آپ پر بھی ایمان لائے منجملہ انکے سلمان اور عبداللہ بن سلام ہیں ۔ مقاتل کہتے ہیں چالیس عیسائیوں کی طرف اشارہ ہے کہ جنمیں سے تیس ۳۰ آدمی تو وہ ہیں کہ جو جعفر کے ساتھ کشتی میں سوار ہو کر حبشہ سے آئے تھے اور آٹھ شام سے آئے تھے ۔ اور رفاعہ بن قرظ کہتے ہیں کہ دس آدمیوں کے بارہ میں ہے کہ جنمیں سے ایک میں بھی ہوں ۔ مگر انکی خصوصیت نہیں جس کسی میں یہ صفات پائے جاویں (نیشاپوری)

خدا تعالیٰ ان لوگوں کے حق میں خوشخبری دیتا ہے اور انکے چند اوصاف بھی ذکر فرماتا ہے خوشخبری یہ ہے اولئک یؤتون اجرہم مرتین کہ انکو دُگنا ثواب ملیگا اور وہ چند بدلہ دیا جاویگا پہلے نہ سہی عمل کرنیکا بھی یا انکے ایمان لانے کا اور یہ شہادت دینے کا کیونکہ انگنو بڑی بڑی سختیاں پیش آئی ہیں جسپر انہوں نے صبر کیا ہاں صبروا ۔ یہ اوّل وصف تھا ویدرؤن بالحسنۃ السیئۃ یہ دوسرا وصف ہے کہ جو کوئی اُنسے بُرائی کرتا ہے وہ اسکے درجواب اس سے بھلائی سے پیش آتے ہیں گالی کے بدلے دعا دیتے ہیں ۔ ومما رزقناہم ینفقون کہ اللہ کے دیئے میں سے دیتے ہیں خیرات وصدقات بھی کرتے ہیں صرف زبانی جمع خرچ نہیں یہ تیسرا وصف تھا واذا سمعوا اللغو اعرضوا عنہ اور جب جاہلوں کی بیہودہ باتیں اور کیسے تمسخر اور بدزبانیاں سنتے ہیں تو کنارہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں اچھا بھی تمہارے لیے اور ہمارے اعمال ہمارے لیے ہم تم سے لڑنا نہیں کرنا نہیں چاہتے ۔ یہ چوتھا وصف ہے ۔ فرماتا ہے کہ یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ دور سے ان اجنبیوں کو کیوں ہدایت ہو گئی اور ان لوگوں کو کیوں نہ ہوئی کہ جنکی ہدایت کی تجھے بڑی کوشش تھی کس لیے کہ انک لا تہدی من احببت الخ ہدایت تیرے قبضہ میں نہیں اللہ جسکو چاہے ہدایت دیتا ہے ۔ زجاج کہتے ہیں تمام اہل اسلام متفق ہیں کہ یہ آیت ابی طالب کے بارہ میں ہے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت کچھ چاہا کہ ایمان لاویں پر وہ ایمان نہ لائے ۔ اس آیت اور اس آیت میں کچھ مناقات نہیں ولکن اللہ یہدی الی صراط مستقیم کیونکہ نفی جو ہے تو ایصال الی المقصود کی ہے اور اثبات جو ہے تو ارۃ الطریق کا یعنی آپ رستہ بتاتے ہیں مگر اسپر چلنا اور مقصد تک پہنچنا اللہ کے بس میں ہے ۔

وَقَالُوْٓا اِنْ نَّتَّبِعِ الْهُدٰى مَعَكَ نُتَخَطَّفْ مِنْ اَرْضِنَا ۭ اَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ حَرَمًا اٰمِنًا يُّجْبٰٓى اِلَيْهِ ثَمَرٰتُ كُلِّ شَيْءٍ رِّزْقًا مِّنْ لَّدُنَّا وَلٰكِنَّ

اور کہتے ہیں اگر ہم ہدایت پر چلیں تیرے ساتھ تو اچک لئے جائیں اپنے ملک سے ۔ کیا ہمنے انکو حرم امن والی جگہ نہیں دی کہ کھنچے چلے آتے ہیں جو ہماری طرف سے روزی ہے لیکن

اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍۢ بَطِرَتْ مَعِيْشَتَهَا ۚ فَتِلْكَ مَسٰكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَنْ مِّنْۢ بَعْدِهِمْ اِلَّا قَلِيْلًا ۭ وَكُنَّا نَحْنُ

ان میں سے اکثر نہیں جانتے ۔ اور ہمنے بہت سی ایسی بستیاں ہلاک کی ہیں جو اپنے عیش میں بے فکر تھے ۔ پھر یہ انکے گھر ہیں کہ جنمیں انکے بعد کوئی نہیں رہا مگر بہت کم ۔ اور آخر کار ہم ہی

الْوٰرِثِيْنَ ۝ وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى حَتّٰى يَبْعَثَ فِيْٓ اُمِّهَا رَسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۚ وَمَا كُنَّا مُهْلِكِي الْقُرٰٓى اِلَّا وَاَهْلُهَا

مالک رہے ۔ اور تیرا رب بستیوں کو ہلاک کرنے والا نہ تھا جب تک کہ انکے بڑی بستی میں رسول نہ بھیجے جو انکو ہماری آیتیں سنا دے ۔ اور ہم بستیوں کو غارت نہیں کرتے مگر اسکے لوگ

ظٰلِمُوْنَ ۝ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَزِيْنَتُهَا ۚ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝

گنہگار ہوں ۔ اور تم جو کوئی چیز دی گئی ہے سو وہ زندگی دنیا کا اسباب اور اسکی آسائش ہے ۔ اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے بہتر اور ہمیشہ رہنے والی ہے پھر تم کیا نہیں سمجھتے ۔

ترکیب

ممکن تمکین سے متعلق تخطف جواب شرط خطف بودن اچکنا یمکن بمعنی نحمل اسلیے حرا کیطرف بنفسہ متعدی ہوا امنا بمعنی مؤمن او فاہن صفت ہی حرما کی بجہت جلد صفت ثانیہ ۔ رزقا بمعنی کے سے مفعول مطلق قبل حال کم فی مضمہ اضیف یا لکما سعیشتہا کا نصب بطرت سے ہے حکما فاعل ضمیر قریۃ لان المعنی کفرت نعمتہا وجاوزت الحد لم تسکن جملہ حال العامل فیہ الاشارۃ قلیلا ای زمانا قلیلا او نفتاع بمعنی فالمراد بہ متاع

تفسیر

مشرکین مکہ کا ایک درشبہ تھا جسکو بعد وضوح دلائل کے پیش کیا کرتے تھے اسکو خدا تعالیٰ یہاں نقل فرماتا ہے وقالوا ان نتبع الہدی معک کہ اگر ہم تیرے ساتھ ہدایت پر آجاویں تو لوگ ہمکو اس جگہ سے مار کر نکالدیں ۔ روایت ہے کہ حارث بن عثمان بن نوفل بن عبد مناف نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا ہم جانتے ہیں جو کچھ آپ کہتے ہیں حق ہے لیکن کیا کریں ہمکو خوف ہے کہ ہمکو عرب جلدی نکالدینگے ہمارے لیے جنگ پر ایک بیک سب آماد ہو جاوینگے اور گھر سے نکالدینگے ۔ اور اکثر ان میں حق معلوم ہو جانے پیچھے ایسے ایسے اغراض دنیاویہ پر نظر کرکے دین حق قبول نہیں کرتے کہ اس کا جواب دیا ہوا ولم نمکن لہم حرما آمنا الخ کہ کیا ہمنے انکو حرم کہ زمین امن سے نہیں بسایا ہے ؟ عرب کی ہاہم مار دھاڑ ہوتی تھی مگر حرم کے رہنے والوں کو کوئی نہیں چھیڑتا تھا ۔ دوسرے باوجود یکہ خشک پہاڑوں میں واقع ہے کھنچی چلی آتیہ ثمرات کل شئی قسم کے پھل رسیدے ہاں باہر سے کھنچے چلے آتے ہیں پھر جبکہ وہ کہ نہیں بت پرستی کرتے ہیں اسپر بھی ہمنے اس جگہ کی بزرگی سے انکو ہاں امن اور رزق دیرکھا ہے تو خدا پرستی میں بات اتنے ہم کیوں ڈر کرینگے ؟ اور جو خدا پرستی میں کوئی مصیبت آوے اسکی برداشت کرکے دار آخرت کی نعمتیں حاصل کرنا ابدی جہنم میں جانے سے بہتر ہے پھر کیسے عاقلوں کو اول انکے مسلک متابعت سے سکات کیا جواب بعد میں دیا جاویگا ولم نمکن الخ کہ تمنے ہمارے دعوت کے بھیجے پیچھے ایسے شہر انکے کفر اور بدکاری کی وجہسے ہلاک کیے ہیں کہ جنکے مکان ہنوز ویسے ہی کھڑے ہیں جنمیں سے بعض تو ایسے تھے کہ اگر وہ اپنی شکر گزاری نکرتے تھے پھر بلا کبھی ایسا کیا فلک ساکنہم الخ کہ تمنے انکے مکانات خالی پڑے ہوئے پائے ہیں کہ انکے بعد انمیں کوئی گزر بسا نہیں کرتا ۔ وصار عاقبۃ امرہا الخ یہ نیوی کے ثبات کسری کی عمارات مرو و صیدا کے کھنڈر ہیں عاد کے بلند قامت عبرت کی نشانیاں ہیں ۔ سب گئے آخر ہم ہی مالک رہے کیونکہ فنا خلق کے بعد ہم ہی باقی رہتے ہیں ۔

شبہ ہوتا تھا کہ اگر خدا کو یوں ہی شہروں کو غارت کر دینا تھا تو نبی بھیجنے کی کیا ضرورت تھی ؟ دوم بہت سے ایسے شہر ہیں اور تھے کہ جو ہر طرح کی بدکاری میں مبتلا تھے باوجود یکہ غارت نہوے اسکا جواب دیا ہے وما کان ربک مہلک القری حتی یبعث فی امہا رسولا الخ یعنی ہماری شان یہ نہیں کہ کسی شہر کو ناحق ہلاک کر دیں بغیر اسکے کہ انکے پاس ہمارا رسول آکر انکو ہماری آیتیں سنائے یعنی حجت تمام کیے بغیر ہلاک نہیں کرتے رسول بھیجکر اپنے احکام مطلع کر دیتے ہیں اسپر بھی جب وہ نہیں مانتے تب غارت ہوتے ہیں تاکہ بیخبری کا عذر باقی نہ رہے اسلیے رسول بھیجے اور جہاں جب تک رسول نہیں آئے وہ لوگ غارت نہیں کیے گئے اور ہم ناحق کسی کو برباد نہیں کرتے وما کنا مہلکی القری الا واہلہا ظالمون ہم جب ہی کسی بستی کو غارت کرتے ہیں کہ جب وہاں کے لوگ ظلم کمر باندھتے ہیں ۔ اسلیے حجت تمام کرنے کے لیے اے اہل مکہ تم میں رسول بھیجا ۔ یہاں سے ثابت ہوا کہ ایک شہر برباد نہیں ہوتے اور وہ برباد ہی جب ہوتی ہے کہ جب رسول یا اسکا نائب احکام پہنچا دیتا ہے پھر وہ نہیں مانتے ۔ پھر تیسرا جواب دیا وما اوتیتم من شئی فمتاع الحیوۃ الدنیا الخ کہ جو مال دنیا اور اسکے لوازمہ کے لیے تم دین قبول نہیں کرتے وہ بے حقیقت اور فانی ہے دان وہ حوالہ کے پاس ہے تو اولا تو باقی ہے دوسرے جاہ و مال دنیا کی اسی عالم میں نفیسے ہے پھر جو کوئی بے بنیاد چیز کے لیے ایسی نعمت کے چھوڑنے اس سے زیادہ کون بے عقل ہے ؟ اسلیے خبر دیں فرمایا افلا تعقلون کہ تم کچھ عقل نہیں رکھتے ۔ یہ عاقل وہی ہیں کہ دنیا کے بے ثبات لذتوں سے منہ پھیر کر دار آخرت و یاد الٰہی کی طرف متوجہ ہیں ۔ متاع برتنے کی ضروری چیزیں کھانا کپڑا مکان بیوی اور زینت اوپر کی آرائش اور تکلفات ۔

أَفَمَن وَعَدْنَاهُ وَعْدًا حَسَنًا فَهُوَ لَاقِيهِ كَمَن مَّتَّعْنَاهُ مَتَاعَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ثُمَّ هُوَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ الْمُحْضَرِينَ ۝ وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ أَيْنَ
پھر کیا وہ شخص کہ جسکو ہمنے اچھا وعدہ دیا ہے پس وہ اسکو پانیوالا ہے اسکی برابر ہے کہ جسکو ہمنے اسباب حیات دنیا سے بہرہ مند کیا پھر وہ قیامت کے دن پکڑا ہوا آویگا۔ اور جس روز انکو پکاریگا کہ کہاں ہیں

شُرَكَائِيَ الَّذِينَ كُنتُمْ تَزْعُمُونَ ۝ قَالَ الَّذِينَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ رَبَّنَا هَٰؤُلَاءِ الَّذِينَ أَغْوَيْنَا أَغْوَيْنَاهُمْ كَمَا غَوَيْنَا تَبَرَّأْنَا إِلَيْكَ مَا
میرے وہ شریک کہ جنکا تمھیں گمھنڈ تھا۔ کہینگے وہ لوگ کہ جنپر الزام قائم ہو چکے اے ہمارے رب یہی ہیں کہ جنکو ہمنے بہکایا۔ انکو جسے گمراہ کیا جیسا کہ ہم خود گمراہ ہوئے ہم علعدگی ظاہر کرتے ہیں تیری طرف یہ

كَانُوا إِيَّانَا يَعْبُدُونَ ۝ وَقِيلَ ادْعُوا شُرَكَاءَكُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُمْ وَرَأَوُا الْعَذَابَ لَوْ أَنَّهُمْ كَانُوا يَهْتَدُونَ ۝ وَيَوْمَ
سمکو نہیں پوجا کرتے تھے۔ اور کہا جاوے گا اپنے معبودوں کو پکارو سو وہ انکو پکارینگے پھر وہ انکو جواب نہ دینگے اور عذاب دیکھیں گے۔ آرزو کرینگے کاش ہم ہدایت پاتے۔ اور جب

يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ مَاذَا أَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِينَ ۝ فَعَمِيَتْ عَلَيْهِمُ الْأَنبَاءُ يَوْمَئِذٍ فَهُمْ لَا يَتَسَاءَلُونَ ۝ فَأَمَّا مَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَعَسَىٰ أَن
انکو پکاریگا پھر پوچھیگا تمنے رسولوں کو کیا جواب دیا تھا۔ پھر اُس روز ان کو جواب نہ آویگا پھر وہ باہم بھی سوال نکرینگے۔ پھر جسنے توبہ کی اور ایمان لایا اور نیک عمل کیا پس امید ہے کہ

يَكُونَ مِنَ الْمُفْلِحِينَ ۝ وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ سُبْحَانَ اللَّهِ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝ وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُورُهُمْ وَمَا يُعْلِنُونَ
وہ شخص فلاح کو پہنچیے۔ اور تیرا رب جو چاہتا بناتا اور برگزیدہ کرتا ہے۔ انکو کچھ اختیار نہیں۔ اللہ پاک اور برتر ہے انکے شریک کرنے سے۔ اور تیرا رب جانتا ہے جو کچھ کہ سینوں میں مخفی ہے اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں

ترکیب

ہٰؤلاء مبتدا موصوف الذی صلہ موصول صفت اغوینہم خبر کما غوینا صفت ۔ ولکن ہٰؤلاء مبتدا الذین الخ خبر اغوینہم جملہ مستانفہ لو انہم کلمہ تحسر۔ اگر شرط ہو تو بارادہ جواب محذوف۔

تفسیر

پھر دنیا کی نعمت اور آخرت کی مصیبت والے کا اس سے مقابلہ کر کے دکھاتا ہے کہ جسکے لیے حیات جاوداں اور سرمدی تیار رکھا ہے اسکے جانے ہی کی یہ ہے بقولہ افمن وعدنہ وعدا حسنا فہو لاقیہ الخ کہ کیا دونوں شخص برابر ہوگئے؟ ہرگز نہیں پہلا کہاں؟ وہ کہ اسکے لیے اس علام میں جسنے نعمتیں تیار کر رکھی ہوں اور وہ اسکو ملنے والی ہیں اُسکے برابر ہے کہ جسکو دنیا کی نمکانی کا اسباب عطا ہوا لیکن قیامت کے روز اسکے لیے عذاب تیار ہے۔ ابن جریر نے مجاہد سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت آنحضرت صلعم اور ابی جہل کے بارہ میں ہوا اور وہ دوسرے طریق سے منقول ہے کہ ہمزہ جاء اور ابوجہل کیطرف اشارہ ہے افمن عدلنہ سے حمزہ کمن شقیناہ سے ابوجہل۔ چونکہ تمثیل کے طور پر آخرت کا ذکر آیا تھا اسلیے مسئلہ نبوت کو تمام کر کے مسئلہ آخرت کا ذکر فرمایا کہ وہاں مشرکوں سے یہ سوال ہوگا کہ این شرکائی الذین کنتم تزعمون کہ میرے وہ شریک کہ جنکا تمھیں گمھنڈ تھا۔ یہ آپ بہک گئے اُنھنے بھی ہمنے بھی کہیں یہ آپ بہک گئے اور ہم اُنسے بیزار ہوئے ہم کو نہیں پوجتے تھے قال الذین حق علیہم القول سے لیکر تا تکونوا ایانا یعبدون تک کے یہی معنی ہیں۔ غرض یہ کہ جنکی تقلید کرکے آج یہ انکو پوجتے ہیں کل میدان قیامت میں انکا ساتھ دینا تو درکنار انسے بیزاری ظاہر کرینگے۔ وقیل ادعوا شرکاءکم الخ یہاں سے ایک دوسرے عتاب کا بیان ہوگا کہ انسے کہا جاویگا اپنے معبودوں کو بلاؤ کہ وہ تمہاری فریاد رسی کریں پھر وہ انکے معبود انھیں کچھ جواب دینگے بقولہ تعالی وقیل ادعوا شرکاءکم فدعوہم فلم یستجیبوا لہم یہ اسلیے کہ انکو اپنے معبودوں کی مٹے قدرتی اور بیزاری ثابت ہوگی جنکو یہ آج پوج رہے ہیں جسوقت یہ مصیبت دیکھیں گے وراوا العذاب پھر حسرت کرینگے لو انہم کانوا یہتدون کاش ہدایت پاتے بعض مفسرین کہتے ہیں لو حرفیہ ہے اور اسکا جواب محذوف ہے مقاتل کہتے ہیں یعنی لما وقع والتابع یرون فی الدنیا ما ابصروہ فی الآخرۃ۔ یہ تو اپنے توحید اختیار نکرنے سے الزام قائم ہوگا کہ جسکو رسولوں نے عقل سلیم بھی سمجھائی تھی باقی دیگر احکام حلال و حرام جو رسولوں کے ذریعہ سے پہنچتے ہیں اُنپر نکھنے پر خاص رسولوں کی بابت سوال ہوگا کہ تمنے انکو کیا جواب دیا تھا و یوم ینادیہم الخ یعنی ہمارے ایلچیوں کو کیوں نہیں مانا فعمیت علیہم الانباء انکو کچھ بھی جواب نہ آویگا فہم لا یتساءلون کہ آپس میں پوچھ بھی نہ سکیں گے کہ پوچھ کر کیا تدابیر سخت ہیبت اور دہشت ہوگی فاما من امن الخ یہاں سے حشر کا فیصلہ بیان فرماتا ہے کہ جسنے مغفرو شرک اور بدکاری سے توبہ کی اور ایمان لایا اور اچھے کام کیے انکو فلاح اور نجات ہوگی کلمہ عسی امید دلانے کے لیے ہے حشر کا حال سنکر کے مناسب ہوا کہ کفار کے اس شبہ کا بھی جواب دے کہ جو انکو آنحضرت صلعم کی نبوت میں تھا اسلیے کہ ابھی حشر میں انبیاء کے ماننے کی بابت سوال ہونیکا ذکر تھا جس کا یہ مطلب ہے کہ آج تم نبوت میں یہ شبہ کرتے ہو کل میدان حشر میں تمہارا نبوت کے ماننے پر یہ حال ہوگا شبہ یہ تھا کہ یہ قرآن کسی بڑے مرد پر کیوں نہ اترا ایسے غریب آدمی کیوں نبی کیا لولا نزل ہذا القران علی رجل من القریتین عظیم۔ اسکا جواب دیتا ہے و ربک یخلق ما یشاء و یختار کہ اللہ کو مختار ہے جو چاہے پیدا کرے جسکو چاہے برگزیدہ کرے انکا کچھ اختیار نہیں اور نہ انکے معبودوں کا کہ جنکو وہ خدائی میں شریک کرتے ہیں اللہ انکے شریک کرنے سے پاک ہے وہ سب کچھ جانتا ہے ظاہر کی باتیں بھی دل کے خیالات بھی جب علام الغیوب ہے تو اس صفت کو بھی ہی جانتا کہ خلق کو کیوں نبی کیا؟

وَهُوَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَهُ الْحَمْدُ فِي الْاُوْلٰى وَالْاٰخِرَةِ وَلَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الَّيْلَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ
الٰہی وہی اللہ ہے اُسکے سوا کوئی معبود نہیں جسکی تعریف ہو دنیا اور آخرت میں اور اُسکے لیے فرمانروائی ہے اور اُسکے پاس تم سب لوٹائے جاؤ گے کہدو اگر اللہ تم پر رات کو قیامت تک
الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِضِيَآءٍ اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ ۝ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ
دراز کردے تو کوئی اللہ کے سوا اور معبود ہے جو تمکو روشنی میں لاکر پھر کیا تم سنتے نہیں۔ کہدو دیکھو اگر اللہ قیامت تک دن کو دراز کردے تو کون معبود ہے اللہ کے سوا جو تمکو
بِلَيْلٍ تَسْكُنُوْنَ فِيْهِ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ۝ وَمِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ وَيَوْمَ
رات میں لے آئے جس میں آرام پاؤ پھر کیا تم دیکھتے نہیں۔ اور اپنی رحمت ہی سے تمہارے لیے رات اور دن بنائے تاکہ تم اسمیں آرام پاؤ اور اپنے رب کے فضل سے تلاش کرو اور تاکہ تم شکر کرو۔ اور جسدن
ع يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ۝ وَنَزَعْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا فَقُلْنَا هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ فَعَلِمُوْٓا اَنَّ الْحَقَّ لِلّٰهِ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝
انکو پکارکر کہیگا کہاں ہیں میرے وہ شریک جنکا تمکو گمان تھا۔ اور ہر گروہ میں سے ہم گواہی دینوالا کھینچ لائینگے پھر کہینگے تم اپنی دلیل لاؤ پس جانینگے حق بات اللہ ہی کے لیے ہے اور کھو بیٹھیگا جو کچھ وہ بنایا کرتے تھے

✦ ترکیب ✦

سرمداً یجوز ان یکون حالاً من اللیل وان یکون مفعولاً ثانیاً بجعل واتی یتعلق بسرمداً من الٰہ الخ جواب ہے ان جعل اللہ کا۔

✦ تفسیر ✦

وربک یخلق مایشاء الخ سے مبدء میں گفتگو شروع ہوگئی تھی یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات میں اسلیے وہو اللہ لاالٰہ الا ہو سے اسکی تکمیل کیجاتی ہے گویا یہ پیان سابق کا تتمہ ہی اور قرآن مجید کی عادت ہی کہ کبھی مبدء میں گفتگو کرتا ہی کبھی معاد میں کبھی نبوات وشرائع میں لہذا یہی باتیں مقصود بالذات بھی تھیں۔ فرمایا کہ اُسکے سوا کوئی معبود نہیں نہ اولٰی وآخرت میں اپنی نعمتوں کے سبب وہی ستائش کا مستحق ہی۔ اور فرمانروائی اُسکے لیے ہے۔ اور اسی کے پاس لوٹ کر جاؤ گے۔ اور کون ہی جو ہمیں یہ اوصاف ہیں؟ مشرکین گرچہ دوسرے خدا کے قائل تھے مگر چونکہ اور چیزوں کو بھی خدائی میں شریک جانتے تھے اور نافع وضار سمجھکر انکی پوجا کرتے تھے اسلیے انسے یہ کلام کیا گیا کہ خدا کی جو باتیں میں وہ تو اسی میں ہیں۔ دُوں کے لیے تو اسی قدر بس تھا مگر وہ پشت در پشت ایسے ناپاک وظلمانی خیالات کے رنگ میں ڈوبے ہوئے تھے وہ اتنی بات سے کب سمجھتے ہیں اسلیے اُنکے معبودوں سے قدرت واختیار نفع وضرر پہنچانے کی نفی کی گئی۔ اور سب سے پہلے ایک ایسی بات میں عاجزی ثابت کی کہ جسکی طرف انسان کو اشد ضرورت ہو اور بغیر اسکے کسی طرح چارہ نہیں۔ وہ کیا رات دن کا اپنے اندازۂ خاص پر ہونا اور انسے آرام اٹھانا؟ پس فرماتے ہیں قل ارءیتم ان جعل اللہ علیکم اللیل سرمداً الی یوم القیمۃ الخ کہ انسے پوچھو اگر خدا تمپر رات کو اس قدر دراز کردے کہ قیامت تک صبح نہو تو پھر تمہارے معبودوں میں سے کوئی ایسا ہی کہ صبح کردے؟ اسی طرح اگر دن کو اس قدر بڑا کردے کہ قیامت تک شام نہو تو پھر تمہارے معبودوں میں سے وہ کونسا ہی جو تمہارے آرام کے لیے رات پیدا کرے؟ رات میں آرام پانا سکون طبع ہونا ایک طبعی بات ہے۔ رات کی درازی میں تو اتنا تسکنون فرمایا تھا کیونکہ رات میں اندھیرا ہوتا ہے دکھائی کم دیتا ہی کانوں سے کام لیا جاتا ہے اندھیرے میں آدمی سُن سکتا ہی دیکھ نہیں سکتا اور دن میں دیکھنا ہو سکتا ہے اور روشنی میں آنکھ زیادہ کام دیتی ہے اسلیے یہاں ابتبصرون فرمایا۔

ومن رحمتہ جعل لکم اللیل والنہار لتسکنوا فیہ ولتبتغوا من فضلہ ولعلکم تشکرون۔ فرماتا ہے یہ اسی کی عنایت ہے کہ اسنے تمہارے لیے رات اور دن کو بنایا۔ لتسکنوا تاکہ آرام پاؤ سکون ملے یہ رات کا فائدہ ہے ولتبتغوا من فضلہ کہ اسکے فضل یعنی روزی کی تلاش کرو تجارت زراعت وغیرہ اسباب معاش میں مصروف ہو یہ دن کا فائدہ ہے کیونکہ دن میں انسان کاروبار کرتا ہے ولعلکم تشکرون دونوں سے متعلق ہے۔ یہ چیزیں اس لیے بنائیں کہ تم شکر کرو۔ اب روز مرہ کی نعمت کی بے قدری اور ناشکری کو دیکھیے۔

اس برہان کے بعد حشر کے دن کا عجز بیان کرتا ہے ویوم ینادیہم الخ کہ انسے پکار کر کہا جاویگا کہ ہر کوئی سُنے اور انکی رسوائی سب پر ظاہر ہو کہ وہ تمہارے معبود کہاں ہیں اور اس عدالت میں ہم ہر ایک اُمت میں سے گواہی دینے والا بنا کر لائینگے جو گواہی دیگا کہ ہمنے انکو حکم پہنچایا تھا پھر خدا تعالیٰ ان مجرموں سے کہیگا کہ اب کوئی دلیل یا سند پیش کرو کیا خاک پیش کرینگے پس انپر ظاہر ہو جاویگا کہ اللہ کا فرمانا برحق ہے اور ہمارے جھوٹے ڈھکوسلے تھے کہ فلاں دیوی قیامت میں یہ کریگی دیوتاؤں کام آویگا۔

إِنَّ قَارُونَ كَانَ مِن قَوْمِ مُوسَىٰ فَبَغَىٰ عَلَيْهِمْ ۖ وَآتَيْنَاهُ مِنَ الْكُنُوزِ مَا إِنَّ مَفَاتِحَهُ لَتَنُوءُ بِالْعُصْبَةِ أُولِي الْقُوَّةِ إِذْ قَالَ لَهُ قَوْمُهُ لَا تَفْرَحْ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ

بیشک قارون موسیٰ کی قوم میں سے تھا پھر وہ اپنے آپکو بڑا سمجھنے لگا اور اپنے اسکو اتنے خزانے دیے تھے کہ ایکے کنجیوں سے چند زور آور آدمی تھک جاتے تھے۔ جب کہ اسکو اسکی قوم نے کہا کہ اترایا نہ کر بیشک اترانے والے

الْفَرِحِينَ ۝ وَابْتَغِ فِيمَا آتَاكَ اللَّهُ الدَّارَ الْآخِرَةَ ۖ وَلَا تَنسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا ۖ وَأَحْسِن كَمَا أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ ۖ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْأَرْضِ ۖ إِنَّ

نہیں جانتے۔ اور جو کچھ تجھکو اللہ نے دیا ہے اُس سے آخرت کا گھر حاصل کر اور اپنا حصہ دنیا میں سے نہ بھول اور بھلائی کر جیسا اللہ نے تجھسے بھلائی کی اور ملک میں خرابی ڈالنا نہ چاہیے کیونکہ

اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ ۝ قَالَ إِنَّمَا أُوتِيتُهُ عَلَىٰ عِلْمٍ عِندِي ۚ أَوَلَمْ يَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ قَدْ أَهْلَكَ مِن قَبْلِهِ مِنَ الْقُرُونِ مَن هُوَ أَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَأَكْثَرُ جَمْعًا ۚ

مفسد لوگ پسند نہیں آتے۔ اسنے کہا مجھے تو ایک ہنر سے حاصل ہوا ہے کیا اسنے علم نہیں کیا کہ اللہ نے اُس سے پہلے ایسے قرن ہلاک کر دیے ہیں جو قوت اور مال میں اس سے بھی زیادہ تھے

وَلَا يُسْأَلُ عَن ذُنُوبِهِمُ الْمُجْرِمُونَ ۝ فَخَرَجَ عَلَىٰ قَوْمِهِ فِي زِينَتِهِ ۖ قَالَ الَّذِينَ يُرِيدُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا يَا لَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَا أُوتِيَ قَارُونُ إِنَّهُ

اور مجرموں سے گناہوں کی بابت پرسش نہیں کی جاتی ہے۔ پھر وہ اپنی قوم کے سامنے اپنی تیاستی سے نکلا۔ دنیا کی زندگی کے طالب کہنے لگے کہ کاش ہمیں بھی ویسا ہی ملتا جیسا کہ قارون کو دیا گیا ہے وہ تو

لَذُو حَظٍّ عَظِيمٍ ۝ وَقَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللَّهِ خَيْرٌ لِّمَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ۚ وَلَا يُلَقَّاهَا إِلَّا الصَّابِرُونَ ۝ فَخَسَفْنَا بِهِ وَبِدَارِهِ

بڑے نصیبے والا ہے۔ اور علم والوں نے کہا اے کمبختو اللہ کا ثواب بہتر ہے اسکے لیے جو ایمان لایا اور نیک کام کیا۔ اور یہ نہیں ملتا مگر صبر کرنیوالوں کو۔ پھر ہم نے قارون اور اُسکے گھر کو زمین میں

الْأَرْضَ فَمَا كَانَ لَهُ مِن فِئَةٍ يَنصُرُونَهُ مِن دُونِ اللَّهِ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنتَصِرِينَ ۝ وَأَصْبَحَ الَّذِينَ تَمَنَّوْا مَكَانَهُ بِالْأَمْسِ يَقُولُونَ

دھسا دیا پھر اسکی کوئی جماعت نہ تھی جو اسکو اللہ سے بچاتی اور نہ وہ خود بچ سکا۔ اور صبح کو کہنے لگے وہ لوگ جو کل اسکے مرتبہ کی تمنا کرتے تھے

وَيْكَأَنَّ اللَّهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ ۖ لَوْلَا أَن مَّنَّ اللَّهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا ۖ وَيْكَأَنَّهُ لَا يُفْلِحُ الْكَافِرُونَ ۝

کہ ہائے اسے اللہ جسکے لیے چاہتا ہے روزی فراخ کر دیتا ہے اپنے بندوں میں سے اور جسکے لیے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے۔ اگر خدا کی مہربانی ہوتی تو ہمکو زمین میں دھسا دیتا ہائے کافروں کو فلاح نہیں ہوتی۔

ترکیب

مَا إِنَّ مَفَاتِحَهُ ما بمعنی الذی فی موضع نصب باتینا ان واسمہا وخبرہا صلۃ الذی ولہذا کسرت ان۔ تنوء الخ ای تثقلہم فالباء للتعدیۃ وقیل تنوء بہ وتمیل ہو علی القلب ای تنوء بہ العصبۃ ومن الکنوز تتعلق باتیناہ واذ قال لہ ظرف لاتیناہ والاوجہ ان یقال اذکر اذ قال لہ قومہ۔ فیما تاک ما مصدریۃ او بمعنی الذی ہی فی موضع الحال ای واطلب متقابا فیما اتاک اللہ اجرا الآخرۃ ویجوز ان یکون ظرفا فلا تبغ علی علم فی موضع الحال وعندی صفۃ لعلم من قبل ظرف لا یلکنا من ہو مفعول۔

تفسیر

کلام اس میں اگیا تھا کہ ما وتیتم من شئی فمتاع الحیوۃ الدنیا وزینتہا وما عند اللہ خیر وابقی کہ دنیا کے نازونعیم بے ثبات ہیں بنابراقیہ دارآخرت کی ہیں پھر اسکے سبب دارآخرت کو چھوڑنا پوری بےنصیبی اور بےعقلی ہوا اسکے بعد اسی کے متعلق کلام رہا اب اسکی توضیح وتمثیل کے لیے ایک بڑے مالدار کا قصہ بیان کرتا ہے کہ جسنے مال کے غرور میں دارآخرت کی محرومی حاصل کی اور جسنے سرکش ہو گیا جس سے اس طرف بھی اشارہ ہے کہ پھر یہ دولت دنیا ہی میں جاتی رہتی ہے اور بلا اور آسمانی نازل ہو جاتی ہے یعنی دارآخرت کا عذاب تو جو کچھ ہو گا سو ہو گا مگر جس دولت پر بھولا ہوا ہے وہ بھی دنیا میں سدا اسکے پاس نہیں رہتی۔ اور وہ مالدار ایک شخص بنی اسرائیل میں کا تھا جسکا نام قارون تھا فقال ان قارون کان من قوم موسیٰ فبغی علیہم الخ فبغی علیہم سو اسنے موسیٰ اور ہارون اور بنی اسرائیل کے فرمانبردار سرداروں سے سرکشی اور مقابلہ کیا اور حالانکہ اسکو خدا نے اس قدر خزانے دیے تھے کہ ان مفاتحہ لتنوء بالعصبۃ اولی القوۃ اسکی کنجیوں کے اُٹھانے سے چند زور آور آدمی تھک جاتے تھے۔ والمفاتح جمع مفتح بکسر المیم وہو مایفتح بہ الباب یعنی مفتح کنجی مفاتح اسکی جمع کنجیاں۔ او جمع مفتح بالفتح وہو الخزانۃ۔ مفتح بالفتح خزانہ اگر مفاتح اسکی جمع ہو گی تو اس کے معنی بہت سے خزانے۔ نبتا پوری۔ بعض مفسرین پہلے معنی پر حمل کر کے دوسرے ہی کو لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس قدر مال ہو نہیں سکتا کہ جسکی کنجیوں کے بوجھ سے ایک جماعت تھک جاوے اور اگر ہم ایک شہر سونے سے بھرا ہوا بھی فرض کر لیں تو اسکے لیے بھی ایک کنجی کافی ہے اسی لیے ابورزین کہتے ہیں کہ تمام کو فکوا ایک کنجی کافی ہو سکتی ہے اور نیز کنوز دفینہ کو کہتے ہیں اسکے لیے کنجیوں کی کیا ضرورت ہے؟ بس معنی یہ ہوئے کہ اسکے پاس اسقدر خزانے تھے کہ جنکے اُٹھانے سے چند قوی آدمی تھک جاتے تھے اور یہ ممکن ہے۔

لیکن جو لوگ مفاتح کو کنجیاں سمجھتے ہیں وہ کہتے ہیں وہ زمانہ اور طور کا تھا آج کل کے عمدہ قفلوں اور باریک اور نازک کنجیوں پر قیاس نہ کرنا چاہیے سونی سوئی بھاری بھاری کنجیاں ہوتی تھیں جیسا کہ اب بھی بنیوں کی دوکانوں کی ہوتی ہیں خصوصاً دیہات میں اور پھر اس کنجوس نے ہر ہر چیز کو ایک ایک صندوق میں مقفل کر رکھا تھا کسی کپڑے کسی برتن کسی میں کچھ کسی میں کچھ اسی طرح کئی سو صندوق ہوں تو پھر ایسی کنجیوں کے اٹھانے کے لیے ضرور کئی آدمیوں کی ضرورت پڑتی ہوگی اور کئی خچروں پر لدتے ہونگے پس یہ ممکن ہے اور اسی کو ابن عباس اور حسن نے اختیار کیا ہے۔ ابو مسلم کہتے ہیں مفاتح سے مراد علم کے مفاتح ہیں جیسا کہ احاطہ جماعت ذی قوت پر دشوار ہے جیسا کہ ایک جگہ آیا ہے وعندہ مفاتح الغیب۔ یہ توجیہ بالکل غلط ہے ابو مسلم کو شاید کتب اہل کتاب کے دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ اذ قال لہ قومہ لا تفرح ان اللہ لا یحب الفرحین علم اکثر انا نہیں بھائی اوابتغ فیما اٰتاک اللہ الدار الآخرۃ کہ جو کچھ اللہ نے تجھ کو دیا ہے مال وعزت اس سے دار آخرت حاصل کر ولا تنس نصیبک من الدنیا اور جو کچھ دنیا میں تیرا حصہ ہے کھا لے پیئے میں اسکو فراموش نکر یعنی دولت سے نفع اٹھا کیونکہ وہ بڑا بخیل تھا یہ اسلیے کہا مطلب یہ کہ اللہ کی راہ میں خرچ بھی کھایا بھی اور نکبر اور سرکشی نکر قال انما اوتیتہ علی علم عندی کہنے لگا جو کچھ حاصل کیا ہے جو کچھ کہ آج کل نئی روشنی والے جب کامیاب ہو جاتے ہیں تو اسکو اللہ کا فضل نہیں سمجھتے اپنی ہی لیاقت اور دانائی کا نتیجہ قرار دیتے ہیں نہیں سمجھتے کہ ان سب کا سرچشمہ استعداد اور علم کے لوگ کیسے نامراد پھرتے ہیں؟ اولم یعلم میں اللہ تعالیٰ اسکی اس نافشکری پر تہدید ظاہر فرماتے ہیں کہ وہ نہیں جانتا تھا کہ اللہ نے اس سے پہلے کیسے کیسے مالداروں کو اور زورآوروں کو تباہ کر دیا ہے اور پھر جو قبقہ آجاتا ہے تو مجرموں سے کچھ نہیں پوچھا جاتا یعنی انکا کوئی عذر نہیں سنا جاتا۔ فخرج علی قومہ فی زینتہ ایکدن بڑی آمائش سے قوم کے سامنے آیا اور ممکن ہے کہ اسکے بیسیوں نوکر اپنی اپنی زینت میں قوم سے مقابل مخالف ہوا بولتے ہیں خرج علی فلان ای بغی علیہ۔ جسکو دنیا داروں نے دیکھکر بڑی حسرت کی آخر وہ مال کے ساتھ زمین میں غرق کر دیا گیا اسپر لوگوں کو تنبیہ ہوا۔

یہ قصہ توریت کے سفر خروج کے سولھویں باب میں بالتصریح مذکور ہے جسکے مختصر جملے یہ ہیں "اور قارح (یعنی قارون) بن یظہار بن قہات بن لاوی نے لوگ لیے الیزافان سرحالی سرشخص جو سرگروہ اور نامی اور جماعت کے مشہور تھے موسیٰ کے مقابلے میں اٹھے اور وے موسیٰ اور ہارون کی مخالفت جمع ہوئے اور انھیں کہا الیزافم تم کیوں آپ کو خداوند کی جماعت سے بڑا جانتے ہو الیز پھر موسیٰ نے قارح کو کہا اے بنی لاوی سن لو کھوالیزافم تم کہانت (امامت) کو بھی چاہتے ہو سو تو اور سب تیرے گروہ خداوند کی مخالفت پر اکٹھے ہوئے اور ہارون کون ہے جو تم اسکی شکایت کرتے ہو قارون چاہتا تھا کہ موسیٰ اور ہارون کے برخلاف لوگوں کو اکسا کر سرداری آپ لے اور خصوصاً کہانت کے عہدہ کا اسکو بڑا شک تھا کہ یہ اپنے بھائی ہارون کو کیوں بلا بھیجے کیوں دیا جب موسیٰ کا غصہ بھڑکا اور خداوند سے یوں بولا انکے ہدیہ کی طرف توجہ مت کر میں نے ان سے ایک گدھا بھی نہیں لیا نہ ان میں سے کسی کو دکھ دیا۔ پھر موسیٰ نے قارح کو کہا کہ تو اپنے سارے گروہ سمیت تو اور وے اور ہارون بھی خداوند کے حضور کل کے دن حاضر ہوں اور ہر ایک شخص اپنا بناعہ و سوزیلیوے اور اسمیں بخور ڈالے الیزسو ہر ایک آدمی نے اپنا بناعہ و سوزیلیا اور اسمیں آگ بھری اور اسپر بخور ڈالا اور جماعت کے خیمے کے دروازے پر موسیٰ اور ہارون سمیت آکھڑے ہوئے اور قارح نے ہر سارے گروہ کو انکی مخالفت پر جماعت کے خیمے کے دروازہ جمع کیا (فجرج علی قومہ فی زینتہ کے یہی معنی ہیں) تب خداوند کا جلال اس سارے گروہ کے سامنے ظاہر ہوا اور خداوند نے موسیٰ اور ہارون کو خطاب کر کے فرمایا تم آپ کو اس گروہ میں سے جدا کرو تا کہ میں انھیں ایک پل میں ہلاک کروں الیز تب موسیٰ نے کہا تم اس سے جانو کہ خداوند نے مجھے بھیجا ہے الیز اگر یہ آدمی اس موت سے مریں جس موت سے سب مرتے ہیں یا انپر کوئی حادثہ ایسا ہو وے جو سب پر ہوتا ہے تو میں خداوند کا بھیجا ہوا نہیں پر اگر خداوند کوئی نئی بات پیدا کرے اور زمین اپنا منہ کھولدے اور ان کو اس سب سمیت جو انکا ہے نگل جاوے اور جیتے جی گور میں جاویں تو تم جانو کہ ان لوگوں نے خداوند کی اہانت کی اور یوں ہوا کہ جوں ہی موسیٰ یہ سب باتیں کہہ چکا تو زمین جو انکے نیچے تھی پھٹی اور زمین نے اپنا منہ کھولا اور انھیں اور انکے گھروں اور ان سب آدمیوں کو جو قارح کے تھے اور انکے سب مال کو نگل گئی سو وہ اور سب جو انکے تھے جیتے جی گور میں گئے اور زمین نے انھیں چھپا لیا اور جماعت کے درمیان سے فنا ہو گئے (فخسفنا بہ وبدارہ الارض فما کان لہ من فئۃ ینصرونہ من دون اللہ وما کان من المنتصرین کے یہی معنی ہیں) اور سارے بنی اسرائیل جو انکے پاس تھے انکے چلانا سن کے بھاگے کہ انہوں نے کہا ایسا نہو کہ زمین ہمکو بھی نگل جائے انتہی ملخصاً ویکان اللہ یبسط الرزق لمن یشاء من عبادہ ویقدر (دنیا کی مالداری کچھ مقبولیت کی دلیل نہیں) لولا ان من اللہ علینا لخسف بنا ویکانہ لا یفلح الکافرون کے یہی معنی ہیں۔ یعنی اسکی دولت دیکھکر جو ہم حسرت کرتے تھے اور اسکو بڑا شخص جانتے تھے اگر اور لوگوں کی طرح ہم بھی انکے ساتھ ہو جاتے تو ہلاک ہو جاتے۔ کافرون یعنی پیغمبروں سے مقابلہ کرنے والوں کو فلاح نہیں ہوتی۔

قارون کی دولت کا توریت میں کچھ ذکر نہیں مگر قرآن سے اسکا مالدار ہونا معلوم ہوتا ہے۔ اور اپنی قوم میں بڑا مالدار تھا یہ مال اس نے مصر میں تجارت یا فرعون کی نوکری سے حاصل کیا تھا باقی اسکی کیمیاگری اور رصد سازی کے جو افسانے لوگوں نے لکھے ہیں بے سند باتیں معلوم ہوتی ہیں قصہ گو تھوڑی سی بات کو بڑا کر لیتے ہیں۔

مرتب کی رائے اور تشریح سے حاصل کردہ

تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا ۚ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ ۝ مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ خَيْرٌ مِنْهَا

یہ آخرت کا گھر ہم انکو دیتے جو نہ زمین میں گردن کشی کرنا چاہتے ہیں اور نہ فساد اور بہتر نگاروں کا انجام اچھا ہے۔ جو کوئی نیکی لیکر آیا سو اسکے لیے اس سے بہتر بدلہ ہے

وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى الَّذِينَ عَمِلُوا السَّيِّئَاتِ إِلَّا مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ إِنَّ الَّذِي فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لَرَادُّكَ إِلَىٰ مَعَادٍ

اور جو کوئی بدی لایا سو بدی کرنیوالوں کو اسی قدر سزا دیجاتی ہے جو وہ کرتے تھے۔ جسنے تجھپر قرآن فرض کیا ہے وہ تجھے معاد کی طرف پھیر لیگا۔

قُلْ رَبِّي أَعْلَمُ مَنْ جَاءَ بِالْهُدَىٰ وَمَنْ هُوَ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ۝ وَمَا كُنْتَ تَرْجُو أَنْ يُلْقَىٰ إِلَيْكَ الْكِتَابُ إِلَّا رَحْمَةً مِنْ رَبِّكَ

کہہ میرا رب خوب جانتا ہے اسکو جو ہدایت لیکر آیا اور اسکو بھی جو صریح گمراہی میں پڑا۔ اور تجھے تو توقع نہ تھی کہ تیرے پاس کتاب لائی جاوے مگر رحمت ہو تیرے رب کی

فَلَا تَكُونَنَّ ظَهِيرًا لِلْكَافِرِينَ ۝ وَلَا يَصُدُّنَّكَ عَنْ آيَاتِ اللَّهِ بَعْدَ إِذْ أُنْزِلَتْ إِلَيْكَ وَادْعُ إِلَىٰ رَبِّكَ وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ

پھر تو کافروں کا مددگار نہ رہیں۔ اور وہ تجھے روکنے نہ پاویں اللہ کی آیتوں سے بعد اسکے کہ تیری طرف نازل کی گئیں اور اپنے رب کی طرف بلا اور نہو مشرکوں

الْمُشْرِكِينَ ۝ وَلَا تَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ ۘ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ ۚ لَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۝

ثلث ع (وقف لازم)

بن سے۔ اور اللہ کے ساتھ اور کسی معبود کو نہ پکار۔ کوئی معبود نہیں اسکے سوا ہر چیز فانی ہے مگر اسکی ذات۔ اسکی بادشاہی ہے اور اسیکے پاس پھر آوگے۔

✦ ترکیب ✦

ملک بمعنی دار والدار نعت وجعلہا خبر من موضع نصب میں ہے اعلم سے ومن یہ معطوف ہے من اول پر الا رحمۃ اسی ولکن القی رحمۃ الا جہ استثناء من الجنس اے الا ایاہ۔

قارون کی بربادی کا حال بیان فرماکر اور یہ بات ثابت کرکے کہ دار آخرت کی نعمائے باقی اور بہتر ہیں یہ بات بتلاتا ہے کہ اس دار آخرت کا وہی مستحق ہے اور کن باتوں سے حاصل ہوتا ہے فقال تلک الدار الآخرۃ نجعلہا للذین لا یریدون علوا فی الارض ولا فسادا وکذا یہ دار آخرت ہم اسکو دینگے کہ جو دنیا میں سرکشی اور فساد کرنیکا قصد بھی نکریگا۔ علو گردن کشی بکبر اسکی ضد اسلام گردن نہادن یعنی جو اللہ اور اسکے رسول کے آگے گردن جھکائے انہی سب باتوں کو لائے انہیں تمام عنائماً آگئے یعنی قوت نظریہ کی تکمیل اور فساد کی ضد اصلاح ہے انہیں اعمال صالحہ آگئے یعنی نیک کام کرے۔ اب یہ خیال کرنا کہ دار آخرت کے لیے ایمان اور عمل صالح کی کوئی شرط نہیں تکبر اور فساد بکلیا ہی کافی ہے محض غلط خیال ہے۔ ان اعتقادیات اور عملیات کو ترک تکبر اور فساد کے انہاء سے اسلیے تعبیر کیا ہے کہ فرعون اور قارون کہ جنکا اس سورہ میں ذکر ہوا وہ کیونکہ اسی تکبر اور فساد سے ہلاک ہوئے ہیں۔ والعاقبۃ للمتقین اسکی تصحیح ہے کہ ترک تکبر اور ترک فساد سے ایمان و عمل صالح مراد ہیں کیونکہ بغیر اسکے متقی نہیں ہوتا اور عاقبت یعنی آخرت اور اسکی خوبیاں متقیوں کے لیے ہیں۔ یہ جو کلام سابق کی تفسیر یا تاکید ہوئی جا رہا ہے اور بھی تصریح و تفصیل ہے کہ جو کوئی نیکی کریگا اس سے بھی بہتر بدلا پاویگا اور جو بدی کریگا اتنی ہی سزا پاویگا۔ یہ آخرت کا قانون ہے کفار و مشرکین دار آخرت کا انکار کرتے تھے کہ وہ اصل ہمارا ہی دار آخرت کے مستحق ہیں جو کام ہم کر رہے ہیں وہی ہدایت اور سعادت کے کام اور دار آخرت کے وسائل ہیں اور نتائج اعمال باطل کا یہی خبط ہے کہ وہ اپنے اعتقاد بداور عمل فاسد کو موجب نجات جانتے ہیں دوسرے کو محروم) اور اسی لیے آنحضرت صلعم کہتے تھے کہ تجھے دار آخرت نصیب نہیں اور نہ تو ہدایت پر ہے۔ اسکے جواب میں فرماتا ہے ان الذی فرض علیک القرآن لرادک الی معاد کہ جسنے تجھپر قرآن کا پڑھنا فرض کیا جو راہ راست اور ہدایت کا سرچشمہ ہے ضرور تجھے معاد یعنی دار آخرت میں پہنچا دیگا یعنی ہاں کی خوبیاں نصیب کریگا۔ معاد جائے بازگشت۔ اسمیں ایک لطیف اشارہ اس طرف بھی ہے کہ یہ کفار جو تجھے مکہ سے نکالتے ہیں ہم پھر تجھے یہاں لاوینگے چنانچہ بعد ہجرت کے آنحضرت صلعم مکہ میں تشریف لائے اور یہاں کے فاتح ہوئے خدا تعالیٰ نے اس پیشین گوئی کو صادق کر دیا اور حضرت کا اعجاز پورا ہوا۔ ابن ابی حاتم نے ضحاک سے روایت کیا ہے کہ جب آپ کوہ سے نکلے اور رحبہ تک پہنچے تو مکہ کا شوق ہوا تب یہ آیت نازل ہوئی۔ بخاری نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ معاد سے مکہ مراد ہے۔

اور اسنے کہدیا صاف جانتا ہے کہ ہدایت پر کون ہے اور گمراہی صریح میں کون پڑا ہوا ہے پھر آنحضرت کو تسکین دیتا ہے وما کنت ترجو الخ کہ اس وحی کی تجھے تو امید بھی نہ تھی خود اپنی جرأت سے قرآن نازل کیا پھر تو خاموشی اختیار کرکے کافروں کا مددگار نہ بن اور ان کی شبہات سے اصلا کی باتوں سے نہ رک تو شوق سے اپنے رب کی طرف لوگوں کو بلا اور مشرکوں میں شامل نہو اور اللہ کے سوا اور کسی کو نہ پکار کیونکہ اسکے سوا کوئی معبود نہیں اسکے سوا جو کوئی ہے تو فانی ہے یا ممکن الوجود ہے مگر وہ۔ وجہہ سے اسکی ذات تعبیر کی گئی ہے اور اسکی بادشاہی ہے اور سب کو اسی کے پاس پھر کر آنا ہے یہ تینوں علتیں معبود برحق کی ہیں باقی اور ابدی ہونا۔ بادشاہی ہونا۔ اسکے پاس سب کو پھر کر آنا یا ہمیں اور کسی میں نہیں پس وہ معبود بھی نہیں اسلیے اسکے پکارنے سے منع کیا۔ حاصل یہ کہ تو ناہ راست پر ہے اور لوگوں کو توحید کی تعلیم کرانے کے کہنے کا کچھ بھی خیال نکر۔ سبحان اللہ سورۃ کو کن عمدہ مقاصد پر کس لطف کے ساتھ تمام کیا ہے۔

سُوْرَۃُ عَنْکَبُوْتٍ مَکِّیَّۃٌ ھٰ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۱ اٰمّٓ ۲ اٰحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَھُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ ۳ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ فَلَیَعْلَمَنَّ اللّٰہُ الَّذِیْنَ

کیا لوگوں نے سمجھ لیا ہے کہ آسانی سے کہہ دینے سے کہ ہم ایمان لائے چھوٹ جاویں گے۔ اور انکی آزمائش نہ کی جاویگی۔ اور البتہ ہم نے اگلے لوگوں کو آزمایا ہے۔ پس اللہ معلوم کر لیگا ان کو جو

صَدَقُوْا وَلَیَعْلَمَنَّ الْکٰذِبِیْنَ ۴ اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ اَنْ یَّسْبِقُوْنَا سَآءَ مَا یَحْکُمُوْنَ ۵ مَنْ کَانَ یَرْجُوْا لِقَآءَ

سچے ہیں اور جان لیگا جھوٹوں کو۔ کیا بدی کرنے والوں نے سمجھ لیا ہے کہ وہ ہم سے بڑھ جاویں گے۔ بُرا فیصلہ کر رہے ہیں۔ جو کوئی اللہ سے ملنے کی توقع

اللّٰہِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰہِ لَاٰتٍ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۶ وَمَنْ جَاھَدَ فَاِنَّمَا یُجَاھِدُ لِنَفْسِہٖ اِنَّ اللّٰہَ لَغَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ ۷

رکھتا ہو تو اللہ کا وعدہ آنیوالا ہے۔ اور وہ سنتا جانتا ہے اور جو کوئی کوشش کرتا ہے تو اپنے لیے کوشش کرتا ہے۔ البتہ اللہ تمام جہان سے بے پروا ہے۔

ترکیب

ان یترکوا ان واعملت فیہ یسد مسدا لمفعولین۔ ان یقولوا ای بان یقولوا ویجوز ان یکون بدلا من ان یترکوا من کان شرطا والجواب فان اجل اللہ والتقدیر لاتیۃ۔

تفسیر

پہلی سورہ کے خاتمہ میں فرمایا تھا کہ ان الذی فرض علیک القرآن لرادک الی معاد اور معاد دار آخرت کی طرف کامیابی کے ساتھ جانا آسان بات نہیں اسمیں بڑی بڑی جانفشانیاں کرنی پڑتی ہیں اور بڑی سختیوں کی برداشت کرنی پڑتی ہے اس لئے اس سورہ میں الٓمٓ سے ایک خاص مطلب کی طرف اشارہ کر کے یہ فرمایا یا حسب الناس ان یترکوا ان یقولوا اسناد ہم لا یفتنون کیا لوگوں نے یہ سمجھ لیا کہ لا الٰہ الا اللہ کہدینا اور صرف ایمان لانے کا دعوٰی کرنا کافی ہے اور انکی کوئی آزمائش نہ ہوگی؟ ضرور ہوگی کیسے کہ اگلے بھی ایماندروں پر بڑی بڑی مصیبتیں اُٹھائی ہیں آزمائے گئے ہیں گھر لوٹے گئے ہیں مارپڑی ہیں وطن سے نکالے گئے ہیں۔ اس سے اہل اسلام کو مضبوط کیا جاتا ہے کہ اسلام میں تکالیف دیکھکر گھبرائیں ایسی ہی آزمائشوں میں سچے جھوٹے کا امتیاز ہوتا ہے آں حضرت صلعم کے عہد میں خصوصاً ہجرت سے پیشتر ایماندروں کو بڑی بڑی مصیبتوں کا منہ دیکھنا پڑتا تھا۔ برادری کا چھوٹنا۔ کافروں سے مار کھانا۔ جلاوطن ہونا۔ مارا جانا۔ خورد و بچے چھٹنا۔ مال اسباب سے دست بردار ہونا وغیرہ وغیرہ۔ چنانچہ ایکبار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کی دیوار سے ٹیکہ لگائے سایہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ بعض صحابہ نے مشرکین کے ظلم و ستم کی شکایت کی کہ ہم یوں یوں ستائے جا رہے ہیں آپ دعا نہیں کرتے تقاضا ہو کر فرمایا تمسے پہلے دینداروں کے جسم آرے سے چیرے گئے ہیں پردہ دین سے نہ پھٹے تو لوہے کی کنگھے ان کے سر میں گھسے گئے کہ گوشت چیر کر ہڈی تک پہنچگئے پردہ تب بھی اپنے دین سے نہ پھٹے۔ واللہ کی یہ دین تو پھیلیگا یہانتک کہ صنعاء سے ایک حضرموت تک سوار امن سے جاویگا لیکن تم جلدی کر رہے ہو۔ رواہ البخاری۔

مفسرین متفق ہیں کہ یہ ان اہل اسلام کی شان میں نازل ہوا ہے کہ جبکہ کفار نے تکلیفیں پہنچا رہی تھیں جیسا کہ عمار بن یاسر اور ولید بن الولید و سلمہ بن ہاشم۔ فتنہ جان اور مال اور اہل پر مصیبت آنا۔ الغرض مسلمانوں کو تسلی اور ثابت قدمی دی گئی کہ راحتیں جو مکالیف پیش آویں انکی برداشت کرو زبانی دعوی کافی نہیں یہ آزمائش ہے جو ثابت قدم۔ راستباز ٹھہرتے ہیں اور جھوٹے کاذب قرار دیا گیا اور یہ کچھ نئی بات نہیں تم سے پہلے بھی دینداروں کو بڑی بڑی تکلیفیں پہنچی ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد جب انکے حواری یا انکے مریدوں میں پہنچے تو دم کے باشاہوں نے کسی کو لوہے کے ستونوں سے گرم کر کے بندھوا دیا کسی کو آگ میں ڈلوا دیا کسی کو درندوں سے پھڑوا دیا مگر وہ ثابت قدم رہے۔

اسکے بعد ان تکلیف دینے والوں کو بھی آگاہ کرتا ہے بقولہ ام حسب الذین یعملون السیئات الخ یہ برائی کرنے والے یہ نہ سمجھیں کہ ہم سے بڑھ جاوینگے یعنی ہمارے قابو میں نہ آویں گے۔ اس میں اسی طرف اشارہ ہے کہ ہم بہت جلد اپنے نبی کی مدد کرینگے سرکشوں کے سر توڑ ڈالیں گے چنانچہ چند روز کے بعد ایسا ہی ہوا۔ پھر ایمانداروں کی طرف روئے سخن کر کے فرمایا کہ من کان یرجو لقاء اللہ جو کوئی دار آخرت کا طالب اور اللہ سے ملنے کی امید رکھتا ہے کہ اسکے پاس جاؤں اور حیات ابدی پاؤں تو اللہ کا وعدہ آنیوالا ہے یعنی موت چلی آرہی ہے اسکے بعد کیا ہوگا کہ جو آنکھوں نے کبھی دیکھا نہ کانوں نے سُنا نہ دل میں گزرا پس اسکو چاہیے کہ سرگرمی سے ایمان اور نیکی کاری میں مصروف رہے۔ وہو السمیع العلیم اور تمہاری یہ کوشش ایسی نہیں کہ جسکو معلوم نہ ہو کیونکہ وہ سمیع ہے سنتا ہے علیم ہے دل کے بھید جانتا ہے ومن جاہد فانما یجاہد لنفسہ الخ اور یہ بھی یاد رہے کہ جو کوئی نیکی میں کوشش اور سرگرمی کرتا ہے تو اپنے فائدہ کے لیے کیونکہ اللہ کو کسی کی کچھ بھی حاجت نہیں۔ اہل دین متین ہیں بعد انکا پہنچنا اسکی طرف آنا میں اشارہ کیا اور دشمنوں کا جانا وہ رسولوں کا بھیجنا اور شریعت کا قائم کرنا اسکی طرف وہم لا یشعرون میں اشارہ کیا شعور سے واقف ہونا اسی کی طرف من کان یرجو الخ میں اشارہ کیا سمیع بھی بتلایا کہ دعا کے بعد موجب بانی ہوتی ہے

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَحْسَنَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ

اور وہ جو ایمان لائے اور اُنھوں نے بھلے کام کیے ہم اُنسے بُرائیاں مٹا ڈالیں گے اور ہم اُنکو اُنکے کام کا بہتر اچھا بدلا دینگے۔ اور ہمنے انسان کو حکم دیا ہے کہ اپنے ماں باپ سے

حُسْنًا ۭ وَاِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ۭ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

نیکی کرے۔ اور اگر وہ تجھسے اِسبات کی کوشش کریں کہ تو میرے ساتھ شریک کرے کہ جسکو تو جانتا بھی نہو تو پھر اُنکا کہنا نہ مان میرے پاس تم سبکو پھر کر آنا ہے تب میں بتلا دونگا کہ تم کیا کرتے تھے۔ اور وہ جو ایمان لائے اور اُنھوں نے اچھے

الصّٰلِحٰتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِي الصّٰلِحِيْنَ ۝ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ فَاِذَآ اُوْذِيَ فِي اللّٰهِ جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ اللّٰهِ ۭ

عمل کیے اُنکو ہم بیشکھوں میں داخل ہی کرینگے۔ اور کچھ ایسے لوگ بھی ہیں کہ جو کہتے ہیں ہم اللہ پر ایمان لائے پھر جب اُنکو اللہ کی راہ میں تکلیف پہنچتی ہے تو وہ لوگوں کی تکلیف کو اللہ کے عذاب کے برابر سمجھتا ہے۔

وَلَىِٕنْ جَاۗءَ نَصْرٌ مِّنْ رَّبِّكَ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّا كُنَّا مَعَكُمْ ۭ اَوَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِمَا فِيْ صُدُوْرِ الْعٰلَمِيْنَ ۝

اور اگر تیرے رب کے پاس مدد آوے تو کہنے لگتا ہے کہ ہم تو تمہارے ساتھ تھے۔ اور کیا خدا نہیں جانتا جو کچھ جہان کے لوگوں کے دلوں میں ہے۔

ترکیب

حسنا منصوب بوضعنا قبل محمول علی المعنی والتقدیر الزمناہ حسنا۔ والذین اٰمنوا مبتدا ولندخلنھم خبر ومن یقول مبتدا ومن الناس خبر۔

الآیۃ الثانی عن العلمین میں فی الجملہ ایک تنبیہ سی تھی جس سے کہ سمجھ لوگوں کے دل برشبہہ ہتا تھا کہ بھریہ کلام کیا ہوا ایسے ان خیال کو رد کرکے فرمایا والذین اٰمنوا وعملوا الصلحت جو لوگ ایمان لائے اور اچھوں نے اچھے کام کیے۔ ہم بارہا بیان کر آئے ہیں کہ **ایمان** شرع میں جو کچھ اللہ اور اُسکے رسول نے فرمایا ہے اُسکو سچا جاننا اور ماننا ہے جنمیں سے اللہ کی ذات پاک اور اُسکی صفات اور ملائکہ اور اُسکی کتابوں اور اُسکے رسولوں اور قیامت کے دن پر ایمان لانا یعنی تصدیق کرنا از حد ضروری ہے۔ اور **عمل صالح** وہ کام ہے کہ جسکی رغبت اللہ اور اُسکے رسول نے دلائی اور عمل فاسدہ وہ کہ جس سے منع کیا جس ایک عرض غیر قار ہے باقی نہیں رہتا مگر نیت اور خلوص سے۔ ان دونوں کے انعام میں دو چیزیں عطا فرمانیکا وعدہ کیا **لنکفرن** ایمان کے بدلے میں کہ ہماری پہلی بُرائیاں مٹا دینگے **ولنجزینھم** کہ اُنکے اعمال خیر کا عمدہ بدلہ دینگے جنت اور وہاں کے نعماء۔ اور نیز دنیا میں بھی کہیں کچھ بدلہ ملجاتا ہے۔

چونکہ اعمال صالحہ کا ذکر تھا اسلیے انمیں سے بعض ان عملوں کا ذکر کرتا ہے کہ جنکے صالح ہونے میں کسی کو بھی کلام نہیں اور اسکی کس لطف کے ساتھ فرضیت ثابت کرتا ہے بقولہ **ووصینا الانسان بوالدیہ** حسنا کہ ہمنے انسان کو حکم دیدیا ہے (اسکو بلفظ وصیت تاکید کے لیے فرمایا) کہ اپنے ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کیا کرے کیونکہ یہ اسکے بڑے محسن ہیں اور کہیں میں جب کہ کچھ بھی کسی سے نہیں سکتا تھا اُسکو پالا پرورش کیا علم و تہذیب سکھائی مگر ان جاہدک لتشرک بی الخ وہ اس بات کی اگر کوشش کریں کہ تو میرا کسی کو شریک کرے تو اُنکا کہنا اس بات میں نہ مان کسی لیے کہ رب سے زیادہ میں محسن ہوں ماں باپ بھی زیادہ میرے احسانات ہیں اسلیے میری نے اولی نکر اگر کسی کو میرا شریک ٹھہرانے لگے۔ وہ بڑے جھگڑا کریں تو مانیو ہی نہیں تم سب میرے پاس آؤگے میں تمکو وہاں بتادونگا کہ تم کیا کرتے تھے۔ یعنی اس بارہ میں تیرے ماں باپ کے اور تیرے جھگڑے کا میں فیصلہ کرونگا۔ اور ممکن ہے کہ یہ جملہ فانبئکم بما کنتم تعملون خلوص نیت کے لیے تاکید ہو الیس لک یہ تم جسکو تو جانتا نہیں اُسکو بھی میرا شریک کرنا اور جسکو تو جانتا ہے اُسکو تو بدرجۂ اولی نکر نا کیونکہ جب تجھے خود معلوم ہے کہ فلاں شے مخلوق اور حادث ہے اُسکو کیا شریک کریگا ماں جسکو جانا بھی نہیں جہاں وسوسہ ہو سکتا تھا کہ شاید یہ شخص خدائی میں شریک ہونے کی قابلیت رکھتا ہے۔ پس اس لیے الیس لک علم کی قید لگائی۔

والذین عملوا الصلحت لندخلنھم فی الصلحین پہلے کلام کی تاکید ہے کہ جو اچھے کام کریگا ہم اُسکو صالحین کے زمرہ میں داخل کرینگے۔ وہ کہ جنکے لیے کوئی فساد نہیں ہمیں علمیات بھی آگئے یہ حکما کا قول ہے۔ پھر اسی پہلی بات کی طرف دوسرے عنوان سے رجوع کرتا ہے فقال ومن الناس من یقول اٰمنا باللہ کہ بعض لوگ ایسے بھی ہیں کہ زبان سے تو کہتے ہیں آمنا کہ ہم ایمان لائے مگر فاذا اوذی فی اللہ جعل فتنۃ الناس کعذاب اللہ جب اُسکو اللہ کی راہ میں کوئی ایذا پہنچتی ہے تو اس کے ڈر سے دین سے اسی طرح رُک جاتا ہے کہ جس طرح اللہ کے عذاب کے ڈر سے لوگ گناہوں سے رکتے ہیں اور اس تکلیف کی وہ کچھ بھی برداشت نہیں کرتا اور لطف یہ ہے ان جاء نصر من ربک کہ اللہ کی طرف سے کوئی فتح نصیب ہو جاوے تو کہنے لگیں انا معکم کہ ہم تو پہلے سے تمہارے ساتھ تھے۔ اسکے جواب میں فرماتا ہے اولیس اللہ باعلم کہ کیا خدا لوگوں کے دلوں کی بات نہیں جانتا پس ہم انکے دلی راز سے واقف ہیں یعنی ان کا یہ جھوٹ ہم سے نہیں چل سکتا **مسائل** - ماں باپ کی اطاعت فرض ہے مگر گناہ کے کام میں نہیں۔ انسان کو کسی تکلیف سے یا کسی کے خوف سے دین یا اُنکی کسی بات کو ترک کرنا حرام ہے۔ دین پر سختی اور نرمی میں ثابت قدم رضا فرض ہے۔

وَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ ۝ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبِعُوْا سَبِيْلَنَا وَلْنَحْمِلْ خَطٰيٰكُمْ وَمَا هُمْ

اور البتہ اللہ معلوم کریگا ایمانداروں کو اور معلوم کریگا منافقوں کو۔ اور کافروں نے ایمانداروں سے کہا کہ تم ہمارے طریق پر چلو اور ہمارے گناہ ہم اٹھالینگے۔ حالانکہ وہ

بِحٰمِلِيْنَ مِنْ خَطٰيٰهُمْ مِّنْ شَيْءٍ ۭ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝ وَلَيَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ ۡ وَلَيُسْـَٔلُنَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَمَّا

انکے گناہوں میں سے کچھ بھی اٹھانیوالے نہیں۔ وہ جھوٹے ہیں۔ اور البتہ اپنے بارگناہ اٹھاوینگے اور بار بھی اپنے جھوٹوں کے ساتھ اٹھاوینگے۔ اور قیامت کے دن انکے جھوٹ بنانے سے

كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَلَبِثَ فِيْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِيْنَ عَامًا فَاَخَذَهُمُ الطُّوْفَانُ وَهُمْ

سوال کیا جاویگا۔ اور البتہ بھیجے نوح کو اسکے قوم کی طرف پھر وہ رہے انمیں پچاس کم ہزار برس تک۔ پھر انکو طوفان نے آلیا اور وہ

ظٰلِمُوْنَ ۝ فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَصْحٰبَ السَّفِيْنَةِ وَجَعَلْنٰهَآ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝

بدی میں تھے۔ پھر بچالیا اسکو اور کشتی والوں کو بچالیا اور کشتی کو دنیا کے لیے نشانی بنایا۔

ترکیب

الذین اٰمنوا معلین کا مفعول اتبعوا الخ مقولہ ہے وقال الذین کفروا کا ولنحمل عطف علی اتبعوا وارادوا بصیغۃ الامر فی الحصول ان تتبعوا طریقتنا وان نحمل خطایاکم نظیرہ لیکن اسلک الطریق ولیکن بنی الامر فیھم لکان ذبن فی الجاہل حمل الخطایا وان صدر ذلک بلفظ الامر وعدی اذا کان الوعد من غیرھم لقد یبنی ھذا فی العرف فالکذب فعلی ھذا یتجہ الکذب فی الاخبار بقولہ تعالیٰ ولیکونن فی الاشارۃ الیہم ظلموا جعل من غیرھم فی اتخاذھم

تفسیر

ولیعلمن اللہ الذین اٰمنوا ولیعلمن المنفقین یہ کلام سابق کا تتمہ ہے کہ وہ جو ایسی باتیں بناتے ہیں اللہ پر کوئی بات مخفی نہیں وہ دلوں کے راز جانتا ہے اور اللہ مومن اور منافق کا پورا امتیاز ہوجاویگا۔ اللہ کو ہر چیز کا ہمیشہ سے علم ہے پھر یہ جو قرآن میں آیا کرتا ہے کہ اللہ جان جاوے۔ اور اللہ جان جاویگا وغیرہ تو اس سے علم تفصیلی مراد ہے؟ ایک جاہد اور متجرہ کے بعد اس شخص کو بھی حاصل ہوجاتا ہے کہ جسکا یہ معاملہ ہے تو لوگ بھی جان لیتے ہیں کہ اسکے الزام کے لیے بھی ہر حجت ہوسکتا ہے۔ یہاں کلام ہوسکتا ہے کہ یہ سورہ مکیہ ہے اور مکہ میں منافق کہاں تھے؟ منافق بننے کا دل میں کفر ظاہر ہے من کا یہی لالچ ہر جگہ ہیں یا کسی خوبی سے اور کہ مومن تو اہل اسلام کی طرح سے کوئی توقع نفع کی تھی اور نہ کچھ خوف تھا کہ خود مسلمان مصیبت میں تھے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ یہ کسی شخص کا واقعہ نہیں بلکہ ایک تمثیل ہے ایسے بھی لوگ ہوتے ہیں کہ زبان سے ایمان ظاہر کرتے ہیں اور رنگوں کی تکلیف سے ایسا ڈرتے ہیں کہ جیسا اللہ کے عذاب سے ڈرتے ہیں اور راحت کے وقت ایماندار وں کے ساتھ رہنا بیان کرتے ہیں باتوں باتوں کہہ دیتے ہیں کہ ہم ایسے ہیں اگر یہ بات پیش آئی اور ہمیں طرف بھی نشانہ ہو کہ اسلام مرتفعات پر نہ آویگے حال کی مصیبت سے نہ ڈرو۔

وقال الذین کفروا سے ان ظالم کافروں کی ایک اور دغابازی بیان فرماتا ہے۔ وہ کہ بعضے کافر بعض مسلمانوں کو ازحد ستاتے تھے انہیں یہ کہتے تھے کہ تم یہ تکالیف کس لیے اٹھاتے ہو کیسے اسلام نہیں چھوڑ دیتے؟ وہ کہتے تھے کہ ہم اپنے اس گناہ سے ڈرتے ہیں آخرت کا خوف ہے اسکے جواب میں وہ کہتے تھے اچھی تم چھوڑو دنیا کے منے اٹھاؤ تمہارے گناہ ہم اٹھالینگے (جیسا آجکل بعض فساق ایک دوسرے کو یہی کہہ کر گناہ پر آمادہ کیا کرتے ہیں میری قسم شراب کی پالی پی لو تمہارا گناہ ہمارے سر پر تمہاری عوض ہم عذاب اٹھالینگے) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وما ہم بحاملین من خطٰیٰھم من شیٔ کہ وہ انکا کوئی گناہ بھی نہ اٹھاسکینگے وہ اس دعوی میں جھوٹے ہیں اول تو دار آخرت میں کوئی کسی کی تکلیف پر کوئی تکلیف کا متحمل نہیں ہوسکتا چہ جائیکہ دوسرے کی تکلیف اور رضا تعالیٰ کا اصل کب مقتضی ہو کہ کسی کے گناہوں پر کسی اور سے علاوہ یہ ہے بلکہ وہ یحملن اثقالہم اپنے گناہوں کا بار اٹھاوینگے واثقالا مع اثقالہم اور اسکے ساتھ اپنی اس بیہودی اور انکے بہکانیکا بھی بار گناہ اٹھاوینگے اور انکی اس افترا پردازی سے قیامت کے باز پرس ہوگی کہ تم کس جرأت اور بیباکی سے ایسی باتیں بناتے تھے؟۔

اول سعدہ میں فرمایا تھا کہ تم سے پہلے لوگ بھی بیندیری کے سبب بہت کچھ ستائے گئے ہیں اب اسکی تصدیق کے لیے حضرت نوح علیہ السلام کا حال بیان فرماتا ہے فقال تعالیٰ ولقد ارسلنا نوحا الخ قوم کہ جسنے نوح کو اسکی قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجا پھر وہ انمیں ساٹھے نو سو برس تک رہا۔ بہت کچھ وعظ و پند کیا مگر نہ مانا اور نوح کو اور انکے ساتھ چند ایماندار لوگوں کو تکلیفیں دیں کہ جو بیان سے باہر ہیں آخر کار فاخذھم الطوفان الخ طوفان نے آلیا اور وہ اسوقت تک ویسے ہی بدکار رہے اور جسنے نوح کو اور انکے ساتھ کشتی میں تھے بھی بیٹے اور چند دیندارون کو بچالیا اور قرنوں تک اس کشتی کو اپنی قدرت کا نمونہ دکھانے کے لیے باقی رہنے دیا کہ دیکھکر لوگ عبرت پکڑیں اور اس عہد کو یاد کریں اور اپنی سرکشی سے باز آویں۔ اسمیں کفار مکہ کی طرف اشارہ ہے کہ عزہ فہما جس طرح قوم نوح کو ہلاک کیا تم بھی ایک روز گرداب بلا میں آجاؤ گے۔

وَإِبْرَاهِيمَ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاتَّقُوهُ ۖ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ إِنَّمَا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ أَوْثَانًا وَتَخْلُقُونَ إِفْكًا

اور ابراہیم کو جب کہا اسنے اپنی قوم سے کہ اسکی عبادت کرو اور اُس سے ڈرو۔ یہی تمہارے حق میں بہتر ہے اگر تم سمجھ رکھتے ہو۔ تم تو اللہ کے سوا بتوں کو پوجتے اور جھوٹی باتیں بناتے ہو۔

إِنَّ الَّذِينَ تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ لَا يَمْلِكُونَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوا عِندَ اللَّهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوهُ وَاشْكُرُوا لَهُ ۖ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۝ وَإِن تُكَذِّبُوا

جنکو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو وہ تمہاری روزی کے مالک نہیں پھر تم اللہ کے پاس روزی تلاش کرو اور اُسکی عبادت کرو اور اُسکا شکر کرو۔ اُسکے پاس پھر کر جاؤ گے۔ اور اگر تم جھٹلاتے ہو

فَقَدْ كَذَّبَ أُمَمٌ مِّن قَبْلِكُمْ ۖ وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ۝ أَوَلَمْ يَرَوْا كَيْفَ يُبْدِئُ اللَّهُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ ۚ إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ ۝ قُلْ سِيرُوا

تم سے پیشتر بہت سے لوگ جھٹلا چکے ہیں۔ اور رسول پر تو یہی ہے کہ کھول کر پہنچا دے۔ کیا نہیں دیکھتے اللہ اول بار کیونکر پیدا کرتا ہے پھر اسکو بار بار کریگا۔ یہ کام اللہ پر آسان ہے۔ کہہ زمین پر

فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ بَدَأَ الْخَلْقَ ثُمَّ اللَّهُ يُنشِئُ النَّشْأَةَ الْآخِرَةَ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ يُعَذِّبُ مَن يَشَاءُ وَيَرْحَمُ مَن

پھر کر دیکھو کہ اللہ نے کس طرح سے ابتدا پیدا کیا پھر اللہ آخرت کا بھی اُٹھانا پیدا کرے گا۔ بیشک اللہ ہر بات پر قدرت رکھتا ہے۔ جسکو چاہے عذاب دے اور جسپر چاہے

يَشَاءُ ۖ وَإِلَيْهِ تُقْلَبُونَ ۝ وَمَا أَنتُم بِمُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَمَا لَكُم مِّن دُونِ اللَّهِ مِن وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ۝

رحم کرے اُسیکے طرف تم پھیرے جاؤ گے۔ اور تم عاجز نہیں کر سکتے زمین میں اور نہ آسمان میں اور نہ تمہارے لیے اللہ کے سوا کوئی حمایتی ہے اور نہ مددگار۔

✦ ترکیب ✦

وابراہیم معطوف علی المفعول فی انجینا ہ وعلی تقدیر واذکروا الی ارسلنا۔ النشاۃ الآخرۃ بالمد والقصر فتان واوثانا مفعول تعبدون جمع وثن ای صنم وتخلقون معطوف علی تعبدون اے تقولون۔ افکا ای کذبا۔ تنبیہ من ضمیر تخلقون او مفعول مطلق الذی اسم ان تعبدون من دون اللہ صلتہ والعائد محذوف لا یملکون خبر کیف ہو واجملہ مفعول اولم یروا کیف بمعنی الکیفیۃ ای کیفیۃ ابداء الخلق یبدء رلنعیم اولہ وقرئت بفتحہ من بدا وابدء بمعنی واحد اے یخلقہم ابتدا فی الارض متعلق بسیروا فی الارض والمفعول ربکم۔

✦ تفسیر ✦

واقعہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ حضرت نوح کے بیٹے سام کی نسل سے ہیں انکے اور نوح کے بیچ میں آٹھ پشت ہوتی ہیں۔ طوفان کے بعد حضرت نوح کی اولاد ایشیا کوچک سے پورب رخ عراق عرب میں آ بسی تھی اور اس جگہ انہوں نے شہر بابل اور ایک بلند برج آئندہ طوفان سے بچنے کے لیے بنایا تھا۔ پھر نوح کی اولاد یہیں سے تمام دنیا میں پھیلی گویا سب کا قدیم وطن یہی دیس ہے جیسا کہ توریت سفر الخلیقہ کے گیارھویں باب سے ثابت ہے۔

حضرت ابراہیم کے عہد تک جو حضرت نوح سے سیکڑوں برس کا فاصلہ ہے لوگوں میں بت پرستی اندر ہو گئی تھی۔ یہ لوگ صابی مذہب کے تھے عناصر اور کواکب اور دیگر روحانیات کی مورتیں بنا کر اُن کو پوجتے تھے اور انکو اپنے رزق اور دنیا کی راحت کا مالک جانتے تھے۔ اور دار آخرت کے قائل نہ تھے حضرت ابراہیم اس قوم کی طرف مبعوث کیے گئے انہوں نے وعظ کیا اے قوم اللہ کی عبادت کرو اور اُسی سے ڈرو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے اور جسکو تم پوجتے ہو اُنکو تمہاری روزی کا کچھ بھی اختیار نہیں ہے جھوٹی خیالات ہیں کہ وہ روزی دیتے ہیں روزی اللہ دیتا ہے اُسی سے طلب کرو اور اُسی کی عبادت کرو اُسیکا شکر کرو تمکو اُسیکے پاس پھر کر جانا ہے اگر تم جھٹلاؤ تو کچھ نئی بات نہیں تم سے پہلے بہت سے گروہ اور فرقے پہلے انبیاء کو جھٹلا چکے ہیں۔ نوح اور شیث اور ادریس علیہم السلام کو انکے لوگوں نے جھٹلایا تھا۔ رسول کا کام صاف صاف حکم پہنچا دینا ہے اب تم مانو یا نہ مانو۔

چونکہ وہ لوگ اللہ کے بھی قائل تھے اور بتوں کو اُسکے مختار اور عہدہ دار جانکر پوجتے تھے اسلیے توحید کے حکم سے حضرت ابراہیم کو جو دلائل اور انکے ضرور نتیجے اور حضرت کے تودہ بالکل منکر تھے اسلیے ہر مسئلہ کو دو دلیلوں سے مدلل کیا قال اولم یروا کیف یبدء الخلق کہ کیا وہ عقلی برہان سے نہیں دیکھتے جو قائم مقام آنکھوں کے دیکھنے کے ہے کہ اللہ نے سرے سے کیونکر پیدا کرنا ہے ہر چھوٹی بڑی چیز حیوانات کو دیکھو کہ پہلے کب تھے اور خود بخود بنے نہیں کیونکہ کوئی شے جو حادث ہوا بغیر خود نہیں ہو سکتی اگر خود ہوتی ہو تو پہلے سے کیوں نہ تھی کیسے تھا کہ وہ رک گئی تھی اور کس نے روک رکھا تھا پھر جسنے روک رکھا تھا وہی تو خالق ہے وہ اب ہے جو تمکو محسوس ہے معلوم نہیں ہوتا۔ اور جو اللہ نے پیدا کرنا ہے (اور اسکو تو تم بھی مانتے ہو اسلیے استفہام کے طور پر لا ولم یروا فرمایا) اسکو دوبارہ پیدا کرنا کیا مشکل ہے اسکو تو قیاس عقل چاہتا ہے اور اسلیے آیت ان ذالک علی اللہ یسیر جزم کر دیا کہ بعد دوسری دلیل کے فرماتا ہے قل سیروا فی الارض الخ اگر تمکو علم یقینی اور حدس مذکور حاصل نہ ہو تو اطراف ارض میں یعنی ملکوں میں پھر کر دیکھو اور مواليد ثلثہ معادن نبات حیوان کے پیدا ہونے کی کیفیت ملاحظہ کرو کہ انکو کس طرح سے پیدا کیا ہے تاکہ یہ فکر منشا ہدایت تک پہنچا دے اور اسی لیے اس جگہ کیف بمبدء الخلق

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَلِقَآئِهٖٓ اُولٰٓئِكَ يَئِسُوْا مِنْ رَّحْمَتِيْ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوا اقْتُلُوْهُ

اور وہ جو اللہ کی آیتوں اور اُن کے ملنے کے منکر ہوئے وہی میری رحمت سے ناامید ہوگئے اور اُنکے لیے عذاب الیم ہے۔ پھر اُسکی قوم کا جواب نہ سکا مگر یہ کہ اسکو قتل کردو یا

اَوْ حَرِّقُوْهُ فَاَنْجٰىهُ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ وَقَالَ اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا ۙ مَّوَدَّةَ بَيْنِكُمْ

یا جلادو پھر اسکو اللہ نے آگ سے بچالیا۔ البتہ ہیں بیان لانے والی قوم کے لیے بڑی نشانیاں ہیں۔ اور ابراہیم نے کہا تمنے جو اللہ کے سوا بت بنا رکھے ہیں آپس کی محبت سے

فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ وَّيَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا ۡ وَّمَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝ فَاٰمَنَ لَهٗ لُوْطٌ ۘ

دنیا کی زندگی میں پھر قیامت کے دن تو ایک دوسرے کا انکار کریگا اور ایک دوسرے پر لعنت کریگا اور تمہارا ٹھکانا آگ ہے اور تمہارے لیے کوئی مدد گار نہ ہوگا۔ پس لوط نے ابراہیم کی

وَقَالَ اِنِّيْ مُهَاجِرٌ اِلٰى رَبِّيْ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ وَاٰتَيْنٰهُ

اور کہا میں اپنے رب کیطرف ملن چھوڑ کر جاتا ہوں بیشک وہ زبردست حکمت والا ہے۔ اور ہمنے ابراہیم کو اسحاق و یعقوب عطا کیا اور اُسکی نسل میں نبوت اور کتاب قائم کی اور ہمنے

اَجْرَهٗ فِي الدُّنْيَا ۚ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝

دنیا میں اسکا بدلہ اُسکو دیا اور وہ آخرت میں بھی نیکوکاروں میں ہے۔

ترکیب

قال جار اور مجرور مخبری مودۃ بالنصب اما باضافۃ او بغیر اضافۃ مفعولی الاول لتتخذوا مودۃ بینکم علی الثانی کون مفعولا ثانیا علی حذف المضاف او جعلت ان المصدر بمعنی المفعول ای اتخذتم الاوثان سبب المودۃ بینکم واتخذتموہا مودودۃ بینکم وقریٔ بالرفع ایضا باضافۃ فعلی لموصولین کون خبر الان علی ان ما موصولۃ والعائد محذوف والتقدیر الذی اتخذتموہ اوثانا ہی سبب مودۃ بینکم او مودودۃ بینکم۔

بلفظ ماضی ذکر کیا کہ اگر آئندہ اول بار پیدا کرنے اور بار دگر پیدا کرنے میں شک ہو تو پیدائی ہوئی چیزوں کو دیکھو انسان کو ایک قطرہ نجس سے بنایا درختوں کو ایک تخم سے بلند و بالا کیا پھر کر سمجھ لو کہ وہ بار دگر یعنی مرنیکے بعد پھر دوبارہ ممکن پیدا کریگا۔ پس دونوں جملوں میں ایک جملہ کا دوسرے پر عطف ہے پھر ثم اللہ یبتدئ میں الٰہی ضمیر کے لفظ اللہ کے لانیمیں نکتہ ہے کہ یہ تمہارے معبودوں کا کام نہیں۔ دلائل الانفس والآفاق کے بعد نتیجہ ثابت کرتا ہے ان اللہ علی کل شئی قدیر اول ما بھی پیدا کر سکتا ہے پھر ثانی کر سکتا ہے اور بار دگر بھی بنا سکتا ہے۔ دار آخرت قائم کرکے بعد ذکر من یشاء و یرحم من یشاء جسکو چاہیگا سزا دیگا جسپر چاہیگا رحم کریگا اسی طرح دنیا میں بھی۔ تم کہیں مرو کہیں فن ہو یا جلائے جاؤ الیہ تقلبون سب اسیکے پاس لٹ آؤ گے ہمنے زمین میں کہیں بھاگ کر جا سکتے ہو نہ آسمان میں چڑھ سکتے ہو وما انتم بمعجزین فی الارض ولا فی السماء اور نہ کسی دوسرے سامنے ہو کر مقابلہ کر سکتے ہو کیسلیے کہ مالکم من دون اللہ من ولی ولا نصیر اسکے سوا تمہارا نہ کوئی حامی ہے نہ مددگار۔ پھر جب مجبوراً ہارے دربار عدالت میں لائے جاؤگے تو والذین کفروا بایات اللہ ولقائہ وہ جو اللہ کی آیتوں اور اُسکے پاس جانے کے منکر ہوگئے ہیں اولئک یئسوا من رحمتی وہ حقیقت میری رحمت سے ناامید ہوگئے ہیں پس اولئک لہم عذاب الیم انکو سخت سزا ملیگی۔ یہ آخرت کا فیصلہ ہے۔

بعض مفسرین کہتے ہیں کہ وان تکذبوا سے لیکر اولئک لہم عذاب الیم تک بقرینہ قولہ تعالیٰ قل سیروا فی الارض حضرت ابراہیم کے قصہ میں جملہ معترضہ ہے جسمیں قریش مکہ سے کلام ہے۔ اسلیے کہ عرب کی حالت کفر و شرک و انکار حشر میں بعینہٖ قوم ابراہیم کی حالت تھی فما کان جواب قومہ الا ان قالوا اقتلوہ او حرقوہ فانجاہ اللہ من النار سے پھر ابراہیم کا قصہ شروع ہوتا ہے کہ اسکی قوم کو بھڑ اسکے اور کچھ جواب نہ آیا کہ جل کر یہ کہدیا کہ ابراہیم کو قتل کرڈالو یا آگ میں جلادو چنانچہ آگ میں ڈالدیا اللہ نے حضرت کو سلامت نکالدیا ان فی ذلک لآیات لقوم یؤمنون اسمیں ایماندارو کے لیے بڑی بڑی نشانیاں ہیں جنمیں ایک یہ کہ اللہ ایسا قادر ہے کہ آگ میں ڈالکر سلامت نکال لیتا ہے جنمیں ایک یہ کہ بندوں پر ہمیشہ اسکی عنایت رہتی ہے جنمیں ایک یہ کہ امت محمدیہ پر ابراہیمیہ کی پابندی جو بطرح انکو آگ سے نجات دی اسکے پیروؤں کو جہنم کی آگ سے نجات دیگا۔ پھر حضرت ابراہیم نے وعظ شروع کیا کہ آج دنیا میں تمنے جو محبت سے بت پرستی کر رکھی ہے ان بتوں سے اور جنکے یہ پوجنے سے محبت ہے قیامت میں وہی محبت جاتی رہیگی وہی تم پر لعنت کرینگے اور تم جہنم میں جاؤگے کوئی نکو نہ بچاویگا فامن لہ لوط پس اس قوم میں سے حضرت کا بھتیجا لوط ایمان لایا اور وہ وطن چھوڑ کر پہلے حران العراق کے ذمیں آئے پھر وہانسے ملک شام میں گئے مہاجر الی ربی یعنی رب کے حکم سے ہجرت کرتا ہوں جہاں وہ بھیجا ہی جاتا ہوں وہ ہبنالہ اسحٰق و یعقوب یہاں سے حضرت ابراہیم پر جو کچھ انعام الٰہی ہوا اسکو بیان فرماتا ہے کہ ہمنے اسکو ایسا بلند اقبال بیٹا اسحاق اور پوتا یعقوب عطا کیا اور اسکی نسل میں نبوت اور کتاب قائم کی گئی توریت زبور انجیل قرآن اسی کی اولاد کو ملی بعد دنیا میں بھی اسکو بدلہ دیا مال و اسباب اولاد و عزت اور آخرت میں بھی وہ کاملین میں ہے۔

وَلُوطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ إِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ أَحَدٍ مِنَ الْعَالَمِينَ ۝ إِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ وَتَقْطَعُونَ السَّبِيلَ وَتَأْتُونَ

اور بھیجا لوط کو جب کہا اپنی قوم سے کہ تم تو وہ بےحیائی کرتے ہو کہ جو تم سے پہلے دنیا میں کسی نے بھی نہیں کی۔ کیا تم مردوں کے پاس جاتے ہو اور راہزنی کرتے ہو اور اپنی

فِي نَادِيكُمُ الْمُنْكَرَ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ قَالُوا ائْتِنَا بِعَذَابِ اللَّهِ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۝ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِي عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِينَ

مجلس میں برا کام کرتے ہو۔ پھر اسکی قوم کا جواب اسکے کچھ جواب تھا کہ کہنے لگے تو ہم پر اللہ کا عذاب لیکر آ اگر تو سچا ہے۔ لوط نے کہا اے رب بدمعاش لوگوں پر مجھے غالب کر۔

وَلَمَّا جَاءَتْ رُسُلُنَا إِبْرَاهِيمَ بِالْبُشْرَىٰ قَالُوا إِنَّا مُهْلِكُو أَهْلِ هَٰذِهِ الْقَرْيَةِ إِنَّ أَهْلَهَا كَانُوا ظَالِمِينَ ۝ قَالَ إِنَّ فِيهَا لُوطًا قَالُوا

اور جبکہ پہنچے بھیجے ہوئے فرشتے ابراہیم کے پاس مژدہ لیکر لے تو کہنے لگے ہم اس بستی کے لوگوں کو غارت کرنا چاہتے ہیں یہاں کے لوگ بڑے ظالم ہیں۔ ابراہیم نے کہا اس بستی میں تو لوط بھی ہے وہ بولے

نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَنْ فِيهَا لَنُنَجِّيَنَّهُ وَأَهْلَهُ إِلَّا امْرَأَتَهُ كَانَتْ مِنَ الْغَابِرِينَ ۝ وَلَمَّا أَنْ جَاءَتْ رُسُلُنَا لُوطًا سِيءَ بِهِمْ وَضَاقَ

ہم خوب جانتے ہیں جو کہیں ہو ہم لوط کو اور اسکے کنبے کے بچا لینگے مگر اسکی بیوی کو کہ وہ اور باقی لوگوں میں رہیگی۔ اور جبکہ ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے لوط کے پاس آئے تو انکے ناخوش ہوا اور انکے

بِهِمْ ذَرْعًا وَقَالُوا لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ إِنَّا مُنَجُّوكَ وَأَهْلَكَ إِلَّا امْرَأَتَكَ كَانَتْ مِنَ الْغَابِرِينَ ۝ إِنَّا مُنْزِلُونَ عَلَىٰ أَهْلِ

دل میں برا ہوا اور وہ بولے اے لوط نہ ڈر اور نہ رنج کر ہم تجھکو اور تیرے کنبے کو بچا لینگے مگر تیری بیوی کو کہ وہ باقی لوگوں میں ٹھہر چکی ہے۔ ہم اس بستی والوں پر

هَٰذِهِ الْقَرْيَةِ رِجْزًا مِنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ۝ وَلَقَدْ تَرَكْنَا مِنْهَا آيَةً بَيِّنَةً لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ

آسمان سے ایک آفت اتارنے والے ہیں اس سبب سے کہ وہ بدکاری کیا کرتے ہیں۔ اور البتہ چھوڑی ہم نے اس بستی کے نشان باقی رکھ جو سمجھ رکھنے والے لوگوں کے لیے۔

ترکیب

ولوطا معطوف علی نوح وابراہیم۔ المنکر مفعول تاتون۔ ینحوک وایاک الکاف فی موضع جر عند سیبویہ۔ من الغابرین الباقین فی العذاب اوممن الماضین ذکر بہم لومن مضی زمانہ ویعنی۔ سیئ بہم حزن بسببہم وضاق بشانہم وتدبیر امرہم ذرعہ ای طاقتہ۔ ان جاءت ان صلۃ لتاکید الفعلین۔

تفسیر

قصہ یہ تیسرا قصہ حضرت لوط علیہ السلام کا ہے۔ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حقیقی بھتیجے تھے جو انکے ساتھ بابل سے ہجرت کر کے آئے تھے۔ شام میں پہنچکر یہ قرار پایا کہ دونوں صاحب جدا جدا رہیں کیونکہ دونوں کے چارپائے اور مویشی کثرت تھے۔ ابراہیم تو کنعان میں رہے اور لوط نے دریائے یردن کی ساری ترائی اپنے لیے پسند کی اور شہر سدوم کے پاس اگر مقام کیا۔ یہ شہر اس شور جھیل کے کنارہ پر آباد تھا کہ جسکو بحرالمیت کہتے ہیں کنعان سے پورب اور جنوب میں ہے۔ یہاں کے لوگ بڑے بدکار اور فاسق تھے مرد عورتوں سے بدفعل کرتے تھے اور راہگیر کو بھی پکڑ کر اس سے ایسا بدفعل کرتے تھے اسلیے اس طرف کا رستہ بند ہو گیا تھا اور رہزنی بھی کرتے تھے اور مجلس میں بیٹھکر بیحیائی کے کام کرتے تھے لوط نے منع کیا وہ کب مانتے تھے تسخر کے طور پر کہنے لگے کہ اللہ کے عذاب کو لے آ اگر سچا ہے لوط نے دعا کی کہ مجھے ان بدمعاشوں پر فتحیاب کر یعنی انکو سزا دے۔

حضرت ابراہیم کو پھر کوئی کے بلوطوں میں اپنے خیمے میں بیٹھے تھے کہ انکو تین شخص نظر آئے ابراہیم نے انکی ضیافت کے لیے کچھ دنبال اور تازا ہوا بچھڑا تیار کروایا انہوں نے کھانے سے ہاتھ روکا ابراہیم ڈر گئے کیونکہ اس وقت جو کوئی کسیکے پاس ارادہ سے جاتا تھا تو اسکے ہاں کھانا نہ کھاتا تھا فرشتوں نے کہا خوف نہ کر ہم تجھکو بشارت دینے آئے ہیں کہ تیری بیوی سارہ کے ہاں فرزند پیدا ہوگا اور جب چلنے لگے تو کہا ہم سدوم کو غارت کرنے جاتے ہیں ابراہیم نے کہا وہاں تو لوط بھی ہے انہوں نے کہا کو ہم اسکو اور اسکے کنبے کو بچا لینگے مگر اسکی بیوی نہ بچیگی کیونکہ پیچھے ان بستی کو مڑ کر دیکھیگی انکے ساتھ وہ بھی ہلاک ہوگی۔ غرض کہ وہ لوگ سدوم کے دروازہ پر پہنچا تھا انکو ساتھ سمجھکر اپنے گھر لیگیا مگر دل میں ناخوش ہوا اور بہت تنگ ہوا اسلیے کہ وہ امرد لڑکوں کی صورت میں تھے شہر کی حالت معلوم تھی مگر یہاں نوازی ضرور تھی یہ بھی نہیں ہو سکتا تھا کہ انکو گھر میں نہ لاتے خاطر مدارات نکرتے تبھی وہ سونے کے لیے نہ لیٹے تھے شہر کے مرد ان نے جوان سے لیکر بڈھے تک نے ہنگامہ گھر گھیر لیا اور کہنے لگے ان مہمانوں کو ہمارے حوالے کر کہ انسے صحبت کریں لوط کا دل بھر آیا اور کہا کہ بھائیو یہ میرے مہمان ہیں مجھ کو رسوا نہ کرو وہ بولے ہمشہ جا کہ تو یہاں گزر کرنے آیا ہے یا حکومت کرنے تب لوط نے دروازہ کو اندر کی طرف سے بند کر لیا اور فرشتوں سے اپنا اندیشہ ظاہر کیا انہوں نے کہا تو گھبرا نہیں ہم تجھکو اور تیرے کنبے کو بچا لینگے مگر تیری بیوی کو کہ وہ باقی لوگوں میں ٹھہر چکی ہے۔ ہم اس بستی والوں پر آسمان سے ایک آفت اتارنے والے ہیں اس سبب سے کہ وہ بدکاری کیا کرتے ہیں۔ اور البتہ چھوڑی ہم نے اس بستی کے نشان باقی رکھ جو سمجھ رکھنے والے لوگوں کے لیے۔

وَلُوطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ إِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ أَحَدٍ مِنَ الْعَالَمِينَ ۝ إِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ وَتَقْطَعُونَ السَّبِيلَ وَتَأْتُونَ

اور بھیجا لوط کو جب کہا اپنی قوم سے کہ تم تو وہ بےحیائی کرتے ہو کہ جو تم سے پہلے دنیا میں کسی نے بھی نہیں کی۔ کیا تم مردوں کے پاس جاتے ہو اور راہزنی کرتے ہو اور اپنی

فِي نَادِيكُمُ الْمُنْكَرَ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ قَالُوا ائْتِنَا بِعَذَابِ اللَّهِ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۝ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِي عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِينَ

مجلس میں برا کام کرتے ہو۔ پھر اسکی قوم کا جواب اسکے کچھ جواب تھا کہ کہنے لگے تو ہم پر اللہ کا عذاب لیکر آ اگر تو سچا ہے۔ لوط نے کہا اے رب بدمعاش لوگوں پر مجھے غالب کر۔

وَلَمَّا جَاءَتْ رُسُلُنَا إِبْرَاهِيمَ بِالْبُشْرَىٰ قَالُوا إِنَّا مُهْلِكُو أَهْلِ هَٰذِهِ الْقَرْيَةِ إِنَّ أَهْلَهَا كَانُوا ظَالِمِينَ ۝ قَالَ إِنَّ فِيهَا لُوطًا قَالُوا

اور جبکہ پہنچے بھیجے ہوئے فرشتے ابراہیم کے پاس مژدہ لیکر لے تو کہنے لگے ہم اس بستی کے لوگوں کو غارت کرنا چاہتے ہیں یہاں کے لوگ بڑے ظالم ہیں۔ ابراہیم نے کہا اس بستی میں تو لوط بھی ہے وہ بولے

نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَنْ فِيهَا لَنُنَجِّيَنَّهُ وَأَهْلَهُ إِلَّا امْرَأَتَهُ كَانَتْ مِنَ الْغَابِرِينَ ۝ وَلَمَّا أَنْ جَاءَتْ رُسُلُنَا لُوطًا سِيءَ بِهِمْ وَضَاقَ

ہم خوب جانتے ہیں جو کہیں ہو ہم لوط کو اور اسکے کنبے کے بچا لینگے مگر اسکی بیوی کو کہ وہ اور باقی لوگوں میں رہیگی۔ اور جبکہ ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے لوط کے پاس آئے تو انکے ناخوش ہوا اور انکے

بِهِمْ ذَرْعًا وَقَالُوا لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ إِنَّا مُنَجُّوكَ وَأَهْلَكَ إِلَّا امْرَأَتَكَ كَانَتْ مِنَ الْغَابِرِينَ ۝ إِنَّا مُنْزِلُونَ عَلَىٰ أَهْلِ

دل میں برا ہوا اور وہ بولے اے لوط نہ ڈر اور نہ رنج کر ہم تجھکو اور تیرے کنبے کو بچا لینگے مگر تیری بیوی کو کہ وہ باقی لوگوں میں ٹھہر چکی ہے۔ ہم اس بستی والوں پر

هَٰذِهِ الْقَرْيَةِ رِجْزًا مِنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ۝ وَلَقَدْ تَرَكْنَا مِنْهَا آيَةً بَيِّنَةً لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ

آسمان سے ایک آفت اتارنے والے ہیں اس سبب سے کہ وہ بدکاری کیا کرتے ہیں۔ اور البتہ چھوڑی ہم نے اس بستی کے نشان باقی رکھ جو سمجھ رکھنے والے لوگوں کے لیے۔

وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَارْجُوا الْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ۝ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَتْهُمُ

اور مدین کیطرف انکے بھائی شعیب کو بھیجا تب انہوں نے کہا اے قوم اللہ کی عبادت کرو اور قیامت کی توقع رکھو اور ملک میں فساد مچاتے نہ پھرو۔ سو انہوں نے انکو جھٹلایا تب انکو

الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۝ وَعَادًا وَّثَمُوْدَا وَقَدْ تَّبَيَّنَ لَكُمْ مِّنْ مَّسٰكِنِهِمْ ۖ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ

زلزلے نے آلیا پھر وہ اپنے گھروں میں اوندھے منہ پڑے رہگئے۔ اور عاد اور ثمود کو خارت کیا اور البتہ تمکو انکے کچھ مکانات بھی دکھائی دیے اور شیطان نے انکے اعمال پر انکو رجھا دیا تھا پھر انکو رستے سے

عَنِ السَّبِيْلِ وَكَانُوْا مُسْتَبْصِرِيْنَ ۝ وَقَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ ۖ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ

روکدیا تھا اور وہ سمجھ بوجھ بھی رکھتے تھے۔ اور قارون اور فرعون اور ہامان کو ہلاک کیا۔ اور البتہ انکے پاس موسیٰ نشانیاں لیکر آئے تھے پھر انہوں نے زمین میں سرکشی کی

وَمَا كَانُوْا سٰبِقِيْنَ ۝ فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا

اور وہ بڑھجانیوالے نہ تھے۔ پھر ہمنے ہرایک کو اسکے گناہ سے پکڑلیا پھر کسی پر تو انمیں سے ہمنے سخت آندھی بھیجی اور انمیں سے کسی کو چنگھاڑ نے آلیا اور کسی کو انمیں سے زمین میں

بِهِ الْاَرْضَ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَغْرَقْنَا ۚ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝

دھسا دیا اور انمیں سے کسی کو غرق کردیا اور اللہ تو انپر کیوں ظلم کرنے لگا تھا لیکن خود وہی اپنے اوپر ظلم کیا کرتے تھے۔

ترکیب

شعیبا مفعول لا رسلنا بدل من اخاہم مفسدین حال موکدۃ لعاملہا من معنی بکسر المثلثۃ افسد۔ الرجفۃ الزلزلۃ الشدیدۃ۔ جاثمین باکین علی الرکب میتین۔ وعادا وثمود ای اہلکنا ثمود بصرف ثمود وترکہ بمعنی الحی والقبیلۃ مستبصرین ذوی بصائر۔ وقارون الے اہلکنا فکلا منصوب باخذنا۔

والی مدین اخاہم شعیبا۔ یہ **چوتھا قصہ** حضرت شعیب علیہ السلام کا ہے۔ یہ حضرت ابراہیمؑ کی اولاد میں سے تھے مدیان حضرت ابراہیم کا بیٹا قنورہ کے نسل سے تھا۔ عرب کے شمال غرب میں حجاز کے اس پار آرہے تھے انہیں کے نام سے اس بستی کو مدین کہنے لگے انہیں کی اولاد وہاں بستی تھی اور حضرت شعیبؑ بھی انہیں میں سے تھے جو اس گروہ کے نبی کرکے بھیجے گئے تھے۔ یہ لوگ بت پرست تھے۔ اور قیامت کے منکر۔ اور لوٹ مار انکا پیشہ تھا حضرت شعیبؑ نے تینوں باتوں کی نصیحت کی فقال یاقوم اعبدوا اللہ کہ اے قوم اللہ کی عبادت کرو اور کسی کو نہ پوجو۔ یہ توحید کی تعلیم تھی۔ وارجوا الیوم الآخر اور قیامت پر ایمان لاؤ۔ یہ ایمان بالبعث کی تعلیم تھی۔ ولا تعثوا فی الارض مفسدین اور ملک میں فساد مچاتے نہ پھرو یہ اصلاح معاش کی بابت تعلیم تھی۔ کہ فکذبوہ وہ کہ ماننے والے تھے آخر نا ماننے پر انپر آسمانی نازل ہوئی زلزلے آیا سب مرکر وہیں پڑے رہگئے۔

پانچواں قصہ مجملاً عاد وثمود کا ہے۔ قوم عاد عرب کے جنوبی حصہ یعنی یمن میں رہتی تھی اور قوم ثمود انکے بعد اٹھی جو عرب کے شمالی حصہ میں آباد تھی۔ ان دونوں قوموں کی بڑی سلطنت اور حشمت ہوچکی ہے انکا حال کئی جگہ ہم مفصل بیان کرآئے ہیں انکے غارت ہونیکے بعد آنحضرت علیہ السلام کے عہد تک انکے مکانات کے آثار قدیمہ باقی تھے بلکہ سفر میں آتے جاتے اہل مکہ دیکھا کرتے تھے اسلیے فرماتا ہے وقد تبین لکم من مسکنہم۔ انکا حال کیا تھا زین لہم الشیطان اعمالہم کہ انکے بُرے کام انکو عمدہ معلوم ہوتے تھے اسلیے راہ راست سے رک گئے باوجودیکہ کانوا مستبصرین سمجھ بوجھ رکھتے تھے۔ دنیاوی کاموں میں بڑے ہوشیار تھے یہ عادۃ اللہ جب انسان اپنی برائی کو بھلائی اور بُرے کام کو اچھا سمجھنے لگتا ہے تو اس مرض کا کوئی علاج نہیں کیونکہ نہ وہ علاج کو اچھا سمجھتا ہے نہ طبیب کو۔

وقارون وفرعون وہامان یہ **چھٹا تذکرہ** موسیٰؑ کے ہمزمانہ تین سرکش لوگوں کا ہے۔ فرعون مصر کا بادشاہ تھا۔ ہامان اسکا وزیر۔ قارون موسیٰ کی برادری میں سے بڑا مالدار تھا قوں کے رسول موسےٰ تھے معجزات بھی دکھلائے لیکن فاستکبروا فی الارض زمین میں بکبر اور سرکشی اور غرور نے انکو سطح نہ ہونے دیا پھر اللہ سے کہاں بچ سکتے تھے؟ وما کانوا سابقین۔

بعض مفسرین کہا کرتے ہیں کہ ہامان تو خسرو پرویز شاہ ایران کا وزیر تھا نہ کہ فرعون کا۔ یہ انکا اعتراض بیجا ہے کیسلیے کہ ایک نام کے کیا دو شخص نہیں ہوتے فرعون کے وزیر کا نام بھی ہامان تھا فکلا اخذنا بذنبہ عادا وثمود وقارون وفرعون وہامان کا ذکر کرکے سب کی ایک جملہ میں سزا بیان فرماتا ہے پہلے تو اجمالاً یہی کہدیا کہ ہر ایک کو ہمنے اسکے گناہ کے سبب پکڑلیا۔ پھر تفصیل کی ہے فمنہم من ارسلنا علیہ حاصبا کہ انمیں سے بعض پر سخت آندھی بھیجی کہ جسمیں کنکریاں تھیں (حاصبا ریحا عاصفا فیہا حصباء۔ جلالین) اس سے قوم عاد مراد ہے انپر یہی عذاب آیا تھا ومنہم من اخذتہ الصیحۃ جیسا کہ قوم ثمود ومنہم من خسفنا بہ الارض جیسا کہ قارون ومنہم من اغرقنا جیسا کہ فرعون وہامان۔ زمخشری کے طور پر یہ آیت بلاغت وفصاحت میں اپنا نظیر نہیں رکھتی۔ پھر کوئی یہ خیال نکرے کہ اللہ نے اپنی مخلوق پر ظلم کیا اسلیے بعد فرمادیا وما کان اللہ لیظلمہم ولکن کانوا انفسہم یظلمون کہ اللہ کی شان ہی یہ نہیں کہ وہ کسی پر ظلم کرے ہر برائی ہر ظلم کا نتیجہ بھگتنا

مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ ۚ اتَّخَذَتْ بَيْتًا ۭ وَاِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ ۘ لَوْ كَانُوْا

انکے لوگوں کی مثال کہ جنہوں نے اللہ کے سوا حمایتی بنالیے ہیں مکڑی کی مثال جیسی ہے کہ جسنے گھر بنایا۔ اور البتہ سب گھروں سے بودا گھر مکڑی کا ہے۔ کاش وہ

يَعْلَمُوْنَ ۝ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ ۚ وَمَا

جانتے۔ البتہ اللہ جانتا ہے جسکو کہ وہ اسکے سوا پکارتے ہیں۔ اور زبردست حکمت والا ہے۔ اور یہ مثالیں ہیں کہ جنہیں ہم لوگوں کے لیے بیان کرتے ہیں اور انکو

يَعْقِلُهَآ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ ۝ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝

وہی سمجھتے ہیں جو علم والے ہیں۔ اللہ نے آسمانوں اور زمینوں کو درستی سے بنایا۔ البتہ اسمیں ایمانداروں کے لیے بڑی نشانی ہے۔

ع

ترکیب

مثل الذین جملہ وموصول مبتدا کمثل العنکبوت خبر اتخذت بیتا جملہ مستانفہ یا وصف۔ والعنکبوت تقع علی الواحد والجمع والمذکر والمؤنث والتاء فیہ زائدۃ کتاء طاغوت یجمع علی عناکیب وعناکب وعکاب وعکابۃ وعُکّب (بیضاوی) مایدعون من دونہ من شیء استفہامیۃ منصوبۃ بیدعون بالتاء والیاء ولیعلم معلقۃ عنہا (لان من خواص افعال القلوب التعلیق ای ابطال العمل لفظا فقط) ومن للتبیین او نافیۃ ومن مزیدۃ وشیء مفعول یدعون او موصولۃ مفعول للعلم ومفعول یدعون محذوف وہو العائد۔ والجملۃ الامثال ونضربہا۔ حال عنہا ویجوز ان یکون خبرا ✤ تفسیر ✤ والامثال نعت بالحق حال من خلق اللہ۔

پہلے فرمایا تھا ولکن کانوا انفسہم یظلمون اب یہاں انکے اس ظلم کی جو وہ اپنی جانوں پر کرتے تھے تشریح فرماتا ہے مثل الذین اتخذوا من دون اللہ اولیاء کہ اس سے بڑھکر اپنی جان پر اور کیا ظلم ہوگا خدا نے تو انکو بزرگی دی علم و ہنر ہوش و ادراک عطا کیا لیکن انہوں نے اس عزت خداداد کو کیسا غارت کیا کہ اپنے ہاتھوں کے تراشے ہوئے بتوں کو سجدہ کرنے لگے جو نہایت بیقدل چیز ہے جسکو نہ حس حرکت ہے نہ عقل و شعور۔ انکا یہ کام مثل العنکبوت اتخذت بیتا مکڑی کے جالے کی طرح نے بنیاد ہے۔ سب چیزوں کے گھروں کو دیکھیے ان سب سے بنیاد مکڑی کا گھر ہے جس سے نہ دھوپ کا آرام نہ بارش سے امن ان کا وہن اسمیں کھلم کھلا منکشف ہے مکڑی اسمیں کیسا کارگر ہے یعنی جس طرح جالے سے تو وہ بھی کچھ نہ کچھ فائدہ پہنچ جاتا ہے اسی طرح انکو اس سے کوئی فائدہ نہ پہنچیگا۔ لو کانوا یعلمون اگر وہ جانتے تو ایسا نہ کرتے۔ یا یہ معنی کاش انکو علم ہوتا۔ اس مثل پر شاید یہ جاہل بت پرست یہ کہنگے کہ تجھے کیا کہ آج کل کیا کرتے ہیں کہ ہم ان بتوں کو نہیں پوجتے بلکہ انکے پیچھے بت ہیں اور وہ دیوتا اور نار بالک و حمایتا اولیا کرام انبیا علیہم السلام ہیں جو اسکی بارگاہ کے مختار اور وارد ہیں جو چاہتے ہیں کرتے ہیں و نزید انکے جو ہم مانگتے ہیں پاتے ہیں اسکا جواب دیتا ہے ان اللہ یعلم مایدعون من دونہ من شیء کہ جسکو وہ اسکے سوا یعنی ہمارے سوا پکارتے ہیں ہمکو معلوم ہیں۔ یہ کلام بطور تہدید کے ہے یعنی وہ بھی پرسش کے قابل نہیں ہمارے گھر کا کوئی مالک مختار نہیں سب ہمارے دست نگر ہیں وہو العزیز ہم سب پر غالب ہیں اور نیز ہمکو کسی مدار وضہ یا اہل کار کی حاجت کیا ہے کیونکہ الحکیم ہم حکیم ہیں ہر شئی کی تدبیر و تصرف آپ کیا کرتے ہیں۔ اسمیں اس دوسری بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ تم جو کہتے ہو ہم جو اسے مانگتے ہیں پاتے ہیں یہ بھی غلط ہے کیونکہ یہ دینا دلانا زبردست کا کام ہے سو زبردست تو ہم ہیں جو تمکو دنیاوی فوائد حاصل ہوتے ہیں وہ سب اپنی حکمت سے تمکو ہم دیتے ہیں تم سمجھتے ہو کہ فلاں دیوی دیوتا نے ہمکو اولاد دی مال دیا۔ اور نیز اس وصف الٰہی کے اشارہ ہے کہ یہ بھی اسکی حکمت ہے کہ مانگنے غیروں سے ہو دیتے ہم ہیں غصہ نہ دنیا میں ظاہر نہیں کرتے کہ تمہارے کارساز بند کردیں نظام عالم میں خلل آوے جو ازلی جہنمی ہو اسکے گمراہ ہونیکے یہ اسباب اسی کی حکمت بالغہ کا اثر ہے۔ اور نیز ہو العزیز الحکیم سے یہ بھی اشارہ ہے کہ جو غالب و حکیم ہو سو یہ دونوں وصف تمکو حاصل ہیں تو اگر یہ معنی اس تفسیر پر ہیں کہ جب یہ عون کے ماکو موصولہ مانا جاوے اور اگر اسکو نافیہ استفہامیہ سمجھا جاوے تو یہ معنی ہونگے کہ جسکو تم اسکے سوا پکارتے ہو وہ کچھ بھی نہیں ہیں وہ کیا چیز ہیں؟ تو اور بعض جہال اس مثال پر بھی طعن کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں مکڑی کا کیوں ذکر کیا وہ تو ایک ذلیل چیز ہے کوئی اور ہی مثال بیان فرماتا ہو تو لک الامثال نضربہا للناس ومایعقلہا الا العالمون ان مثالوں کو ہم سمجھانے کے لیے ذکر کرتے ہیں سمجھتے وہی ہیں جو علم والے ہیں جان جاتے ہیں کہ مکڑی خود کیسی ہی ذلیل چیز ہو مگر فوض تم مشرکوں کے مذہب پر اسکو ذلیل گھر کی ذلیل گھر سے تشبیہ دینا ہی سو بخوبی حاصل ہے۔

اگرچہ ہو العزیز الحکیم سے انکے معبودوں کی قلعی کھولدی تھی مگر اس بات کو پھر ایک بڑی بھاری دلیل سے ثابت فرماتا ہے خلق اللہ السموٰت والارض الخ کہ اللہ نے تو آسمانوں اور زمین کو نہایت درستی سے بنایا ہے کوئی انمیں بیکار نہیں ہے کوئی کارآمد بات جگہ نہیں ہے پھر تمہارے معبودوں نے کیا بنایا ہے خواہ وہ بت ہوں یا وہ کہ جنکے یہ بت ہیں ان فی ذلک لایۃ للمؤمنین۔ اسمیں ایمانداروں کے لیے بڑی نشانی اور کامل عجت اور پوری اطمینان دینے والی سند ہے کہ جسنے آسمان زمین بنائے باقی کسی کا کیا حق ہے؟

اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ؕ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ

لے محمدہ جو تیری طرف کتاب وحی کی گئی ہے اسکو پڑھ اور نماز کو سرگرمی سے ادا کر بلاشبہ نماز بیحیائی اور بُری بات سے روکتی ہے۔ اور اللہ کی یاد سب سے بزرگ ہے۔ اور اللہ جانتا ہے

مَا تَصْنَعُوْنَ ۝ وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ۖ اِلَّا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ وَقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِالَّذِیْٓ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَ

جو کچھ کرتے ہو۔ اور اے مسلمانوں اہل کتاب سے نہ جھگڑو اسی طریقہ سے کہ جو عمدہ ہو۔ مگر انہیں سے کہ جو ظالم ہیں اور کہو ہم ایمان لائے اسپر جو ہماری طرف نازل کیا گیا اور

اُنْزِلَ اِلَیْكُمْ وَاِلٰهُنَا وَاِلٰهُكُمْ وَاحِدٌ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۝ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنَآ اِلَیْكَ الْكِتٰبَ ؕ فَالَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ

تمہاری طرف نازل کیا گیا اور ہمارا خدا اور تمہارا خدا ایک ہے اور ہم اسیکے آگے سر جھکائے ہیں۔ اور اسی طرح کے جیسے تیری طرف بھی کتاب نازل کی۔ پھر جنکو کہ ہمنے کتاب دی ہے

یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۚ وَمِنْ هٰٓؤُلَآءِ مَنْ یُّؤْمِنُ بِهٖ ؕ وَمَا یَجْحَدُ بِاٰیٰتِنَآ اِلَّا الْكٰفِرُوْنَ ۝ وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ

وہ اسپر ایمان رکھتے ہیں اور انہیں سے بھی کچھ لوگ ہیں ایمان لاتے ہیں۔ اور ہماری آیتوں سے کافر ہی انکار کرتے ہیں۔ اور اس سے پہلے تو ہی نہ تو کوئی کتاب پڑھتا تھا اور نہ اسکو اپنے دائیں ہاتھ سے

بِیَمِیْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ۝ بَلْ هُوَ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ فِیْ صُدُوْرِ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ ؕ وَمَا یَجْحَدُ بِاٰیٰتِنَآ اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ

لکھتا تھا کہ اب یہ بدکیش شبہہ میں پڑ گئے۔ بلکہ یہ کھلی ہوئی آیتیں ہیں انکے دلوں میں جنکو علم دیا گیا ہے۔ اور ہماری آیتوں سے انکار نہیں کرتے مگر ظالم۔

ترکیب

الا بالتی ای المجادلۃ التی ہی احسن کالدعا الی اللہ بالایۃ والتنبیہ علی حجج اللہ الذین ظلموا بوجہ ما بتشاتمہم الخوض فی المعنی وجہان احدہما الا الذین ظلموا اعتادوا مجادلتہم بالخشونۃ والفاظ فی الاعتداد بقولہم البتۃ۔

تفسیر

ان فی ذالک لایۃ للمومنین تک انبیاء علیہم السلام کے واقعات مشرک کی برائی اور مشرکین کے ساتھ مناظرہ اور انکی بت پرستی کی تحقیر تھی۔ اور یہ ایک خاص قصہ طبع رسالت سے متعلق تھا جسمیں مع ہر تحقیر آنا اور طبیعت کا مست ہو جانا ایک جلی بات ہی اسلیے اسکے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاوت قرآن اور نماز اور ذکر الٰہی کا حکم دیکر بھیجا تازہ دم کیا جاتا ہی فقال اتل ای اوحی الیک من الکتاب الخ کہ اگر یہ جاہل و سرکش نہ مانیں تو آپ کتاب الٰہی کی جو تیری طرف بھیجی گئی ہو یعنی قرآن مجید کی تلاوت کیجیو۔ کیونکہ اسمیں نوح و ابراہیم و لوط و موسی کی امتوں کا پورا بیان ہی آپکے حق میں تو تسکین ہو جاویگی کہ پہلے بھی کافر اور بت پرستوں نے اپنے انبیاء کے ساتھ کیا کچھ سرپر اد ھیئے یہ کوئی نئی بات نہیں۔ اور اسی لیے اتل فرمایا اتل علیہم نہیں فرمایا اور نیز قرآن میں نیکی نے نباتی دار آخرت کی ترغیب ہے اسکے پڑھنے سے خواہ مخواہ دل کو تسلی اور روح کو روشنی حاصل ہو جاتی ہی اور دنیا کو لے ثبات سمجھنے لگتا ہی پھر کوئی سنجیدہ نہیں معلوم ہوتا ہے اور اتیکہ قرآن مجید کی تلاوت میں یہی برکت بھی ہوئی ہی۔ اور تلاوت کا پہلے اسلیے حکم دیا کہ اسکو سننے والا بھی مستفیض ہوتا ہو اور اسی لیے اوسط درجہ کا جہراً ولی قرار دیا گیا۔ پس اگر اس سے بھی انکو فیض نصیب نہو تو اقم الصلوۃ نماز پڑھ کیونکہ ان الصلوۃ تنہی عن الفحشاء والمنکر نماز بُرے اور بیحیائی کے کاموں سے روکدیتی ہی۔ اول تو اسمیں ہر رکعت میں سورۃ الحمد پڑھی جاتی ہی جسکا ہر جملہ انسان کی روحانی قوتوں کو اُبھارنے والا ہی پھر اسکے آگے کھڑا ہونا حمد و ثنا کرنا اسکے آگے سر جھکا کر اسکی حمد و ثنا کرنا لاکلام روح کو نماز کہ تا ہی اور جب روح پرتازگی آتی ہی تو نفسانی قوتیں اسیقدر گھٹ جاتی ہیں جو بیحیائی اور بُرے کاموں کی محرک تھیں۔ اور ذکر الٰہی کے بارہ بھی کہ کیونکہ ولذکر اللہ اکبر خواہ ذکر قلبی ہو خواہ لسانی جہری ہو خواہ سری یہ بڑی چیز ہے اسمیں اسمدجال شانہ سے نزدیکی ہوتی ہی اور اسکی صحبت سے بڑھکر ہے۔ یہ تین قسم کی عبادت ہی۔ تلاوت۔ نماز۔ ذکر۔ اگرچہ نمازیں تینوں ہیں مگر جداگانہ بھی ہر ایک جلا کر کہی ہی اسلئے ہر ایک کو جداگانہ ذکر کیا اور اس ترتیب میں ایک نکتہ ہی واللہ یعلم الصنعون میں اشارہ ہو کہ خلوص سے یہ کام کرو۔ وہ تمہارے کام دیکھ رہا ہی۔ یہ تعلیم باطنی تھی کہ تم ایسے جاؤ متہارے نور باطن سے خود بخود لوگ ہدایت پر آجینگے اسلیے اسکے بعد اہل کتاب کے مناظرے اور جھگڑے سے بھی منع کر دیا جو وقتاً فوقتاً مسلمانوں سے اُلجھا کرتے تھے فقال ولا تجادلوا اہل الکتاب الا بالتی ہی احسن اہل کتاب سے مجادلہ نکرو مگر عمدہ طرز سے ہو تو مضائقہ نہیں جیسی نرم کلامی اور اظہار حق مدنظر ہو الا الذین ظلموا منہم مگر جو انمیں ہٹ دھرم ہیں بعض سخن پرور ضدی متعصب زبان دراز ہو تو انسے مناظرہ نکرو انکو اس وقت کے لیے چھوڑ دو کہ آسمانی سلطنت کا بادشاہ اپنی تلوار اپنی ران پر لٹکائے اور اسکا دائیاں ہاتھ ہیبت کام کھائے۔ اسکے بعد اہل کتاب کے لیے کیا سا کت کر نیوالا کلام تعلیم فرماتا ہی وقولوا آمنا الخ کہ بھائیو الہام اور نبوت کا دروازہ بند نہیں ہو گیا ہم جو ہمارے نبی پر الہام ہوا اسکو بھی مانتے ہیں اور جو تمہاری طرف یعنی انبیاء سابقین کی طرف الہام ہوا ہی جنکو تم بھی مانتے ہو اسکو بھی ہم مانتے ہیں تو ہمنے بوجہ انجیل سب پر ہمارا ایمان ہی اور ہمارا اور تمہارا ایک ہی خدا ہی پھر جسنے پہلے کتابیں اور نبی بھیجے اُسی نے یہ نبی اور کتاب بھیجی۔

وَقَالُوا لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ آيَاتٌ مِّن رَّبِّهِ ۚ قُلْ إِنَّمَا الْآيَاتُ عِندَ اللَّهِ وَإِنَّمَا أَنَا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ۝ أَوَلَمْ يَكْفِهِمْ أَنَّا أَنزَلْنَا عَلَيْكَ

اور کہہ بار اسپر کہ رب کی طرف سے نشانیاں کیوں نازل نہ کی گئیں۔ کہہ نشانیاں تو اللہ کے پاس ہیں۔ اور میں جو ہوں تو صرف کھول کھول کے ڈرانیوالا ہوں۔ کیا انکو یہ کافی نہیں کہ ہم نے تجھپر کتاب

الْكِتَابَ يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَرَحْمَةً وَذِكْرَىٰ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۝ قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ شَهِيدًا ۖ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ

نازل کی جو انکے سامنے پڑھی جاتی ہے۔ البتہ اسمیں رحمت اور نصیحت ہے اس قوم کے لیے جو ایمان لاتے ہیں۔ کہدے میرے اور تمہارے درمیان گواہی کو اللہ کافی ہے۔ جانتا ہے جو کچھ کہ آسمانوں میں

وَالْأَرْضِ ۗ وَالَّذِينَ آمَنُوا بِالْبَاطِلِ وَكَفَرُوا بِاللَّهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ۝ وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ ۚ وَلَوْلَا أَجَلٌ مُّسَمًّى

اور زمین میں ہے۔ اور وہ جو جھوٹ پر ایمان لائے اور اللہ سے منکر ہوئے وہی زیاں کار ہیں۔ اور تجھسے جلدی عذاب مانگ رہے ہیں۔ اور اگر وقت مقرر نہ ہو چکا تو

لَّجَاءَهُمُ الْعَذَابُ ۚ وَلَيَأْتِيَنَّهُم بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۝ يَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ ۖ وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيطَةٌ بِالْكَافِرِينَ ۝ يَوْمَ

انپر عذاب آچکتا۔ اور البتہ وہ انپر دفعۃً آجائیگا کہ انکو خبر بھی نہ ہوگی۔ تجھسے جلدی کر رہے ہیں عذاب کے لیے۔ اور البتہ جہنم کافروں کو گھیرے ہوئے ہے۔ جسدن کہ

يَغْشَاهُمُ الْعَذَابُ مِن فَوْقِهِمْ وَمِن تَحْتِ أَرْجُلِهِمْ وَيَقُولُ ذُوقُوا مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝

عذاب انکو ڈھانک لیگا انکے اوپر سے اور انکے پاؤں کے نیچے سے اور کہیگا چکھو جو کچھ کرتے تھے۔

ترکیب

انا انزلنا جملہ بجہنم کا فاعل تلی علیہم کتاب کی صفت کفی کا فاعل اللہ اور بیننا شہیدا مفعول لہ کفی سے یا تمیز اور ممکن ہے کہ حال بھی ہو جائے یوم یغشیہم ظرف ہے کائن عامل محیطۃ ہی سیحیط بہم یوم کذا۔

وکذلک انزلنا الیک الکتب پھر اب مکہ والے اہل حق ہونے میں کیا کلام باقی ہے صاف ثابت ہے ہمپر نبی یا کتاب نہ اترنے کا الزام عائد نہیں ہو سکتا ہاں خبر ہے اسی لیے خدا نے ہر اہل کتاب جیسا کہ عبداللہ بن سلام اور عرب کے بھی بالانصاف لوگ اسپر ایمان لاتے ہیں فالذین اتینہم الکتب یؤمنون بہ الخ پھر جو اسکا منکر ہے تو وہی ہے جو ازلی کافر ہے ویا بحدبایتنا الا الکفرون۔

اسکے بعد ایک اور دلیل تسلی بخش ذکر کر کے فرماتا ہے وما کنت تتلوا من قبلہ من کتب الخ تحقیق تم اسمدن سے پہلے آپ کبھی کوئی کتاب پڑھتے تھے نہ لکھتے تھے یعنی ظاہری علم نہیں تھا اگر اگلی کتابیں لکھے پڑھے ہوتے تو انکے لیے شک کرنے کی گنجائش تھی کہ نہیں سے دیکھ کر کتاب لکھ لی ہوگی پھر جبکہ یہ نہیں تو معجز الہام الٰہی کے اور کوئی وجہ نہیں ہو سکتی جھوٹ کا نیوالے یا ناحق کا کر لیے شک کرتے ہیں بلکہ ہدایت یہ ہے فی صدور الذین اوتوا العلم قرآن کی کھلی کھلی آیتیں ہیں جو حفاظ کے سینوں میں لکھی ہوئی ہیں کہ کاغذ دن تھوڑے کو کہدی ہیں۔ سہیل اطس فہ بھی اشارہ ہے کہ قرآن مجید کی آیات صاف اور روشن ہیں یعنی انکے مطالب الہامی ہیں اہل علم کے دلوں میں ہیوستہ ہیں اہل علم دل سے تصدیق کرتے ہیں۔ یعنی کچھ ہی معجزہ ہو بس نہیں کہ ایک قسم سے ایسی کتاب ظاہر ہوئی بلکہ نفس مضامین قرآن لیے آفتاب کی طرح اہل علم کے نزدیک آپ دلیل ہیں۔ اور اطس فہ بھی اشارہ ہے کہ یہ قرآن عالم بالا کے اہل علم لاکھ کے دلوں میں لکھا ہوا ہے وہاں سے دنیا میں آیا ہے نہ کہ محمد نے بنایا ہے۔ پھر جو کوئی ایسی آیتوں کا انکار کرے تو بڑے انصاف ہے ویا بحد بایتنا الا الظلمون یہانتک اہل کتاب کے ساتھ احسن طریق پر مناظرہ تھا۔

وقالوا لولا انزل علیہ ایت من ربہ الخ یہ جب آنحضرت صلعم کی نبوت دلائل سے ثابت کی گئی اور یہ بتلایا گیا کہ جس طرح پہلے نبیوں پر کتاب نازل کی گئی تھی اسی طرح تجھپر اسی اللہ نے نازل کی اسپر کفار قریش نے انزو ابعض اہل کتاب کے سکھانے سے یہ شبہ کیا کہ اسکو یعنی محمد کو وہ معجزات کیوں نہ دیئے گئے جو انکو دیئے گئے تھے۔ اقول وابن عامر اور بصریوں اور حفص کی قرأت میں آیات جمع کا لفظ ہے اور یہی ارجح ہے۔ اسکے جواب میں فرماتا ہے قل انما الایت عند اللہ وانما انا نذیر مبین کہ معجزات تو اللہ کے اختیار میں ہیں جب چاہے منکروں کے الزام کے واسطے ظاہر کرے اور میں رسول ہوں رسول کے لیے مخالفین کے خواہش کے موافق معجزات کا دیا جانا کوئی شرط رسالت نہیں رسول کے بھیجنے سے غرض لوگوں کا متنبہ کر دینا ہی ہے میں کھلم کھلا انکو متنبہ کرنیوالا ہوں۔ حضرت عیسےٰ سے بھی یہودیوں نے صلیب پر چڑھاتے وقت معجزات طلب کیے مگر جب دیکھا گیا کہ نہ مانینگے نہ دکھائے گئے۔ اور اگر منکر کو کوئی معجزہ ہی تصدیق کے لیے درکار ہے تو قرآن سے زیادہ اور کونسا معجزہ ہو جو منکر بتایا جاتا ہے کیونکہ اُمّی شخص کسی کتاب کا ظاہر ہونا کہ جسکی دس آیتوں کے برابر بھی کسی سے نہیں بن سکتیں بڑا معجزہ ہے اور یہ قرآن صرف معجزہ ہی نہیں بلکہ نصیحت اور رحمت ہے ایمانداروں کے لیے فقال اولم یکفہم الی قولہ یؤمنون دوسری دلیل نبوت کی اللہ کی شہادت ہے جو آسمانوں اور زمین کی سب چیزوں سے واقف ہے اسکی شہادت بس ہے فقال قل کفی باللہ الخ بس غلط باتوں پر ایمان لائے ہوئے ہیں اور اللہ کے منکر ہیں وہ نہیں مانتے نہ مانیں وہ خسارہ میں پڑے ہوئے ہیں الذین اٰمنوا بالباطل الخ پھر بھی کفار کو بس نہ تھی کہتے تھے کہ جناب کا تو ہمیشہ یہ وعدہ کرنا ہے اگر جچا ہے تو ابھی اسکو لاؤ ستعجلونک بالعذاب فرماتا ہے اسکے لیے ایک خاص وقت اللہ کی طرف سے مقرر ہوا ہوا ہے تو بھی آئیگا اور وہاں ہی یکایک ایسا آئیگا

يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ اَرْضِيْ وَاسِعَةٌ فَاِيَّايَ فَاعْبُدُوْنِ ۝ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ثُمَّ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اے میرے ایماندار بندو میری زمین فراخ ہے پھر میری ہی عبادت کرو۔ ہر شخص موت کا مزہ چکھنے والا ہے پھر ہمارے پاس پھر کر آؤ گے۔ وہ جو ایمان لائے

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰي رَبِّهِمْ

اور اچھے اچھے کام کیے البتہ ہم انھیں بہشت میں ایسے محلوں میں جگہ دینگے کہ جنکے نیچے نہریں بہتی ہونگی وہاں ہمیشہ رہینگے۔ کیا خوب بدلہ ہے عمل کرنیوالوں کا۔ انھوں نے صبر کیا اور اپنے رب پر

يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَاۗبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا ۡ اَللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَاِيَّاكُمْ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ وَلَىِٕنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

بھروسہ رکھتے ہیں۔ اور بہت سے جانور ہیں کہ اپنی روزی نہیں اُٹھاتے ہیں اللہ انکو بھی روزی دیتا ہے اور تمکو بھی اور وہ سنتا جانتا ہے۔ اور اگر تو انسے پوچھے کہ کرتے آسمانوں اور زمین کو

وَالْاَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۚ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝ اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ

اور کام پر لگا رکھا ہے سورج اور چاند کو محکوم کر دیا تو کہینگے اللہ نے۔ پھر کہاں بہکے چلے جاتے ہیں۔ اللہ ہی اپنے بندوں میں سے جسکے لیے چاہتا ہے روزی فراخ کرتا ہے اور تنگ کرتا ہے۔ اللہ ہر

شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ وَلَىِٕنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۭ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝ ع

شے سے خبردار ہے اور اگر تو انسے پوچھے کہ آسمان سے کسنے پانی اُتارا کہ جس سے خشک ہو جانے کے بعد زمین کو سرسبز کیا تو کہینگے اللہ نے۔ کہہ الحمد للہ۔ بلکہ اکثر ان میں سے نہیں سمجھتے۔

بدر کا واقعہ اور ایک لفظ عظیم چنانچہ آیا۔ پھر تعجب کے طور پر اسی کلمہ کا اعادہ کرتا ہے ویستعجلونک بالعذاب کہ کیا جلدی کرتے ہیں عذاب کے لیے جہنم کے گھیرے میں پڑے ہوئے ہے جبکہ کفار و مشرکین کہ اور ہیں کتنے بگڑے حال اور انکے نامحمود طریقے کی برائی اور آخرت کا وبال صاف صاف بیان ہوا تو شدہ شدہ کفار مکہ کو نہایت جوش و تعصب ہوا کہ دینداروں کو نہایت تکلیفیں دینی شروع کر دیں جنکی مسلمان نہایت استقلال اور ثابت قدمی کے ساتھ برداشت کرتے رہے مگر جب ارکان دین سے بھی سخت مانع آئے تو وطن چھوڑ کر باہر جانے کی اجازت ہی دی بلکہ غیبت سے لائی گئی اسلیے یہ آیتیں نازل ہوئیں جنمیں ہجرت کی ترغیب ہے جس سے مسلمان ملک حبشہ اور مدینہ کی طرف ہجرت کر کے جانے لگے فقال یعبادی الذین آمنوا کہ اے میرے ایماندار بندو میری زمین فراخ اور کشادہ ہے کہیں یہاں تنگ ہو تو اور اطمینان سے میری عبادت کرو۔ وطن چھوڑنا یوں بھی ایک سان نہیں ہر مسلمان کو التحضر صلعم کی جدائی اور اپنے دینی بھائیوں کا فراق شاق گزرتا تھا اور تنگدستی اور سفر کی غربت کا بھی خیال گزرتا تھا ان دونوں باتوں سے تسکین و اطمینان کامل فرماتا ہے وان لم تکن اطمینان اسل سے میں لانے کے لیے نفس الفظ الموت ثم الینا ترجعون کہ ہر ایک شخص کو ایک روز موت کا مزہ چکھنا ہے پھر ہمیں ہی کی طرف لوٹ کر آنا ہے اور مرنے سب کو ہے ہمارے پاس آجاؤ گے پھر وطن جدائی نہیں سہنی پڑیں چند روزہ جدائی ہوئی تو کیا اور نیز اگر ہجرت کی تو بھی تمہارے ہی خیال کے مطابق ہے اور آسمان بھی اشارہ ہو کہ یکلخت جمع ہے تو چند روزہ ہے اور تمہارے مخالفوں کا زور شور بھی چند روزہ جدائی ہوئی تو کیا اور نیز اگر ہجرت کی تو بھی تمہارے ہی خیال کے مطابق ہے اور آسمان بھی اشارہ ہو کہ یکلخت جمع ہے تو چند روزہ ہے اور تمہارے مخالفوں کا زور شور بھی چند دن کے لیے ہے۔ دوسری بات کے اطمینان کے لیے یہ آیت ہے والذین اٰمنوا وعملوا الصلحت لنبوئنھم من الجنۃ غرفا تجری من تحتھا الانھار خلدین فیھا کہ ہم ایمانداروں نیک کام کرنیوالوں کو جنت کی کھلیوں اونچے محلوں میں جگہ دینگے کہ جنکے نیچے نہریں بہتی ہونگی اور وہ وہاں ہمیشہ رہینگے یعنی تمہارے اس ایمان اور وطن چھوڑنے کے بدلے میں ہم تمکو ایسا عمدہ وطن دینگے الننبوئنھم اے لنفردنھم من الجنۃ عالی ونتصاعدھم فاجمع القرائن بنزع الخافض ای فی غرف مخذوف فی واما بکونہ مفعولا ثانیا البوئی الاقامۃ اور وعملوا الصلحت میں کئی عمدہ نیکیوں کو بیان فرماتا ہے الذین صبروا وعلی ربھم یتوکلون کہ وہ جو صبر کرتے ہیں سفر اور ہجرت کی تکلیف کو گوارا کرتے ہیں اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔ گھر پر بھی تو بغیر مدد الٰہی کے کچھ کام نہیں چلتا پھر سفر میں بھی وہی انیس ہے۔ انکے رزق کا اطمینان دلاتا ہے وکاین من دابۃ لا تحمل رزقھا کہ بہت سے زمین پر جانور ہیں کہ اپنی روزی کا آپ بندوبست نہیں کر سکتے ہوا کے پرندوں اور زمین کے سوراخوں میں رہنے والوں کو وہی روزی دیتا ہے پھر کیا تمکو نہ دیگا یا تمکو بھول جاویگا نہیں ہرگز نہیں ہو السمیع العلیم وہ سننے جاننے والا ہے۔ پھر اس توکل کو ان تین آیتوں میں اور بھی مستحکم کرتا ہے اور اسکے ضمن میں مشرکوں کی تعریف بھی کرتا ہے اور یہ بھی بتلاتا ہے کہ آفتاب و ماہتاب بارش و غیرہ انقلاب ہر ایسے کام تو مشرکین بھی تسلیم کرتے ہیں وہ اے صاحبو جن تمکو برمخالفوں کی نسبت یہ کہا گیا اول آیت ولئن سالتھم الخ کہ انسے پوچھو گے تو اقرار کرینگے کہ آسمان و زمین چاند و سورج اللہ نے بنائے ہیں۔ پھر کیا وہ تمہاری روزی کے اسباب پیدا کر دیگا؟ آمیں مشرکوں پر لعنت بھی ہے کہ پھر غیر کو کیوں پوجتے ہو؟ دوسری آیت اللہ یبسط الرزق الخ کہ تنگدستی فراخ دستی اللہ کے ہاتھ ہے تیسری آیت ولئن سالتھم من نزل الخ کہ وہی مینہ برسا کر اس سوکھی زمین کو ہرا بھرا کرتا ہے ان آیتوں میں مہاجرین کے اطمینان اور مشرکوں کی تعریض اور اللہ تعالیٰ کے خالق و قادر ہونیکا ثبوت ہے۔ ف اب بھی جہاں فراغت دینی و دنیا کی ہے کوئی مانع ہجرت نہیں ہے اور اُس جگہ کی کہ جہاں ہجرت کر کے جاوے کوئی خصوصیت نہیں کہ مکہ ہو یا مدینہ طیبہ یا کوئی دوسری جگہ جہاں کہ آزادی سے ارکان اسلام ادا کر سکے

وقف لازم وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ ۭ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝

اور کیا ہے اس دنیا کی زندگی مگر کھیل کود۔ اور البتہ دار آخرت ہی زندگانی کی جگہ ہے۔ کاش وہ جانتے۔

ترکیب

والحیوان مصدر حی سمی بہ ذو الحیوۃ۔ واصلہ حییان قلب الیاء الثانیۃ واوا لئلا تقلب الفا للتثنیۃ ولم تقلب الفا للزوم احد الالفین۔ والحیوۃ ایضا مصدر لکن الحیوان ابلغ لان من بناء فعلان من معنی الحرکۃ والاضطراب اللازم للحیوۃ۔ بیضاوی وغیرہ۔

تفسیر

اس وقت صحابہ حبشہ بھی ہجرت کر کے گئے تھے اور مدینہ تو دار الہجرت ہی تھا فتح مکہ سے پیشتر ہجرت فروری بات تھی پھر جب فتح ہو گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب ہجرت کرنا ضرور نہیں۔ مگر جہاں کہیں مسلمانوں کی وہی حالت ہو جائے جو ابتداء اسلام میں مکہ میں تھی تو پھر ہجرت کا وہی حکم ہے۔

ان آیتوں کے بعد (جنمیں توکل کی ترغیب تھی اور جن میں اپنی قدرت کاملہ کے آثار ظاہر فرمائے تھے کہ جسنے آسمان و زمین کو پیدا کیا پھر آسمان سے مینہ برسا کر روزی رزق پیدا کرتے ہیں ہم ہی نے بس جانوروں کو اور آدمیوں کو روزی دیتے ہیں ہم ہی تنگی و فراغدستی دیتے ہیں۔ تاکہ بندہ اسی پر توکل کرے اور دین کی حفاظت میں جو کچھ مصیبت آوے اس سے نہ ڈرے) ایک ایسا جملہ ارشاد فرماتا ہے کہ جس سے دنیائے دل سرد ہو جاوے اور یہاں کا عیش و آرام اور رونق و رونق سب ہیچ ہو جاوے

مقال وما ہذہ الحیوۃ الدنیا الا لہو ولعب ان الدار الآخرۃ لہی الحیوان لو کانوا یعلمون۔ اس آیت میں تین باتیں ارشاد فرمائیں اول یہ کہ دنیا کی زندگی محض کھیل کود ہی یعنی اس چیز کے مانند ہے حقیقت ہے کہ جس سے لڑکے تھوڑی دیر تک ملکر کھیل کود لیتے ہیں پھر تھک کر الگ الگ ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح عالم وجود میں لوگ آتے ہیں دنیا کی چیزوں پر فریفتہ ہو جاتے ہیں اور اپنے اصلی رستہ کو کہ جہاں جانا ہے اور اپنے اصلی کام کو کہ جو یہاں کرنا تھا بھول جاتے ہیں اتنے میں جام عمر لبریز ہوا دنیا سے بڑی ٹھاٹھ کے ساتھ سب کچھ چھوڑ چھاڑ ایسے وگئے کہ پھر کسینے ادھر آکر بھی جھانکا غرض یہ کہ جس طرح کھیل کود بے بنیاد ہے اسی طرح دنیا کی زندگی ہے کیا خوب کہا ہے عاصف جامی نے

دلا تا کے دریں کاخ مجازی ۔ کہ مانند طفلاں خاکبازی ۔ چہ بنا کنگرۂ ایوان افلاک ۔ چہ پرنا میزش خاک

مسلم نے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک کبھی کے کن کٹے مردار بچے کے پاس سے ہو کر نکلے لوگوں سے فرمایا تم کو کوئی ایک درہم سے خریدنا چاہتا ہے لوگوں نے عرض کیا ہم تو اسکو مفت بھی نہیں لیتے فرمایا خدا کے نزدیک تمہارے لیے دنیا اس سے بھی بادہ ذلیل ہے۔ ابوہریرہ کہتے ہیں رسول اللہ صلعم نے فرمایا جو دار دنیا ملعون ہے جو کچھ اس میں ہے سب پر لعنت ہے مگر اللہ کا ذکر اور اسکے پسند کام اور عالم اور طالب العلم رواہ الترمذی وابن ماجۃ۔ سہل بن سعد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اگر اللہ کے نزدیک دنیا مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو کسی منکر کو پانی بھی پینے نہ دیتا رواہ احمد والترمذی وابن ماجۃ۔ حذیفہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلعم خطبہ میں فرماتے تھے کہ شراب گناہ کا گھر ہے اور عورت شیطان کی رسی ہے (اس سے باندھ لیتا ہے) اور دنیا کی محبت سب گناہوں کی جڑ ہے۔ مشکوۃ۔ ایام بقا چو باد صحرا بگذشت ۔ تلخی و خوشی زشت و زیبا بگذشت ۔ لہو و لعب سے یہ سمجھنا چاہیے کہ دنیا میں لہو و لعب کرنا چاہیے۔ بعض کہتے ہیں لہو اور لعب کے ایک ہی معنی ہیں دو لفظ پہلے کی تاکید کے لیے آیا کرتا ہے۔ بعض کہتے ہیں لعب لڑکپن کے زمانہ میں کھیلنے کو کہتے ہیں۔ اور لہو جوانی میں کھیلنا۔ کھیل کود اسکا خوب ترجمہ ہے۔

دوسری بات وان الدار الآخرۃ لہی الحیوان کہ آخرت کا گھر ہی زندگی کی جگہ ہے یعنی فنا نہیں حیات ابدی ہے جس جگہ ہر وقت کوچ کا نقارہ بج رہا ہو عاقل کو وہاں دل لگانے مکان بنانے قصے قضیے کرنے سے کیا کام اور اس دار دی کے اسباب عیش سے کیا آرام ؎ مرا در منزل جاناں چہ امن و عیش چوں ہر دم ۔ جرس فریاد می دارد کہ بربندید محملہا ۔ اقارب و احباب کی موت بدن کے تغیرات زمانہ کا انقلاب اس غافل کے کوچ اور سفر کے لیے گھنٹیاں ہیں ؎ مصحفی کس تمنا کہاں پر بیٹھا ہیں شاد ہوں ۔ یاد ہے موت قتیل و مرد ان انتظار مجھے ۔ ؎ کر باندھے ہوئے چلنے کو یاں سب یار بیٹھے ہیں ۔ بہت آگے گئے باقی جو ہیں تیار بیٹھے ہیں ۔

تیسری بات لو کانوا یعلمون اگر لوگ جانتے تو دنیا پر نہ مرتے۔ یا یہ معنی کاش لوگوں کو اس بات کا علم ہوتا۔ گرچہ دنیا کی بے ثباتی اور اپنی موت کا سب کو علم ہے مگر جبکہ اس علم پر عمل نہیں تو وہ بمنزلہ جہل کے ہے اسلیے یہ کلمہ فرمایا۔ اور سچ بھی ہے کہ اس جاننے پر دنیا اور اسکے اسباب تفاخر میں محویت ہے کہ مرنا بھی بھول گئے

فَاِذَا رَكِبُوْا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ اِذَا هُمْ يُشْرِكُوْنَ ۙ لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ وَلِيَتَمَتَّعُوْا

پھر کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو اللہ کو پکارتے ہیں خاص اسیکے لیے نیاز کرکے ۔ پھر جب انکو خشکی کیطرف بچا کر لے گیا تو جبھی شرک کرنے لگے ۔ تاکہ ہمارے دیے کا انکار کریں اور برت لیں

فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا وَّيُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ ۭ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَكْفُرُوْنَ ۝

پھر جلد معلوم کرلینگے ۔ کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہمنے حرم کو امن کی جگہ بنایا اور لوگ ہیں کہ انکے آس پاس سے اُچک جاتے ہیں ۔ پھر کیا جھوٹھ پر ایمان رکھتے ہیں اور اللہ کی نعمت کی ناشکری کرتے ہیں ۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَاۗءَهٗ ۭ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ۝

اور اُس سے کون بڑھکر ظالم ہے جو اللہ پر جھوٹھ باندھے یا حق کو جھٹلا دے جبکہ اسکے پاس آوے ۔ کیا جہنم میں کافروں کا ٹھکانا نہیں ؟

ترکیب

اذا رکبوا شرط و دعوا جواب مخلصین کا الدین مفعول اور فاعل اسکا ضمیر یہ جملہ حال ہے فاعل دعوا سے حرما موصوف امنا اہلہ من القتل والسبی صفت مجموعہ جملہ کا مفعول ثانی اول بلہم محذوف اور کل جملہ لم یروا کا مفعول ۔ ویتخطف الخ جملہ حال مفعول جملتا سے یا مستانفہ ۔ الخطف ربودن لیجانا ۔

تفسیر

فاذا رکبوا فی الفلک یہاں پھر اس حیات دنیا کے ایک بڑے اثر کو بیان فرماتا ہے کہ جب یہ شرکین جو حیات دنیا میں محو ہو رہے ہیں کشتی پر سوار ہوکر دریا کا سفر کرتے ہیں اور وہاں پہاڑ جیسے دریا کی موجیں اُٹھتی اور کشتی کو تہ و بالا کرتی ہیں تو اس حیات دنیا کا نشہ اُتر جاتا ہے اور موت سامنے دکھائی دیتی ہے انکی فطری حالت عود کر آتی ہے تو یہ خاص اسی کو پکارنے لگتے ہیں مخلصین لہ الدین الدین یعنی الطاعۃ ای مخلصین لاطاعۃ لہ لاغیرہ ویکون ان یکون بمعنی الحالۃ فالمعنی کانتین فی صورۃ من اخلص دینہ من المشرکین حیث لا یذکرون الا اللہ تعالی ولا یدعون سواہ فلما نجّٰھم الی البر اذا ہم یشرکون پھر جب انکو خشکی کیطرف بچا لاتا ہے تو پھر اپنی اسی حالت پر آجاتے ہیں اپنے انہیں معبودوں کی طرف جنکی دنیاوی طمع سے جسکو وہ اپنی طرف سمجھتے ہیں جھک پڑتے ہیں انکو اللہ کے ساتھ شریک کرنے لگتے ہیں لیکفروا بما اتیناہم تاکہ اللہ کی نعمت کی ناشکری کریں (واللام لام العاقبۃ او لام الامر علی التہدید ۔ بیضاوی) یعنی انکو اس نعمت کا شکر کرنا چاہیے تھا کہ حیات دنیا کے نشے میں اسکے بدلہ میں وہ ناشکری کرتے ہیں غیروں کی طرف طمع میرا کر جھک جاتے ہیں ولیتمتعوا اور انکا مقصد یہ ہوتا ہے کہ ایسا کرنے سے ہم دنیا میں شاد و مراد رہینگے بھلے پھولے رہینگے دنیا کو برتینگے اگر ایسا نہ کریں تو یہ موہوم ہے کہ ہم برتنے نہ دینگے چنانچہ اب بھی مشرکوں کا اپنے بتوں کی طرف جھکنا خیال ہے کہ اگر ہم انکو نہ پوجینگے تو ہمارا روزگار مفلسی آجائے اولاد مرجائے ۔ دوسری تقدیر پر یعنی جبکہ لام امر لیا جائے گا یعنی ہونگے اچھا برت لیں فسوف یعلمون پھر انکو معلوم ہو جائیگا کہ یہ نعمتیں کسنے دیں تھیں اور اب انکی ناشکری میں کون سزا دے رہا ہے ؟ یہ بات مرنے کے بعد بخوبی معلوم ہوگی ۔

اولم یروا انا جعلنا حرما امنا الخ اب یہاں سے یہ بات بتاتا ہے کہ یہ سب نعمتیں جاری دی ہوئی ہیں انہیں انکے معبودوں کا کچھ بھی دخل نہیں ۔ ان نعمتوں میں سے ایک ایسی نعمت کا ذکر کرتا ہے کہ جسکو وہ بھی خاص اللہ ہی کیطرف سے سمجھتے تھے ۔ وہ کیا حرم مکہ کا امن کی جگہ ہونا ۔ عرب کے تمام قبائل حرم مکہ کی تعظیم جہنیہ سے کیا کرتے تھے حرم کہ میں یعنی اسکے اس پاس ایک خاص حد تک (کہ جسکو ہم سورۂ بقرہ کی تفسیر میں بیان کرآئے ہیں) نہ کسیکو مارتے تھے نہ ستاتے تھے اسلیے کہ کسے لوگ امن و حفاظت سے زندگی بسر کرتے تھے اور انکے ارد گرد حرم کی حد سے باہر لوگ اُچک لیے جاتے تھے ۔ یعنی جس طرح شکاری پرند چرند بارہ وغیرہ زمین پر سے کسیکو اُچک لیتے ہیں یعنی اُٹھا کر لے بھاگتے ہیں اسی طرح لوگوں کا حال تھا ۔ افبالباطل یؤمنون وبنعمۃ اللہ یکفرون فرماتا ہے کہ پھر کیا غلط اور جھوٹھی باتوں پر ایمان لاتے ہیں کہ فلاں بت نے اولاد دی فلاں نے فلاں کام کر دیا اور اللہ کی نعمت کی ناشکری کرتے ہیں ۔ اسکو نہیں مانتے اسپر ایمان نہیں لاتے ۔ افسوس ہے ۔

کافر و مشرکین اس حیات دنیا کے نشے میں دو کام کرتے تھے ایک تو یہ کہ بتوں کے لیے اضانے اور قصے گھڑ رکھے تھے کہ اسنے فلاں کو یہ نعمت دی تھی اور فلاں نے جو زندہ و نیازنہ کی تھی اسکو برباد کر دیا تھا اللہ نے انکو اپنے گھر کا مختار کیا ہے ۔

دوسرا یہ کہ سچی باتوں کو جو رسول لیکر آیا تھا جھٹلاتے تھے اور درحقیقت یہ دونوں باتیں عقل کے نزدیک بدیہی اور صریح ظلم ہیں اسلیے فرماتا ہے ومن اظلم الخ کہ ان ظلموں سے بھی بڑھکر کوئی ظالم اور بے انصاف ہے کہ جو اللہ پر جھوٹھی باتیں بنائیں اور سچی بات کو نہ مانیں ! پھر کیا ان کافروں کا ٹھکانہ جہنم میں نہ ہوگا یعنی انکا ٹھکانہ جہنم میں گھر ہوگا ۔

ع

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

اور جنہوں نے کوہمارے معاملہ میں محنت کی البتہ انکو ہم اپنے رستے بتاوینگے - اور البتہ اللہ نیکوں کے ساتھ ہے -

ترکیب

والذین موصول جاہدوا فینا جملہ صلہ مجموعہ مبتدا لنہدینہم ہم مفعول اول نہدی کا سبلنا مفعول ثانی جملہ خبر مع مضاف المحسنین مضاف الیہ خبر ان -

تفسیر

پہلے فرمایا الیس فی جہنم مثوی للکفرین کیا جہنم میں کافروں کا مقام نہیں ؟ یعنی جس رستہ پر یہ چلے جارہے ہیں یہی رستہ جہنم کا ہے کیونکہ جب رستہ تمام ہوجاتا ہے تو وہی مقام ملتا ہے کہ جس کا یہ رستہ ہے - اب اسکے مقابلہ میں ایک دوسری سیدھی سڑک کی طرف اشارہ کرتا ہے جو خاص اسکی بارگاہ کبریائی تک پہنچتی ہے - فقال والذین جاہدوا فینا لنہدینہم سبلنا کہ وہ جو ہمارے لیے کوشش کرتے ہیں ہم اُن کو اپنے پاس پہنچنے کے رستہ بتلا دینگے - اور جب وہ ان رستوں پر چل پڑینگے تو پھر کچھ غم کسی رستے میں پیش آنے والی مصیبت کا نہیں کیونکہ وان اللہ لمع المحسنین اللہ نیکیوں کے ساتھ ہے - پھر جب ہم ساتھ ہیں تو کیا غم ہے نعم الطریق ونعم الرفیق -

فوائد

(۱) جاہدوا فینا لے فی حقنا من اجل رضانا خالصا - یعنی ہمارے دربار فیض آثار کا دربند نہیں جو کوئی قصد کرے اور قصد بھی جھوٹھا قصد نہو بلکہ جہاد یعنی پوری کوشش اور خوب جد وجہد ہو تو خود ہم ہی اسکو رستوں پر چراغ لیکر آملتے ہیں - وہ جو پہلے فرمایا تھا وان الدار الآخرۃ لہی الحیوان اب اس دار خلد کا آپ ہادی بنگیا - مطلب یہ کہ بندہ کا کام صرف کوشش کرنا ہے پھر منزل مقصود تک تو ہم آپ پہنچا دیتے ہیں -

(۲) یہ ایک ایسا کثیر المعانی جملہ ہے کہ جسکی تفسیر کے لیے ایک اتنی ہی بڑی اور تفسیر لکھی جاوے تو بس نہو - اسمیں ادنی سے لیکر اعلی سے اعلی مقاصد کیطرف اشارہ ہے اگر کوئی نیک کام کرنا چاہے کہ ہم مدرسہ یا مسجد بناویں یا مسافروں یتیموں کے لیے کوئی آرام گاہ تیار کریں یا کوئی دینی تصنیف کریں یا گمراہوں کو وعظ و پند سنا کر راستی پر لاویں - یا دنیا میں شریر اور سرکشوں کو زیر کرکے راستبازوں کے لیے امن قائم کریں جیسا کہ جہاد میں ہوتا ہے تو سب کاموں میں یہ کوشش ہوگی تو اللہ بھی ان سب کاموں میں اللہ اسکی مدد کرکے اسکو کامیاب کریگا - اور یہ سب نیک رستے اسکے پاس پہنچنے کی سڑکیں ہیں ان میں سے ہر ایک رستے کی وہی رہنمائی کرکے اپنے دربار تک پہنچاویگا جو دار الخلد ہے - اسی لیے ان سب طریقوں کے لحاظ سے سبلنا جمع کا صیغہ لایا کیونکہ سبیل کی جمع سبل ہے اور اسی لیے پھر سبل کو تاکید طرف مضاف کرکے سب کو اپنا رستہ کہہ دیا -

اسی طرح جو کوئی معرفت وحقیقت کے لیے کوشش کریگا ذکر وفکر مراقبہ وغیرہ رستوں سے اللہ اسکو اپنے تک پہنچاویگا - بندہ کوشش تو کرے پھر تو اسکے لیے دروازے کھلے ہیں - اسمیں جہاد اصغر اور جہاد اکبر دونوں کی طرف اشارہ ہے - بندے کی کوشش کی دیر ہے درفیض تو ہر وقت کھلا ہوا ہے جہاں اسنے اُدھر کے لیے کوشش کی نور امید فیاض سے اسپر تجلی پڑی - ہائے یہ غفلت یا رخود بلا رہا ہے رستہ دکھا رہا ہے ہم ہیں کہ دنیا کے مال واسباب جمع کرنے میں محو ہورہے ہیں جنکو تھوڑی دیر کے بعد چھوڑ دینا پڑیگا - الٰہی اس کوشش کی بھی تو ہی توفیق عطا کر آمین -

(۳) سورہ کے خاتمہ میں تین فرقوں کی طرف اشارہ فرمایا ہے فرقہ ناقصین کیطرف ومن الناس میں کہ یہ بدبخت اپنی اسفدادبو کو نکمی باتوں میں صرف کرکے جہاں نہیں جانا چاہیے وہاں جانا چاہتے ہیں یعنی جہنم میں - فرقہ متوسطین کیطرف والذین جاہدوا فینا میں یہ لوگ سیدھے رستے کے لیے محنت کرنے ہیں انکی جدوجہد پر توفیق الٰہی انکی رہنما ہوتی ہے اور کاملین کیطرف وان اللہ لمع المحسنین میں کہ یہ لوگ طبقہ علیا کے ہیں پیدا ہوتے ہی اللہ کے ساتھ ہوتے ہیں اول فرقہ کے لوگ کفار و بت پرست جنکو اصحاب الشمال کہتے ہیں اور دوسرے فرقہ کے صالحین و مومنین جنکو اصحاب الیمین کہتے ہیں تیسرے فرقہ کے اولیاء کرام وانبیاء علیہم السلام جنکو السابقون الاولون کہتے ہیں -

سورہ روم مکیہ ہے اسمیں ساٹھ آیات اور چھ رکوع ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الٓمّٓ ۝ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ۝ فِیْٓ اَدْنَی الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَیَغْلِبُوْنَ ۝ فِیْ بِضْعِ سِنِیْنَ ؕ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْۢ

مغلوب ہوگئے روم والے قریب کے ملک میں اور وہ اپنکے مغلوب ہونیکے بعد غالب آ ویںگے۔ چند سال میں۔ اللہ ہی کو حکومت ہے اول اور

بَعْدُ ؕ وَیَوْمَئِذٍ یَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ بِنَصْرِ اللّٰهِ ؕ یَنْصُرُ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ۝ وَعْدَ اللّٰهِ ؕ لَا یُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ

آخر۔ اور اس روز مسلمان خوش ہونگے۔ اللہ کی مدد سے۔ جسکی چاہتا ہے مدد کرتا ہے۔ اور وہ زبردست مہربان ہے۔ وعدہ کیا اللہ نے اسکا وعدہ خلاف نہیں کرتا

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝ یَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۚ وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ ۝

لیکن اکثر آدمی جانتے نہیں۔ ظاہر دنیا کی زندگی جانتے ہیں۔ اور آخرت سے وہ غافل ہیں۔

ترکیب

فی ادنی الارض فی غلبت سے متعلق ہے۔ ہم مبتدا سیغلبون خبر من بعد غلبہم اس سے متعلق غلبہم میں اول قوت یعنی غلبت کو مجہول مانا جاوے تو مصدر مفعول کی طرف اور دوسری تقدیر میں مصدر فاعل کیطرف مضاف۔ فی بضع متعلق ہے سیغلبون سے۔ بنصر اللہ متعلق ہے یفرح المؤمنون سے وعد اللہ مصدر موکدا ہے وعد اللہ وعداً و دل ماتقدم علی الفعل المحذوف لانہ وعد۔ وعدہ مفعول لایخلف۔

تفسیر

اگلی سورۃ میں اہل کتاب کو مشرکین پر ترجیح دی تھی بقولہ ولاتجادلوا اہل الکتب الی قولہ والہنا والہکم واحد اور اہل کتاب سے جھگڑنکو مگر نرمی سے اور یہ کہ کہدو جو کچھ تمہاسے انبیاء علیہم السلام پر نازل ہوا ہے ہم اسکو مانتے ہیں اور ہمارا تمہارا ایک ہی خدا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ بہ نسبت مشرکوں کے اہل اسلام کو اہل کتاب سے ایک خاص برادرانہ ہے انکی اکثر صدہا باتیں ملتی ہیں۔ اسپر مشرکوں کو اہل کتاب سے بھی نفرت ہوگئی ایسا نکے پاس آنا جانا بھی چھوڑ دیا اس عرصہ میں شاہ ایران خسرو اور شاہ روم ہرکلیوس کی لڑائی ہوئی اور ہمیشہ ان دونوں سلطنتوں میں لڑائیاں ہوا کرتی تھیں خدا کی قدرت اب کے بار شاہ روم جو اہل کتاب یعنی عیسائی تھا شاہ ایران سے مغلوب ہوگیا اور شاہ ایران کے ہاں بت پرستی کے اصول کو زندہ کرنے والی آتش پرستی مروج تھی اسلیے مشرکین کو اُس سے جانبداری اور شاہ روم سے منافرت تھی اس موقع پر مشرکوں نے بڑی خوشی منائی اور مسلمانوں کو طعنہ دیا کہ لو تمہارے بھائی جو اہل کتاب ہیں اور انکا اور تمہارا خدا ایک ہی مغلوب ہوگئے تمہارے خدا نے کچھ بھی نہو سکا اسپر یہ سورۃ مکہ میں نازل ہوئی مسلمانوں کی تسلی کے لیے جسمیں شاہ روم کے پھر غالب ہونیکی اور نیز مسلمانوں کو فتح نصیب ہونے کی بشارت ہے۔

الٓمّٓ ہم بارہا بیان کرآئے ہیں کہ اوائل سور میں یہ حروف مفردات آئندہ مضمون کے مہتم بالشان ہونے پر دلالت کرنے کے لیے آیا کرتے ہیں اور انمیں مخاطب کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ اسکے بعد کوئی بڑی بات بیان ہوگی تاکہ وہ متوجہ ہوکر سنے اور نیز انمیں کسی خاص امر کیطرف بھی اشارہ ہوتا ہے۔ ہاں جبکہ الف سے اسلام کیطرف لام سے اہل کتاب کیطرف قوم سے مغلوب ہونے کے طرف اشارہ ہے کہ گو اہل کتاب ایرانیوں پر غالب ہونگے مگر آخر میں اہل اسلام کے ہاتھ سے مغلوب ہوجاوینگے چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اسکو وہ قوت بھی ہوئی ہے کہ جسمیں غلبت کو معروف اور سیغلبون کو مجہول پڑھا ہے کہ اہل کتاب یعنی رومی غالب آئے مگر اس غالب آنیکے بعد پھر مغلوب ہونگے۔ اور اگر حرف سَیُغْلَبُوْنَ کو ہی مجہول کا صیغہ لیا جاوے تو بھی یہی مقصد حاصل ہوتا ہے کہ رومی اَب دَب گئے مگر من بعد غلبہم اپنے غلبہ پانے کے بعد پھر مغلوب ہونگے۔ انہیں ایکبار انکے غالب ہونے کی بشارت ہے پھر مغلوب ہونے کی بھی پیشین گوئی ہے چنانچہ دونوں باتیں وقوع میں آئیں اور رومی ایرانیوں پر فتح بدر کے روز غالب آئے پھر چند برس کے بعد خلافت ابوبکرؓ و عمرؓ میں مغلوب ہوگئے واللہ اعلم عند اللہ تعالیٰ۔

غلبت الروم فی ادنی الارض کہ بالفعل رومی لوگ ہرکلیوس کہ جسکو اہل اسلام ہرقل کہتے ہیں قریب کی زمین میں مغلوب ہوگئے ہیں ادنی الارض کے معنی ہیں

قریب کی زمین۔ اسکی تفسیر میں علماء کے مختلف اقوال ہیں بعض کہتے ہیں کہ عرب کے قریب کی زمین اطراف شام باذرعات۔ وبصریٰ اور یہیں دونوں لشکروں کا مقابلہ ہوکر روم مغلوب ہوا تھا اور یہی جگہ شام کے ملک سے باعتبار عرب کے قریب ہے۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں اردن اور فلسطین مراد ہے۔ مجاہد کہتے ہیں ارض جزیرہ مراد ہے اور یہی ملک روم کی سرحد میں سے فارس کے قریب ہے۔ **فقیر** کہتا ہے ہجرت سے تخمیناً چھ برس پہلے روم کے بادشاہ ہرکلیوس اور شاہ ایران خسرو میں جنگ شروع ہوئی اور طرفین سے سخت لڑائیاں ہوئیں ایرانی لشکر بصرہ کی طرف سے بڑھا اور رومیوں کو دباتا ہوا چلا شام کے ملک میں پہنچا اور خاص بیت المقدس کو بھی فتح کر لیا الیشیائے کوچک کے تمام علاقے دبا لیے آخر قسطنطنیہ کے محاصرہ تک نوبت پہنچی تھی ہزاروں رومی اس جنگ میں مارے گئے بڑی شکست فاش ہوئی (اللہ سب کے قول ٹھیک ہوگئے) جب یہ خبریں مکہ میں پہنچیں تو مشرکین بڑے خوش ہوئے اور مسلمانوں کو طعنہ دینے لگے تب مسلمانوں کی تسلی کے لیے یہ آیتیں نازل ہوئیں ان میں دو پیشین گوئیاں ہیں ایک باوجود روم کے مغلوب ہونے کے ایک بار انکا ایرانیوں پر غالب آنا دوم پھر مسلمانوں کے ہاتھ سے مغلوب ہونا فقال اللہ تعالیٰ وہم من بعد غلبہم سیغلبون اور وہ رومی انکے غلبہ کے بعد انپر غالب آوینگے فی بضع سنین چند برس میں اور انکی اس شکستہ حالی پر کوئی نہ جائے کیونکہ للہ الامر من قبل ومن بعد الدہی کے ہاتھ میں زمام حکومت ہے آگے بھی اور پیچھے بھی۔ دوسری قرأت پر یہ معنی ہونگے کہ وہ رومی اپنے اس غلبہ کے بعد جو چند برس میں ہونے والا ہے عنقریب مسلمانوں کے ہاتھوں سے مغلوب ہونگے۔ چنانچہ اس شکست کے سات برس بعد ہجرت کے دوسرے سال روم نے پھر اپنا ساز و سامان تیار کرکے ایرانیوں سے جنگ شروع کی اور اب کے انکو اس پیشین گوئی کے مطابق ایرانیوں پر وہ غلبہ ہوا کہ اپنا نام ملک مقبوضہ انکے ہاتھ سے چھڑا کر انکے ملک میں بھی گھس آئے یہانتک کہ مدائن تک پہنچ گئے اور وہاں اپنی فتح کی یادگاری میں ایک عمارت بنوائی جسکو رومیہ کہتے ہیں۔ اور اسکے سات مسلمانوں کو ایک اور تیسری پیشین گوئی سناتا ہے ویومئذ یفرح المؤمنون بنصر اللہ کہ اس روز مسلمان اللہ کی فتح دی ہوئی سے خوش ہونگے چنانچہ اور صرف رومیوں کی فتح کی خبر آئی اُسی دن بدر کی لڑائی میں جو کفار قریش سے مسلمانوں کو پیش آئی تھی بڑی فتح نصیب ہوئی بضع کے معنی چند کے ہیں جو تین سے لیکر نو تک کے عدد کو شامل ہے۔ اس آیت کو سنکر کفار قریش نے بڑا تمسخر کیا اور ابو بکر سے پوچھا کہ تعداد قائم کرکہ یہ بات کے برس میں ہوگی کیونکہ لفظ بضع تیر ابہام تھا اسپر ابو بکر صدیقؓ اور ابی بن خلف کافر میں بحث ہو کر ایک شرط ٹھہری ابو بکرؓ نے فرمایا تو برس کے اندر اگر روم غالب آگیا تو میں تجھ سے سو اونٹ لے لونگا ورنہ تجھکو سو اونٹ دونگا۔ جب یہ پیشین گوئی پوری ہوئی ابی بن خلف مرچکا تھا ابو بکرؓ نے ابی کے وارثوں سے سو اونٹ لیے اور حضرت صلعم کے روبرو لائے آپ نے فرمایا ان کو بتدبید و انہوں نے دیدے۔ (نیشاپوری) اس عہد تک شاید اس قسم کی شرط جائز ہوگی پھر جب قمار کی حرمت آئی ایسی شرطیں بھی قمار میں شامل ہوکر ممنوع ہوگئیں ہاں اگر ایک طرف سے شرط ہو تو مضائقہ نہیں۔ حنفیہ اس واقعہ سے اس بات پر دلیل لاتے ہیں کہ دار الحرب میں اگر مسلمان کفار سے اس قسم کے معاملات قائم کریں تو جائز ہے (بیضاوی)

یہ پیشین گوئیاں آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے لیے دلیل واضح ہیں۔ اب بضع کے لفظ پر شبہ کرنا باعث ہو کیلئے کہ اکثر پیشین گوئیوں میں مدتوں میں قدرے ابہام ہوتا ہے۔ کتاب دانیال وغیرہ ملاحظہ کرلو۔ اور دراصل ابہام بھی جاتا رہا جبکہ صدیق اکبرؓ نے آنحضرت صلعم کے اشارہ سے مدت معین کردی۔ پھر بضع کا لفظ ایک محاورہ کے لیے آیا۔ اور یہ شبہ بھی بعید از عقل ہے کہ کچھ قرائن دیکھکر یہ پیشین گوئی کردی ہوگی کس لیے کہ اس وقت ہر کلیوس کی فتح کا کوئی بھی قرینہ ابھی نہ ہا تھا نہ مسلمانوں کی فتح بدر کا قرینہ تھا نہ اہل کتاب پر فتحیابی کا کوئی قرینہ تھا بلکہ اس وقت یہ پیشین گوئیاں ایسی خلاف قیاس معلوم ہوتی تھیں کہ جبکہ کفار قریش مضحکہ کرتے تھے جسکے جواب میں خدا تعالیٰ اپنی قدرت اور اسباب ظاہر پر تکیہ نکرنے کی طرف تنبیہ دلاتا ہے فقال بنصر من یشاء وہو العزیز الرحیم کہ وہ جسکو چاہے فتح دے زبردست ہے رحمت کرنے والا جسپر چاہے رحم کرکے غالب دے وعد اللہ لا یخلف اللہ وعدہ اللہ کا وعدہ ہو چکا وہ وعدہ کے خلاف نہیں کریگا ولکن اکثر الناس لا یعلمون لیکن اکثر لوگ اس بات کو جانتے نہیں یعلمون ظاہرا من الحیوٰۃ الدنیا وہ دنیا کی زندگی میں ظاہری اسباب کو جانتے ہیں اور انہیں پر اکتفا کیے ہے وہم عن الآخرۃ ہم غافلون پیچھے آنیوالی بات سے کہ جسکو وہ ظاہر نہیں دیکھتے غافل ہیں پیچھے آنیوالی بات میں یہ پیشین گوئیاں اور دیگر امور اور قوموں کے ادبار و اقبال اور انکی موت اور عالم آخرت حشر و نشر جنت و دوزخ سب آگئے۔ ہرقل کی فتح کے ۷ سال بعد حضرت عثمانؓ نے رومیوں کو مغلوب کیا۔ واللہ اعلم

پیشین گوئیاں

أَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوا فِي أَنْفُسِهِمْ ۗ مَا خَلَقَ اللَّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ وَأَجَلٍ مُسَمًّى ۗ وَإِنَّ كَثِيرًا مِنَ النَّاسِ بِلِقَاءِ
کیا اپنے دل میں خیال نہیں کرتے کہ نہیں پیدا کیا ہے آسمان اور زمین کو اور جو کچھ انکے اندر ہے مگر عمدگی اور تعین مقرر سے ۔ اور البتہ بہت سے لوگ اپنے رب کے
رَبِّهِمْ لَكَافِرُونَ ۝٨ أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ كَانُوا أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَأَثَارُوا الْأَرْضَ
ملنے سے منکر ہیں ۔ کیا وہ زمین میں نہیں پھرے جو دیکھتے کہ انسے پہلوں کا کیا انجام ہوا ۔ وہ انسے بہ مرتبہ طاقت تھے اور انہوں نے زمین کو جوتا
وَعَمَرُوهَا أَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوهَا وَجَاءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ ۖ فَمَا كَانَ اللَّهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلَٰكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ۝٩ ثُمَّ كَانَ
اور آباد کیا انکے آباد کرنے سے زیادہ اور انکے رسول انکے پاس معجزات لیکر آئے ۔ پھر اللہ تو انپر کا ہے کو ظلم کرتا لیکن وہ خود اپنے اوپر ظلم کیا کرتے تھے ۔ پھر برا
عَاقِبَةَ الَّذِينَ أَسَاءُوا السُّوأَىٰ أَنْ كَذَّبُوا بِآيَاتِ اللَّهِ وَكَانُوا بِهَا يَسْتَهْزِئُونَ ۝١٠ ع
کرنے والوں کا انجام برا ہوا اسبات سے کہ انہوں نے اللہ کی آیتوں کو جھٹلایا اور انسے ہنسی کیا کرتے تھے ۔

ترکیب

ما خلق نافیۃ وفی التقدیر وجہان احدہما ہو مستانف لا موضع لہ والکلام تام قبلہ والثانی موضعہ نصب بینظروا والنفی لا یمنع ذلک کعالم یمنع فی قولہ ولقد علمنا الم ترجمیں عاقبۃ فمن رفعہ جعلہ اسم کان وفی الخبر وجہان احدہما السوءی وان کذبوا فی موضع نصب مفعولا لہ ای لان کذبوا او بان کذبوا والثانی ان کذبوا او السوءے علی ہذا صفۃ مصدر ومن نصب جعلہا خبر کان والاسم السوءی او ان کذبوا السوءی تانیث الاسوء وہو الاقبح ۔

تفسیر

ان لوگوں کو کہ جو ظاہر دنیا پر فریفتہ ہیں اور آخرت سے غافل ہیں ان آیات میں اپنی قدرت اور جبروت کا مشاہدہ کراتا ہے فقال اولم یتفکروا الخ کہ وہ اپنے دل میں نہیں سوچتے کہ اللہ نے آسمانوں اور زمین کو اور انکی اندر جو کچھ چیزیں ہیں سب کو کس عمدگی کے ساتھ بنایا ہے کوئی بات نکمی نہیں اور ہر ایک کی ایک عمر مقرر کر دی ہے نباتات حیوان انسان کی چونکہ عمر تھوڑی ہے اسلیے انکے فانی ہونے میں تو کسی کو شبہ نہیں مگر پتھر اور عناصر اور آسمان اور کواکب کی عمریں بہت ہیں اسلیے بہت کم عقل لوگوں کو گمان ہو گیا ہے کہ یہ چیزیں فنا نہ ہونگی ہمیشہ رہینگی اور جب ہمیشہ کا رہنا مان لیا تو لاچار ہو کر یہ بھی کہنا پڑا کہ انکی ابتدا بھی نہیں یعنی ہمیشہ سے ہیں پھر جب یہ ہوا تو مشرکا خواہ مخواہ انکار کرنا پڑا جیسا کہ حکماء کے بعض فریق اور ہنود کے بعض گروہ قائل ہیں مگر یہ نہ سوچے کہ جو چیز ازلی اور ابدی ہو وہ اللہ کی ذات ہے اور کوئی نہیں مگر عرب کے مشرک اس بات کے قائل تھے کہ ان سب چیزوں کو اللہ نے پیدا کیا ہے اسلیے انپر حجت جلد قائم ہو گئی کہ جسکی ابتدا ہے اسکی انتہا بھی ضرور ہے اسلیے اللہ نے خلق اللہ السمٰوٰت والارض وما بینہما میں ان چیزوں کا حادث اور مخلوق ہونا بیان فرمادیا اور الا بالحق میں یہ کہ اسنے انکو عبث طور پر نہیں بنایا ہے جیسا کہ بعض حکماء کہتے ہیں بلکہ قصداً اور انمیں ہر ایک مصلحت کھی ہے لے اختیاری بنانے میں یہ کب ہوتا ہے ؟ واجل مسمی میں یہ بیان کر دیا کہ انکی انتہا بھی ہے جب جب یہ ہو تو حشر اور قیامت اور خدا کے پاس جانے میں کیا شبہ باقی رہا ؟ وان کثیرا من الناس بلقاء ربہم لکافرون بہت سے لوگ خدا کے پاس جانیکا انکار کرتے ہیں ۔ اور یہ انکار انکا جو کہ غفلت اور دنیا کے غرور اور محبت سے تھا اسلیے انسے پہلوں کا حال بیان فرمایا کہ وہ سب جوتم سے زیادہ قوی اور بالدار اور زمین میں بسنے والے تھے سبھی سبب سے برباد ہوے زیادہ دنیا میں پھر کر دیکھو انکے آثار قدیمہ تمھیں دکھائی دینگے فقال اولم یسیروا فی الارض فینظروا کیف کان عاقبۃ الذین من قبلہم کہ کیا انہوں نے زمین میں پھر کر نہیں دیکھ لیا ہے کہ انسے پہلوں کا کیا انجام ہوا ؟ کانوا اشد منہم قوۃ واثاروا الارض وعمروہا اکثر مما عمروہا وجاءتہم رسلہم بالبینٰت وہ انسے بھی زیادہ قوی تھے اور زمین کو جوتتے تھے اور آباد کرتے تھے انسے زیادہ اونکے پاس انکے رسول معجزات لیکر آئے تھے فما کان اللہ الخ پھر انپر اللہ کا عذاب آیا لیکن اللہ نے انپر ظلم نہیں کیا وہ خود اپنے اوپر آپ ظلم کرتے تھے جو رسولوں سے بمقابلہ پیش آئے ثم کان الخ پھر انکا برا انجام ہوا اس سبب سے کہ اللہ کی آیتوں کو جھٹلاتے اور انسے تمسخر کرتے تھے ۔

ان آیات میں اپنی قدرت کاملہ کا اظہار فرما کر یہ بھی بتلادیا کہ منجملہ جو فتح کی خبر دی ہے وہ بھی سچ ہے ہماری قدرت سے بعید نہیں اور آخرت سچ ہے جو انکھوں پر پردہ پڑا تھا اسکو بھی اٹھا دیا کہ ہر چیز کی ایک مدت مقرر ہے یہ عالم فنا ہو گا تمکو اسکے پاس جانا ہے ۔ اور یہ بھی بتلادیا کہ پہلے لوگوں نے دنیا کے غرور میں ان باتوں کو نہیں مانا وہ ہلاک ہوے دیکھو دنیا فانی ہے وہ کہاں گئے ؟

اَللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُبْلِسُ الْمُجْرِمُوْنَ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ مِّنْ شُرَكَآئِهِمْ شُفَعٰٓؤُا

اللہ ابتداء پیدا کرتا ہے پھر اسکو دوبارہ پیدا کریگا پھر اسکے پاس تم کو آنا ہے ۔ اور جسدن قیامت برپا ہوگی ناامید ہوجاوینگے مجرم ۔ اور انکے معبودوں میں سے کوئی بھی انکا سفارشی نہ ہوگا

وَكَانُوْا بِشُرَكَآئِهِمْ كٰفِرِيْنَ ۝ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَّتَفَرَّقُوْنَ ۝ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَهُمْ فِيْ رَوْضَةٍ

اور یہ اپنے شرکا سے منکر ہوجاوینگے ۔ اور جسدن قیامت قائم ہوگی سب لوگ جدا جدا ہوجاوینگے ۔ پھر جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے سو وہ بہشت میں

يُحْبَرُوْنَ ۝ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ فَاُولٰٓئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ۝

جمع کرینگے ۔ اور وہ جو منکر ہوئے اور انہوں نے ہماری آیتوں اور آخرت کے ملنے کو جھٹلایا سو وہ عذاب میں پکڑے آوینگے ۔

ترکیب

یبلس المجرمون یسکنون متحیرین آیسین یقال ناظرته فابلس اذا سکت وایس من ان یحتج وکانوا بشرکائهم کٰفرین ای یکفرون بالتهم حین یسوانهم ۔ وقیل کانوا فی الدنیا کافرین بسببهم ۔ یوم کا ناصب یبلس ۔ شفعاء جمع شفیع ہم لم یکن والهم خبر مقدم ۔ من شرکائهم بیان لشفعاء ۔ یوم یقوم کا عامل یتفرقون یومئذ یوم کی تاکید ۔ ولقاء الاخرة مصدر مضاف ہے مفعول کی طرف یہ اپنا پر معطوف تحت میں باجار کی مفعول ہے کذبوا کا ۔

تفسیر

اللہ یبدؤا الخلق ثم یعیده ثم الیه ترجعون یہاں سے بیان معاد یعنی حشر شروع ہوتا ہے اور اس بات کو مدلل کرکے ارشاد فرماتا ہے کہ اللہ مخلوق کو شروع سے پیدا کرتا ہے یہ بات نہیں کہ پیدا کرکے فارغ ہوگیا اگر یہ بھاری بھاری چیزیں عالم کی تو پیدا کردیں جیسا کہ آسمان و زمین کو اب عناصر اب انکے علاوہ انسان نباتات حیوان ہر روز لاکھوں چیزیں پیدا کیا کرتا ہے کہ اول میں کچھ مٹی انسان بھی نہیں بناتا ہے پھر جو سرے سے پیدا کرتا ہے وہ اس بات بھی قادر ہے بلکہ اسکا وعدہ ہے کہ وہ اس عالم کے فنا ہونیکے بعد ہر چیز کو دوبارہ پیدا کریگا اور پھر لوگ عدالت کے دربار میں خدا تعالیٰ کے روبرو حاضر ہونگے ۔

ویوم تقوم الساعة یبلس المجرمون یہاں سے ہر دو کی کیفیت بیان فرماتا ہے کہ جسدن قیامت برپا ہوگی نافرمان و مجرم ناامید ہوجاوینگے مجرم کون ہیں کافر و مشرک اور اہل سلام میں سے فاسق بدکار لوگ ۔ مگر آیت میں مشرک کافر مراد ہیں ۔ انکے وہ دلی ہمنوا سب جاتے رہینگے بعض کہا کرتے تھے کہ ہمکو گنگا ماں بچالیگی بعض کہتے تھے کہ گائے کی دم پکڑ کے بحر عذاب سے پار ہوجاوینگے اور برہمن نے اس مسئلہ کو اپنے معتقدوں کے دل میں خوب جما رکھا تھا اسلیے دھرماتما گائے دان کیا کرتے تھے بعض مہاراجہ یہ سمجھتے تھے کہ بیل پر سوار ہوکر پار ہوجاوینگے بعض کہتے تھے ہنومان جی بچالینگے بعض کہتے تھے حضرت عیسیٰ مسیح تو ہمارے تمام گناہ خواہ وہ کیسے ہی ہوں اپنے اوپر اٹھا کے لے گئے اب کیا ہے جیسے پیشہ یعنی اصطباغ پایا مرتے ہی خدا تعالیٰ کے دائیں طرف تخت رب العالمین کا کنارہ و باکر بیٹھ جاوینگے اسی طرح کہ بلکہ عرب کے بت پرست کہیں لات منات پر نیکے کیے ہوئے تھے کہیں عزیٰ اور عناصر اور آفتاب کو قاضی الحاجات دافع المشکلات جانتے تھے جیسا کہ آج کل جہاں مسلمان تعزیہ اور اسپ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے فرضی نعل کو کہیں کسی جھنڈے اور تھان کو حاجت روا سمجھتے ہیں وہاں دیکھیں گے تو کچھ بھی نہیں ولم یکن لهم من شرکائهم شفعؤا کہ انکے معبودوں میں سے کوئی بھی انکا سفارشی کھڑا ہوگا بلکہ وکانوا بشرکائهم کٰفرین اپنے ان معبودوں سے منکر ہوکر کہنے لگیں گے کہ ہم تو انکو نہیں پوجتے تھے کما قال اللہ تعالیٰ سیکفرون بعبادتهم ۔

ہاں حضرات انبیاء علیہم السلام خصوصاً سید المرسلین اور انکے پیروکاملین اُن کے یا نافرمانوں کے لیے مژدہ سفارش کہینگے کہ جسے مقتضائے بشریت کوئی خطا دنیا میں ہوگئی ہے کیونکہ وہ درگاہ کبریائی کے باغی نہ تھے کہ جو اسکے سوا انہوں نے کسیکو معبود بنالیا ہو اور آیت میں صاف اشارہ ہے کہ جو کوئی ان انبیاء علیہم السلام کو معبود بنالیگا اسکی وہ سفارش نہ کرینگے پھر انجام کار وہاں کیا ہوگا ؟ اسکی تفصیل فرماتا ہے ویوم تقوم الساعة یومئذ یتفرقون کہ اس روز کہ قیامت برپا ہوگی خدا تعالیٰ کے مجرموں کو فرمانبرداروں سے الگ کردیا جاوے گا فاما الذین آمنوا الخ پھر جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کیے وہ بہشتوں میں جمع کیے جاوینگے ۔ مدارنجات کا ایمان و نیک کام کرنے پر رکھا ہے خواہ آپس کی کوئی غریب ہو یا ہیرو فصیح ہو یا شریف واما الذین کفروا الخ اور جنہوں نے کہ کفر اختیار کیا اللہ کی آیتیں جھٹلائیں اور قیامت کے منکر ہوئے ۔ اسمیں شرک اور ہر قسم کی بدکاری اور گناہ بھی آگئے جنکو کذبوا بآیاتنا و لقاء الآخرة میں اجمالاً بیان کردیا کیونکہ کفار جو شرک کرتے ہیں وہ آیات توحید کی تکذیب کرتے ہیں اور معصیت کو حلال جانکر کرتے ہیں اسمیں کذیب آیات و قیامت ہر دو داخل فی العذاب محضرون پس وہ عذاب میں پکڑے ہوئے آویں گے حاضر کیے جاوینگے ۔ یحبرون یسرون بانواع السماع لفظة ظلمة جبروا ذا سرة (نیشاپور رے)

فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ ۝ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ ۝ يُخْرِجُ الْحَيَّ
پھر اسکی تسبیح کرو جبکہ تم شام کرو اور جبکہ تم صبح کرو۔ اور اسی کی ستائش ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور پچھلے پہر کو اور دوپہر کو۔ زندہ کو مردہ سے
مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ۝ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ع
نکالکر نکالتا ہے اور مردہ کو زندہ سے اور زندہ کرتا ہے زمین کو اسکے مرنے کے بعد اور اسی طرح سے تم زندہ کیے جاؤ گے۔ اور اسکی قدرت کی ایک یہ بھی نشانی ہے کہ تمکو خاک سے پیدا کیا
ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ ۝ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ
پھر اچانک تم انسان بنکر پھیل رہے ہو۔ اور اسکی قدرت کی ایک یہ بھی نشانی ہے کہ تمہارے لیے تمہیں میں سے بیویاں پیدا کیں کہ انکے پاس تم آرام پاؤ اور تم میں باہم محبت
مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ
و مہربانی پیدا کی۔ البتہ اسمیں بڑی نشانیاں ہیں غور کرنے والوں کے لیے۔ اور اسکی نشانیوں میں سے ہے آسمان اور زمین کا پیدا کرنا اور تمہاری زبانوں
اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْعٰلِمِيْنَ ۝ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ مَنَامُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَابْتِغَاۗؤُكُمْ مِّنْ
اور رنگوں کا مختلف ہونا۔ البتہ اسمیں دنیا بھر کے لیے نشانیاں ہیں۔ اور اسکی نشانیوں میں سے تمہارا رات اور دن میں سونا اور اسکے فضل (روزی) کا
فَضْلِهٖ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ۝ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً
تلاش کرنا ہے۔ البتہ اسمیں سننے والوں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں۔ اور اسکی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ تمکو خوف اور امید دلانے کو بجلی دکھاتا ہے اور اوپر سے پانی برساتا ہے
فَيُحْيِ بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَاۗءُ وَالْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ ۭ
پھر اس سے خشک ہو چلنیکے بعد زمین کو تر و تازہ کرتا ہے۔ البتہ اسمیں عقلمندوں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں۔ اور اسکی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ آسمان اور زمین اسکے حکم سے قائم ہیں
ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً ۡ مِّنَ الْاَرْضِ ۡ اِذَآ اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ ۝ وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ كُلٌّ لَّهٗ قَانِتُوْنَ ۝
پھر جب تمکو زمین میں سے یکبارگی بلاویگا تو تم فوراً نکل آؤ گے۔ اور اسیکا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ سب اسکے آگے گردن جھکائے ہوئے ہیں
وَهُوَ الَّذِيْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ ۭ وَلَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ع الربع
اور وہی ابتدا پیدا کرتا ہے پھر اسکو بار دگر پیدا کریگا۔ اور یہ اسکے نزدیک آسان ہے اور اسکی شان بلند ہے آسمانوں اور زمین میں اور وہ زبردست حکمت والا ہے۔

ترکیب

فسبحن اللہ قد مر وجہ الاعراب فی سورۃ الاسراء۔ حین تمسون الجمہور علی الاضافۃ والعامل فیہ سبحان۔ وقری تمسون علی ان یجعل تمسون صفتہ والعائد محذوف ای تمسون فیہ وعشیا معطوف علی حین فحکمہا حکم التسبیح وحین تظہرون معترض۔ وفی السموت حال من الحمد ویکون ان یکون عشیا معطوفا علی فی السموت۔

تفسیر

وعدہ وعید کے بعد یہ بتلانا مناسب تھا کہ وہ کونسی باتیں ہیں کہ جنسے وعدہ انعام کا مستحق ٹھہرے اور کونسی باتیں ہیں کہ جنسے وعید جہنم سے بچے؟ اسلیے فرمایا فسبحن اللہ حین تمسون الخ کہ ان اوقات مذکورہ میں اسکی تسبیح و تحمید کرنا۔ گرچہ یہ ظاہر میں جملہ خبریہ ہے پر معنا امر ہے کہ ایسا کرو۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اول آیات میں قیامت اور وہاں کے وعدہ وعید بیان فرمائے تھے جس سے کسی کو تاہ فہم کو خیال پیدا ہو سکتا تھا کہ خدا تعالیٰ اپنی فرمانبرداری کرانے کا محتاج ہے جیسا کہ دنیا میں بادشاہوں کو اطاعت و بندگی رعیت کی حاجت پڑتی ہے پھر جب کوئی اطاعت نہیں کرتا سزا پاتا ہے اطاعت پر انعام کا مستحق ہوتا ہے" اس خیال کے غلط کرنے کو یہ فرمایا فسبحن اللہ الخ کہ اسکو تمہاری بندگی و طاعت کی کچھ ضرورت نہیں وہ جو کچھ فرماتا ہے تمہارے بھلے کو۔ آسمانوں کے فرشتے اور ہر ممکن کا حال اوقات مذکورہ میں اسکی تسبیح و تقدیس کرتا ہے۔ اس صورت میں جملہ خبریہ ہی مانا جاوے تو ہو سکتا ہے مگر جمہور اسکو بمعنی امر لیتے ہیں یعنی ان اوقات مذکورہ میں اسکی تسبیح و تحمید کرنی چاہیے۔

اس تقدیر پر یہ معنی ہونگے کہ اللہ کی تسبیح بیان کرو شام کے وقت اور صبح کے وقت اور ظہر اور عصر کے وقت۔ اس صورت میں وله الحمد فی السموٰت والارض ایک مستانی جملہ ہوجائیگا اس بات کے بتلانے کے لیے کہ آسمانوں اور زمین میں اسکی ستائش ہو رہی ہے تم بھی اوقات مذکورہ میں اسکی تسبیح بیان کرو یعنی سبحان اللہ کہو کہ اللہ پاک اور منزہ ہے۔ اور جب اسکو جملہ معترضہ بنانا جاوے وعشیا کا فی السموٰت پر عطف قرار دیا جاوے تو یہ معنی ہونگے کہ صبح و شام تو اسکی تسبیح بیان کرا ور ظہر و عصر کے وقت الحمد للہ کہو جسکے معنی اسکی خوبیاں بیان کرنا اور اسکے انعام و الطاف کا شکریہ ادا کرنا ہے۔ نبی صلعم نے فرمایا ہے جو کوئی صبح و شام سو بار سبحان اللہ وبحمدہ کہیگا اس سے اسکی بڑی نیکیاں نہ ہونگی مگر اسی کے مانند۔ بعد کہنے اس کے اور علماء اسلام کی ایک جماعت یہی کہتی ہے کہ یہ آیات کہ میں نازل ہوئیں اس وقت تک نماز پنجگانہ فرض نہ تھی اوقات مذکورہ میں اللہ کی تسبیح و تحمید کر لینا کافی تھا اور اسکی کوئی تعداد نہ تھی کہ کئے بار تسبیح و تحمید کیجاوے؟۔

مگر ابن عباس رض کہتے ہیں کہ اس سے مراد پنجگانہ نماز ہے۔ قرآن کی عادت ہے کہ وہ نماز کو اسکے اجزاء کے ساتھ تعبیر کیا کرتا ہے نماز میں تسبیح بھی ہے تحمید بھی ہے رکوع بھی ہے سجدہ بھی پھر کبھی اسکو تسبیح سے کبھی تحمید سے کبھی رکوع سے کبھی سجدہ سے بیان کیا کرتا ہے چنانچہ سبحون سے مراد مغرب و عشاء کی نماز۔ اور حین تصبحون سے صبح کی نماز اور عشیا سے عصر کی نماز اور تظہرون سے ظہر کی نماز مراد ہے۔ اور مکہ میں ہر وقت کے لیے دو دو ہی رکعت مقرر ہوئیں تھیں پھر مدینہ میں آکر اور زیادہ ہوگئیں (چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رض کی وہ حدیث کہ جسکو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے اسکی مؤید ہے)

ان اوقات کی خصوصیت چند اسرار کی وجہ سے ہے (۱) یہ کہ یہ وقت غفلت اور دنیاوی کاروبار کے ہیں ان میں اللہ کو یاد کرنا ضروری ہے (۲) یہی اوقات تجدد نعماء الٰہی کے ہیں (۳) عالم غیب میں یہ اوقات اہل زمین کی عبادت و دعا و استغفار کے لیے اجابت کے واسطے مخصوص ہیں۔

اسکے بعد چند دلائل بیان فرماتا ہے کہ جنسے خاص اسکا اس تسبیح و تحمید کے لیے مستحق ہونا ثابت ہوتا ہے اور بت پرستی کی قباحت ثابت ہوتی ہے خصوصاً اسلیے کہ ان دلائل میں اپنے انعام و اکرام ذکر فرماتا ہے کہ جو اسکی طرف سے اسکے بندوں کو پہنچتے ہیں اور جنپر انکی زندگی اور آرام کا مدار ہے پھر جسکے انعام و نعماء ہیں اسکی ستائش و تسبیح بھی ہونی چاہیے۔

فقال یخرج الحی من المیت ویخرج المیت من الحی یہ پہلی دلیل ہے کہ وہ مردہ سے یعنی نطفہ سے زندہ آدمی پیدا کرتا ہے پھر زندہ عورت سے مردہ بچہ بھی پیدا کرتا ہے۔ اسکے معنی متعدد کئی جگہ بیان ہو چکے ہیں یحیی الارض بعد موتہا اور مری ہوئی زمین کو زندہ کرتا ہے یعنی خشک کو جڑی بوٹیوں سے جو اگلے موسم میں جل چکی تھیں تر و تازہ کر کے زندہ کرتا ہے اسمیں زندگی بعد موت اور موت کے بعد زندگی عطا کرنا ثابت کیا گیا اسلیے بعد میں فرمایا وکذلک تخرجون کہ اسی طرح مرنے کے بعد جڑی بوٹیوں کی طرح قیامت میں تمکو بھی زندہ کر دیگا اور زمین سے اوپر بلا لیگا جسکر کا مسئلہ بھی ثابت کر دیا (۲) ومن ایتہ ان خلقکم من تراب الخ کہ تمکو مٹی سے بنایا۔ آدم کو اول مٹی سے بنایا پھر اس سے اسکی تمام نسل بنی یا کہو نطفہ سے انسان بنتا ہے وہ خاکی غذاؤں سے جو در اصل خاک تھیں اور خاک ہو جاویگی (۳) ومن ایتہ ان خلق لکم من انفسکم ازواجا الخ کہ تمھیں میں سے تمہارے جوڑے پیدا کیے مرد کا جوڑا عورت کا جوڑا مرد ایک جنس کے اگر غیر جنس ہوتے تو بڑی خرابی ہوتی الفت نہ ہوتی اور پھر باہم باوجود غیر جنس ہونے کے میاں بیوی میں وہ محبت و الفت دی کہ ایک دوسرے بغیر چین نہیں (۴) ومن ایتہ خلق السموٰت والارض الخ کہ اسنے آسمان و زمین بنائے اور زمین کے مختلف قطعات پر تمکو بسایا جس سے تمہاری زبانیں اور رنگتیں جدا جدا ہوگئیں باوجود یکہ ایک شخص کی نسل پھر کوئی گورا کوئی کالا کسی کی کچھ زبان کسی کی کچھ یہ انکی کیسی قدرت ہے؟ (۵) ومن ایتہ منامکم باللیل الخ کہ رات تمہارے سونے آرام کرنے کو بنائی دن تمہارے کاروبار و روزی کے سامان مہیا کرنے کو اگر سدا رات ہی رہتی یا رات ہی نہوتی تو کیسی خرابی تھی؟ اسمیں ہر روز مرنے اور جی اٹھنے کا بھی نمونہ ہے اسلیے اسکے بعد لقوم یسمعون کہ اسکو سن کر سمجھ بھی ہوگا۔ یہانتک دلائل الانفس تھے اسکے بعد دلائل الآفاق ذکر کرتا ہے (۶) ومن ایتہ یریکم البرق الخ کہ وہ تمکو بجلی چمکا کر دکھاتا ہے جس سے تمکو خوف اور بارش کی امید ہے پھر بتاتا ہے اس سے خشک زمین کو تر و تازہ کرتا ہے (۷) ومن ایتہ ان تقوم السماء والارض بامرہ کہ آسمان اور زمین اسکے حکم سے قائم ہیں آسمان کا کوئی ستون نہیں زمین کسی چیز کے اوپر دھری ہوئی نہیں۔ اسکے بعد پھر حشر کے مسئلہ کا اعادہ کرتا ہے ثم اذا دعاکم الخ کہ وہ قادر مطلق جب تمکو زمین سے بلاویگا سب نکلکر چلے آؤگے ولہ من فی السموٰت الخ کیونکہ آسمان و زمین کی ہر چیز اسکے بس میں ہے وہوالذی یبدء الخلق الخ اور وہی اول بار بناتا ہے پھر دوبارہ بنانا اسکو کیا مشکل ہے بلکہ بنانے کے خیال کے بموجب بار دگر بنانا اول بار بنانے سے آسان تر ہے آسمانوں اور زمین میں بلند شان ہے کوئی چیز مشکل نہیں وہ زبردست ہے حکیم ہے ہر ایک تدبیر جانتا ہے۔

ضَرَبَ لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ ۭ هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَاۗءَ فِيْ مَا رَزَقْنٰكُمْ فَاَنْتُمْ فِيْهِ سَوَاۗءٌ تَخَافُوْنَهُمْ

اللہ نے تمہارے لیے تمہارے حال سے ایک مثال بیان کی کہ بھلا تمہارے غلاموں میں سے کہ جو تمہارے ہاتھ کا مال ہیں تمہارا اس چیز میں کہ جو ہمنے تمکو دی ہے کوئی بھی حصہ دار ہے کہ تم اس میں برابر ہو جاؤ اور تم

كَخِيْفَتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۭ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝ بَلِ اتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَهْوَاۗءَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ فَمَنْ يَّهْدِيْ

خطرہ کرو کہ جیسا آپ برابر کے لوگوں کو کہو یا عقلمند لوگوں کے لیے ہم یوں آیتیں کھول کھول کر بیان کرتے ہیں۔ بلکہ بے انصاف بے سمجھی سے اپنی خواہشوں پر چلنے لگے ہیں۔ پھر کون ہدایت کرے

مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ۭ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝ فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ۭ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ۭ لَا تَبْدِيْلَ

جسکو کہ اللہ گمراہ کر دیا اور انکی کوئی مدد نہیں کر سکتا۔ پھر تو دین پر ایک طرف کا ہو کر قائم ہو جا۔ فطرت الٰہی پر کہ جسپر لوگوں کو پیدا کیا۔ نہیں بدل سکتا

لِخَلْقِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ وَاتَّقُوْهُ ۭ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ

اللہ کا دین بنایا ہوا۔ یہ ہے سیدھا طریقہ لیکن اکثر آدمی جانتے نہیں۔ فطرت الٰہی پر قائم رہو اسکی طرف جھکے رہو اور اسی سے ڈرو۔ اور نماز ادا کرو

وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا ۭ كُلُّ حِزْبٍۢ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ۝

اور شرک کرنے والوں میں شامل نہو۔ ان میں کہ جنہوں نے اپنے دین میں پھوٹ ڈالدی اور فرقے فرقے ہو گئے۔ ہر فرقہ خوش ہے اسپر جو انکے پاس ہے۔

ترکیب

من انفسکم فمن للابتداء وفی قولہ من ما ملکت للتبعیض والثالثۃ مزیدۃ لتاکید الاستفہام الجاری مجری النفی۔ ومعنی من انفسکم انہ اخذ مثلا واعتبرہ من اقرب شیء منکم وہی انفسکم فالمعنی ہل ترضون لانفسکم ان یکون لکم شرکاء من بعد عبیدکم بشرا کونکم فیما رزقنکم فانتم ایاہا السادات والعبید فی ذالک المرزوق سواء تخافون العبید ان یستبدوا بالتصرف کخیفتکم انفسکم ای کما یخاف بعضکم بعضا من الاحرار۔ فطرۃ اللہ ای الزموا فطرۃ اللہ او الزموا علیکم ہنا۔ منیبین الیہ راجعین الیہ من اناب اذا رجع مرۃ بعد اخری وہو حال من الضمیر فی الناصب المقدر لفطرۃ اللہ او فی اقم لان الایۃ خطاب للرسول والامۃ لقولہ واتقوہ من الذین فرقوا بدل من المشرکین باعادۃ الجار فاتم فیہ سواء الجملۃ فی موضع نصب بالاستفہام ای ہل لکم فیتبتوا۔

تفسیر

اس سے پہلے چند دلائل اسکے خالق و رازق و قابل ستائش ہونے پر بیان ہوئے تھے ہر چند وہ روشن تھے کہ عالم میں اور کوئی اسکے برابر نہیں مگر زیادہ وضاحت کرنے کے لیے ایک مثال بیان کی جس سے شرک کی برائی اور بھی ظاہر ہو جاوے فقال ضرب لکم مثلا من انفسکم الخ۔ اللہ تعالیٰ تمہاری ہی حالت سے تمکو ایک حالت سناتا ہے وہ یہ کہ بھلا تم اپنے غلاموں میں سے کسی کو اپنے برابر ہونا پسند کرتے ہو کہ وہ برابر ہو کر مال میں تصرف کرنے لگیں اور تم انسے ایسے ڈرنے لگو کہ جیسا باہم کے شریک سے ڈرا کرتے ہیں کہ ایک دوسرے کے پوچھے بغیر کوئی تصرف نہیں کرتا بھی پسند نہ کرو گے۔ پھر غور کرو کہ جب غلام کو کہ جو تمہارا بنایا ہوا نہیں وہ بھی اللہ کا بندہ ہے تم اپنے مال میں کہ جو تمکو اللہ نے دیا ہے تمہارا بنایا ہوا نہیں شریک اور برابر ہونا پسند نہیں کرتے تو پھر خدا تعالیٰ کو (کہ جسنے یہ یہ کیا جسکا بیان اوپر کی آیتوں میں آیا) کب پسند ہو گا کہ تم اسکی مخلوق کو خواہ وہ اشرف ہو خواہ ارذل اسکی پیدا کی ہوئی چیزوں میں اسکا شریک بناؤ اور عبادت کرنے اور پکارنے اور نذر و نیاز کرنے میں یا انکی تعظیم و تکریم میں اسکی برابر کرو انکے بھی حصہ لگاؤ؟ نہیں ہرگز نہیں۔ کذلک نفصل الآیات لقوم یعقلون ہم اپنی آیتوں کو یعنی کلام کو تفصیل سے مثال دیکر عقل والوں کے لیے بیان کرتے ہیں مگر جمقا کی سمجھ میں یہ بھی نہیں آتا۔ اور انہوں نے جو یہ معبود بنا رکھے ہیں انکے پاس اس بات کی کوئی دلیل و سند نہیں بل اتبع الذین ظلموا اہواءہم بغیر علم الخ بلکہ ستمگاروں نے جہالت سے اپنی دلی خواہشوں کی پیروی کرنی اختیار کر لی ہے بحکم تقدیر ازلی نے ہدایت میں حصہ ہی نہیں پایا فمن یہدی من اضل اللہ پھر ایسا زبردست کونسا ہے کہ اللہ کا گمراہ کردہ ہدایت پا سکتا ہے؟ انکا رد و مسخر خواہ انکو لاکھ سمجھائے وہ کب مانتے ہیں؟۔

وما لہم من ناصرین کے یہ معنی ہیں۔

مشرکین کو الزام دیکر اور اُلٹے ابو سی ظاہر فرما کر اب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف خطاب کر کے دینداروں کو حکم دیتا ہے فاقم وجہک للدین حنیفاً کہ تم ادھر اُدھر نہ ڈگمگاؤ ایک طرفہ ہو کر دین پر قائم ہو جاؤ۔

فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا۔ فطرت الٰہی پر قائم ہو جاؤ کہ جس پر اسنے بنی آدم کو بنایا ہے یعنی فطرت انسان کی ایک اصلی حالت ہے کہ جس پر قائم رہنا انسان کا کمال ہے لیکن کبھی توہمات باطلہ اور رسم وعادات فطرت سے باز رکھکر اسکو ناموزوں حالت پر ڈالدیتے ہیں جو اُس پر پھر قائم کرنے کے لیے دنیا میں حضرات انبیاء علیہم السلام بھیجے جاتے ہیں وہی آکر بتلاتے ہیں کہ فلاں فلاں باتیں فطرت کے مطابق نہیں

عن ابی ہریرۃ رضی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من مولود الا یولد علی فطرۃ فابواہ یہودانہ او ینصرانہ او یمجسانہ کما تنتج البہیمۃ بہیمۃ جمعاء ہل تحسون فیہا من جدعاء ثم یقول فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا لا تبدیل لخلق اللہ ذلک الدین القیم متفق علیہ ابوہریرہ رضی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر ایک بچہ فطرت ہی پر پیدا ہوتا ہے پھر بعد میں اسکے ماں باپ کہیں اسکو یہودی بنا لیتے ہیں کہیں نصرانی کہیں مجوسی جیسا کہ حیوانات میں بچہ جو پیدا ہوتا ہے تو نئے عیب ہوتا ہے کسی کا کان کٹا ہوا نہیں ہوتا بعد میں لوگ اُسکے کان کاٹ ڈالتے ہیں پھر اسکی سند میں حضرت نے یہ آیت پڑھی فطرت اللہ التی الخ یعنی بدر الخلقت میں جس طرح کہ حیوانات کے بچے اپنی اصلی حالت اور صورت پر پیدا ہوتے ہیں اسی طرح ہر ایک بچہ انسان کا اخلاق وعادات وخیالات میں بھی اپنی اصلی حالت پر پیدا ہوتا ہے اگر اسپر کوئی اثر بیرونی نہ پڑے تو وہ جوان ہو کر بھی اسی حالت پر رہے۔ اللہ کو وحدہ لاشریک جانے اپنے خالق ومحسن کی تابعداری کرے یہ اجمالی حالت ہے تفصیلی طور پر ہر ہر بات میں اسکا مرکز طبعی وہی باتیں ہوویں کہ جو انسان کے لیے ہونی چاہئیں راستبازی رحمدلی ہمدردی۔ مگر بعد میں جب اسپر اور اثر پڑتے ہیں تو یہ اس اصلی حالت سے بدل جاتا ہے چالاکی فریب وہی ظلم وستم بدکاری بت پرستی وغیرہ اوصاف رذیلہ پیدا ہو جاتے ہیں اسی جملہ کی طرف سید الانبیاء نے فابواہ یہودانہ سے ایسا فرمایا کہ ماں باپ اس کو یہودی یا نصرانی یا مجوسی کر لیتے ہیں۔ اور اس اصلی حالت کا نام دین قیم ہے اور اسی کو اسلام بھی کہتے ہیں۔ فرماتا ہے لا تبدیل لخلق اللہ یا تو یہ نہی ہے کہ تم خلق اللہ یعنی فطرت الٰہی کو نہ بدلو اسی پر قائم رہو۔ یا جملہ خبریہ ہے کہ فطرت الٰہی بدلتی نہیں۔ تمام انبیاء کا اس میں ایک ہی رستہ ہے۔ اس کو ہم منسوخ نہیں کیا کرتے۔ ولکن اکثر الناس لا یعلمون لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں وہ اپنے توہمات باطلہ اور عادات واخلاق باطلہ کو دین اور فطرت سمجھ بیٹھتے ہیں اور پھر جب یہ باطل طریقہ پشت در پشت چلا آتا ہے تو معاذ اللہ پھر اس کو فطرت کیا فطرت کی بھی جان سمجھنے لگتے ہیں۔

اسکے بعد فطرت الٰہی کی قدرے شرح کرتا ہے کہ اس کی چند باتیں بتلا کر انکی پابندی کا حکم دیتا ہے فقال منیبین الیہ اسی کی طرف رجوع کرتے رہو ہر امر میں کو وہ رحیم وکریم ہے۔ واتقوہ اُس سے ڈرتے بھی رہا کرو نافرمانی پر سزا بھی دیا کرتا ہے۔ واقیموا الصلوٰۃ اور نماز قائم کیا کرو۔ ولا تکونوا من المشرکین اور شرک کرنے والوں میں سے نہ ہو یعنی اُس جماعت میں داخل نہ ہو شرک نکرو۔ پھر ان کا حال بیان فرماتا ہے من الذین فرقوا دینہم وکانوا شیعا ہر گروہ لوگ ہیں مشرک کہ جنہوں نے اپنے اصلی دین میں یعنی فطرت اللہ میں پھوٹ ڈالی اس سے الگ راہ نکالی اور ہر ایک جگہ کے لوگوں نے جدے جدے معبود بنا لیے اور جدی جدی رسمیں قائم کیں۔ اور انکی حس باطنی جاتی رہی کھرے کھوٹے پرکھنے کا امتیاز باقی نرہا ہر ایک گروہ اپنے عقائد ورسوم پر کہ جسکو انہوں نے مذہب سمجھ رکھا ہے خوش وخرم ہیں اسی کو بہتر جانتے ہیں۔ **فطرت** دانائی زبردست اقتدار اختراع حالت۔ یہاں اخیر معنی حالت والے معتبر ہیں۔ یعنی اصلی حالت۔ ہر چیز کی ایک اصلی حالت ہوتی ہے پانی میں روانگی ہوا میں خفت وغیرہ وغیرہ اگر ان میں کوئی آمیزش یا تغیر نہ ہو تو یہ چیزیں اپنی حالت طبعی پر رہیں۔ انسان کی اصلی حالت کو شرع میں فطرت اللہ کہتے ہیں جو ایک عمدہ اور کمالی حالت ہے اور اسی کو اسلام اور اسی کو دین قیم کہتے ہیں یہ حضرات انبیاء علیہم السلام کا طریقہ ہے نہ اور کسی کا۔ واللہ الہادی وبیدہ المقاصد والمبادی۔

وَاِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُمْ مُّنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَآ اَذَاقَهُمْ مِّنْهُ رَحْمَةً اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ۙ لِيَكْفُرُوْا

اور لوگوں کو جب کوئی دُکھ پہنچتا ہے تو اپنے رب کو پکارتے ہیں اسکی طرف رجوع ہو کر پھر جب انکو اپنی عنایت کا مزہ چکھاتا ہے تو جبھی ایک فرقہ انمیں سے اپنے رب کے ساتھ شرک پیدا کرنے لگتے ہیں۔ تاکہ ہماری دی ہوئی چیز کی

بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۭ فَتَمَتَّعُوْا ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ اَمْ اَنْزَلْنَا عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا فَهُوَ يَتَكَلَّمُ بِمَا كَانُوْا بِهٖ يُشْرِكُوْنَ ۝ وَاِذَآ

ناشکری کریں۔ پھر برت لو۔ پھر تمکو معلوم ہو جاویگا۔ کیا ہمنے انکے لیے کوئی سند بھیجی ہے کہ وہ انکو شرک کرنے کو کہتی ہے۔ اور جب

اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً فَرِحُوْا بِهَا ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ اِذَا هُمْ يَقْنَطُوْنَ ۝

ہم لوگوں کو رحمت کا مزہ چکھاتے ہیں تو اسپر خوش ہو جاتے ہیں۔ اور جو انکی شامت اعمال سے انکو کچھ دکھ پہنچتا ہے تو فوراً آس توڑ بیٹھتے ہیں۔

ترکیب

واذا مس الناس شرط دعوا جواب نیبین حال من الضمیر الفاعل فی دعوا اذا فریق اذا مکانیۃ للمفاجاۃ نائب عن الفارفی جواب الشرط فتمتعوا فیہ التفات عن الغیبۃ۔ سلطٰنا یذکر لانہ بمعنی الدلیل۔ ویونث لانہ بمعنی الحجۃ۔ وقیل ہو جمع سلیط کرغیف ورغفان۔ واسناد التکلم الیہ مجاز کما تقول نطقت الحال بکذا لمے یتکلم تکلم دلالۃ۔ بما کانوا ما مصدریۃ۔ والضمیر فی بہ لہ۔ او موصولۃ والضمیر لہا ای بالامر الذی بسببہ یشرکون۔

تفسیر

واذا مس الناس ضر دعوا ربھم الخ یہاں انسانی جذبات میں فطرت الہیہ کا ثبوت کیا جاتا ہے کہ جب انسان پر کوئی سخت مصیبت آپڑتی ہے جو اسکے بیرونی آثار سے اسکو قدرے بیچین کر ڈالتی ہے تو یہ پھر اسی فطرت اور اصلی حالت پر آکر کمال اخلاص سے اپنے رب کو پکارنے لگتا ہے

ثم اذا اذاقھم منہ رحمۃ اذا فریق منھم بربھم یشرکون پھر جب انہی مصیبت کو ٹال دیتا ہے اور اپنی رحمت کا کچھ بھی مزہ چکھاتا ہے سب تو نہیں پر بعض لوگ کہ جنہیں پھر وہی بیرونی آثار و تعلیمات باطلہ و توہمات فاسدہ کا دیو آکر سوار ہوتا ہے تو اپنے رب کے ساتھ اوروں کو بھی اس دفع مصیبت میں شریک کرنے لگتے ہیں لیکفروا بما اتیناھم تاکہ اللہ کی نعمت کی ناشکری کریں۔ یعنی انکا یہ کام خدا تعالیٰ کی ناشکری ہے اسکے بدلہ میں شکر کرنا چاہیے تھا نہ کہ ناشکری کہ اب اوروں کو بھی اسمیں شریک کرنے لگے فتمتعوا فسوف تعلمون اب تم اے ناقدرو اپنے نزدیک امن و راحت کی حالت میں آگئے ہو کچھ دنوں دنیا کا مزہ اُٹھا لو پھر مرنے کے بعد تمکو معلوم ہو جاویگا کیونکہ اس وقت حس و ادراک کامل عود کر آویگا اب یہ نشا تمکو معلوم ہونے نہیں دیتا مرنے کے بعد یہ نشا اُتر جاویگا۔ یا یہ کلمۂ تہدید ہے جو عذاب کی خبر دیتا ہے۔ جیسا کہ ہمارے محاورہ میں مجرم کو کہا کرتے ہیں کہ معلوم ہو جاویگا یعنی مزا ملیگا

ام انزلنا علیہم سلطانا فھو یتکلم بما کانوا بہ یشرکون یہاں سے یہ بات ظاہر فرماتا ہے کہ وہ جو شریک بناتے ہیں انہیں توہمات باطلہ کا اثر ہے ورنہ انکے پاس اس بات کی ہمنے کوئی سند نہیں اُتاری ہے کہ وہ انکو شرک کرنے کا حکم دیتی ہے۔

واذا اذقنا الناس رحمۃ فرحوا بہا وان تصبھم سیئۃ بما قدمت ایدیھم یقنطون یہاں سے ایک اور جذبۂ انسانی بتلایا جاتا ہے جو اس میں بیرونی آثار سے پیدا ہوا کرتا ہے وہ کیا خدا تعالیٰ کی جب رحمت اور نعمت ملے تو اُسپر اترانا ناشکر گزاری نہ کرنا اس کو اپنی کوشش اور عقل کا ثمرہ قرار دینا اور جب اسپر کوئی مصیبت آوے اور وہ بھی اسی کے کردار سے تو اُس وقت خدا تعالیٰ سے مایوس ہو جانا روٹھ بیٹھنا۔ یعنی نعمت کا ناشکر نکرنا مصیبت پر صبر کرنا۔ یہ نالائقی اسکی اُس خارجی اثر کا نتیجہ ہے جو پیدا ہونے کے بعد اسکو ناداں ماں باپ کی تعلیم سے یا اور کسی کی صحبت بد سے حاصل ہوا ہے۔ افسوس کیا تھے کیا ہو گئے؟

ان آیات میں انسان کے دونوں جذبات کا حال بیان کر دیا جذبۂ فطرت اللہ کا بھی کہ جو اسکو خدا تعالیٰ کی طرف کھینچ لاتی ہے جو اسکی روح نورانی کا ایک کچھ فراسا اثر باقی تھا۔ دوسرا جذبہ اسکی دوسری کایا پلٹ کر شرافت انسانی سے باہر ہو جانیکا جو اسکے قویٰ بہیمیہ اور توہمات فاسدہ اور تخیلات باطلہ کا نتیجہ ہے جسپر یہ بڑے شعور بڑا مدبر ہے کما قال کل حزب بما لدیھم فرحون۔ یہ وہ حالت ہے کہ یہ طبقۂ افراد انسان کامل سے نکل کر ارذل طبقہ میں جا ملتا ہے۔

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَ
کیا وہ نہیں دیکھتے اللہ کے لیے جانا ہو رزق فراخ کر کے جسکو چاہتا ہے اور تنگ کرتا ہے۔ البتہ اسمیں بھی اہل اندازوں کے لیے نشانیاں ہیں۔ پھر قرابت دار کو اسکا حق دے اور
الْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ ۡ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَا۟ فِيْٓ
فقیر وہ مسافر کو بھی۔ یہ بہتر ہے انکے لیے جو اللہ کو چاہتے ہیں۔ اور یہی فلاح پانیوالے ہیں۔ اور جو کچھ تم سود پر دیتے ہو کہ لوگوں کے
اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ ۝ اَللّٰهُ الَّذِيْ
مال میں بڑھتا رہے پھر وہ اللہ کے نزدیک نہیں بڑھتا۔ اور وہ جو کچھ تم خیرات میں دیتے ہو خاص اللہ کے لیے پھر یہی ہیں کہ بھلے دوگنے ہونگے۔ وہ اللہ کہ جسنے
خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ۭ هَلْ مِنْ شُرَكَاۗىِٕكُمْ مَّنْ يَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ مِّنْ شَيْءٍ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝
تمکو پیدا کیا پھر تمکو روزی دی پھر تمکو مارے گا پھر تمکو زندہ کریگا۔ بھلا تمہارے معبودوں میں سے بھی کوئی ایسا ہے کہ جو کچھ بھی یہ کرسکے۔ وہ پاک اور بلند ہے انکے شرک کرنے سے۔

ترکیب

واٰتیتم مافی موضع نصب بآتیتم باللام بمعنی اعطیتم والقصر بمعنی جئتم وقصدتم۔ لیربوا ای الربا۔ اس تقدیر پر لیربوا صیغہ واحد غائب کا ہے اسکا فاعل الربا فالمعنے لیزید الربا ویزکو فی اموال الناس فاولئک فیہ التفات حسن کانہ قال ذلک لنخواصہ وللملائکۃ وہو جمع لہم من ان یقول فانتم المضعفون۔ کشاف۔
ہل من الخ من الاولی للتنعیض کانہ اقام فعل البعض مقام ✤ تفسیر ✤ فعل الکل توسعۃ علی الجنس والثانیۃ لتاکید الاستفہام والمتوسطۃ للابتداء۔

انسان کی اس حالت قنوط یعنی نا امیدی کے جذبہ کی دوا بتلاتا ہے فقال اولم یروا ان اللہ یبسط الرزق کہ کیا وہ نہیں دیکھتے کہ تنگدستی و فراخ اللہ کیطرف سے ہے؟ محقق کی نظر دونوں حالتوں میں اللہ ہی کی طرف ہونی چاہیے فراخ دستی میں شکر کرنا چاہیے نہ اترانا حقداروں کی تنگدستی سے ہاتھ روکنا سمجھیں نہیں تنگدستی میں صبر کرنا چاہیے اللہ سے فضل و کرم کا امیدوار رہنا چاہیے یہ نہ خیال کرے کہ اللہ میری فراخ دستی پر قادر نہیں یا اسکی ادھر عنایت کی نظر نہیں بلکہ اپنے قصور کا تازیانہ خیال کرکے توبہ و استغفار کرے اور اللہ کیطرف رجوع کرے۔ یہ حالت فطرت اللہ ہے اور پہلی حالتیں اسکے برخلاف تھیں اور فطرت اللہ پر قائم رہنا مومن کی شان ہے اسلیے خبر مؤمن کی ذالک لآیت لقوم یومنون چونکہ یہ بات (کہ ہر چیز تنگی فراخی اللہ ہی کی طرف سے ہے) ایک بدیہی بات تھی گو انسان اپنے جذبہ میں اس سے اندھا ہو رہا تھا اسلیے اولم یروا فرمایا۔

فات ذا القربی حقہ والمسکین وابن السبیل جب مومن کو یہ بتلایا گیا کہ تنگی فراخ دستی اللہ ہی کیطرف سے ہے تو اسکو یہ بھی فطری حکم سنایا گیا کہ تو قرابت دار اور مسکین اور مسافر کے حق ادا کرنے میں کوتاہی نکر۔ اور اسی لیے فات پر ف کا آنا مستحسن ہوا۔ (علماء احناف فرماتے ہیں آیت عام ہے اسمیں زکوٰۃ اور دیگر صدقات بھی آگئے اسی طرح ذی القربیٰ کا لفظ بھی عام ہے ذوالفروض و عصبات اور اولی الارحام بھی آگئے اسلیے جو انمیں سے ایسا محتاج ہو کہ خود نہ کما سکے اقارب اہل استطاعت پر واجب ہے امام شافعیؒ وغیرہ فرماتے ہیں ذوی الارحام کا نفقہ واجب نہیں)

فرماتا ہے ذالک خیر للذین یریدون وجہ اللہ کہ یہ حق ادا کرنا انکے حق میں بہتر ہے کہ جو اللہ کے طالب ہیں وجہ اللہ سے مراد اسکی ذات۔ اور اس لفظ کے ساتھ تعبیر کرنے میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ جو اسکے طالب یا راہی اور اسکے عاشق و صادق ہیں۔ واولئک ہم المفلحون اور یہی لوگ فلاح پانیوالے دنیا کے کامیاب آخرت کو جانیوالے ہیں یعنی انمیں نقصان نہیں بلکہ فلاح ہے چونکہ اللہ کے لیے دینے کا ذکر تھا کہ جو فطرت اللہ کا ایک جذبہ ہے اس مناسبت سے اسکے برخلاف ایک دوسرے جذبہ انسانی کا بھی ذکر کرنا مناسب ہوا فقال وما اتیتم من ربا لیربوا فی اموال الناس فلا یربوا عند اللہ کہ وہ جو تم سود دیتے ہو کہ اس لینے والا بھی بڑھتا ہے کہ بڑھ کر اور اموال تجارت بڑھتے ہیں اس سے بھی بڑھے تو وہ اللہ کے نزدیک نہیں بڑھتا یعنی خدا تعالیٰ کے ہاں اسکا کوئی ثواب نہیں نہ یہ اسکی ذخیرۂ عقبیٰ میں داخل ہوتا ہے۔ اور اسکے یہ بھی معنی ہو سکتے ہیں کہ وہ جو تم نفع دنیا کی غرض سے دیتے ہو اس کا عند اللہ کچھ ثواب نہیں وما اتیتم من زکوٰۃ الخ برخلاف زکوٰۃ یعنی صدقہ و خیرات اور مقرری زکوٰۃ کے اسکا دوگنا اجر عند اللہ ملیگا۔

اسکے بعد انسانی فطرت کو توحید کے بارہ میں سمجھاتا ہے فقال اللہ الذی الخ کہ اللہ وہ ہے جس میں یہ اوصاف ہیں پیدا کرنا روزی دینا مارنا پھر جلانا پھر بتاؤ کہ تمہارے معبودوں میں سے کون ہے جو ایسا کر سکتا ہے پھر تمہارا یہ فعل محض بے سوچے ہوا تمہارے یہ خیالات محض غلط ہیں سبحانہ وتعالیٰ عما یشرکون۔

ف تفسیر فلا یربوا عند اللہ اس پر یہ کہنا کہ عند اللہ کچھ ثواب نہیں کیونکہ جو عند اللہ نہ ہو اسکے واسطے نہ دیا تھا۔ (۲) دوسری صورت میں کہ اضافہ اللہ کے لیے نہیں ہوتا مگر بسا اوقات ایسا ہوتا ہے مراد بآیہ اس سے ہے جبکہ سود کھانے والے میں سخت بے رحمی

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ۝ قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ
بگڑا اور دریا میں لوگوں کے ہاتھوں کے کام سے خرابی ظاہر ہوگئی تاکہ انکے عمل کی انکو کچھ سزا چکھائے تاکہ وہ رجوع کریں۔ کہہ ملک میں پھر کر
فَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلُ كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُشْرِكِينَ ۝ فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ الْقَيِّمِ مِنْ قَبْلِ
دیکھو کہ تم سے پہلوں کا کیا انجام ہوا۔ ان میں بیشتر مشرک تھے۔ پھر تو اپنا منہ سیدھے دین کے لیے قائم کر اس دن سے
أَنْ يَأْتِيَ يَوْمٌ لَا مَرَدَّ لَهُ مِنَ اللَّهِ يَوْمَئِذٍ يَصَّدَّعُونَ ۝ مَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهُ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِأَنْفُسِهِمْ
پہلے کہ اسکو ٹلنا نہیں ہے اللہ کی طرف سے اُس دن لوگ پراگندہ ہو جاوینگے۔ جسنے کفر کیا اسکے کفر کا بال اسی پر ہے۔ اور جسنے اچھا کام کیا سو وہ اپنے لیے
يَمْهَدُونَ ۝ لِيَجْزِيَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْ فَضْلِهِ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ ۝
ٹھکانا بناتے ہیں۔ تاکہ جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کیے ہیں انکو اپنے فضل سے بدلہ دے۔ البتہ اسکو کافر نہیں بھاتے۔

ترکیب

لیذیقھم متعلق بظہر ای لیصیر حاصلہ الی ذلک قیل التقدیر عاقبھم لیذیقھم۔ کان اکثرھم استیناف من اللہ متعلق ببیانی۔ ویجوز ان یتعلق بمرد لانہ مصدر علی معنی لایرد اللہ التعلق ارادتہ القدیمۃ بمجیئہ۔ یومئذ۔ بدل من یوم والناصب یصدعون ای یتفرقون فریق فی الجنۃ وفریق فی النار کما یقول من کفر الخ فعلیہ کفرہ ای علیہ وبال کفرہ ویمھدون یسوون منازلھم فی الجنۃ لیجزی علۃ لیمھدون او لیصدعون۔ والاقتصار علی جزاء المؤمنین للاکتفاء علی فحوی قولہ انہ لا یحب الکفرین۔

تفسیر

ظہر الفساد فی البر والبحر رد شرک کے قوی دلائل بیان فرما کر اب اس جگہ یہ بات ظاہر فرماتا ہے کہ فطرت اللہ کے ترک کرنے سے اور کفر و شرک اور ہر قسم کی بدکاری سے جس کا کہ انسان مرتکب ہوتا ہے صرف یہی نتیجہ نہیں کہ دار آخرت کی سعادت سے محرومی نصیب ہوتی ہے اور طرح طرح کی عقوبات میں مبتلا ہوتا ہے بلکہ دنیا میں بھی فساد و فتن اور ہر طرح کا رنج و محن دیکھنا پڑتا ہے اور خیر و برکات اُٹھ جاتے ہیں۔

فی البر والبحر کے معانی میں علما کا اختلاف ہے۔ لفظوں کے ظاہری معنی تو یہی ہیں کہ جنگل اور دریا میں انسان کی بدکاری سے خرابی ظاہر ہوگئی۔ وہ کیا کہ انسان پر ان جگہوں میں انواع و اقسام کے مصائب پڑتے جنگل یعنی خشکی میں عام ہے کہ شہر کی زمین ہو یا باہر کی یا بیابان موقع پر بارش نہ ہونا قحط پڑنا۔ باغ اور کھیتیوں کے پھل پھولوں پر آفت آنا آندھیوں کا چلنا۔ پیداوار کم اور ناقص ہونا یہانتک کہ غلے میں بھی کم ہونا شیرہ والی چیزوں میں سے کم شیرہ برآمد ہونا۔ مواشی میں مری پڑنا انکی نسل کم پھیلنا وہ بھی کم دینا تجارات اور کاروبار میں نفع کم آنا مصارف کا بڑھ جانا ہر چیز کا گراں ہو جانا۔ حاکم اجنبی ہونا اسپر ظلم و ستم کرنا قانون و انصاف کے پیرایہ میں حایا کو تباہ و برباد کر دینا۔ یا باہم بادشاہوں اور قوموں کے جنگ قائم ہو کر شہروں کا ملکوں کے خان و ماں ہونا صدہا کا مارا جانا۔ بیماریوں کی کثرت۔ ہیضہ کا زور۔ خار دار درختوں اور موذی جانوروں کا بکثرت پیدا ہو کر انسان کو تکلیف پہنچانا۔ باہمی الفت و محبت و اتفاق کی جگہ عداوت و بغض نفاق پھیلنا حیا و شرم کا اُٹھ جانا بیحیائی اور فحش کی ترقی ہونا جھوٹوں کا بڑوں سے گستاخ و بے ادب ہو جانا۔ باہم چوری اور زناکاری اور خونریزی اور بدامنی پھیلنا۔ یہ ہیں وہ بلائیں کہ جنکا کچھ علاج نہیں اسی طرح دریا کی بلاؤں کو سمجھ لیجے۔ بعض کہتے ہیں کہ بحر سے مراد شہر ہے قال عکرمہ العرب تسمی الامصار بحارا۔ نیشاپوری۔

فرماتا ہے لیذیقھم بعض الذی عملوا الخ یہ خرابیاں اسلیے ظاہر ہوئیں کہ انسان اپنے کیے کا کچھ تو دنیا میں بھی مزا اٹھائے اور پھر اپنے اس فعل سے باز آئے توبہ کرے یہ گمان ہوسکتا ہے کہ آجکل کے زمانہ میں سب خرابیاں ظاہر ہو رہی ہیں مگر بجائے توبہ و استغفار کے الحاد و بیدینی اور بدکاری کا دریا موج زن ہے۔

قل سیروا الخ یہاں سے ان غافلوں کو یہ بتلاتا ہے کہ اگر تم اپنے اس فلسفہ و صنعت اور ہر قسم کی صناعی و دستکاری و شہ زوری و دولتمندی پر گھمنڈ کر کے یہ کہتے ہو کہ ہم خود ان مصائب کو اپنی تدابیر سے دفع کر لینگے تو ملک میں پھر کر دیکھو تم سے پہلوں کا کیا حال ہوا وہ بھی یہی دعوے کیا کرتے تھے اور اکثر شرک میں مبتلا تھے۔

فاقم وجھک الخ یہاں سے حجت تمام کر کے یہ بات فرماتا ہے اگر کوئی مانے یا نہ مانے تو دین قیم یعنی فطرت اللہ پر مستقیم ہو جاؤ بیصیبت آنیکے دنیے پہلے کہ جو ٹلیگا نہ لوگ اسدن پریشان ہو جاوینگے خواہ ہمدن سے قیامت تک دن ہو یا اور کوئی پر اون جو بھی بدکاری کی سزا بھگتنے کے لیے آیا کرتا ہے جو کوئی کفر کریگا اسکا وبال اسپر پڑیگا نیکوں کو نیک بدلہ ملیگا۔

ف اس تقسیم پر یعنی جو ہنگامہ دجال کے وقت ہوگا اور لوگوں کے مال میں بڑھ بیعنی اور لوگوں کے مال سے تمکو نفع حاصل ہوگا پس عند اللہ نفع حاصل نہ ہوگا (۴) چوتھی یہ کہ ایک مدت ہو کہ اتنی عمر کو بالقصد پڑھا جاوے جیسے

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ يُّرْسِلَ الرِّيَاحَ مُبَشِّرٰتٍ وَّلِيُذِيْقَكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَلِتَجْرِيَ الْفُلْكُ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ

اور اسکی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ وہ خوشخبری دینے والی ہوائیں بھیجتا ہے اور تاکہ تمکو اپنی کچھ رحمت چکھائے اور تاکہ اسکے حکم سے کشتی چلے اور تاکہ تم اسکے فضل سے روزی تلاش کرو اور تاکہ تم شکر کرو۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ

اور البتہ تجھسے پہلے بھی ہمنے رسول بھیجے ہیں انکی قوم کی طرف پھر وہ انکے پاس نشانیاں لیکر آئے پھر ہمنے مجرموں سے بدلہ لیا۔ اور ہمپر ایمانداروں کی مدد کرنا ضرور تھا۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَيَبْسُطُهٗ فِي السَّمَآءِ كَيْفَ يَشَآءُ وَيَجْعَلُهٗ كِسَفًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ

وہ اللہ کی ذات ہے جو ہوائیں چلاتا ہے پھر وہ بادل اٹھاتی ہیں پھر وہ اسکو آسمان میں جس طرح چاہتا ہے پھیلاتا ہے اور اسکو گٹھلا کر دیتا ہے پھر تو دیکھتا ہے کہ اس میں سے مینہ برستا ہے

فَاِذَآ اَصَابَ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ۝ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْهِمْ مِّنْ قَبْلِهٖ

پھر جب اسکو اپنے بندوں میں سے جسکو چاہتا ہے پہنچاتا ہے تو یہی خوش ہونے لگتے ہیں۔ اور اگرچہ ان پر برسنے سے پیشتر

لَمُبْلِسِيْنَ ۝ فَانْظُرْ اِلٰٓى اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَيْفَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ۡ وَهُوَ عَلٰى

ناامید تھے۔ پھر اللہ کی رحمت کی نشانیاں دیکھ کہ خشک ہونے کے بعد کس طرح زمین کو سرسبز کرتا ہے۔ بیشک وہی مردہ کو زندہ کرنیوالا ہے۔ اور وہ ہر

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ وَلَئِنْ اَرْسَلْنَا رِيْحًا فَرَاَوْهُ مُصْفَرًّا لَّظَلُّوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ يَكْفُرُوْنَ ۝

بات پر قدرت رکھتا ہے۔ اور اگر ہم کوئی ہوا ایسی بھیجدیں جس سے وہ اپنی کھیتی کو زرد ہوا دیکھیں تو اسکے بعد انکے ناشکری کرنے لگیں۔

ترکیب

وکان حقا خبر کان مقدم ونصرا اسمہا ویجوز ان یکون حقا مصدرا وعلینا الخبر ویجوز ان یکون فی کان ضمیر الشان وحقا مصدرا وعلینا الخبر ویجوز ان یکون نصرا مبتدأ وخبرہ فی موضع خبر کان۔ کسفا بفتح السینین حال ای اجرع کسفۃ وسکونہا علی ہذا المعنی تخفیفا قطعا منفرقۃ۔ الودق المطر۔

بروز بحر میں انسان کی بدکاری کی وجہ سے خرابی ظاہر ہونیکا بیان فرما کر یہ بات بتلاتا ہے کہ یہ بھی ہم رحیم کریم نظام عالم کو باقی رکھنے کیلئے ہوائیں چلاتے ہیں الخ فقال ومن ایتہ ہواؤں کے چند فوائد بیان فرماتا ہے کہ جنمیں بقاء انسانی موقوف ہے (۱) مبشرات کہ وہ خوشی دیتی ہیں انسان کے بدن پر جب ہوا لگتی ہے تو اسکو فرحت ہوتی ہے اور نیز بارش سے پہلے جب ٹھنڈی ہوا چلتی ہے تو گویا مینہ کا مژدہ لاتی ہے (۲) ولیذیقکم من رحمتہ ہواؤں کی وجہ سے انسان زندہ رہکر دنیا میں اسکی رحمت ولطف کے مزے لیتا ہے اور انہیں سے پھل پھول کھیتی باڑی تیار ہوتی ہے یہی ہیں جو تعفنات کو دور کرتی ہیں۔ یہ دونوں باتیں برسیلی خشکی کے متعلق ہیں (۳) ولتجری الفلک اسی سے دریا میں کشتیاں چلتی ہیں (۴) ولتبتغوا من فضلہ الخ کہ تم دریائی سفروں کی وجہ سے روزی تلاش کرتے ہو۔ یہ دونوں باتیں بحر سے متعلق ہیں لعلکم تشکرون کہ تم شکر کرو سب سے متعلق ہے اور من ایتہ کے ساتھ تعبیہ کرنے میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ ہواؤں کا چلانا جسپر مدار زندگانی ہے ایسی قدرت کاملہ کی نشانی ہے تمام جھوٹوں میں سے کون کر سکتا ہے؟ یہ دلیل توحید وخدا پر ہے

ولقد ارسلنا من قبلک رسلا الخ یہاں سے مسئلہ نبوت کو کس لطف کیساتھ ثابت کرتا ہے؟ کہ جس طرح نظام عالم جسمانی کے لیے ہوائیں چلاتی ہیں اسیطرح نظام عالم روحانی کیلئے اپنے فضل سے انبیاء بھیجتے چلے آئے ہیں (کچھ تجھی کو نیا نبی نہیں بنایا جسپر وہ بکتے ہیں) جو اپنی قوموں کے پاس آیات ومعجزات لیکر آئے تھے پھر جیسے ہم نے انتقام لیا اور ایماندار دنیکی مدد کی کہ یہ ہمارے ذمہ تھا ہم لکی مدد کرتے۔ پھر کہدیا کہ کوئی حق نہیں کہ کوئی بات لازم ہو کر اپنے فضل سے وہ لازم کر لیتا ہے اس جملہ میں نہایت اختصار کے ساتھ رسولوں کا بھیجنا اور انکی منوانے کیلئے کشتی سے عذاب آنا بیان کر کے اس لطف کا ثابت کرنا بیان فرما کر مخاطبین کو پھر اصل نبوت سمجھا کر سنبہ کر دیا مسئلہ ثابت ہو چکا توحید اور مسئلہ نبوت کو کس لطف کے ساتھ ثابت کیا؟ اسکے بعد مسئلہ معاد کو ثابت کرتا ہے۔

اللہ الذی یرسل الریح الخ یہاں سے اوپر دسری نعمت ظاہر فرماتا ہے کہ جسپر نظام عالم منحصر ہے وہ کیا بارش کا پہنچانا ہے پھر اس سے زمین کو شاداب کرنا ہے۔ پھر اس نعمت کے بیان میں کیا کیا اشارات لطیفہ ہیں (۱) اللہ الذی سے شروع کیا کہ یہ کام جکا ہو وہ اللہ ہے نہ کہ تمہارے خیالی معبود (۲) یرسل الریح کو مقدم ذکر کیا کہ مینہ سے پہلے ہم کیسی ہوائیں چلاتے ہیں پھر وہ ہوائیں بدلیاں اٹھاتی ہیں پھر اسکو آسمان پر بساط کر کے اسکے طرح طرح کیسے پھیلاتی ہیں کیف یشاء مگر جس طرح اللہ چاہتا ہے کہیں کم کہیں زیادہ کبھی ہر جگہ سادی کبھی سیاہ رنگ کے بادل کبھی اور رنگ کے پھر سب کو گٹھلا کر دیتا ہے پھر اسمیں سے مینہ برساتا ہے جسکو چاہتا ہے اس سے بہرہ مند کرتا ہے جسکو چاہتا ہے محروم رکھتا ہے پھر اس بندے کیسے خوش ہو جاتے تھے حالانکہ اس سے پہلے کہ جہاں میں گرد وغبار اور گرمی پیشی تھی کیسے نا امید تھے؟ (۳) یرسل کو بلفظ مضارع بیان فرمایا کہ ایکبار نہیں ہمیشہ ہم یوں ہی کیا کرتے ہیں (۴) پھر اس نعمت سے مسئلہ معاد کو کس لطف سادہ ثابت کیا کہ جسطرح ہم زمین کو زندہ کر دیتے ہیں جسکا ہر سال تم معائنہ کرتے ہو اسی طرح لحی الموتی ہم مردوں کو زندہ کرینگے ہم ہر بات پر قادر ہیں۔ اسکے بعد انسان کی ناشکری کرنیکی عادت بیان فرماتا ہے فقال ولئن ارسلنا الخ کہ اگر ہم ایسی ہوا چلا دیتے ہیں کہ جس سے کھیتی خشک ہوتی دیکھتے ہیں پھر کیسے ناشکر ہو جاتے ہیں اور کیا کیا منہ سے بکنے لگتے ہیں۔

فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ۝ وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِ الْعُمْيِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ۭ اِنْ تُسْمِعُ

پھر نہ مردوں کو نہیں سناتا اور نہ تو بہروں کو آواز سناتا ہے جب کہ وہ پیٹھ پھیر کر بھاگیں۔ اور نہ تو اندھوں کو گمراہی سے ہدایت کر سکتا ہے۔ تو صرف انہیں کو سناتا ہے

اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝

جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں سو وہ اسلام لاتے ہیں۔

ترکیب

لاتسمع خبر ان اذا متعلق بمتسمع مدبرین حال من فاعل ولوا انت اسم ما بعدی العمی خبرہ والبار زائدۃ۔

تفسیر

یہاں تک توحید و نبوت و معاد کے مسائل کو براہین قاطعہ و حجج ساطعہ سے ایسا ثابت کیا تھا کہ جو کوئی ذرا بھی عقل سلیم رکھے تو خود سمجھ لے اور جو اس سے بھی بلید الذہن ہو تو انکی کیفیت کسی سے سنکر ان لے۔ مگر کفار کہ اپنی بدقسمتی اور ازلی محرومی سے اس تنبیہ میں بھی نہ تھے اسپر بھی انکا وہی اصرار وہی انکار چلا جاتا تھا تو اب انکی نسبت بھی صادق آگیا تھا کہ وہ حیات انسانی سے بہرہ ور نہیں گویا مردے ہیں اور نہ انکے حواس سلیمہ بجا ہیں اندھے بھی ہیں۔ ان آیات میں خدا تعالیٰ آنحضرت صلعم کو تسلی دیتا ہے کہ اے میں تیرا کیا قصور ہے؟ یہ مردے ہیں تو مردوں کو سنانے نہیں آیا۔ اور بھرے ہیں ایسے بھروں کو جو پیٹھ پھیر کر بھاگ اٹھیں تو نہیں سنا سکتا کاش بھرے ہوتے اور سامنے آتے ہاتھوں کے اشاروں سے ہی سمجھ جاتے مگر جبکہ انہوں نے یہ قصد مصمم کر لیا کہ ہم ہرگز نہیں ایمانگے تو گویا پیٹھ پھیر کر بھاگ اٹھے۔ اور یہ ازلی اندھے ہیں تو انکو کیونکر ہدایت کر سکتا ہے؟ تو صرف ان لوگوں کے سنانے کو آیا ہے کہ جنمیں ایمان لانیکا مادہ اور صلاحیت ہے جسکو الامن یؤمن بایاتنا کے سیاق سے اسلیے تعبیر کیا کہ انکی قابلیت و استعداد و فعلیت کے مرتبہ کے پاس آگئی ہے پس وہی لوگ ہیں فہم مسلمون۔ فانک لاتسمع الموتی سے لیکر فہم مسلمون تک یہ مطلب ہوا۔

فانک میں حروف آئی وہ اسلیے کہ وہ مردے ہیں حیات انسانی نہیں پس قوم مردوں کو نہیں سنا۔ الموتی سے مراد وہی کفار ہیں جنکو مردوں سے تشبیہ دیگئی اور الصم سے مراد بھی وہی لوگ ہیں جنکو بہروں سے تشبیہ دیگئی۔ اور العمی سے بھی وہی مراد ہیں جنکو اندھوں سے تشبیہ دیگئی بہیت ہم عمی۔ کے الفاظ کا اطلاق حقیقت عرفی کے مطابق اسی متعارف مردے بہرے اندھے پر ہوتا ہے جو ظاہری جان کھنے نہ ظاہری کان ظاہری آنکھ مگر کنایہ کے طور پر یہ۔ یا مجازاً بعلاقہ تشبیہ ایسے لوگوں پر بھی اطلاق ہوتا ہے۔

اذا ولوا مدبرین کے قید کا فائدہ بھی معلوم ہو گیا کہ بھرا جب بھاگ اٹھے تو پھر کسی طرح سمجھ بھی نہیں سکتا سننا تو درکنار۔ اور الامن یؤمن کے سنے بھی معلوم ہو گئے کہ جنمیں ایمان کی قابلیت ہے پس اب یہ اعتراض بھی اٹھ گیا کہ جو اللہ کی آیتوں پر خود ایمان لاتے ہیں انکو سنانے کی کیا ضرورت ہے؟ تحصیل حاصل ہے۔

ان آیات سے بعض علماء نے استدلال کیا ہے کہ مردہ نہیں سنتا اور اسکی سند میں کچھ احادیث و اقوال بھی پیش کرتے ہیں آج کل یہ مسئلہ سماع موتی بھی خیال فال کا بڑا میدان رہا ہے اگرچہ اسکی بحث تفصیل کا یہ موقع نہیں ہے مگر مختصر کچھ بیان کر تا ہوں۔ ان آیات میں تو عدم سماع موتی کا اشارہ تک بھی نہیں اسلیے انسے استدلال کرنا بفائدہ بات ہے۔ رہے احادیث و اقوال انسے بھی صاف نہیں معلوم ہوتا کہ میت نہیں سن سکتا۔ بلکہ بہت سی صحیح احادیث اس بات پر دلالت کر رہی ہیں کہ مردے زندوں کی آواز سنتے ہیں اور انجملہ وہ احادیث جو زیارت قبور کی بابت اور وہاں جنمیں مردوں سے خطاب کے کلام کیا ہے جیسا کہ ترمذی نے ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلعم مدینہ کے قبرستان پر سے گذرے تو یہ فرمایا السلام علیکم یا اہل القبور اور مسلم نے عائشہ سے یہ روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بقیع میں جاکر یہ کہا السلام علیکم دار قوم مؤمنین الخ اور ایسا ہی تعلیم بھی فرمایا۔ اور انجملہ احادیث عذاب قبر ہیں جیسا کہ بخاری و مسلم نے ابن عمر سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب میت کو قبر میں رکھکر اسکے لوگ لوٹ جاتے ہیں تو انہ یسمع قرع نعالہم وہ انکی جوتیوں کی آواز سنتا ہے اور انجملہ وہ جو بدر کے روز آنحضرت صلعم نے کفار قریش کے مقتولوں سے خطاب کر کے فرمایا تھا کہ تمنے آج دیکھ لیا اللہ کا وعدہ سچا ہے جسپر حضرت عمرؓ نے عرض کیا حضرت یہ کیا سنتے ہیں؟ فرمایا تمسے بھی زیادہ سنتے ہیں لیکن جواب نہیں دیتے۔ اسکو بھی بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے چکے اب ہی بحث معقلی عقل سلیم یہی کہتی ہے کہ مرکر جسم سے روح کا تعلق بدن سے منقطع ہو جاتا ہے وہ جو حواس کے ذریعہ سے کام لیتا تھا جسکے نہ ہونے کی وجہ سے انکا نہ لینا ہمکو حضرات انبیاء علیہم السلام اور دیگر کرام ان کے ادراک کا تو کیا ٹھکانہ ہے؟ رہی یہ بات کہ انکو بقائی الحاجات مستقل بنا کر بھیج جاوے جیسا کہ جہاں کا دستور ہے وہ انکی حیات پر کیا موقوف ہے حیات میں بھی منع ہے جہاں انکے مقابر مقدسہ سے فیوض و برکات بٹ رہی ہیں۔

ع

ف

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضَعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ ضَعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ ضَعْفًا وَّشَیْبَةً ؕ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ ۚ

اللہ ہی نے تم کو کمزوری سے بنایا پھر کمزوری کے بعد قوت عطا کی پھر قوت کے بعد ضعف اور بڑھاپا کیا۔ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے

وَهُوَ الْعَلِیْمُ الْقَدِیْرُ ۝ وَیَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ یُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ۙ مَا لَبِثُوْا غَیْرَ سَاعَةٍ ؕ كَذٰلِكَ كَانُوْا یُؤْفَكُوْنَ ۝

اور وہی علم و قدرت والا ہے۔ اور جس دن قیامت قائم ہوگی گنہگار قسمیں کھائینگے کہ ایک گھڑی سے زیادہ دنیا میں نہیں رہے۔ ایسا ہی دنیا میں بھی بہکے ہوئے تھے۔

وَقَالَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَالْاِیْمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ اِلٰى یَوْمِ الْبَعْثِ ۚ فَهٰذَا یَوْمُ الْبَعْثِ وَلٰكِنَّكُمْ كُنْتُمْ لَا

اور علم و ایمان والے کہیں گے تحقیق اللہ کے دفتر میں تم قیامت تک ٹھہرے سو یہ قیامت کا دن ہے لیکن تم نہیں

تَعْلَمُوْنَ ۝ فَیَوْمَىٕذٍ لَّا یَنْفَعُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مَعْذِرَتُهُمْ وَلَا هُمْ یُسْتَعْتَبُوْنَ ۝

جانتے تھے۔ پس آج کے دن ظالموں کا عذر کرنا کچھ فائدہ نہ دے گا اور نہ انکی شنوائی ہوگی۔

ترکیب

الضعف بالفتح والضم لغتان۔ من ضعف من للابتداء لے ابتداء کم ضعفا۔ واساس الانسان الضعف کما قال خلق الانسان من عجل ای من عجلۃ ویکون ان یقال خلقکم من اصل ضعیف ھو النطفۃ علی ان یاول المصدر باسم الفاعل او علی تقدیر المضاف۔ ویوم تقوم الساعۃ والعامل فیہ یقسم ای یحلف المجرمون فی الدنیا او فی القبور۔ فی کتاب اللہ ای فی علم او اللوح المحفوظ۔ فھو مبتدا ای یوم کان کذا لا ینفع المعذرۃ۔ الذین مفعول للا ینفع معذرتھم مصدر مضاف الی الفاعل والمجموع فاعلہ ولا ھم یستعتبون لے لا یعرضون علیھم ما یزیل عنھم عتبھم ای غضبھم۔

تفسیر

اللہ الذی الخ یہاں سے پھر دلائل توحید شروع ہوتے ہیں۔ پہلے دلائل الآفاق تھے یہ دلائل الانفس ہیں کہ جو انسان کی ذات اور اسکے حالات سے متعلق ہیں فرماتا ہے اللہ وہ ہے کہ جس نے تمکو کمزوری کی حالت میں پیدا کیا یعنی تمہاری ابتداء نہایت کمزوری کی ساتھ تھی تمہاری بنیاد ہی کمزوری تھی جیسا کہ فرمایا وخلق الانسان ضعیفا یا یوں کہو تمکو ایک کمزور چیز سے بنایا وہ کیا؟ منی جو ایک قطرۂ آب ہے۔ ثم جعل من بعد ضعف قوۃ پھر کمزوری کے بعد تمکو توانائی عطا کی بالغ ہونیکے بعد۔ تمہارے ابدان سے روح متعین ہونیکے بعد ثم جعل من بعد قوۃ ضعفا وشیبۃ یہ تیسری حالت ہے کہ قوت کے بعد پھر تمکو کمزور اور بوڑھا کر دیتا ہے یخلق ما یشاء وہو العلیم القدیر وہ جو چاہتا ہے بناتا ہے اپنے احوال مختلفہ ہی میں غور کرلو کہ تمہاری کیسی صورتیں مختلف بنائیں پھر تمکو قوت اور ضعف کے میدان میں کیسی الٰہی پلٹنیاں دیں؟ پھر اسکے علیم قدیر ہونے میں کیا شک ہے؟ ایسے علیم و قدیر کے نزدیک قیامت قائم کرکے مردوں کو زندہ کرنا اور اسکے حساب کتاب لینا کیا بعید ہے؟ اسلیے فرماتا ہے ویوم تقوم الساعۃ الخ ان جگہ قیامت کی بحث کے کیفیت بیان فرماتا ہے اور قرآن کی عادت ہے کہ بعد وعظ و ذکر فرمایا کرتا ہے۔ وہ کیفیت یہ ہے یقسم المجرمون الخ یعنی مجرم قسم کھائینگے کہ نہیں ٹھہرے دنیا میں ہم ایک ساعت سے زائد نہیں رہے تھے۔ قیامت کے شدائد کے مقابلہ میں دنیا کی زندگی اور سارا سال کی عیش کامرانی ایک گھڑی بھر کی معلوم ہوگی۔ ان آج غلط بندازی ہو جاویگی کہ فلاں کافر یونہی دنیا میں بھی ایسے ہی خیال غلط اور اوہام باطلہ میں پڑے ہوئے تھے۔ اسکے ساتھ اوروں کو شریک کرتے تھے دنیا کی چند روزہ کامرانی کو عیش جاودانی سمجھے ہوئے تھے آخرت سے غافل ہو کر اسکے فکر میں لگے ہوئے تھے پس جس طرح دنیا میں انکی غلط پندار کی کو اہل علم انبیاء علیہم السلام یا انکے نائب ظاہر کرکے راہ حق بتلانے کی کوشش کرتے تھے یہ اس سچ کو جھوٹ جانتے تھے اسی طرح دار آخرت میں اہل بات بتلائینگے وقال الذین اوتوا العلم والایمان الخ کم و فزد الٰہی میں لکھنے کے موافق قیامت تک ٹھیرے تھے پس قیامت موجود ہے جسے تم بھولے ہوئے تھے ولکنکم کنتم لا تعلمون۔ بعض مفسرین کہتے ہیں کہ البعث غیر ساعۃ میں مینکے بعد عالم برزخ میں ٹھیرنے کی بابت کفار کہیں گے جیسا کہ آیا ہے من بعثنا من مرقدنا کہ کسنے ہمکو ہمارے خواب سے بیدار کر دیا۔ اس تقدیر پر اہل علم و ایمان کا جواب یہ ہوگا کہ یہ تم یوم البعث تک ٹھیرے ہو۔ اول قول یعنی قیام دنیا مراد لینے کی صورت پر بھی یہ جواب ٹھیک ہو سکتا ہے کیونکہ جماعت کفار کے مقابلہ میں ہوگا اور گو ہر ہر شخص نہیں جماعت کفار تو دنیا میں یوم البعث تک ٹھیری تھی۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ عالم برزخ کا قیام بھی دنیا کے قیام کا اثر ہے۔ واللہ اعلم۔

فیومئذ لا ینفع الخ فرماتا ہے اس روز ظالموں کا کوئی عذر نہ قبول ہوگا ولا ھم یستعتبون لا یطلب منھم العتبی الی الرجوع الی الدنیا حالانکہ یعنی کسی نیک کام کے لیے دوبارہ دنیا کی طرف رجوع کرنیکی مہلت نہ ملیگی

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِي هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۭ وَلَىِٕنْ جِئْتَهُمْ بِاٰيَةٍ لَّيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُبْطِلُوْنَ ۝
اور البتہ اس قرآن میں ہم نے لوگوں کے لیے ہر ایک قسم کی مثال بیان کردی۔ اور اگر تو انکے پاس کوئی نشانی لاویگا تو کافر کہیں گے تم تو جھوٹے ہی ہو۔
كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰي قُلُوْبِ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِيْنَ لَا يُوْقِنُوْنَ ۝
ناواقفوں کے دلوں پر اللہ اسی طرح سے مہر کردیا کرتا ہے۔ پس صبر کر بیشک اللہ کا وعدہ حق ہے اور یقین نہ کرنے والے تجھے خفیف نہ کریں۔

ترکیب

من کل مثل فی محل النصب لکونہ مفعولا لضربنا ای بینا وللناس متعلق بضربنا ای ان القرآن مشحون بقصص واخبار کلہا کالمثل السائر فی غرابتہا وحسن موقعہا فصار القرآن فی کل اجاء بہ کالامثال السائرۃ حتی لا یجہا الطبائع الصافیۃ۔ کذالک ای مثل ذالک الطبع۔

تفسیر

مسئلہ معاد کے بعد مسئلہ رسالت پر کس لطف کے ساتھ کلام تمام کرتا ہے فقال ولقد ضربنا للناس فی ہذا القرآن من کل مثل۔ مسئلہ رسالت کی بابت دو باتیں ہیں اول سب سے بڑھکر اس کتاب کی خوبی پر نظر کی جاتی ہے کہ جسکو رسول اللہ کا دستور العمل بتلاکر عالم کو اسپر چلنے کا حکم دیتا ہے اور جسکو اسمیں کیسی ہوئی کتاب کہتا ہے۔ کیونکہ اس کتاب میں اگر یہ خوبی نہو تو وہ بندوں کی حاجات کو کافی نہو اور انسانی جذبات یا اسکے طبعی جزر و مد میں پوری رہبر نہو پس وہ کتاب اللہ نہیں۔ ہر شخص کا کلام خود کہدیتا ہے کہ میں کسکا کلام ہوں۔ ؟ بادشاہوں کی بات چیت میں سے وہی شاہی رعب ٹپکتا ہے حکیم کا کلام حکمت سے پُر ہوتا ہے شہوت پرست کے کلام میں شہوانی خیالات ہوتے ہیں اسی طرح اللہ کا کلام اسکے حوصلہ کے موافق ہوتا ہے (دیکھو آج کل جو کتابیں اہل کتاب کے ہاتھ میں ہیں یا اور لوگ جنکو کتاب الٰہی کہتے ہیں انکے مطالب پر غور کرو صاف معلوم ہو جاویگا یہ کلام اللہ کے لائق نہیں بلکہ کسی موسوع یا خیالات باطلہ کے پابند کا کلام معلوم ہوتا ہے) اس پہلی بات کے لیے یہ جملہ ولقد ضربنا ارشاد فرمایا۔ کہ قرآن میں لوگوں کے لیے ہر حاجت کا پورا کرنے والا کلام ہے اور کلام بھی فلسفیانہ اپیچ و پیچ میں نہیں بلکہ ایسا کہ جیسے مثالیں ہوتی ہیں کہ جنکو طبائع بشریہ بہت جلد قبول کرتی ہیں۔

دوسری بات جو نبوت اور رسالت کے متعلق ہے معجزات ہیں جنکا بات کہتے ہوئے انکی بابت فرمانا ہے ولئن جئتہم بایۃ الخ کہ ان کفار کی کاہلی اور ہٹ دھرمی اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ اگر تو انکے پاس کسی بڑے سے بڑا معجزہ بھی لاوے جس قسم کی کوئی نشانی دکھاوے تو وہ ہرگز نہ مانیں گے بلکہ تجھکو جھوٹا بتلاوینگے۔ انسان کی جب یہ حالت ہو جاتی ہے کہ جسکو دلوں پر جو خدا کے مہر کرنے کے ساتھ تعبیر کیا جاتا ہے تو اسکی نسبت صاف یہی کہا جاتا ہے کذالک یطبع اللہ علی قلوب الذین لا یعلمون کہ ان نادانوں سرکش جاہلوں کے دلوں پر خدا نے مہر کردی اور وہ ایسا ہی کردیا کرتا ہے یعنی تقدیر ازلی نے انکو اس قابل ہی نہیں رکھا کہ وہ نبی کی بات مانیں۔ ایسی حالت میں خدا تعالیٰ کا دستور یوں جاری ہے کہ انکے لیے گو وہ ہزار درخواست کریں معجزہ نہیں دکھایا جاتا۔ کیونکہ اگر معجزہ دکھایا جاوے اور نہ مانیں تو ابھی عتاب آہی میں گرفتار ہوں۔ خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایسے موقع پر معجزات دکھانے سے انکار کیا ہے دیکھو انجیل متی کے سولھویں باب کے شروع میں یہ ہے "فریسیوں اور صدوقیوں نے آکے آزمائش کے لیے اس سے چاہا کہ ایک آسمانی نشان ہمیں دکھا اسنے جواب میں انسے کہا الخ اس زمانے کے بداطوار مکار لوگ نشان ڈھونڈھتے ہیں پر یونس نبی کے نشان کے سوا کوئی نشان دکھایا نہ جائیگا" اور اسی طرح تیسویں مرقس کے آٹھویں باب کے گیارھویں رکوع میں ہے "تب فریسی نکلے اور اس سے حجت کرکے اسکے امتحان کے لیے آسمان سے کوئی نشان چاہا اسنے اپنے دل سے آہ کھینچ کے کہا اس زمانہ کے لوگ کیوں نشان چاہتے ہیں میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اس زمانہ کے لوگوں کو کوئی نشان دیا نہ جائیگا" اور اسی طرح اعراف فصوں کے اول باب ۲۲۔ رکوع میں ہے۔ قرآن مجید میں جہاں کہیں معجزہ دکھانے سے انکار پایا ہے وہ اسی قسم کا ہے۔ بادی الرائے کہ بندہ کرکے اعتراض جمادیا کرتے ہیں۔ فاصبر ان وعد اللہ حق جب مخالف کی یہ حالت ہو جاتی ہے تو پھر اس سے سیکڑوں مخالفت اور بدکلامی کی برداشت کرنے کے لیے تیار رہنا چاہیے اسلیے آنحضرت اور ایماندار وں کو صبر کا حکم ہوا اور تسلی دیگئی کہ اللہ کا وعدہ برحق ہے انپر ضرور عذاب آویگا اور ایماندار دنیا و آخرت میں کامیاب ہونگے ولا یستخفنک اور لے نبی انکے تمسخر سے دل میں خفیف نہو یا یہ معنی کہ انکے مقابلہ میں اگر آپ کوئی خفیف بات نہ کریں جو شان نبوت کے برخلاف ہو۔ واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب۔

سُوْرَہ لقمان مکیۃ ھی اٰیاتھا ثلٰثون او اربع او خمس وھی اربع رکوعھا

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الٓمّٓ ۝ تِلْکَ اٰیٰتُ الْکِتٰبِ الْحَکِیْمِ ۝ ھُدًی وَّرَحْمَۃً لِّلْمُحْسِنِیْنَ ۝ الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ

یہ آیتیں ہیں حکمت والی کتاب کی۔ جو ہدایت و رحمت ہو نیکوکاروں کے لیے۔ وہ جو نماز ادا کرتے اور زکوٰۃ دیتے اور وہ

بِالْاٰخِرَۃِ ھُمْ یُوْقِنُوْنَ ۝ اُولٰٓئِکَ عَلٰی ھُدًی مِّنْ رَّبِّھِمْ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْتَرِیْ

آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ یہی لوگ اپنے رب کی ہدایت پر ہیں اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ اور کچھ لوگ ایسے بھی آدمی ہیں جو کھیل کی بات

لَھْوَ الْحَدِیْثِ لِیُضِلَّ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بِغَیْرِ عِلْمٍ ۖ وَّیَتَّخِذَھَا ھُزُوًا ۭ اُولٰٓئِکَ لَھُمْ عَذَابٌ مُّھِیْنٌ ۝ وَاِذَا تُتْلٰی

خرید تے ہیں لوگوں کو نادانی سے اللہ کے رستہ سے بہکانے کے لیے۔ اور اللہ کی آیتوں سے ٹھٹھا کرتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں کہ جنکو رسوائی کا عذاب ہے۔ اور جب اسکو ہماری

عَلَیْہِ اٰیٰتُنَا وَلّٰی مُسْتَکْبِرًا کَاَنْ لَّمْ یَسْمَعْھَا کَاَنَّ فِیْٓ اُذُنَیْہِ وَقْرًا ۚ فَبَشِّرْہُ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ۝

آیتیں سنائی جاتی ہیں تم اکڑ کر منہ پھیر لیتا ہے گویا کہ انکو سنا ہی نہیں گویا اسکے کان بھرے ہیں۔ پس اسکو عذاب الیم کا مژدہ سنا۔

ترکیب

ھدی ورحمۃ حالان عن الآیات والعامل فیھما معنی الاشارۃ وفی ھذہ تعریض بہم للتوکید ولما فصل بینہ وبین خبرہ۔ الذین مبتدأ اولئک الخ جملۃ خبرہ ویجوز ان یکون بدلا او نصبا علی المدح او الرفع علی خبر ھو المشترین اللھو یعود الی المبتدأ الموصول قیل الی الحدیث لانہ یراد بہ الاحادیث وقیل الی الآیات۔ کان لم یسمعھا موضعہ حال والعامل وفی کان بدل منہا۔

تفسیر

چونکہ اخیر سورۂ روم میں وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِیْ ھٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ کُلِّ مَثَلٍ فرمایا تھا جسمیں اعجاز قرآن کی طرف اشارہ تھا اور اسکے بعد قوم کی سرکشی بیان ہوئی تھی ان دونوں باتوں کی تاکید اس سورہ کے اوائل میں فرماتا ہے۔ اور سورہ کو انہیں حروف مقطعات الٓمّٓ کے ساتھ شروع کیا۔ اس سر کے لیے کہ جسکا ہم سورۂ عنکبوت کے ابتدا میں ذکر کرآئے ہیں اس جگہ الٓمّٓ سے اشارہ اللہ کی طرف اور لٓ سے جبرئیل کی طرف اور م سے محمد کی طرف ہے جسکے یہ معنی کہ یہ کتاب اللہ نے جبرئیل کے واسطہ سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائی۔ پھر اسکی تصریح تِلْکَ اٰیٰتُ الْکِتٰبِ الْحَکِیْمِ میں کر دی کہ یہ آیات کتاب پُر حکمت کی ہیں۔

پہلی بات کی تاکید المظنون تک ہے۔ ان جملوں میں بظاہر تو کتاب یعنی قرآن مجید کی مدح ہے کہ یہ کتاب پُر حکمت ہے جو کچھ اسمیں ہے وہ بندوں کے لیے عین حکمت ہے نیکوکاروں کے لیے ہدایت ہے انکو مقاصد دینی و دنیاوی میں راہ راست دکھاتی ہے اور نیز رحمت بھی ہے کہ بہ نسبت اُمم سابقہ کے اس اُمت کے لیے اسمیں نہایت سہل احکام ہیں اور نیز یہ بھی ہے کہ اُسکے ماننے والے تلاوت کرنیوالے پر خدا کی رحمت ہوتی ہے اور نیز قرآن پر عمل کرنیوالے کے دل میں رحمت یعنی نرم دلی پیدا ہوتی ہے۔ یہ کتاب بحملی کا برتاؤ سکھاتی ہے اگر میں اُن آیات اور احادیث کو اس بارہ میں نمونہ کے طور پر بھی لکھوں تو ایک جداگانہ کتاب تیار ہو جاوے۔

الذین یقیمون الصلوٰۃ سے محسنین کا بیان ہوتا ہے کہ محسنین یعنی نیک بخت لوگ کون ہیں؟ وہ ہیں جو نماز ادا کرتے ہیں زکوٰۃ دیتے ہیں۔ اسمیں حکمت علمیہ کے دونوں جزء بدنی اور مالی عبادت آگئی وھم بالآخرۃ ھم یوقنون اور وہ آخرت پر یقین بھی رکھتے ہیں۔ یہ حکمت نظریہ کے جمیع اجزاء کو شامل ہے کیسلیے کہ جو دار آخرت پر ایمان رکھتا ہے ضرور اللہ تعالیٰ پر بجمیع صفاتہ بھی ایمان رکھتا ہے جو دار آخرت میں جزا و سزا کا دینے والا ہے اور اسی طرح ملائکہ اور انبیاء اور کتب منزلہ پر بھی ایمان رکھتا ہے جو دار آخرت کے لیے سعادت کے ہادی اور شقاوت سے مانع ہیں۔ اب ایمان اور عمل صالح دونوں کا ہونا نیکبختی میں ضروری ہے۔ اور ایمان میں دار آخرت کا ذکر اسلیے ہوا کہ یہی مسلما ہم تھا مخالف زیادہ تر اسکے منکر تھے اور اعمال صالحہ کے بعد اسکا ذکر اسلیے آیا تا کہ معلوم رہے کہ اعمال صالحہ نماز و خیرات آخرت کا توشہ ہے سورۂ بقرہ میں ہدی للمتقین آیا تھا اور یہاں ہدی و رحمۃ للمحسنین آیا ایک تو ہدایت کے بعد رحمت کا لفظ زیادہ ہوا اسلیے محسنین کا لفظ بھی آیا کس لیے کہ احسان کا مرتبہ تقویٰ سے بالا ہے کیونکہ حدیث جبرئیل میں کہ جسکو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے اسلام و ایمان کے بعد احسان کا سوال ہوا ہے جسکے معنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بیان فرمائے

تعبد اللہ الخ کہ اللہ کی یہ سمجھکر عبادت کرتا کہ گویا فی الحال اسکو دیکھ رہا ہے اگر یہ نہ ہو تو یہ سمجھے کہ وہ مجھے دیکھ رہا ہے پس جس طرح کتاب کے حق میں ازدیاد کیا گیا تو اسی طرح کتاب سے نفع اٹھانے والے کے حق میں اور زیادہ مدح کا لفظ آیا ولطفہ مالا یخفی علی ارباب البصیرۃ - پھر انکے لیے دو باتیں انعام میں علاکرتا ہے - اوّل اولئک علی ہدی من ربہم کہ یہ لوگ خدا تعالیٰ کی ہدایت پر قائم ہیں نہ وہ کہ جو دیگر اعمال بد کرکے انکو سعادت کا ذریعہ سمجھتے ہیں - گویا انکے ہدایت پر ہونیکی اللہ نے شہادت ادا کردی پورا اطمینان دلادیا - دوسری واولئک ہم المفلحون کہ یہی فلاح پانیوالے ہیں - دنیا میں بھی آخرت میں بھی نہ انکے برخلاف لوگ - نجات کا بھی پورا اطمینان کردیا - اور معنی نیک بندوں کی - اسکے بعد اس طریقہ فلاح کے برخلاف لوگوں کا ذکر فرماتا ہے وہ لوگ کہ جنکا ذکر ولئن جئتہم بایۃ الخ میں آیا کہ جو آیات الٰہی کے منکر ہیں - پس فرماتا ہے ومن الناس الخ کہ ایسے بھی لوگ ہیں جو بیہودہ باتیں لوگوں کو اللہ کے رستہ سے بہکانے کے لیے خریدا کرتے ہیں - لہو الحدیث الاضافۃ بمعنی من ای الحدیث الذی ہو لہو ومنکر (نیشاپوری) اُلْہِی عالعینی کالاحادیث التی لااصل لہا والاساطیر التی لااعتبار فیہا والمضاحیک والفضول الکلام (بیضاوی) کہ لہو الحدیث لایعنی اور بیفائدہ کلام جیسا کہ وہ باتیں جنکی کچھ اصل نہو اور وہ قصے کہ جنمیں کچھ عبرت نہو اور بیہودہ والی باتیں اور فضول کلام - ابن عباس اور ابن مسعود رض قسم کھاکر کہتے تھے کہ لہو الحدیث راگ ہے (مدارک) قرطبی کہتے ہیں لہو الحدیث کی تفسیر میں جو عمدہ بات کہی گئی ہے یہ ہے کہ اس سے مراد راگ ہے اور یہی صحابہ اور تابعین کا قول ہے اور بخاری نے الادب المفرد میں عبداللہ بن مسعود سے روایت کی ہے کہ اس سے مراد غنا یعنی راگ ہے اسکو وثوق سے قسم کھا کھا کر کہتے تھے - طبری کہتے ہیں کہ علماء امصار راگ کے ممنوع اور مکروہ ہونے پر متفق ہیں مگر ابراہیم بن سعد وعبداللہ عنبری جماعت کے مخالف ہیں - انہیں کوئی شے نہیں کہ لہو الحدیث میں نئے فائدہ باتیں اور لغو قصے کہانیاں اور ہنسی مسخرے پن کی باتیں داخل ہیں جنسے محفلیں گرم کیجاتی ہیں - انہیں وہ اشعار بھی داخل ہیں کہ جنمیں معشوقوں کے خدوخال اور اعضا دستورہ کی توصیف اور دیگر شہوت انگیز باتیں ہوتی ہیں اور بہت سے علماء کے نزدیک راگ بھی مطلقاً اسمیں داخل ہے اور ستار سرنگی وغیرہ تو بالاتفاق حرام ہیں فقہاء و محدثین کا اسپر اتفاق ہے باجوں میں طبل غازی اور عیدین اور شادیوں میں دف بجانا مستثنیٰ ہے - مگر نفس راگ میں قدرے کلام ہے وہ یہ کہ شہوت انگیز مضامین کا گانا حرام ہے رہے وہ اشعار کہ جن میں دنیا کی نفرت اور خدا تعالیٰ کی محبت ہے پس جس طرح ان اشعار کا تصنیف کرنا ممنوع نہیں اسی طرح کسی خاص وقت میں ان کا سننا بھی ممنوع نہیں خواہ وہ خوش آوازی کے ساتھ ہو یا بغیر اسکے اُن احادیث واقوال پر نظر کرکے جو اسکی اباحت کی طرف اشارہ کرتے ہیں - عوارف المعارف اور احیاء العلوم میں اسکا بخوبی فیصلہ کردیا ہے - اور اسکی بھی اباحت اہل مکہ کے لیے مخصوص کی ہے جنپر غلبۂ حال اور شوق ہے پھر اسکے لیے مکان وزمان اور اہل مجلس کے اہل ہونے کی قید لگائی ہے بعض صوفیۂ کرام جو راگ سنتے تھے انہیں احتیاطوں سے نہ اس طور سے کہ جیسا آج کل مروج ہے اسکے ممنوع ہونے میں کسی اہل علم کو کلام نہیں - تفسیر احمدی - وغیرہ -

ابن جریر نے ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت ایک قریشی کے بابت نازل ہوئی ہے جو ایک گانے والی چھوکری خرید کر لایا تھا - اور جو سرے ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ نضر بن حارث کے حق میں نازل ہوئی ہے جو گانے والی چھوکریاں خرید کر لایا تھا جسکو سنتا تھا وہ اسلام لانا چاہتا ہے اسکے پاس بیٹھتا تھا اور گانا سنواتا اور شراب پلاتا تھا اور کہتا تھا یہ بہتر ہے یا وہ باتیں کہ جنکی طرف تمکو محمد بلاتا ہے کہ نماز پڑھو روزہ رکھو جہاد کرو - بعض کہتے ہیں کہ وہ رستم واسفندیار کے قصے بھی لایا تھا جنکو لوگوں کو سناکر قرآن سے روکتا اور یہ کہتا تھا کہ محمد عاد وثمود کے قصے سناتا ہے میں رستم واسفندیار کے - مدارک -

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ جَنَّاتُ النَّعِيمِ ۝ خَالِدِينَ فِيهَا ۖ وَعْدَ اللَّهِ حَقًّا ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝

بیشک جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کیے انکے لیے نعمت کے باغ ہیں۔ جہاں ہمیشہ رہینگے۔ اللہ کا سچا وعدہ ہوچکا۔ اور وہ زبردست حکمت والا ہے

خَلَقَ السَّمَاوَاتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَأَلْقَىٰ فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَنْ تَمِيدَ بِكُمْ وَبَثَّ فِيهَا مِنْ كُلِّ دَابَّةٍ ۚ وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ

آسمانوں کو بے ستونوں کے بنایا جسکو تم دیکھتے ہو۔ اور زمین میں ثقل پیدا کیا کہ تم کو لیکر نہ جھکے اور اسمیں ہر ایک قسم کے جاندار پھیلائے۔ اور آسمان سے مینہ

ع ۱۱ مَاءً فَأَنْبَتْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيمٍ ۝ هَٰذَا خَلْقُ اللَّهِ فَأَرُونِي مَاذَا خَلَقَ الَّذِينَ مِنْ دُونِهِ ۚ بَلِ الظَّالِمُونَ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ۝

برسایا پھر زمین میں ہر قسم کی عمدہ چیزیں اُگائیں۔ یہ ہے اللہ کی پیدائش پھر مجھے دکھاؤ کہ اسکے سوا غیروں نے کیا پیدا کیا ہے۔ بلکہ ظالم صریح گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں۔

❖ تفسیر ❖

ویتخذہا ہزوا الضمیر یعود الی السبیل وقیل الی الحدیث لانہ یراد بہ الاحادیث وقیل الی الآیات (تبیان) کہ وہ آیات الٰہی کے ساتھ تمسخر کرتا ہے۔ اس کمبخت کے دو فعل بیان ہوئے اول یہ کہ وہ لہو الحدیث اللہ کے رستہ سے روکنے کے لیے خریدتا ہے کہ لوگ اس طرف متوجہ ہوں اسکو چھوڑ دیں۔ دوسرا یہ کہ وہ اللہ کے رستہ یا انکی آیات سے تمسخر کرتا ہے یا ان لہو الحدیث کو تمسخر کے لیے اختیار کرتا ہے۔ اس تمسخر کی سزا بیان فرماتا ہے۔ اولئک لھم عذاب مہین کہ انکو ذلت کا عذاب ہوگا عذاب مہین لہو الحدیث خریدکر گمراہ کرینگے ذلت تمسخر کے سبب۔ اور تمسخر کا نتیجہ ذلت ہے ٹھٹھہ باز آدمی کا رعب نہیں ہاکرتا نظروں میں ذلیل ہوجاتا ہے۔ واذا تتلی علیہ ایتنا الخ یہ اس بدکردار کی تیسری حرکت ناشائستہ ہے کہ جب اسکو آیات الٰہی پڑھکر سنائی جاتی ہیں تو منہ موڑ کر اس طرح سے چلدیتا ہے کہ گویا سنا ہی نہیں اور گویا اسکے کانوں میں ثقل ہے یعنی بہرا ہے اسکی سزا فبشرہ بعذاب الیم کہ اسکو دردناک یعنی بڑے دکھ دینے والے عذاب کا مژدہ سنا کر تجھکو عذاب الیم ہے۔ اگر یہ آیات مذکورہ میں ایک شخص کی طرف سے سخن ہے مگر اسکی کچھ خصوصیت نہیں جو کوئی ایسا ہو۔ اس زمانے میں بھی ایسے بہت لوگ ہیں جو اسلام اور کار خیر سے روکنے کی سیکڑوں تدبیریں کیا کرتے ہیں۔ کہیں اسلام پر جھوٹے اعتراضات کرتے ہیں کبھی اہل اسلام کے خانہ زوہ پر تمسخر کیا جاتا ہے کہیں ناچ ورنگ کی محفلیں کرکے صدہا بندگان خدا کو آلودہ کیا جاتا ہے کہیں علوم اسلام اور علماء کرام کی توہین کرکے علم دین سے روکا جاتا اور کفار کے لایعنی علوم کی طرف رغبت دلائی جاتی ہے ان الذین امنوا الخ قرآن کی عادت ہے کہ جب اہل شقاوت کا ذکر اور انکی سزا کا بیان ہوتا ہے تو اہل سعادت اور انکے انعام واکرام کا بھی ذکر آتا ہے اسلیے یہاں اہل سعادت کا ذکر کرتا ہے کہ جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کیے انکے لیے جنات النعیم ہیں جہاں وہ ہمیشہ رہا کرینگے مسخرے پڑے تمسخر کیا کریں لیکن وعد اللہ حقا اللہ کا وعدہ برحق ہے وہ العزیز زبردست ہے اسکو وعدہ پورا کرنے میں کوئی عجز لاحق نہیں ہوتا الحکیم محکم ہے الٰہی انکے تمسخر پر جو حلم ہے اور مومنوں کو جلدی بدلہ نہیں ملتا اسکی کوئی حکمت ہوتی ہے خلق السموٰت بغیر عمد یہاں العزیز الحکیم ہونے پر ایک دلیل لاتا ہے کہ اسنے آسمانوں کو بغیر ستون کے بنایا جنکو تم آنکھوں سے دیکھ رہے ہو۔ آسمانوں کو کروی الشکل بنانا یعنی گول ستونوں کے ملے ہوئے کرکے بنادینا ہے والقی فی الارض رواسی اور زمین میں ثقل یعنی بوجھ ڈالدیا کہ تکو لیکر ادھر اُدھر نہ ہلے۔ وبث فیہا من کل دابۃ آسمانوں اور زمین کو تیار کرکے زمین پر گوناگوں جاندار پھیلائے دو پاؤں پر چلنے والے چار پایوں چلنے والے جنکی صدہا اقسام ہیں پھر انکی روزی کا یہ بندوبست کیا وانزلنا من السماء الخ کہ آسمان سے پانی برسایا اور اس سے ہر قسم کی عمدہ جڑی بوٹیاں اناج اور گھاس کی اُگائیں۔ پھر ایسے شخص سے زیادہ کون عزیز ہے اور کون حکیم ہے ؟۔

اس قدر پر مسئلہ توحید کے بیان کرنیکا بھی عمدہ قرینہ نکل آیا اسلیے فرماتا ہے ہذا خلق اللہ یہ سب کچھ تو اللہ کا بنایا ہوا ہے فاروتی ماذا خلق الذین من دونہ اب تم مجھکو دکھاؤ کہ اسکے سوا کسی اور نے کیا بنایا ہے ؟ کسی نے کچھ نہیں بنایا۔ پھر جب کچھ بھی نہیں بنایا تو انکی خدائی کیسی اور انکی عبادت کیا ؟ بل الظالمون فی ضلال مبین کمبخت بدنصیب صریح گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں جو کسی اور کو اسکا شریک کرتے ہیں۔

رد شرک کے لیے کیا عمدہ برہان ہے جسکو حکیم سے لیکر جاہل تک برابر سمجھ سکتا ہے **نقل** ہے کہ ایک پادری برسرراہ بڑے زور شور سے کہہ رہے تھے کہ عیسےٰ مسیح خدا ہے اور خدا کا بیٹا ہے اتفاقاً وہاں ایک مسلمان گنوار بھی موجود تھا اسنے کہا پادری صاحب اگر عیسیٰ خدا کا سپوت یعنی لائق بیٹا ہے تو کوئی آسمان و زمین اسکا بنایا ہوا بھی دکھاؤ اور جسنے باپ کی طرح کوئی چیز نہیں بنائی تو کپوت یعنی لائق بیٹے کا ذکر کیا ہے ؟ پادری صاحب بغلیں جھانکنے لگے۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ ۭ وَمَنْ يَّشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝ وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ

اور ہم نے لقمان کو دانائی دی کہ اللہ کا شکر کیا کر۔ اور جو شکر کرتا ہے تو اپنے بھلے کو شکر کرتا ہے۔ اور جس نے ناشکری کی سو اللہ بے پروا خوبیوں والا ہے۔ اور یاد کر جبکہ لقمان نے اپنے بیٹے کو

وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ۝ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰي

نصیحت کرتے ہوئے یہ کہا کہ اے بیٹے اللہ کے ساتھ شریک نہ کیجیو۔ بیشک شرک کرنا بڑا ظلم ہے۔ اور جتنے انسان کو اپنے ماں باپ کی بابت نیکی کا حکم دیا۔ اسکی ماں نے دکھ پر دکھ اٹھا کے اسکو پیٹ میں

وَهْنٍ وَّفِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ ۭ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ ۝ وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ

رکھا اور دو برس میں اسکا دودھ چھڑایا۔ یہ کہ میرا اور اپنے ماں باپ کا شکر کر۔ سو میری طرف پھر کر آنا ہے۔ اور اگر وہ تجھے اس بات پر تاڑیں کہ تو میرے ساتھ اسکو شریک بنائے کہ جسکو تو جانتا بھی نہیں میرے

فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا ۡ وَّاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ۚ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ يٰبُنَيَّ اِنَّهَا

تو انکا کہنا نہ مان اور دنیا میں انکے ساتھ نیکی سے رہ اور اسکی راہ پر چل جو میری طرف رجوع ہوا۔ پھر میرے پاس تم کو پھر آنا ہے پھر میں تمکو بتاؤنگا تم کیا کیا کرتے تھے۔ اے فرزند

اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ۝ يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ

اگر کوئی چیز رائی کے دانے کے برابر ہے پھر وہ پتھر میں ہے یا آسمانوں یا زمین میں ہے تو اسکو اللہ حاضر کریگا۔ بیشک اللہ باریک بین خبردار ہے۔ اے فرزند نماز قائم کر

وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰي مَآ اَصَابَكَ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ

اور نیک بات کہہ اور بری بات سے روک اور جو کچھ تجھ پر آپڑے تو اسپر صبر کر۔ بیشک یہ ہمت کے کام ہیں۔ اور لوگوں سے اپنا گال نہ پھیر اور زمین میں

فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ۝ وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ۭ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ ۝

اکڑتا ہوا نہ چل۔ بیشک اللہ کو نہیں خوش آتا کوئی اترانے والا فخر کرنے والا۔ اور درمیانی چال چل۔ اور اپنی آواز پست کر۔ البتہ بدترین آوازوں میں گدھوں کی آواز ہے

ترکیب

ان اشکر الخ تفسیر لحکمۃ لان ایتاء الحکمۃ فی معنی القول۔ یا بنی بیاء التصغیر و یاء لام الکلمۃ و الیاء الثالثۃ یاء المتکلم و لکنہا حذفت لدلالۃ الکسرۃ علیہا فرارا من توالی امثالہا و یقرء بفتحہ و فیہ وجہان اجودہما انہ ابدل الکسرۃ فتحۃ فانقلبت یاء الاضافۃ الفا ثم حذفت الالف کما حذفت الیاء مع الکسرۃ لانہا امثلہا و الثانی ان الالف حذفت من اللفظ لالتقاء الساکنین۔ و ہنا المصدر حال من الام بتقدیر مضاف ای ذات وہن او ہو مفعول مطلق لفعل محذوف ای تہن وہنا۔ معروفا صفۃ لمصدر محذوف ای صحابا معروفا و قیل التقدیر بمعروف۔ انہا الضمیر للقصۃ۔

تفسیر

شروع میں فرمایا تھا کہ یہ آیات پُرحکمت کتاب کی ہیں اس جگہ بعض اہل حکمت کے اقوال نقل فرماتا ہے تاکہ ناظرین کو معلوم ہو کہ خدا تعالیٰ کی عبادت اور اسکی توحید کا اعتقاد ان حکیموں کا بھی خول ہے کہ جنکی حکمت کے تم بھی قائل ہو۔ جبکے اقوال دلائل عقلیہ پر مبنی ہوتے ہیں اور یہ بھی معلوم ہو جاویگا کہ قرآن مجید کس قدر حکیم ہے؟

لقمان حکیم کا ذکر کرتا ہے فقال ولقد اٰتینا لقمن الحکمۃ کہ ہمنے لقمان کو حکمت عطا کی تھی۔ حکمت کے معنی طبابت کے نہیں بلکہ (الحکمۃ فی عرف العلماء استکمال النفس الانسانیۃ باقتباس العلوم النظریۃ و اکتساب الملکۃ التامۃ علی الافعال الفاضلۃ علی قدر طاقتہا بیضاوی) حکمت حکماء کے ہاں بقدر طاقت علوم نظریہ حاصل کرکے اور عمدہ افعال عمل میں لانیکا ملکہ تامہ حاصل کرکے نفس انسانیہ کے کامل کرنے کا نام ہے۔ بعض کہتے ہیں ہی الاصابۃ فی القول و العمل مدارک۔ کہ بات اور عمل کرنے میں راہ صواب پر ہونا حکمت ہے۔"

لقمان۔ ایک شخص بڑا حکیم اور باخدا شخص تھا عرب میں بھی اسکی حکمت اور دانائی نزول قرآن کے عہد تک ضرب المثل تھی۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں لقمان نہ کوئی نبی تھا نہ فرشتہ تھا ایک سیاہ رنگ کا پستہ قد حبشی تھا لیکن اللہ نے اسکو علم و حکمت عطا کر دیا تھا۔ اسی روایت کے موافق اکثر علماء اس بات کے قائل ہوگئے ہیں کہ لقمان نبی نہ تھا بلکہ ایک شخص باخدا اہل علم و حکمت تھا۔ عکرمہ اور شعبی کہتے ہیں کہ وہ نبی تھا۔ نیشاپوری۔ مدارک۔ بیضاوی۔

ع ۱۵ ۱۵ لقمان کا حال

اب سکو یہ تحقیق کرنا ہے کہ کس ملک کا رہنے والا اور کس زمانہ میں تھا؟ افسوس ہے کہ اس بارہ میں ہکو آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث ملی نا چار کتب تاریخ سے پتا لگانا پڑا۔ مورخوں کے اس بارہ میں مختلف اقوال ہیں۔ کتب تفاسیر میں یہ ہے کہ باعور کا بیٹا ہے جو حضرت ایوبؑ کا بھانجا تھا بعض کہتے ہیں آذر کی اولاد میں سے تھا۔ انکی عمر ہزار برس کی تھی حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانہ تک زندہ تھے۔ عرب میں بھی رہے ہیں اور شام میں بھی اور یونان وغیرہ دوسرے ملکوں میں بھی گئے تھے اسلیے بعض مؤرخوں نے کہدیا کہ وہ ایک یونانی حکیم تھے حکیم انبذ قلس کے استاد تھے۔ حکماء یونان کی تاریخ میں ان کا ذکر پایا جاتا ہے۔

بعض کہتے ہیں یہ لقمان کہ جسکا قرآن مجید میں ذکر آیا ہے یمن کا بادشاہ تھا لقمان بن عاد شداد کے بعد تخت نشین ہوا تھا برخلاف شداد کے یہ بڑا نیک اور حکیم تھا اسکے بعد اسکا بھائی ذوسدو بادشاہ ہوا اسکے بعد ذوسدو کا بیٹا حارث الرایش تخت نشین ہوا یہی تبع اول ہے جو لقمان کا بھتیجا ہے اور تبع کے بعد اس کا بیٹا صعب تخت نشین ہوا یہی وہ ذوالقرنین ہے جس کا قرآن مجید میں ذکر ہے۔ ذوالقرنین لقمان کے بھتیجے کا بیٹا ہے۔ شداد کے بعد اس خاندان میں لقمان کی دینداری کے سبب تبع اور ذی القرنین بھی باخدا ہوئے ہیں۔ انہیں کے تذکرے عرب میں خرد و کلاں کے زباں زد تھے۔ واللہ اعلم۔

اس باخدا حکیم کی بہت سی دل پسند نصیحتیں ہیں منجملہ انکے یہ ہیں کہ جنکو خدا تعالیٰ اس جگہ بیان فرماتا ہے۔ اور لطف یہ ہے کہ اگر کتاب الٰہی میں کسی حکیم کی یوں ہی نصیحتیں نقل کر دیجاویں تو اسمیں کتاب الٰہی پر دھبہ لگتا ہے کہ گویا خدا حکیموں سے نصیحتیں سیکھ کر بیان فرماتا ہے اسلیے اس جگہ یہ اسلوب بدل دیا اور کلام اللہ بولنے کی اسمیں بھی شان دکھادی پس اول یہ فرمادیا۔ ولقدْ اٰتینا لقمٰن الحکمۃ کہ ہمنے لقمان کو حکمت سکھائی تھی تاکہ ناظرین کو یہ معلوم رہے کہ لقمان کی یہ نصیحتیں خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام کی ہوئی ہیں اسکے بعد اس حکمت کی تفصیل کرتا ہے ان اشکر للہ الخ کہ اللہ کی شکرگزاری کیا کر۔ دنیا میں ایسا کوئی بشر نہیں کہ جسکو خدا تعالیٰ کی ہزاروں نعمتیں نہ ملی ہوں۔ تندرستی۔ ہاتھ پاؤں۔ آنکھ ناک۔ قویٰ ظاہرہ و باطنہ اسکے بعد عقل و ادراک معاش پیدا کرنیکی تدابیر کا علم۔ پھر دولت اولاد زن و فرزند۔ کس کس کو کوئی بیان کرے؟ اور نعمت کے مقابلہ میں منعم کا شکر کرنا چاہیے شکر کیا ہے زبان سے اسکی ثناء وصفت بیان کرے دل میں احسان مانے ہاتھ پاؤں کو یا بجا لاعضاء کو اور مال کو اسکی خوشنودی کے کاموں میں لگانے پھر فرماتا ہے کہ خدا تعالیٰ کو کسی کے شکر کی کچھ حاجت نہیں کیونکہ ومن یشکر فانما یشکر لنفسہ جو کوئی شکر کرتا ہے تو اسمیں اسیکا فائدہ ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ جو کوئی کسی نعمت پر شکر کریگا ہم اور زیادہ دینگے۔ شکر کرنے سے بندے کی لائق مندی اور سعادت مندی کا اظہار ہوتا ہے ومن کفر فان اللہ غنی حمید اور جو کوئی ناشکری کرتا ہے تو خود اسکی نالائقی ثابت ہوتی ہے اللہ تو بے پروا ہی اسکا کوئی اسمیں حرج نہیں اور وہ اسکی ثناء وصفت کا محتاج نہیں کیونکہ حمید ہے وہ خود بخود لائق ثناء و صفت ہے بیشمار قدسی آسمانوں میں شب و روز اسکی حمد و ثنا کرتے ہیں سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم۔

اسکے بعد لقمان کی وہ نصیحتیں بیان کرتا ہے جو اسنے بوقت فہائش اپنے بیارے فرزند سے کی تھیں کما قال اذ قال لقمٰن لابنہ وہو یعظہ اور یہ اسلیے کہا تھا کہ ناظرین کو معلوم ہو کہ نصائح مذکورہ ذیل کچھ ایسے ویسے نہیں ہیں بلکہ وہ ہیں جو اسنے اپنے فرزند دلبند سے بیان کی تھیں۔ غیر کو جو کوئی نصیحت کرتا ہے اسمیں یہی گمان ہو سکتا ہے کہ شاید انہیں نفع نہ ہو بکا دیا ہو گا اپنے فرزند دلبند کو جو کوئی حکیم نصیحت کرتا ہے وہاں یہ گمان نہیں ہو سکتا خصوصاً جب کہ وہ بوقت نصیحت بیان کرے اسکا تو اور بھی زیادہ اعتبار کرنا چاہیے گویا یہ ایسے ورنفیس اور جواہر لعل بہا ہیں جو بغیر فرزند دلبند کے کسی اور کو انسان طبعاً نہیں دیتا (حکیم اور نبی میں یہ بھی فرق ہے کہ وہ تمام مخلوق الٰہی کو فرزند سے زیادہ عزیز سمجھتا ہے کوئی بات دریغ نہیں کرتا) پھر ان نصائح کا ذکر فرماتا ہے یا بنی لاتشرک باللہ ان الشرک لظلم عظیم کہ اے میرے پیارے فرزند اللہ کے ساتھ کسی اور شامل نہ کیجو کہ اسکو بھی خدائی میں یا اسکے کارہائے دیگر اوصاف میں اسکے ساتھ ملانے لگے کس لیے کہ شرک بڑا ظلم ہے۔ خدا تعالیٰ کی شکرگزاری کا ذکر تھا اور شرک کرنا بڑی ناشکری ہے اسلیے اسکے بعد اسکا ذکر آیا۔ اور نعمت کسینے دی منعم کسکی طرف کیجاے؟ اس سے بڑھکر اور کیا ظلم ہوگا؟۔

خدا تعالیٰ کی شکرگزاری

لہ لقمان کی بعد از اں صفحہ ۱۰ پر مکمل سوانح

حضرت لقمانؑ کے نصائح میں ماں باپ کی شکرگزاری کا ذکر نہ آیا تھا اسلیے اللہ تعالیٰ نے لقمان کی نصیحت کو کامل بنانے کے واسطے اسکے نصائح میں بطور جملہ معترضہ ماں باپ کی شکرگزاری کا کس تاکید شدید کے ساتھ حکم دیا فقال ووصینا الانسان بوالدیہ کہ ہمنے انسان کو حکم دیا ہے کہ اپنے ماں باپ سے نیکی کرے۔ باپ کے احسانات تو ہوش وحواس کے زمانہ میں ظاہر ہوتے ہیں کھلاتا پہناتا ہے اسکے احسانات اسکی عالم بیخبری میں اس سے بھی بڑھکر تھے اسلیے ان کو یاد دلاتا ہے فقال حملتہ امہ وہنا علی وہن ای تضعف ضعفا فوق ضعف فانہا لاتزال یتضاعف ضعفہا۔ بیضاوی۔ کہ اسکی ماں نے اسکو پیٹ میں رکھا ضعف پر ضعف اُٹھا کے کیلیے کہ جوں جوں حمل بڑھتا جاتا ہے ضعف زیادہ ہوتا جاتا ہے۔ اسکے بعد وفصالہ فی عامین اور دو برس تک اسکے پاس رہا جدا نہوا وہ پلاتی اور ساتھ سلاتی رہی۔ اسکے بعد جدا ہوا۔ اس زمانہ میں بھی جو کچھ ماں بیچاری پر تکلیفیں پہنچتی ہیں انکا بیان نہیں۔ سُتری کی راتوں میں جگ دیتا ہے ہلت پھرمیں کئی کئی بار پیشاب کرتا ہے اسکو سوکھے میں سلاتی ہے آپ گیلے میں سونا گوارا کرتی ہے۔ پھر اسکی ذرا سی تکلیف دیکھتی ہے تو بے چین ہوجاتی ہے۔ فصالہ فی عامین میں سب باتیں بھلا آگئیں۔ اس آیت سے امام شافعیؒ وابو یوسفؒ ومحمدؒ نے استدلال کرکے یہ فتویٰ دیا ہے کہ دودھ پینے کی مدت جسکو مدت رضاعت کہتے ہیں دو برس تک ہے۔ امام ابوحنیفہؒ کہتے ہیں یہ مدت اڑھائی برس تک ہے کیونکہ ایک آیت میں آگیا ہے حملہ وفصالہ ثلثون شہرا اور یہاں حمل دو برس بیان ہوئے ہیں تو کثیر الوقوع معاملات پر نظر کی گئی ہے کیلیے کہ اکثر بچوں کا دودھ اس عرصہ میں بڑھ جاتا ہے یہ کوئی حکم نہیں ہے نہ غایت مدت بیان ہوئی ہے۔ اسکی پوری بحث کتب فقہ میں موجود ہے۔

انکے احسانات جتلاکر فرماتا ہے ان اشکرلی ولوالدیک کہ میرا اور اپنے ماں باپ کا شکر کیا کر۔ اپنا شکر اسلیے بیان کیا کہ اسنے بھی زیادہ محسن ہوں اور نیز اس میں یہ بھی رمز ہے کہ خدا تعالیٰ کے بعد دنیا میں ماں باپ کا بڑا حق ہے الیّ المصیر میرے پاس پھر آنا ہے۔ یہ اسلیے فرمایا کہ نہایت سرگرمی اور تن دہی سے حقوق اللہ وحقوق والدین ادا کیا کرے یہ نہ سمجھے کہ اب خدا سے کیا کام پڑیگا؟۔ نہیں پھر مجھ سے کام پڑنا ہے میرے پاس آنا ہے۔

ابوہریرہؓ فرماتے ہیں ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ خدمت اور سلوک کا زیادہ کون مستحق ہے؟ آپ نے فرمایا تیری ماں اسنے عرض کیا پھر کون؟ فرمایا تیری ماں پھر عرض کیا پھر کون؟ فرمایا تیری ماں پھر عرض کیا پھر فرمایا تیرا باپ (متفق علیہ) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ماں باپ کی خوشنودی میں خدا کی خوشنودی ہے اور اُسکی ناراضگی میں خدا کی ناراضی ہے (رواہ الترمذی)

اس اطاعت کے حکم پر یہ خیال ہو سکتا تھا کہ ماں باپ خواہ بری بات کا حکم دیں خواہ بھلی کا بہرحال انکی اطاعت فرض ہے حالانکہ اتنے زیادہ ایک اور بھی قابل تعمیل اطاعت موجود ہے یعنی خدا تعالیٰ اگر ماں باپ اسکی ساتھ شریک کرنیکا حکم دیں تو ایسی صورت میں کیا کرنا چاہیے؟ اسلیے اسکا حکم بھی بیان فرمادیا فقال ان جاہداک ان تشرک بی مالیس لک بہ علم فلا تطعہما کہ ایسی صورت میں انکی اطاعت نہ کرنی چاہیے وہ ہزار زور ڈالیں اور اڑ جاویں کہ تو خدا کے ساتھ اسکو بھی شریک کرے کہ جسکو تو جانتا نہیں جہاں گمان ہو سکتا ہے کہ شاید یہ شخص اس قابل ہو کہ اسمیں شریک ہونے کا وصف ہے تو اس بات کو نہ ماننا چہ جائیکہ جسکو تو جانتا ہے کہ یہ مخلوق الٰہی ہے اور کسی طرح شریک نہیں ہو سکتا۔

اس آیت سے یہ بات ثابت ہوئی کہ خدا تعالیٰ کے مقابلہ میں ماں باپ کی اطاعت فرض نہیں بلکہ اس وقت ان کا حکم ہرگز نہ ماننا چاہیے لیکن ایسی حالت میں بھی وصاحبہما فی الدنیا معروفا کہ دنیا میں ان سے حسن سلوک سے پیش آ۔ گو وہ شرک کافر ہوں مگر تاہم ان کا ادب کر کھانے پینے کی تکلیف نہ دے۔

اسماءؓ بنت ابی بکرؓ کہتی ہیں کہ زمانۂ معاہدۂ قریش کہ میں میری ماں میرے پاس آئیں اور وہ اُس وقت مشرکہ تھیں مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ میری ماں آئی ہے اور وہ اسلام سے نفرت رکھتی ہے پھر کیا میں اس سے سلوک کروں؟ آپ نے فرمایا ہاں اس سے سلوک کر (متفق علیہ)

مفسرین نے اس مقام پر نقل کیا ہے کہ سعد بن ابی وقاص جب مسلمان ہوئے تو اُنکی ماں نے قسم کھائی کہ نہ تو مَیں دھوپ میں سے اُٹھونگی نہ کھانا کھاؤنگی جب تک کہ سعد اسلام ترک نہ کریگا اور سعدؓ نے کہا مَیں ہرگز اسلام ترک نہ کرونگا اسی حالت میں اسپر تین روز گزر گئے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر کی گئی تب یہ آیت اِن جاہدٰک الخ نازل ہوئی کہ اس امر میں انکی اطاعت نکرو (تفسیر احمدی)

اور ایسی حالت میں کہ ماں باپ گمراہ ہوں تو انکی پیروی نکرنا چاہیے بلکہ واتبع سبیل من اناب الیّ کے رستہ پر چلنا چاہیے کہ جو میری طرف رجوع ہوئے ہیں یعنی باخدا لوگوں کا طریقہ اختیار کرنا چاہیے جسمیں حضرات انبیاء علیہم السلام اولیاء کرام وعلماء عظام کی طرف اشارہ ہے کیونکہ یہ لوگ روحانی باپ دادا ہیں اور اپنے اصلی بزرگ یہی ہیں۔ پھر ان سب باتوں کی تاکید کے لیے یہ جملہ ارشاد ہوا ثم الیّ مرجعکم فانبئکم بما کنتم تعملون کہ تم سب کے میرے پاس واپس آنا ہے پھر مَیں تمکو بتلاؤنگا کہ تم کیا کیا کرتے تھے۔

اصول معاملات کی تعلیم

ظاہرداری اور خلوص نیت سب کا حال معلوم ہو جاویگا۔ وصیناسے یہاں تک جملہ معترضہ تمام ہوا اسکے بعد پھر نصائح لقمان شروع ہوئے یا ینی انہاں تک مقال جیہ من عزوں الخ خدا تعالیٰ کی شکرگزاری کا اول ذکر کر کے جو اصل اصول حکمت ہے اور مابعد کے احکام کے لیے ایک بڑا محرک ہے اسکے اوصاف حمیدہ ذکر فرماتا ہے خصوصاً وہ وصف کہ جسکو اگر انسان پیش نظر رکھے تو خدا تعالیٰ کی نافرمانی پر کبھی جرأت نکرے اور نیکی کرنے میں بڑا سرگرم رہے وہ کیا ہے؟ کہ اللہ تعالیٰ لطیف ہے نہایت باریک بین ہے خبیر ہے کوئی شے اُس سے مخفی نہیں یہاں تک کہ رائی کے دانہ کے برابر بھی کوئی چیز ہو یعنی ذرہ کے مانند ہو کسی قدر کم کیوں نہو (رائی کے دانہ کے برابر ایک محاورہ کی بات ہے قلت بیان کرنے کے لیے اس فقرہ کو استعمال کیا کرتے ہیں) پھر وہ زمین میں خصوصاً پتھر کے بڑوں میں یا زمین پر کسی جگہ ہو یا آسمانوں میں ہو اللہ سے مخفی نہیں۔ اور صرف یہی بات نہیں کہ اللہ کو اسکا علم ہے بلکہ وہ حاضر کرنے پر بھی قادر ہے وہ اسکو ہر جگہ سے نکال لاویگا۔ پھر جب وہ ایسا ہے تو اس پر چھپ کر گناہ کرنے میں جرأت نکیجیو کہ اللہ تعالیٰ کو خبر ہوگی اور اسی طرح تیری کوئی نیکی بھی رائگاں نہ جاویگی یہ خیال نکیجیو کہ دنیا کے بادشاہوں کی طرح شاید اُسکو اسکی خبر نہو پس یا بنی اقم الصلوٰۃ اے فرزند نماز ادا کرتا رہ۔ یہ معلوم نہیں کہ حضرت لقمان کے عہد میں نماز کا کیا دستور تھا رکوع وسجود قیام وسلام کے ساتھ تھی یا کسی اور طرح سے؟ نماز اُسکے لئے عجز و نیاز کرنے کا نام ہے اسکے طریقے ہر نبی اور ہر زمانے کے موافق مختلف رہے ہیں کہیں صرف دعا و گریہ وزاری تھا کہیں سجدہ کرنا کہیں اسکی تقدیس وتسبیح واستغفار کرنا۔ ہمارے حضرت صلعم کے عہد میں وہ طریقہ قائم ہوا کہ جس میں یہ سب باتیں آگئیں تکمیل نفس کے بعد تکمیل غیر کا بھی حکم دیتا ہے کیسلیے کہ کامل حکیم کے لیے دونوں باتیں ضرور ہیں آپ اچھا ہونا اور لوگوں کو راستی کی طرف لانا اسلیے فرمایا وامر بالمعروف وانہ عن المنکر نیک باتوں کی تعلیم کر اور بُری باتوں سے روک۔ کسی کام کے نیک یا بد قرار دینے میں بھی طبائع بشریہ یکساں نہیں ایک بات ہے کہ اسکو بعض نیک کام سمجھتے ہیں اور بعض اسکو بُرا جانتے ہیں اسلیے نیک کام کو معروف سے اور بُرے کو منکر سے تعبیر فرمایا کیونکہ اگر کوئی لوث شیطانی نہیں لگا ہے تو فطرت انسانیہ خود مفہی ہے اچھی باتیں علانیہ کرنے میں دل کو شرمندگی نہیں ہوتی اگر سب کے سامنے کر سکتا ہی یا ظاہر کر سکتا ہے بخلاف بُری بات کے کہ اسکو مخفی کیا کرتا ہی اسلیے نیکی معروف اور بدی منکر اور بری بات قرار پائی۔

حسن معاشرت کی تعلیم

اسکے بعد حسن معاشرت کا طریقہ بتلاتا ہے واصبر علی ما اصابک کہ تجمیر اگر خدا کی طرف سے یا لوگوں کی طرف سے کوئی تکلیف پہنچے بلا اور جو خلق خدا کی خیر خواہی کا بیڑا اُٹھاتا ہے ناعاقبت اندیش اسکی ایذا کے درپے ہوا کرتے ہیں پس تکلیف پہنچنا کوئی بڑی بات نہیں ہیں صبر کرنا چاہیے۔ اول شکر کی تعلیم تھی جو نعمتوں کی طرف اشارہ کرتی تھی اور حقیقت میں انسان کو نعمتیں دیشاردی گئی ہیں اور مصائب کم اسلیے اسکے بعد صبر کی تعلیم کی۔ فرمایا کہ یہ بڑی ہمت کا کام ہے۔ اسکے بعد تین باتیں اور تعلیم فرمائیں اول ولا تصعر الخ کہ لوگوں سے تکبر سے بیشتر آنا متکبر کے لوگ دشمن ہو جاتے ہیں دوم ولا تمش الخ اترا کر نہ چلنا بلکہ واقصد فی مشیک درمیانی چال چل۔ انہیں معاملات میانہ روی میں درمیانی چال کی طرف اشارہ ہے نہ لکھ لٹ قلندر بن نہ کنجوس بن سوم واغضض الخ کہ بات چیت پست آوازی کے ساتھ کیا کرو مہذب لوگوں کا دستور ہے چیخ چلا کر بات نکر جو گدھے کی آواز کے مشابہ ہو جاوے سب آوازوں میں گدھے کی آواز کروہ معلوم ہوتی ہے۔

اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً ۭ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ
کیا تم نہیں سمجھتے کہ اللہ نے تمہارے کام میں لگا رکھا ہے آسمانوں اور زمین کی ہر ایک چیز کو اور پھر پورا کر دیا تم پر اپنی ظاہری اور باطنی نعمتوں سے ۔ اور ایک بھی وہی ہیں جو اللہ کے معاملہ میں
فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ۭ
جھگڑتے ہیں بے سمجھے بوجھے اور بے ہدایت اور بے روشن کتاب کے ۔ اور جب انکو کہا جاتا ہے اسپر چلو کہ جو اللہ نے نازل کیا ہے تو کہتے ہیں کہ ہم تو اس دین پر چلینگے کہ جس پر ہمنے اپنے باپ دادا کو پایا ہے
اَوَلَوْ كَانَ الشَّيْطٰنُ يَدْعُوْهُمْ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ۝ وَمَنْ يُّسْلِمْ وَجْهَهٗٓ اِلَى اللّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ
بھلا تو بھی چلینگے جو انکو شیطان دوزخ کے عذاب کی طرف بلاتا ہو ۔ اور جسنے بیک ہوکر اپنا منہ اللہ کے سامنے جھکا دیا تو اسنے مضبوط رسّی کو
الْوُثْقٰى ۭ وَاِلَى اللّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ۝ وَمَنْ كَفَرَ فَلَا يَحْزُنْكَ كُفْرُهٗ ۭ اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ فَنُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ
پکڑ لیا ۔ اور ہر ایک بات کا انجام اللہ کی طرف ہے ۔ اور جسنے انکار کیا سو اسکے انکار سے تجھکو رنج نہ کرنا چاہیے ہمکو ہمارے پاس آنا ہی پھر ہم انکو جتا دینگے کہ انھوں نے کیا کیا ہے ۔ بیشک اللہ دلوں کی
بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ نُمَتِّعُهُمْ قَلِيْلًا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ اِلٰى عَذَابٍ غَلِيْظٍ ۝
باتیں جانتا ہے ۔ دنیا میں ہم انکو تھوڑا سا مفت سمجھے ہیں پھر تو انکو ہم سخت عذاب کی طرف گھسیٹ کر لیجائینگے ۔

ترکیب

اَن اللہ جملہ قائم مقام دو مفعولوں کے کیونکہ ترو اچاہتا ہے واسبغ الاسباغ الاکمال ہو معطوف علی سخر نعمہ بالجمع والاضافۃ نافع وابو عمرو وحفص قریٰ نعمۃ مفردا ظاہرۃ وباطنۃ یمکن ان یکون حالاً من النعمۃ لے حال کو نہا ظاہرۃ وباطنۃ محسوسۃ معقولۃ او تعرفونہ وما لا تعرفونہ وقد شرح النعمۃ وتفصیلہا فی الفاتحۃ ۔ ویمکن ان یکونا نعتا
من یجادل من مبتدأ ومن الناس خبرہ تقدم او لو الہمزۃ للاستفہام والواو للعطف لو شرطیۃ وجوابہا محذوف مثل لاتبعوہ والاستفہام للانکار وتعجب والجملۃ معطوف علی الکلام السابق

تفسیر

پہلے فرمایا تھا کہ لقمان نے جو حکمت الٰہیہ کا بڑا فرزانہ تھا شرک کی ممانعت کی تھی اب اس آیت الم تروا ان اللہ الخ سے یہ بات ظاہر فرماتا ہے کہ کچھ لقمان کے کہنے ہی پر موقوف نہیں ہر شخص دلائل وشواہد آفاقیہ وانفسیہ میں غور کرکے سمجھ سکتا ہے کہ اللہ کا کوئی شریک نہیں وہی ہے جسنے آسمانوں اور زمین کی چیزوں کو انسان کے لیے مسخر کر دیا یعنی انکے کام میں لگا دیا اور انسان کو ظاہری اور باطنی نعمتوں سے بھرپور کر دیا ۔ ہاتھ پاؤں تندرستی وغیرہ ظاہری نعمتیں ہیں جو محسوس ہیں عقل سلیم اور ادراک اور قوی باطنیہ غیر محسوس نعمائے باطنیہ ہیں ۔

ومن الناس یہاں سے بتلاتا ہے کہ دنیا میں ایسے بھی کوتہ نظر لوگ ہیں جو اللہ کے معاملہ میں یعنی اسکی ذات وصفات کی بابت احکام دینیہ کی بابت دلائل کو پس پشت ڈالکر انبیاء اور انکے نائبوں سے جھگڑتے ہیں کہ کوئی اسکو دنیاوی بادشاہوں پر قیاس کرکے امیروں وزیروں کا محتاج ثابت کرتا ہے اور پھر اسکے امیر وزیر کہیں ملائکہ کہیں انبیاء وصلحاء قرار دیے جاتے ہیں کہیں عناصر کو اسکے اسلیے انکی پرستش جائز بلکہ واجب بتاتے ہیں بغیر علم وہادی ولا کتاب منیر نہ انکے پاس اس بارہ میں کوئی دلیل عقلی ہے نہ کسی بزرگ باخدا کا قول ہے نہ کسی کتاب الٰہی سے ثابت ہے یعنی نہ عقل سے کہتے ہیں نہ نقل سے صرف تقلید آبائی پر بھروسہ ہے کہ بڑے بزرگوں سے یوں ہی سنتے چلے آئے ہیں اسپر جو انسے کہا جاتا ہے اتبعوا ما انزل اللہ کہ اللہ نے جو کچھ نازل کیا ہے اسپر چلو تو کہتے ہیں بل نتبع ما وجدنا علیہ اٰبائنا ہم تو اپنے باپ دادا کی لکیر کے فقیر ہیں ۔

اولو کان الشیطٰن یدعوہم الی عذاب السعیر کہ کیا تب بھی انکے رستہ پر چلیں گے جب انکو معلوم کرا دیا گیا کہ شیطان انکو جہنم کی طرف لیے جا رہا ہے یعنی آبائی طریقہ کی قباحت ظاہر ہونے کے بعد بھی کیا اسپر چلیں گے ؟ اب کہاں لقمان کی نصیحت اور کہاں برہان عقلی ۔ اور کہاں انکی یہ جہالت ۔

ومن یسلم وجہہ الی اللہ یہاں سے سلامت روی کا نتیجہ ظاہر فرماتا ہے ان بجروں کے مقابلہ میں کہ جو کوئی اللہ کے آگے اپنا منہ جھکا دے یعنی اسکا دل سے فرمانبردار ہو جاوے اور اسکے بعد اس دلی ارادت کے مطابق نیک کام بھی کرے تو اسنے مضبوط رسی کو تھام لیا یعنی نجات کا بڑا قوی ذریعہ اسکے ہاتھ آگیا ۔ جس طرح کوئی پستی سے بلندی کی طرف چڑھنے والا سخت رسی کو تھام کر مطمئن ہو جاتا ہے یہی حال اسکا ہے ۔ اور اسکا انجام اللہ اچھا کریگا سچ ہے جسنے جیسی کرنی ویسا ہی پھل پایا ہر چیز کا انجام اسی کے ہاتھ میں ہے ۔ ومن کفر اور جو اسکے برخلاف ہوگا کفر اختیار کریگا لے نبی آپ اس سے کچھ غم نہ کریں انجام کار ہمارے پاس آنا ہے وہاں انکو معلوم ہو جاویگا اب دنیا میں چند روز کھا پی لے پھر تو جہنم ہے ۔

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ
اور اگر تو انسے پوچھے کہ آسمانوں اور زمین کو کسنے بنایا ہے تو کہینگے اللہ نے۔ کہہ الحمد للہ۔ بلکہ ان میں سے اکثر جانتے نہیں۔ اللہ ہی کا ہی جو کچھ کہ آسمانوں
وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۝ وَلَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا
زمین میں ہے۔ بیشک اللہ بے پروا خوبیوں والا ہے۔ اور اگر وہ جو زمین میں درخت ہیں قلمیں ہوجاویں اور دریا سیاہی کہ اسکے بعد اس دریا میں سات اور دریا سیاہی کے ملیں تو
نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ۝ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ
اللہ کی باتیں تمام ہوں۔ بیشک اللہ زبردست حکمت والا ہے۔ تم سب کا پیدا کرنا اور مرکر زندہ کرنا ایسا ہی ہے کہ جیسا ایک شخص کا۔ بیشک اللہ سنتا دیکھتا ہے۔ کیا تو نہیں دیکھتا ہے کہ اللہ
يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۚ كُلٌّ يَّجْرِيْۤ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّاَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ
رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں اور سورج اور چاند کو کام پر لگا رکھا ہے ہر ایک وقت معین تک چلتا ہے اور یہ اللہ تمہارے کام سے
خَبِيْرٌ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الْبَاطِلُ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ۝
خبردار ہے۔ یہ اسلیے کہ اللہ ہی برحق ہے اور اسکے سوا جسکو وہ پکارتے ہیں وہ اصل ہے اور اللہ ہی سب سے اوپر بڑا ہے۔

ترکیب

اقام جمع قلم جمع ان ما موصولہ فی الارض صلتہا یا صفتہا یمد ہم ان من شجرۃ بیان ما یجر رفعہ للعطف علی محل ان و موصولہ وہ سبعۃ ابحر فاعل سبعۃ بحر حال الیم یقال البحر المبتدأ احمد خبرہ
والمن سالتہم الخ یعنی گروہ در دلائل پر غور و فکر نہیں کرتے محض تقلید آبائی میں

تفسیر

گر فرمائیں لیکن وہ انہیں اللہ تعالیٰ کے وجود و خالق ہونیکا و نیز قادر و مالک آسمان و
زمین ہونیکا فطری طور پر ایسا علم ہو کہ اگر تو انسے دریافت کریگا کہ آسمانوں اور زمین کو کسنے بنایا ہے تو یہی کہینگے کہ اللہ نے انہیں کسی کی بھی شرکت بتلا نیگے۔ قل الحمد للہ تو کہہ الحمد للہ کرو یہ ملزم تو
ہوئے اور لاجار ہو کر ایسی بات کے قائل ہوگئے کہ جو انکے عتقاد فاسد کے برخلاف ہے۔ بلکہ اکثر ہم لایعلمون وہ نادان ہیں نہیں جانتے ہیں کہ انکا اقرار انکے عتقاد کو باطل کرتا ہے
للہ مافی السمٰوٰت والارض آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں تو انکا حصہ ہے ہی نہیں آسمانوں اور زمین کی اندر کی چیزیں بھی اللہ کی ہیں انمیں بھی انکا کوئی حصہ نہیں پھر کیسلیے اللہ کی عبادت و ستایش نہیں کرتے۔ اور نہ کریں۔ ان اللہ ہو الغنی الحمید اللہ کو کچھ پروا نہیں اسکی تعریف خود بخود ہو رہی ہے۔

ولو ان مافی الارض الخ یہاں سے یہ بات بتلاتا ہے کہ اسکی قدرت کبریائی کا حال تو تمکو معلوم ہو گیا اب اسکے علم اور دیگر صفات شیون کا حال سنو کہ دنیا بھر کے تمام درختوں کے قلم بنائی
جاویں اور سات سمندروں کی سیاہی بنا کر اسکے اوصاف اور شیون اور معلومات کو لکھا جاوے تو وہ کم ہو جاوینگے مگر وہ کلمات کہ جنسے اسکے معلومات اور شیون کو تعبیر کیا جاوے ہرگز کم نہ ہونگے ان اللہ
عزیز حکیم کیسلیے کہ اللہ زبردست ہے اسکے بجا بات قدرت اس حد تک نہیں پہنچ سکتے کہ انکے بعد پھر کچھ اور عجائب قدرت پیدا کرنے کی تجویز ہو کوئی شی اسکے علم سے باہر نہیں الغرض اسکے انتہا علم و
قدرت رکھتا ہے اور قلم و دوات متناہی ہیں اور متناہی غیر متناہی کا احاطہ نہیں کر سکتا اسلیے اس جملہ کو غنی حمید کے بعد لایا کہ اسکے غنی اور حمید ہونے کے لیے دلیل ہو جاوے۔

ابن جریر نے عکرمہ سے اور ابن اسحاق نے عطا بن یسار سے روایت کیا کہ جب میں نازل ہوا کہ ما اوتیتم من العلم الا قلیلا اور جب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں ہجرت کر کے تشریف لائے
تو یہاں پہونچ کر یہودیوں نے کہا کہ کیسی بات ہے کہ آپکی قوم کی نسبت یہ کہا کہ ہمکو توریت ملی ہے اور آپ میں چیز کا بیان ہے پھر ہماری نسبت کیونکر صادق آسکتا ہے کہ تمکو کم علم
دیا گیا ہے حضرت نے فرمایا سب کی نسبت کیسلیے کہ علم الٰہی کی نسبت یعنی قلیل ہے پر یہ آیت نازل ہوئی یعنی اگر تمام اشجار کے قلم اور ہر اب سمندر کیسلیے سوا قلمان کی آیت پہلی جو پہلے نازل ہو چکی تھی جگہ روایتے
نازل ہونا بیان کیا۔ ما خلقکم ولا بعثکم الخ یہاں سے اپنے بعض عجائب قدرت کا ذکر اسلیے کرتا ہے کہ اسکے منکرین سخت منکر تھے فرماتا ہے تم سب کا پیدا کرنا اور پھر زندہ کرنا اسکے نزدیک ایک شخص کے پیدا کرنے اور زندہ کرنیکے
برابر ہے کیسلیے کہ ہر طرح ایک سے علم و قدرت کا تعلق ہی طے سے پھر کیوں تعجب کرتے ہو تمام خلائق کی پیدائش کی طرح کر سکیگا؟ ان اللہ سمیع وہ ہر ایک کی بات سنتا ہے اور ہر ایک کو بصیر رکھتا ہے بصیر ہر چیز کو
دیکھتا ہے الم تر ان اللہ الخ یہاں سے اپنی قدرت کاملہ اور علم بر اور دلیل قائم کرتا ہے کہ وہ رات کو دن میں اور دن کو رات میں گھسا دیتا ہے آفتاب و ماہتاب اسکے حکم پر چلتے ہیں وہ تمہارے سب کاموں سے واقف ہے
وہ ایسا ہے کہ وہ ایسا قادر اور ایسا عالم ہے اسلیے ہے یا ان اللہ ہو الحق کہ اللہ ہی برحق ہے وان ما یدعون من دونہ الباطل اور اسکے سوا جسکو وہ پکارتے ہیں وہ غلط ہے غالی الذات ہے
وان اللہ ہو العلی الکبیر اور یہ کہ اللہ ہی سب سے بالادست اور سب سے بڑا ہے اسکے سوا کوئی قابل پرستش نہیں۔ یہ دلائل کا نتیجہ ہے جسپر مخاطبین کو متنبہ کیا جاتا ہے۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ لِيُرِيَكُمْ مِّنْ اٰيٰتِهٖ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۝ وَاِذَا غَشِيَهُمْ مَّوْجٌ
کیا نہیں دیکھتا کہ کشتی احسان کی عنایت سے دریا میں کشتی چلا کرتی ہے تاکہ تمکو کچھ اپنی قدرت دکھائے۔ البتہ اسمیں ہر ایک صابر شاکر کے لیے قدرت کی نشانیاں ہیں۔ اور جب بادل کی طرح سے انکو دریا کی موجیں

كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۭ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُوْرٍ ۝ يٰٓاَيُّهَا
ڈھانک لیتی ہیں تو خدا ہی کو پکارنے لگتے ہیں اُسی کے ہو کر۔ پھر جب انکو خشکی کی طرف بچا لاتا ہے تو کچھ ہی راہ راست پر پہنچتے ہیں۔ اور ہماری نشانیوں کا کوئی انکار نہیں کرتا مگر ہر غدار ناشکرا۔ اے

النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْمًا لَّا يَجْزِيْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ ۡ وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَيْـــًٔا ۭ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا
لوگوں اپنے رب کا خوف کرو اور اُسدن سے ڈرو کہ جسدن نہ باپ اپنے بیٹے کے کام آوے نہ بیٹا اپنے باپ کے کچھ بھی کام آوے۔ اللہ کا وعدہ برحق ہے پس

تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۪ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ ۭ
دنیکی زندگی تم کو دھوکے میں نہ ڈالے اور نہ شیطان تمکو اللہ سے دھوکے میں رکھے۔ بیشک اللہ ہی کو قیامت کی خبر ہے۔ اور مینہ برساتا ہے۔ اور جانتا ہے جو ماں کے پیٹ کی چیز

وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ۭ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌۢ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ۝
اور کوئی نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کریگا اور کوئی نہیں جانتا کہ وہ کس زمین میں مریگا۔ البتہ اللہ جو ہے تو علیم خبیر ہے۔

ترکیب

بنعمت اللہ الباء تتعلق بتجری ای بسبب نعمۃ ویجوز ان یکون حالا من ضمیر فی تجری فیکون الظرف مستقرا ای مصحوبۃ بنعمۃ اللہ لیریکم علۃ لتجری من ایتہ ای بعض ایتہ الدالۃ علی قدرتہ کالظل رجع لفظہ وہی الظلک من جبل او سحاب ولا یکون عطف لانہ یوجب ان یکون مندرجا فی الایۃ وان کان نکرۃ لانہ فی سیاق النفی وما بعدہ الجحود علی الثانی فاید اوجملۃ الاسمیۃ المشبہۃ المشتملۃ علی قد تفید التحقیق۔ لایجزی لایقضی عنہ مالزمہ من الغرامۃ۔ وقری لایجزی من اجزی اذا اغنی۔ والراجح الی الموصوف محذوف ای لایجزی فیہ۔

تفسیر

الم تران الفلک یہ ایک دوسری دلیل ہے جو اسکی کمال قدرت اور حکمت و شمول انعام پر دلالت کرتی ہے۔ کہ دریا میں کشتیوں کا اسکی رحمت سے چلنا اسکی قدرت کی نشانی ہے بنعمت اللہ کے یہ بھی معنی ہو سکتے ہیں کہ کشتی اسکی نعمت کو لیکر دریا میں چلتی ہے اناج وغیرہ ہزاروں نعمتیں ایک ملک سے دوسرے ملک میں کشتیوں کے ذریعہ سے پہنچتی ہیں فیکون ابلغ للمنۃ ان فی ذلک البتہ اس کشتی کے چلنے میں ایک نشانی نہیں بلکہ لائت بہت سی نشانیاں ہیں ایک تو یہ کہ بانی براسقدر بھاری بوجھ جلتا ہے ڈوبتا نہیں دوسری یہ کہ جدھر چاہتے ہو لیجاتے ہو پانی کو تو مسخر کیا ہی تھا ہوا کو بھی کیا تیسری یہ کہ تمکو کسی نافع چیز کی تعلیم کی اور عناصر کے متعلق کیسے کیسے کام کا آدمی علوم سکھائے یہانتک کہ کشتی کو انجن کے زور سے بھی چلانا سکھا دیا اور اسکے ساتھ ہوتی چیزیں اسکی حفاظت کے لیے استعمال کرنیکا علم سکھایا چوتھی یا اس ہمجب چاہتا ہے طوفان کے گرداب میں مبتلا کر دیتا ہے سب کاریگری دھری جاتی ہے بلکہ بھنور میں پھنکر اس خوفناک سے صحیح وسلامت بچا آتا ہے۔ یہ نشانیاں ہر ایک شہوت پرست غافل کے لیے نہیں ہوتو تم اسکو معمولی بات سمجھتا ہو بلکہ لکل صبار شکور ہر ایک صبر کرنے والے شکر کرنے والے کے لئے جو گناہوں سے نفس کو روکتا اور اسکے حملوں پر صبر کرتا ہے اور پھر جو اسکو نعمت الٰہی ملتی ہے اسکا شکریہ ادا کرتا ہے کیونکہ ایسی حالت میں نفس کی کروٹیں مائل ہو جاتی ہیں پھر وہ اس آئینہ میں نظر و تامل کر کے ان دلائل کو دیکھ سکتا ہے۔ اور انسان کی حالتیں بھی دو ہیں مصیبت کی یا راحت کی پھر ہر جوان دونوں حالتوں میں ثابت قدم رہتا ہے وہ صابر بھی ہے شاکر بھی ہے اور جسکو ان دونوں حالتوں میں استقامت حاصل ہو گئی وہ کامل اور حکیم ہو گیا پھر ایسی باتوں کے سمجھنا اور منکشف ہونے لگتے ہیں اسی لیے ابلہ کہ ایمان کے دو حصے ہیں صبر اور شکر۔ الغرض انسان کے کمال کی یہ دو حالت ہیں انہیں میں تمام اور پختہ کار ہوتا ہے۔ ایسے ہی لوگوں پر اسرار حکمت منکشف ہوتے ہیں ؎ طلعہ دمن قال ؎ گنج صبر اختیار یقان ست ؎ ہر کرا صبر نیست حکمت نیست ؎ وقال قطعہ گہ اندر تنگدستی خستہ درویش ؎ چو در سراء ضراحالت ایست ؎ ندانم کے بحق پردازی از خویش ؎ اسیں اور بھی لطیفہ ہے کہ دریائی سفر مرطع خان وغیرہ کی تکلیفیں اور منزل مقصود تک پہنچنے کی راحتیں بھی ہوتی ہیں۔ اسکو صبر و شکر سے زیادہ کام پڑتا ہے اسلیے صبار شکور فرمایا اور بھی لطائف ہیں کہ چکے ذکر کی اس مختصر کتاب میں گنجائش نہیں۔

واذا غشیھم موج کالظلل یہ بھی اس سفر دریائی کی ایک حالت ہے جس میں اور بھی یاد وہ خدا تعالیٰ کی قدرت و رحمت کے نشان معلوم ہوتے ہیں اور یہ بھی کہ مصائب کے وقت خدا تعالیٰ اپنے بندوں کی کس طرح سے دستگیری کرتا ہے اور کس جلدی سے انسان کی دلی حالت پر متنبہ ہوتا ہے۔ اور انسان مصیبت کے وقت اپنی اس فطری حالت پر آجاتا ہے جو عارض محو ہو جاتے ہیں۔ مگر نجات پانے کے بعد بعض تو پھر بھی اسی راہ راست پر رہتے ہیں بعض پھر اسی نارستی پر آجاتے ہیں خدا کو بھول جاتے ہیں ایسے صبر و شکر کی پوری آزمائش ہوتی ہے کہ سفر دریائی میں جب انکو پہاڑ جیسی موجیں ہر طرف سے اپر سائبان کی طرح محیط ہو جاتی ہیں تو وھو اللہ ہی کو پکارنے لگتے ہیں کس طرح سے مخصصین لہ الدین خاص اسکی طرف اخلاص و ریا نہ پیدا کر کے فلما نجٰھم الی البر فمنھم مقتصد پھر جب انکو خشکی کی طرف بچا لاتا ہے تو بعض ان میں سے دریائی رستہ پر رہجاتے ہیں اور وہ توحید اور شکر گزاری کا طریقہ ہے (ای مقیم علی طریق القصد الذی ھو التوحید و متوسط فی الکفر لانہ جارہ بعض الانہار۔ بیضاوی) مقتصد کے بیضاوی نے دوسرے معنی یہ بھی بیان کئے ہیں کہ دریائی رستہ سے مراد کفر کا دریائی رستہ ہے یعنی اس جو کشش و خروش کفر پر نہیں رہتے کس لیے کہ اسکو کچھ تو نصیحت ہو گئی ہے۔ وما یجحد بایتنا الا کل ختار کفور اس حالت میں جسنے ناشکری کی تو اسکی آیتوں کا انکار کر دیا اور آیتوں سے انکار ختار یعنی غدار عہد شکن کہتے ہیں جو عہد فطری کو توڑ دیتے ہیں کفور ناشکرہ پورا مقابلہ ہے صبار شکور کا صبار کے مقابلہ میں ختار اور شکور کے مقابلہ میں کفور آیا۔

یاایھا الناس اتقوا یکجہاں سے حجت تمام کر کے ایک ایسا حکم دیتا ہے جو تمام نیکیوں کا اصل الاصول ہو وہ کیا اتقوا یکجگہ اپنے رب سے ڈرا کرو۔ جو اپنے رب سے ڈرا کرتا ہے کسی معصیت کے پاس نہ جائیگا اور کسی حکم الٰہی کے بجالانے میں کوتاہی نہ کریگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اوصیکم بتقوی اللہ الحدیث رواہ احمد والترمذی وابن ماجۃ کہ میں تمکو اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں یعنی بتاکید حکم دیتا ہوں۔ چونکہ خدا سے ڈرنا بغیر یاد دلائے کسی آئیوالی بلائے عظیم کے جو اللہ کے ہاں سے آنے والی ہو متشکل ہے اسلیے اس آئیوالی بلا کا ذکر فرماتا ہے واخشوا یوما لا یجزی والد عن ولدہ ولا مولود ہو جازعن والدہ شیئا کہ اس روز سے ڈرو یعنی قیامت کے دن سے کہ جسدن باوجود شفقت پدری کے کوئی باپ اپنے بیٹے کے کام نہ آویگا اور نہ کوئی بیٹا اپنے باپ کے کچھ کام آویگا ہر ایک کو اپنی اپنی پڑی ہوگی (بغیر ایمان اور عمل صالح کے کچھ چارہ نہ ہوگا جب باپ بیٹے کا یہ حال ہوگا تو اور کسی کی قرابت یا محبت کا تو کیا ذکر ہے۔ بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اے قریش اپنی خلاصی ڈھونڈو میں تمہارے کچھ کام نہ آؤنگا اے بنی عبد مناف میں تمہارے کچھ کام نہ آؤنگا اے عباس میں تیرے کچھ کام نہ آؤنگا اے صفیہ عمہ محمد کی پھوپھی میں تیرے کچھ کام نہ آؤنگا اے فاطمہ محمد کی بیٹی مجھسے جو مال چاہیے لے لے اللہ کے معاملہ میں تیرے کچھ کام نہ آؤنگا۔ یعنی اعمال و ایمان چھوڑ کر یہ تکیہ نہ کر بیٹھو کہ ہم پیغمبر کے اقارب ہیں۔ جیسا کہ عیسائیوں نے مسیح کے کفارہ ہونے پر تکیہ کر کے اعمال صالحہ کو نے فائدہ سمجھ اور یا وضیعتاً ہر قسم کی بدکاری کی اجازت دیدی۔ اس سے شفاعت کا انکار نہیں نکلتا کیونکہ وہ ایماندار وں خدا کے فرمانبرداروں کے لیے انکے رفع درجات یا تقصیروں کی بابت ہوگی سو یہ اور بات ہی کفار سمجھتے تھے کہ ایسا دن کبھی نہیں آئیگا کیونکہ وہ قیامت کے منکر تھے اسلیے فرماتا ہے ان وعد اللہ حق کہ اللہ کا وعدہ برحق ہے ضرور وہ دن آئیگا فلا تغرنکم الحیوۃ الدنیا پھر تم دنیا کی زندگی پر دھوکا نہ کھاؤ سدا کوئی نہیں جیگا ولا یغرنکم باللہ الغرور اور اسی طرح اللہ کے معاملہ میں بھی دھوکے میں نہ ہو کہ ہمکو دنیا میں سرداری ہی ہو ہاں بھی ہوگا اور جسطرح یہاں ہمارے فارغ البال حاشیہ نشین ہیں چھڑ لینگے یا ہمارے معبود جو اللہ کے گھر کے مختار ہیں ہمیں بچا لینگے ہرگز نہیں۔ یا مرکب ہندہ الشیطان کہ شیطان تمکو فریب نہ دے۔ اسکے بعد کفار یہ پوچھتے ہونگے کہ وہ کب آویگی اسکی مدت بیان کر اسپر یہ آیت نازل ہوئی ان اللہ عندہ علم الساعۃ کہ اس گھڑی کا علم اللہ ہی کو ہے اسکو اس مصلحت سے مخفی رکھا ہے کہ بندوں کے دل کو ہر وقت کھٹکا رہے لیکن اسکے قائم ہونے پر دو دلیلیں بیان فرمائیں اول ینزل الغیث کہ وہ مینہ برساتا ہے جس سے مردہ زمین زندہ ہوتی ہے دوم ویعلم ما فی الارحام اور رحم میں بچہ کو پیدا کرتا ہے اور اسکی کیفیت سے وہی آگاہ ہے اور کوئی نہیں جانتا کہ نر ہے یا مادہ کس شکل کا ہوگا بس جو ابتدا پر قادر ہے وہ اعادہ پر بھی بطریق اولیٰ۔ دیکھو ماں کے پیٹ میں بچہ تو ہے ہی کہ اسکو مفصل علم نہیں پھر کیا وہ خدا پر نہیں جانتا اسی طرح قیامت کا معاملہ ہے اور تم تو اپنی معاش و حیات کے متعلق بھی علم نہیں رکھتے پھر اگر قیامت کا تمکو علم نہ دیا گیا تو کیا ہوا فعال ما تدری نفس ماذا تکسب غدا کوئی نہیں جانتا کل کیا کریگا کیا بنیگا بجز اللہ کے کوئی نہیں جانتا کہ کل کیا ہوگا و ما تدری نفس باای ارض تموت اور یہ بھی نہیں کہ کہاں جا کر مریگا۔ پھر باوجود اس علم نہونے کے ضرور کچھ نہ کچھ عمل کرتا ہے اور کہیں نہیں جا کر مرتا ہے ان اللہ علیم خبیر خدا ہی ہر چیز کا علم اور ہر چیز کی خبر ہے۔ اسمیں انکے معبودوں کی عاجزی اور دنیا بھر کے حکماء کے علم و دانش کی بھی حقیقت بیان کر دی کہ وہ یہ ضروری باتیں بھی نہیں جانتے۔ بخاری نے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ غیب کے پانچ خزانے ہیں پھر آپ نے یہ آیت پڑھی ان اللہ عندہ علم الساعۃ الخ۔ واللہ اعلم بالصواب۔

سورۃ سجدہ مکیۃ ھی ثلاثون ایۃ اوربع رکوعھا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الٓمّٓ ۝ تَنْزِيلُ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۚ بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ

کتاب نازل کی گئی ہے رب عالم کی طرف سے اسمیں کچھ بھی شبہ نہیں۔ کیا وہ کہتے ہیں کہ اسکو اخود بنا لیا ہے۔ بلکہ یہ تیرے رب کی طرف سے برحق ہے تاکہ تو اس قوم کو ڈرائے کہ جسکے پاس

نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ۝ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۭ مَا لَكُمْ

تجھ سے پہلے کوئی ڈرسنانیوالا نہیں آیا تاکہ وہ راہ پر آجاویں۔ وہ اللہ کہ جسنے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان میں ہے سب کو چھ روز میں بنایا پھر عرش پر قائم ہوا۔ تمہارے لیے

مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا شَفِيْعٍ ۭ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ۝ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَاۗءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗٓ اَلْفَ سَنَةٍ

اسکے سوا کوئی نہ کارساز ہے نہ سفارشی۔ پھر کیا تم نہیں سمجھتے۔ بندوبست کرتا ہے حکم کا آسمان سے لیکر زمین تک پھر بیوقت اسکی طرف چڑھ جاتا ہے اسکا دن کہ جسکی مقدار ہزار برس

مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ۝ ذٰلِكَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝ الَّذِيْٓ اَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ ۝ ثُمَّ

ہوگی تمہاری گنتی سے۔ یہ ہے جاننے اور کھلے کا جاننے والا زبردست مہربان۔ جسنے عمدگی سے ہر شے کو بنایا اور انسان کی پیدائش گارے سے شروع کی پھر

جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّاۗءٍ مَّهِيْنٍ ۝ ثُمَّ سَوّٰىهُ وَنَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ ۭ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝

اسکی اولاد نچڑے ہوئے بیقدر پانی سے بنائی۔ پھر انسان کو ٹھیک کیا اور اس میں اپنی روح پھونکی اور تمہارے لیے کان اور آنکھیں اور دل بنایا۔ تم بہت کم شکر کرتے ہو۔

ترکیب

الم یجوز ان یکون مبتدء و تنزیل خبرہ والتنزیل بمعنی المنزل۔ ہذا اذا جعل الم اسما للسورۃ او القرآن فعلی ہذا لاریب فیہ حال من الکتاب والعامل تنزیل و من رب تعلق بتنزیل ولاریب ہہنا بمعنی۔ وان جعل تعدید الحروف فقط کان تنزیل خبر مبتدء محذوف او مبتدء خبرہ لاریب فیہ فیکون من رب العلمین حالا من الضمیر فی فیہ ویمکن ان یکون خبرا بعد خبر ولاریب فیہ حال من الکتاب او اعتراض۔ ام منقطعۃ بمعنی بل ما انتہم ما نافیۃ والجملۃ صفۃ لقوم من السماء الی الارض المجار متعلق بیدبر علی تضمین معنی النزول ویکن ان یکون حالا من الامر۔ ما تعدون یجوز ان یکون صفۃ لالف او لسنۃ الذی احسن جر بتبعہ محذوف۔

تفسیر

اس سے پہلی سورۃ میں توحید اور حشر کے دلائل بیان فرمائے تھے اور وہ دو طرف ہیں اسلیے اس سورۃ میں امر اوسط یعنی اس رسالت کا ذکر کرتا ہے کہ جسپر قرآن کی برہان قائم ہے۔ فقال تنزیل الکتب لاریب فیہ من رب العلمین یہ کتاب یعنی قرآن کہ جسکے برحق ہونے میں عاقل کو غور و تامل کے بعد کوئی بھی شبہ نہیں رہتا رب العالمین کی طرف سے ہے۔ رب العالمین کے لفظ میں اس طرف اشارہ ہے کہ احد جو تمام جہان کا پروردگار ہے وہی الٰہی روحانی پرورش بھی اپنے بندوں کی خاص حصہ سے اسلیے اسنے دنیا کی شائستگی کے لیے ایک ایسی کتاب نازل کی جو آفتاب کی طرح سے اپنے لیے آپ گواہ ہے۔ مگر کوئی مغزی اور تیز باطنی بھی عجب بلا ہے ایسے لوگ یہ کہدیتے ہیں کہ اسکو محمد نے از خود بنا لیا ہے خدا نے نازل نہیں کیا ہے ام یقولون افترٰہ اسکے جواب میں فرماتا ہے بل ہو الحق من ربک کہ یہ قرآن برحق ہے تیرے رب کے ہاں سے آیا ہے اسکی شان ربوبیت کا مقتضا یہ ہے کہ اسکے لیے نازل ہوا؟ لتنذر قوما ما اتہم من نذیر من قبلک یعلمہم یہتدون تاکہ تو اے محمد خصوصا ان لوگوں کو ہر خدر کرے اور انکو آنیوالے عذاب الٰہی سے ڈراوے کہ جنکے پاس تجھسے پہلے کوئی ڈرسنانیوالا پیغمبر نہیں آیا ہے۔ اس قوم کی خصوصیت نہیں کہ جسمیں حضرت خاص عرب ہی کے لیے مبعوث ہوئے تھے انکا نام اسلیے آگیا کہ

لہ اے یدبر امر الدنیا باسباب سماویۃ کالملائکۃ وانتہاء اکلوا کب نازلۃ آثارہا الی الارض۔ ۱۲ منہ

سے ہو الذی او خبر ہو خبر۔ او العزیز مبتدا و الرحیم صفۃ الذی احسن خبرہ۔ وخلقہ بسکون اللام بدل من کل بدل الاشتمال ای احسن خلق کل شئی ویمکن ان یکون مفعولا ثانیا و کل شئی مفعولہ الاول و احسن بمعنی عرف ای علم کیف خلقہ کما قال علی رضہ قیمۃ المرء ما یحسنہ ای یعرفہ۔ وقرء بفتح اللام علی انہ فعل ماض فیکون صفۃ لکل او لشئی۔ من روحہ اضافۃ ای فیہ شئ من روحہ اشارۃ بانہ خلق عجیب و لہ شان یناسب الربوبیۃ۔ ۱۲ منہ ابو محمد عبد الحق عفا اللہ عنہ

وَقَالُوْٓا ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِي الْاَرْضِ ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۭ بَلْ هُمْ بِلِقَاۗئِ رَبِّهِمْ كٰفِرُوْنَ ۝ قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ

اور کہنے لگے کیا جب ہم زمین میں رل مل گئے تو کیا پھر نئے سرے سے پیدا ہونگے؟ بلکہ وہ اپنے رب کے ملنے کے منکر ہیں۔ کہہ تمہاری روح موت کا وہ فرشتہ قبض کریگا جو تم پر مقرر کیا گیا ہے

بِكُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ۝

پھر تم اپنے رب کے پاس لوٹ جاؤ گے۔

ع

کہ سب سے اول انہیں سے کلام تھا کسلیے کہ وہ دوسری جگہ آگیا ہے تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعالمین نذیرا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے کہ میں تمام عالم کے لیے نبی کیا گیا ہوں۔ بس اس جملہ سے یہ سمجھ لینا کہ آنحضرت صلعم خاص عرب کی قوم کے لیے مبعوث ہوئے تھے بڑی غلطی ہے۔ اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلعم سے پہلے کوئی پیغمبر عرب میں کوئی نبی مبعوث ہو کر نہیں آیا تھا۔ اور یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ انکے گمراہ ہونیکے بعد حضرت ابراہیم کے انکے پاس کوئی نبی نہیں آیا ہیں سب لگے۔ اللہ الذی خلق السموت والارض الخ بیان سے وہ بات بیان فرمانا ہے کہ جسکا پہنچانا رسول پر فرض ہے جیسا کہ پہلے رسالت اور اسکی ضرورت بیان کی تھی یعنی اسمدہ ہے کہ جسنے آسمان زمین کو پیدا کیا نہ وہ لوگ کہ جنکو مشرکین انکے ساتھ طاعت میں یا حاکم من دون اللہ یا شفیع سمجھیں ہیں اس بات کا بھی ہے کہ جسکو تم انکا شریک سمجھتے ہو وہ خدا تو کیا انکی اجازت بغیر کسی کی سفارش بھی نہیں کر سکتے نہ کسی کے حامی و مددگار بن سکتے ہیں جس خیال سے کہ مشرکین غیر اللہ کو اللہ کا شریک سمجھتے ہیں۔ اس آیت میں جس طرح انکی اجازت بغیر اوروں کی ولایت و شفاعت کی نفی ہوا اسی طرح انکی طرف سے ولایت و شفاعت یعنی حمایت کا ثبوت ہے۔ ہمیں بت پرستوں کی تجہیل ہے وجہ یہ اقرار کر کے کہ انکے سوا اور کوئی خالق نہیں سمجھتے تھے کہ وہ ہماری سفارش کریگے۔

جب خلق کو بیان فرما چکا تو اسکے بعد امر کو بیان فرماتا ہے یدبر الامر من السماء الی الارض کہ وہ آسمان سے لیکر زمین تک ہر ایک کام کی آپ ہی تدبیر کرتا ہے ہمیں اسکا کوئی مشیر و وزیر نہیں۔ آسمانوں یعنی علویات کی کل تدبیر و تصرف آسمانوں کی حرکت ستاروں کی حسب موقع گردش انکے انوار کا تحفظ پھر وہاں کے رہنے والوں ملائکہ اور روحانیات کے متعلق سب کام وہ آپ ہی کیا کرتا ہے۔ اور اسی طرح زمین یعنی عالم سفلی کے متعلق سب کام آپ ہی کرتا ہے مینہ کا بروقت برسانا ہواؤں کا چلانا نباتات کا اگانا حیوان اور انسان کی بیماری و تندرستی موت و حیات سب باتیں وہی کیا کرتا ہے۔ یا یوں کہو ہر ایک کام کی تدبیر اسباب سماویہ کے ساتھ جو آسمان سے زمین کی طرف نازل ہوا کرتے ہیں وہی کیا کرتا ہے۔ تو دنیا کے بقاتک کا سلسلہ تمام بھرج الیہ اسکے بعد جب یہ عالم فنا ہو چکے گا اور نیا عالم پیدا ہو گا جسکو عالم آخرت یا عالم حشر کہتے ہیں اس وقت بھی یہ سب تدبیر و تصرف بھرج الیہ اسی کے ہاتھ میں ہوگا۔ پھر اس عالم کو بھی یوم کان مقدارہ الف سنۃ مما تعدون کے ساتھ قبیر فرما یا ہوں دلانے کے لیے اور وہ عالم لایزال ہوگا اسکے دنوں کا کوئی شمار نہیں لیکن اس عالم کے پہلے رد کر ذکر دیا یعنی قیامت کہ یعنی اس عالم کے پہلے دن ہی سے کہ جسکی مقدار تمہارے ہزار برس کے برابر ہے سب کام وہاں کے اسکے ہاتھ میں ہونگے۔ اب یہ بات رہی کہ کہیں تو اسدن کی مقدار پچاس ہزار برس کی فرمائی ہے جیسا کہ سورۂ معارج میں ہے کہیں ہزار برس جیسا کہ یہاں ہے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ اُس دن بڑی سختی ہوگی اور نہایت ہیبت و ہیبت سویہ ہر شخص کی نسبت جداگانہ ہوگی کیونکہ جیسا جرم ویسی ہشت اور مصیبت کے دن کی درازی بمقدار مصیبت ہوا کرتی ہے وہ دن تو ایک معمولی دن ہوگا مگر کفار کو پچاس ہزار برس کے برابر معلوم ہوگا اور گنہگاروں کو ہزار برس کے برابر اور نیکوں کو فریضہ نماز کے وقت کے برابر پس اسلیے کہیں پچاس ہزار برس کے برابر کہدیا کبھی ہزار برس کے کہیں صلوٰۃ مکتوبہ کے جیسا کہ احادیث صحیحہ میں آیا ہے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ دن البتہ دراز معلوم ہوگا تکلیف کے سبب سے اور اسکی درازی کو اعداد مختلفہ کے ساتھ تعبیر کر دیا جیسا کہ جب ہمکو انکار محض مقصود ہوتا ہے تو کہا کرتے ہیں تو سو بار بھی کہے گا تو یہ کام نہ کرونگا پھر تھوڑی دیر بعد اسکے جواب میں کہدیتے ہیں تو ہزار بار بھی کہیگا تو نہ کرونگا۔ یہ بات ایک محاورہ کے متعلق ہے یعنی محض کثرت مراد ہے۔ عالم الخلق و عالم امر کا مالک مختار ہونا لازم اور وہ بھی دنیا و آخرت دونوں عالموں میں) بیان فرما کر کس زور کے ساتھ فرماتا ہے ذلک علم الغیب والشہادۃ یہ ہیبت و رعب کا جاننے والا جو تمام کائنات کا خالق اور مدبر ہے وہ ایسا ہے جس میں نہ وہ کہ جسکو تم پوجتے ہو۔ چونکہ دنیا اور آخرت اور خلق اور امر کا ذکر آیا تھا انکے مناسب لفظ آئے غیب آخرت کے لیے کیونکہ وہ اور وہاں کے سب کام ہماری آنکھوں سے غائب ہیں اور اسی طرح عالم امر کے لیے بھی کیونکہ وہ بھی محسوس نہیں اور شہادۃ دنیا اور خلق کے لحاظ سے اور اسی طرح العزیز الرحیم بھی دونوں کے لحاظ سے آیا بلکہ ہر ایک کے لحاظ کے لسلیے کہ خلق اور امر اور دنیا اور آخرت میں جس طرح عزیز یعنی غالب قادر ہونیکی ضرورت ہے اسطرح رحیم ہونیکی بھی ہے پھر عزیز و رحیم ہونیکا ثبوت دنیا میں عالم خلق کی ایک اعلیٰ اور عمدہ قسم کے پیدا کرنے کے بیان سے کرتا ہے یعنی حضرت انسان کی پیدائش سے جس سے کلام ہوا ہے کہ اس کو کس طرح سے بنایا۔

تدبیر الامر کا بیان

الف سنۃ کا بیان

فعال لما یرید احسن کل شئی خلقہ کہ اسنے ہر شے کو عمدہ طور سے بنایا ہے۔ جس چیز کو بغور دیکھے گا تو وہ آپ ثابت کر دیگی کہ میرے خالق کو اس امر میں وہ کمال ہے کہ جسکو کسی کے ساتھ تشبیہ بھی نہیں دیجا سکتی۔ اونٹ کو ملاحظہ کیجئے اگر آپ کی گردن دراز نہوتی تو محض بیکار ہو جاتے ہاتھی کو سونڈ نہ ملتی تو بڑا باہج تھا علی ہذا القیاس ہر درند چرند کے ایک ایک عضو اور اسکے بال اور کھال کو غور کرو گے تو ہر ایک شے سے یہی بول اٹھیگا ۵ ففی کل شئی لہ شاہد ۵ یدل علی انہ واحد ۵

یہ تو ایک تعمیم تھی اسکے بعد ان میں سے حضرت انسان کی پیدائش کا حیرت انگیز حال بیان فرماتا ہے وبدأ خلق الانسان من طین کہ انسان کی پیدائش کا سے شروع کی یعنی اس نوع کا جو اول فرد ہے حضرت آدم علیہ السلام اسکو کسی کے نطفہ سے نہیں بنایا بلکہ اسکو خاک سے بنایا۔ گرچہ خاک کے ساتھ پانی وغیرہ اور بھی اجزاء عنصری تھے مگر چونکہ یہ زیادہ تھا اسلیے اسیکا لحاظ کیا گیا اور کل کو جز غالب سے تعبیر کرنا محاورہ کی بات ہے۔ ہم اس مقام پر اس کو چھوڑ دیتے ہیں کہ خاک سے کیونکر بنایا اور کہاں بنایا؟۔ لفظ بدأ سے یہ بھی بتلا دیا کہ انواع قدیم نہیں جیسا کہ حکماء یونان کا خیال تھا چنانچہ انکا رد علم کلام کی بڑی کتابوں میں بڑے زور سے کر دیا گیا ہے۔

ثم جعل نسلہ من سلالۃ من ماء مہین پھر اسکی نسل جاری کرنے کا دستور بتلاتا ہے کہ جنسے اسکی نسل کو چھوڑے ہوئے بیقدر پانی سے جاری کیا یعنی منی سے جو تمام انسانی اخلاط کا نچوڑ یا عطر ہوتا ہے اور باوجود اسکے نے قدر ہوتا ہے انسان اسکو چھپاتا ہے بدن یا کپڑے پر لگ جاتی ہے تو دھوڈالتا ہے۔ نسل کو اسلیے نسل کہتے ہیں کہ وہ جسکی نسل ہوتی ہے اس سے نکلتی ہے نسل الصوف نسولا سقط۔ قاموس۔ نسلہ ذریتہ سمیت یہ لانہا تنسل منہ اے تنفصل۔ بیضاوی۔ سلالہ سل سے ہے جسکے معنی کھینچنے کے ہیں کہتے ہیں سیف مسلول۔ سلالۃ ای المستخرج من منی آدم علیہ السلام مجمع بحار الانوار۔ منی کو سلالہ اسی لئے کہتے ہیں کہ وہ انسان کے جسم میں سے کھینچتی ہے۔ مہین الضعیف والحقیر والقلیل۔ قاموس۔

ثم سوّٰہ ونفخ فیہ من روحہ اسکے ماں کے پیٹ میں اسکو ٹھیک کیا سر کی جگہ اس گوشت کے ٹکڑے میں سے سر بنایا کان کی جگہ کان آنکھ کی جگہ آنکھ ناک کی جگہ ناک بڑی پتلے بال کھال ایک تناسب طبعی سے بنائیں اور ہر چیز کو اس اندازہ سے بنایا کہ علم تشریح کے واقف ہونے کے بعد عاقل کو اس بات کا اقرار ہی کرنا پڑتا ہے کہ یہ کسی بڑے مدبر حکیم کا فعل اور بڑے باکمال کی کاریگری ہے۔ فتبارک اللہ احسن الخالقین۔ اور اسکو ٹھیک کر کے اسمیں اپنی روح پھونکی زندہ کر دیا من روحہ کے یہ معنی نہیں کہ اللہ نے اپنی روح یعنی اپنی جان کا کوئی ٹکڑا اسمیں ڈالدیا بلکہ یہ معنی وہ روح کہ جو اللہ کی عمدہ اور لطیف چیزوں میں کی ایک چیز ہے وہ اسمیں ڈالدی۔ اور روح کو اپنی طرف اسکی خوبی ولطافت و شرافت کے لیے مضاف کر دیا جیسا کہ بادشاہ اپنے خاص نوکر کو عزت دینے کے لیے کچھ باکرتے ہیں کہ ہمارا نوکر ہمارا خادم۔ وجعل لکم السمع والابصار اسکے بعد تمہارے لیے شنوائی و بینائی یعنی حواس ظاہرہ عطا کیے والافئدۃ دل یعنی قوای باطنیہ وہ مدرکات باطنیہ عطا کیے۔ مگر اسپر بھی قلیلا ما تشکرون تم بہت ہی کم خدا کا شکریہ ادا کرتے ہو۔ ان باتوں کو اپنے گھر کی باتیں خیال کرتے ہو۔ روح پھونکنے سے پہلے تک تو غائب کے صیغوں سے تعبیر کیا ثم سوّٰہ فرمایا اور روح پھونکنے کے بعد جعل لکم خطاب کے صیغہ لایا کیونکہ اب قابل خطاب کے ہو گیا۔

مشرکین مکہ ان چند قوجہات باطلہ میں مبتلا تھے (۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مفتری کہتے تھے (۲) اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور چیزوں کو بھی شریک کرتے تھے ان دونوں باتوں کا یہانتک جواب شافی دیدیا گیا (۳) حشر ممکن نہیں۔ اس کا جواب انکے شبہ کو نقل کر کے دیتا ہے وقالوا اذا ضللنا فی الارض ءانا لفی خلق جدید کہ وہ کہتے ہیں کیا ہم جب مر کر زمین میں گم ہو جاوینگے یعنی بدن کے اجزا متفرق ہو کر نیست و نابود ہو جاوینگے تو پھر زندہ ہو نگے ہم جواب سے پہلے فرماتا ہے بل ہم بلقاء ربہم کافرون کہ ان کا زمین میں ملنے کے بعد زندہ ہونے ہی پر تعجب نہیں بلکہ وہ دراصل اپنے رب کے پاس جانے کے منکر ہیں اب جواب دیتا ہے قل یتوفٰکم ملک الموت الذی وکل بکم کہ اسنے حکم دے ایک روزہ فرشتہ جو تمہاری جان قبض کرنے پر معین کیا گیا ہے تمہاری جان قبض کریگا مرنے پر تو تمہارا بھی یقین ہے اب رہا بار دگر زندہ ہونا سو جسنے نیست سے ہست کر دیا کیا وہ بار دگر زندہ نہیں کر سکتا ہے کر سکتا ہے اور کریگا ثم الی ربکم ترجعون۔ پھر تم اپنے رب کے پاس لوٹ کر جاؤ گے۔

وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ ۝ وَلَوْ شِئْنَا لَاٰتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدٰىهَا

اور جو تو کبھی دیکھے جبکہ گنہگار اپنے رب کے آگے سر جھکائے ہوئے ہونگے کہینگے اے رب ہمنے دیکھ لیا اور سن لیا اب ہمکو دنیا میں پھیج دیجیے کہ اچھے کام کریں ہمکو یقین آگیا۔ اور اگر ہم چاہتے تو ہر شخص کو اسکی راہ ہدایت دیتے

وَلٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّيْ لَاَمْلَــَٔنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ۝ فَذُوْقُوْا بِمَا نَسِيْتُمْ لِقَاۗءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۚ اِنَّا نَسِيْنٰكُمْ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ

لیکن میری بات پوری ہوگئی کہ میں جہنم بھروں گا جن اور آدمیوں سب سے۔ پھر تم اپنے آج کے دن کے فراموش کرنیکا یہ مزہ چکھو ہمنے تمکو بھلا دیا اور عذاب دائمی چکھو

بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ اِنَّمَا يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّسَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ۝ تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ

بدلہ اپنے کیے کا۔ ہماری آیتوں پر تو وہی ایمان لاتے ہیں کہ جب انکو انھیں یاد دلایا جاتا ہے تو سجدہ میں گر پڑتے ہیں اور اپنے رب کی ستائش کرتے ہیں اسکی خوبیاں بیان کرکے اور وہ تکبر نہیں کرتے۔ شب کو اپنے بستروں سے

عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا ۡ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ ۚ جَزَاۗءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ

اٹھکر اپنے رب کو خوف و امید سے پکارتے ہیں اور ہمارے دیے میں سے کچھ دیتے ہیں۔ پھر کوئی شخص نہیں جانتا کہ انکے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک کی چھپا رکھی ہے انکے عمل کے بدلے میں۔

ترکیب

ولو ترٰی ہومن رویۃ العین والمفعول محذوف ای ولو ترٰی المجرمین۔ واذ ہنا یراد بہا المستقبل والتقدیر یقولون ربنا موضع المحذوف حال والعامل فیہا ناکسوا۔ فذوقوا ایاای فذوقوا العذاب ویجوز ان یکون مفعول فذوقوا اللقاء علی مذہب الکوفیین فی اعمال الاول۔ ویجوز ان یکون ہنا۔ تتجافی فی موضع الحال وجواب محذوف ای مدحوا ربہم خوفا وطمعا یمکن ان یکون للتعلیل ای خوفا وطمعا ✤ **تفسیر** ✤ مفعول لہ والعامل یدعون۔ ای یمنعہم الذی ویجوز ان یکون للاستفہام۔ ولو ترٰی یہاں سے وہ حال بیان کرتا ہے جو خدا کے پاس رجوع ہونے کے بعد ظہور میں آئیگا کہ اے محمد یا ای شخص مخاطب اگر تو ان کافروں کو اُس وقت دیکھے جبکہ وہ اپنے رب کے سامنے شرمندگی اور خوف سے سر جھکائے کھڑے ہونگے اور یہ کہینگے کہ اے رب ہمنے آنکھ سے سر کا معاملہ دیکھ لیا اور تجھ سے رسولوں کا برحق ہونا سن لیا۔ یا ایھا ای جاکر اپنے کام کریں اب ہمکو یقین آگیا۔ مگر اب کیا ہوتا ہے کیونکہ ولو شئنا لاتینا الخ اگر ہم چاہتے تو ہر شخص کو ہدایت کرتے ایمان اور نیک کردار کر دیتے مگر ان میں صلاحیت نہ تھی انکو رسولوں نے بہت کچھ سمجھایا پر نہ مانا کیلئے کہ اللہ کا نوشتہ ازلی ہو رہا تھا کہ یہ لوگ جہنم میں جاوینگے مطلب یہ کہ اگر بار بار گھبھی دنیا میں جاویں تو کبھی راہ پر نہ آویں پس حکم ہوا کہ آج کے دن فراموش کرنے کا مزہ چکھو۔ اب ہنسنے تکلا ہ یا یعنی ہمارے دل میں تمہاری جگہ باقی نہیں رہی۔ یہ محاورہ کی بات ہے اسکے یہ معنی نہیں کہ خدا تعالیٰ انکو بھول جاویگا کیسے کہ وہ سہو و نسیان سے پاک ہے وذوقوا اب عذاب الٰہی کا مزہ چکھو اپنے اعمال بد کے سبب۔ تم دائم ان میں گرفتار تھے اسلیے عذاب دائمی میں گرفتار ہوئے۔

انما یؤمن الخ یہاں سے یہ بات بتلاتا ہے کہ یہ نصیب کیا ایمان لاوینگے ایمان لانا آیات الٰہی پر تو ازلی نیکبختوں کا کام ہے۔ پھر انکے علامات اور عادات حمیدہ بیان فرماتا ہے۔ (۱) کہ جب ان کو آیات الٰہی سنا کر سمجھایا جاتا ہے تو خوف الٰہی کے مارے سجدہ میں گر پڑتے ہیں اور اسکی تسبیح و تحمید کرتے ہیں سبحان اللہ سجدہ کہتے ہیں اور یہ نہیں کہتے نہ تو دنیا میں کسی سے بلکہ پوش آتے ہیں اور اللہ کے رسولوں اور اُنکے احکام سے تکبر کرکے سرتابی کرتے ہیں یعنی ان میں کمال صلاحیت ہے۔ اس آیت کو پڑھکر یا سنکر سجدہ کرنا لازم ہے۔

(۲) تتجافی جنوبہم عن المضاجع ای ترتفع وتتنحی عن الفرش ومواضع النوم۔ (بیضاوی) کہ وہ رات کو اپنے بستروں اور خواب گاہوں سے اٹھکر تہجد کی نماز پڑھتے ہیں اس میں خوف و امید کے ساتھ اللہ کو پکارتے ہیں و دعا کرتے ہیں مناجات میں مشغول ہوتے ہیں۔

احادیث صحیحہ میں نماز تہجد کی تاکید اور فضائل بہت کچھ وارد ہیں۔ آنحضرت صلعم اور صحابہ اور صالحین اُمت کا قدیم دستور ہے کہ وہ نصف شب کے بعد اٹھکر تہجد کی نماز پڑھتے ہیں وہ بارہ رکعت ہیں دو دو کی نیت سے حضرت پر یہ نماز فرض تھی تمام اُمت کے لیے مسنون ہے۔ ابی امامہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رات کا اُٹھنا لازم کرو کیونکہ یہ تمسے پہلے صالحین کی عادت ہے اس سے تمہارے رب کی نزدیکی پیدا ہوتی ہے یہ گناہوں کو مٹانے گناہوں سے روکتا ہے۔ رواہ الترمذی۔ اور فرمایا کہ یہ بڑا قبولیت کا وقت ہے۔

(۳) ومما رزقناہم ینفقون کہ اللہ کے دیے میں سے دیتے ہیں یعنی خیرات بھی کرتے ہیں۔ پھر انکے اجر کی بابت فرماتا ہے فلا تعلم نفس ما اخفی لہم من قرۃ اعین الخ کہ انکے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک یعنی فرحت و سرور کی چیزیں جو کچھ جنے چھپا رکھی ہیں انکی پوری تعداد اور کیفیت کوئی نہیں جانتا ہو یعنی وہ بے حساب چیزیں ہیں اور یہ ٹھیک ہے۔ مگر اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ جنت اور اُسکی کسی نعمت سے واقف نہیں خصوصاً وہ کہ جنکو قرآن و نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بتا دیا جسنے یہ مطلب سمجھکر دعا جنت اور حور و قصور کا مانگا کیا بڑی غلطی کی

سجدۃ التلاوۃ

ا وقف غفران
ط وقف غفران

أَفَمَن كَانَ مُؤْمِنًا كَمَن كَانَ فَاسِقًا ۚ لَّا يَسْتَوُونَ ۝ أَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَلَهُمْ جَنَّاتُ الْمَأْوَىٰ نُزُلًا بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ وَأَمَّا الَّذِينَ

بھلا مومن کافر کے برابر ہے۔ نہیں برابر ہو سکتا۔ وہ جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کیے ان کے لیے رہنے کے باغ ہیں مہمانی میں ان کے عمل کے سبب۔ اور وہ جو

فَسَقُوا فَمَأْوَاهُمُ النَّارُ ۖ كُلَّمَا أَرَادُوا أَن يَخْرُجُوا مِنْهَا أُعِيدُوا فِيهَا وَقِيلَ لَهُمْ ذُوقُوا عَذَابَ النَّارِ الَّذِي كُنتُم بِهِ تُكَذِّبُونَ ۝ وَلَنُذِيقَنَّهُم مِّنَ

بدکار ہیں سو ان کا ٹھکانا آگ ہے۔ جب چاہیں گے کہ اپنے نکلیں تو انہیں پھر داخل کر دیے جائیں گے اور ان کو کہا جائے گا آگ کا وہ عذاب چکھو کہ جسکو تم جھٹلا یا کرتے تھے۔ اور البتہ دنیا میں ہم انکو

ع ۱ الْعَذَابِ الْأَدْنَىٰ دُونَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ۝ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّن ذُكِّرَ بِآيَاتِ رَبِّهِ ثُمَّ أَعْرَضَ عَنْهَا ۚ إِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِينَ مُنتَقِمُونَ ۝

تھوڑا سا عذاب چکھائیں گے بڑے عذاب سے اوسر تاکہ وہ رجوع کریں۔ اور اس سے بڑھکر کون ظالم ہے جسکو اللہ کی آیتوں سے سمجھایا جاوے پھر وہ اُن سے منہ موڑے۔ ہم گناہگاروں سے بدلہ لینا ہے۔

ترکیب

اَفَمَنْ الاستفہام للانکار ای لیس المؤمن کالکافر۔ لایستوون تاکید لما تضمنہ الاستفہام والجمع لرعایۃ معنی مَنْ بعد ما رعی لفظہا جمع معنی۔ اما الذین الخ ہذا التفصیل تقریر لایستوون جنت الماوی ای التی فیہا المساکن والدور والغرف العالیۃ (ابن کثیر) الماوی ما یاوی الیہ وقیل الماوی اسم للجنۃ۔

تفسیر

مؤمنوں کے درجات آخرت منکر ایک خیال پیدا ہو سکتا تھا کہ اسد کے مؤمن و کافر نیک و بد سب بندے برابر ہیں کوئی نیک سے فائدہ نہ بد سے نقصان پہنچا کوئی کے لیے یہ کچھ درجات بدوں کے واسطے یہ مصائب اُسکے عدل انصاف کے خلاف ہے۔ اور کچھ عجب نہیں کہ کفار بھی اپنی بت پرستی اور دیگر بیکار کوششوں پر اپنے تئیں ان نعمتوں کے مستحق سمجھتے ہوں اسکا جواب اس آیت میں دیتا ہے افمن کان مؤمنا کمن کان فاسقا لایستوون کہ پہلا مؤمن اور فاسق دونوں برابر ہیں ہرگز نہیں۔ پھر اسکی اور بھی توضیح کرتا ہے اما الذین آمنوا الخ کہ وہ جو ایمان لائے ہیں اور صرف اسی پر بس نہیں بلکہ اُنہوں نے نیک کام بھی کیے ہیں۔ نیک کاموں کی شرح پہلی آیتوں میں آچکی ہے فلہم جنت الماوی کہ ان کا مقام جنت میں ہے وہی ان کا اصلی مقام ہے دنیا ایک کوچ کر جانے کی منزل ہے۔ نزلا بما کانوا یعملون یہ مقام قدس اُنکی مہمانی میں دیا جاویگا انکے ان کاموں کے بدلہ میں جو وہ دنیا میں کیا کرتے تھے۔ واما الذین فسقوا اور وہ جو فاسق ہو گئے یعنی خدا کے حکم سے نافرمان ہو گئے۔ یہ عام ہے کفر و معصیت دونوں فسق میں فماوٰھم النار انکا ٹھکانا آگ ہے دوزخ کی دہکتی ہوئی آگ انکا گھر ہے۔ یہ دنیا کے عمدہ محل اور نفیس باغ تو چند روز کے لیے ہیں دنیا میں بھوت کی آگ میں مبتلا تھے وہی آتش شہوت ناچیز جہنم بنجاویگی۔ کلما ارادوا ان یخرجوا منہا اعیدوا فیہا جب وہاں سے نکلنے کا ارادہ کرینگے تو پھر وہیں دھکے دیکر پہنچائے جاوینگے یعنی نکلنے نہ پاوینگے کسلیے کہ وہ دنیا میں اس آگ سے نہ نکلے تھے وقیل لہم الخ اور اُنسے کہدیا جاوے گا کہ آج اس آتش کے عذاب کا مزہ چکھو کہ جسکو تم دنیا میں جھٹلایا کرتے تھے۔ جب کوئی کہتا تھا کہ کس فعل بد کی سزا جہنم ہے تو کہدیتے تھے جنت و جہنم سب فرضی باتیں ہیں بیوقوفوں کے ڈرانے کے لیے آسپر وہ اپنی دولت و حشمت کے گھمنڈ پر قہقہے لگایا کرتے تھے چنانچہ کسی بدکردار شاعر نے اسپر بہت کچھ مضحکہ کیا ہے۔ اور آج کل عیاش ملحد منش اپنی محفلوں میں بہت کچھ قہقہے اُڑایا کرتے ہیں وہاں انکو کہا جاویگا یہ وہ آگ ہے کہ جسکو تم جھٹلایا کرتے تھے۔

ولنذیقنہم من العذاب الادنی الخ اب یہ بات ارشاد فرماتا ہے کہ اس خیال میں نہ رہنا کہ آخرت ہی میں عذاب آویگا دنیا میں تو مزے سے گزرتی ہے بلکہ آخرت کے عذاب سے پہلے دنیا میں بھی ہم انکو عذاب چکھینگے گو وہ کتنا ہی بڑا ہو مگر عذاب آخرت کے مقابلہ میں ادنی ہے چنانچہ اس پیشین گوئی کے موافق اہل مکہ پر عذاب ادنی آیا سات برس تک وہ قحط پڑا کہ مُردار اور کتوں کے کھانے کی نوبت آگئی گرچہ آیت میں روئے سخن اہل مکہ کی طرف ہے مگر سب فاسقوں کی طرف اشارہ ہے۔

کتب تاریخ شاہد ہیں کہ دنیا میں جس قوم نے بدکاری شہوت پرستی اختیار کی وہ دنیا ہی میں برباد و تباہ کیے گئے سلطنتیں چھین لی گئیں لوگوں کے ہاتھوں سے قتل ہوئے انکی جورو اور بیٹیوں کو بیعزت کیا گیا۔ یہ عذاب انکو اسلیے دیا جاتا ہے کہ لعلہم یرجعون کہ کاش وہ خدا کی طرف رجوع کریں توبہ کر کے مصالحت اختیار کریں۔ مگر افسوس کہ جو اسکے بعد بھی رجوع نہیں کرتے جان لو کہ وہ خدا کی بارگاہ سے راندے ہوئے ہیں انکو کبھی خوشخبری کا منہ دیکھنا نصیب نہ ہوگا۔ اہل اسلام کے امرا کو عبرت کرنا چاہیے۔ ومن اظلم الخ میں یہی بات بتلاتا ہے کہ اس سے زیادہ کون بدبخت ظالم ہے کہ جسکو اسکی آیتوں سے سمجھایا جاتا ہے پھر وہ اُس سے اعراض کرتا ہے پھر ہم ایسے مجرموں سے کیوں انتقام لینگے؟

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآئِهٖ وَجَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۞ وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا ۖ وَكَانُوْا

اور البتہ موسیٰ کو ہم نے کتاب دی پھر تو اسکے ملنے میں شبہ نہ کر اور ہم نے اسکو بنی اسرائیل کے لیے رہنما بنایا۔ اور ہم نے ان میں سے پیشوا مقرر کیے جو ہمارے حکم سے رہنمائی کرتے تھے جبکہ انہوں نے صبر کیا۔ اور وہ

بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ ۞ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۞ اَوَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ

ہماری آیتوں پر یقین رکھتے تھے۔ بیشک تیرا رب قیامت کے دن انمیں فیصلہ کریگا کہ جسمیں وہ اختلاف کرتے ہیں۔ کیا انکو اس سے رہنمائی نہوئی کہ انسے پہلے ہم نے کتنے قرن غارت کر دیئے کہ جنکے

مَسٰكِنِهِمْ ۚ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ ۭ اَفَلَا يَسْمَعُوْنَ ۞ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَسُوْقُ الْمَآءَ اِلَى الْاَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا تَاْكُلُ مِنْهُ اَنْعَامُهُمْ وَاَنْفُسُهُمْ ۭ اَفَلَا

گھروں میں وہ چلتے ہیں۔ اسمیں بیشک نشانیاں ہیں پھر وہ سنتے نہیں۔ کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہم پانی کو خشک زمین کی طرف رواں کرکے پھر اس سے کھیتی نکالتے ہیں جسکو انکے جانور اور وہ خود بھی کھاتے ہیں۔ پھر کیا انہیں

يُبْصِرُوْنَ ۞ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْفَتْحُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۞ قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ لَا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِيْمَانُهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ۞ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَانْتَظِرْ اِنَّهُمْ مُّنْتَظِرُوْنَ ۞

دیکھتے۔ اور کافر کہتے ہیں کب ہے یہ فیصلہ اگر تم سچے ہو۔ کہہ فیصلہ کے دن کافروں کو ایمان لانا کچھ نفع نہ دیگا اور نہ انکو مہلت دیجائیگی۔ پس انسے کنارہ کر اور انتظار کر وہ بھی انتظار کرنیوالے ہیں

الثلث شیم ع ۲

ف ۱ یعنی جو چیز ان کے پاس نہیں اسکی کیا خبر دیں۔ ف ۲ یعنی ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور تو اسکے ملنے میں شک نہ کر۔ ف ۳ یعنی ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور تو اسکے ملنے میں شک نہ کر۔ ف ۴ یعنی ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور تو اسکے ملنے میں شک نہ کر۔ ف

سورہ احزاب مدینہ میں نازل ہوئی اسمیں تہتر آیتیں اور نو رکوع ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِیْنَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِیْمًا حَكِیْمًا ۙ وَّاتَّبِعْ مَا یُوْحٰۤى اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ

اے نبی اللہ سے ڈر اور کافروں اور منافقوں کا کہنا نہ مان۔ البتہ اللہ جو ہے سو خبردار حکیم ہے۔ اور اسپر چل کر جو تیرے رب کی طرف سے تیری طرف بھیجا گیا۔

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا ۙ وَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِیْلًا ۝

اللہ جانتا ہے جو کچھ تم کیا کرتے ہو۔ اور اللہ پر بھروسہ کر۔ اور اللہ بس ہے کارسازی کو۔

ترکیب

من بک متعلق بیوحی وکیلا تمیز للکفی باللہ فاعلہ والباء زائدۃ۔

تفسیر

احزاب حزب کی جمع جسکے معنی جماعت اور گروہ کے ہیں۔ اس سورہ میں ان جماعتوں کا بھی تذکرہ ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ پر چڑھکر آئیں تھیں اور چاروں طرف سے مدینہ طیبہ کو گھیر لیا تھا جسکی مدافعت کے لیے حضرت نے شہر کے ارد گرد خندق کھودنے کا حکم دیا تھا اسی واقعہ کو غزوۂ خندق کہتے ہیں جو شوال کے مہینے میں اُحد کی لڑائی کے ایک برس بعد ہجرت کے پانچویں سال میں واقع ہوا تھا۔ اسلیے اسی سورہ کا نام سورۂ احزاب ہوگیا۔

یہ سورہ بقول ابن عباسؓ و ابن الزبیر مدینہ میں نازل ہوئی ہے۔ بعض آیتوں میں یہ پایا جاتا ہے کہ اس سورہ میں سے بعض آیات آنحضرت صلعم کے عہد میں منسوخ التلاوۃ ہوگئی ہیں۔ گو اس سے بھی قرآن مجید پر تحریف کا الزام قائم نہیں ہوسکتا کیلیے کہ تحریف جب ہوتی ہے کہ جب آپکے بعد قرآن میں کمی کی جاتی یا آپکے بغیر اجازت و حکم نازل قرآن ہی نے کسی قدر اجزا کو کسی حکمت سے کم کر دیا تو پھر کسی کو کیا مجال گفتگو ہو۔ اس بحث کو ہم **تعریف القرآن** حواشی لیف القرآن میں خوب بیان کر چکے ہیں مگر ابو مسلم وغیرہ محققین اسکے سرے سے قائل ہی نہیں ہیں وہ آیات منسوخ التلاوہ کو قرآنی آیات نہیں کہتے بلکہ وہ جملہ بطور تفسیر کے اُن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھے تھے جسکو لوگوں نے آیت سمجھکر اپنے مصاحف میں لکھ لیا مگر جب قرآن اصلی حالت پر لکھوایا گیا عرضہ اخیرہ کے مطابق اسمیں درج نہونے دیا۔

سورہ ہجدہ کے اخیر میں آنحضرت صلعم کو انتظار کا حکم دیا گیا تھا اور نصرت کا وعدہ بھی تھا۔ ایسی حالت میں کچھ عجب نہیں کہ کفار و منافقین نے آنحضرت صلعم کو اپنی اطاعت پر آمادہ کرنا چاہا ہو کہ آپ فلاں فلاں باتیں ان لیں تو ہم آپکے دین میں آجاتے ہیں ورنہ ہم آپکے اور آپکے ماننے والوں کے دشمن ہونگے۔ گو آپ سے یہ بات متوقع نہ تھی مگر ایسی خطرناک حالتوں میں طبیعت انسانی کا مائل ہوجانا کچھ بعید نہیں اسلیے بنظر احتیاط آنحضرت صلعم کو اول ہی آگاہ کر دیا فقال یاایہا النبی اے نبی۔ اسمیں آنحضرت صلعم کی کمال عزت ہے کہ قرآن مجید میں کسی جگہ آپ کا اسم مبارک لیکر نہیں پکارا گیا بلکہ بلقب نبی یا رسول یا مزمل یا مدثر یاد فرمایا گیا اتق اللہ اللہ سے ڈر اگرچہ آپ اللہ سے ڈرتے تھے مگر یہ اسپر دوام کے لیے یا ازدیاد کے لیے یہ حکم دیا کیلیے کہ تقوے کا بے نہایت میدان ہے۔ ولا تطع الکافرین والمنافقین اور کافروں اور منافقوں کا کہنا نہ مان واحدی کہتے ہیں کافروں میں سے ابوسفیان و عکرمہ و ابوالاعور اور منافقوں میں سے عبداللہ بن ابی و عبداللہ بن ابی سرح آپ سے طرح طرح کی باتیں دھمکی دیکر کہا کرتے تھے کہ ایسا کر ایسا کر۔ انکا کہنا اسلیے نہ مان کہ یہ وہ باتیں کہتے ہیں جسکو مصلحت الٰہی نہیں چاہتی تھی ان اللہ کان علیما حکیما البتہ اللہ عالم ہے ہر بات کی ابتدا و انتہا شروع و انجام جانتا ہے اسنے جو کچھ حکم دیا ہے اسمیں سراسر حکمت ہے پس واتبع ما یوحیٰ الیک من ربک اللہ نے جو کچھ تیری طرف وحی کی ہے اُسی پر چل اور نہایت استحکام اور صدق دل سے وحی کا اتباع کر کیلیے کہ ان اللہ کان بما تعملون خبیرا جو کچھ تم کرتے ہو اسکو اللہ خوب جانتا ہے اُسپر کوئی بات مخفی نہیں۔ ان سرکشوں کی دھمکیوں سے ڈر و توکل علی اللہ اللہ پر بھروسہ رکھ وکفی باللہ وکیلا وہ کافی ہے سب کار۔ وہی کریگا کوئی دشمن تمپر غلبہ نہ پاویگا۔

حاصل کلام جو قومیں رطب ضلالت میں غرق ہوں و جہالت کی تاریک نہروں میں بہہ رہوں اُن وقت خدا کے ہادی کو جو قوانین علیہ و احکام سیاسیہ کا چشمہ اسکا الہام ہو مستقل رہنا چاہیے لوگوں کی بیہودہ خواہشوں کی تعمیل اور خلاف میں ایذاء و تکلیف کی کچھ بھی پروا نکرنا چاہیے۔ قرآن نے لوگوں کو ہمیشہ کے لیے کیا عمدہ قانون بتلا دیا ہے۔

مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ ۚ وَمَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمُ الّٰٓـِٔيْ تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ ۚ ذٰلِكُمْ

اور اللہ نے کسی کے اندر دو دل نہیں بنائے ہیں۔ اور اللہ نے تمہاری اُن بیویوں کو کہ جنکو تم اس کچھ بیٹھے ہو تمہاری ماں نہیں بنایا۔ اور تمہارے منہ بولے بیٹوں کو تمہارا بیٹا بنایا ہے۔ یہ

قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ ۖ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِى السَّبِيْلَ ۝ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَهُمْ

تمہاری بات ہے تمہارے منہ کی۔ اور اللہ سچ فرماتا ہے اور وہی رستہ بتاتا ہے۔ انکو انکے اصلی باپوں کے نام سے پکارا کرو یہ اللہ کے نزدیک بہتر ہے۔ اگر تمکو انکے باپ معلوم نہوں

فَاِخْوَانُكُمْ فِى الدِّيْنِ وَمَوَالِيْكُمْ ۭ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيْمَآ اَخْطَاْتُمْ بِهٖ وَلٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝

تو وہ تمہارے دینی بھائی اور رفیق ہیں۔ اور بھول چوک میں تم پر کچھ گناہ نہیں لیکن اسمیں کہ جسکو قصد کرو۔ اور اللہ جو ہے تو معاف کرنیوالا مہربان ہے۔

تفسیر

پہلے فرمایا تھا کہ خلوص کے ساتھ وحی کا اتباع کرو اب ماجعل اللہ الخ سے یہ بات بتلاتا ہے کہ مقتضائے خلوص یہی ہے کہ ایک طرف کا ہو جاوے دو دلی اچھی نہیں۔ اس دو دلی کو اس جملہ میں دکھایا۔ دو دلی یا دورنگی کے باطل کرنے کے لیے یہ جملہ ضرب المثل ہے محاورہ عرب میں اس محل پر بھی جملہ بولا کرتے ہیں کہ اللہ نے کسیکے اندر دو دل نہیں بنائے ہیں دل ایک ہی ہوتا ہے اب اس میں محبت و اطاعت بھر دو یا بغض و نافرمانی۔ یہ نفاق کی قطع و برید کے لیے بڑا پُر اثر جملہ ہے۔ عرب کے شاطر و فہیم تفاخراً یہ کہا کرتے تھے کہ ہمارے دو دل ہیں اور اسی لیے ابی عرب جمیل بن معمر کا یہ لقب ہو گیا تھا۔ اسی چالاکی پر مدینہ کے منافق دو طرفہ باتیں کیا کرتے تھے۔

اسکے بعد اسی پر متفرع کر کے دو باتیں ارشاد فرماتا ہے جو احکام آیندہ کے لیے تمہید ہیں اور جن سے مخالفوں کے طعن اُٹھانے منظور ہیں اوّل وما جعل ازواجکم الخ کہ تم جن بیویوں کو غصہ میں ماں کہہ بیٹھتے ہو اسی طرح وہ بھی تمہاری مائیں نہیں بنجاتیں۔ جاہلیت میں عرب کا دستور تھا کہ وہ خفا ہو کر بیوی کو کہدیتے تھے انت کظھر امی تو مجھپر اس طرح حرام ہے کہ جیسی میری ماں کی ظہر یعنی پشت مجھپر حرام ہے۔ پشت کے نام سے کنایہ ستر خاص کی طرف ہوتا تھا مگر شرم و تہذیب کے سبب ستر خاص کا ذکر نہیں کرتے تھے یہ جاہلیت میں طلاق سمجھی جاتی تھی۔ اسلام میں ایسی تشبیہات کو ظہار کہتے ہیں۔ اسکا حکم مفصل سورۂ مجادلہ میں آویگا۔

دوسری بات وما جعل ادعیاءکم ابناءکم کہ جنکو تم خوشی میں بیٹا کہہ لیتے ہو وہ درحقیقت تمہارے بیٹے نہیں بنجاتے جس طرح وہ غصہ کی بات بیوی کو ماں نہیں کر دیتی اسی طرح خوشی کی یہ بات کہ کسی کو بیٹا کہہ لو یا بیٹا بنالو غیر کو بیٹا نہیں بنا دیتی۔ جاہلیت میں دستور تھا کہ کوئی کسی کو بیٹا بنا لیتا تھا یعنی تبنّی کر لیتا تھا جس طرح کہ ہنود گود لے لیتے ہیں بہو دُختر اصلی بیٹا سمجھا جاتا تھا اور اُسی کی میراث بھی پاتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی وحی سے پہلے زید بن حارثہ کلبی کو بیٹا کر لیا تھا لوگ اسکو زید بن محمد کہا کرتے تھے چنانچہ بخاری و مسلم وغیرہما نے روایت کیا ہے عمر سے کہ ہم زید کو زید بن محمد کہہ کر پکارا کرتے تھے یہانتک کہ قرآن میں آگیا ادعوھم لابائھم انتہی تب آنحضرت صلعم نے خود کہدیا کہ تو زید بن حارثہ ہی ثم اخیل۔ اللہ تعالیٰ نے اس الحاق اور اس نسبت جاہلیت کو بھی رد کر دیا۔ اب اسلام میں تبنّی بنانا کوئی چیز نہیں رہا فقال ذلکم قولکم بافواھکم یہ صرف تمہاری منہ کی باتیں ہیں عند اللہ انکی کچھ بھی اصل نہیں نہ کسی کے لیے وہ دو دل ہیں کوئی بیوی کسی کی ماں ہو نہ کوئی غیر کا بیٹا بیٹا ہے۔ واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل سچی بات اللہ کہتا ہے اور وہی سیدھا رستہ بتاتا ہے نہ وہ کہ جو تم کہتے ہو۔

تیسری بات کی بابت سیدھا رستہ بتانے کے لیے حکم بھی دیتا ہے ادعوھم لابائھم الخ کہ انکو انکے اصلی باپوں کے نام سے پکارا کرو یہ اللہ کے نزدیک ہتر اور انصاف کی بات ہے اگر تمکو انکے باپوں کے نام معلوم نہوں تو بھائی یا مولی فلاں کہکے پکارا کرو۔ قال الزجاج موالیکم ای اولیاؤکم فی الدین۔ اور بعض کہتے ہیں اگر آزاد ہے اور اسکے باپ کا نام معلوم نہیں تو بھائی کہکے پکارو اور اگر غلام ہے تو مولی فلاں اُسکے آقا کے نام سے پکارو۔ موالی مولی کی جمع ہے جو ولا سے مشتق ہے جسکے معنی قرابت و نزدیکی کے ہیں۔ قرابت نسبی کے علاوہ اسلام میں قرابت دینی کی بھی ہے پھر اسکی دو قسم ہیں ایک موالاۃ دوسرا مواخاۃ کہ باہم دو شخصوں کا ایسا عقد دوستی محکم کر لینا کہ ایک دوسرے کے نیک و بد میں شریک ہو جانا لازمی سمجھو۔ ابتداء اسلام میں اس سے وراثت بھی لائی جاتی تھی۔ اور آنحضرت صلعم مدینہ میں اسی طرح سے ایک دوسرے کا بھائی قرار دیتے تھے جو ایک دوسرے کے رنج و راحت کا شریک ہوتا تھا خصوصاً پردیسیوں کے لیے اس سے بڑا فائدہ تھا اب بھی گو نوبت نہو مگر اس قسم کی موالاۃ بڑی عمدہ بات ہے اور اسی طرح قبائل عرب میں الاۃ ہوا کرتی تھی خصوصاً پردیسیوں غیر برادری کے لوگ کسی قبیلہ کے ساتھ اپنی یاری قائم کر کے بڑی عافیت سے زندگی بسر کیا کرتے تھے۔ وہ شخص انہیں کی طرف منسوب ہوا کرتا تھا کہتے تھے مولی فلاں۔ دوسری ولاء عتاقت کہ جو کوئی کسی آزاد کرتا تھا تو آزاد کردہ اسی کی طرف منسوب ہوتا تھا اسکو بھی مولی فلاں کہتے تھے۔ اسی طرح جو کوئی کسیکے ہاتھ پر اسلام لاتا تھا وہ بھی اسی کی طرف منسوب ہوتا تھا اسکو بھی مولی فلاں کہتے تھے امام ابوحنیفہؒ وغیرہ عجمی لوگوں کے بزرگ جب اسلام لائے اپنے مرتبہ کے سوا کسی کے مولا

ظہار کسی کے دو دل نہیں

اسلام میں تبنّی کوئی چیز نہیں

اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ

نبی کا ایمانداروں سے انکی جان سے زیادہ تعلق ہے اور اُنکی بیویاں انکی مائیں ہیں۔ اور اہل قرابت آپس میں ایک دوسرے کے اللہ کی کتاب میں علاوہ دوسرے ایمانداروں اور

وَالْمُهٰجِرِيْنَ اِلَّآ اَنْ تَفْعَلُوْٓا اِلٰٓى اَوْلِيٰٓئِكُمْ مَّعْرُوْفًا ۭ كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ۝

ہجرت کرنیوالوں سے مگر یہ کہ تم اپنے رفیقوں سے احسان کرو۔ یہ کتاب میں لکھا جا چکا۔

جسکا بعض نے غلطی سے غلام ہونا سمجھ لیا۔ حاصل کلام یہ کہ جس قسم کی مولاۃ باہی جائے تو جسکی حق میں وہ مولاۃ ثابت ہو اُسکی طرف منسوب کرو۔ یہ بات عرب میں تحقیر کا سبب نہیں سمجھی جاتی تھی بلکہ اس قسم کا انتساب باعث فخر سمجھا جاتا تھا۔ ہاں اس اخیر زمانہ میں جبکہ اسلام دور دراز ملکوں میں پھیل گیا اور بزرگوں کی طرف مولاۃ کا انتساب جلد آتا تھا وہ منسب کی طرف رجوع کر گیا پھولے اپنے آپ کو انہیں کی اولاد شہرہ کر دیا۔ سیکڑوں سید سیکڑوں صدیقی سیکڑوں فاروقی ہزاروں عثمانی ہندوستان میں اسی قسم کے ملینگے۔ تفسیر ابن کثیر میں لکھا ہے حدیث میں آیا ہے کہ جو کوئی غیر باپ کو باپ جانکر بناوے تو کافر ہے۔ اور اسی وجہ سے ملعن فی الانساب بکثرت آج کل ہندوستان میں ہو گیا اور نئی قومیں جو اسلام میں داخل ہوتی ہیں خواہ وہ جاہلیت میں شریف ہی کیوں نہوں انکو یہ نالائق طعن کرنے لگے جو اسلام کے لیے ایک بدنما دھبہ بنگیا۔ فرماتا ہے ولیس علیکم جناح اگر غلطی سے تمہارے منہ سے نکلجاوے اور غیر کی طرف اسکو منسوب کر دیا جاوے تو کچھ گناہ نہیں ہاں عمداً کرو گے تو گنہگار ہو گے وکان اللہ غفورا رحیما۔

چونکہ اخوت فی الدین اور ولایت کا ذکر تھا اور منہ بولے زید بن حارثہ کا بیٹا ہونا بھی باطل کر دیا گیا تھا جس سے وہم گزرتا تھا کہ نبی کو اب کسی اُمتی سے کوئی تعلق نہیں ہا اسلیے اس آیت النبی اولی بالمؤمنین من انفسھم میں نبی کا رشتہ بتلا کر اس وہم کو دفع کر دیا گیا۔ کہ نبی کا رشتہ قرابت مسلمانوں کے لیے انکی ذات سے بھی زیادہ ہی صحیح بخاری میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی ہر ایک مؤمن کے لیے میں سب سے زیادہ ولی ہوں دنیا اور آخرت میں اگر چاہو تو یہ آیت پڑھ دیکھو النبی اولی الآیۃ جو کوئی مسلمان مال چھوڑ کر مرے تو اُسکو اُسکے قرابت داریوں جو کوئی ہوں اگر قرض چھوڑے یا عیال چھوڑے تو میرے پاس قرض خواہ آوے کہ میں اُسکا متولی اور کارکن اور متکفل ہوں۔ اور اسی طرح اسکو بخاری نے باب استقراض میں روایت کیا ہے۔ اور اسی کے معنی میں ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے اور امام احمد نے روایت کیا ہے۔ ابو مسعود کی قرأت میں اسکے بعد وہو اب لھم بھی آیا ہے کہ نبی مسلمانوں کا باپ ہے۔ اور مجاہد کہتے ہیں کہ ہر نبی اپنی اُمت کا باپ ہے اور اسی لیے سب اہل ایمان بھائی ہیں ایک چچا کے باپ کے بیٹے۔ آگے جو آئیگا کان محمد ابا احد من رجالکم الآیہ کہ محمد تم میں کسی کے باپ نہیں تو وہ اسکے مخالف نہیں ہے کیونکہ یہاں باپ ہونے سے اور اسی طرح حضرت کی بیویوں کے ماں ہونے سے روحانی ماں باپ ہونا مراد ہے اور اس آیت میں جو باپ ہونے کا انکار ہے تو جسمانی باپ ہونیکا انکار ہے جسکو عرف میں باپ کہتے ہیں۔

اور یہ اس کو بھی شک نہیں کہ نبی روحانی باپ ہے عرفی باپ کے سبب دنیا کی زندگی حاصل ہوتی ہے اور اس باپ کے طفیل کہ جسپر سیکڑوں ماں باپ کو قربان کیا جاوے حیات ابدی نصیب ہوتی ہے پس عرفی باپ کا جسقدر ادب اسکی اطاعت فرض ہے اس سے لاکھ درجے بڑھکر اس روحانی باپ کی اطاعت محبت فرض ہے اور ادب سے خود قرآن مجید بھرا ہوا ہے فلا ورب ک لا یؤمنون الخ تیرے رب کی قسم وہ ایماندار نہونگے جبتک کہ دل سے تیرے فیصلہ کو تسلیم کرینگے صحیح ہے کہ جبتک آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ بخدا تم میں سے کوئی بھی مؤمن نہیں ہو سکتا جبتک میں اُسکے نزدیک اُسکے جان اور مال اور اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ عزیز نہوں اور روحانی باپ کی جبتک اسقدر محبت نہو گی کبھی سعادت نصیب نہو گی اس محبت سے مؤمن کو اسکے مقابلہ میں ماں باپ میں غریب سے کسیکی پروا نہیں کرتا نفسی فداک یا محمد صلی اللہ علیک وسلم۔ آنحضرت صلعم کو بڑے بھائی سے تشبیہ دینا بڑی بدنصیبی اور سخت گستاخی ہے۔ اعاذنا اللہ منہ۔

وازواجہ امہتھم اور نبی کی بیویاں مسلمانوں کی ماں ہیں یعنی جسطرح ماں کا ادب تعظیم واجب ہے اسطرح کا بھی وجسطرح ماں سے نکاح حرام ہے انسے بھی۔ مگر انہیں نبی کی بیویاں کی بیٹیاں شامل نہیں کیونکہ انکے نکاح رسیکے جیسے اُن لوگوں کا جو حضرت کی بیوی عائشہ صدیقہؓ سے گستاخی کرتے ہیں اسی طرح حضرت کی اولاد اور خاندان کی محبت و تعظیم لازم ہے۔ واولوا الارحام الخ ابن عباس سعید بن جبیر عکرمہ سدی سے ملف تک یہ کہتے ہیں کہ ابتداء اسلام میں جبکہ لوگ ہجرت کرکے مدینہ میں آتے تھے انکے خویش و اقارب بھی کچھ کی وجہ سے چھوٹ جاتے تھے تو مہاجرین انصار میں ایک دوسرے کا اسلام و ہجرت کی وجہ سے وارث ہو جاتا تھا پھر جب لوگوں کے اقارب بھی اسلام میں داخل ہوئے تو یہ حکم اس سے منسوخ ہو گیا۔ اس آیت میں صاف حکم ہو گیا کہ ایماندار مہاجر اقارب یا دوست رشتہ دار ایماندار مہاجروں کے جنسے مولاۃ قائم ہوئی تھی بھی وارث ہونگے الا ان تفعلوا الیٰ بمعروفا ہاں اسکا مضائقہ نہیں کہ تم اپنے ان انصار و مہاجرین بھائیوں سے اور کوئی نیکی کرو مہدردی محبت اور مرتے وقت وصیت کر جاؤ کان ذلک الخ یہ حکم اس کتاب ازل میں مندرج ہو چکا جو کبھی نہ بدلے نہ متغیر ہو یعنی کتاب قضاء قدر میں۔

❖ ابحاث ❖

اوّل من قلبین مفعول لجعل ومن زائدۃ - فی جوفہ متعلق بجعل او صفۃ لقلبین - لرجل متعلق بجعل او مفعول اول ویمکن ان یکون المعنی ما جمع قلبین فی جوف رجل - ازواجکم موصوف الّٰئی جمع التی والاصل اثبات الیاء ویجوز حذفہا اجتزاءً بالکسرۃ تظاہرون مضارع ظاہر وقرئ مضارع تظاہر والاصل تتظاہرون وقرئ تظّٰہرون والاصل تتظّٰہرون فادغمت التاء الثانیۃ فی الظاء بعد ابدالہا ظاء والجملۃ مع الموصول والصلۃ صفۃ لازواجکم وہی مفعول اول لجعل امہٰتکم مفعول ثان - وکذا ادعیاءکم مفعول اول وابناءکم مفعول ثان لہ ادعیاء جمع دعیّ فعیل بمعنی مفعول من الدعوۃ بالکسر - فی القاموس الدعوۃ بالکسر الادعاء فی النسب وہذا الجمع علی خلاف القیاس لان القیاس ان یکون جمع الفعیل المعتل اللام اذا کان بمعنی فاعل افعلاء کتقی واتقیاء وغنی واغنیاء وبہنا وان کان فعیل معتل اللام لان اصلہ دعیو فاء وعم لکنہ لیس بمعنی فاعل بل انہ بمعنی مفعول فکان القیاس جمعہ علی فعلی کقتیل وقتلی وجریح وجرحی ومریض ومرضی - فکانہ شبّہ بفعیل بمعنی فاعل فجاء جمعہ شذوذا علی افعلاء کاسیر واسراء - کذا قیل ہو اقسط الضمیر لمصدر ادعوا فاخوانکم بالرفع ای فہم اخوانکم وبالنصب ای فادعوہم اخوانکم ولکن ما فی موضع جر عطفا علی ما ویمکن ان یکون فی موضع رفع علی الابتداء والخبر محذوف لبعضہم یجوز ان یکون بدلا وان یکون مبتدأ فی کتب اللہ یتعلق باولی وافعل ہہنا فی الجار والمجرور ویجوز ان یکون حالا والعامل فیہ معنی اولی - من المؤمنین والمہٰجرین یجوز ان یکون متصلا باولی الارحام فینتصب علی التبیین ای اعنی فیکون المعنی واولوا الارحام من المؤمنین والمہاجرین اولی بالمیراث من الاجانب ویجوز ان یکون صلۃ لاولی فیکون المعنی اولوا الارحام بحق القرابۃ اولی بالمیراث من المؤمنین والمہاجرین بحق الدین والہجرۃ - الا ان تفعلوا استثناء اما متصل من اعم العام والتقدیر اولی بعضہم فی کل شیء من الارث وغیرہ الا فی فعل المعروف من صدقۃ او وصیۃ فان ذلک جائز للاولیاء واما منقطع والتقدیر لکن فعل المعروف للاولیاء لا بأس بہ -

دوم ان آیات میں علاوہ کمال بلاغت وفصاحت کے امور سیاسیہ واسرار حکمت کی نہایت رعایت کی گئی ہے - اوّل یہ کہ امور قدرت میں عادت اللہ کو کس محل پر بیان فرمایا کہ وہ ایک ظرف میں دو دل نہیں بناتا کسلیے کہ قلب معدن ہے روح حیوانی کا جو نفس انسانی سے سب سے اول متعلق ہوتی ہے اور منبع ہے تمام قوی کا اگر جسم میں دو دل ہوں تو اتنا فض پیدا ہوجاوے کیونکہ اگر ایک کو ان سب باتوں کے لیے کار آمد قرار دینگے تو دوسرا بیکار ہوجاویگا - انسان قدرتِ الٰہیہ کا آئینہ ہے اسمیں ایسی چیز کا بیکار رہنا حکیم مطلق کی حکمت کے خلاف ہے -

دوم یہ کہ قدرتی باتوں کے علاوہ عادی اور عرفی باتوں میں بھی اسنے اپنے ہی قانون قدرت کو غالب رکھا ہے انسان کے نام بدل دینے سے امور واقعیہ کی حقیقت نہیں بدل سکتی اسکی نظیر میں دو باتیں پیش کیں بیوی کو ماں کہنے سے ماں نہیں ہوجاتی غیر کا بیٹا بیٹا کہنے سے اپنا بیٹا نہیں ہوجاتا - اسکے بعد بول چال میں ادب کی تعلیم فرمائی واقعات کا لحاظ رکھکر اور محبت کا برتاؤ بتلایا کہ یہ کہکر پکارو - اور اس میں بنی آدم کے باہمی سچے رابطے بھی بیان کردیے وہ کیا دینی برادری - قرابت نسبی - موالاۃ - مواخاۃ - پھر امت سے جو رسول کو رابطہ ہے وہ - بتلایا کہ وہ دینی باپ ہے تمہارے حال پر عرفی باپ سے زیادہ مہربان ہے نہ صرف وہی بلکہ اسکی بیبیاں بھی تمہاری ماؤں سے زیادہ شفیق ہیں - یعنی اسکا پاک خاندان بھی امت کے لیے رحمت الٰہی ہے انکی ذات بابرکات سے بھی بیشمار فوائد امت کو پہنچتے ہیں - اور اسی لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اہل بیت کو نوح کی کشتی سے تشبیہ دی ہے امت کو انسے محبت وادب ہی کرنا واجب نہیں بلکہ انکے طریقے کی سچی پیروی بھی - واللہ اعلم -

وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۠ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا
اور جبکہ لئے نبیوں سے انکا اقرار یا اور تجھسے اور نوح اور ابراہیم اور موسی اور مریم کے بیٹے عیسے سے بھی اور لئے ہمنے سخت
غَلِيْظًا ۙ لِّيَسْـَٔلَ الصّٰدِقِيْنَ عَنْ صِدْقِهِمْ ۚ وَاَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝
اقرار یا۔ تاکہ اللہ سچوں سے ان کا سچ پوچھے۔ اور کافروں کے لیے عذاب الیم تیار کیا ہے۔

ترکیب

واذ مقدر باذکر میثاقہم مفعول لاخذنا ومن النبیین متعلق بہ ومنک معطوف علی النبیین عطف الخاص علی العام ومن نوح وکذا مابعدہ عطف علی منک باعادۃ الجار لیصح العطف علی الضمیر المتصل واخذنا منہم الخ الجملۃ معطوف علی الجملۃ السابقۃ لبیان ہذا الوصف واعد عطف علی اخذنا او علی ما دل علیہ لیسئل کانہ قال فاثاب المؤمنین واعد للکافرین۔ بیضاوی۔

تفسیر

اتباع وحی کے حکم کو اول ماجعل اللہ لرجل من قلبین سے مؤکد کیا تھا کہ دل ایک ہے وہ نہیں جو دو طرف لگائے پس خاص اللہ ہی کی طرف لگانا چاہیے اب اسی حکم کو واذ اخذنا من النبیین میثاقہم سے مؤکد کرتا ہے کہ تم کو وحی کا اتباع کرنا ضرور ہے کیلئے کہ تم اسے محمد اس وقت کو یاد کرو کہ جبکہ سب نبیوں سے عہد لیا خصوصاً تجھسے اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ ابن مریم سے اور عہد بھی کیسا بڑا مستحکم عہد لیا۔

اب گفتگو اسمیں ہے کہ وہ کیا عہد تھا اور کب لیا تھا؟ دوسری بات کی بابت ابو جعفر رازی نے جو بہ ابن انس سے اور انہوں نے ابو العالیہ سے اور انہوں نے کعب سے یوں نقل کیا ہے کہ یہ عہد اس وقت لیا تھا کہ جب روز میثاق میں لوگوں کو آدم کی پشت سے باہر نکالا تھا اور تمام بنی آدم سے عہد لیا تھا جیسا کہ فرماتا ہے واذ اخذ ربک من بنی آدم الآیۃ اور وہاں انبیاء سے بالخصوص عہد موثق لیا تھا اور مجاہد کا بھی یہی قول ہے۔ چنانچہ اور جگہ بھی اس عہد کا ذکر آیا ہے کما قال اللہ تعالیٰ واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اٰتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ قال اقررتم واخذتم علی ذلکم اصری قالوا اقررنا قال فاشہدوا وانا معکم من الشاہدین۔ مگر بعض علماء کہتے ہیں کہ یہ عہد انبیاء سے دنیا میں رسول بنا کر بھیجے جانے کے بعد لیا تھا۔

اول بات کی بابت مفسرین نے یہ فرمایا ہے کہ انبیاء سے جو عہد لیا گیا تھا وہ اس بات کا تھا کہ دین الٰہی کو قائم رکھیں احکام الٰہی لوگوں کو سنا دیں خدا تعالیٰ کی رضامندی ہر بات میں مقدم رکھیں اور باہم اتفاق رکھیں اور ایک دوسرے کی مدد کریں۔

واخذنا منہم میثاقا غلیظا یہ دوسرا جملہ کوئی جدا جملہ نہیں کہ جس سے دوسرا عہد سمجھا جاوے بلکہ یہ پہلے جملہ کی تاکید اور اس کا بیان ہے کہ وہ عہد ایسا ویسا نہیں بلکہ بڑا سخت عہد لیا تھا۔ نبی کو جب اسرار غیب کا رازدان بنایا جاتا ہے تو اس سے اس قسم کا سخت عہد بھی لیا جاتا ہے۔

ف اول تو جمیع انبیاء کا ذکر عام طور سے کیا کہ ہمنے انسے عہد لیا تھا پھر انمیں سے پانچ نبیوں کا نام لیا جو بڑے اولوالعزم اور صاحب شریعت تھے اگرچہ دنیا میں حضرت کا ظہور سب نبیوں کے بعد ہو کر آپ ہی پر سلسلۂ نبوت تمام کر دیا گیا مگر آپ عالم ازلی میں سب سے پہلے نبی ہیں چنانچہ ابن ابی حاتم نے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی شرح میں فرمایا ہے کہ میں سب نبیوں سے پیدا ہونے میں اول ہوں اور بھیجے جانے میں سب سے اخیر ہوں اسلیے سب سے اول اللہ نے میرا ذکر کیا۔ اس روایت کے سلسلہ میں سعید بن بشیر راوی ضعیف ہے۔ مگر اسکی مؤید اور بہت سی صحیح حدیثیں موجود ہیں۔ لیسئل الصدقین عن صدقہم اس عہد لینے کا نتیجہ بیان فرماتا ہے کہ یہ اسلیے لیا گیا کہ قیامت کے دن انبیاء سے سوال کرے جو اپنے عہد کے پورا کرنے میں صادق تھے کہ تم نے اپنے کام کو پورا اور عہد کو سچا کر دیا لوگوں کو احکام پہنچائے؟ وہ کہینگے ہاں۔ اس سے منکرین کا الزام دینا مقصود ہوگا۔ اور ممکن ہے کہ صادقین سے انبیاء کی تصدیق کرنے والے لوگ مراد ہوں کیونکہ صادق کا مصدق بھی صادق ہی اور مؤمنین بھی مراد ہو سکتے ہیں کہ جنھوں نے دنیا میں اپنا عہد سچا کر دیا اور منکروں کو دردناک عذاب ہوگا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَاءَتْكُمْ جُنُودٌ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا وَجُنُودًا لَمْ تَرَوْهَا وَكَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا ۝ إِذْ جَاءُوكُمْ

اے ایمان والو اللہ کے احسان کو یاد کرو جو تم پر ہوا جبکہ تمہارے پاس لشکر پر لشکر آپہنچے تھے ہم نے ان پر آندھی بھیجی اور وہ لشکر کہ تم نہ دیکھ رہے تھے اللہ تمہارے کام دیکھ رہا تھا۔ جبکہ وہ تم پر آگئے تھے

مِنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ أَسْفَلَ مِنْكُمْ وَإِذْ زَاغَتِ الْأَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّونَ بِاللَّهِ الظُّنُونَا ۝ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ

تمہارے اوپر کی جانب اور نیچے کی جانب سے اور جبکہ آنکھیں پتھرا گئیں اور دل گلوں تک پہنچ گئے اور اللہ سے تم طرح طرح کے گمان کرنے لگے۔ اس موقع میں ایمانداروں

الْمُؤْمِنُونَ وَزُلْزِلُوا زِلْزَالًا شَدِيدًا ۝ وَإِذْ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ إِلَّا غُرُورًا ۝

آزمائے گئے اور سخت ہلا دیے گئے۔ اور جبکہ منافق اور جنکے دلوں میں شک تھا کہنے لگے کہ اللہ اور اسکے رسول نے تو جو ہم سے وعدہ کیا تھا۔

علیکم صفت لنعمۃ اللہ۔ اذ جاءتکم ہو مثل اذ کنتم اعداء وقد ذکر فی آل عمران اذ جاؤکم بدل من اذ الاولی۔ وجنود معطوف علی ریحا لم تروہا صفتہ لجنودا والنفی نا بالالف فی المصاحف ووجہہ انہ راس ایۃ فشبہ باواخر الآیات ✤ تفسیر ✤ ویقرء بغیر الالف علی الاصل۔

یا ایہا الذین امنوا یہاں سے اپنی اطاعت کی ترغیب دیتا ہے اپنا احسان اور فضل یاد دلا کر کہ اے ایماندارو اس سخت وقت کو یاد کرو جبکہ تمہارے اوپر لشکر چڑھ آئے اور تمہاری سخت حالت ہوگئی تھی جسنے ہیبت دیکر تم سے ٹالدیا۔

یہ غزوۂ خندق کے واقعہ کی طرف اشارہ ہے جو موافق قول صحیح کے شوال کے مہینے میں ہجرت کے پانچویں سال واقع ہوا تھا اور اسکا باعث یہ ہوا تھا کہ مدینہ کے پاس یہود کا ایک قبیلہ بنی النضیر رہتا تھا۔ انکی بدعہدی اور شرارت کی وجہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو وہاں سے نکالدیا تھا ان میں سے بہت لوگ خیبر جا رہے تھے ان لوگوں میں سے سلام بن ابی الحقیق و سلام بن مشکم و کنانہ بن الربیع کہ یہ آئے اور قریش کو حضرت سے اوپر چڑھائی کے لیے آمادہ کیا اور انکی مدد کا وعدہ کیا پھر وہاں سے نکلکر غطفان کے قبیلہ کو بھکایا یہ لوگ اول ہی سے حضرت سے بھرے بیٹھے تھے لڑائی کے لیے آمادہ ہوگئے۔ قریش کے سپہ سالار ابو سفیان صخر بن حرب اور غطفان کا عیینہ ابن حصن تھا۔ سب کا مجمع قریب دس ہزار کے تھا۔ جب حضرت کو خبر ہوئی کہ یہ لوگ آتے ہیں تو سلمان فارسی کے مشورہ سے مدینہ کے شرقی جانب میں خندق کھودنے کا حکم دیا۔ خندق کے کھودنے میں لوگوں نے بہت سے معجزات اور آیات بینات کا مشاہدہ کیا پس مخالفین میں سے کچھ تو مدینہ سے شرقی جانب میں اُحد پہاڑ کے قریب آ اترے اور کچھ مدینہ سے بلندی کے رخ اتر پڑے کما قال تعالی اذ جاءتکم جنود۔ واذ جاؤکم من فوقکم۔ مدینہ کے ایک رخ بلند سطح ہے ایک رخ نشیب ہے بلند سطح پر اُترنے سے مراد اوپر سے آنا ہے ومن اسفل منکم سے مراد نشیب کے سطح میں اترنا ہے۔ مدینہ کے لوگ چاروں طرف سے سخت محاصرہ میں آگئے ہر طرح کی تکلیف اور ہر وقت کے خوف سے لوگوں کی یہ حالت ہوگئی تھی کہ جسکو اللہ تعالی ان آیات میں بیان فرماتا ہے واذ زاغت الابصار کہ آنکھیں پتھرا گئیں تھیں جیسا کہ ڈر کے وقت ہوا کرتا ہے وبلغت القلوب الحناجر اور دل گلوں تک پہنچ گئے تھے یہ ایک محاورہ عرب کی بات ہے شدت خوف کے وقت یہ کہا کرتے ہیں جیسا کہ ہمارے محاورہ میں کہتے ہیں ناک میں دم آگیا تھا۔ یا کہا کرتے ہیں دل باہر نکلا پڑتے تھے کلیجہ پانی ہوگیا تھا۔ اسپر اعتراض کرنا سخت حماقت ہے۔ وتظنون باللہ الظنونا اور تم اللہ سے طرح طرح کے گمان کرنے لگے تھے پس سچے ایماندار تو یہی کہتے تھے ہذا ما وعدنا اللہ ورسولہ وصدق اللہ ورسولہ وما زادہم الا ایمانا وتسلیما کہ اللہ کا وعدہ برحق ہے ضرور اسلام فتحیاب ہوگا۔ اور منافق کہتے تھے ہم مصیبت میں پڑگئے اور برے گمان دل میں پیدا کرتے تھے۔ الغرض ایسا سخت وقت تھا کہ بنا لک ابتلی المؤمنون وزلزلوا زلزالا شدیدا کہ ایماندار آزمائے گئے اور سخت لرزہ میں پڑے بڑے بڑے کھرے اور مخلص نکلے اور منافق لوگ کہ جنکے دلوں میں نفاق کا مرض تھا یہ کہنے لگے ما وعدنا اللہ ورسولہ الا غرورا کہ اللہ اور اسکے رسول نے جو کچھ ہمسے وعدہ کیا تھا سب جھوٹ تھا۔ القصہ یہ کفار قریب ایک مہینے کے محاصرہ کیے ہوئے پڑے رہے باہم کوئی صف بستہ ہو کر لڑائی نہیں ہوئی البتہ تیر باری اور سنگ باری ہوتی رہی البتہ ایکبار عکرمہ بن عبدود عامری چند سواروں کو لیکر خندق سے نکل کر مسلمانوں کے قریب آگیا تھا اسکے مقابلہ کو علی مرتضی نکلے اور اسکو قتل کر ڈالا۔ آخر کار اللہ نے فضل کیا اور تھائی لشکر پر ایک سخت آندھی چلائی اور سردی کے ایام تھے ایسی سردی بھی نہایت تھی کہ اقال فارسلنا علیہم ریحا اس سے وہ نہایت پریشان ہوگئے وجنودا لم تروہا اور فرشتوں کا لشکر بھیجا جو مسلمانوں کو تو دکھائی نہیں دیتا تھا اور جس رات یہ آندھی آئی اس رات کو ابو سفیان نے کہا محمد نے تمکو سخت تکلیف دی ہے اب میں جاتا ہوں تم بھی بھاگ جاؤ یہ کہکر اپنے اونٹ پر سوار ہوا اور بھاگ کھڑا ہوا اور تمام لشکر بھی بھاگ گیا

وَاِذْ قَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ يٰٓاَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا وَيَسْتَاْذِنُ فَرِيْقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُيُوْتَنَا عَوْرَةٌ ۛ وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ ۛ

اور جبکہ ان میں ایک جماعت نے کہا اے مدینہ والو تمہارا ٹھکانا نہیں سو ہٹ آؤ اور ان میں سے کچھ لوگ رخصت مانگنے لگے نبی سے کہ ہمارے گھر اکیلے ہیں حالانکہ وہ اکیلے نہ تھے

اِنْ يُّرِيْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا ۝ وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِمْ مِّنْ اَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَاٰتَوْهَا وَمَا تَلَبَّثُوْا بِهَآ اِلَّا يَسِيْرًا ۝ وَلَقَدْ كَانُوْا عَاهَدُوا اللّٰهَ مِنْ

وہ صرف بھاگنا چاہتے تھے۔ اگر کسی طرف سے کوئی اتر گھس آئے پھر ان سے فساد کی درخواست کیجائے تو فساد پر اتر آویں دیر نہ کریں گے بہت کم۔ اور البتہ اللہ سے عہد قرار

قَبْلُ لَا يُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ ۭ وَكَانَ عَهْدُ اللّٰهِ مَسْـُٔوْلًا ۝ قُلْ لَّنْ يَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ وَاِذًا لَّا تُمَتَّعُوْنَ

کر چکے ہیں کہ پیٹھ نہ دینگے۔ اور اللہ کے اقرار کی پرسش ہوگی۔ کہہ تمکو بھاگنا کچھ نفع نہ دیگا اگر تم موت یا قتل سے بھاگو گے اور پھر نہ پس پاؤ گے

اِلَّا قَلِيْلًا ۝ قُلْ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَعْصِمُكُمْ مِّنَ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَ بِكُمْ سُوْۗءًا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً ۭ وَلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا

گو بہت کم۔ کہہ کون ہے جو تم کو اللہ سے بچا سکے اگر وہ تمہارے ساتھ بدی کرنا چاہے یا تم پر مہربانی کرنی چاہیے اور اللہ کے سوا اپنے لیے کوئی حمایتی ملیگا اور نہ

نَصِيْرًا ۝ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِيْنَ مِنْكُمْ وَالْقَاۗىِٕلِيْنَ لِاِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ اِلَيْنَا ۚ وَلَا يَاْتُوْنَ الْبَاْسَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ اَشِحَّةً عَلَيْكُمْ ۚ فَاِذَا

مددگار۔ البتہ اللہ جانتا ہے تم میں سے روکنے والوں کو اور اپنے بھائیوں سے یہ کہنے والوں کو کہ ہمارے پاس چلے آؤ اور وہ جنگ میں حاضر نہیں ہوتے مگر کم۔ تمہارے بخیلی سے۔ پھر جب

جَاۗءَ الْخَوْفُ رَاَيْتَهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ تَدُوْرُ اَعْيُنُهُمْ كَالَّذِيْ يُغْشٰى عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۚ فَاِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوْكُمْ بِاَلْسِنَةٍ حِدَادٍ

خوف کا وقت آوے تو اکو دیکھے گا کہ تیری طرف ٹکٹکی باندھ کر دیکھیں گے تیری طرف انکی آنکھیں پھر رہی ہیں جیسا کہ کسی پر موت کی بیہوشی طاری ہوتی ہے۔ پھر جب خوف دور ہو جاوے تو تم سے بڑھ بڑھ کر باتیں کرینگے

اَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَمْ يُؤْمِنُوْا فَاَحْبَطَ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَي اللّٰهِ يَسِيْرًا ۝

مال کے لالچ میں۔ یہ لوگ ایمان نہیں لائے سو اللہ نے انکے اعمال حبط کیے۔ اور یہ اللہ کے نزدیک آسان بات ہے۔

یثرب غیر منصرف للتعریف و وزن الفعل و فیہ التانیث۔ یقولون حال او تفسیر لیستاذن عورۃ ای ذات عورۃ و بقرء بکسر الواو و الفعل منہ عوِر فھو اعور۔ فاعل۔ لاتوھا بالقصر جاؤ ہا و بالمد اعطوھا ما عندھم من القوۃ الا یسیرا ای زمانا یسیرا او عددا قلیلا۔ لا یولون الادبار جواب لقسم لان عاہدہ بمعنی اقسموا۔ ثم ذکر فی الانعام الا انہ ہنا متبدء بہا لازم اشحۃ جمع شحیح بمعنی بخیل و نصبہا علی الحال من فاعل یاتون او المعوقین او علی الذم۔ و اشحۃ الثانی حال من الضمیر فی سلقوکم ینظرون حال من رایتہم بمعنی ابصرتہم تدور حال من فاعل ینظرون۔

تفسیر

ان آیات میں خدا تعالیٰ منافقوں کے مظنون فاسدہ اور اقوال کاذبہ کو نقل کرتا ہے جو اس حادثہ میں بجائے صبر و استقلال کے انکے ظہور میں آئے اور اس واقعہ میں انکی لاف زنی کا امتحان ہو گیا۔ تاکہ وقت مصائب اہل اسلام ایسے خیالات فاسدہ دل میں نہ لائیں۔ آیات میں کوئی بات چنداں تفسیر کی محتاج نہیں صاف ہیں واذ قالت طائفۃ منہم یعنی منافقوں کی ایک جماعت نے یعنی کہا۔ مقاتل کہتے ہیں وہ بنو سالم کے منافق تھے سدی کہتے ہیں عبداللہ بن ابی اور اسکے یاروں نے کہا تھا بعض کہتے ہیں بن قبیلہ اور اسکے دوستوں نے کہا تھا کہ یا اہل یثرب لا مقام لکم کہ اے مدینہ والو تمہارے لیے یہاں ٹھہرنیکی جگہ نہیں یا تم دشمن کے مقابلہ میں ٹھہر نہیں سکتے میدان جنگ چھوڑ کر اپنے اپنے گھر چلو۔ یا تم دین اسلام پر قائم نہیں رہ سکتے دین چھوڑ کر کفر کی طرف رجوع کرو کہ دشمنوں کے پناہ پاؤ۔ یثرب ابو عبیدہ کہتے ہیں یثرب نین کے ایک قطعہ کا نام ہے اور مدینہ اسکے ایک گوشہ میں آباد ہے بعض کہتے ہیں خاص مدینہ کا بھی یہ نام ہے بخاری و مسلم وغیرہما نے روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا مجھے ایسے شہر میں رہنے کا حکم ہوا جو اور شہروں کو کھا جائے اسکو یثرب کہتے ہیں اور وہ مدینہ ہے الحدیث اس سے معلوم ہوا کہ یثرب مدینہ کا نام ہے اور آپنے پھر جو یثرب نام لینے سے منع کیا جیسا کہ امام احمد نے روایت کیا ہے تو اسلیے کہ یثرب کے نام میں سرزنش کے معنی پائے جاتے ہیں اسلیے مدینہ نام لینا بہتر ٹھہرایا۔ و یستاذن فریق اور ایک جماعت منافقوں کی یعنی حضرت صلعم سے اجازت مانگتی تھی کہ ہمارے گھر اکیلے ہیں اجازت دیجیے کہ میدان جھوڑ کر گھر جاویں۔ یہ لوگ بنو حارثہ و بنو سلمہ کے تھے۔ خدا تعالیٰ نے انکے عذر کو باطل کیا کہ یہ صرف بہانے بھاگنے کیلیے بہانہ بنایا ہے۔ و لو دخلت علیہم یعنی انکے گھروں میں یا مدینہ میں مخالف داخل کیے جاتے من قطارہا اسے جو انہا یعنی طرف سے جاویں

يَحْسَبُونَ الْأَحْزَابَ لَمْ يَذْهَبُوا وَإِنْ يَأْتِ الْأَحْزَابُ يَوَدُّوا لَوْ أَنَّهُمْ بَادُونَ فِي الْأَعْرَابِ يَسْأَلُونَ عَنْ أَنْبَائِكُمْ وَلَوْ كَانُوا فِيكُمْ مَا قَاتَلُوا

سمجھتے ہیں کہ فوجیں نہیں گئیں۔ اور اگر پھر فوجیں آویں تو آرزو کریں کہ کاش ہم گاؤں میں جا رہیں تمہاری خبریں بوجھا کریں۔ اور اگر تم میں بھی ہوں تو نہ لڑیں

إِلَّا قَلِيلًا ۝ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا ۝ وَلَمَّا رَأَى الْمُؤْمِنُونَ الْأَحْزَابَ

مگر بہت کم۔ البتہ تمہارے لیے رسول اللہ کی پیروی بہتر تھی اسکے لیے جو اللہ اور قیامت کی امید رکھتا اور اللہ کو بہت یاد کرتا ہے۔ اور جب بیان ہوا روسچ فوجوں کو دیکھا

قَالُوا هَٰذَا مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَصَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ ۚ وَمَا زَادَهُمْ إِلَّا إِيمَانًا وَتَسْلِيمًا ۝ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ ۖ

تو کہا یہ وہ ہے جو کہا ہمسے اللہ نے اسکے رسول نے سچ کہا تھا اللہ اور اسکے رسول نے سچ کہا ایمان اور فرمانبرداری اور زیادہ ہوگئی۔ ایمان والوں میں سچے ایسے بھی ہیں جنہوں نے سچ کر دکھایا جو عہد کیا تھا اللہ سے

فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَىٰ نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا ۝ لِيَجْزِيَ اللَّهُ الصَّادِقِينَ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ الْمُنَافِقِينَ إِنْ شَاءَ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ

پھر انمیں سے اپنا کام پورا کر چکے اور کچھ منتظر ہیں۔ اور انہوں نے عہد میں کچھ بھی خلاف نہیں کیا۔ تاکہ اللہ بھلا دے سچوں کو انکے سچ کا بدلا دیوے اور منافقوں کو عذاب دے اگر چاہے یا انکو توبہ نصیب کرے۔

إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا ۝ وَرَدَّ اللَّهُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوا خَيْرًا ۚ وَكَفَى اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ الْقِتَالَ ۚ وَكَانَ اللَّهُ قَوِيًّا

بیشک اللہ بڑا بخشنے والا بڑا مہربان ہے۔ اور اللہ نے کافروں کو انکے غصہ میں بھرا ہوا پھیر دیا انکے ہاتھ کچھ بھلائی نہ آئی۔ اور مسلمانوں کی طرف سے آپ ہی لڑائی کا نپٹارا کر دیا اللہ قوی

عَزِيزًا ۝ وَأَنْزَلَ الَّذِينَ ظَاهَرُوهُمْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مِنْ صَيَاصِيهِمْ وَقَذَفَ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيقًا تَقْتُلُونَ وَتَأْسِرُونَ

زبردست ہے۔ اور جن اہل کتاب نے انکی مدد کی تھی انکو انکے گڑھیوں میں محصور کر دیا اور انکے دلوں میں رعب ڈال دیا کہ انکے ایک فریق کو تم قتل کرنے لگے اور ایک فریق کو

فَرِيقًا ۝ وَأَوْرَثَكُمْ أَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ وَأَرْضًا لَمْ تَطَئُوهَا ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرًا ۝

قبضہ۔ اور تمکو انکی زمین اور انکے گھر دل اور انکے مالوں اور اس زمین کی دارث کر دیا جسپر تم نے قدم بھی نہیں پہنچے تھے۔ اور اللہ ہر بات پر قادر ہے۔

ع ۱۴

یحسبون الاحزاب الخ یہانسے منافقوں پر تعریض کرکے انکے مقابلہ میں مخلصین کا حال بیان فرماتا ہے کہ وہ اس واقعہ میں ایسے ثابت قدم رہے۔ اسوۂ حسنہ حسنہ۔ بیضاوی۔ بکسر الہمزۃ وضمہا اقتدار بہ فی القتال والثبات فی مواطنہ۔ جلالین۔ یعنی تمہارے لیے رسول اللہ کی پیروی کرنی عمدہ بات تھی دیکھ لیتے وہ ان موقع میں کیسے ثابت قدم رہے ولما رأی المؤمنون الاحزاب الآیہ یہانسے لیکر غفورا رحیما تک اسمیں کا حال ہے فہم من فہی نجہ نذرہ۔ کہ بعض تو ان سچے دینداروں میں سے وہ ہیں جو اپنی نذر پوری کر چکے ہیں شہید ہو چکے ہیں اور بعض منتظر ہیں اور عہد جو انہوں نے کیا تھا پورا کر دیا اسمیں کچھ تغیر نہیں کیا۔ ورد اللہ الذین کفروا یہانسے اپنی عنایت اور فضل کا ذکر فرماتا ہے کہ اسنے ان کافروں کو غصہ میں بھرا ہوا رد کر دیا ہزیمت دیکر انکو کچھ فائدہ نہ پہنچا یہانتک کہ وہ بھاگے اور اللہ آپ اس جنگ کا کارسانہ ہو گیا وانزل الذین ظاہروہم ان کفار کے جو مدد گار اہل کتاب تھے یعنی بنی قریظہ جو مدینہ کے پاس رہتے تھے اور حضرت سے عہد تھا پھر عہد توڑ کر اس واقعہ میں کفار کے شریک ہو گئے تھے انکو اپنی گڑھیوں میں بند کر دیا صیاصی جمع صیصیۃ وہی الحصون۔ جب ابوسفیان وغیرہ بھاگ گئے تو یہ یہود مسلمانوں کے ڈر سے اپنی گڑھیوں میں جا بیٹھے بند ہو رہے یہانتک کہ محاصرہ مسلمانوں نے کیا انکے دل میں خدا نے رعب ڈال دیا آخر کار گڑھیوں سے باہر نکلے جوان مرد قتل کیے گئے اور عورتیں اور بچے غلام بنائے گئے اور انکی جائداد مال

ف مسئلہ الفتنہ پھر ایسی حالت میں اپنے دین سے پھر جانے کی یا مسلمانوں سے لڑنے کی درخواست کیجاوے تو آمادہ ہو جاویں پھر گھروں کے اکیلے ہونیکا کچھ بھی عذر نکریں ولقد کانوا عاہدوا اللہ من قبل الخ حالانکہ اس سے پہلے یعنی غزوۂ خندق سے پیشتر بدر کی لڑائی کے بعد جبکہ بدر کی لڑائی میں شریک نہوئی اور مسلمانوں کو اللہ نے کامیاب کیا تو اللہ سے عہد کر چکے تھے کہ اب کبھی پیٹھ نہ دینگے دل سے لڑینگے۔ اسکے بعد قضاء وقدر کے مسئلہ سے مسئلہ کرتا ہے قل لن ینفعکم کہ اگر تقدیر میں مرنا اور قتل ہونا لکھا ہے تو اس بھاگنے سے کچھ فائدہ نہیں اور بالفرض اگر بھاگ کر بچے بھی تو کب تک؟ اور اللہ کے سوا دنیا میں کوئی مدد گار کارساز نہیں اگر وہ بھلائی یا برائی دینا چاہے تو کوئی روک نہیں سکتا قد یعلم اللہ المعوقین۔ تعویق تالہ دیر کرنا کچھ منافقی ایسے بھی تھے جو جنگ میں شریک ہونے سے حیلے بہانے کرتے تھے اور اسپر طرہ یہ کہ اپنے بھائیوں سے بھی کہتے تھے کہ ہماری طرف آؤ جنگ میں نہ جاؤ۔ یعنی انکا شریک نہونا اور تکرار کرنا انکی بخالت کی وجہ سے ہے جو اللہ کی راہ میں جان مال خرچ کرنے سے بخل کرتے ہیں اور خوف کی حالت میں انپر غشی سی طاری ہو جاتی ہے انکھیں پھرا پھرا کر اے محمد تیری طرف دیکھتے ہیں یعنی بھی کو اونٹنی کی طرح جانتے ہیں اور جب خوف کا وقت جانا رہتا ہے تو بہادری میں شریک ہونے کے لیے بڑی چرب زبانی کرتے ہیں۔ اللہ نے انکے عمل برباد کر دیئے وہ سچے ایمان نہیں۔

یحسبون الاحزاب یہانسے انکی اور بزدلی بیان کرتا ہے کہ لشکروں کے چلے جانے پر بھی ان بزدلوں کو یقین نہیں ہوتا کہ کفار کے لشکر بھاگ گئے یہی جانتے ہیں کہ ابھی گھیرے ہوئے پڑے ہیں۔ اور اگر بار بار کفار کے لشکر چڑھ آئیں تو یہ تمنا مرو سے یہ آرزو کریں کہ اس وقت ہم مدینہ سے نکل کر بادیہ نشین لوگوں میں چلے جاویں اور وہاں سے تمہارا حال دریافت کیا کریں۔ اور اگر وہ تمہارے پاس بھی رہیں تو بہت کم مخالف سے لڑیں۔

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ۔ یہانسے منافقوں پر تعریض کرکے انکے مقابلہ میں مخلصین کا حال بیان فرماتا ہے کہ وہ اس واقعہ میں ایسے ثابت قدم رہے۔ اسوۃ خصلۃ حسنۃ۔ بیضاوی۔ بکسر الہمزۃ وضمہا اقتدار بہ فی القتال والثبات فی مواطنہ۔ جلالین۔ یعنی تمہارے لیے رسول اللہ کی پیروی کرنی عمدہ بات تھی دیکھ لیتے وہ ان موقع میں کیسے ثابت قدم رہے ولما رأی المؤمنون الاحزاب الآیہ یہانسے لیکر غفورا رحیما تک انہیں کا حال ہے فہم من فہی نجہ نذرہ۔ کہ بعض تو ان سچے دینداروں میں سے وہ ہیں جو اپنی نذر پوری کر چکے ہیں شہید ہو چکے ہیں اور بعض منتظر ہیں اور عہد جو انہوں نے کیا تھا پورا کر دیا اسمیں کچھ تغیر نہیں کیا۔ ورد اللہ الذین کفروا یہانسے اپنی عنایت اور فضل کا ذکر فرماتا ہے کہ اسنے ان کافروں کو غصہ میں بھرا ہوا رد کر دیا ہزیمت دیکر انکو کچھ فائدہ نہ پہنچا یہانتک کہ وہ بھاگے اور اللہ آپ اس جنگ کا کارسانہ ہو گیا وانزل الذین ظاہروہم ان کفار کے جو مدد گار اہل کتاب تھے یعنی بنی قریظہ جو مدینہ کے پاس رہتے تھے اور حضرت سے عہد تھا پھر عہد توڑ کر اس واقعہ میں کفار کے شریک ہو گئے تھے انکو اپنی گڑھیوں میں بند کر دیا صیاصی جمع صیصیۃ وہی الحصون۔ جب ابوسفیان وغیرہ بھاگ گئے تو یہ یہود مسلمانوں کے ڈر سے اپنی گڑھیوں میں جا بیٹھے بند ہو رہے یہانتک کہ محاصرہ مسلمانوں نے کیا انکے دل میں خدا نے رعب ڈال دیا آخر کار گڑھیوں سے باہر نکلے جوان مرد قتل کیے گئے اور عورتیں اور بچے غلام بنائے گئے اور انکی جائداد مال

ف مخالف مسلمانوں کے ہاتھ لگی یہ انکی قدرت کاملہ کا ایک شمہ تھا کما قال وقذف فی قلوبہم الرعب فریقا تقتلون وتاسرون فریقا وقہم ارضہم ودیارہم واموالہم

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ۝

اے نبی اپنی بیویوں سے کہدے کہ اگر تمکو دنیا کی زندگی اور اُسکی آرائش منظور ہو تو آؤ میں تمکو کچھ دوں اور اچھی طرح سے چھوڑ دوں۔

وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ مَنْ يَّاْتِ

اور اگر تم اللہ اور اُسکے رسول اور دار آخرت کو چاہتی ہو تو اللہ نے تم میں سے نیکیوں کے لیے بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔ اے نبی کی بیبیوں تم میں سے جو کوئی

مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَي اللّٰهِ يَسِيْرًا ۝

صریح بیحیائی کا کام کریگی تو اسکو دوگنا عذاب دیا جاویگا۔ اور یہ اللہ پر آسان ہے۔

وارضاً لم تطئوها اور اسکے سوا تمکو اور مسلمانوں اور زمین کا بھی وارث کیا جو تمہارے پاؤں تلے ابھی تک نہیں آئی۔ اس آیت کا وارث ہونا بطور پیشین گوئی کے فرمایا ہے چنانچہ اسکے مطابق خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو بہت سے ملکوں کا مالک کیا جیسا کہ فارس اور روم اور خیبر اور مکہ بلکہ کل عرب کا وکان اللہ علی کل شئی قدیرا اللہ ہر چیز پر قادر ہے

ان شرطیہ وجوابھا فتعالین امتکن واسرحکن بالجزم علی انہ جواب للامر فتعالین وبالرفع علی الاستیناف۔ للحسنات متعلق باحد منکن حال من الحسنات او بیان لاتبیض اجرا عظیما مفعول لاعد لیضاعف جواب من یات

❖ تفسیر ❖

اس سورہ میں بیشتر اخلاق انسانی کی اصلاح ہے اور اس سلسلہ کو نہایت تفصیل سے بیان فرمایا ہے۔ معاشرت کے متعلق سب سے اول بات احکام الٰہیہ کا اتباع ہے کس لیے کہ عقول عالیہ جو مؤید بالالہام ہیں معاشرت و تمدن میں رسم و رواج سے جو تغیرات واقع ہوئے ہیں ان کا فیصلہ انہیں کے ہاتھ ہے اسلیے سب سے اول خود آنحضرت صلعم کو اتباع وحی کا حکم بڑی تاکید سے دیا۔ اسکے بعد ان لوگوں کی سرزنش کی جو سخت حوادث میں احکام الٰہیہ کی مخالفت کر بیٹھتے ہیں جیسا کہ غزوۂ احزاب میں منافقوں سے ظہور میں آیا جنکی مذمت پچھلی آیتوں میں کی گئی کسلیے کہ رسول الٰہی کی مخالفت سخت محرومی کا باعث ہے اب ایک بات اور اخلاق کے متعلق رہ گئی تھی جنکو ان آیات یا ایہا النبی قل لازواجک الخ میں ارشاد فرماتا ہے وہ مسئلہ معاشرت ازواج کا ہے۔

منافقوں کی تکلیف آنحضرت صلعم کو دلی عداوت اور پوشیدہ کفر کی وجہ سے تھی مگر حضرات امہات المومنین رضی اللہ عنہن کی طرف سے دنیاوی تجمل اور مرفہ الحالی کے سامان طلب کرنے سے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت تکلیف پہنچتی تھی گو دل سے محبت اور ایمان رکھتی تھیں اور آپ کو اللہ کا رسول برحق جانتی تھیں لیکن بایں ہمہ اپنا شوہر بھی سمجھتی تھیں اور جیسا کہ عورتوں کی جبلت اور طینت ہے آپ سے دنیاوی معاملات میں وہی برتاؤ برتتی تھیں کہ جو معمولی عورتیں اپنے خاوندوں سے برتا کرتی ہیں یہ لاؤ وہ لاؤ ہمارے پاس فلاں چیز نہیں فلاں پاس یہ کچھ ہے پھر متعدد بیویوں کا باہمی رقابت اور رشک اور بھی فروغ دیتا تھا اسلیے ایک بار آنحضرت صلعم سب سے خفا ہو کر ایک مہینے تک الگ مکان میں بیٹھ گئے اور صحابہ کے پاس بھی تشریف لائے تب یہ آیات نازل ہوئیں جنمیں ازواج مطہرات کو تعلیم و تہدید و ترغیب دی گئی۔ اس آیت میں ازواج مطہرات کو دو باتوں میں اختیار دیا گیا اور اسلیے اس آیت کو آیت تخییر کہتے ہیں کہ اگر تمکو حیات دنیا اور اسکی آرائش منظور ہے تو آؤ میں تمکو کچھ دیکر بالکل چھوڑ دوں طریق سنت پر طلاق دیدوں پھر تم جہاں چاہو جاکر دنیا حاصل کرو اور اگر تمکو اللہ اور اسکا رسول اور دار آخرت منظور ہے تو اللہ نے تم نیک بخت بیویوں کے لیے اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔ اس آیت کے بعد ازواج مطہرات نے طلاق لینا منظور نہ کیا اور دار آخرت اور اللہ اور اسکے رسول کو اختیار کیا اور جو یہ کہا کہ آئندہ آنحضرت سے اس قسم کے سوال نہ کرینگے۔ بخاری نے حضرت عائشہ سے روایت کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو سب سے اول حضرت نے مجھسے فرمایا اور یہ بھی کہدیا کہ جلدی نہ کرنا اپنے ماں باپ سے سلاح لیکر کرنا مینے کہا وہ کیا ہے فرمایا تو مجھے اختیار کرتی ہے اور دار آخرت کو یا دنیا کو مینے کہا اس بارہ میں اُنسے کیا پوچھوں گی مینے اللہ اور اُسکے رسول کو اور دار آخرت کو اختیار کیا اسی طرح سب بیویوں نے کہا۔ اسی مضمون کو مسلم نے اور ابن جریر اور احمد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔

وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ ۙ وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا ۝ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ

اور جو تم میں سے اللہ اور اُسکے رسول کی اطاعت کریگی اور اچھی طرح کام کریگی تو ہم اُسکو وہ بدلا دینگے اور اسکے لیے عزت کی روزی تیار کرینگے۔ اے نبی کی بیبیو تم کسی اور عورت

مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝ وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ

جیسی نہیں ہو اگر تم اللہ سے ڈرتی ہو تو کلام میں نرمی نہ کرو کہ جسکے دل میں مرض ہو وہ طمع کرے اور معقول بات کہو۔ اور اپنے گھروں میں بیٹھی رہا کرو اور دکھاتی نہ پھرو

تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ

جیسا پہلے جاہلیت کے زمانہ میں دکھاتی پھرتی تھیں نماز ادا کرو اور زکوٰۃ دیا کرو اور اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کرو۔ اللہ یہی چاہتا ہے کہ اے گھر والو تم میں سے ناپاکی دور کرے

وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ۝ وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا ۝ ع

اور تمکو خوب پاک کرے۔ اور یاد کرو وہ جو تمہارے گھروں میں اللہ کی آیتیں اور حکمت پڑھی جایا کرتی ہے۔ بیشک اللہ جو ہر چھپی بات جاننے والا خبردار ہے۔

ومن شرطیہ یقنت بالیاء رعایۃ للفظ من وبالتاء رعایۃ لمعناہا۔ وتعمل معطوف علی یقنت نؤتہا جوابہا۔ واعتدنا معطوف علی نؤتہا کاحد اصل احد وحد بمعنی الواحد ثم وضع فی النفی العام مستویا فیہ المذکر والمؤنث والواحد والکثیر والمعنی لستن کجماعۃ واحدۃ من جماعات النساء فی الفضل۔ اہل بیت منصوب علی النداء والمدح من آیات بیان لہا۔ وحکمۃ معطوف علی آیات اللہ۔

تفسیر

اس آیت کے متعلق بھی بات باقی رہگئی وہ یہ کہ علماء کی اس بارہ میں بحث ہے کہ یہ اختیار کیا تفویض طلاق تھی کہ نفس اختیار سے طلاق واقع ہوجاتی یا نہیں؟ حسن اور قتادہ اور اکثر اہل علم اس بات کے قائل ہیں کہ یہ بات نہ تھی بلکہ اس بات میں اختیار دیا تھا کہ دنیا کو اختیار کرتی ہو تو آؤ طلاق لے لو یا آخرت کو منظور کرتی ہو خود طلاق لے لینے میں بھی اختیار دیا تھا بدلیل قولہ تعالیٰ فتعالین استمتعکن واسرحکن سراحا جمیلا اور عائشہ و مجاہد و مکحول و زہری و ربیعہ وغیرہ علماء کہتے ہیں کہ انکو اخذو طلاق لے لینے میں بھی اختیار دیا تھا یہانتک کہ جو بیوی یہ کہدیتی کہ میںنے اپنے نفس کو اختیار کیا تو بغیر آپکے طلاق دینے کے اسپر طلاق پڑجاتی۔ پہلا قول بہت ٹھیک ہے۔ مسئلہ جو کوئی اپنی بیوی کو اختیار دیدے کہ خواہ تو مجھے اختیار کرلے خواہ طلاق لے لے پس اگر وہ اپنے خاوند کو اختیار کرلے تو جمہور کے نزدیک طلاق نہیں پڑتی مگر زید بن ثابت اور علی کا قول ہے کہ زوج کے اختیار کرلینے پر بھی ایک طلاق بائن پڑجاویگی اور یہی قول حسن اور لیث اور طحاوی اور نقاش کا ہے جو انہوں نے امام مالک سے نقل کیا ہے۔ قوی اول بات ہے۔ کیونکہ صحیحین میں عائشہ رضہ کا قول مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو اختیار دیا پس ہمنے حضرتؐ کو اختیار کرلیا پھر اس سے ہمپر کوئی طلاق نہ واقع ہوئی اور قیاس بھی اسکو چاہتا ہے کہ محض اختیار دینے سے طلاق واقع ہونی کی کوئی وجہ نہیں۔ اور اگر عورت نے اپنے نفس کو اختیار کرلیا تو جمہور کے نزدیک طلاق پڑجاویگی مگر عمر و ابن مسعود و ابن عباس و ابن ابی لیلیٰ اور ثوری اور شافعیؒ یہ کہتے ہیں کہ ایک طلاق رجعی واقع ہوگی اور حضرت علیؓ اور امام ابوحنیفہؒ کہتے ہیں ایک طلاق بائن پڑیگی اور امام مالکؒ کا بھی اسی طرف میلان ہے۔

اسکے بعد ازواج مطہرات کے لیے اور حکم سناتا ہے یانساء النبی من یات منکن بفاحشۃ مبینۃ الخ کہ اے نبیؐ کی بیوی جو کوئی تم میں سے صریح گناہ کریگی تو دوچند عذاب پاجاویگی اور یہ بات اللہ پر کچھ مشکل نہیں۔ فاحشۃ مبینۃ نزنا اللہ تعالیٰ نے نبیوں کی بیویوں کو اس سے محفوظ و معصوم رکھا ہے اور انکو پاک و طاہر کیا تھا پس یہ صرف تہدید ہی جیسا کہ لئن اشرکت لیحبطن عملک ہے۔ یہ شرط ہے اور شرط وقوع کی مقتضی نہیں بعض کہتے ہیں فاحشۃ کا لفظ جب معرفہ ہو کر مستعمل ہوگا تو اس سے مراد زنا ہوگی یا لواطت اور جب نکرہ ہو کر مستعمل ہوگا تو اس سے مراد ہر ایک قسم کا گناہ اور جو اسکی نسبت بھی آویگی جیسا کہ اس جگہ تھا پس اسے مراد خاوند کی نافرمانی اور سرکشی۔ یضاعف لہا العذاب گناہ کو کوئی کرے گناہ ہے مگر پھر بھی فرق ہے ایک عالم اسکی برائی سے واقف ہو کر کرے ایک جاہل کرے دونوں میں فرق ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں بڑے رتبہ کی تھیں اور جو کوئی بلند مرتبہ ایسا کام کرے اسکو دوچند سزا ہے۔ اس سزا دوچند سے مراد عذاب آخرت ہے کہ وہاں دوچند عذاب ہوگا (مقاتل) ابن جریر کہتے ہیں معاذ اللہ اگر انمیں یہ خطا سرزد ہوتی تو دوبار حد ماری جاتی جیسا کہ لونڈی کی بہ نسبت آزاد عورت کو زیادہ حد ماری جاتی ہے اور عذاب سے مراد حد ہے کما قال ولیشہد عذابہما طائفۃ من المؤمنین ومن یقنت منکن للہ القنوت الطاعۃ اور جو کوئی اللہ اور اسکے رسولؐ کی

فرمانبرداری کریگی اور نیکی کریگی تو اسی طرح اسکو چند اجر ملیگا کیونکہ وہ تمام عورتوں سے اشرف ہیں۔
چنانچہ خود اللہ تعالیٰ انکی بزرگی بیان فرماتا ہے یا نساء النبی لستن کاحد من النساء کہ اے نبی کی بیویو تم اور عورتوں جیسی نہیں ہو تمہارا مرتبہ بلند ہے آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر اس موقع میں مخالفین اسلام یہ اعتراض کیا کرتے ہیں اور حضرت کی سیرت پاک پر دھبہ لگایا کرتے ہیں۔

قولہم محمد باوجود اس دعوے کے کہ میں خاتم المرسلین ہوں عورتوں کی طرف بڑے حریص تھے۔ قانون قدرت کے مطابق ہر مرد کو ایک عورت کافی ہے جو علاوہ حاجت انسانی پورا کرنیکے اسکی ضروریات خانہ داری کو بھی بخوبی انجام دیسکتی ہے پھر متعدد عورتیں رکھنا ایک قسم کی شہوت پرستی ہے جو اولوالعزم لوگوں کی شان سے بالکل مخالف ہے۔ محمد نے اور مسلمانوں کے لیے تو چار عورتوں کی حد لگا دی اور اپنے لیے کوئی حد ہی نہیں رکھی اور ایک وقت نو بیویاں رکھیں ایک حرمین موجود تھیں۔ اور وہ کے لیے تو نکاح کرنیکی بھی قید تھی اور اپنے لیے تو یہ بھی قید نہ رکھی بلکہ جیسا کہ اگلی آیتوں میں آتا ہے جو کوئی عورت نبی کو اپنا نفس بخشے تو وہ نبی کو حلال ہے و امراۃ مؤمنۃ ان وہبت نفسہا للنبی اور خود زید کی بیوی کو بغیر نکاح کے رکھ لیا اور کھلا بلا میر نکاح آسمان پر دشتوں نے پڑھا ہے اور بھی ایسے واقعات گزرے ہیں چنانچہ صحیح بخاری میں ہے کہ آپ نے ایک عورت کا شوہر حسن شکر کسی کو بھیج کر اسکو بلایا اور عائشہ کے ڈر سے اسکو باہر باغ میں اتارا اور جب آپ نے اسپر ہاتھ دراز کیا تو اسنے کہا میں اللہ کی پناہ مانگتی ہوں یعنی آپ کو پسند نہیں کیا پھر آپ کو برا معلوم ہوا جس لیے اس سے صحبت کی۔ اسکے علاوہ اور مسلمانوں کو تو عورتوں میں عدل و انصاف کرنے کا حکم دیا کہ باری سے ہر ایک پاس رہا کریں اور اپنے لیے یہ بھی فرض نہ تھا جیسا کہ اگلی آیت میں آتا ہے ترجی من تشاء منہن وتؤی الیک من تشاء جسکے لیے عائشہ جل کر کہتی ہیں کہ کیا کوئی عورت اپنا نفس بھی ہبہ کرتی ہے اور جب یہ آیت تریجی اتری تو کہا کہ اللہ تیری خواہشوں کو بہت جلد پوری کرتا ہے (بخاری و مسلم) اسلیے محمد کی بیویوں میں بڑا جھگڑا رہا کرتا تھا چنانچہ ایکبار سب نبیں آپ سے چمٹ گئیں ایک کہتی تھی مجھسے صحبت کرو دوسری کہتی تھی مجھسے یہانتک کہ صبح ہوگئی اور حجروں کے باہر ابوبکر نے عورتوں کی یہ بیہودہ باتیں سنکر کہا کہ اے محمد ناز کو لے اور انکے منہ میں خاک ڈالیے۔ اس بات کو بھی بخاری نے نقل کیا ہے۔ توبہ توبہ یہ شہوت پرستی اور یہ دعویٰ۔ اور لطف یہ کہ اتنی تو بیویں کیں اور اس قدر سخت احکام مقرر کیے اسپر بھی کپڑا مانگنے سے منع کر دیا۔ پہلے انبیاء نے ایسا نہیں کیا حضرت مسیح نے تو سرے سے کوئی بھی عورت نہیں کی اور دنیا میں جس قدر باکمال لوگ آئے ہیں وہ عورتوں سے نفرت ہی کرتے آئے ہیں انکو شہوت پرستی سے کیا علاقہ ؟

جواب اسکا اگر منصف مزاج و ذرا بھی انصاف کرے تو سب اعتراض اٹھ جاویں۔ یہ بات تمام اہل تاریخ کے نزدیک مسلم ہے کہ آنحضرت صلعم نے مکہ میں عین جوش جوانی کے وقت جو انسانی قوتوں کے موجیں مارنے کا زمانہ ہوتا ہے ایک بڑھیا عورت سے نکاح کیا یعنی خدیجۃ الکبریٰ سے جو حضرت سے عمر میں بہت بڑی تھیں اور اسی پاکباز عورت آپ کو غار حرا کے خلوت خانہ میں وہ چار روز کا کھانا پانی دے آیا کرتی تھیں اُنکے انتقال کے بعد ایک اور عورت عمر رسیدہ سیاہ فام سے نکاح کیا جسکا نام حضرت سودہ تھا باون برس کی عمر تک جو انتہا جوش جوانی کا موقع تھا یکے بعد دیگرے انہیں بیویوں کے ساتھ زندگانی بسر کی باوجودیکہ آپ خاندانی تھے نہایت خوبصورت بھی تھے اور قریش کے حسین مرتبہ حسین عورتوں کا لالچ بھی دیتے تھے اور عرب کے دستور کے موافق کہ میں جا آپکا وطن تھا متعدد حسین نوجوان عورتوں کا پیغام آجانا کچھ بھی مشکل نہ تھا کم مرتبہ کے آدمیوں کے پاس مکہ میں متعدد عورتیں رہتی تھیں اور یہ بات عرب کے نزدیک کچھ معیوب بھی نہ تھی مگر آپ نے مطلقاً توجہ بھی نہ فرمائی۔ ہجرت سے کچھ دنوں آگے صدیق اکبر نے بڑی التجا کے ساتھ اپنی دختر نیک اختر عائشہ سے جو چھ برس کی لڑکی تھی صرف نکاح کر دیا تھا جو بمنزلہ منگنی کے تھا رخصت نہ تھی اور کرتے بھی تو یہ نہایت صغیر سن تھیں مدینہ میں آکر جہاں ہر طرف سے مصیبت کے دروازے کھل گئے اور تمام عرب دشمن ہو گیا ادھر مہاجرین کی فکر بھی آپ ہی کے سر پر پڑ گئی تھی عائشہ کو جوان ہونے پر رخصت کیا اب اس پردیس میں اور اس مصیبت کے زمانہ میں اور اس تنگدستی میں کہ پہننے کے لئے کپڑے روٹی کے گزر جاتے تھے کھجور کے چند دانوں اور پانی پر بسر اوقات ہوتی تھی اور اس عمر میں کہ پچاس سے تجاوز ہو گئی جوانی کے زور جاتے رہے بڑھاپا آگیا کون دانشمند کہہ سکتا ہے کہ آپ نے اتنی بیویوں میں شہوت پرستی کے لیے کیں تھیں ؟ اور معاشرت کا طریقہ نفرت انگیز اختیار کیا تھا ؟ پردیس میں تو اپنی عزت بڑھانے کے لیے خصوصاً اس قوم میں جاکر جو بدکار اور خاص مریدوں کو بھی نفرت کی بات ہو تو لوگ چھوڑ دیا کرتے ہیں کہ مبادا لوگ بد اعتقاد ہو جاویں۔ اور یہ ظاہر ہے کہ آپ سے کوئی انصار و مہاجر بد اعتقاد نہ ہوا

پس عقل سلیم تاریخی واقعات نظر کرکے صاف صاف کہدیگی کہ اتنی بیویوں اور انکے ساتھ یہ برتاؤ شہوت پر مبنی تھا اور جو ہوتا بھی تو یہاں اُنکے اس قدر عورتوں نے کیوں ازدواج مطہرات میں داخل ہونے کی رغبت کی کہ میں جوابی کے وقت بھی؟ معلوم ہوا کہ بھوا اور بات تھی وہ یہ کہ حضرت بطرح خاتم المرسلین بنالے گئے تھے اسی طرح آپکے دین میں حلت و حرمت طہارت و نجاست مرد و عورت کے سب احکام تھے۔ مردوں میں سے تو علم دین سیکھنے کے لیے ایک جماعت اس کام کی ہو کر وہ دولت پر آپڑی تھی جنکو اصحاب الصفہ کہتے تھے اسی طرح عورتوں کی جماعت بھی اس کام کے لیے پُر ضرور تھی کہ وہ عورتوں کو تعلیم دیا کریں خصوصاً وہ مسائل جو عورتوں سے متعلق ہیں اور جنکا ذکر غیر مرد سے سننا شرم کی بات ہے اب یہ جماعت نساء اگر محض شاگردوں کے سلسلہ میں ہوتی تو اوّل تو آپ ان اجنبی عورتوں سے وہ شرم کے متعلق مسائل حیض و نفاس غسل و جنابت بیان کرنے شرم کرتے اور وہ بھی انکے دریافت کرنے سے شرم کرتیں مقصود فوت ہو جاتا۔ دوم شاگردوں کا خلوت و جلوت میں صناضروری بات ہی جو تو لا و فضلاً قرسم کی تعلیم پاسکیں اور اگر ایسا ہوتا تو لوگوں کو جوابی عورتوں کے ساتھ رہنے سے بدگمانی پیدا ہوتی۔ سوم مردوں کی جماعت تعلیم پانے کے وقت صبر اور محنت کشی سے اپنے رزق کافی الحال آپ بندوبست کرسکتے ہیں اور کچھ نہیں تو لکڑیوں کا گٹھا لاکر بیچ سکتے ہیں بخلاف عورتوں ضعیف البنیان کے اسلیے انکا بندوبست رزق و حاجات بھی حضرت ہی کے ذمہ ٹھہرا اسلیے ان تلامذہ کو سلسلہ نکاح میں داخل کرنا پڑا اگر غیر کی بیویاں ہوتیں تو انکے خاوند انکو اس قدر مہلت کیوں دیتے اور نیز اسمیں یہ بھی مقصود تھا کہ آپ لوگوں کو صفت توکل تعلیم کریں کہ عورتوں کی کج خلقی پر برداشت کرنے کے عرب عادی ہو جاویں جو پیرمانہ برتاؤ کیا کرتے تھے اور لوگوں کو یہ بھی معلوم ہو جاوے کہ آنحضرت اس عیالداری پر کیسی بھی برداشت کرتے تھے۔ منجملہ یہ کہ ایک بیوی کرکے سنو کا غلام ہنتا پڑتا ہے اور بہت سی باتوں میں حق سے چشم پوشی کرنی پڑتی ہے۔ لہذا اسلیے اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان نیک بیویوں کو جو دینی مدرسہ کی طالب العلم تھیں اور بوجوہ مذکورہ سے بضرورت انکو سلسلہ زوجیت میں لایا گیا تھا یہ سنا دیا یا نساء النبی لستن کاحد من النساء کہ تم اور عورتوں جیسی عورتیں نہیں ہو تم خاص دین کے لیے اس بیت العلوم میں داخل کی گئی ہو اور اسی لیے وہ زوجیت معمولی سمجھکر اور عورتوں کی طرح آرائش و تجمل کے سوالات کرکے حضرت کو تکلیف دیتی نہیں انکو اختیار دیا گیا جسپر وہ سمجھ گئیں۔ جب یہ بات تھی تو پھر آپ کے اس مدرسہ یا بیت العلم میں داخل ہونے کے لیے کسیلیے تعداد مقرر ہوتی؟ پھر کسی قدر کیوں نہ آویں بشرط صلاحیت لینا ہی پڑتا تھا۔ اور اسی لیے اس داخلہ کے لیے نکاح کا لفظ خاص نہوا نفس کے بخشنے اور دیگر امور مقررہ انکی توسیع کے لیے جائز قرار پانے ضرور ہوئے اور اسی لیے پھر اور گواہوں کی بھی وہبت نفسی میں ضرورت نہوئی اور اسی لیے بیویوں کی طرح باری کے ساتھ انکے پاس صناضروری نہوا گو آپ اپنی بھی باری سے رہتے تھے اور انکی اطمینان قلبی کی باتیں ملحوظ رکھتے تھے۔ اور اگر کوئی عورت دور سے آئی ہو اور پھر اسکو مصائب دنیا دیکھکر اس بیت العلم میں داخل ہونا منظور نہوا تو اپنے داخل کیا اور باغ میں اُتارنا کوئی عیب کی بات نہیں۔ رہا عورتوں کا باہمی جھگڑا سو یہ انکی جبلی بات ہے اور معاذ اللہ اس شب میں وہ پاکباز بیویوں امر خاص کے لیے آپ سے خواستگار نہ تھیں بات یہ تھی کہ آپ ایک کے گھر تشریف لے گئے حضرت کے افلاس متبرکہ ایک ضیافت جانتی تھیں اور بھی اُنگیں گھر والے کو ناگوار گزرا جو ایک طبعی بات ہے سو باہم کچھ قیل و قال تھی جسکو سنکر صدیق اکبرؓ اس وجہ سے کہ انکی صاحبزادی بھی ان میں شامل تھیں عورتوں پر بزرگانہ طور پر خفا ہوئے۔ اصل بات یہ تھی اب مخالف اسکو جس پیرایہ میں چاہے ڈھالے۔

جواب الزامی

حضرت سلیمان اور داؤد علیہما السلام کی بیویں اور حرمیں تو سیکڑوں تھیں پھر صیائی اور یہودی انکی کتابوں کو الہامی مانتے ہیں اسی طرح ہندو کے ہاں کشن جی کے جو ۱۶۰۰ سو گوپیاں ناچا گاکر تی تھیں اب خواہ اسکو آریہ لوگ بھین کہیں یا کچھ اور ہم کچھ نہیں کہتے۔

رہا تعدد ازواج کا اعتراض سو اسکا جواب کئی بار ہو چکا کہ انسانی ضرورتیں بعض اوقات ایک بیوی سے پوری نہیں ہو سکتیں اور پہلی کا غیر قصور چھوڑ دینا انسانی مروت کے خلاف ہے اور فرض کرو مرض یا کسی وجہ سے اولاد جننے کی اس میں صلاحیت نہیں پس اسلام نے بضرورت تعدد ازواج کی اجازت اور وہ بھی شروط دی کہ عدل پورا ہو۔

آمدم برسر مطلب۔ اس تمہید کے بعد پھر ازواج مطہرات کو چند احکام کی تعلیم دیتا ہے ان اتقیتن اگر تم اللہ سے ڈرتی ہو۔ یہ جملہ اسلیے فرمایا کہ صرف اسی بات پر بھروسہ نہ کر لینا کہ ہم نبی کی بیویاں ہیں بلکہ یہ فضیلت تقوے کی وجہ سے ہے۔ چنانچہ ازواج مطہرات ہمیشہ زیور تقویٰ سے آراستہ تھیں

إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَانِتِينَ وَالْقَانِتَاتِ وَالصَّادِقِينَ وَالصَّادِقَاتِ وَالصَّابِرِينَ وَالصَّابِرَاتِ وَالْخَاشِعِينَ

بیشک اللہ سے سلامتی رکھنے والے مرد اور عورتیں اور ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں اور فرمانبردار مرد اور فرمانبردار عورتیں اور سچے مردوں اور سچی عورتوں اور صبر کرنے والے مردوں اور صبر کرنے والی عورتوں کے لیے اور ڈر رکھنے والے مردوں

وَالْخَاشِعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقِينَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّائِمِينَ وَالصَّائِمَاتِ وَالْحَافِظِينَ فُرُوجَهُمْ وَالْحَافِظَاتِ وَالذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتِ أَعَدَّ اللَّهُ

اور عورتوں اور خیرات کرنے والے مردوں اور خیرات کرنے والی عورتوں اور روزہ دار مردوں اور روزہ دار عورتوں اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرنے والے مردوں اور حفاظت کرنے والی عورتوں اور اللہ کو بہت یاد کرنے والے مردوں اور یاد کرنے والی عورتوں کے لیے بخشش

لَهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا ﴿٣٥﴾ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ

اور بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔ نہ کسی ایماندار مرد اور نہ کسی ایماندار عورت کو لائق ہے جب اللہ اور اس کا رسول کسی کام کا حکم دے تو انکو اپنے کام میں اختیار باقی رہے اور جو نہ مانے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے

ضَلَّ ضَلَالًا مُبِينًا ﴿٣٦﴾ وَإِذْ تَقُولُ لِلَّذِي أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَأَنْعَمْتَ عَلَيْهِ أَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللَّهَ وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللَّهُ مُبْدِيهِ

وہ صریح گمراہ ہوا۔ اور یاد کر جبکہ تو اس کو کہ جس پر اللہ نے احسان کیا اور تو نے بھی احسان کیا یہ کہہ رہا تھا کہ تو اپنی بیوی کو اپنے پاس رہنے دے اور اللہ سے ڈر اور تو اپنے دل میں وہ بات چھپاتا تھا کہ جس کو اللہ ظاہر کرنے والا ہے

وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللَّهُ أَحَقُّ أَنْ تَخْشَاهُ فَلَمَّا قَضَى زَيْدٌ مِنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنَاكَهَا لِكَيْ لَا يَكُونَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ حَرَجٌ فِي أَزْوَاجِ أَدْعِيَائِهِمْ

اور لوگوں سے ڈرتا تھا اور ڈرنا تو اللہ ہی سے زیادہ چاہیے۔ پھر جب زید اس عورت سے اپنی غرض پوری کر چکا تو ہم نے تجھ سے اس کا نکاح کر دیا تاکہ ایمانداروں پر لے پالک منہ بولے بیٹوں کی بیویوں سے نکاح کرنے میں مضائقہ نہ رہے

إِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ مَفْعُولًا ﴿٣٧﴾ مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيمَا فَرَضَ اللَّهُ لَهُ سُنَّةَ اللَّهِ فِي الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ

جبکہ وہ اپنی غرض پوری کر چکیں۔ اور اللہ کا حکم ہو کر رہتا ہے۔ نبی پر اس بات میں کچھ ممانعت نہیں جو اللہ نے اس کے لیے مقرر کر دی۔ جیسا کہ اللہ کا پہلے لوگوں میں دستور تھا۔

وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ قَدَرًا مَقْدُورًا ﴿٣٨﴾ الَّذِينَ يُبَلِّغُونَ رِسَالَاتِ اللَّهِ وَيَخْشَوْنَهُ وَلَا يَخْشَوْنَ أَحَدًا إِلَّا اللَّهَ وَكَفَى بِاللَّهِ حَسِيبًا ﴿٣٩﴾

اور اللہ کا حکم معین مقرر ہو چکا تھا۔ وہ پہلے لوگ جو اللہ کا پیغام پہنچاتے تھے اور اس سے ڈرتے تھے اور اللہ کے سوا اور کسی سے نہ ڈرتے تھے۔ اور کافی ہے اللہ حساب لینے کو۔

اعد اللہ الجملۃ خبرہ ان۔ والخیرۃ ما یتخیر وجمع الضمیر الاول لعموم مؤمن ومؤمنۃ لانہا فی حیز النفی وجمع الضمیر فی من امرہم للتعظیم۔ واللہ والوا والحال سنۃ اللہ نصبہ علی المصدر لما سن ذلک سنۃ الذین یبلغون صفۃ للذین خلوا او مدح لہم منصوب او مرفوع۔ الوطر الحاجۃ

تفسیر

حضرتؐ کی حیات میں بھی اور آپ کے بعد بھی۔ جواب شرط کا محذوف ہے فلستن کاحد من النساء اس پر دلالت کرتا ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اسکا جواب فلا تخضعن بالقول لوگوں سے جو بات چیت کرنے کا اتفاق ہو تو بات میں نرمی اور لگاوٹ نہ کرو فیطمع الذی فی قلبہ مرض تاکہ ناپاک آدمی کہ جس کے دل میں شہوت اور بدکاری کا مرض ہے طمع نہ کرے وقلن قولا معروفا کھری بات کہو۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جو عورتیں مہین مہین باتیں اور بڑے اخلاق سے اور ہنس ہنس کر کیا کرتی ہیں خواہ وہ پاک اور صاف دل ہی کیوں نہوں مگر ناپاک آدمی کے دل میں گدگداہٹ اور تحریک باطل پیدا کر دیتی ہیں۔ بعد ایک حکم تھا وہ سر احکم وقرن فی بیوتکن لا تبرجن تبرج الجاہلیۃ الاولی۔ وقرن اہل مدینہ اور عاصم نے وقرن بفتح قاف پڑھا ہے اور لوگوں نے بکسر قاف۔ پہلی قرأت کے موافق یعنی ہو گئے اقررن ای الزمن بیوتکن من قولہم قررت بالمکان اقر قرارا فحذف الراء الاولی ہی عین الفعل لثقل التضعیف ونقلت حرکتہا الی القاف کما فی ظللت ظلت وعلی الثانی معتل ہو من قررت اقر معناہ اقررن بکسر الراء فحذفت الاولی ونقلت حرکتہا الی القاف وقیل ہو من الوقار من قولہم وقر فلان یقر وقورا اذا سکن واطمئن فہو امر کعدن من الوعد وصلن من الوصل۔

یعنی اپنے گھروں میں بیٹھی رہا کرو بغیر ضرورت باہر نہ جایا کرو۔ یہاں سے پردہ فرض ہوا یسا سمجھ لیا گیا جیسا کہ پہلے جاہلیت میں مستور تھا ممانعت ہو گئی

جیسا کہ اخیر جملہ میں فرماتا ہے ولا تبرجن تبرج اظہار زینت اور مواقع زینت ۔ مجاہد کہتے ہیں کہ پہلے عورتیں لوگوں کے سامنے آیا جایا کرتی تھیں پس یہی تبرج جاہلیت ہے (ابن کثیر) جاہلیت اولیٰ کے معنی ابن عباسؓ یہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ سے لیکر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کو جاہلیت اولیٰ کہتے ہیں بعض کہتے ہیں فترت وابراہیم کا درمیانی زمانہ بعض کہتے ہیں موسیٰ و عیسیٰ کا ۔ مگر ابن عطیہ کا قول بہت صحیح معلوم ہوتا ہے کہ جاہلیت اولیٰ سے اسلام سے پہلے کا زمانہ مراد ہے اور اسکو اولیٰ زمانہ اسلام کے لحاظ سے کہا نہ اسلیے کہ کوئی جاہلیت اُخریٰ بھی ہے ۔ جاہلیت اخری اسلام کا وہ زمانہ بھی مراد ہو سکتا ہے کہ جسمیں فسق و فجور رواج پا گیا ۔

ان آیات سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے لیے بلا ضرورت باہر جانا حرام ہو گیا تھا ضرورت شرعیہ میں سے حج وغیرہ ہے اُمت کی بیویوں پر گھر میں رہنا باہر نہ نکلنا اس آیت سے بعض کے نزدیک اجب ہے قوی تر یہی ہے کہ پردہ میں رہنا مستحب ہے اور اگر بضرورت باہر جاویں تو برقع میں یا ایسے چادر سے میں کہ جس سے کوئی ستر کی چیز دکھائی نہ دے یہ پردہ فرض ہے ۔ اسمیں جو کچھ حکمتیں ہیں غیر قوموں کی نیز پردہ عورتوں کے بجا حالات دیکھکر بخوبی سمجھ میں آسکتی ہیں ۔

تیسرا حکم واقمن الصلوٰۃ نماز ادا کریں ۔ چوتھا حکم واتین الزکوٰۃ زکوٰۃ دیں اس میں صدقہ و خیرات بھی داخل ہے ۔ اسکے سوا اور جس قدر احکام شرعیہ ہیں اُنکو بھی بجالاویں کما قال واطعن اللہ ورسولہ یہ پانچواں حکم جمیع احکام کو شامل ہے اس میں حج اور رمضان کے روزے بھی آگئے ۔ مگر نماز اور زکوٰۃ کو تاکید و اہتمام کے لیے جداگانہ بیان کر دیا ۔ یہ وہ احکام ہیں جو تدبیر المنزل و اخلاق اور معاد اور حسن معاشرت کے اصل الاصول ہیں اور تہذیب و شائستگی کا عطر اسلیے اللہ تعالیٰ انکی وجہ بیان فرماتا ہے انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا کہ اے اہل بیت نبیؐ کے گھر والو یعنی بیویوں ان احکام سے اللہ تمکو پاک کرنا اور تمھاری ناپاکی دور کرنا چاہتا ہے ۔ الرجس الاثم والذنب ۔ میل کچیل ظاہری کے سوا انسان کی اخلاقی بھی میل کچیل ہوتی ہے جو مکارم اخلاق اختیار کرنے اور ذکر الٰہی اور اُسکے احکام پر عمل کرنے سے دور ہوتی ہے ۔ وہ کسی دریا یا کنویں کے پانی یا کسی مصالح یا صابن سے دور نہیں ہوتی ۔

اہل البیت

کے لغوی معنی گھر والے کے ہیں ۔ اور اصطلاح میں خصوصاً عرب کے عرف میں اس لفظ کا اطلاق خاص بیوی پر ہوتا ہے گو گھر میں بیٹا بیٹی پوتا نواسہ نواسی بھی ہوتے ہیں اور اسی طرح نوکر چاکر خادم بھی ۔ اور اسی طرح قرآن مجید میں ایک جگہ یہی اہل البیت کا لفظ خاص حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی پر بھی مستعمل ہوا ہے انجعیین من امرالہ رحمۃ اللہ وبرکاتہ علیکم اہل البیت اور عرب بولتے ہیں کیف اہلک یعنی گھر والی کی خیریت پوچھتے ہیں ۔ ہمارے عرف میں بھی اہل خانہ گھر والی بیوی کو کہتے ہیں ۔ اسلیے علماء اسلام کا ایک جم غفیر اسکا قائل ہوا ہے کہ اس آیت میں اہل البیت سے مراد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بیویاں ہیں جسکو قرآنی مذاق کچھ بھی ہو وہ سیاق و سباق میں نظر کرکے اس بات کو جلد تسلیم کر سکتا ہے ابن عباسؓ و عکرمہ و عطاء و کلبی و مقاتل و سعید بن جبیر اسی کے قائل ہیں ۔ عکرمہ کہتے ہیں میں اس بات پر مباہلہ کر سکتا ہوں ۔ وہ کہتے ہیں اول میں بھی خطاب نبی کی بیویوں سے ہی کما قال فعل لازواجک اور یہانتک انہیں کے متعلق احکام چلے آتے ہیں گھر میں بیٹھنا وغیرہ ۔ اور بعد میں بھی انہیں کی طرف خطاب ہے واذکرن ما یتلیٰ فی بیوتکن اور نیز بیت سے مراد آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا گھر ہے جو حضرت مہ کی بیویوں کی رہنے کی جگہ ہے جہاں آپ شب باش ہوتے تھے ۔

ابو سعید خدری و مجاہد و قتادہ اور کل اہل شیعہ یہ کہتے ہیں کہ اہل بیت سے مراد اس جگہ علیؓ و فاطمہؓ و حسنؓ و حسینؓ ہیں انکی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ عنکم ویطہرکم مذکر کے صیغے ہیں جو ازواج مطہرات پر اطلاق نہیں کیے جاتے ۔ اس کا جواب انکی طرف سے یہ ہے کہ لفظ اہل کی رعایت سے مذکر کے صیغے کلام میں آجایا کرتے ہیں جیسا کہ اُس آیت میں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی پر اہل البیت کا اطلاق ہوا ہے وہاں بھی علیکم مذکر کا صیغہ ہے ۔

اب فریقین کے وہ دلائل کہ جنسے ہر ایک نے اپنے مطلب کو ثابت کیا ہی روایات و احادیث و اقوال ہیں جنکا ہر ایک فریق نے ڈھیر لگا دیا ہی پھر ہر ایک نے دوسرے کے راویوں میں کلام کیا ہی اور پھر ہر ایک فریق نے اسکا جواب دیا ہی اگر اس سب کو نقل کروں تو یہ جلد بھی کافی نہو اسلیے سب کو ترک کرتا ہوں مگر فریق ثانی کی ایک حدیث بڑی زور آور ہی جسکو اُمّ سلمہ و عائشہ و واثلہ بن الاسقع سے بطرق مختلفہ ترمذی و ابن جریر و ابن المنذر و حاکم و ابن مردویہ و بیہقی و ابن ابی حاتم و طبرانی و ابن ابی شیبہ و احمد و مسلم نے اپنی کتابوں میں نقل کیا ہی گو اسکے بعض طرق محدثین کے نزدیک قابل اعتبار نہیں ہیں۔ اُس حدیث کا خلاصہ یہ ہی کہ حضرت رسول کریم نے صلے اللہ علیہ وسلم فاطمہؓ و علیؓ و حسنؓ و حسینؓ کو ایک سیاہ کملی میں لپٹا کر کہ جسکو آپ اوڑھے ہوے تھے یہ آیت پڑھی اور پھر یوں کہا اللھم ہؤلاء اہل بیتی اللھم اذھب عنھم الرجس و طھرھم تطھیرا۔ کہ اے اللہ یہ لوگ میرے اہل بیت ہیں انکی ناپاکی دور کیجیے اور ان کو پاک کردے۔ اور ایک حدیث انہیں لوگوں کے لیے یہ بھی روایت کی ہی کہ آں حضرتؐ فجر کی نماز کو جب مسجد میں جاتے تھے تو فاطمہؓ کے گھر پر کھڑے ہو کر یا اہل البیت الصلوۃ الصلوۃ کہہ کر یہ آیت پڑھتے تھے۔ اور مسلم نے زید بن ارقم سے روایت کیا ہی کہ حضرتؐ نے فرمایا ہے مَیں تمکو اپنی اہل بیت کے حق میں اللہ کو یاد دلاتا ہوں یعنی انکی مراعات رکھنا۔ زید سے کسی نے پوچھا اہل بیت کون ہیں کیا حضرت صلعم کی بیویں انکی اہل بیت نہیں ہیں؟ کہا آپ کی بیویں آپ کی اہل بیت ہیں لیکن آپ کے اہل بیت وہ لوگ ہیں کہ جنپر صدقہ حرام ہی علیؓ اور عقیلؓ اور جعفرؓ اور عباسؓ کی اولاد۔

ان تینوں حدیثوں کو صحیح مان لینا چاہیے مگر اسسے یہ نہیں ثابت ہوتا کہ خاص علیؓ و فاطمہؓ و حسنینؓ ہی اہل بیت ہیں اور حضرتؐ کی بیویں اہل بیت نہیں ہیں بلکہ پہلی حدیث تو یہی کہہ رہی ہی کہ آنحضرت صلعم نے فاطمہؓ و علیؓ و حسنؓ حسینؓ کو بھی کملی میں لیکر اہل بیت میں شامل فرمایا اور انکے لیے دعا کی ورنہ کیا اللہ کو معلوم نہ تھا کہ یہی لوگ اہل بیت ہیں؟ پھر یہ اہل بیتی کہنے کی کیا حاجت تھی؟ اور اسی طرح دوسری حدیث سے پایا جاتا ہی اور تیسری حدیث تو دونوں کے خلاف ہے اسکے علاوہ یہ قول زید کا ہی جو جعفر و علی و عقیل و عباس کی اولاد کو اہل بیت کہہ رہے ہیں۔

قولِ فیصل یہ ہے کہ دراصل اہل بیت تو ازواجِ مطہرات ہی ہیں اور ان میں حضرتؐ نے اپنے پیارے فرزندوں کو بھی شامل فرمالیا اور کیوں نہیں بال بچے اور بہت قریب کے عزیز و اقارب بھی گھر ہی کے لوگ شمار ہوتے ہیں۔ پس اعتقادِ صحیح اور محبتِ خالص یہی ہی کہ ازواج مطہرات اور ان پاکباز لوگوں کو بھی اہل بیت سمجھکر ان کا تہ دل سے ادب کرے جن میں حضرت عائشہ صدیقہ اور فاطمہ زہرا اور حسنین بھی داخل ہیں رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

ف کیا حضرت علی و جعفر و عقیل و عباس کی اولاد بھی جو سیکڑوں برس کے بعد پیدا ہوئی اور ہوگی سب اہل بیت ہیں؟ حقیقت میں اہل بیت اور آل وہی لوگ تھے جو حضرتؐ کے سامنے موجود تھے اور انکی اولاد اور اولاد در اولاد کو جو اہل بیت اور آل نبی کہا جاتا ہی تو مجازاً اور اوناً کسلیے کہ یہ حضرتؐ کے گھر میں کبھی رہے ہیں نہ حضرتؐ انکی عیالت کرتے تھے۔ حق بات یہی ہی باقی افراط و تفریط ہے جو تعصب یا فرطِ محبت پر مبنی ہے۔

قولِ فیصل و

واذکرن ما یتلی فی بیوتکن من آیات اللہ والحکمۃ ان اللہ کان لطیفا خبیرا۔ یہ چوتھا حکم ہے کہ اے نبی کی بیویو وہ جو تمھارے گھروں میں آیات اللہ اور حکمتِ الٰہیہ کا درس ہوتا ہے اسکو خوب یاد رکھو لوگوں کو سمجھاؤ اللہ تعالیٰ تمکو اسکی جزا خیر دیگا کیونکہ وہ لطیف یعنی مہربان لطف کرنے والا خبردار ہے اسپر تمہاری کوشش مخفی نہیں۔ یہ وہی اصلی حکم ہے کہ جسکے لیے یہ پاکباز باخدا بیویں مدرسۂ علم دینیہ میں داخل کی گئیں اور انکو نبی کی زوجیت کا شرف عطا کیا گیا۔ پہلے احکام تو خود انکی تہذیب و شائستگی اور آدابِ صحبت اور حسنِ معاشرت کے لیے تھے اور یہ اُس خاص مقصد کے لیے کہ جسکے لیے یہ بیویں بنائی گئیں۔ آیات اللہ قرآن کی آیات اور حکمۃ سُنّت۔ یہ قرطبی کا قول ہے۔ اور ممکن ہے کہ حکمت سے بھی قرآن ہی مراد ہو یا اسرارِ شریعت و رموزِ طریقت جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے وقتاً فوقتاً انکو حاصل ہوتے تھے۔ اور یہ حاصل ہونا گویا انپر پڑھا جانا یعنی پڑھکر سنایا جانا ہے۔ چنانچہ ازواجِ مطہرات شب و روز اسی میں مصروف تھیں۔

چوتھا حکم

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بالخصوص اور بھی مرد اور نیک عورتیں ایسے تھے کہ جو دین کی اشاعت میں بڑے سرگرم تھے گویا انہوں نے اپنی جان و مال کو اسی کام کے لیے وقف کر دیا تھا جیسا کہ عشرۂ مبشرہ اور اصحاب الصفہ اور ابو ہریرہ و عبداللہ بن مسعود و عبداللہ بن عمرو ابن عباس اور عورتوں میں سے انصار و مہاجر کی بہت سی عورتیں۔ ان آیات مذکورہ سے شاید انکے دل میں یہ خطرہ گزرتا ہوگا کہ ازواج مطہرات ہی کی ساعی جمیلہ خدا کے ہاں پسند ہیں جنکا آیات مذکورہ میں بیان ہوا اور ہماری کوشش چنداں قابل التفات نہیں پس انکی تسلی کے لیے یہ آیت ان المسلمین والمسلمات والمؤمنین والمؤمنات الخ نازل ہوئی اور اسکی مؤید یہ روایت ہے کہ جسکو عبد اللہ بن حمید و طبرانی نے روایت کیا ہے کہ ام عمارۃ انصاریہ نے حضرت صلعم کے پاس آکر یہ عرض کیا کہ مردوں ہی کا قرآن میں ذکر ہے عورتوں کا کچھ بھی نہیں تب یہ آیت نازل ہوئی۔ اور اسی طرح ام سلمہؓ سے احمد و نسائی و ابن جریر و ابن المنذر و طبرانی نے روایت کیا ہے اور ایسا ہی طبرانی و ابن جریر نے ابن عباس سے جسکے اسناد کو سیوطی نے حسن کہا ہے۔

اس آیت میں مسلمان اور ایماندار مرد اور عورتوں کے لیے مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ ہے اور انکے لیے یہ چند اوصاف اس وعدہ کے لیے شرط قرار پائے ہیں اسلام۔ ایمان۔ گرچہ عرف علماء میں دونوں لفظوں کا مصداق ایک ہی ہے مگر قرآن و احادیث میں مقامات متعددہ میں لغوی معنی کا لحاظ کر کے اسلام سے مراد انقیاد یعنی احکام ضروریہ کا بجالانا مراد لیا ہے جیسا کہ حدیث جبرئیل سے ثابت ہے جسکو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے ان تشہد ان لا الہ الا اللہ و تقیم الصلوٰۃ و تؤتی الزکوٰۃ و تحج البیت و تصوم رمضان۔ اور ایمان میں اعمال کا ذکر نہیں صرف اللہ اور رسول اور ملائکہ اور کتب الٰہیہ اور اسکے رسولوں اور تقدیر کی تصدیق کرنا اور یقین کرنا اسی حدیث میں بیان ہوا ہے۔ قنوت یعنی عبادت و اطاعت صبر یعنی شہوات و دیگر تکالیف کی برداشت کرنا۔ اسمیں اشاعت دین کی تکالیف بھی آگئیں خشوع اللہ سے عاجزی کرنا سرنگوں دنیا میں رہنا تجبر اور سرکشی نہ کرنا۔ صدقہ دینا زکوٰۃ و خیرات اور دیگر نیک کاموں میں مال صرف کرنا۔ صوم روزہ رکھنا۔ عفاف پاکدامن رہنا۔ ذکر الٰہی کرنا اور بہت کرنا کسی وقت اسکو دل سے نہ بھلانا یہاں تک کہ دست بکار دل بیار رہے۔

اسکے بعد علی العموم مرشد برحق یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا حکم دیتا ہے فقال وما کان لمؤمن ولا مؤمنۃ اذا قضی اللہ و رسولہ امرا ان یکون لھم الخیرۃ من امرھم ومن یعص اللہ و رسولہ فقد ضل ضلالا مبینا کہ کسی مومن مرد اور عورت کو اللہ اور رسول کے حکم دینے کے بعد یہ مجاز باقی نہیں رہتا کہ اسکو عمل میں نہ لاوے اور جو اللہ اور اسکے رسول کی نافرمانی کرتا ہے تو صریح گمراہی میں پڑتا ہے۔ کیونکہ مرشد کامل اور ہادی برحق کا خلاف کرنا گمراہی میں پڑنا ہے۔ یہ ایک عام حکم ہے جو احکام سابقہ کے لیے سرمہر ہے نہ اسمیں زینب کے نکاح کا ذکر ہے نہ کسی اور کا مگر مفسرین نے اپنی عادت کے موافق (کہ وہ آیت کے معنی سے چسپاں کرنے کے لیے کوئی قصہ یا واقعہ خواہ مخواہ گھڑ کر اس آیت کو اسی پر ڈھال دیا کرتے ہیں گویا یہ آیت خاص اسی کے لیے نازل ہوئی ہے) یہ روایت کیا ہے کہ حضرت نے زید سے نکاح کرنے کے لیے زینب بنت جحش سے پیغام دیا جو حضرت صلعم کی پھوپھی کی بیٹی تھیں زینب نے زید کو حقیر جانکر انکار کیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی تب زینب نے زید سے نکاح کرنا منظور کر لیا اور انکی باہم شادی ہو گئی۔ مگر مؤرخین کہتے ہیں کہ زید سے زینب کا نکاح ہجرت سے آٹھ سال پہلے ہو چکا تھا۔ اور یہ سورہ ہجرت کے پانچویں برس نازل ہوئی ہے پھر اسمیں زینب کے نکاح کے طرف کیونکر اشارہ ہو سکتا ہے؟ نبی کی نافرمانی یا کہو اللہ اور رسول کی کسی بات میں نافرمانی اگر انکار کے طور پر ہے تو کفر ہے اور اگر قبول ہے مگر سستی سے یا خواہش نفسانی سے ہے تو فسق ہے۔

لوگوں کی ہدایت کا دارمدار نبی علیہ السلام کی عظمت پر ہے اسلیے مخالفوں کے بعض طاعن کو جو حضرت صلعم پر کیا کرتے تھے (اور ایسا ہوتا ہی آیا ہے کیسلیے کہ کوئی شخص دنیا میں ایسا نہیں آیا ہے کہ جسکی کسی بات پر بھی لوگوں نے اپنی کجرائی بد باطنی کی وجہ سے انکار نہیں کیا ہے) دفع کرتا ہے نیز ان مطاعن کے ایک طعن یہ کی تھی کہ زینب سے نکاح کر لینے کے بارہ میں تھا جو حضرت صلعم نے زید کے طلاق دینے اور عدت گزر جانے کے بعد ایک حکم آسمانی اور مصلحت الٰہیہ کی وجہ سے کیا تھا

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ

محمد تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں لیکن اللہ کا رسول اور سب نبیوں پر مُہر ہے۔ اور اللہ ہر بات جانتا ہے۔ اے ایمان دارو اللہ کو

ذِكْرًا كَثِيْرًا ۝ وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝ هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰۗىِٕكَتُهٗ لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۭ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا ۝

بہت یاد کرو۔ اور اسکی پاکی بیان کرو صبح و شام۔ وہی ہے جو فیر رحمت بھیجتا ہے اور اُسکے فرشتے بھی کہ تمکو اندھیریوں سے نکالکر روشنی میں لاوے۔ اور وہ ایمان والوں پر مہربان ہے۔

تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ ۚ وَاَعَدَّ لَهُمْ اَجْرًا كَرِيْمًا ۝ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا ۝ وَّنَذِيْرًا ۝ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا

مومنوں کے لیے دارجو کہ وہ جس دن اُسکے ملیگے سلام ہے اور اُنکے لیے عزت کا اجر تیار کر رکھا ہے۔ اے نبی ہم نے تجھکو بھیجا ہے گواہی دینے اور خبر دینے اور ڈر سنانے کے لیے۔ اور اسکے حکم سے اُسکی طرف گو کہنے کو اور نیکو اور روشن

مُّنِيْرًا ۝ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا ۝ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَدَعْ اَذٰىهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝

چراغ بنا کر۔ اور خوشخبری دے ایمانداروں کو کہ انکے لیے اللہ کے طرف سے بڑا فضل ہے۔ اور کافروں اور منافقوں کا کہنا مان اور اُنکی ایذا سے درگذر اور اللہ پر بھروسہ کر اور اللہ کافی ہے کارسازی کو۔

ولکن بالتشدید فخبره محذوف ای ولکن رسول اللہ اعداب من غیره رائثة۔ او یقال ولکن کان رسول اللہ۔ بکرة واصیلا ظرفان للتسبیح فحینئذ اضافة المصدر الی المفعول مبتدأ وسلام خبره یوم یلقونه ظرف له۔ ای یحیون یوم لقائه تعالی عند الموت او الخروج من القبر او دخول الجنة بالسلام یقال لهم السلام علیکم او بخیر بالسلامة من کل مکروه واعد فضلا کبیرا اسم ان لهم خبره ومن اللہ صفته والجملة معطوف علی محذوف مثل فواقب احوال امتک۔

❖ تفسیر ❖

فقال اذ تقول للذی انعم اللہ علیه وانعمت علیه امسک علیک زوجک واتق اللہ وتخفی فی نفسک ما اللہ مبدیه وتخشی الناس واللہ احق ان تخشاه اس آیت میں ضرور ایک واقعہ گذشتہ کی طرف اشارہ ہے اور باتفاق مفسرین وہ زید بن حارثہ اور اُسکی بیوی زینب بنت جحش کے جھگڑے کیطرف اشارہ ہو اور اسی پر آیت کے الفاظ چسپاں ہیں۔ وہ قصہ یہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ضمانت و کفالت اور بڑی کوشش سے زینب کا نکاح زید سے ہوا تھا۔ زینب قوم کی شریف اور اسپر تند خو تھیں اگر معاملات میں میاں بیوی کی تو تو مَیں مَیں رہتی تھی آخر نا چار ہو کر زید نے حضرت صلعم سے شکایت کی اور بجز آپ کے اس کا تھا کون اور یہ بھی اظہر کیا کہ مَیں اسکو طلاق دیتا ہوں اسکی بدمزاجی سے میرا اسکا نباہ نہیں ہو سکتا حضرت صلعم نے زید کو (کہ جسپر اللہ نے انعام کیا اسکو مشرف باسلام کیا اور خود حضرت صلعم نے بھی اسپر انعام کیا کہ اسکو آزاد کیا) منع کیا اور کہا طلاق نہ دے کیونکہ جانتے تھے کہ پھوپھی کی بیٹی ہے مینے ہی اسکا نکاح کروایا ہے آخر پھر مجھکو ہی اسکے ساتھ نکاح کرنے پر مجبور کیا جاویگا اور مَیں جو اس سے نکاح کرونگا تو لوگ مجھے طعنہ دینگے کہ بیٹے کی بیوی سے نکاح کر لیا یہ بات تھی کہ جسکو حضرت صلعم دل میں مخفی رکھتے تھے یعنی سوچے ہوئے تھے اور اسی سبب سے لوگوں کی طعنہ زنی سے ڈرتے تھے جسپر اللہ تعالی آپ کو تنبیہ کرتا ہے کہ لوگوں سے کیا ڈرتا ہے اللہ سے ڈرنا چاہیے۔ لوگوں سے ڈرنا اور ایک ناجائز رسم کے توڑنے میں رسول کو دل میں لوگوں کے طعنہ کا خوف کرنا خدا کے نزدیک ناپسندیدہ تھی کہ جسکی نسبت فرماتا ہے تخفی فی نفسک ما اللہ مبدیه تو اپنے دل میں جو بات سوچکا چھپاتا اور لوگوں سے ڈرتا ہے اللہ اسکو ظاہر ہی کر کے رہیگا چنانچہ خدا نے اسکو ظاہر کر دیا جیسا کہ خود فرماتا ہے فلما قضی زید منها وطرا زوجناکها کہ جب زید اس عورت یعنی زینب سے اپنی حاجت پوری کر چکا نکاح کر کے گھر میں رکھ کے طلاق دیدی تو اسکا نکاح دینے نے تجھسے کر دیا یعنی جبنے اسکے نکاح کرنیکا تجھکو حکم دیا۔ بخاری و ترمذی و احمد وغیرہ نے روایت کیا ہے کہ زید بن حارثہ زینب کی شکایت لیکر آپ کے پاس آیا تو آپ نے اسکو یہی سمجھایا کہ نہ چھوڑ اور اللہ سے ڈر اسپر یہ آیت وتخفی فی نفسک الخ نازل ہوئی پھر اُس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کر لیا اور اسکا ایسا ولیمہ کیا کہ جو کسی بیوی کا ولیمہ نہیں کیا سب لوگوں کو گوشت اور روٹی کی دعوت کھلائی۔

اسکے یہ معنی نہیں کہ خود خدا نے یا آسمان پر فرشتے نے نکاح پڑھا دیا تھا اور آپ چُپ چاپ زینب کے پاس چلے گئے تھے جیسا کہ معترض روایات میں غور نکر سمجھتا ہی زوجناکها فرمانا حضرت صلعم کے دلی خوف کا اظہار کر دینا ہی کہ جسکو آپ دل میں لوگوں کے ڈر سے مخفی رکھتے تھے۔ اور ای نبی تجھسے اسکا نکاح جسنے کیوں کر دیا

لئلا یکون علی المؤمنین حرج فی ازواج ادعیائھم اذا قضوا منھن وطرا وکان امر اللہ مفعولا۔ کہ مسلمانوں کے لیے مُنہ بولے بیٹوں کی بیویوں سے نکاح کرنے میں جبکہ وہ انکو طلاق دیچکیں کوئی ممانعت نرہے۔ یعنی یہ عورت اسلام میں محرمات میں سے نہیں ہے اور ایک رسم کی وجہ سے لوگ اسکو حرام جانتے ہیں یہ رسم اور الحاق جاہلیت مٹ جاوے۔ درحقیقت ایسے رسوم کے توڑنے میں لوگوں پر بڑے حملے ہوا کرتے ہیں۔ ہمارے ملک میں چچی اور مامی سے نکاح کرنا بڑا معیوب سمجھا جاتا ہے اگر کوئی اس رسم کے توڑنے کے لیے کرلیتا ہے تو دیکھیے اسپر کیسے کیسے بہتان باندھے جاتے ہیں اور کیسے حملے ہوتے ہیں؟ فرماتا ہے یہ بات ہو کر رہنے والی تھی خدا کو اسکا سنانا منظور تھا۔ ماکان علی النبی من حرج فیما فرض اللہ لہ کوئی اگر شبہ کرے کہ اس رسم کو نبی سے کیوں سنوایا کسی اور کا نکاح کرکے اسکو توڑ دینا تھا اسکے جواب میں فرماتا ہے نبی پر کیا عیب ہے اور کیا تنگی اور ممانعت ہے اس کام کے کرلینے میں جو اللہ نے اسکے لیے مقرر کردیا۔ یا اسکو اسپر امور کردیا سنۃ اللہ فی الذین خلوا من قبل اگلے انبیاء اور صلحا میں بھی اللہ کا یہی دستور چلا آیا ہے کہ وہ انکے ہاتھ سے رسوم جاہلیت کو مٹوایا کرتا ہے انہیں کو اسکے توڑنے پر مامور کیا کرتا ہے کیونکہ نشانہ ملامت بننا انہیں مردان خدا کا کام ہے وکان امر اللہ قدرا مقدورا اور اللہ کی بات مقرر ٹھہرائی گئی ہوئی ہوتی ہے وہ ٹلتی نہیں ہو کر رہتی ہے۔ اور یہ دستور رسم شکنی کن لوگوں کا ہے؟ الذین یبلغون رسلت اللہ ویخشونہ ولا یخشون احدا الا اللہ انکا جو اللہ کے احکام پہنچایا کرتے ہیں اور اللہ کے سوا وہ کسی سے نہیں ڈرتے ہیں کسیکے طعن وتشنیع اور بُرا بھلا کہنے کی انکو کچھ پروا نہیں ہوتی ہے وکفی باللہ حسیبا اور اللہ کافی ہے حساب لینے کو۔ جو ان باکبازوں پر طعن کرتے ہیں انسے وہ ضرور حساب لیگا باز پرس کریگا۔

یہ ہیں ان آیات کے صاف صاف معنی جنپر کوئی بھی خدشہ کسی مخالف کا وارد نہیں ہوسکتا۔ واضح ہو کہ اسلام میں ظاہر ہو کر مخالف ہمیشہ اپنی کاریگری کرتے آئے ہیں انہوں نے بہت سی جھوٹی حدیثیں بھی گھڑی ہیں جنسے اسلام اور پیغمبر علیہ السلام پر بدنما دھبہ لگانا مقصود ہوتا ہے اور قرآن مجید کی تفسیر کرنے میں بھی وہ ایسے روایات شامل کردیتے ہیں کہ جنسے آیات کا مطلب الٹ پلٹ ہوجاوے اور اسلام پر کوئی عیب لگے قرآن مجید میں بہت سے مقامات پر انہوں نے ایسا کیا ہے منجملہ انکے یہاں بھی عجیب وغریب روایات گھڑنے میں کیسے کہدیا کہ زینب اچھے کپڑے پہنی کھڑی تھی پیغمبر جو زید کے گھر میں گئے زینب کو دیکھکر فریفتہ ہوگئے اور اللھم مقلب القلوب پڑھ کر چلے آئے زینب اس لگاوٹ کو سمجھ گئی اسنے زید سے کہدیا زید کو غیرت آئی طلاق دیدی آپنے جھٹ پٹ نکاح کرلیا بلکہ مٹے نکاح کیے شوق میں اکر اسکے گھر میں گھس گئے اور اُس سے ہمبستر ہوے اور جو کسیسے پوچھا تو کہدیا کہ میرا نکاح اس سے آسمان پر ہوچکا ہے تخفی فی نفسک کے معنی زینب کی محبت اور اسکا عشق مراد لیا ہے اور بعض نے کہا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ دل میں تو یہ تھا کہ زید اسکو چھوڑ دے لیکن اسکو لوگوں سے ڈر کر ظاہر نہیں کرتے تھے اور بظاہر زید کو کہتے تھے کہ اسکو طلاق نہ دے۔ معاذ اللہ معاذ اللہ نبی علیہ السلام پر کیا کیا بہتان باندھے ہیں۔ زینب تو آپ کی پھوپھی زادی بہن تھی لڑکپن سے آپ کے سامنے ہوتی تھی اور کون عورت تھی کہ جو حضرت صلعم سے پردہ کرتی تھی پھر کیا آج ہی حضرت صلعم نے زینب کو دیکھا تھا اور اگر ایسا ہی سے محبت تھی تو زید سے کیوں نکاح کروایا جو شکل اُسکے ورنہ راضی ہوے تھے آپ ہی کیوں نکر لیا جو بڑی خوشی سے اسکے وارث منظور کرتے۔

ان بیدینوں سے تو یہ بہتان بندی کچھ بھی عجب نہیں مگر تعجب تو اپنے بعض سیدھے سادے بھولے بھالے مفسرین سے ہے کہ جنہوں نے انکی روایات کو اپنی تفاسیر میں نقل کردیا اور اُنکے اس کہنے سے دھوکے میں آگئے حدثنا فلان عن فلان۔ یہ حضرات تو بس اس حدثنا پر خوش ہیں پھر نہیں دیکھتے کہ اسکے راوی کیسے ہیں اور یہ روایت کیسی ہے؟ جو مخالفین اسلام ان روایات بیان سادہ لوح مفسرین کے اقوال سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر عیب لگاتے ہیں وہ عیب دراصل آنحضرت صلعم پر کچھ بھی نہیں لگتا بلکہ اُن راویوں پر۔ تاہم ان بیہودہ روایات کی صحت کے قائل ہیں نواب چرچا اعتراضات پڑتے ہیں اُنکے جواب کے ذمہ دار ہیں۔

ماکان محمد ابا احد من رجالکم اب انکے اس طعن کا جواب دیتا ہے کہ محمدؐ نے بیٹے کی بیوی سے نکاح کر لیا۔ کہ محمدؐ تم میں سے کسی مرد کے باپ ہی نہیں کیونکہ اس وقت فاطمہؓ زہراؓ اور بعض صاحبزادیاں تھیں وہ مرد نہیں اور صاحبزادے قاسم وطیبؓ وغیرہ لڑکپن میں انتقال کر چکے تھے رہے حسنؓ و حسینؓ گو وہ جنتی بننے تھے بلکہ نواسے گھر والے یعنی بالغ جوان وہ بھی اس وقت نہ تھے بچے تھے۔ مطلب یہ کہ زید کے آپ باپ نہیں پھر کس وجہ سے طعن کرتے ہو؟ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین لیکن اللہ کے رسول اور سب نبیوں کے پچھلے انکی نبوت کا سلسلہ ختم کرنے والے ہیں۔ ابن عامر وعاصم نے خاتم کو بفتح تا پڑھا ہے جسکے معنی ہیں مُہر کے کہ آپ سب نبیوں کی مُہر ہیں جب کسی چیز پر مُہر کر دیتے ہیں تو اسمیں اور نہیں داخل ہو سکتی۔ اسی طرح آپ سے سلسلہ نبوت کو تمام کر کے اسپر مُہر کر دیگئی کہ آپکے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ اور وحسر قرار نے بکسر تا اسم فاعل کا صیغہ قرار دیا ہے مطلب دونوں کا ایک ہی ہے۔ احادیث صحیحہ میں بھی تصریح آگئی ہے کہ آپکے بعد کوئی نبی نہیں قصر نبوت میں ایک اینٹ کی جگہ باقی تھی سو وہ اینٹ آپ ہیں۔ اسکو بخاری و مسلم و احمد و ترمذی وغیرہ نے مختلف صحابیوں سے روایت کیا ہے مختلف عبارات میں۔ اور اسی پر تمام امت کا اتفاق ہے اور اجماع اور دلیل عقلی اسپر یہ ہے کہ آپ سے پہلے سیکڑوں انبیاء دنیا میں آئے اور گمراہی کی کوئی صورت باقی نہیں رہی ہر طرح بطرح احکام کے تبدیل و تغییر کرنیسے صلاحیت موقع پر آخر جو کچھ کسر باقی رہگئی تھی وہ آپکے عہد میں پوری کر دیگئی رہی نئی پیش آنیوالی ضرورتیں انکی تدبیر بھی کتاب وسنت میں رکھدی گئی ہے وقتاً فوقتاً مجدد و مجتہد یکیم اُمت کتاب وسنت سے وہ حاجت برآری کر سکتے ہیں نئے نبی بھیجنے میں سیاست ملیہ میں بڑا انقلاب واقع ہوتا ہے جسمیں ہزاروں گمراہ ہو جاتے ہیں اسلیے اس مشقت اور زحمت کو اپنے بندوں سے دور کر دیا جسکی طرف وکان اللہ بکل شیٔ علیما میں اشارہ ہے کہ عواقب امور اللہ کی نظر میں ہیں اسکی مصلحت وہ خوب جانتا ہے۔ اور نیز آئندہ آیات میں بھی اسکی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اگر کوئی کہے کہ حضرت کے بعد قرب قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی آوینگے جیسا کہ اہل اسلام بلکہ عیسائیوں کا بھی عقیدہ ہے پھر آپ خاتم کیونکر ہوگئے؟ ہمکا جواب ہے کہ وہ نئے نبی نہیں ہیں بلکہ آپسے پہلے ہو چکے ہیں اور زمین پر آکر حضرت کے دین کی اشاعت کرینگے آپکے نائب ہو کر۔

بندوں پر خدا نے ایسے نبی کے بھیجنے سے بڑا احسان کیا ہے اسلیے اس نعمت کے شکریہ میں حکم دیتا ہے یا ایہا الذین امنوا اذکروا اللہ ذکرا کثیرا کہ اے ایمان والو اللہ کو بہت یاد کیا کرو اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے اور بعثت انبیاء سے مقصود بھی یہی ہے کہ بندے اپنے اللہ کو یاد کیا کریں وسبحوہ بکرۃ واصیلا اور صبح وشام اسکی تسبیح کیا کرو۔ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم کہو۔ بُری باتوں سے اُسکی پاکی بیان کرو کہ وہ سب عیبوں سے پاک ہے۔ بعض علمائے ہیں سے صبح اور عصر کی نماز مراد لی ہے ذکر الٰہی اور تسبیح وتہلیل کے بہت کچھ فضائل احادیث میں آئے ہیں۔ انسان کا دنیا کی کمائی میں سے یہی بڑا حصہ ہے پھر جسکو خدا نصیب کرے۔ ہو الذی یصلی علیکم وملائکتہ صلوٰۃ کا لفظ جب اللہ کی طرف منسوب ہوتا ہے تو اس سے مراد رحمت ہوتی ہے اور جب ملائکہ کی طرف تو استغفار گر یہاں مراد معنی مشترک ہیں وہ عنایت متوجہ بطرف اصلاح کار بندگاں یہاں سے یہ بات بتلاتا ہے کہ اللہ اور عالم بالا کو تمہارے حال پر مہربانی ہے اسلیے اپنے رسول بھیجے لیخرجکم من الظلمات الی النور تمکو ظلمات سے نکالکر روشنی میں لاوے وکان بالمؤمنین رحیما وہ مومنین پر نہایت مہربان ہے یہ دنیا کی رحمت ہے اور آخرت میں تحیتہم یوم یلقونہ سلام جسدن ملینگے یا مرنیکے بعد وہ انسے السلام علیکم کہیگا جسکے معنی یہ کہ تم پر سلامتی ہو واعد لھم اجرا کریما اور ایمانداروں کے لیے اجر عظیم تیار کر رکھا ہے اسکے بعد اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم کی شرح کرتا ہے کہ نبی کریم کے اوصاف بیان فرماتا ہے فقال یا ایہا النبی انا ارسلناک شاہدا ومبشرا ونذیرا وداعیا الی اللہ باذنہ وسراجا منیرا کہ اے نبی ہمنے (یہ نہیں کہ از خود بنگیا) تجھکو بھیجا ہے شاہد اور مبشر اور داعی الی اللہ اور سراج منیر بنا کر۔ شاہد نبی ہے عقول وآراء لوگوں کے تعارض میں اور عادات ورسوم کے اختلاف میں اور تجارب کی کشمکش میں کہ جہاں کوئی کچھ کہتا ہے کوئی کچھ رائے لگاتا ہے خدا کی طرف سے اصلی اور سچی بات کے حق ہونیکی شہادت یعنی گواہی دیتا ہے اسکی شہادت پر فیصلہ ہوتا ہے۔ وہی لوگوں کو نیک کاموں کے عمدہ نتیجہ کا مژدہ اور بشارت دیکر رحمت بندھوا دیتا ہے سعادت حاصل کرنے میں سرگرم کر دیتا ہے۔ وہی بارگاہ کبریائی کی طرف لوگوں کو بُلاتا ہے اسکے حکم سے اسکے گھر میں جاکر نعمتیں حاصل کرنیکی دعوت دیتا ہے صلائے عام پکارتا ہے ادھر آؤ شہنشاہ حقیقی کی بارگاہ میں تمکو ئیں اجالوں میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ کوئی مانع نہوگا۔ وہی سراج منیر چراغ روشن ہے (سراج منیر محاورہ عرب میں آفتاب کو کہتے ہیں) تم دنیا ظلمات اور اندھیریوں میں ٹکریاں پھرتی تھی جب اللہ تعالیٰ کا یہ آفتاب جہانتاب مکہ کے پہاڑوں پر جلوہ گر ہوا اسنے مشرق سے مغرب تک کو منور کر دیا جس نبی میں یہ اوصاف ہوں اور اسنے دنیا کو منور کر دیا ہو اسکے بعد اور نبی آکر کیا کریگا ایک آفتاب کے بعد دوسرے کی کیا ضرورت؟

خاتم النبیین کے دلیل نقلی

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا فَمَتِّعُوْهُنَّ وَ

اے ایمانداروں جب تم مؤمن عورتوں سے نکاح کرکے پھر انکو ہاتھ لگانے سے پیشتر طلاق دے بیٹھو تو تمھارے لیے انپر کوئی عدت نہیں کہ جسکی تمکو گنتی بھری کرنی پڑے پس انکو دو اور

سَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ۝ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِيْٓ اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ مِمَّآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَيْكَ وَبَنٰتِ عَمِّكَ وَبَنٰتِ عَمّٰتِكَ

عمدہ طرح سے چھوڑ دو۔ اے نبی ہم نے تیرے لیے تیری وہ بیبیاں حلال کردیں کہ جنکو تو نے انکا مہر دیدیا اور تیری وہ لونڈیاں کہ جو تجھکو اللہ نے غنیمت کیں اور تیرے چچا کی بیٹیاں اور تیری پھوپھی کی بیٹیاں

وَبَنٰتِ خَالِكَ وَبَنٰتِ خٰلٰتِكَ الّٰتِيْ هَاجَرْنَ مَعَكَ وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا خَالِصَةً لَّكَ مِنْ

اور تیرے ماموں کی بیٹیاں اور تیری خالہ کی بیٹیاں وہ جو تیرے ساتھ ہجرت کرکے آئیں اور وہ عورت بایمان دار جو اپنی جان نبی کو بخشدے بشرطیکہ نبی اُس سے نکاح کرنا چاہے خالص تیرے لیے نہ اور

دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِيْٓ اَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ لِكَيْلَا يَكُوْنَ عَلَيْكَ حَرَجٌ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝

مسلمانوں کے لیے۔ ہمکو معلوم ہے جو کچھ ہمنے مسلمانوں پر انکی بیبیوں اور انکی لونڈیوں کے بارہ میں مقرر کردیا ہے تاکہ تجھپر کوئی حرج نہ رہے۔ اور اللہ معاف کرنے والا مہربان ہے۔

وامرأۃ منصوب بفعل محذوف یفسرہ ماقبلہ ای حللنا لک امرأۃ مؤمنۃ ویمکن ان یکون محلہ فاعلی ماسبق ولایمنعہ ان التی للاستقبال فی قولہ ان وہبت لان الرد بالاحلال الاعلام بالحل اذا وقع الفعل علی ذلک کما یقال ابحت لک الکلام بزید ان سلم علیک خالصۃ یمکن ان یکون حالا من الضمیر فی وہبت ای ان یکون صفۃ المصدر ای ہبۃ خالصۃ ویجوز ان یکون مصدرا ای اخلصنا لک ذلک اخلاصا وقہ جارت فاعلہ مصدر اشمل العاقبۃ

❖ تفسیر ❖

اسکے بعد خود اس صلائے عام کا نبی علیہ السلام کو حکم دیتا ہو فقال وبشر المؤمنین بان لہم من اللہ فضلا کبیرا کہ ایمانداروں کو خوشخبری دے کہ اللہ کا انپر بڑا فضل ہے یہاں انکو ہر طرح سے سرفرازی دیگا آخرت میں اجر عظیم دیگا۔ اب رہے کافر و منافق جو تصدیق نہیں کرتے اور طرح طرح کے بہتان باندھتے اور طعن کرتے ہیں اور اپکو ایذا پہنچانے کے مرتکب ہوتے ہیں پس ولا تطع الکافرین والمنافقین انکا کہنا نہ مان ودع اذاہم اور انکی تکلیف دہی سے درگزر کر اور توکل علی اللہ اور اللہ پر بھروسہ رکھ یہ تیرا کیا کرسکتے ہیں وکفی باللہ وکیلا اور اللہ کارسازی کے لیے بس ہے آپ کو انکی کیا احتیاج ہے جو انہیں مانتا نہ مانے۔

زینب کے نکاح کا حضرت سے پچھلی آیتوں میں تذکرہ تھا اسلیے کچھ احکام نکاح وطلاق وعدت کے متعلق بیان فرماتا ہے فقال یا ایہا الذین اٰمنوا اذا نکحتم المؤمنات ثم طلقتموہن من قبل ان تمسوہن فما لکم علیہن من عدۃ تعتدونہا۔ یہ ایک حکم ہے کہ جس ایماندار عورت سے نکاح ہوا پھر اُسکے پاس جانے سے پہلے اُسکو طلاق دینے کی ضرورت پڑجاوے تو اُس عورت کے لیے کوئی عدت نہیں کہ جسکو تم گنو۔ اُسکو اختیار ہے کہ طلاق کے بعد فوراً اور سے نکاح کرلے۔ من قبل ان تمسوہن ہاتھ لگانے سے پہلے۔ اگر اسکے معنی صحبت کرنا لیا جاوے تو صحبت کرنے سے پہلے طلاق دینے میں عدت نہیں اس سے یہ بات پیدا ہوگی اگر صحبت نہیں کی اور خلوت ہوئی تب بھی عدت نہیں جیسا کہ امام شافعی کہتے ہیں۔ اور اگر اس لفظ کو عام لیا جاوے کہ جسمیں خلوت بھی آگئی تو یہ معنی ہونگے کہ صحبت اور خلوت سے پیشتر طلاق دینے میں عدت نہیں پس اگر خلوت کا اتفاق ہوا اور صحبت نہ کی اور طلاق دیدی تو عدت بھی لازم ہوگی اور مرد کو پورا مہر بھی دینا پڑیگا کیونکہ خلوت بمنزلہ صحبت کے ہی اور اس بات کا امتیاز کہ خلوت کے بعد صحبت کی یا نہیں مشکل ہے۔ امام ابوحنیفہؒ اور امام احمدؒ کا یہی قول ہے اور قرطبی اور ابن کثیر نے اس بات پر اجماع ہونے کا دعوی کیا ہے کہ مسئلہ اجماعی ہے۔ عدت تین حیض تک نکاح کرنے سے رُکا رہنا اس عرصہ میں عورت اور رہنے نکاح کرے اور جو حیض نہیں آتا تو تین مہینے تک بندر ہے۔ المؤمنات کا لفظ یہ کہتا ہے کہ یہ حکم مسلمان عورت کے لیے ہے مگر حکم عام ہے اگر اہل کتاب کی عورت سے نکاح کرے

ف۔ والمطلقات یتربصن بانفسہن ثلاثۃ قروء۔ وقولہ تعالی واللائی یئسن من المحیض من نسائکم ان ارتبتم فعدتہن ثلاثۃ اشہر۔ ان آیتوں میں جو طلاق دی ہوئی عورت کے لیے تین حیض یا تین مہینے کی عدت بیان فرمائی ہے ان سے مراد وہ عورت ہے کہ جس سے صحبت ہوگئی ہو اسلیے صحبت ہوئی عورت کی عدت کا حال اس آیت میں بیان کرنا بالکل کے لیے کوئی عدت نہیں۔ ابن المنیر کہتے ہیں یہ آیت پہلی دونوں آیتوں کے عموم کی مخصص ہے۔ ۱۲ منہ

صحبت سے پہلے طلاق دیدی تو اسکے لئے بھی عدت نہیں۔ مگر مؤمنات کا لفظ اسلیے آیا کہ مسلمان کو بہتر یہی ہی کہ مسلمان ہی عورت سے نکاح کرے اور ایسا ہی ہوا کرتا ہی پس یہ قید احترازی نہیں بلکہ اتفاقی ہی کہ یوں ہی اتفاق ہوا کرتا ہی۔ نکاح کے لغوی معنی صحبت کرنے کے ہیں مگر قرآن میں جہاں کہیں یہ لفظ آیا ہی تو اس سے مراد عقد ہی خواہ بطور حقیقت خواہ بطور مجاز۔ فالکم کا لفظ یہ کہہ رہا ہی کہ عدت میں عورت کو رکھنا مرد کا حق ہی اگر وہ عدت میں نکاح کرنا چاہے تو یہ اُسکو روک سکتا ہی۔ تعتدونہا من عددت الدراہم۔ اسکے معنی گنتی کے ہیں اور بعض نے اسکو بالتخفیف بھی پڑھا ہی تو یہ اعتداء بمعنی ظلم سے ہوگا جسکے معنی یہ ہونگے کہ انپر اس صورت میں عدت نہیں کہ جسکے اندر تم انپر زیادتی کرو۔ والاول اقوی۔

وحکم شریعت نے عورت کے لیے عدت اسلیے مقرر کی ہی کہ حمل کا حال معلوم ہوجاوے اگر فوراً نکاح کرلے یہ نہ معلوم ہو کہ پہلے خاوند کا حمل ہی یا دوسرے کا۔ جب صحبت نہیں تو پھر عدت سے کیا فائدہ؟

فمتعوہن وسرحوہن سراحا جمیلا۔ یہ وہ سراحکم ہے کہ انکو متعہ دو اور صاف طور سے چھوڑ دو پھرانسے کوئی دعویٰ نہ رکھو یہ نہو کہ ادھر میں لٹکائے رکھو۔

متعہ اس عطیہ کا نام ہی جو خاوند کی طرف سے طلاق کے بعد بیوی کو دیا جایا کرتا ہی جسکی تعیین میں علما کا کسی قدر اختلاف ہی۔ حضرت عائشہؓ اور ابن عباسؓ کے نزدیک تین کپڑے ہیں اور وہ کس قیمت کے ہوں؟ یہ غنی اور تنگدست کے حال پر چھوڑا گیا ہی کما قال علی الموسع قدرہ وعلی المقتر قدرہ۔ سورہ بقرہ۔ مگر اسکی قیمت نصف مہر مثل سے زیادہ نہو اور پانچ درہم سے کم نہوں۔ امام شافعیؒ نے اسکی مقدار حاکم کی رائے پر ٹھہرائی ہی۔

اب کلام ہی تو اسمیں ہی کہ ایسی عورت کو کہ جسکو صحبت سے پہلے طلاق دی گئی ہو اسکو متعہ دینے سے کیا مراد ہی؟ کیا واجب ہی یا مستحب اور اسکے سوا اسکو اور بھی کچھ ملنا چاہیے یا نہیں؟ یہ مسئلہ سورۂ بقرہ میں تفصیل کے ساتھ آچکا ہی کما قال وان طلقتموہن من قبل ان تمسوہن وقد فرضتم لہن فریضۃ فنصف ما فرضتم الآیۃ ان دونوں آیتوں پر نظر کرکے یہ بات نکلتی ہی کہ اگر اس عورت کے لیے مہر معین نہیں ہوا اور صحبت سے پہلے طلاق دیدی ہو تو اُسکے لیے صرف متعہ دینا واجب ہی مہر کچھ نہ لیگا۔ اس آیت احزاب میں غالبا یہی مراد ہی۔ اور اگر مہر معین ہوچکا ہی تو نصف مہر ملیگا جیسا کہ سورۂ بقرہ کی آیت میں ہی اور متعہ دینا اس صورت میں مستحب ہی نہ واجب۔ یہ اسلیے واجب ہوا کہ آخر اس عورت سے نکاح ہوا ہی گو صحبت نہیں اور اس بیچاری کا مہر بھی معین نہیں اور اسپر طلاق کی عار عائد ہوئی ہی ضرور اسکو کچھ دینا شرط مودت ہے۔

یاایہا النبی انا احللنا لک ازواجک اللاتی اتیت اجورہن۔ یہانسے وہ احکام بیان فرماتا ہی جو خاص نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کی بابت متعلق ہیں۔ ہم کہ چکے بلکہ ثابت کرچکے ہیں کہ آنحضرت صلعم کے یہ متعدد نکاح جو مدینہ میں آکر ہوئے انسے غرض یہی تھی کہ اپنی بیویوں کی ایک جماعت بنا کے انکو دینیات کے سیکھنے پر مامور کریں دراصل یہ بیویں دینی مدرسہ کے طالب العلم تھیں اور اسی نیت سے انکو زوجیت میں لیا جاتا تھا تاکہ انکو ان نفقہ سے فراغ بالی ہوجاوے اور خلوت وجلوت میں آپ سے مسائل سیکھیں۔ اسلیے انکے اقسام اور اس مدرسہ کے داخلہ کے دستور اور پھرانکے اسی غرض کے لحاظ پر حقوق بیان فرماتا ہی۔ ان بیویوں کی کئی قسم تھیں یعنی کئی ایک طور سے آپ کے زنانہ مدرسہ میں انکا داخلہ ہوا تھا۔

قسم اول وہ بیویں ہیں کہ جنکا معمولی طور پر نکاح ہوا اور آپ نے انکا مہر ادا کردیا جنکا اس آیت میں ذکر ہی جو جمع اجر بمعنی مہر اثبت کے یہ معنی نہیں کہ جنکے مہر ادا کیے گئے وہی آپکے حلال تھیں اور جنکے ادا نہوے وہ حلال نہ تھیں کیونکہ اگر سرے سے مہر کا ذکر بھی بوقت نکاح نہ آوے یا ادا نہ کیا جاوے یا مؤجل قرار پاوے سب صورتوں میں بیوی بالاتفاق حلال ہی بلکہ ایک فیہ اتفاقی ہی کسلیے کہ عرب میں مہر کم ہوتے تھے اور شوہر انکو پہلے سے ادا کرہی دیا کرتا تھا یہ لاکھوں اور ہزاروں کے مہر نہ تھے جو محض فخراً باندھے جاتے ہیں جنکا میاں تو کیا اُسکے خاندان سے بھی ادا ہونا مشکل ہی۔

قسم اول

اس آیت کی بابت ابن زید وضحاک یہ کہتے ہیں کہ انہیں عام اجازت ہی کہ آپ محارم کے سوا جس سے چاہیں بلا تعداد نکاح کرلیں مہر ادا کردیں وہ مباح ہیں جمہور کا یہ قول ہی کہ یہ حضرتؐ کی موجودہ بیویوں کی حلت بیان کی گئی ہی کہ جنکا آپ مہر ادا کرچکے تھے۔ اگر تعمیم ہوتی تو بنات عمک الخ جو آگے آتا ہی بیکار ہوجاتا۔

سلہ توریت سفر خروج کے بائیسویں باب ۱۶ و ۱۷۔ درس میں عورتوں کو مہر دینے کا ذکر ہی جسکے بعض جملے یہ ہیں قولہ البتہ وہ اُسے مہر دے کے اُس سے نکاح کرے۔ وقولہ وہ کنواریوں کے مہر کے موافق اُسے نقد دے۔ یعنی مہر مثل یہ وطی بالشبہ وغیرہ کے احکام نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ موسیٰ کی شریعت میں بھی مہر دینا ضروری بات تھی ۱۲ منہ

قسم دوم وما ملکت یمینک مما افاء اللہ علیک وہ عورتیں جو آپ کے ہاتھ کا مال تھیں غنیمت میں ہاتھ آئیں تھیں جیسا کہ صفیہؓ و جویریہ جنکو آپنے آزاد کرکے اُنسے نکاح کیا اور اسی طرح ماریہ تھیں کہ جنکے بطن سے ابراہیم پیدا ہوئے تھے۔ یہ بھی آپ کے مکارم اخلاق میں سے تھا کہ لونڈیوں کو اس تبعُّد پر پہنچا دیا۔ مما افاء اللہ کی قید بھی اتفاقی ہے ورنہ جو لونڈی خریدی جاوے یا ہبہ سے حاصل ہو وہ بھی حلال ہے۔

قسم سوم وبنات عمک وبنات عماتک وبنات خالک وبنات خالاتک چچا اور پھوپھی اور ماموں اور خالہ کی بیٹیاں بھی حلال ہیں اگر آپ انسے جاہیں نکاح کریں مگر اسمیں یہ شرط تھی التی ہاجرن معک کہ وہ ہجرت کرکے تیرے ساتھ بھی آئی ہوں کیونکہ اگر ہجرت میں شریک نہیں گو مؤمنہ ہوں اُنسے آپکا نکاح درست نہ تھا۔ ترمذی و ابن جریر و طبرانی نے اُم ہانی بنت ابی طالب سے روایت کی ہے کہ حضرتؐ نے مجھسے نکاح کی درخواست کی مگر میں ہجرت نہ کی تھی اسلیے آپ کو منع کر دیا گیا۔

قسم چہارم وامرأۃ مؤمنۃ ان وہبت نفسہا للنبی وہ عورت جو اپنا نفس نبی کو بخشدے یعنی وہبت لک نفسی کے صیغہ سے نکاح میں آئے وہ بھی آپکے لیے حلال تھی۔ مگر صرف اسکا یہ کہدینا آپ کو اس بات پر مجبور نہیں کرتا تھا کہ آپ اسکو خواہ مخواہ اپنی زوجیت میں داخل ہی کرلیں بلکہ آپ کی مرضی پر منحصر تھا کما قال ان اراد النبی ان یستنکحہا بشرطیکہ نبی کو اس سے نکاح کرنا بھی منظور ہو۔ تب اسکا وہبت نفسی کہنا ایجاب نکاح تھا اور آپ کا قبلت فرمانا قبول انہیں لفظوں سے عقد ہو جاتا تھا۔ مگر اسمیں بھی یہ شرط تھی کہ وہ عورت مؤمنہ ہو یعنی مسلمان۔ کتابیہ حضرتؐ کے نکاح میں نہیں آتی تھی۔ گو اُمت کے لیے کتابیہ سے نکاح درست ہے مگر آپ کے بلند مرتبہ کے لائق یہ ناپاک باطن درست نہ تھی خالصۃ لک من دون المؤمنین یہ نکاح بلفظ ہبہ و بغیر مہر و شہود خاص حضرتؐ کے لیے درست تھا نہ اور کسی مسلمان کے لیے۔

بعض علماء نے جیسا کہ سعید بن المسیبؒ و زہری و مجاہد و عطاء و ابن ہبۃ و شافعی و مالک ہیں خالصۃ لک میں نکاح بلفظ ہبہ کو بھی لیا ہے کہ ہبہ کے لفظ سے نکاح ادا کسی کا نہیں ہو سکتا یہ خصوصیت حضرتؐ کی تھی۔ مگر اور علماء خصوصاً کوفہ کے علماء جنمیں ابراہیم نخعی و ابو حنیفہؒ ہیں یہ کہتے ہیں کہ اوروں کا نکاح بھی ہبہ اور تملیک کے لفظ سے ہو سکتا ہے اور آپ کی اسمیں خصوصیت نہ تھی خصوصیت صرف مہر اور گواہ نہ ہونے میں تھی۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ خود حضرتؐ کا بھی کوئی نکاح بلفظ ہبہ نہیں ہوا کیونکہ جو ہبہ عورت کے بارہ میں ان اراد النبی ان یستنکحہا کا لفظ وارد ہے۔ جو کوئی عورت یہ لفظ کہتی تھی تو گویا اپنا منشا ظاہر کرتی تھی کہ میں اپنی جان کو دینی کاموں کے لیے نبی کی خدمتگزاری کے واسطے ہبہ کر دیا اسکے بعد آپ اُسمیں صلاحیت دیکھکر اُس کو زوجیت میں داخل کرتے تھے۔

علماء کا اسمیں بھی اختلاف ہے عبد اللہ بن عباس و مجاہد کہتے ہیں کہ حضرتؐ کے گھر میں ایسی کوئی عورت نہ تھی کہ جو صرف نفس کو ہبہ کرکے آئی ہو بلکہ جس قدر عورتیں آپ کے پاس تھیں یہ وہی تھیں کہ جن سے نکاح کیا تھا اور یہ بات بطور شرط و جزاء کے آیت میں ہے کہ اگر کوئی عورت ایسا کرے تو جائز ہے نہ یہ کہ ایسا کسی نے کیا بھی تھا۔ اور علماء کہتے ہیں ہاں ایسی عورتیں تھیں پھر کسی نے کہا ہے وہ زینب بنت خزیمہ ہلالیہ تھی جسکو اُم المساکین کہتے تھے۔ عُروہ کہتے ہیں وہ خولہ بنت حکیم تھی قبیلہ ہی سلیم کی۔ چوتھی فتح کے سوا ان احکام نبویہ میں اور مسلمان بھی شریک ہیں البتہ تعداد میں شریک نہیں یہ چار سے زیادہ جمع نہیں کر سکتے۔

اسلیے فرماتا ہے قد علمنا ما فرضنا علیہم فی ازواجہم کہ ان باتوں میں اور مؤمنین بجمیع وجوہ شریک نہیں ہیں چار سے زیادہ جمع کر سکتے ہیں نہ بغیر مہر کے نکاح باندھ سکتے ہیں انکے اوپر جو کچھ حقوق زوجیت ہمنے مقرر کیے ہیں وہ ہمکو معلوم ہیں ہم انکو بھول نہیں گئے ہیں کہ انکو بھی انکے حقوق مقررہ کو نسیا منسیا کرکے نبی کے ساتھ شریک کر دیا جاوے اور نہ صرف بیویوں ہی کے حق بلکہ وما ملکت ایمانہم انکی لونڈیوں کے بارہ میں جو حقوق انپر مقرر ہیں (اہل الذمہ کی عورت لونڈی نہیں ہو سکتی حربی کی ہو سکتی ہے) اور انکے کھانے پینے کے رعایات و حُسن سلوک وغیرہ وہ بھی ہمکو معلوم ہیں۔ یہ جملہ معترضہ ہے درمیان خالصۃ لک من دون المؤمنین کے اور درمیان لکیلا یکون علیک حرج کے۔ اور کیلا بیان سابق سے متعلق ہے کہ یہ احکام مذکورۂ بالا ہمنے تیرے لیے اے نبی اسلیے نافذ کیے کہ تجھپر تنگی نہو اور کوئی حرج واقع نہو بلکہ سہولت اور وسعت ہو جاوے وکان اللہ غفورا رحیما اور اللہ جو ہے تو بخشنے والا مہربان ہے بندوں سے جو احکام کی تعمیل میں کوئی قصور ہو جاوے تو اسپر بھی ہم معاف کر دیتے ہیں مہربانی کرتے ہیں اور ہماری مہربانی تھی جو تمپر سہل احکام نازل کیے

اس مقام پر کتب اصول فقہ میں ایک دلچسپ بحث کی ہے جس کا ذکر فائدہ سے خالی نہیں۔ امام شافعی رح کہتے ہیں کہ مہر کی کوئی مقدار شرع نے قائم نہیں کی زیادہ سے زیادہ کہیں تک ہو اور کم سے کم پیسے دو پیسے تک کا ہو سکتا ہے جو چیز معاملات بیع و شراء میں قیمت ہونے کی صلاحیت رکھتی ہے وہ مہر ہونے کی بھی صلاحیت رکھتی ہے۔ بلکہ اہل ظاہر کے نزدیک قرآن مجید کی تعلیم بھی مہر ہو سکتی ہے اور ایسی قسم کی خدمات بھی۔ انکے دلائل بہت سی صحیح احادیث و اقوال صحابہ ہیں مگر علماء کا ایک فریق کہ جنمیں امام ابوحنیفہ رح بھی ہیں مہر کی مقدار کمی کی جانب میں شارع کی طرف سے دس درہم ٹھہراتے ہیں کہ زیادہ کا شوہر کو اختیار ہے مگر کم دس درہم سے نہو کیونکہ یہ کمی کی حد شرع نے مقرر کر دی ہے انکے پاس بھی بہت سے دلائل ہیں منجملہ انکے ایک یہ آیت ہے۔ فرض کے لغت میں معنی قطع کے ہیں اسکا استعمال کبھی بمعنی ایجاب ہوا ہے اور کبھی بمعنی تقدیر یعنی اندازہ کرنا اور عرف شرع میں اسکا اخیر معنی میں اس قدر استعمال ہوا ہے کہ منقول ہونے کے بعد گویا حقیقت عرفیہ ہے۔ فرض کے معنی اندازہ کرنا اور جب اسکو متکلم کی طرف مستند کیا تو یہ معنی ہو گئے کہ ازواج کے بارہ میں جو کچھ ہمنے ٹھہرا دیا ہے یعنی اسکا اندازہ مقرر کر دیا ہے وہ ہمکو معلوم ہے اور کلام مہر میں ہے پس ثابت ہوا کہ مہر اللہ نے ٹھہرا دیا اور اسکی حد مقرر کر دی زیادہ کی حد کی تو کوئی ضرورت نہ تھی البتہ کم سے کم کی حد مقرر کی۔ اور یہ مہر ایک عضو مخصوص کا عوض ہے اور شرع نے کم سے کم اعضا کے قطع میں جو مقدار قائم کی ہے وہ دس درہم ہے پس دس درہم سے کم چوری کرنے میں ہاتھ نہیں کٹتا معلوم ہوا کہ اس عضو کی قیمت یہ ہے پس اس عضو کو اسپر قیاس کر لیا۔ اسکی بھی دس درہم سے کم قیمت نہونی چاہیے اور آثار صحیحہ میں بھی اسکا بیان آگیا ہے اور صحابہ اور تابعین میں سے بھی اس طرف لوگ گئے ہیں۔ مگر اس دلیل میں فریق ثانی کو بہت کچھ کلام ہے۔

✤ دوسری بحث ✤

اس وقت کے نو تعلیم یافتہ یہ کہتے ہیں کہ لونڈی غلام رکھنا انسانی ہمدردی کے برخلاف اور نہایت مکروہ کام ہے پھر تعجب ہے کہ پیغمبر علیہ السلام نے اس فعل کو روا رکھا اور بہائم کی طرح سے لونڈی غلاموں کو خدمات پر مامور کرنے کی اجازت دی اور لونڈیوں سے مباشرت کرنا جائز سمجھا۔ یہ بات پہلے انبیاء کے بھی برخلاف ہے۔ اسکا جواب بعض آزاد لوگوں نے قرآن و احادیث میں تاویل و تحریف کر کے یہ دیا ہے کہ اسلام میں یہ فعل ہرگز درست نہیں ہے مگر عقلاء کے نزدیک یہ جواب ہو نہیں سکتا کیلیے کہ وہ کہانتک قرآن و احادیث کی الٹ پلٹ کرینگے پھر بھی یہ فعل اسلام میں ثابت ہی رہیگا خصوصاً یہ آیات بہ آواز بلند کہہ رہی ہیں کہ اسلام نے لونڈیوں کی معاشرت کی بابت کچھ حقوق مقرر کر دیے ہیں اور لونڈیوں سے صحبت کرنا جائز ہے کما قال تعالیٰ قد علمنا ما فرضنا علیہم فی ازواجہم او ما ملکت ایمانہم اور اس سے پہلے کی یہ آیت انا احللنا لک ازواجک التی اتیت اجورہن و ما ملکت یمینک مما افاء اللہ علیک و بنات عمک الخ۔

اس کا صحیح جواب یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ایک آسمانی سلطنت قائم کی ہے جس کا وعدہ اگلے انبیاء خصوصاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی معرفت ہوا تھا اس سلطنت کا بادشاہ یا دنیا میں قائم کرنے والا حضرت محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ دنیاوی سلطنتیں خاص جہانداری اور حقوق عباد کے لیے ہیں اس سے بڑھکر خداوندی حقوق کا وہ مطالبہ نہیں کرتیں بلکہ آج کل کی شائستہ سلطنتیں ایسے حقوق کے مطالبہ کو برا جانتی ہیں انکے نزدیک کوئی خدا تعالیٰ کو اور اسکے جمیع برگزیدہ انبیاء و اولیاء کو برا کہے بت کو پوجے اسکا انکار کرے کچھ پروا نہیں۔ لیکن آسمانی سلطنت سب سے اول انہیں حقوق کا مطالبہ کرتی ہے اسکا فرض ہے کہ ایسے جرموں کی سزائیں دے اور خصوصاً کفر و شرک کے جرم کا سخت مطالبہ کرے مگر جہاد کے ساتھ اس سلطنت میں برتاؤ کیا گیا ہے۔ اول ان لوگوں کو سمجھایا جاتا ہے اگر نہ مانیں تو اس سلطنت کے خلاف میں ہونے سے ممانعت کی جاتی ہے اور ماتحتی پر مامور کیا جاتا ہے اگر پھر بھی وہ مقابلہ پر آویں تو جنگ ہوتی ہے جسمیں ہمہ قسم قتل طرفین کے اور کیا ہوا کرتا ہے مگر عورتوں اور بچوں اور بڈھوں کو اس جوش کے وقت میں بھی اس سے محفوظ رکھا ہے پھر جو لوگ قتل سے آزاد کیے جاتے ہیں انکو لونڈی غلام بنایا جاتا ہے پھر انکے آزاد کرنے کی یہانتک تاکید اور ثواب بتلایا گیا ہے کہ جو بہت کو آزاد کی ولادی جاتی ہے اور غلامی کی حالت میں انکے وہ حقوق قائم کیے ہیں کہ جو اور قوموں میں آزاد لوگوں کے لیے بھی نہیں یہ داغ غلامی صرف اس جرم آسمانی کی یادگاری ہے اب بتلاؤ اسمیں بیرحمی ہے یا انکے قتل کر ڈالنے میں جیسا کہ موسیٰ کی شریعت میں ہوا کیا اسمیں دنیاوی جرائم کے قیدوں سے زیادہ بیرحمی ہے؟ موسیٰ کی شریعت میں بھی غلام لونڈی رکھے جاتے تھے۔ دیکھو توریت سفر احبار ۲۵۔ باب ۲۵ آیت ۴۴۔

تُرْجِیْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِیْٓ اِلَیْكَ مَنْ تَشَآءُ ؕ وَمَنِ ابْتَغَیْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْكَ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰٓی اَنْ تَقَرَّ اَعْیُنُهُنَّ وَلَا

تو جسکو چاہے اُن عورتوں میں سے پیچھے رکھدے اور جسکو چاہے اپنے پاس جگہ دے اور تو جسکو بلا دے اُن میں سے کہ جن سے کنارہ کر چکا تھا تو تجھ پر کچھ گناہ نہیں۔ اسمیں زیادہ امید ہے کی انکی آنکھیں ٹھنڈی رہینگی اور وہ

یَحْزَنَّ وَیَرْضَیْنَ بِمَآ اٰتَیْتَهُنَّ كُلُّهُنَّ ؕ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ مَا فِیْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِیْمًا حَلِیْمًا ۝ لَا یَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ وَلَآ

رنج نہ کرینگی اور جو کچھ تو نے انکو دیا سب پر خوش رہینگی۔ اور اللہ جانتا ہے جو کچھ تمھارے دلوں میں ہے۔ اور اللہ جاننے والا حلم والا ہے۔ اسکے بعد تیرے لیے عورتیں درست نہیں اور نہ یہ

اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَكَتْ یَمِیْنُكَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ رَّقِیْبًا ۝ ع ۱۲ ۳

کہ ان کے بدلے اور عورتیں کرے کو تجھے انکی صورت بھلی معلوم ہو مگر تیری لونڈیاں۔ اور اللہ ہر چیز پر نگہبان ہے۔

من ابتغیت منصوب بابتغیت وہی شرطیہ والجواب فلا جناح علیک ویکون ان یکون مبتدأ والعائد محذوف ای والتی ابتغیتہا والخبر فلا جناح کلہن منصوب علی توکید الضمیر فی آتیتہن والرفع علی توکید الضمیر فی یرضین من ازواج من مزیدۃ لتاکید الاستغراق ولو اعجبک حال من فاعل تبدل والتقدیر مفروضا اعجابک بہن الا ما ملکت استثناء من النساء وہو فی موضع رفع بدلا من النساء او فی موضع نصب علی اصلہ۔

✦ تفسیر ✦

ان آیات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان بیویوں کی بابت معاشرت کے متعلق احکام سناتا ہے۔ اور ہم بارہا ثابت کر چکے ہیں کہ یہ بیوئیں وہ اصل مدرسۂ دینیہ کی طالب علم نہیں جو بوجہ مذکورہ ان کو ازدواج میں داخل کیا گیا تھا احکام آیندہ کے لئے اس بات کو بھی ملحوظ خاطر رکھنا چاہیئے ۔

فقال ترجی من تشاء منہن وتؤوی الیک من تشاء ترجی ہموزا وغیر مہموز دونوں طرح سے آیا ہے۔ اخبارنا خیر ارجہ اخرۃ اس آیت کے معنے میں علماء کا اختلاف ہے اکثر کا یہ قول ہے کہ یہ آیت شب باشی کے بارہ میں ہے کہ آپ کو اختیار ہے جس کو چاہیئے مؤخر کیجئے ساتھ نہ سوئے اور جس کو چاہئے اپنے پاس بلا لیجئے۔ یہ ایک حکم خاص آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیئے تھا آپ پر شب باشی میں برابری رکھنا واجب نہ تھا بلکہ آپ کو اختیار دیا گیا تھا جسکے پاس چاہیں رات کو رہیں جسکے پاس چاہیں نہ رہیں۔ بخاری و مسلم نے عائشہ رضی سے روایت کیا ہے کہ میں ان عورتوں پر جو اپنے نفس کو ہبہ کر دیتی تھیں غیرت کھاتی تھی پھر جب یہ آیت ترجی الخ نازل ہوئی تو میں نے کہدیا کہ یا حضرت اللہ تعالے تیری خاطر رکھنے میں بہت جلدی کرتا ہے یسارع فی ہواک کے یہ معنے ہیں کہ جو بات تجھ پر شاق گذرتی ہے اللہ اسکو تجھ سے دور کر دیتا ہے اس کو تیری خاطر بہت منظور ہے۔ ابن زبیر کہتے ہیں کہ جب امہات المؤمنین نے حضرت کو نان و نفقہ کے بارہ میں تنگ کرنا شروع کیا اور آپ خفا ہو کر ایک مہینے تک سب سے الگ ہوئے تب آیت تخییر نازل ہوئی اور آپ نے سب کو کہدیا اگر دار آخرت منظور ہے تو تجھکے لیے تجھکو بیوی بنایا گیا، تو جس حال میں رکھا جاوے اسپر رہنا منظور کرو اور جو دنیا مقصود ہے تو آؤ تجھکو طلاق دیدوں سب بیویوں نے دار آخرت کو منظور کیا تب باری سے رہنا بھی واجب نہ رہا یہ آیت اس بارہ میں ہے۔

کیونکہ جب انکو سمجھا دیا گیا کہ تم اور عورتوں جیسی نہیں ہو تم خاص ایک دینی کام کے لیئے بیویوں میں شامل کی گئی ہو بیویوں نے بھی سمجھ لیا کہ ہم اسی لیے ہیں تب سب اسبات پر راضی ہو گئیں۔ اور ایسا ہی ہونا چاہیے کیونکہ اگر یہ آزادی پیغمبر علیہ السلام کو حاصل نہ ہو تو اور سیکڑوں اہم مقاصد دینی میں فرق آجاوے رات دن بیویوں ہی کے جھگڑے سے فرصت و مہلت نہ ملے۔

مگر اس کے بعد بھی حتے المقدور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انکے حقوق میں اپنی طرف سے برابری رکھتے تھے جیسا کہ ابن العربی وغیرہ علماء کہتے ہیں اور اسی پر سب کا اتفاق ہے اور اس حدیث سے کہ جسکو بخاری و مسلم نے نقل کیا ہے یہی سمجھا جاتا ہے جس میں وہ فرماتی ہیں کہ ہماری باری کے دن جو آپ اور بیوی کے پاس رہنا چاہتے تھے تو ہمسے اجازت لیتے تھے اس آیت نازل ہونے کے بعد۔

شعبی وغیرہ کہتے ہیں کہ یہ آیت طلاق کے بارہ میں ہے کہ جسکو آپ چاہیں طلاق دیں جسکو چاہیں رکھیں آپ کو اختیار ہے۔ ابن عباس کا بھی یہی قول ہے۔

اور حسن کہتے ہیں کہ یہ آیت منسوخ ہے جس سے چاہیں آپ نکاح کریں جس سے چاہیں نہ کریں آپ کو نکاح کی عام اجازت دی گئی ہے۔ اس تقدیر پر علماء کہتے ہیں کہ یہ آیت ناسخ ہے اگلی آیت لایحل لک النساء من بعد کی۔ ومن ابتغیت ممن عزلت اور تو جسکو چاہے پاس بلا لیوے ان میں سے کہ جنکو الگ کر چکا ہے ساتھ ہونے سے یعنی جنکے ساتھ سونا ترک کر دیا ہے ان میں سے اگر کسی کو بلا وے اور ساتھ سلا وے فلا جناح علیک تو تجھ پر کچھ گناہ نہیں۔ یہ تتمہ ہے ترجی من تشاء کا۔

ذلک ادنی ان تقر اعینہن ولا یحزن ویرضین بما اتیتہن کلہن یہ اختیار اور تفویض تجھکو اسلیے دیا گیا ہے کہ انکی آنکھیں ٹھنڈی رہیں اور غمگین نہوں اور جو کچھ آپ ان کو دیویں اس سے ہر ایک خوش رہے۔ کسلیے کہ جب ان کو یہ معلوم ہو جاویگا کہ ہمارا شب باشی میں کوئی حق مقرر نہیں ہے پھر جس قدر آپ جس سے التفات کرینگے وہ اسکو احسان سمجھے گی۔ مگر آپنے اسپر بھی برابری رکھی واللہ یعلم ما فی قلوبکم اور تمھارے دلوں کے حالات کو اللہ خوب جانتا ہے کہ کس طرف یا وہ رغبت ہے کسکی طرف کم وکان اللہ علیما حلیما اور اللہ خبردار ہے ہر چیز کا ظاہر و باطن اور ہر چیز کی حکمت وعلت اسکو معلوم ہے جو حکم دیتا ہے سمجھ مصلحت دیکھکر دیتا ہے حلیم بھی ہے کہ جو بندوں سے احکام کی بجاآوری میں تقصیر ہوتی ہے تو وہ اسپر جلدی عتاب نہیں کرتا۔

دوسرا حکم

لایحل لک النساء من بعد یہ حضرتؐ کو **دوسرا حکم** ہے کہ اب آپ کو اور کوئی عورت حلال نہیں۔ مفسرین کے اسکی تفسیر میں چند اقوال ہیں۔ ابن عباسؓ مجاہد وضحاک وقتادہ وحسن وابن سیرین کہتے ہیں کہ حضرتؐ کو ان موجودہ نو بیویوں کے سوا جو آپ کے پاس تھیں جنھوں نے اللہ اور رسول اور دار آخرت کو اختیار کیا تھا اور بیویوں سے نکاح کرنا منع ہو گیا تھا انکی نیکی کے بدلہ میں۔ اور وہ نو بیویاں یہ تھیں عائشہؓ۔ حفصہؓ بنت عمرؓ۔ ام حبیبہؓ بنت ابی سفیانؓ۔ سودہؓ بنت زمعہ۔ ام سلمہؓ بنت ابی امیہ۔ صفیہؓ بنت حی بن اخطب۔ جو خیبر کی رئیس یہودی کی بیٹی تھیں۔ میمونہؓ بنت الحارث ہلالیہ۔ زینبؓ بنت جحش اسدیہ۔ جویریہؓ بنت حارثہ مصطلقیہ۔ رضی اللہ عنہن۔ حضرتؐ کی وفات تک یہی موجود رہیں۔ انکے بعد اور کی اجازت تو در کنار انکی جگہ اور عورت کا قائم کرنا منع تھا کہ ایک کو طلاق دیکر اسکی جگہ اور دوسری کو لاویں اور نو کے عدد کو پورا رکھیں کما قال ولا ان تبدل بہن من ازواج ولو اعجبک حسنہن مگر لونڈی رکھنے کی اجازت تھی کما قال الا ما ملکت یمینک مگر وہ جو تیرے قبضہ میں لونڈی آجاوے۔ یہ آیت محکمہ ہے اسی پر اخیر تک حضرت رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عمل درآمد رہا اور اسکے بعد ایک لونڈی آپ کے پاس آئی جسکا نام ماریہ تھا۔ یہ مقوقس بادشاہ مصر نے ہدیہ کیطور آپ کی خدمت میں بھیجی تھی۔ اس سے ابراہیم پیدا ہوئے تھے آٹھویں سال ہجری میں دسویں المحرم کے مہینہ میں جو شیر خوارگی کے زمانہ میں انتقال کر گئے انہیں کی وفات پر حضرتؐ نے فرمایا تھا وانی لفراقک یا ابراہیم لمحزونون کہ میں تیری جدائی سے اے ابراہیم غمگین ہوں۔

بعض علماء اس تقدیر پر اس آیت کو منسوخ کہتے ہیں سنت سے اور آیت ترجی من تشاء سے چنانچہ احمد وابو داود وترمذی ونسائی نے عائشہؓ سے نقل کیا ہے کہ آپ کو اجازت عام ہو گئی تھی۔ اور ابی بن کعب وعکرمہ وابو رزین وغیرہ کہتے ہیں کہ النساء سے مراد وہ نو بیویں نہیں بلکہ وہ چاروں اقسام جو پہلے مذکور ہوئے انکے سوا اور کسی سے آپ کو نکاح کی ممانعت تھی اور تعداد اور تبدل میں آپ مخیر تھے اور اقسام اربعہ ہی کے تبدل سے منع کیے گئے تھے۔ اور انہیں کی تائید کرتا ہے وہ قول کہ النساء سے مراد کتابیات مشرکات ہیں کہ آپ کو مشرک اور اہل کتاب یعنی غیر مذہب والی عورتیں درست نہیں ہاں غیر مذہب والی لونڈیوں کا مضائقہ نہیں کسلیے کہ ام المومنین ہونے کا شرف مسلمان عورت ہی کو ہے۔ اور یہی قوی ہے کسلیے کہ مدرسہ دینیہ کے لائق کافرہ نہیں انکو نکاح میں لانے سے کیا فائدہ؟ اس صورت میں آیت کو منسوخ کہنے کی کچھ بھی ضرورت نہیں۔ وکان اللہ علی کل شئی رقیبا اللہ ہر شئی پر محافظ ہے۔ اسمیں اشارہ ہے کہ اللہ دیکھ رہا ہے جو کام کرو اس بات کا خیال رکھو۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا

اے ایمان والو نبیؐ کے گھروں میں نہ جایا کرو مگر یہ کہ تمھیں کھانے کے لیے اجازت دیجائے بغیر اسکے کہ اسکے پکنے کا انتظار کرو لیکن جب بلائے جاؤ تو داخل ہو پھر جب

طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ

کھانا کھاؤ تو اُٹھ جاؤ اور جم کر نہ بیٹھو باتوں کے لیے۔ کیونکہ اس سے نبیؐ کو تکلیف پہنچتی ہے اور وہ تم سے شرم کرتا ہے اور وہ حق بات کہنے سے اللہ شرم نہیں کرتا اور جب نبیؐ کی بیویوں سے کوئی چیز

مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا

مانگو تو پردہ کے باہر سے مانگو۔ اسمیں تمھارے اور اُنکے دلوں کے لیے بہت بڑی ہے۔ اور تمکو زیبا نہیں کہ اللہ کے رسول کو ایذا دو اور نہ یہ لائق ہے کہ اُنکی بیویوں سے

اَزْوَاجَهٗ مِنْ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا ○ اِنْ تُبْدُوْا شَيْـًٔا اَوْ تُخْفُوْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ○

اُنکے بعد کبھی بھی نکاح کرو۔ البتہ یہ اللہ کے نزدیک بڑی بات ہے۔ اگر تم کسی بات کو ظاہر کرو یا چھپاؤ تو اللہ تو ہر بات جانتا ہے۔

الاان یؤذن فی موضع الحال ای لاتدخلوا الا ماذونا لکم الی طعام متعلق بیوذن لانہ فی معنی یدعون غیر ناظرین بالنصب علی الحال من الفاعل فی یدخلوا او من المجرور فی لکم ویقرء بالجر علی الصفۃ للطعام وہو غیر جائز عند البصریین لانہ جری علی غیر ما ہو لہ فیجب ان یبرز الفاعل فیکون غیر ناظرین انتم۔ ولا مستانسین معطوف علی ناظرین او مقدر بفعل ای ولا تدخلوا او ولا تمکثوا مستانسین

✦ تفسیر ✦

ازواج مطہرات کے حقوق جو نبی علیہ السلام پر تھے انکو بیان فرما کر اب وہ حقوق بیان فرماتا ہے جو لوگوں پر ہیں اور نیز بزرگوں کے ساتھ حسن معاشرت کا کیا طریقہ ہے؟

تفسیر یاایہا الذین اٰمنوا لاتدخلوا بیوت النبی الا ان یؤذن لکم الی طعام غیر ناظرین انٰہ الخ یہ **ایک حکم** ہے۔ اسمیں عام مسلمانوں کو حکم ہے کہ نبیؐ کے گھروں میں نہ جایا کرو مگر جب کہ تمکو کھانے کی اجازت دیجاوے (کھانے کی قید بھی اتفاقی ہے کیلئے کہ اس آیت کے نازل ہونے کا یہی سبب تھا کہ حضرتؐ نے زینب کے نکاح پر لوگوں کی دعوت ولیمہ کی لوگ کھا پی کر باتوں میں مشغول ہو گئے جیسا کہ عام لوگوں کی عادت ہے آپ چاہتے تھے چلے جاویں شرم کے مارے کہہ نہ سکے کئی بار اُٹھے کہ لوگ اُٹھ جاویں مگر تین آدمی پھر بھی باتوں میں مصروف ہی رہے جب وہ اُٹھ گئے تو حضرتؐ گھر میں آرام کے لیے تشریف لائے اسپر یہ آیت نازل ہوئی اسکو بخاری و مسلم وغیرہما نے روایت کیا ہے) تو جاؤ اور اُسمیں بھی یہ شرط ہے کہ پہلے ہی سے جاکر پکنے کے انتظار میں نہ بیٹھ جایا کرو (اناہ بفتحہ واو راکہ یقال انی یانی اذا حان وادرک) جیسا کہ عرب کا دستور تھا ہاں جب تمکو بلایا جاوے تو جاؤ پھر جب کھا چکو تو اُٹھ جاؤ باتیں کرنیکو نہ بیٹھ جایا کرو (یہ دوسرا حکم ہے) کیونکہ اس میں نبی علیہ السلام کو تکلیف ہوتی ہے وہ شرم کے مارے نہیں کہتے لیکن اللہ کو حق بات بیان کرنے سے کوئی شرم نہیں۔ عام مسلمانوں کے گھروں کی بابت بھی یہی حکم ہے۔

واذا سالتموہن متاعا فاسئلوہن من وراء حجاب ذلکم اطہر لقلوبکم وقلوبہن یہ **تیسرا حکم** ہے کہ نبیؐ کی بیویوں سے جو کوئی چیز مانگنی ہو تو پردہ کے باہر سے آواز دیکر مانگا کرو یہ تمھارے اور اُنکے دلوں کی صفائی کے لیے عمدہ بات ہے۔ کیلیے کہ جوان مرد و جوان عورت کے آمنے سامنے ہونے میں خطرات پیدا ہوتے ہیں۔

اس آیت کو آیت حجاب کہتے ہیں۔ ابن جریر وغیرہ نے عائشہؓ سے روایت کیا ہے کہ شب کے وقت حضرت صلعم کی بیویاں حاجت ضروری کے لیے باہر جایا کرتی تھیں و عمر رضی اللہ عنہ ہمیشہ حضرتؐ سے پردہ کرنیکے بارہ میں عرض کیا کرتے تھے۔ ایکبار سودہؓ بھی عشاء کے وقت عشاء سے ذرا پہلے نکلیں لمبے قد کی عورت تھیں عمرؓ نے دیکھکر کہا اے سودہ ہمسے چھپا نہ سکو گی اس عرض سے کہ پردہ کا حکم نازل ہو تب یہ آیت نازل ہوئی۔ ابن سعد نے انسؓ سے نقل کیا ہے کہ پانچویں سال ہجری میں پردہ کا حکم ہوا اور جس وقت پندرہ برس کا تھا۔ بخاری نے بھی نقل کیا ہے کہ عمرؓ کہتے ہیں میں نے کئی بار عرض کیا کہ آپ کے پاس نیک و بد سب طرح کے آدمی آتے ہیں اگر اُمہات المومنینؓ کو پردہ کا حکم ہو جاوے تو بہتر ہے پس یہ آیت حجاب نازل ہوئی۔ اور سودہؓ کے بارہ میں جو عمرؓ نے فرمایا ہے بخاری کی کتاب التفسیر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آیت حجاب کے بعد سودہؓ باہر نکلیں تھیں اور یہی حدیث اس اسناد سے کتاب الطہارۃ باب خروج النساء میں موجود ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حجاب سے پہلے کا معاملہ ہے

سیوطیؒ کہتے ہیں کہ دونوں حدیثوں میں کوئی تعارض نہیں کیلئے کہ اس حدیث میں جو آیا ہی خرجت سودۃ بعد ما ضرب الحجاب - اس حجاب سے مراد بدن ڈھانکنا ہے جس کا ذکر سورۂ نور میں آچکا ہے - اسکے بعد کسی غیر قوم نے اُمہات المومنینؓ کو نہیں دیکھا - اور یہ حکم کو قسرن فی بیوتکن سے بھی سمجھا جاتا تھا جو اس سے پہلی آیتوں میں آیا تھا مگر یہاں بالکل تصریح ہوگئی -

اور یہی حکم سب مسلمانوں کی عورتوں کے لیے ہوگیا - اور اس وقت سے مسلمانوں میں پردہ کا رواج ہوا - حقیقت میں یہ ایک ایسی عمدہ بات ہی کہ جسکو غیر متمدن لوگ ہی جانتے ہیں - ہاں جن قوموں میں یہ رسم نہیں (اور بجز اسلامیوں کے اور قوموں میں نہیں اور ہو تو انہیں کی بحث سے اور عہد آدمؑ سے لیکر اب تک کسی قوم میں مروج نہیں) انکی آزاد طبیعتیں جو چاہیں اسپر طعن کریں اور عورتوں کو قید میں ڈالنا یا اور کچھ کہیں مگر غیرت اور عصمت پسند طبائع اسکو بہت عمدہ رسم کہتی ہیں -

چوتھا حکم وما کان لکم ان تؤذوا رسول اللہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی قسم کی ایذا اور دُکھ دینا مسلمانوں پر حرام ہے خواہ زبان سے ایذا دیجاوے یا آپ سے مخالفت کیجاوے اور آپ کے دین پاک میں کوئی بدعت ایجاد کیجاوے یا آپ کی یا آپ کے اقارب خصوصاً اہل بیتؓ کی توہین کیجاوے حضرتؐ کے ازواج مطہرات پر کوئی عیب لگایا جاوے سب حرام ہے جسکی سزا جہنم ہے - اعاذنا اللہ منہا -

پانچواں حکم ولا ان تنکحوا ازواجہ من بعدہ ابداً یہ ہے کہ نبیؐ کے بعد یا آپ کے طلاق دینے کے بعد کسی مسلمان کو آپ کی بیویوں سے نکاح کرنا ابد حرام ہی ایک تو اسلیے کہ وہ مسلمانوں کی دینی مائیں ہیں جو حقیقی ماؤں سے بھی تعظیم و تکریم میں بڑھکر ہیں اور ماں سے نکاح کرنا حرام ہی دوسرا یہ کہ بیوی مرد کا فراش اور محکوم ہوتی ہی اسکی خدمت کے لیے اسکو آمادہ رہنا پڑتا ہی اگر ازواج مطہرات کے ساتھ نکاح کیا جاوے تو یہی ذلت انکے لیے بھی ظہور میں آوے اور یہ شان نبوت کی پوری توہین ہی - اسلیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہی ان ذلکم کان عند اللہ عظیما کہ یہ اللہ کے نزدیک بڑی سخت بات ہے اور بڑا گناہ ہے -

اور وجہ اگر کوئی کہے کہ اسمیں بیویوں کی بڑی حق تلفی ہی اسکا جواب یہ ہی کہ اسمیں کچھ بھی حق تلفی نہیں اللہ تعالیٰ نے حضرتؐ کے بعد انکا نان و نفقہ بیت المال کے ذمہ کردیا تھا اور آپ نے بھی اپنی حیات میں انکو اس سے مطمئن فرمادیا تھا اب یہی خواہش نفسانی سو اس سے بھی اللہ تعالیٰ نے انکو مستغنی فرمادیا تھا - انہیں کے دل میں ہوس باقی نہیں رکھی تھی حضرتؐ کے بعد خود انکو کسی کی بیوی بننا گوارا نہ تھا اس صحبت کے بعد انکو کسی صحبت پسند آسکتی تھی ؎ ذوقِ الطاف تو ای کاش نمی یافت دلم ۔ یاد ہر لحظہ تو کنوں سبب صد الم ست ۔

اور وجہ اور سب سے بڑھکر ازواج مطہرات سے نکاح حرام ہونیکی ایک اور وجہ ہی وہ یہ ہے کہ جس کام کے لیے یہ حضرت نبی علیہ السلام کے نکاح میں آئیں تھیں یعنی علوم دینیہ سیکھنے اور پھر اُسکے پھیلانے کے لیے یہ کام اُنسے فوت ہوجاتا کیونکہ یہ خانہ داری کے جھگڑوں میں اور بال بچوں کے جنجال میں پھنس کر اور دوسرے مرد کی پابند اور محکوم رہکر کبھی اس کام کو سرانجام نہ دے سکتیں تھیں - اور ایک وجہ اور بھی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گو موت عرفی عارض ہوئی انکی بیبیاں اہم سنتوں - مگر آپ بھی ایک ایسی حیات ابدی حاصل تھی اور ہی کہ جو شہیدوں سے ہزار درجہ بڑھکر ہے اس ہادی برحق کا تعلق اب بھی دنیا میں اُمت سے وہی ہی اور اسلیے جسم اطہر کو خاک نہیں کھا سکتی اور اسلیے بہت سے آثار غریبہ لوگوں نے مشاہدہ کیے ہیں ان لحاظات سے آپ زندہ ہیں اور حیات النبی مشہور ہے پس زندہ کی بیوی کسی سے کیونکر نکاح کرسکتی ہے ؟ ایک اور بھی وجہ ہی کہ بزرگوں کی بیویوں کے ساتھ نکاح کرنا اُنکی گستاخی ہی اسکو طبائع سلیمہ بُرا جانتی ہیں اور اسی لیے ہندوؤں میں یہ مسئلہ مہاراجوں اور پیشواؤں کے لیے ایجاد ہوا تھا جو انکے دیکھا دیکھی اور شرفاء اہل ہند میں بھی رواج پاگیا غلط فہمی سے برہمنوں نے ازدواج ثانی کو حرام کہدیا مگر اسلام نے یہ بات خاص ازواج مطہرات ہی کے لیے رکھی ہے اور کے لیے نہیں ہاں طبیعت کا اختیار ہے کچھ نکاح ثانی کے لیے مجبور بھی نہیں کیا ہے مگر برسم ہنود اسکو ترک کرنا بھی ممنوع ہے -

اور وجہ علماء کا اتفاق ہی کہ جو بیوی آپ کے نکاح میں آگئی اسکا نکاح غیر سے حرام ہوگیا - خواہ صحبت کی ہو یا نہ کی ہو - بعض کہتے ہیں اگر صحبت سے پہلے طلاق دیدی تو درست ہے کیونکہ اس مستعیذہ نے کہ جسکو صحبت سے پہلے آپ نے طلاق دیدی تھی حضرت عمرؓ کی مخالفت میں اشعث بن قیس سے نکاح کیا جسکے سنگسار کرنیکا قصد کیا گیا مگر جب یہ معلوم ہوا تو چھوڑ دیا گیا (بیضاوی) اور لونڈیوں کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر حضرت صلعم نے انسے صحبت کی تو انسے نکاح حرام ہے ورنہ نہیں اس بارہ میں خطرات قلبی سے دل پاک رکھنے کے لیے فرماتا ہے ان تبدوا شیئا او تخفوہ فان اللہ کان بکل شئی علیما -

لَاجُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِيْٓ اٰبَآئِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآئِهِنَّ وَلَآ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآءِ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآءِ اَخَوٰتِهِنَّ وَلَا نِسَآئِهِنَّ وَلَا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ وَاتَّقِيْنَ

ان عورتوں پر کچھ گناہ نہیں اپنے باپ کے سامنے ہونے میں اپنے بیٹوں کے اور نہ اپنے بھائیوں کے اور نہ اپنے بھتیجوں کے اور نہ اپنی عورتوں کے اور نہ اپنے احتیاج کی مال کے جو خود ان کی اور اللہ

اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ۝ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ

ڈرتی رہو۔ بیشک اللہ کے سامنے ہر چیز ہے۔ البتہ اللہ اور اُسکے فرشتے نبیؐ پر رحمت بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو اُسپر درود اور سلام بھیجا کرو۔ اور جو لوگ اللہ اور اُسکے

ع ۹ ۴ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا

رسول کو ایذا دیتے ہیں انپر اللہ نے دنیا اور آخرت میں لعنت کی اور اُنکے لیئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ اور وہ جو ایماندار مرد اور عورتوں کو ناکردہ گناہوں پر ستاتے ہیں تو انہوں نے بہتان اور بڑا گناہ اُٹھایا۔

لاجناح استیناف۔ فی اٰبائہن متعلق بمحذوف اے الدخول او مثلہ ما ینا سب المقام۔ والثانیین اعد استیناف او معطوف علی الکلام السابق لانہ فی معنی الانتشار وان ترکناہ علی ظاہرہ فمجرور عطف الجملۃ الانشائیۃ علی الجملۃ الخبریۃ عند الفصحاء تسلیما مصدر مؤکد

✤ تفسیر ✤

آیت حجاب بظاہر عموم الفاظ کے لحاظ سے یہ کہتی تھی کہ ازواج مطہرات کے باپ بھائیوں دیگر محارم سے بھی پردہ ہو اور اسمیں بڑی دقت تھی اسلیے اس آیت لاجناح علیہن فی اٰبائہن الخ میں اس بات کو ظاہر کر دیا کہ ان لوگوں سے پردہ نہیں۔ اس آیت میں ہو کہ ازواج مطہرات کے باپوں اور انکے بیٹوں سے عام ہو کہ حضرت سے ہوں یا انکے پہلے خاوندوں سے ہوں اور انکے بھائیوں سے عام ہو کہ عینی ہوں یا علاتی یا اخیافی یا رضاعی اور انکے بھتیجوں سے اور انکے بھانجوں سے اور انکی خدمتگار عورتوں سے اور انکے مملوک لونڈی غلاموں سے پردہ نہیں۔ خدمتگار عورتوں سے مراد علماء نے مسلمان عورتیں لی ہیں بقرینہ اضافت نسائہن اور کافر عورتیں جو ازواج مطہرات کے سامنے جاتی تھیں تو ازواج مطہرات انسے بجز منہ اور ضروری اعضاء کے سب بدن چھپاتی تھیں اور ما ملکت میں بھی اختلاف ہے بعض کہتے ہیں صرف لونڈیاں مراد ہیں بعض کہتے ہیں لونڈی اور غلام دونوں۔ بعض نے فیصلہ کیا ہو کہ نابالغ غلاموں کو اندر جانے کی اجازت تھی۔ اس مسئلہ کی کامل شرح سورۂ نور میں ہو چکی۔

اب کلام اسمیں ہو کہ چچا اور ماموں کا کیوں ذکر آیت میں نہیں آیا حالانکہ انسے بھی پردہ نہیں؟ اسکا صحیح جواب یہی ہو کہ ابائہن میں داخل ہیں یعنی یہ بھی باپ ف میں شمار کیے جاتے ہیں۔ اور یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ جمیع محارم کا ذکر سورہ نور میں آچکا ہی یہاں بعض کا ذکر کر دیا گیا۔ اس حکم کی تائید کے لیے فرمایا ہو واتقین اللہ اور اللہ سے ڈرتی رہو۔ سب باتوں میں خصوصاً پردہ کے امر میں کیونکہ ان اللہ کان علی کل شئی شہیدا اللہ کے نزدیک ہر شئی حاضر ہے کوئی بات اُس سے مخفی نہیں۔ در حقیقت احکام الٰہی پر سرگرمی سے عمل جب ہی ہو سکتا ہے کہ جب انسان اسکو ہر وقت حاضر و ناظر سمجھے گا۔

اس حکم میں بھی اور عورتیں شریک ہیں۔ انکے لیے بھی یہی حکم ہو کہ پردہ میں رہا کریں اور بجز محرموں کے اور کوئی اندر نہ جا سکے اور یہ بھی آواز دیکر۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج مطہرات اہل بیت اطہار کی تعظیم آنحضرت صلعم کی تعظیم پر مبنی ہو اسلیے اسکے بعد آنحضرت علیہ السلام کی عزت و عظمت کا حال بیان فرما کر مسلمانوں کو اُسکی رغبت دلاتا ہو فقال ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی کہ اللہ اور اُسکے فرشتے نبیؐ پر درود بھیجا کرتے ہیں۔ بخاری نے ابو العالیہ سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صلوٰۃ سے مراد ملائکہ کے روبرو آپ کی ثناء وصفت کرنا ہے اور ملائکہ کی صلوٰۃ سے مراد دعا کرنا ہے۔ اور ترمذی نے اپنی سنن میں سفیان ثوری وغیرہ بہت سے اہل علم سے نقل کیا ہے کہ اللہ کی صلوٰۃ سے مراد رحمت ہے اور ملائکہ کی صلوٰۃ سے استغفار ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہ مرتبہ بتلاتا ہے جو اسکے نزدیک اور ملاء اعلیٰ میں ہے کہ اللہ اسکی ثناء وصفت ملاء اعلیٰ میں بیان کرتا ہے اور آپ پر رحمت بھیجا کرتا ہے اور ملائکہ آپ کے لیے دعا خیر کیا کرتے ہیں پس مسلمانوں کو بھی یہی کرنا چاہیے۔

مقصد یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج اور انکے متعلق احکام اور مخالفوں کے طعن سے یہ نہ سمجھ لینا کہ حضرت صلعم بھی ایک معمولی آدمی ہیں ہماری طرح سے آپ کے ساتھ بھی دنیاوی جھگڑے لگے ہوئے ہیں نبی کو دنیاوی باتوں زن و فرزند سب سے الگ تھلگ رکھکر ملائکہ کی طرح رکھنا چاہیے۔ یہ خیال نکرنا چاہیے باتیں بشریت کے لوازمات میں سے ہیں روحانی طور پر آپ ملائکہ سے بھی بڑھکر ہیں کیونکہ عالم ملکوت کے بادشاہ اور اللہ تعالیٰ کے ایسے محبوب ہیں کہ وہ ملائکہ کے

بھرے دربار میں آپ کی ثناء وصفت کرتا ہے اور دربار کے ملائکہ آپ کے لیے دعا کرتے ہیں اور مدح میں شریک ہوتے ہیں۔

ابحاث (۱) صلوٰۃ کے معنی بلحاظ مادہ اور ملائکہ کے مختلف ہیں اور کتب اصول فقہ میں اس بات کو بڑے زور سے ثابت کیا ہے کہ ایک لفظ بول کر ایک ہی استعمال میں نہ تو حقیقی و مجازی دونوں معنی مراد لے سکتے ہیں نہ ایک لفظ مشترک المعانی کے ایک سے زیادہ معنی مراد لے سکتے ہیں اور اس لفظ یصلون میں اللہ اور ملائکہ وہ دونوں شریک ہیں اور لامحالہ دو معنی لینے پڑتے ہیں پس اس کا جواب صاحب توضیح وغیرہ نے یہ دیا ہے کہ اس مقام پر ایک معنی مجازی یعنی سیع مراد ہیں کہ جو حقیقی اور مجازی دونوں معنی کو شامل ہیں۔ صلوٰۃ کے لغوی معنی دعا کے ہیں اور یہی حقیقت لغوی ہے اور اسکے علاوہ مجازی۔ اور وہ معنی مجازی ارادۂ خیر ہیں جو رحمت الٰہی اور استغفار و دعاء ملائکہ کو بھی شامل ہیں اور اسی معنی میں مسلمانوں کو اقتدار کرنیکا حکم ہوا ہے۔ اور بعض نے دوسرا لفظ یصلون محذوف مانا ہے وھو بعید۔

(۲) بعض علما کہتے ہیں کہ ضمیر واحد اور کلام واحد میں اللہ کے ساتھ دوسرے کو ملانا جائز نہیں مگر محققین کہتے ہیں اگر ملانا اس طرح سے ہو کہ جس سے دونوں کی برابری سمجھی جاوے تو منع ہے جیسا کہ آپ نے اس خطیب کو کہ جسنے ومن یعصہما کہا تھا۔ بئس الخطیب فرمایا کہ برا خطیب ہے بلکہ یوں کہنا چاہیے تھا ومن یعص اللہ ورسولہ۔ اور اس طرح سے نہیں تو جمع کرنا جائز ہے جیسا کہ اس آیت میں ہے کہ صیغہ یصلون میں اللہ اور ملائکہ دونوں شامل ہیں اور نیز صحیح بخاری میں آیا ہے کہ خیبر کے مقام پر آپ نے منادی سے کہا کہ یہ پکار دے ان اللہ ورسولہ ینہیانکم عن لحوم الحمر الاہلیۃ۔

یا ایہا الذین اٰمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ جب اللہ اور ملائکہ آپ کی تعظیم کرتے ہیں تو ایماندارو تم بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجو اور سلام۔ بخاری اور مسلم وغیرہما نے روایت کیا ہے کہ کسی شخص نے حضرت صلعم سے عرض کیا کہ یا حضرت آپ پر سلام کہنا تو ہمکو معلوم ہو گیا ہے صلوٰۃ تم کس طرح سے بھیجی چاہیے آپ نے فرمایا یوں کہو اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم انک حمید مجید اللھم بارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراہیم انک حمید مجید۔ اور ابن ابی شیبہ وعبد اللہ بن حمید واحمد ونسائی نے طلحہ بن عبید اللہ سے آل ابراہیم بھی دونوں فقروں میں نقل کیا ہے۔ اور دیگر احادیث صحیحہ میں اور طور سے بھی صلوٰۃ کا کہنا آیا ہے اور اسی طرح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صفات مختلفہ کو بھی اس میں شامل کیا ہے۔ مگر اکثر احادیث میں حضرت کے ساتھ حضرت صلعم کے آل پر بھی درود بھیجنے کا ذکر ہے۔

علماء اس بات پر متفق ہیں کہ یہاں صلوٰۃ میں امر وجوب کے لیے آیا ہے اسلیے سب کے نزدیک حضرت صلعم پر درود بھیجنا واجب ہے مگر اسکے اوقات و تعداد میں اختلاف ہے مالک طحاوی کے نزدیک عمر بھر میں ایک بار درود بھیجنا واجب ہے اور باقی مندوب اور بعض کہتے ہیں جس مجلس میں حضرت صلعم کا ذکر آوے درود بھیجنا لازم ہے اور کرخی فرماتے ہیں جب آپ کا نام سُنے درود بھیجے اور یہی اضباط ہے اور یہی جمہور کا قول ہے (مدارک) اور امام شافعی کے نزدیک قاعدہ اخیرہ میں درود بھیجنا واجب ہے اول میں سنت ہے۔ درود کے فضائل احادیث میں بکثرت وارد ہیں۔ گو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسکی کچھ احتیاج نہیں بلکہ لوگوں کے فائدے کے لیے اسکا حکم دیا خدا کے برگزیدہ لوگوں پر رحمت بھیجنے اور دعا کرنے سے اس دعا کرنے والے پر رحمت و برکت نازل کرتا ہے۔

دیکھو توریت سفر الخلیقہ کے بارھویں باب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسبت اللہ تعالیٰ یوں فرماتا ہے۔ قولہ اور میں تجھکو مبارک اور تیرا نام بڑا کرونگا اور تو ایک برکت ہوگا اور انکو جو تجھے برکت دینگے برکت دونگا اور اُسکو جو تجھپر لعنت کرتا ہے لعنتی کرونگا۔ الحمد للہ کہ یہ اُمت پنجگانہ نمازمیں ابراہیم پر بھی برکت دیتی ہے۔ علماء کا اتفاق ہے کہ صلوٰۃ وسلام کا لفظ خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہے تبعاً غیر پر بھی درست ہے جیسا کہ عزوجل کا لفظ اللہ کے لیے مخصوص ہے اور رضی اللہ صحابہ اور اہل بیت کے لیے اور رحمہ اللہ اوروں کے لیے۔

اسکے بعد حضرت کو ایذاء دینے والوں کی سزا بیان فرماتا ہے ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ الخ کہ انپر دنیا اور آخرت میں لعنت ہے جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام کے بارہ میں فرمایا تھا اس سے بھی بڑھکر انکو آخرت میں ذلت کا عذاب ہوگا۔ اور آپ کے ساتھ آپ کے متبعین کا بھی رتبہ بیان فرماتا ہے والذین یؤذون المؤمنین والمؤمنات الخ کہ وہ جو ناحق مسلمان مردوں اور عورتوں کو ایذاء دیتے ہیں انپر بہتان لگاتے ہیں اور صریح گناہ کا بار اُٹھاتے ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللّٰهُ

لے نبی اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہدے کہ اپنے مونہوں پر نقاب ڈالا کریں۔ اس میں یہ ہوگا کہ وہ پہچانا جایا کرینگی پھر ستائی جاویگی۔ اور اللہ جو ہے

غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِي الْمَدِيْنَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَآ

تو معاف کرنیوالا مہربان ہے۔ اگر منافق اور وہ جنکے دلوں میں مرض ہے اور مدینہ میں غلط باتیں اڑانیوالے باز نہ آئے تو ہم تم کو انکے پیچھے لگا دینگے پھر وہ اس شہر میں تیرے پاس تھوڑے

الربع

اِلَّا قَلِيْلًا ۝ مَّلْعُوْنِيْنَ ۚ اَيْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا ۝ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۝

مگر بہت کم۔ پھٹکارے ہوئے جہاں کہیں پائے گئے پکڑے گئے اور جان سے مارے گئے۔ جیسا کہ اللہ کا دستور جاری آیا ہے پہلی امتوں میں۔ اور اللہ کے دستور کو تو کبھی بدلا ہوا نہ پاوے گا۔

یہ متین ہو مثل قولہ قل لعبادی یقیموا الصلوٰۃ فی ابراہیم فتذکرہ۔ من جلابیبہن للتبعیض فان المرۃ ترخی بعض جلبابہا علی راسہا ثم لا یجاورونک عطف علی لنغرینک ولم للدلالۃ علی ان الجلاء اشد علیہم من سائر المصائب۔ الا قلیلا زمانا او جوارا قلیلا۔ ملعونین نصب علی الذم او الحال او الاستثناء ای ینبغی ان لا یجاوروں الا ملعونین۔

تفسیر

پیغمبر علیہ السلام اور مومنین کی ایذا رسانی کے بعد ایذا رسانی کے بعض اسباب و رکنے کی تدبیر بتلاتا ہے فقال یا ایہا النبی قل لازواجک وبناتک ونساء المومنین الخ ابن سعد نے طبقات میں ابی مالک سے روایت کیا ہے کہ حضرت کی بیویں حاجت ضروری کے لیے باہر جایا کرتی تھیں (جبتک گھروں میں پاخانے نہ بنے تھے) منافق لوگ رستہ میں انپر آوازے کستے تھے یعنی چھیڑ چھاڑ کرتے تھے اسکی بیویوں نے شکایت کی تو ان لوگوں سے کہا گیا۔ کہنے لگے کہ ہم تو لونڈیوں کو چھیڑا کرتے ہیں تب آیت نازل ہوئی۔ پردہ کے بعد بھی حاجت ضروریہ و شرعیہ کے لیے پردہ کے ساتھ عورتوں کو باہر نکلنے کی اجازت تھی جیسا کہ بخاری کی اس حدیث سے سمجھا جاتا ہے کہ حضرت سودہ کے باہر جانے اور عمر کے باہر جانیکا ذکر ہے۔ پاخانے کو بھی جاتی تھیں شب کے وقت نماز میں بھی شریک ہوتی تھیں رستہ میں منافق چھیڑا کرتے تھے۔ یہ بھی بڑی ایذا دہی تھی۔

اس آیت میں حکم دیا گیا کہ نبی کی بیویاں اور بیٹیاں اور مسلمانوں کی عورتیں جو بضرورت باہر نکلیں تو چادرے میں چھپ کر نکلیں تاکہ معلوم ہو جاوے کہ لونڈیاں نہیں ہیں وہ میں کسی کو لونڈیوں کا لباس اور رہتا ہے وہ کپڑا اس طرح سے اوڑھکر نہیں نکلتیں ہیں اسلیے حضرت عمر نے ایکبار کسی لونڈی کو چادرے میں لپٹے ہوئے جاتے دیکھکر فرمایا کہ محفت بیویوں کے مشابہ ہوا چاہتی ہے اس کپڑے کو اتار۔ پھر زیادہ سمجھکر کوئی نہیں چھیڑتا تھا۔ جلابیب جمع جلباب بڑا کپڑا اور رضاعیہ کہ جس سے تمام بدن سر سے پاؤں تک ڈھک جاوے۔

وکان اللہ غفورا رحیما اور جو پردہ کے بارہ میں کچھ قصور ہو جاوے بشرطیکہ سے توبہ معاف کرنے والا مہربان ہے۔

منافقوں کی ایک اور بھی ایذا رسانی تھی وہ یہ کہ مدینہ میں طرح طرح کی خوفناک خبریں اڑا کر لوگوں کو پریشان کیا کرتے تھے کہ فلاں بادشاہ چڑھکر آتا ہے وہ آکر یوں قتل عام کریگا فلاں قوم آتی ہے۔ ان سب کی نسبت فرماتا ہے لئن لم ینتہ المنافقون والذین فی قلوبہم مرض والمرجفون فی المدینۃ کہ اگر یہ منافق اور وہ لوگ کہ جنکے دل میں مرض ہے شک و شبہ یا مرض زناکاری ہے اور وہ جو افواہیں اڑایا کرتے ہیں باز نہ آویں گے تو لنغرینک بہم تو تجھکو ہم انپر ابھارینگے اور مسلط کرینگے ثم لا یجاورونک فیہا الا قلیلا کہ پھر وہ تیرے پاس مدینہ میں بہت ہی کم رہنے پاویں گے ملعونین اینما ثقفوا اخذوا وقتلوا تقتیلا اور مدینہ سے باہر محل کر بھی خوش حال نہ رہینگے بلکہ ذلیل و خوار ہو کر کہ جہاں کہیں پاویں پکڑے جاویں اور قتل کیے جاویں۔ یہ جملہ بطور تہدید کے ہے کہ اگر منافق اس بدبات سے باز نہ آوینگے تو جہاں پائے جاویں گے قتل کیے جاویں گے۔ والذین فی قلوبہم اور اسکے بعد جو جملے بطور عطف کے آئے ہیں ان سب سے منافق ہی مراد ہیں اور آگے ہے جیسا کہ اس شعر میں ؎ الی الملک القرم وابن الہمام ۞ ولیث الکتیبۃ فی المزدحم ۞ بعض کہتے ہیں کہ منافق کئی قسم کے مدینہ میں تھے بعض وہ تھے کہ جن کے دل میں مرض تھا زناکاری کا وہ اسی لیے رستہ میں آتے جاتے عورتوں کو چھیڑا کرتے تھے اور بعض غلط افواہیں اڑایا کرتے تھے الارجاف من الرجفۃ وہی الزلزلۃ سمی الاخبار الکاذب لکونہ متزلزلا غیر ثابت۔ بیضاوی۔

سنۃ اللہ فی الذین خلوا من قبل کہ ہمیشہ سے اللہ کا دستور یوں ہی چلا آتا ہے کہ وہ ایسے لوگوں کو غارت ہی کیا کرتا ہے ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا اور اللہ کا یہ دستور کبھی نہیں بدلتے گا۔ اسکے بعد منافق اپنی اس حرکت بد سے باز آگئے تھے۔

يَسْئَلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ ۭ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُوْنُ قَرِيْبًا ۝ اِنَّ اللّٰهَ لَعَنَ الْكٰفِرِيْنَ وَاَعَدَّ لَهُمْ

مجھے لوگ قیامت کا وقت پوچھتے ہیں۔ کہدے اسکی خبر تو اللہ ہی کے پاس ہے اور تجھے کیا خبر کہ شاید قیامت قریب ہی ہو۔ اللہ نے کافروں پر لعنت کردی اور انکے لیے جہنم

سَعِيْرًا ۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۚ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝ يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ۝

تیار کر رکھا ہے جسمیں وہ ہمیشہ رہینگے۔ نہ کوئی حامی پاویں گے اور نہ مددگار۔ اس دن کہ آگ میں انکے منہ الٹ جاویں گے کہنے لگیں گے اے کاش ہمنے اللہ اور رسول کی اطاعت کی ہوتی۔

وَقَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَاۗءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ۝ رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا ۝ ع ۵

اور کہینگے اے رب ہمنے اپنے سرداروں اور بڑوں کا کہنا مانا سو انہوں نے ہمکو گمراہ کردیا۔ اے رب انکو دوگنا عذاب دے اور انپر بڑی لعنت کر۔

قریبا ای شیئا قریبا والنصاب علی انہ خبر کان۔ قریب فعیل وہو اذا کان فی معنی المفعول کما فی ہذہ الآیۃ فیستوی فیہ المذکر والمؤنث کما فی قولہ تعالی ان رحمۃ اللہ قریب من المحسنین فلا یقال قریبۃ۔ وقیل المعنی لعل کون الساعۃ من قریب ای فی زمان قریب انتصابہ علی الظرفیۃ والعائد محذوف والمکون الساعۃ فی معنی الیوم او الوقت مع ان الساعۃ لیس مؤنثا حقیقیا۔ یوم ظرف یقولون او الرسولا لرعایۃ الفواصل۔

✤ تفسیر ✤

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیاوی عذاب کے سوا قیامت کے عذاب سے بھی ان بدکاروں سرکشوں کو خوف دلایا کرتے تھے لیکن وہ بدبخت اس بات کو کب باور کرتے تھے ہنسی اور مسخری راہ سے پوچھتے تھے کہ وہ قیامت کب آویگی چنانچہ ان آیتوں میں انہیں باتوں کا تذکرہ ہے فقال یسئلک الناس عن الساعۃ کہ لوگ تجھسے قیامت کا سوال کرتے ہیں کہ وہ کب ہے؟ یہ سوال کرنے والے وہی ہٹدھرم منافق تھے اور انکے ساتھ اور کافر بھی شریک تھے۔ اس سے سوال کرنے کا قرآن مجید میں بہت جگہ ذکر آیا ہے کیونکہ منکر لوگ اس نظام عالم کا بگڑنا محال جانتے تھے اور قدم دہری کے قائل تھے اور پھر اسکو ابدی بھی جانتے تھے جیسا کہ آج کل ہنود کے فرقے قائل ہیں اور مشرکوں میں یہ عقیدہ مدت سے چلا آتا ہے قیامت کا وقت ایک مصلحت سماویہ کی وجہ سے مخفی رکھا گیا ہے اسلیے اس کا تو کچھ بھی جواب نہیں دیا نہ یہاں نہ قرآن مجید میں اور کسی جگہ مگر اس آنیوالی مصیبت کا حال بیان کردیا اور یہی مواقع انذار میں مناسب تھا اور اس جگہ کو وقت معین تو نہ بتلایا مگر یہ بات بتلادی کہ اسکا وقت بہت دور نہیں بلکہ قریب ہے فقال انما علمہا عند اللہ وما یدریک لعل الساعۃ تکون قریبا۔

حدیث میں آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے بعثت انا والساعۃ کہاتین ہم اور قیامت اس طرح سے ہیں اور اپنی دو انگلیوں کو ملا کر دکھایا (متفق علیہ) یعنی جس طرح سے یہ دونوں ملی ہوئی ہیں اسی طرح قیامت کبریٰ اور میری بعثت ملی ہوئی ہے غرض یہ کہ نزدیک زمانہ آگیا ہے۔ واضح ہو کہ احادیث صحیحہ میں موت کو بھی قیامت کہا ہے اور یہ قیامت صغریٰ ہے من مات فقد قامت قیامتہ اور کبھی انقراض قرن کو بھی قیامت کہا ہے اسکو قیامت وسطیٰ کہتے ہیں۔ اگر قیامت صغریٰ و وسطیٰ ہی آیت میں مراد ہو تو اس کا قرب آنکھوں کے سامنے ہے انسان کی زندگی حباب کی بناء سے کمتر ہے مرتے ہی اسپر دارالآخرت شروع ہو جاتی ہے خود ہر وقت ہوشیار رہنا چاہیے اسکا وقت کیا پوچھنا؟

ان اللہ لعن الکافرین الخ یہاں سے ان غفلت شعار لوگوں کا وہ معاملہ بیان فرماتا ہے جو آخرت میں بہت جلد انکے سامنے آنے والا ہے کہ یوم تقلب وجوہہم فی النار الخ جسدن انکے منہ آگ میں الٹے جاویں گے اس دن کو آگ میں منہ الٹے پلٹے جاویں گے منہ سے مراد انکی ذات ہے یعنی وہ الٹے پلٹے جاوینگے کہ جس طرح کباب کو بھونتے وقت الٹا پلٹا کرتے ہیں یہ دنیا میں انکے الٹے پلٹنے کی سزا ہے کہ کبھی کچھ کبھی کچھ کرتے تھے جو نفاق کی شان ہے۔ اور وہاں انکو اپنے مذہب اور اسکے پیشواؤں کا حال معلوم ہوگا کہ انہوں نے ہمکو مفت بدراہ کیا اسلیے جل کر کہیں گے کہ خداوندا ان کو دوگنا عذاب دے ایک انکی گمراہی کا دوسرا ہمارے گمراہ کرنے کا۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا ۭ وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ

اے ایمان والو تم ان لوگوں جیسے نہ ہو جاؤ کہ جنھوں نے موسیٰ کو ستایا پھر اللہ نے موسیٰ کو انکی باتوں سے بری کر دیا۔ اور وہ اللہ کے نزدیک عزت دار تھا۔ اے ایمان والو اللہ سے ڈرا کرو

وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝

اور راستی کی بات کہا کرو تاکہ تمہارے اعمال کو درست کرے اور تمہارے گناہ معاف کرے۔ اور جسنے اللہ اور اُسکے رسول کا کہنا مانا سو وہ بڑی مراد کو پہنچا۔

کالذین خبر کان۔ ما متعلق بہتاً۔ وکان الجملۃ معطوفۃ علی فبراہ اللہ ویجوز ان تکون حالا من الضمیر فی فبراہ بتصلح ویغفر مجزوم جواب للامر ومن یطع اللہ شرط۔ فقد فاز جوابہ سدیداً قاصداً الی مستقیما صحاصوابا من سَدَّ یَسُدُّ سُدُوْداً وجیہا ذا وجاہۃ

تفسیر

منافقوں کو تو تہدید کی ہی تھی جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو طرح طرح کی ایذائیں دیا کرتے تھے مگر کچھ نادان مسلمان بھی بعض مواقع میں بے سوچے سمجھے بیہودہ باتیں کہہ گزرتے تھے جنکو ان آیات میں منع کیا گیا اور حکم دیا کہ منہ سے اچھی باتیں کہا کرو تاکہ تمہارے اعمال درست ہوں یعنی مقبول ہوں اور تمہارے گناہ بخشے جاویں اور اللہ اور اُسکے رسول کی اطاعت کرو۔

اسلیے ان آیتوں میں اسی بات کا تذکرہ کرتا ہے فقال یاایہا الذین اٰمنوا لاتکونوا کالذین اٰذوا موسیٰ فبراہ اللہ مما قالوا وکان عند اللہ وجیہا کہ اے ایمان والو تم اُن نادان لوگوں جیسے نہ ہو جاؤ کہ جنھوں نے موسیٰ کو ایذا دی لیکن اللہ نے موسیٰ کو انکے الزامات سے بری کیا اور وہ اللہ کے نزدیک قدر مرتبہ تھے یعنی ان الزامات کے قابل نہ تھے۔

ہمارے پیغمبر علیہ السلام کو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بہت مشابہت تھی شریعت میں احکام الٰہی کے جاری کرنے قوم کو وہ ربط ضلالت سے نکالکر سرفرازی بخشنے میں پس بعض نادان مسلمانوں نے بھی حضرت صلعم پر ایسے ہی الزام لگائے کہ جو موسیٰ پر انکے لوگوں نے۔ اب اس آیت کی تفسیر میں دو باتوں کی تشریح کرنی ضرور ہوئی اوّل یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا ایذا دی تھی؟ دوم یہ کہ موسیٰ علیہ السلام کو کیا ایذا دی تھی؟ پہلی بات کی بابت محدثین کی ایک جماعت نے کہ جنمیں امام احمد اور بخاری اور مسلم اور ابوداؤد و ترمذی ہیں مختلف اسناد سے یہ نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کہیں سے مال آیا تھا جسکو آپ نے لوگوں کو تقسیم کر دیا لیکن کسی انصاری نے اپنے کسی دوست سے کہا کہ محمدؐ نے یہ تقسیم اللہ کے لیے نہیں کی یعنی اس میں رد و حایت کی ہے یہ خبر آپ کو پہنچی سنکر فرمایا کہ خدا موسیٰ پر رحم کرے اُسکی قوم نے اس سے زیادہ ایذا دی ہے جسپر اُنہوں نے صبر کیا۔

دوسری بات کی بابت بھی ہمارے راویوں نے یہ نقل کیا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام شرم کے آدمی تھے نہانے تو پردہ کرکے اسپر بنی اسرائیل کے بعض لوگوں نے یہ کہنا شروع کیا کہ موسیٰ کچھ نہانی کوئی عارضہ ہے جسکو وہ چھپاتا ہے جسکو سنکر موسیٰ ایکبار پتھر پر کپڑے رکھکر نہا رہے تھے کہ پتھر کپڑے لیکر بھاگا اور جہاں بنی اسرائیل کا مجمع تھا وہاں لایا لوگوں نے موسیٰ کو برہنہ دیکھکر یقین کر لیا کہ کوئی عارضہ نہیں ہے۔ اور علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے اس بارہ میں یہ روایت ہے کہ ہارونؑ جو موسیٰؑ کے ساتھ پہاڑ پر گئے تھے اور وہیں مر گئے اُنکے کپڑے لاکر موسیٰؑ نے اُنکے بیٹے کو دیے اسرائیلیوں نے کہنا شروع کر دیا کہ آپ بھائی کو مار ڈالا جس سے موسیٰ کو سخت صدمہ ہوا لیکن اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو اس اتہام سے بری کر دیا۔

پچھلی بات کا تو کسیقدر توریت سے پتا لگتا ہی مگر پہلی بات کا کچھ بھی پتا نہیں لگتا اسلیے ہمکو توریت کا دیکھنا پڑا اسکو جو دیکھا تو بیشمار باتوں سے واقعات ملے کہ جنمیں بنی اسرائیل نے حملے کیے اور خدا تعالیٰ نے موسیٰ کی برات کی منجملہ اُنکے ایک قادح یعنی قارون کا حملہ ہے جسکی پوری تفصیل ہم اسی جلد میں کرینگے ہیں منجملہ انکے ایک واقعہ توریت سفر عدد کے بارھویں باب میں مذکور ہے وہ یہ کہ حضرت موسیٰ نے ایک حبشی عورت لی تھی جسکی نسبت آپ کی بہن مریم اور ہارون نے کوئی الزام لگایا (اسمیں اس سبب سے کہ ہارون کو کوئی سزا نہ ملی صرف مریم کو کہ وہ مبروص ہو گئی ہارون کی شرکت نہیں معلوم ہوتی ممکن ہے کہ اور بنی اسرائیل بھی اسمیں شریک ہوں) جس سے خدا تعالیٰ کا غصہ بھڑکا اور خدا کا جلال بدلی میں سے نمودار ہوا مریم کو برص ہو گیا اور موسیٰ کی نسبت فرمایا وہ میرے سارے گھر میں امانتدار ہے۔

وکان عند اللہ وجیہا اسکے قریب قریب ہے۔ اور یہی قصہ زیادہ ترجیحاں ہے۔ کیونکہ اسی سورہ میں حضرتؐ پر بھی بیبیوں کے نکاح کرنیمیں لوگوں نے طعن کیا تھا اور الزام لگایا تھا

إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَنْ يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ ۖ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا ۝ لِيُعَذِّبَ

ہمنے آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں کے سامنے امانت پیش کی پھر انکے اٹھانے سے انہوں نے انکار کیا اور اس سے ڈر گئے اور اسکو انسان نے اٹھالیا۔ البتہ وہ بڑا ظالم جاہل ہے۔ تاکہ اللہ

اللَّهُ الْمُنٰفِقِينَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِينَ وَالْمُشْرِكٰتِ وَيَتُوبَ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ۝ ع ۹

منافق مردوں اور عورتوں اور مشرک مردوں اور عورتوں کو عذاب دے اور مومن مردوں اور عورتوں پر مہربانی کرے۔ اور اللہ معاف کرنے والا مہربان ہے۔

الامانۃ مفعول لعرضنا علی السمٰوٰت متعلق بہ ان یحملنہا ان مصدریۃ والجملۃ بتاویل المصدر مفعول لابین من ابی یابی بمعنی انکر لیعذب اللام متعلق بحملہا ویتوب معطوف علی یعذب منصوب لدخول لام کی۔

❖ تفسیر ❖

پہلے فرمایا تھا کہ جسنے اللہ اور اسکے رسولؐ کی اطاعت کی اسکو دارین میں کامیابی حاصل ہوئی اس جگہ اس طاعت باعث کامیابی کا حال بیان فرماتا ہے کہ یہ اس امانت کے ادا کرنے کے لیے ہے جو انسان کو سپرد ہوئے اور زمین و آسمان اسکو نہ لے سکے پس جو اللہ اور اسکے رسولؐ کی طاعت کرتا ہے تو اس امانت الٰہی کو ادا کرتا ہے فقال انا عرضنا الامانۃ علی السمٰوٰت والارض کہ ہمنے وہ امانت آسمانوں اور زمین کے آگے پیش کی روز ازل میں فابین ان یحملنہا واشفقن منہا ان میں اسکے لینے اور اٹھانے کا مادہ نہ تھا اسلیے وہ اس سے ڈر گئے اور لینے سے انکار کیا اگر حملہا الانسان انسان نے اسکو اٹھالیا انہ کان ظلوما جہولا کیونکہ یہ اسکے انجام کار سے بے خبر اور اپنی جان پر ظلم کرنے والا تھا۔

اب اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ لیعذب اللہ المنافقین والمنافقات والمشرکین والمشرکات کہ جسنے اس امانت کو ادا نہ کیا نفاق اور شرک وغیرہ قبائح میں مبتلا ہوا اسکو اللہ اس خیانت کی سزا دیگا عذاب کریگا ویتوب اللہ علی المؤمنین والمؤمنات اور جسنے اس امانت کو ادا کیا خواہ وہ مرد ہو یا عورت کہ وہ صدق دل سے ایمان لاکر متبع شریعت ہوا تو اسپر مہربانی کرے گا وکان اللہ غفورا رحیما اور اللہ تعالیٰ کی صفت مہربانی کرنا اور معاف کرنا ہے۔

یہ آیت کے معنی ہیں جو ظاہر الفاظ قرآن مجید سے سمجھے جاتے ہیں ہم اسکے متعلق چند بحثیں ناظرین کے افادہ کے لیے درج کرتے ہیں۔

(بحث اول) امانت کے معنی میں مفسرین نے بہت کچھ قیل وقال کی ہے۔ عوفی ابن عباسؓ سے نقل کرتے ہیں کہ اس سے مراد طاعت ہے اور مجاہد و سعید بن جبیر و ضحاک و حسن بصری وغیرہم یہی کہتے ہیں کہ اس سے مراد فرائض اور طاعت کرنا ہے کہ جسکے بجالانے اور ادا کرنے پر ثواب اور ترک کرنے اور خیانت کرنے پر عذاب ہے۔ قرطبی کہتے ہیں کہ جمہور کا یہی قول ہے پھر ادا فرائض کو بنظر اہتمام شان مختلف اقوال میں امانت سے تعبیر کیا ہے۔ عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں پنجگانہ نماز پڑھنا اور زکوٰۃ دینا اور روزہ رکھنا اور حج کرنا سچ بولنا قرض ادا کر دینا انصاف کرنا ماپ تول میں کمی نہ کرنا یہ سب امانت الٰہی ہے۔ ابو العالیہ کہتے ہیں جس سے منع کیا گیا ہے اس سے باز رہنا اور جسکا حکم دیا گیا ہے اسکو بجالانا امانت ہے اور عبداللہ بن عمرو بن عاص کہتے ہیں کہ سب سے اول خدا نے انسان کی پیشاب گاہ بنائی ہے اور یہ اسکی امانت ہے پس اگر اسکو بدکاری سے محفوظ رکھا تو امانت ادا کر دی پس شرمگاہ امانت ہے کان امانت ہیں آنکھ امانت ہیں زبان امانت ہے پیٹ امانت ہے ہاتھ پاؤں امانت ہیں انکو کسی بری بات میں نہ لگاوے الغرض یہ سب اقوال ادا اور فرائض و طاعت کی تفاصیل ہیں۔ یہ مذہب ہے قدما کا۔

آسمان و زمین کو ان فرائض کے ادا کرنے پر مامور نہیں کیا اُن میں مادہ افعال اختیاریہ کے بجالانے کا نہیں تھا یہ مادہ نہونا زبان حال سے گویا اسکی ذمہ داری سے انکار کر دینا ہے اور انسان میں اسکا مادہ ہونا گویا اقرار کرنا ہے اور یہ اقرار اس کے مادہ کی وجہ سے ہوا کہ جس میں قوت غضبیہ و شہوانیہ بھی ہیں کہ جو ظلم و جہل کی جڑ ہیں۔

امانت کی بحث

(۲) بیضاوی و نیشاپوری نے اس آیت کے معنی یوں بیان کیے ہیں کہ طاعت جو بندوں پر فرض کی گئی اس کو واجب الادا ہونے کی وجہ سے امانت کہا گیا ہے اب یہ معنی ہوئے کہ عظیم الشان ہونے کی وجہ سے اگر ایسے ایسے بھاری اجرام پر بھی دھرے جاتے اور ان کو عقل و شعور ہوتا تو وہ اس کے اٹھانے سے انکار کر دیتے اور ڈر جاتے کیونکہ عبادت و طاعت ایک تکلیف ہے اور تکلیف خلاف طبیعت کام پر مامور ہونے میں ہوتی ہے پس اس قسم کی تخفیف اٹھانے کی آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں میں طاقت نہیں ہے کیونکہ آسمانوں سے خلاف طبع کام جو ہبوط ہے ہو نہیں سکتا اسی طرح زمین سمجھ اور پہاڑوں سے حرکت بھی سرزد نہیں ہوتی پھر جس کام پر قضاء قدر نے لگا دیے ہیں اسی پر لگے ہوئے ہیں اور اسی طرح ملائکہ سے بجز تسبیح و تقدیس کے اور کوئی خلاف بات سرزد نہیں ہو سکتی لیکن باوجود ضعیف البنیان ہونے کے انسان نے اسکو اٹھا لیا پس جو اس کو بجا لایا امانت ادا کردی داروں میں فلاح کو پہنچا اور جس نے اس کو ادا نہ کیا وہ ظلوم و جہول ہے۔ پس امانت کے پیش کرنے کے ان اجرام پر یہ معنی ہیں اور ان کا اس کے اٹھانے سے انکار کرنا یہ ہے کہ ان میں اس کی صلاحیت نہیں اور کلام میں حقیقی معنی سے گفتگو نہیں بلکہ ایک تصویر و تمثیل ہے یعنی استعارہ تمثیلیہ ہے انسان کی حالت اور اس کی ہیئت تخلیفیہ کو ایک حالت مفروضہ سے تشبیہ دیگئی کہ اگر وہ ان اجرام پر پیش کیجاتی تو اس سے انکار کر بیٹھتے کما قال ولو انزلنا ہذا القرآن علی جبل لرأیتہ خاشعا متصدعا من خشیۃ اللہ۔

(۳) بعض کہتے ہیں کہ ظاہر تر یہی بات ہے کہ امانت سے مراد وہ استعداد ہے کہ جس پر ہر ایک مخلوق مجبول کی گئی ہے۔ اور جس امانت سے مراد خیانت کرنا ادا نہ کرنا کما یقال فلان رکب علیہ الدین پس جس نے اس کو قوت کے مرتبہ سے فعلیت کے مرتبہ پر پہنچا دیا اس نے ادا کردی ورنہ وہ اس کے ذمہ پر باقی ہے اور وہ اسکا حامل ہے۔ اور اس میں کوئی بھی شبہ نہیں کہ آسمان اور ستارے امر الٰہی کے ہر وقت مسخر ہیں کما قال ائیا طوعا او کرہا قالتا اتینا طائعین و کل یجری لاجل مسمی و قال تعالی وان من شیئ الا یسبح بحمدہ ولکن لا تفقہون تسبیحہم و قال وللہ یسجد من فی السمٰوٰت ومن فی الارض والشمس والقمر والنجوم والجبال والدواب الآیۃ اور اسی طرح ملائکہ کا حال ہے وما منا الا لہ مقام معلوم اسی طرح قرآن مجید میں بہت سی آیات ہیں برخلاف حضرت انسان کے یہ ثابت قدم نہ رہا اسلیے ظلوم یعنی ظالم اور جہول نادان بھولا ظلوم اسلیے کہ اسنے استعداد کو خلاف بات میں صرف کیا اور جہول اسلیے کہ اسنے استعداد کے برباد کرنے کا نتیجہ نہ جانا یا اپنے علم پر عمل نہ کیا اس سے کچھ ثمرہ نہ اٹھایا کیا خوب کہا ہے ؎ آساں بار امانت نتوانست کشید ۔ قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند ۔ حملہا الانسان میں لام جنس کے لیے ہے جو اسکے بعض افراد پر صادق آنے کی وجہ سے جنس پر صادق آگیا۔ اور وہ بعض افراد فاسق و منافق و کفار و مشرکین ہیں۔ نیشاپوری وغیرہ۔

(۴) اس آیت کے متعلق کاتب الحروف کے دل پر بھی ایک معنی القاء ہوتے ہیں وہ یہ ہیں۔ جب یہ ثابت ہو چکا ہے کہ یہ عالم علوی سے لیکر سفلی تک ذرہ سے آفتاب تک اسی کے ہاتھ کی کاریگری ہے اسی کے جمال جہاں آرا کا آئینہ ہے اس نے اس عالم میں سے کسی چیز کو بے کار پیدا نہیں کیا ہے ہر ایک شے کو اپنی ایک صفت کا مظہر بنایا اور ہر ایک کو ایک خاص کام پر لگایا ہے۔ یہ نظام عالم اس بات کا مقتضی تھا کہ اس میں

ایک شخص ایسا بھی ہو جو تمام عالم کا مجموعہ بنکر خدا تعالیٰ کی جمیع صفات کا مظہر اور آئینہ صافی ہو جاوے پس وہ حضرت آدم علیہ السلام ہیں اسی لیے صحیح بخاری میں ایک حدیث شریف آئی ہے کہ ان اللہ خلق آدم علی صورتہ اللہ نے آدمؑ کو اپنی صورت پر پیدا کیا صورت سے مراد سیرت ہے اور اس معنی میں یہ لفظ زبان عرب اور انکے اسلوب کلام میں بہت وارد ہے ورنہ خدا تعالیٰ صورت و شکل سے پاک ہے آیات تنزیہات اس بات کی صاف گواہی دے رہی ہیں اور اسی لیے قرآن مجید میں جیسا کہ آیات الٰہی کے ملاحظہ کے لیے آفاق کے صحیفہ کے مطالعہ کا حکم دیا ہے اسی طرح انسان کو اپنے نفس میں غور و تامل کرنیکا حکم دیا ہے اور انہیں معنی سے انسان کو عالم کبیر کہا جاتا ہے۔ پس اسی لیے اللہ تعالیٰ نے آدم میں ہر ایک طرح کی قوت و دیعت رکھی ہے۔ قوت ادراکیہ۔ قوت غضبیہ۔ قوت رحمانیہ وغیرہا اور ان قویٰ کی ترکیب اور انکی اصلاح سے اسمیں وہ وہ صفات پیدا ہوئے کہ جو نہ آسمان و زمین کو حاصل ہیں نہ جن کو نہ فرشتہ کو منجملہ انکے ایک درد دل اور محبت اور جذب ہے جو کسی میں نہیں یہی سوز نہانی ہے جو شب بیداروں کو رات بھر جگاتا اور صبح کو سجدہ میں سر رکھوا کر پھوٹ پھوٹ کر رلواتا ہے۔ اور اسی لیے شیطان نے بہت سی عبادت کرکے ایک گناہ کیا بخشا نہ گیا برخلاف آدمؑ کے کہ اس قدر عبادت بھی نہ کی تھی اسکو فرشتوں کا مسجود بنایا گیا دار الخلد میں بسایا گیا ان انعامات پر گناہ کر لیا جسکی جس قدر سزا ہوتی تھوڑی ہوتی اور ابد تک بخشی نہ جاتی تو بجا تھا مگر آدمؑ کے درد دل نے جب اسکو جوش دلایا اور ابر کی طرح رولایا اور منہ سے ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفرلنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین نکلوایا تو فوراً دریا رحمت الٰہی جوش میں آیا۔ ایک گناہ تو کیا اگر ایسے ہزار گناہ ہوتے اور زمین بھر کے ہوتے تو سب معاف ہو جاتے ؎ واہ رے شور محبت خوب ہی چھڑکا نمک ؎ استخواں میرے بہا کس مزے سے کھائے ہے ؎ ملائکہ نے صرف قوت غضبیہ و شہوانیہ پر نظر کرکے بارگاہ کبریائی میں عرض کیا تھا اتجعل فیہا من یفسد فیہا چونکہ اس مجموعہ خوبی و گلدستہ محبوبی کے اسرار کی خبر نہ تھی جواب ملا انی اعلم مالا تعلمون کہ تم کچھ نہیں جانتے جو کچھ میں جانتا ہوں۔

پس وہ امانت الٰہی یہی درد دل ہے اور یہی اسکے تحمل مورد وعدہ ہیں جسکے قابل نہ آسمان و زمین تھے نہ جبرئیل نہ ملائکہ نہ کوئی اور اسی کو ازل میں سب کے سامنے کرکے دکھایا گیا کہ کون ہے جو ہماری اس امانت کو لیتا ہے؟ پھر کسی میں کیا قابلیت تھی جو اسکو لیتا اور اس بار گراں کو اٹھاتا۔ یہ خلیفۃ اللہی کے حصہ میں آیا اسی نے اسکو اٹھایا اور کیوں نہ اٹھاتا یہ اسی لیے پیدا ہوا تھا سب سے اول اسی نے سر جھکا دیا اور عرض کیا مجھے دیجیے آپ دیں اور پھر لوں ؎ تشو و نصیب دشمن کہ شود ہلاک تیغت ؎ سر دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی ؎ انہ کان ظلوما جہولا ملائکہ و دیگر لوگوں پر تعریض ہے کہ یہ وہی ہے کہ جسکو تم ظالم و جاہل سمجھتے تھے۔

اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایسے بار گراں کا اٹھانا اور اس بلا و محنت کو گلے میں ڈالنا دانشمند اور دور اندیش سے کب ہو سکتا ہے یہ ایسے ہی لوگوں کا کام ہے جو اپنی جان پر مصیبت گوارا کرلیں اور دور اندیشی نہ کریں ؎ گرچہ بدنامی ست نزد عاقلاں ؎ مانمی خواہیم ننگ و نام را ؎

ان آیتوں میں خدا تعالیٰ بنی آدم کو اس سر نہانی کو یاد دلا کر اطاعت پر آمادہ کرتا ہے اور اس امانت کے پورا نہ کرنیکی صورت میں عتاب اور پورا کرنے میں ثواب کا وعدہ و عید فرماتا ہے۔ اور اس سورہ میں بیشتر احکام ہیں انکے خاتمہ میں ذکر ایک نکتہ ہے

سُوْرَۃُ سبا مکّۃ مین نازل ہوی اسمین چوّن ایات اور چھ رکوع ہین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَلَهُ الْحَمْدُ فِی الْاٰخِرَةِ ؕ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ۝ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِی الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ

سب خوبیاں اللہ ہی کو ہیں جسکا ہے جو کچھ کہ آسمانوں اور زمین میں ہی اور اُسی کی ستائش ہی آخرت میں۔ اور وہ حکمت والا خبردار ہی۔ جانتا ہی جو کچھ زمین میں جاتا ہے اور جو اُس سے باہر آتا ہی اور وہ جو آسمان سے

مِنَ السَّمَآءِ ؕ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا ؕ وَهُوَ الرَّحِيْمُ الْغَفُوْرُ ۝ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَاْتِيْنَا السَّاعَةُ ؕ قُلْ بَلٰى وَرَبِّیْ لَتَاْتِيَنَّكُمْ ۙ عٰلِمِ الْغَيْبِ ۚ

اُترتا ہے اور جو اُسمین چڑھتا ہی اور وہ رحیم غفور ہی۔ اور کافروں نے کہا کہ ہمپر وہ گھڑی (قیامت) نا آویگی۔ کہدو ہاں میرے رب کی قسم وہ ضرور تمپر آویگی اُس غیب جاننے والے کی قسم

لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الْاَرْضِ وَلَاۤ اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَلَاۤ اَكْبَرُ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝ لِّيَجْزِیَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

کہ جسپر آسمانوں کی اور نہ زمین کی کوئی چیز ذرہ کے برابر بھی غائب نہیں اور نہ اس سے کوئی چیز چھوٹی ہے اور نہ بڑی مگر کتاب مبین میں موجود ہے۔ تاکہ بدلا دے اُنکو جو ایمان لائے

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝ وَالَّذِيْنَ سَعَوْ فِیْۤ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِيْمٌ ۝

اور نیک کام کیے۔ یہی ہیں کہ جنکے لیے بخشش اور عزت کی روزی ہے۔ اور جو ہماری آیتوں کے رد کرنے میں کوشش کرتے پھرتے ہیں اُنکے لیے عذاب ہے دُکھ کی مار کا۔

فی السمٰوٰت متعلق بثبت فی الآخرۃ یجوز ان یتعلق بالحمد ولعلم ستانف وقیل حال مؤکدۃ عالم الغیب بالجر صفۃ لربی او بدل ویقرء بالرفع ای ہو عالم اصغر بالرفع عطفا علی مثقال ۔ وبالجر عطفا علی ذرۃ ۔ لیجزے متعلق بمعنی لایعزب فکانہ قال یجمعہ ذلک لیجزے ۔ الیم بالجر صفۃ لرجز وبالرفع صفۃ لعذاب ۔ والرجز مطلق العذاب ۔

❖ تفسیر ❖

ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ سورۂ سبا مکہ میں نازل ہوئی ہے۔ اس قسم کی سورتیں جنکے اول میں الحمد للہ ہے پانچ ہیں اُن میں سے دو نصف اول میں ہیں انعام و کہف اور دو اخیر قرآن میں ہیں ایک یہ دوسری ملائکہ۔ پانچویں الحمد کہ جسکو چاہو نصف اول میں شمار کرو خواہ نصف اخیر میں۔ اور ہر اسمیں یہ ہی کہ خدا کی طرف سے شمار نعمتیں دو قسم کی ہیں ایک نعمت ایجاد ہے کہ اُسنے معدوم سے ہمکو موجود کردیا دوسری نعمت بقا ہے کہ ہمکو باقی رکھا اور زندہ رہنے کے سامان عطا کیے اور بندہ کے بھی دو حالتیں ہیں ایک ابتدا جو اس عالم سے علاقہ رکھتی ہے دوسری اعادہ کہ بار دیگر ہمکو زندہ کرکے وہاں کے سامان

عطا کرینگا پس ان پانچوں سورتوں میں کہیں ایجاد کی نعمتیں یاد دلائی ہیں کہیں بقا کی پھر کہیں اس عالم کی کہیں اُس عالم کی۔ اس سورہ میں بھی (الی الاخر) تک تو نعمت بقا کا ذکر ہے کہ جو اس عالم میں آسمانوں اور زمین کی چیزوں کو پیدا کرنے میں ہے کیونکہ اگر آسمان و زمین کے اندر کی چیزیں بانٹ نہوا رزق وغیرہ نہوں تو انسان زندہ نہیں رہ سکتا۔ وللہ الحمد فی الآخرۃ میں آخرت کی جمیع نعمتوں کی طرف اشارہ ہے وہو الحکیم الخبیر میں اس طرف اشارہ ہے کہ اس عالم کی یہ نفیس کہ جنکو لوگ معمولی باتیں سمجھے ہیں خود بخود پیدا نہیں ہوگئی ہیں نہ انکو نے سوچے سمجھے خدا نے پیدا کیا ہے بلکہ ہر ایک کو حکمت و علم سے بنایا ہے یعلم مایلج فی الارض الخ میں اپنے علم و حکمت کو دکھاتا ہے کہ جو کچھ زمین میں گھستا ہے پانی اموات تخم وغیرہ انکو بھی جانتا ہے اور جو اشیاء زمین سے پھر باہر نکلتیں ہیں جڑی بوٹیاں اور پانی جنسوں کا اور جواہر اور معدنیات جو اُسکی اس اندھیرے میں کاریگریاں ہیں انکو بھی خوب جانتا ہے اور جو کچھ آسمان سے اُترتا ہے پانی اور ملائکہ اور وحی و دیگر برکات انکو بھی جانتا ہے اور جو کچھ پھر آسمان کی طرف جاتا ہے اعمال صالحہ اور ملائکہ سب کو جانتا ہے یہ سب تدبیر و تصرف اسکی رحمت سے ہے اور اسکی مغفرت ہے کہ گناہوں سے ان چیزوں کو بند نہیں کرتا ہمیں اُسکی کمال قدرت کا ثبوت ہے۔

اسکے بعد مشرکین کہ کا قول نقل کرتا ہے کہ وہ کہتے ہیں قیامت برپا نہوگی اسکے جواب میں فرماتا ہے کہدے خدا کی قسم وہ ضرور آئیگی اور پھر اسکے برپا کرنے کی قدرت کا اظہار کرتا ہے کہ اس سے آسمان و زمین کی کوئی چیز اور کوئی ذرہ غائب نہیں وہ تمھارے اجزا بدن اور اُسکے ذرات کو جمع کردیگا۔ پھر قیامت کے برپا کرنے کی دلیل بیان فرماتا ہے کہ دنیا تو دار تکلیف ہے دار جزا نہیں اور جزا نیک و بد کی دینی اسکی خدائی کا لازمہ ہے لیجزی الذین اٰمنوا سے لیکر من رجز الیم تک میں یہی ذکر ہے۔

وَيَرَى الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ الَّذِي أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ هُوَ الْحَقَّ وَيَهْدِي إِلَىٰ صِرَاطِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ ۝ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا هَلْ

اور جنکو وہ علم دیا گیا ہے جو تیری طرف تیرے رب کے ہاں سے نازل ہوا ہے اُسکو برحق جانتے ہیں اور یہ بھی کہ وہ زبردست خوبیوں والے کا رستہ دکھاتا ہے۔ اور کافر کہتے ہیں کہ کہو تو

نَدُلُّكُمْ عَلَىٰ رَجُلٍ يُنَبِّئُكُمْ إِذَا مُزِّقْتُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ إِنَّكُمْ لَفِي خَلْقٍ جَدِيدٍ ۝ أَفْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَم بِهِ جِنَّةٌ ۗ بَلِ الَّذِينَ لَا

ہم تمکو ایک ایسا شخص بتلائیں جو تمکو کہتا ہے کہ جب تم مرکر ریزے ریزے ہوجاؤگے تو پھر نئے سرے سے پیدا ہوگے۔ کیا اُسنے اللہ پر جھوٹھ بنایا ہے یا اسکو جنون ہے۔ بلکہ وہ لوگ جو

يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ فِي الْعَذَابِ وَالضَّلَالِ الْبَعِيدِ ۝ أَفَلَمْ يَرَوْا إِلَىٰ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُم مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ۚ إِن نَّشَأْ

آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ہیں عذاب اور بڑی غلطی میں پڑے ہوے ہیں۔ کیا وہ جو آسمان و زمین انکے آگے پیچھے ہے اسکو نہیں دیکھتے۔ اگر ہم چاہیں تو

نَخْسِفْ بِهِمُ الْأَرْضَ أَوْ نُسْقِطْ عَلَيْهِمْ كِسَفًا مِّنَ السَّمَاءِ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيبٍ ۝

ان کو زمین میں دھسا دیں یا اُنپر آسمان کا کوئی ٹکڑا گرادیں۔ البتہ اسمیں ہر ایک رجوع کرنیوالے بندہ کیلئے بڑی نشانی ہے۔

ترکیب

ویری معطوف علی لیجزی ویکون ان یکون مستانفا الذی انزل مفعول اول الحق مفعول ثانی ہو الضمیر للفصل۔ وقری الحق بالرفع علی الابتداء والخبر۔ ویہدی فاعلہ الضمیر یرجع الی الذی انزل والمراد بہ القرآن او للقرآن یہدی۔ ویمکن ان یرجع الی اللہ۔ ویکون ان یعطف علی موضع الحق بتقدیر ان اذا مزقتم عامل محذوف دل علیہ ما بعدہ ای تبعثون۔ ممزق مصدر بمعنی تمزیق یحتمل ان یکون مکانا۔ جدید بمعنی فاعل من جدہ۔ افتری الہمزۃ للاستفہام وہمزۃ الوصل حذفت استغناء۔ افلم یروا الخ افلم ینظروا الی ما احاط بجوانبہم من السماء والارض ولم یتفکروا ایہم اشد خلقا انحن ام ہی ام اثمان نشا نخسفہم الارض ونسقط علیہم قطعۃ من السماء لتکذیبہم الآیات۔

تفسیر

ویری الذین اس جملہ کو اگر لیجزی پر معطوف کہیں گے تو یہ معنی ہونگے کہ قیامت برپا کرنے میں ایک اور حکمت ہے وہ یہ کہ اہل علم جو انبیاء علیہم السلام پر نازل ہوئی باتوں کو صدق دل سے مانتے ہیں جب قیامت کو برپا ہوے دیکھیں گے تو انکو اور بھی یقین کامل ہوجاویگا اور عین الیقین کا مرتبہ حاصل ہوجاویگا۔ جیسا کہ آیا ہے لقد جاءت رسل ربنا بالحق۔ ہذا ما وعد الرحمن وصدق المرسلون۔ ویہدی کا عطف یری پر ہو کر یہ معنی ہونگے کہ قیامت اسلیے برپا کریگے کہ وہ (ایماندارون کو۔ مفعول محذوف) خدا زبردست کا رستہ دکھا دیگی۔ یقین کامل پیدا کریگی۔ پہلے جملہ کی تاکید ہے اور اگر اسکو جملہ مستانفہ کہیں تو یہ معنی ہونگے کہ جو اللہ کی نازل کی ہوئی چیزوں کا علم رکھتے ہیں انکو اللہ نے علم کتاب اللہ دیا ہے وہ اس بات کو یعنی اللہ کے کلام کو برحق جانتے ہیں اور یہ بھی کہ یہ کلام اللہ زبردست خوبیوں والے کا رستہ دکھاتا ہے۔ کسی کے شبہ سے انکے دل میں شبہ نہیں پڑتا مطلب یہ ہے کہ کفار تو آیات الٰہی کے مٹانے میں ساعی ہیں اور ایماندار اہل علم صحابہ وتابعین یا جو کوئی ہو انکو برحق اور ہادی راہ خدا جانتے ہیں۔

وقال الذین کفروا اس جگہ اُن اہل علم وایمان کے برخلاف احمق لوگوں کا قول نقل کرتا ہے کہ منکر یہ کہتے ہیں کہ ایسا شخص بھی دیکھا ہو کہ جو مرنیکے بعد جبکہ جسم کے ریزے ریزے ہوجاوینگے دوبارہ زندہ ہونیکی خبر دیتا ہو۔ ایسے شخص سے انکا اشارہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف تھا ہل ندلکم کہو تو ہم بتلادیں یہ عرب کے محاورہ میں ایسی بات ہے کہ جس طرح ہماری زبان میں کہتے ہیں کوئی ایسا بھی ہے؟ یعنی وہ اس بات کے خبر دینے سے کہ مرکر زندہ ہونگے سخت تعجب کرتے ہیں اور رسول کو جھوٹھا یا دیوانہ کہتے ہیں۔ افترا بھی ایک قسم کا جھوٹھ ہی ہے یعنی جان بوجھکر جھوٹھ بولنا اور ایک بات بنالینا۔ کوئی نئی قسم نہیں جس سے جھوٹھ اور سچ میں کوئی واسطہ یعنی تیسری چیز اور ثابت ہوجاوے ہر کلام کہ جسمیں کسی بات کی خبر ہو جاوے اگر واقع کے مطابق ہی تو سچا کلام ہی ورنہ جھوٹھا۔ کفار کا مقصد یہ تھا کہ یا تو یہ شخص جھوٹھا ہی اور بڑا جھوٹھا ہی جو عمداً جھوٹھی بات کہتا ہی یا دیوانہ ہی۔ اسکے جواب میں فرماتا ہی کہ وہ تو ایسا نہیں بلکہ کافر عذاب دینے والی بات اور بڑی گمراہی میں پڑے ہوے ہیں۔

اسکے بعد امکان حشر پر ایک دلیل بیان فرماتا ہی افلم یروا الخ وہ آسمان وزمین میں غور کرکے کہ جسے ایسی چیزیں بنائیں ہیں کیا وہ قیامت برپا کرنے پر قادر نہیں؟ انکے انکار پر ہم صبر کرتے ہیں اگر چاہیں تو انکو زمین میں غرق کردیں یا کوئی آسمانی چیز اُنپر گرا کر ہلاک کردیں جو انکو احاطہ کیے ہوے ہیں۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا ۭ يٰجِبَالُ اَوِّبِيْ مَعَهٗ وَالطَّيْرَ ۚ وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ ۝ اَنِ اعْمَلْ سٰبِغٰتٍ وَّقَدِّرْ فِي السَّرْدِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا

اور البتہ ہمنے داؤد کو اپنی طرف سے بزرگی دی تھی۔ حکم دیا کہ اے پہاڑو کو ہمارا کہ وہ اسکے ساتھ ہماری تسبیح کی آواز کے ساتھ۔ اور پرندوں کو حکم دیا اور اسکے لئے نرم کر دیا لوہے کو کہ زرہیں بنا اور اندازہ سے کڑیاں جوڑ اور اچھے کام کیا کرو۔

اِنِّىْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ ۚ وَاَسَلْنَا لَهٗ عَيْنَ الْقِطْرِ ۭ وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَّعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ

میں جو کچھ تم کرتے ہو دیکھ رہا ہوں۔ اور ہوا کو سلیمان کے تابع کر دیا تھا کہ صبح کی منزل مہینے بھر کی اور شام کی منزل مہینے بھر کی راہ تھی۔ اور اسکے لئے تانبے کا چشمہ بہا دیا۔ اور کچھ جن اسکے آگے کام کیا کرتے تھے

بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۭ وَمَنْ يَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيْرِ ۝ يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَاۗءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ وَتَمَاثِيْلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ

اسکے رب کے حکم سے۔ اور جو کوئی انمیں سے ہمارے حکم سے سرتابی کرتا تھا تو اسکو ہم آگ کا عذاب چکھاتے تھے۔ اور بناتے تھے جو وہ چاہتا تھا محرابیں اور صورتیں اور لگن حوض جیسے

وَقُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ ۭ اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا ۭ وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ ۝ فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰي مَوْتِهٖٓ اِلَّا دَاۗبَّةُ

اور بڑی بھاری بیگیں اپنی جگہ جمی ہوئی تھیں (کہا کہ) اے داؤد کے گھر والو شکر یاد کرو اور میرے بندوں میں سے شکر کرنے والے تھوڑے ہی ہیں۔ پھر جب ہمنے سلیمان پر موت کا حکم دیا تو انکو اسکی موت کے معلوم نہ ہونے پر جنات کے کیڑے

الْاَرْضِ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ ۚ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ۝

جو اسکے عصا کو کھا تا رہا۔ پھر جب وہ گر پڑا تو جنوں کو یہ بات معلوم ہوئی کہ اگر وہ غیب کی باتیں جانتے تو ذلت کی مشقت میں نہ پڑے رہتے۔

ترکیب

داؤد مفعول اول فضلا مفعول ثانی لاتینا یا جبال تفسیر للفضل والطیر بالنصب لانہ معطوف علی محل جبال وفیہ وجوہ اخر۔ وبالرفع عطفا علی لفظہا لے جبلنا الجبال والطیور منقادین لامرہ فی نفاذ مشیتہ فیہا۔ ان اعمل اے امرناہ ان اعمل وان مفسرۃ ومصدریۃ۔ الریح بالنصب ای سخرنا الریح۔ وبالرفع علی الابتداء۔ غدوہا الغدوۃ مصدر ولیس بزمان اے سیر ہا من الغدوۃ بمعنی الصباح الی الزوال شہر والجملۃ فی موضع الحال من الریح۔ من یعمل من فی موضع نصب۔ مہناۃ والمنار العصی علی مفعالۃ کمیفاۃ من نسأت البعیر اذا طردتہ لانہا تطرد بہا۔

تفسیر

پہلے فرمایا تھا ان فی ذلک لآیۃ لکل عبد منیب اب اس جگہ بعض رجوع کرنے والوں بندوں کا ذکر کرتا ہے جنکو عبد منیب کہتے ہیں۔ پھر یہ بھی بتلاتا ہے کہ ایسے بندوں پر ہمارے انعام و افضال بھی بے حد ہوتے ہیں منجملہ انکے ایک حضرت داؤد علیہ السلام ہیں۔ فرماتا ہے کہ داؤد پر ہمنے بڑا فضل کیا تھا کہ پہاڑ اور پرند اسکے تسبیح کرنے میں شریک ہوتے تھے۔ ابن عباس و مجاہد وغیرہ علماء کہتے ہیں اوبی کے معنی ہیں سبحی کہ اسکے ساتھ تسبیح کیا کرو۔ لغت میں تاویب کے معنی ترجیع کے ہیں۔ اٹھارھویں زبور کے شروع میں حضرت داؤد علیہ السلام کا یہ قول مذکور ہے میں نے تنگی کے وقت خداوند کو پکارا اور اپنے خدا کے آگے چلایا اس نے میری آواز اپنے ہیکل میں سے سنی اور میری فریاد اسکے سامنے اسکے کانوں تک پہنچی۔ تب زمین کانپی اور لرزی سارے پہاڑ جڑ مول سے ہل گئے الخ قرآن مجید میں داؤد علیہ السلام کی مناجات کا بیان ہے کہ اسکی مناجات کے وقت پہاڑ اور طیور موافقت کرتے تھے۔

بیضاوی فرماتے ہیں وذلک اما بخلق صوت مثل صوتہ فیہا او بجعلہا ایاہ علی التسبیح اذا تامل مافیہا کہ یا تو پہاڑوں میں سے بھی داؤد کی تسبیح کی آواز جیسی آواز پیدا ہوا کرتی تھی (یعنی پہاڑ گونج اٹھتے تھے جیسا کہ کنویں یا گنبد میں آواز دینے سے ویسی ہی آواز سنائی دیا کرتی ہے) یا پہاڑوں میں غور کرنے سے داؤد علیہ السلام تسبیح کرنے پر آمادہ ہوتے تھے۔

اوّل بات قوی ہے کہ اس وقت پرندوں اور پہاڑوں پر بھی ایک حالت طاری ہو جاتی تھی داؤد علیہ السلام کی تسبیح اور سوز دروں کا انپر بھی اثر پڑتا تھا وہ بھی اسکے ساتھ امین شریک ہو جاتے تھے اس سے داؤد کا کمال اور خلوص اور تصرف باطنی ثابت ہوا اور اسلیے اسکے فضائل میں یہ بات بیان ہوئی ورنہ پہاڑ تو ہر ایک بلند آواز کی آواز گونج اٹھا کرتے ہیں

والنالہ الحدید یعنی داؤد کی دوسری فضیلت ہے کہ اسکے لیے لوہا نرم ہو گیا تھا ان اعمل سابغات در وغاہ اسعات کہ بڑی لمبی چوڑی زرہیں بنا وقدر فی السرد سرد وزرد خشن ادیم ترید مشکہ وزرہ بافتن۔ والسرد اسم جامع للدروع وسائر الحلق۔ صراح۔ کہ زرہ کے حلقے ایک اندازہ سے جوڑ۔ مطلب یہ کہ داؤد علیہ السلام کو زرہ بنانے کا علم دیا تھا یعنی سامان جنگ بھی عطا کیے تھے جیسا کہ اسی زبور کے ۳۲۔ ورس میں آیا ہے۔ جس طرح ان کو کمالات درویشی عطا ہوئے تھے اسی طرح شاہی اور جنگی قوت بھی دی گئی تھی۔ ان دونوں نعمتوں پر انکو یہ حکم ہوا تھا واعملوا صالحا کہ نیک کام کیا کرو کیونکہ انی بما تعملون بصیر میں تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہوں۔ قوت و سلطنت پاکر شرارت اور بدکرداری نہ کرنا۔ اور یہی نعمت کا شکریہ ہے۔

ولسلیمان الریح یہ دوسرے بندۂ خالص حضرت سلیمان علیہ السلام کا ذکر ہے جو حضرت داؤد علیہ السلام کے بیٹے اور جانشین تھے۔ خدا تعالیٰ نے جس طرح ان کے باپ کے لیے لوہا مسخر کر دیا تھا ان کے لیے ہوا مسخر کر دی تھی کہ غدوہا شہر ورواحہا شہر کہ وہ ہوا صبح سے لیکر دوپہر تک ایک مہینے بھر کی راہ طے کرتی تھی اور شام کو یعنی پچھلے پہر کو بھی مہینے بھر کا رستہ طے کرتی تھی۔

دوم کتاب التواریخ کے نویں باب ۱۷۔ ورس میں لکھا ہے کہ سلیمان نے ہاتھی دانت کا ایسا تخت بنایا تھا کہ جو زمین کے سب بادشاہوں سے سبقت لے گیا تھا پھر کچھ اسکے حالات لکھے ہیں۔ اگرچہ عہد عتیق و جدید سے نہیں ثابت ہوتا کہ یہ تخت سلیمان ہوا پر چلا کرتا تھا اور اول دن میں مہینے بھر کی راہ اور آخر میں مہینے بھر کی راہ طے کرتا تھا مگر اہل اسلام کے اکثر مؤرخ اس بات کے قائل ہیں اور یہ کچھ تعجب کی بات نہیں ریل کے جاری ہونے سے پہلے ریل کی یہ تیز روی اور اس قدر بار کشی اور ریلے ریل اور گھوڑوں کے روانگی نہایت عجیب بات معلوم ہوتی تھی۔ اب چند روز سے غبارہ اڑانے کا فن جاری ہوا ہے اگر ترقی کر جاوے تو کیا کچھ ہو جاوے۔ اور اسمیں کوئی بھی شبہ نہ کرنا چاہیے کہ زمانہ نے بھی عجیب رنگ پلٹے ہیں اسکا جزر و مد۔ تواریخ اور زمین کے نیچے سے عجائب آلات اور مکانات برآمد ہونے سے بخوبی ثابت ہے پھر کیا تعجب ہے کہ سلیمان کے عہد میں ایسے صناع لوگ پیدا ہوئے ہوں کہ تخت کو غبارہ کی طرح سے ہوا پر اڑا لیجانے کا علم جانتے ہوں جسطرح اور صدہا چیزیں اور سیکڑوں علوم و فنون مٹ گئے یہ بھی جاتا رہا۔ اور کتاب التواریخ سے جو اہل کتاب کے نزدیک الہامی کتاب ہے یہ بات ثابت ہے کہ سلیمان کے عہد میں عمدہ صناعی اور دیگر فنون کا رواج تھا۔

ہمارے بعض معاصر جو اپنی فہم شریف کے تابع تمام عجائب صنع باری کو کرتے ہیں ان آیات کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ ہوا کے سفر ہونیسے اور اس قدر جلد چلنے سے جہازوں کے بڑے کیطرف اشارہ ہے جو سلیمان کے لیے دور سے لکڑیاں و غیرہ چیزیں لاد کر لایا کرتے تھے۔

واسلنا لہ عین القطر قطرا بالکسر۔ صراح۔ یہ دوسرا انعام ہے جو حضرت سلیمان علیہ السلام کو ملا تھا۔ خدا تعالیٰ نے حضرت سلیمان کو جب بادشاہوں پر حکمراں کیا تو ہیکل کی تعمیر شروع کی اور بڑے بڑے پیتل کے حوض اور ستون اور دیگر ظروف ڈھلوائے جیسا کہ دوسری کتاب التواریخ کے چوتھے باب میں مشروحاً مذکور ہے اور ان چیزوں کے ڈھالنے والے شہر صورہ کے کاریگر آئے تھے جنکو شاہ حورام نے بھیجا تھا۔ اور پھر ایک ڈھلا ہوا بحر بنایا جو اردگرد گول تھا غرض ایک کنارہ سے دوسرے کنارہ تک دس ہاتھ تھا اور بلندی پانچ ہاتھ اور اسکا گھیر تیس ہاتھ اور اردگرد اسکے نیچے بیلوں کی صورتیں تھیں وہ بارہ بیل ڈھلے ہوئے تھے جنپر وہ بحر قائم تھا اور اصحاح کتاب کے تیسرے باب میں ہے اور اسنے پاکترین مکان میں کروبیوں کو تراش کر بنایا۔ اور ہیکل بھی بنائی جسمیں محرابیں اور پھاٹک اور کواڑ اور بڑی صناعی خرچ کی تھی۔ اور سلیمان نے اسرائیل کے ملک میں پردیسیوں کو گنوایا تو ایک لاکھ تین ہزار چھ سو تھے انمیں سے ستر ہزار کو بار برداری پر اور اسی ہزار کو سنگتراشی پر مقرر کیا اور تین ہزار انکے افسر مقرر کیے کہ انسے کام لیتے تھے۔

پیتل یا تانبے کے چشمے جاری کرنے کے یہ معنی ہیں کہ یہ پیتل اسکے لیے اتنا فراہم ہوا اور ڈھالا گیا کہ گویا اسکا چشمہ جاری ہو کر بہ نکلا یہ ایک محاورہ کی بات ہے اور ممکن ہے کہ کسی پہاڑ میں سے یہ مادہ اُن دنوں بہ نکلا ہو جسکو سلیمانؑ کے کاریگروں نے لیکر صرف کیا۔

ومن الجن من یعمل بین یدیہ باذن ربہ ایک اور نعمت ہے کہ سلیمان علیہ السلام کے آگے جن کام کرتے تھے ومن یزغ منھم عن امرنا نذقہ من عذاب السعیر اور باوجود سرکشی کے کوئی نافرمانی نہ کرتا تھا اور جو کرتا تھا تو سخت سزا پاتا تھا یعملون لہ ما یشاء من محاریب۔ محاریب جمع محراب لغت عرب میں بلند مکان کو کہتے ہیں ضیاک اور قتادہ کہتے ہیں محاریب سے مراد بیت المقدس ہے وتماثیل جمع تمثال یعنی مورتیں جیسا کہ آپ کو معلوم ہوا کہ گروہوں اور بیلوں وغیرہ کی مورتیں پیتل کی ڈھالی گئیں تھیں۔ سلیمان کی شریعت میں الکا ڈھالنا اور زینت کے لیے مکان میں رکھنا ممنوع نہ تھا۔ شریعت مصطفوی میں بت پرستی کی جڑ مٹانے کے لیے منع ہو گیا جیسا کہ احادیث صحیحہ میں آیا ہے۔ وجفان جمع جفنۃ لگن۔ کالجواب جمع جابیۃ وہو حفیرۃ وقیل الحوض الکبیر یہ ان حوضوں اور بحر کے طرف اشارہ ہے وقدور جمع قدر راسیات ثابتات اور بڑی بڑی دیگیں بھی بنائیں جو ایک ہی جگہ دھری رہتی تھیں بڑی ہونے کی وجہ سے ہلتی نہ تھیں۔ ان نعمتوں پر ان کو حکم ہوا اعملوا آل داؤد شکرا اے داؤد کے گھرانے اسکے شکریہ میں نیک کام کرو یا یہ معنی کہ اس کا شکر کرو وقلیل من عبادی الشکور مگر میرے بندوں میں سے شکر کرنے والے بہت کم لوگ ہیں۔

من الجن کے ظاہری معنی یہی بتلا رہے ہیں کہ قوم جن کے لوگ سلیمان علیہ السلام کے آگے یہ کام کرتے تھے۔ وجود جن تسلیم کرنے کے بعد اس بات میں کچھ بھی تعجب نہیں رہتا کہ جن سلیمانؑ کے مسخر تھے۔ اور جو لوگ وجود جن نہیں مانتے وہ یہ تاویل کرتے ہیں کہ شہزوری اور غیرت کے اعتبار سے اُن بردیسیوں کو جن سے تعبیر کیا ہے جو ان کاموں پر مامور تھے اور سخت اور قوی آدمی کو جن کہدینا ایک محاورہ کی بات ہے۔ مقدمہ تفسیر میں یہ بحث آچکی ہے۔

فلما قضینا علیہ الموت ما دلہم علی موتہ الا دابۃ الارض تاکل منسأتہ فلما خر تبینت الجن ان لو کانوا یعلمون الغیب ما لبثوا فی العذاب المہین یہاں سے دنیا کی مٹے نہانی بیان کرنے کے لیے سلیمان علیہ السلام کی موت اور اُسکے جاہ وحشم کا اختتام بیان کرتا ہے کہ سلیمانؑ مر گیا اور اُسکی موت کا حال ایک کیڑے نے ظاہر کیا جو اسکے عصا کو کھاتا تھا پھر جب سلیمانؑ گر پڑے تو سب کو معلوم ہو گیا اور جنوں کو یہ بات معلوم ہو گئی کہ ہم غیب نہیں جانتے اگر جانتے تو ابتک سلیمانؑ کی قید میں نہ پڑے رہتے۔

مفسرین کے اس میں دو قول ہیں اوّل عام مفسرین کا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام عبادت کے لیے مہینوں تخلیہ میں بیٹھا کرتے تھے اخیر بار جو بیٹھے تو ٹھوڑی کے نیچے عصا لگا ہوا تھا عبادت ہی میں روح نکل گئی خدا تعالیٰ کی اسمیں چند مصلحتیں تھیں کہ سلیمان علیہ السلام کے جسم پر آثار موت ظاہر نہ ہونے دئے ازانجملہ یہ کہ لوگ جنوں کو غیب دان سمجھا کرتے تھے انکی غیب دانی پر پتھر پڑ گئے ازانجملہ کچھ انتظام مملکت بنی اسرائیل سے تمام کرانا مقصود تھا لوگ یہی سمجھا کیے کہ سلیمان زندہ ہیں اندر کوئی جانے نہیں پاتا تھا باہر سے بیٹھا ہوا آنکھ بند کیے لکڑی پر سہارا دیے بیٹھا ہوا مشغول بحق دیکھتے تھے کئی مہینوں کے بعد جب خدا کو اس بات کا اظہار منظور ہوا تو دیمک یا گھن نے لکڑی کو کاٹ ڈالا سلیمانؑ گر پڑے سب کو معلوم ہو گیا۔ مگر سلیمان کی موت کی بابت یہ بیان اہل کتاب کی کتب موجودہ میں نہیں ہے۔

دوسرے معنی یہ ہیں کہ جنے سلیمانؑ کی موت مقرر کر دی تھی کہ فلاں وقت مرینگے اس بات کو کوئی نہیں جانتا تھا مگر دابۃ الارض دیمک یا گھن سے معلوم ہوا جو سلیمانؑ کے عصائے حیات کو کھا رہا تھا پھر جب وقت خاص آگیا اور وہ عصائے حیات کٹ گیا سلیمان گر پڑے تو سب نے جان لیا اور جنوں پر بھی ظاہر ہو گیا کہ ہم غیب دان نہیں اگر سلیمان کی موت کا وقت معلوم ہوتا تو اُسکی اطاعت میں پڑے رہتے۔ دابۃ الارض سے مراد بطور استعارہ کے انقراض عمر ہے اور منسأتہ سے اُسکی عمر و اقبال جسکے زور پر حکومت کرتے تھے افسوس ہر ایک کے عصائے حیات کو دیمک یا گھن لگا ہے کہ عصائے کٹ جانے سے پہلے ہم بیخبروں کو معلوم نہیں۔

لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ فِي مَسْكَنِهِمْ آيَةٌ ۖ جَنَّتَانِ عَن يَمِينٍ وَشِمَالٍ ۖ كُلُوا مِن رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوا لَهُ ۚ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَرَبٌّ غَفُورٌ ۝ فَأَعْرَضُوا

البتہ قوم سبا کے لیے انکے وطن میں ایک نشانی تھی۔ دو باغ تھے دائیں اور بائیں۔ کہا تھا اپنے رب کی روزی کھاؤ اور اسکا شکر کیا کرو۔ شہر عمدہ اور رب معاف کرنے والا۔ پس انہوں نے

فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ وَبَدَّلْنَاهُم بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ أُكُلٍ خَمْطٍ وَأَثْلٍ وَشَيْءٍ مِّن سِدْرٍ قَلِيلٍ ۝ ذَٰلِكَ جَزَيْنَاهُم بِمَا كَفَرُوا

پھر بھیجے ہم نے انپر بند کا پانی چھوڑ دیا اور انکے دو باغوں کے بالعوض دو باغ دے جنکے بدمزہ پھل اور جھاؤ اور کچھ تھوڑی سی بیریاں تھیں۔ یہ بدلے ہم نے انکی ناشکری کا بدلہ دیا۔

وَهَلْ نُجَازِي إِلَّا الْكَفُورَ ۝ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا قُرًى ظَاهِرَةً وَقَدَّرْنَا فِيهَا السَّيْرَ سِيرُوا فِيهَا

اور ہم ناشکروں ہی کو بدلہ دیا کرتے ہیں۔ اور بستیوں میں کہ جنمیں برکت رکھی ہے ملکھلی دیہ والی بستیاں قائم کی تھیں اور انمیں منزلیں مقرر کی تھیں۔ کہا تھا ان میں

لَيَالِيَ وَأَيَّامًا آمِنِينَ ۝ فَقَالُوا رَبَّنَا بَاعِدْ بَيْنَ أَسْفَارِنَا وَظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ فَجَعَلْنَاهُمْ أَحَادِيثَ وَمَزَّقْنَاهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ۚ إِنَّ فِي

رات دن امن سے پھرا کرو۔ پس انہوں نے کہا اے رب فاصلہ کردے ہمارے سفروں میں اور انہوں نے اپنی جانوں پر ستم کیا پھر ہم نے انکو قصہ بنا دیا اور انکو بالکل پریشان کر دیا۔ البتہ اسمیں

ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ ۝ وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ إِبْلِيسُ ظَنَّهُ فَاتَّبَعُوهُ إِلَّا فَرِيقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝ وَمَا كَانَ لَهُ

ہر ایک صبر شکر کرنے والے کے لیے عبرت ہے۔ اور البتہ شیطان نے انپر اپنا گمان سچ کر دیا سو وہ انکے پیرو ہو گئے مگر ایماندار وں کا ایک فریق۔ اور اسکا انپر

عَلَيْهِم مِّن سُلْطَانٍ إِلَّا لِنَعْلَمَ مَن يُؤْمِنُ بِالْآخِرَةِ مِمَّنْ هُوَ مِنْهَا فِي شَكٍّ ۗ وَرَبُّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ حَفِيظٌ ۝

کچھ زور نہ تھا مگر یہی کہ ہم معلوم کر لیں کہ کون آخرت پر ایمان لاتا ہے اور کون اس سے شک میں پڑا ہوا ہے۔ اور تیرا رب ہر شے کا نگہبان ہے۔

ع ۱۲ / ۸

آیۃ اسم کان وجنتان بدل منہا او خبر مبتدأ محذوف وقری بالنصب علی المدح۔ والمراد جماعتان من السباتین بلدۃ ای ہی بلدۃ ورب اسے ورجم رب غفور وقد یقدر بلدۃ ورباً بالنصب شاذاً علی انہ مفعول اشکروا۔ العرم جمع عرمۃ وہو ما یسکر الماء من بناء وغیرہ والی وقت حاجتہ (بند) خمط فی الصراح خمط نوعے از اراک کہ میوہ دارد۔ والتقدیر اکل اکل خمط فحذف المضاف اے الاکل الثانی لان الخمط شجر والاکل ثمرۃ واقیم المضاف الیہ مقامہ اے خمط فی کونہ بدلا من الاکل الاول او عطف بیان للاکل الاول ویقدر بالاضافۃ وہو ظاہر باعد وبعد علی السوال ویقدر بعد علی لفظ الماضی ممزق مصدر او بمکان صدق بالتخفیف والتشدید ابلیس فاعلہ وظنہ مفعول من بمعنی الذی فینتصب بتعلم ویجوز ان یکون استعمالہا فی موضع رفع علی الابتداء منہا اما للتبیین اے الشک منہا واما للحال من شک۔

❁ تفسیر ❁

شکر کرنے والوں بندوں کے ذکر کے بعد ناشکری کرنے والوں اور انکی مصیبت کا ذکر کرتا ہے اسلیے سبا کا ذکر کرتا ہے

فقال لقد کان لسبا الخ ان آیات کی تفسیر ایک تاریخی واقعہ کے متعلق ہے جسکا خلاصہ یہ ہے۔ یمن کے ملک میں جو عرب کا جنوبی حصہ سمندر سے ملا ہوا ہے **قحطان** بن عامر باد شاہ ہوا اسکے بعد اسکا بیٹا یعرب ہوا اسکے بعد اسکا بیٹا یشجب ہوا ابن سعید مغربی کہتے ہیں اسی کو **سبا** کہتے ہیں اور مؤرخین کے نزدیک سبا اسکے بیٹے کا نام ہے۔ اسی کے نام سے اسکی اولاد نامزد ہو گئی اس تمام خاندان یا قبیلہ کو سبا کہتے تھے یہ لوگ متعدد مقامات میں بستے تھے انکی بستیوں کو اب **مآرب** کہتے ہیں شہر صنعاء سے تین دن کے فاصلہ پر۔ احمد وعبد بن حمید وطبرانی وحاکم وابن مردویہ وغیرہ نے ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ کسی نے پوچھا سبا ملک ہے یا کسی عورت کا نام ہے؟ فرمایا نہ ملک کا نام ہے نہ عورت کا بلکہ وہ ایک شخص تھا جسکے دس بیٹے تھے چھ تو انمیں سے ملک یمن میں بسے اور چار شام میں جا رہے۔ یمن میں جو بسے انکے یہ نام ہیں ازد وانمار حمیر کندہ مذحج اشعار اور شام والوں کے یہ نام ہیں لخم جذام غسان عاملہ ہر ایک کی اولاد اسی کے نام سے مشہور ہے اور ان کے قبیلوں کے یہی نام ہو گئے۔

بخاری و مسلم میں بھی اسی طرح آیا ہے حمیر کے خاندان میں ملک یمن کی سلطنت رہی۔ شداد بن الماطاط بن سبا بھی اس ملک کا بادشاہ ہوا جو بڑا جبار تھا اسکے بعد اسکا بھائی لقمان بن عاد ہوا (بعض نے اسی کو وہ لقمان کہا جسکا سورۂ لقمان میں ذکر ہے) اسکے بعد اسکا دوسرا بھائی ذو سدد تخت نشین ہوا اسکے بعد اسکا بیٹا حارث الریش بادشاہ ہوا یہی تبع اول ہے اسکے بعد اسکا بیٹا صعب ہوا یہی **ذوالقرنین** ہے اسکے بعد اسکا بیٹا ذوالمنار ابرہ ہوا اسکے بعد اسکا بیٹا افریقس بادشاہ ہوا اسکے بعد اسکا بھائی ذوالاغار اسکے بعد اسکا بھائی شرحبیل اسکے بعد اسکا بیٹا الہدہاد ہوا اسکے بعد اسکی بیٹی **بلقیس** بادشاہ ہوئی جو حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس آئی تھی۔ ابو الفداء۔

سبا کی اولاد میں سے جو یہ سلاطین گزرے ہیں ان میں بعض خدا پرست اور نیک بھی تھے جیسا کہ تبع اور ذوالقرنین اور بعض بت پرست۔ اور بعض کی سلطنت عرب سے تجاوز کر کے مصر اور شام اور ایران اور ہند تک پھیلی تھی۔ ان شاہان تبع کے یادگار عمارات عُمدان وغیرہ اب تک باقی ہیں منجملہ انکے ایک یہ بند ہے جسکی مفصل کیفیت مسلمانوں کی کتب جغرافیہ میں موجود ہے کتاب المسالک والممالک۔ اور کتاب البلدان اور احسن التقسیم فی معرفۃ الاقالیم اور مسالک الممالک وغیرہ کو دیکھو۔

اسی بند کی مجمل کیفیت یہ ہے کہ انہیں سلاطین میں سے کسی نے (کہ جسکو بعض بلقیس کہتے ہیں بعض ذوالقرنین) برسات کا پانی روکنے کے لیے ایک مستحکم بند تیار کیا تمام برساتی نالوں کا پانی یہاں سال بھر جمع رہتا تھا پھر اسمیں سے چھوٹی چھوٹی نہریں نکالیں جن سے مُلک میں کھیتیاں اور باغ سیراب ہوتے تھے اور بیڈ سے راستوں کے دو طرف باغ تھے اور پاس پاس بستیاں آباد تھیں اور یہ آبادی اور شادابی منزلوں تک تھی سفر بھی ان بستیوں کی وجہ سے بڑے آرام سے ہوتا تھا اور امن عام بھی تھا۔ اس نعمت کو لوگوں نے ایک معمولی بات سمجھنا شروع کیا اور بدکاری اور کفر کرنے میں دلیر ہوئے خدا تعالیٰ کے انتقام کا وقت آگیا ایک بار اس بند سے پانی تونا اور تمام آبادیوں اور باغوں اور کھیتیوں کو غرق کر دیا سب باغ برباد ہو گئے اور یہ حادثہ حضرت عیسیٰ اور محمد علیہما السلام کے درمیان کے زمانہ میں گزرا ہے پھر بجائے باغوں کے جھاؤ کے اور دیگر نکنے جھاڑ جھنکاڑ درخت رہ گئے۔

اب ہم آیات کی تفسیر کرتے ہیں لقد کان لسبا فی مسکنھم آیۃ کہ قوم سبا کے لیے انکے مسکن یا ساکن یعنی وطن یا بستیوں میں اللہ کیطرف سے ایک بڑی نشانی تھی وہ کیا جنتان عن یمین وشمال کہ انکے رستوں کے دائیں اور بائیں باغوں کی دو قطاریں تھیں اسلیے ان کو اجازت تھی کہ کلوا من رزق ربکم واشکروا لہ اپنے رب کی عطا کی ہوئی روزی کھاؤ اور اُسکا شکر کرو بلدۃ طیبۃ ورب غفور شہر کہ جس میں تم رہتے ہو پاک ہے نہ اسمیں کوئی بیماری ہے نہ اور کوئی پستہ کھل دشمن وبا وغیرہ کی مصیبت ہے اور رب تمہارا معاف کرنے والا ہے تمہاری خطاؤں اور قصوروں پر تبھی کوئی بلا نہیں بھیجتا ہے۔ یہ نہیں معلوم کہ اس عہد میں کون نبی وہاں تھا اور کس شریعت پر عمل تھا؟ فاعرضوا پھر انہوں نے شکر گزاری سے انکار کیا بجائے طاعت و نیکوکاری کے کفر و بدکاری میں مبتلا ہو گئے۔ کبھی انسان کی عادت ہے کہ جب سختی کے بعد اسپر کوئی راحت آتی ہے تو چند روز کے بعد بھول جاتے ہیں اس عیش و آرام میں پڑ کر بدکاری کیطرف متوجہ ہو جاتے ہیں اور اس نعمت کو ایک معمولی بات اور اپنے باپ دادا کی میراث سمجھ لیتے ہیں۔

ہندوستان کے امراء اور انکی بدکاری کو دیکھ لو اسپر جو برباد ہو گئے ہیں اس سے عبرت نہیں بلکہ اور بھی غفلت ہے توبہ توبہ۔

جب انکا یہ حال ہوا تو فارسلنا علیہم سیل العرم ان پر بہنے بند کا پانی چھوڑا اور بند کو توڑ کر سخت رَو آئی جس سے سیکڑوں ڈوب گئے اور باغ جن میں انگور اور طرح طرح کے میوے تھے برباد ہو گئے و بدلناہم بجنتیہم ذواتی اکل خمط و اثل و شیٔ من سدر قلیل اور ان کے ان دو رویہ باغوں کے بدلہ میں ہمنے ان کو اور دو رویہ کڑوے پھل مزہ اور جھاؤ اور کچھ بیریوں کے درخت دیے۔ یعنی ایسے نکمے درخت اُگے اور ان پیڑوں کو باغ تہکم اور مشاکلت کے طریق پر فرمایا۔ جیسا ہمارے محاورے میں کہتے ہیں پلاؤ قورمے کی دعوت کے بدلہ جوتیوں اور لکڑیوں کی دعوت کی اثل جھاؤ بعض کہتے ہیں فراش۔ سدر بیری اور اُسکی دو قسم ہیں ایک بیری جو باغوں میں لگائی جاتی ہے اسکے بیر عمدہ چیز ہوتے ہیں۔ ایک جنگلی بیری جسکو جھاڑی بوٹی یا جھڑ بیری کہتے ہیں اسکے بیر کسیلے اور بے مزہ ہوتے ہیں اس جگہ یہی مراد ہے اور اسی لیے سدر کے بعد قلیل کا لفظ آیا۔ ذلک جزیناہم بما کفروا ہمنے یہ سزا اُنکو اُنکے کفر اور ناشکری کے بدلہ میں دی وہل نجازی الا الکفور اور ہم کافروں ناشکروں ہی کو ایسی سزا دیا کرتے ہیں۔ اس بات کا تجربہ ہو گیا ہے کہ جب خدا تعالیٰ کی کسی نعمت کی ناشکری کی گئی وہ نعمت اس سے چھین لی گئی خواہ جلدی خواہ دیر میں۔ تاریخ کھول کر دیکھ جاؤ کہ اس ناشکری اور بدکاری کے سبب دنیا میں کتنے خاندان برباد ہوے۔ حال میں شاہانِ دہلی اور اُنکے عیاش امرا کو دیکھ لو کہ کیا انجام ہوا؟ جن محلوں میں رقص اور زناکاری و شراب خواری کی محفلیں ہوتی تھیں اُنکو اُکھیڑ کر بُنیادوں سمیت گرا دیا گیا اور اُنکی نحوست سے اور بھی برباد ہو گئے۔ انکے ننگ و ناموس برباد ہوے تا ان شعبینہ سے محتاج ہوے بے رحمی سے مارے گئے۔

اسکے بعد انکی آبادی اور سیر اور امن کی کیفیت بیان فرماتا ہے اور اسپر انکی سرکشی سے جو بلا نازل ہوئی اسکا بھی ذکر کرتا ہے فقالوا ربنا باعد بین اسفارنا و ظلموا انفسہم تو کہنے لگے اے رب ہمارے سفروں میں درازی کر دے۔ سفر کا مزہ نہیں ملتا سفر میں دھوپ پیاس منزلوں بیابان دشمن اور درندے کا خوف نہو تو کیا لطف سفر ہے۔ اور طرح طرح کی بدکاری بھی شروع کی فجعلناہم احادیث و مزقناہم کل ممزق پھر ہمنے انکو غارت کر دیا کہ صرف انکے تذکرے افسانے اور قصے کہانیاں ہی لوگوں کے زبان پر باقی رہگئیں اور انکو پریشان کر دیا ان فی ذلک لایات لکل صبار شکور اسمیں صبر کرنے والوں شکر کرنے والوں کے لیے بڑی نشانیاں اور عبرت ہے ولقد صدق علیہم ابلیس ظنہ الخ کہ شیطان کو جو انکی نسبت ظن تھا کہ میں بہکاؤنگا تو میرے بہکانے میں آجاوینگے تو اسنے اپنے گمان کے مطابق پایا الا فریقا من المؤمنین مگر ایماندروں کی جماعت اسکے داؤ میں نہ آئی وما کان لہ علیہم من سلطان اور شیطان کی ان پر کچھ زبردستی نہ تھی اسکو صرف امتحان کے لیے چھوڑا گیا کہ کون آخرت پر ایمان لاکر ثابت قدم رہتا ہے اور کون شک کرتا ہے اور اللہ ہر چیز کا محافظ ہے۔

قال الاصمعی العرم المسناۃ التی تحبس الماء وقال ابو عبیدۃ العرم الوادی وقال ابن الاعرابی العرم المطر الشدید وقال ابن السکیت العرم الماء الذی لا یطاق حبسہ وقال ابو عمرو العرم الجرذ الذی ینقب السکر فیفسد الماء وقال الفراء العرم جمع عرمۃ وہی الحجارۃ الرخوۃ واحدہا عرمۃ وجمعہا عرم وقال ابن عباس العرم الوادی وقال مجاہد العرم السد بلحن الیمن وقال الضحاک العرم اسم الوادی وقال قتادۃ العرم اسم الماء وقال ابن زید العرم اسم المسناۃ وقال ابن عباس ایضا العرم اسم الجرذ الذی نقب السد فہو ۱۲ منہ

قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُم مِّن دُونِ اللَّهِ لَا يَمْلِكُونَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيهِمَا مِن شِرْكٍ وَمَا لَهُ مِنْهُم مِّن
کہو بلالو اللہ کے سوا جنکو تم سمجھتے ہو انکو پکارو۔ وہ آسمانوں اور زمین میں ایک ذرہ بھر کے بھی مالک نہیں اور نہ انکا آنہیں کچھ حصہ ہے اور نہ انمیں خدا کا کوئی
ظَهِيرٍ ۝ وَلَا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ عِندَهُ إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ لَهُ حَتَّىٰ إِذَا فُزِّعَ عَن قُلُوبِهِمْ قَالُوا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ ۖ قَالُوا الْحَقَّ ۖ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ ۝
مدد گار ہے۔ اور اسکے نزدیک سفارش کچھ فائدہ نہیں دیتی مگر اسکو جسکے لیے جانتا ہے۔ یہانتک کہ جب انکے دلوں سے گھبراہٹ دور ہوتی ہے تو پوچھتے ہیں کہ تمہارے رب نے کیا فرمایا؟ کہتے ہیں سچی بات فرمائی۔ اور وہ بڑا بزرگ ہے۔
قُلْ مَن يَرْزُقُكُم مِّنَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ قُلِ اللَّهُ ۙ وَإِنَّا أَوْ إِيَّاكُمْ لَعَلَىٰ هُدًى أَوْ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝ قُل لَّا تُسْأَلُونَ عَمَّا أَجْرَمْنَا وَلَا نُسْأَلُ
کہو کون ہے جو تمکو آسمانوں اور زمین سے روزی دیا کرتا ہے۔ کہہ اللہ اور ہم یا تم ہدایت پر ہیں یا صریح گمراہی میں۔ کہو ہمارے گناہوں سے تم نہ پوچھے جاؤگے اور نہ جو کچھ تم کرتے ہو اُس سے
عَمَّا تَعْمَلُونَ ۝ قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ يَفْتَحُ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ ۚ وَهُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِيمُ ۝ قُلْ أَرُونِيَ الَّذِينَ أَلْحَقْتُم بِهِ شُرَكَاءَ كَلَّا ۖ بَلْ هُوَ اللَّهُ
ہم پوچھے جاوینگے۔ کہہ ہمارا رب جمع کریگا پھر ہم میں انصاف سے فیصلہ کردیگا۔ اور وہ فیصلہ کرنیوالا خبردار ہے۔ کہہ مجھے دکھاؤ تو سہی جنکو تمنے اُس سے ملا رکھا ہے شریک بنا کر ہرگز نہیں۔ بلکہ وہی اللہ
الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۝ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا
زبردست حکمت والا ہے۔ اور جسکو جو چاہے بھیجا تو ہر قسم سب لوگوں کو خوشی اور ڈر سنانے کو اور لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں۔ اور کہتے ہیں کب ہے یہ
الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ۝ قُل لَّكُم مِّيعَادُ يَوْمٍ لَّا تَسْتَأْخِرُونَ عَنْهُ سَاعَةً وَلَا تَسْتَقْدِمُونَ ۝
وعدہ اگر تم سچے ہو۔ کہہ تمہارے لیے ایک دن کا وعدہ ہے کہ نہ ایک ساعت اُس سے پیچھے ہو سکتے ہو اور نہ آگے۔

زعمتم ای زعمتموهم الهة وجاء مفعولا زعم حذف الاول لطول الموصول بصلته والثانی لقیام صفته مقامه۔ قالوا قال القول الحق۔ لمن اذن یتعلق بالشفاعة فزع عالم بسیم فاعله عن قلوبهم قائم مقام الفاعل۔ او ایاکم معطوف علی اسم ان والمراد بخبر فیحب ان یکون مکذبا لقولهم ان یدا وعمر قائم

✤ تفسیر ✤

شکر اور ناشکری کے نتائج بیان فرما کر عرب خصوصاً اہل مکہ کی ناشکری کا رد کرتا ہے۔ انسان کے لیے اس سے زیادہ اور کیا ناشکری ہو کہ وہ اپنے معبود حقیقی اور منعم کے ساتھ اور وں کو بھی شریک کسے فقال قل ادعوا الذین زعمتم کہ بت پرستوں سے کہ جنکو تم اُسکا شریک سمجھتے ہو انکو پکارو دیکھیں وہ تمہاری کہانی ٹک کر سکتے ہیں؟ مشرکوں کے اپنے معبودوں کی نسبت کئی طرح کے خیال تھے (۱) بعض نہ سمجھتے تھے کہ آسمانوں اور زمین کو پیدا تو اللہ ہی نے کیا ہے مگر انہیں تصرفات کے اختیارات بہ اسکے معبودوں کو دے رکھے ہیں اسلیے ہم انکی دھائی دیتے نذر و نیاز کرتے ہیں عموماً مشرکین اسی خیال باطل میں مبتلا ہیں اسکے رد میں فرماتا ہے لا یملکون مثقال ذرة فی السموٰت ولا فی الارض کہ انکا آسمانوں اور زمین میں کچھ بھی اختیار نہیں (۲) بعض یہ سمجھتے تھے کہ آسمان و خدا تعالیٰ نے خود بنائے ہیں اور زمین اور وہ انکی چیزیں کواکب اور جرکات و طوالع کے وسیلہ سے بنائے ہیں۔ اور اسکے قریب قریب حکیا یونان کا خیال ہے کہ اسنے عقل اول کو بنایا پھر اسکے وسیلہ سے اور چیزیں اسکے رد میں فرماتا ہے وما لهم فیهما من شرک سو انکا انمیں کچھ بھی حصہ نہیں (۳) بعض یہ خیال کرتے تھے کہ ملائکہ اور علویات اور ارواح عالیہ خدا تعالیٰ کے پیدا کرنے اور روزی دینے اور مارنے وغیرہ حوادث میں مددگار ہیں انکی اعانت کی اسکو حاجت پڑتی ہے اسلیے ان چیزوں کے نام سے تانبے اور پیتل اور پتھر اور دیگر فلزات کے بت بنا رکھے تھے اور انکی پرستش اور نذر و نیاز کے دستور بھی قائم کر رکھے تھے انکے رد میں فرماتا ہے وما له منهم من ظهیر کہ اسکو کسی کی مدد کی حاجت نہیں کوئی اسکا مددگار ہے سب کچھ آپ ہی کرتا ہے (۴) بعض یہ سمجھتے تھے کہ یہ لوگ بلند مرتبہ ہیں خدا تعالیٰ سے ٹھکر ہماری حاجات کو روا کرا دیتے ہیں اسلیے انکی نذر و نیاز اور پکار ناظر ہے اسکے رد میں فرماتا ہے ولا تنفع الشفاعة عنده الا لمن اذن له کہ انکی اجازت بغیر کوئی سفارش بھی نہیں کر سکتا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کے دن شفاعت کبریٰ کی اجازت ہو چکی ہے اور وہاں پھر بھی ہوگی۔ فرماتا ہے کہ جن ملائکہ اور روحانیات کو تم اُسکے گھر کا مختار سمجھتے ہو انکی خود خوف کے مارے یہ حالت ہے کہ وہ جب کوئی حکم صادر ہوتا ہے تو گھبرا جاتے ہیں اُن کے منتظر رہتے ہیں جب وہ گھبراہٹ دور ہو جاتی ہے تو ایک دوسرے سے پوچھتا ہے کیا حکم صادر ہوا انہیں سے بعض بتلاتے ہیں کہ حق ثابت کا حکم ہوا یعنی فلاں حکم۔ بخاری و ابوداود و ترمذی و ابن ماجہ نے روایت کیا ہے کہ جب آسمانوں پر کوئی حکم صادر ہوتا ہے تو ڑ کے مارے فرشتے پر جھاڑنے لگتے ہیں جب گھبراہٹ دور ہوتی ہے تو پوچھتے ہیں کیا حکم ہوا فرشتے کہتے ہیں حق۔ اکثر مفسرین اس بات کو ملا اعلیٰ اور ملائکہ کے بارہ میں کہتے ہیں اور بعض کہتے ہیں شافع و مشفوع کے بارہ میں ہے قیامت کے روز۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ بِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَلَا بِالَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ ۭ وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۙ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ

اور کافروں نے کہا کہ ہم ہرگز نہ اس قرآن پر ایمان لاویں گے اور نہ اس سے پہلے تھا۔ اور اگر تو دیکھے جب کہ ظالم اپنے رب کے سامنے کھڑے کیے جاویں گے۔ رد کرنا ہوگا ایک

اِلٰى بَعْضِ ۨ الْقَوْلَ ۚ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لَوْلَآ اَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِيْنَ ۝ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْٓا

دوسرے کی بات کو۔ جو کمزور سمجھے گئے تھے وہ سرکشوں سے کہیں گے اگر تم نہ ہوتے تو ہم ایماندار ہو جاتے۔ متکبر کمزوروں سے کہیں گے

اَنَحْنُ صَدَدْنٰكُمْ عَنِ الْهُدٰى بَعْدَ اِذْ جَاۗءَكُمْ بَلْ كُنْتُمْ مُّجْرِمِيْنَ ۝ وَقَالَ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا بَلْ مَكْرُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ اِذْ

کیا ہم نے تمکو ہدایت سے روکا بعد اسکے کہ وہ تمہارے پاس آچکی تھی بلکہ تم خود ہی مجرم تھے۔ اور کمزور متکبروں سے کہیں گے بلکہ گردش لیل و نہار نے ہمکو مانع رکھا جبکہ تم

تَاْمُرُوْنَنَآ اَنْ نَّكْفُرَ بِاللّٰهِ وَنَجْعَلَ لَهٗٓ اَنْدَادًا ۭ وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ ۭ وَجَعَلْنَا الْاَغْلٰلَ فِيْٓ اَعْنَاقِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ هَلْ

ہمکو امر سے انکار کرنے اور اسکے لیے شریک بنانے کا حکم دیتے تھے۔ دل میں پشیمان ہونگے جب کہ عذاب دیکھیں گے۔ اور منکروں کی گردنوں میں ہم طوق ڈالدینگے۔ وہی

يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ وَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ ۙ اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ۝ وَقَالُوْا نَحْنُ

بدلہ پاویں گے جو کیا کرتے تھے۔ اور جتنے جس بستی میں کوئی ڈر سنانے والا بھیجا تو ہاں کے دولتمندوں نے یہی کہا کہ ہم جو کچھ اسکے ساتھ بھیجے گئے ہو ہم اسکے منکر ہیں۔ اور یہ بھی کہا کہ ہم تم سے

اَكْثَرُ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا ۙ وَّمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ۝ قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيَقْدِرُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

مال اور اولاد میں بڑھکر ہیں اور ہم کو عذاب نہیں ہوگا۔ کہہ میرا رب جسکے لیے چاہتا ہے روزی فراخ کرتا ہے اور جسکے لیے چاہتا ہے تنگ کرتا ہے لیکن اکثر آدمی جانتے نہیں۔

قل من یرزقکم یہاں سے یہ بات سب مشرکوں کو بتاتا ہے کہ کسی کی عبادت اور نذر و نیاز کا کتنا فائدہ ہے کہ رزق دے سو یہ بھی اللہ کے ہاتھ میں ہے جس قدر روزی کے اسباب آسمانی یا زمینی ہیں سب اُسی کے ہاتھ میں ہیں بارش کا برسانا گرمی و سردی کا بدلنا۔ حجت تمام کرکے جاہل مخاطبوں کو قائل کرنے کا ارشاد فرماتا ہے وانا او ایاکم لعلی ہدی او فی ضلال مبین مخاطب کو اگر یوں کہا جاوے کہ تو غلطی میں ہے تو اسکو جوش آجاوے اور حق بات کی تحقیق چھوڑ کر مقابلہ کو آمادہ ہو جاوے برخلاف اسکے جب اُسکو یوں کہا جاوے کہ ہم میں سے ایک نہ ایک تو ضرور غلطی پر ہے اور ہمیشہ غلطی میں پڑا رہنا خوب نہیں اسلیے غور کرنا چاہیے ایسی بات سے وہ امید ہے کہ غور کرے اور حق پر آجاوے اسکو حسن کلام کہتے ہیں اس بات پر اللہ نے اپنے رسول کو مامور کیا اُنسے یوں کہہ باوجودیکہ حضرت کو اپنے ہادی و مہتدی ہونے میں کوئی بھی شبہ نہ تھا۔ قل لا تسئلون عما اجرمنا الخ یہ کلام اور یہی مخاطب کو نرم کرتا ہے اسلیے جرم کو اپنی طرف منسوب کیا اور یہ کہدیا کہ ہر ایک کو اپنے اعمال کی جواب دہی کرنی پڑیگی بس حق کے تلاش کرنے میں اور بھی کوشش کرنی چاہیے قل یجمع بیننا الخ یہ کلام اور بھی مخاطب کو حق کی طلب پر آمادہ کرتا ہے کہ صرف غلطی سے بچنا ہی مقصود نہیں کہ جو ایک عمدہ بات ہے بلکہ قیامت کے دن خدا کے سامنے فیصلہ بھی ہونا ہے۔

قل ارونی الذین الخ پھر اصل مدعا کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ غیر اللہ کو یا دفع ضرر کے لیے پوجتے ہیں سو اسکا رد پہلے کر دیا تھا بقولہ قل ادعوا الذین الخ کہ کوئی ضرور دو نہیں کر سکتا یا امید نفع کے لیے سو اسکا ابطال بھی کر دیا تھا قل من یرزقکم کہ کوئی نافع نہیں اور بعض لوگ محض مستحق عبادت ہونے کی وجہ سے پوجتے ہیں سو انکا رد اس جگہ کرتا ہے کہ مجھے دکھاؤ وہ کون مستحق عبادت ہے؟۔

وما ارسلناک توحید کا مسئلہ تمام کرکے بہانے مسئلہ رسالت شروع کرتا ہے کہ تجھکو ہمنے برائی بھلائی بتلانے کو بھیجا ہے پھر جو تجھ سے الجھتا ہے نادان ہے کافۃ ای ارسالۃ کافۃ عامۃ یجمیع الناس۔ او یقال کافۃ تحث الناس انت من الکفر والمعاصی والہا۔ بلیغۃ۔ مسئلہ رسالت کے بعد مسئلہ حشر کا بیان کرتا ہے ویقولون متی ہذا الوعد الخ کہ وہ جو اس دن کو پوچھتے اور جلدی کرتے ہیں کہدے وہ وقت مقرر ہے ضرور آویگا پھر جلدی کرنا بیہودہ ہے اُسکے لیے کچھ تیاری کرو۔

وقال الذین کفروا الخ پہلے یہ بات بتلاتا ہے کہ تیاری دنیا و آخرت حاصل کرنا تو درکنار وہ تو انکی جگہ کفر کرتے ہیں کہ قرآن تو کیا ہم اس سے پہلی کسی کتاب کو بھی نہیں مانتے پھر حشر کیسا کہ کافروں کا قول تھا جہالت اور بیخبری سے کہتے تھے ولو تری اذ الظالمون الخ حشر کے دن پیش آنیوالی مصیبت کا بیان کرتا ہے وما ارسلنا فی قریۃ الخ سے آنحضرت صلعم کی تسلی دیتا ہے کہ یہ انکار کوئی نئی بات نہیں ہر نبی سے پیٹ بھرے ایسا ہی کہتے آئے ہیں جو اپنے حق پر ہونیکی دلیل دنیاوی جاہ و حشم بیان کرتے ہیں کہ ہمیں یہ قبولیت کی دلیل نہیں کم زیادہ مصلحت سے ہر ایک کو ملتا ہے

وَمَآ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ بِالَّتِيْ تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰٓى اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا وَهُمْ فِي الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ ○

اور تمہارے مال اور اولاد ایسے نہیں کہ ہمارے نزدیک درجہ میں قریب کریں مگر وہ جو ایمان لایا اور اُس نے نیک کام کیا سو انہیں کیا ہی عمل کا بدلہ دوہ چند ہے اور وہ دربھوں میں امن سے بیٹھے ہونگے۔

وَالَّذِيْنَ يَسْعَوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ○ قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ

اور وہ جو ہماری آیتوں کے رد کرنے میں کوشش کرتے ہیں وہ عذاب میں پکڑے آویں گے۔ کہہ میرا رب اپنے بندوں میں سے جسکے لیے چاہتا ہے روزی فراخ کرتا ہے اور جسکے لیے چاہتا ہے تنگ کرتا ہے۔ اور جو کچھ خرچ کرتے ہو

شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ وَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ○ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ يَقُوْلُ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اَهٰٓؤُلَآءِ اِيَّاكُمْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ○ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ اَنْتَ

اُسکے بدلہ میں وہ اور دیتا ہے اور وہ سب سے بہتر روزی دینے والا ہے۔ اور وہ سب کو جمع کریگا پھر فرشتوں سے کہیگا کیا یہ لوگ تمہیں کو پوجا کرتے تھے۔ وہ کہینگے تو پاک ذات ہے تو ہی ہمارا

وَلِيُّنَا مِنْ دُوْنِهِمْ بَلْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ اَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُّؤْمِنُوْنَ ○ فَالْيَوْمَ لَا يَمْلِكُ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ نَّفْعًا وَّلَا ضَرًّا وَنَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا

کارساز ہے انکے سوا۔ بلکہ وہ جنوں کو پوجا کرتے تھے۔ انمیں سے اکثر انہیں پر ایمان لائے ہیں۔ پھر آج تم میں سے کوئی کسی کے نفع و نقصان کا مالک نہیں۔ اور ظالموں سے کہیں گے

ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّتِيْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ○ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّا رَجُلٌ يُّرِيْدُ اَنْ يَّصُدَّكُمْ عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُكُمْ وَقَالُوْا

تم اس آگ کا عذاب چکھو جسکو تم جھٹلاتے تھے۔ اور جب انکو ہماری کھلی ہوئی آیتیں سنائی جاتی ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ تو ایسا شخص ہے جو تمکو اسکی عبادت سے روکنا چاہتا ہے جسکو تمہارے باپ دادا پوجا کرتے تھے اور کہا

مَا هٰذَآ اِلَّآ اِفْكٌ مُّفْتَرًى وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ○ وَمَآ اٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ كُتُبٍ يَّدْرُسُوْنَهَا وَمَآ اَرْسَلْنَآ

کیا ہے تو اُن اگر جھوٹ بنایا ہوا۔ اور کافروں نے جب کہ حق انکے پاس آیا تو کہا یہ تو محض جادو ہے کھلا ہوا۔ اور نہیں ہم نے ان (مشرکین مکہ) کو کتابیں جنکو وہ پڑھتے اور نہیں بھیجے

اِلَيْهِمْ قَبْلَكَ مِنْ نَّذِيْرٍ ○ وَكَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۙ وَمَا بَلَغُوْا مِعْشَارَ مَآ اٰتَيْنٰهُمْ فَكَذَّبُوْا رُسُلِيْ ۫ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ○

انکے پاس کوئی ڈر سنانے والا تجھ سے پہلے۔ اور جھٹلا چکے ہیں جو لوگ جھٹلا چکے ہیں حالانکہ انکو اسکا دسواں حصہ بھی نہیں ملا جو ہم نے انکو دیا تھا پھر جھٹلایا میرے رسولوں کو تو کیسا ہوا پھر میرا عذاب ہوا۔

ع ۹ ۱۱

اور مال اور اولاد کہ جسپر تمکو نفاخر ہے اللہ کے نزدیک اس سے تمہارا کوئی مرتبہ بلند نہیں ہوجاتا ہے۔ ایماندار اس دنیا میں مسافر ہے اسکا گھر اوپر ہے اسکا عیش و آرام اور اسکی زینت و تجمل کی ہمیشہ رہنے والی چیزیں وہیں ہیں۔ اسکی طرف اس جملہ میں اشارہ فرماتا ہے الا من عمل صالحا الخ اور وہ جو اس غرور میں اکڑ رہے ہیں کہ نحن اکثر اموالا و اولادا الخ اور یہ کہ ہمیں عذاب الٰہی میں گرفتار رہیں گے یہ مال و اولاد کچھ کام نہ آویگا۔ اور یہ بھی خیال نکرد کہ کفر کرنیسے دنیا ملتی ہے اور نیکوں کو یہاں کچھ ملتا ہی نہیں بلکہ کہدے ان ربی یبسط الرزق لمن یشاء الخ میرا رب جسکو چاہے دنیا میں مزی رزق زیادہ دیتا ہے جسکو چاہے کم انہیں کافروں کی کوئی خصوصیت نہیں بہت سے ایماندار وں کو دنیا میں کچھ دیا ہے کہ جسکا حساب نہیں اور سلیمان کو دیکھو۔ اور برخلاف اللہ تعالے کے ایماندار جو اللہ کی راہ میں صرف کرتے ہیں وہ اسکے بدلہ میں دنیا میں بھی اور زیادہ دیتا ہے صحیح بخاری میں ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ہر صبح کو دو فرشتے نازل ہوتے ہیں ایک کہتا ہے یا اللہ دینے والے کو دے دوسرا کہتا ہے یا اللہ ہاتھ روکنے والے کو برباد کر۔ اس بات کا بارہا تجربہ راقم الحروف نے بھی کیا ہے کہ جب تنگدستی آئی اور اللہ کی راہ میں کچھ دیا گیا خدا تعالیٰ نے اسکو دفع کر دیا یہ میرا عمل مجرب ہے جو چاہے تجربہ کر دیکھے۔

ویوم یحشرہم جمیعا تک حشر کی کیفیت بیان فرماتا ہے کہ جو لوگ دنیا میں ملائکہ کو شفاعت کی غرض سے پوجتے تھے وہ وہاں صاف انکار کر جاوینگے اور کہینگے ہمکو نہیں بلکہ جنوں یا ارواح جنیہ کو پوجتے تھے اور انہیں پر اکثر کا ایمان تھا۔ واذا تتلی علیہم بینٰت یہاں سے مشرکین عرب کی ہٹ دھرمی اور حماقت کا اظہار کرتا ہے کہ جب انکو آیات بینات سنائی جاتی ہیں کہ جنمیں فراسی غور کرنے سے یہ معلوم ہوسکتا ہے کہ یہ برحق باتیں ہیں تو اسکے جواب میں کوئی دلیل عقلی پیش کرتے ہیں بلکہ جاہلانہ طور سے یہ کہتے ہیں کہ یہ رسول ہمکو ہمارے باپ دادا کے طریقہ سے روکنا چاہتا ہے اور یہ قرآن اور اس نبی کے معجزات صریح سحر ہیں۔ اور نہ کوئی دلیل نقلی انکے پاس ہے کیونکہ نہ انکے پاس کوئی آسمانی کتاب ہے اور نہ کوئی رسول آیا ہے اور نقلی بھی سند کتاب اللہ یا رسول کے قول پر مبنی ہوا کرتی ہے ایسے معاملات میں۔ وکذب الذین کہ یہ انکا انکار کوئی نئی بات نہیں انسے پہلے بھی جھٹلا چکے ہیں حالانکہ انکو اس قدر ثروت و عمر ملی تھی کہ اسکا دسواں حصہ بھی انکو نہیں ملا پھر انہوں نے رسولوں کو جھٹلایا تو کیسا ہوا انکا پھر یہ تو کیا چیز ہیں؟۔ یہ بھی معنی ہوسکتے ہیں کہ ان مشرکین عرب کو قرآن و معجزات اتنے دلائل دیے گئے ہیں جو اگلوں کو اسکا دسواں حصہ بھی نہیں ملا تھا پھر انکا کیسے انہوں نے انکار کیا تو بدرجہ اولیٰ آویگی۔

قُلْ اِنَّمَآ اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ ۚ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ مَثْنٰى وَفُرَادٰى ثُمَّ تَتَفَكَّرُوْا ۚ مَا بِصَاحِبِكُمْ مِّنْ جِنَّةٍ ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ ۝

کہہ میں صرف ایک ہی بات کی نصیحت کرتا ہوں کہ تم اللہ کے لیے دو دو ایک ایک کھڑے ہو کر فکر کرو۔ کہ تمہارا ساتھی کچھ جنون تو نہیں۔ یہ تو ایک بڑی آفت کے آنے سے پہلے متنبہ کرنے والا ہے۔

قُلْ مَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ ۭ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَي اللّٰهِ ۚ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝ قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَقْذِفُ بِالْحَقِّ ۚ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ۝

کہہ جو کچھ میں نے تم سے اجر مانگا ہے تو وہ تمہارا ہی ہے۔ میری مزدوری تو اللہ ہی پر ہے اور اللہ کے آگے ہر ایک شے سرنگوں ہے۔ کہہ میرا رب توسیع کو نکلا ہوا ہے۔ وہ غیب کی باتیں خوب جانتا ہے۔

قُلْ جَاۗءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيْدُ ۝ قُلْ اِنْ ضَلَلْتُ فَاِنَّمَآ اَضِلُّ عَلٰي نَفْسِيْ ۚ وَاِنِ اهْتَدَيْتُ فَبِمَا يُوْحِيْٓ اِلَيَّ رَبِّيْ ۭ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ قَرِيْبٌ ۝

کہہ حق ظاہر ہو گیا اور جھوٹ نہ تو اول ہے کچھ پیدا کر سکتا ہے نہ بار دگر۔ کہہ اگر میں گمراہ ہو گیا تو محض اپنے نقصان کے لیے۔ اور اگر میں راست رو ہوں اس بسبب کے کہ میرا رب وحی بھیجتا ہے بیشک وہ سننے والا نزدیک ہے۔

وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ فَزِعُوْا فَلَا فَوْتَ وَاُخِذُوْا مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ ۝ وَّقَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖ ۚ وَاَنّٰى لَهُمُ التَّنَاوُشُ مِنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ ۝ وَقَدْ كَفَرُوْا بِهٖ مِنْ

اور اگر تو دیکھے جبکہ وہ گھبرا جائینگے پھر رہائی نہ پائینگے اور پاس ہی سے پکڑے جائینگے۔ اور کہینگے ہم اس پر ایمان لائے۔ اور کہاں اتنا دور دراز جگہ سے۔ اور پہلے تو اسکا انکار

قَبْلُ ۚ وَيَقْذِفُوْنَ بِالْغَيْبِ مِنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ ۝ وَحِيْلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُوْنَ كَمَا فُعِلَ بِاَشْيَاعِهِمْ مِّنْ قَبْلُ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا فِيْ شَكٍّ مُّرِيْبٍ ۝

کرچکے ہیں۔ اور دور سے غیب کے گولے برسایا کرتے تھے۔ اور ان میں اور ان کی خواہش میں آڑ کر دیجاویگی جیسا انکے ساتھیوں کے ساتھ پہلے کیا گیا۔ کیونکہ وہ بڑے قوی شک میں پڑے ہوئے تھے۔

دلائل قائم کرکے ہٹ دھرم مخالفوں کو اب ایک اور طریقہ سے ہدایت کی طرف بلاتا ہے فقال قل انما اعظکم بواحدۃ کہ میں تمکو ایک ہی بات کہتا ہوں نصیحت اور خیرخواہی کے طور پر۔ اسکے یہ معنی نہیں کہ آپ انکو صرف ایک ہی حکم پر مامور کرتے تھے توحید وغیرہ کہ پھر باقی احکام اسکی شاخیں قرار دیجاویں جیسا کہ تفسیر کبیر میں ہے بلکہ یہ ایک محاورہ کی بات ہے جیسا کہ کہا کرتے ہیں لو اب تم ایک کام کرو۔ ان تقوموا للہ کہ ایک ایک تنہا ہو کر اور باہم ملکر خدا کے لیے یہ تو سوچو کہ تمہارے صاحب کو یعنی مجھے کچھ جنون تو نہیں ہے۔ یہ رسالت کے اثبات میں کلام ہے کہ خوب غور کرو کہ میں دیوانہ نہیں ہوں جب دیوانہ نہیں تو کون عاقل ایسی جھوٹی بات کا مدعی بن سکتا ہے جسکے سبب دنیا کا کوئی فائدہ نہو بلکہ سیکڑوں مصائب کا سامنا ہو پس یہی ہے کہ میں نذیر لکم بین یدی عذاب شدید تمکو ایک سخت عذاب آنیوالے سے خبردار کرنیوالا ہوں۔ انسان کی دو حالت ہیں ایک تنہا فکر کرنا دوسرے چند اشخاص کا باہم مجتمع ہو کر فکر کرنا اسلیے ان دونوں باتوں کا ذکر کیا۔ ان تقوموا سے مراد یہ نہیں کہ کھڑے ہو کر فکر کرو بلکہ یہ کہ آمادہ ہو جاؤ یہ بھی ایک محاورہ کی بات ہے۔ قل ما سالتکم من اجر جب اجر تمکو غور کرنے سے یہ معلوم ہو گیا کہ میں دیوانہ نہیں اور یہ بھی ہے کہ میں تم سے کچھ مانگتا نہیں کیا وعظ و پند کسی طمع دنیاوی پر محمول کیا جاوے بلکہ میری اجرت اللہ کے ذمہ ہے جو ہر بات کو دیکھ رہا ہے پھر ایسے شخص کو جھوٹا کہنا اور اس سے نفرت کرنا کسی ہیجلی کی بات ہے۔

حقیقت میں جب کوئی واعظ محض دردمندی سے وعظ کرتا ہے اور دنیاوی طمع بھی نہیں کرتا ہاں کوئی وعظ ضرور اثر کرتا ہے۔ قل ان ربی یقذف بالحق اب اگر کوئی کہے کہ محمد تجھے اس خیرخواہی اور دردمندی سے کیا غرض؟ اسکا جواب دیتا ہے کہ میں مامور الٰہی ہوں عالم بالا اور حی سبحانہ کا ہی یہ منشا ہے کہ حق بات کو ظاہر کرے اندھوں کی آنکھیں کھولے بیماروں کو شفا دے وہ علام الغیوب ہے جس قدر پیش آنیوالی باتوں کی خبر دی ہے بجا ہے۔ انبیاء سابقین بھی خبریں دیتے چلے آئے ہیں کہ اخیر زمانہ تاریک ہو جاویگا اللہ ایک نبی کو برپا کریگا وہ عالم کو منور کر دیگا اب یہ وہی زمانہ آگیا ہے اُنکے کہدے جاء الحق حق ظاہر ہو گیا وما یبدئ الباطل وما یعید بہت دنوں دنیا میں بت پرستی ہو چکی اب نہ سرے سے شروع ہو گی نہ وہ زمانہ لوٹ کر آویگا۔ پھر انکو تسلی دیتا ہے کہ ان ضللت فانما اضل علی نفسی اگر میں تمہارے خیال کے بموجب گمراہی پر ہوں تو تمہارا کیا حرج اسکا وبال مجھی پر ہے وان اہتدیت فبما یوحی الی ربی اور اگر میں راہ راست پر ہوں (اور ضرور ہوں) تو یہ وحی الٰہی کا سبب ہے وہ مجھسے قریب ہے میری بات سنتا ہے مجھے مطلع فرماتا ہے۔

مسئلہ رسالت کے بعد پھر حشر کا مسئلہ بیان کرتا ہے کہ بوقت مرگ یا قیامت میں انکا کیا حال ہوگا جبکہ وہ گھبراویگے فلا فوت پھر کہاں جاسکتے ہیں واخذوا من مکان قریب اوّد و نہیں جاسکیں گے وہیں سے پکڑے جاوینگے اور کہیں گے ہم ایمان لائے وانی لھم التناوش اور اس بات کو کہاں حاصل کر سکیں گے التناوش من النوش الذی ہو التناول من مکان بعید ایمان لانیکی جگہ جو دنیا تھی بہت دور رہگئی اس دور دراز جگہ میں یہ مراد کہاں ملتی ہے۔ دنیا میں کفر اختیار کر چکے اور یہ عالم وہ ہے جسمیں دعا یہاں کی بات غیب کی باتیں ہے شک کیا کرتے تھے اب یہ مراد نہیں حاصل ہو سکتی جیسا کہ اپنے پہلوں کو حاصل نہو گی اور نہ ہوئی دنیا میں وہ شک میں تھے۔

سورۃ فاطر مکیہ وھی اربعین وخمس اٰیاتہا وخمس رکوعاتہا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا اُولِيْٓ اَجْنِحَةٍ مَّثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۭ يَزِيْدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَاۗءُ ۭ اِنَّ

سب تعریف اللہ کے لیے جو آسمانوں اور زمین کا بنانے والا ہے فرشتوں کو پیغام پہنچانے والا بنایا بھلے دو دو تین تین چار چار بازو ہیں۔ پیدائش میں جو چاہے زیادہ کر سکتا ہے بیشک

اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۚ وَمَا يُمْسِكْ ۙ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

اللہ ہر بات پر قادر ہے۔ اللہ بندوں کے لیے جو رحمت کھولے تو کوئی اسکو بند نہیں کر سکتا اور جسکو وہ بند کرے تو اسکے بعد کوئی کھولنے والا نہیں۔ اور وہ زبردست حکمت والا ہے۔

ترکیب

فاطر السمٰوٰت الاضافۃ معنویۃ لانہ بمعنی الماضی فصح وقوع فاطر صفۃ لہ۔ وکذلک جاعل الملائکۃ قال الطیبی ان جاعل باعتبار انہ یدل علی المضی یصلح کونہ صفۃ للمعرفۃ وباعتبار انہ یدل علی الحال والاستقبال یصلح للعمل فرسلا مفعول ثان۔ واولی بدل من رسلا ولغت لہ ویجوز ان یکون جاعل بمعنی خالق فیکون رسلا حالا مقدرۃ ومثنی لغت لما تجیء یزید فی الخلق ستا فما یقع اللہ باشرطیۃ فی موضع نصب ومن رحمۃ بیان لذلک۔

تفسیر

قرطبی کہتے ہیں سب کے نزدیک یہ سورۃ مکہ میں نازل ہوئی ہے اور بخاری وغیرہ نے بھی ابن عباس سے یہی روایت کی ہے۔ اور جو سورتیں الحمد کے ساتھ شروع ہوئی ہیں یہ انکا خاصہ ہے۔ ہم پہلے بھی بیان کر چکے ہیں کہ حمد ہمیشہ کسی نعمت پر ہوا کرتی ہے اور نعماء الٰہی دو قسم پر ہیں ایک عاجلہ دوسری آجلہ یعنی بعد میں آنیوالی۔ پھر ہر ایک کی دو قسم ہیں ایک پیدا کرنا دوسرا اسکو باقی رکھنا اور وقتاً فوقتاً اسکے ضروریات کو بہم پہنچا دینا۔ اس سورہ میں ہر ایک قسم کی نعمت پر حمد ہے۔

فاطر السمٰوٰت والارض میں ایجاد اور ابقاء اول کیطرف اشارہ ہے کیونکہ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا جس طرح اسکے بعض حضرت انسان کے ایجاد کے لیے ہے اگر آسمان و زمین پہلے سے نہ ہوتے تو انسان بھی موجود نہ ہوتا اسی طرح اسکے بقاء اور عیش و آرام کا بھی یہی چیزیں باعث ہیں انکی زندگی کے سب سامان یہیں سے بہم پہنچتے ہیں۔ فطر کے لغت میں معنی ابتداء و اختراع کے ہیں فاطر السمٰوٰت آسمانوں کا بنانے والا بغیر کسی نمونہ اور بغیر مادہ کے۔

وجاعل الملئکۃ رسلا اس سے نعمت بقاء کیطرف اشارہ ہے بقاء دنیوی و بقاء اخروی۔ بقاء دنیاوی اسلیے کہ ملائکہ کا رسول بنانا اوّلاً کے ذریعہ سے انبیاء علیہم السلام کے پاس وحی بھیجنا اور تمام قوانین نظامی کا جاری کرنا نوع انسانی کے قیام و تحفظ کے لحاظ سے بڑی نعمت قابل حمد و شکر ہے۔ اور پھر انہیں کے ذریعہ سے دار آخرت اور سعادت و حیات ابدی کے متعلق باتیں تلقین فرمانا بقاء اخروی کے اعتبار سے بڑی نعمت ہے سب ملائکہ کو رسول نہیں بنایا گیا بلکہ بعض کو۔ ملائکہ میں سے رسول جبرئیل و میکائیل و اسرافیل و عزرائیل علیہم السلام ہیں۔ اولی اجنحۃ جمع جناح یعنی ملائکہ کی صفت ہے کہ وہ بازو رکھتے ہیں کسی کے دو ہیں کسی کے تین کسی کے چار اور اسی میں حصر نہیں بلکہ یزید فی الخلق ما یشاء اس سے بھی زیادہ یہانتک کہ بعض کے چھ سو تک بھی ہیں وہ جو چاہے پیدا کر سکتا ہے۔

بعض مفسرین کہتے ہیں کہ ملائکہ کسی کبوتر یا اور کسی پرندکے مانند نہیں ہیں جو انکے لیے بھی اسی طرح بازو اور پر ہیں بلکہ جناح سے مراد جہت ہے پھر کوئی دو جہتیں ہے کہ ایک جہت اللہ سے نعماء حاصل کرنے کی ہے دوسری مخلوق میں پہنچانے کی جیسا کہ خود فرماتا ہے نزل بہ الروح الامین وعلمہ شدید القوی والمدبرات امرا اور بعض جو اور ملائکہ کے واسطے سے کار کرتے ہیں انکے متعدد جہات ہیں۔ یا یہ ملائکہ کے صفات متعددہ کے طرف اشارہ ہے اور مدبرات امر کے لیے ضروری بات ہے واللہ اعلم۔

ملائکہ کے رسل اور واسطہ بنانے میں وہم جا سکتا تھا کہ خدا تعالیٰ بغیر انکے کچھ نہیں کر سکتا اسکا دفع کرتا ہے ان اللہ علی کل شئی قدیر کہ وہ ہر بات پر قادر ہے عاجز نہیں۔ ان نعمتوں کے بعد عام طور سے بتلاتا ہے کہ ہم بندوں پر نعمت کے دروازے کھولتے ہیں تو ان کو کوئی بند نہیں کر سکتا جملہ انکے کتاب اور رسول کا بھیجنا ہے اور جو بند کرتے ہیں تو کوئی کھول نہیں سکتا وہ زبردست حکمت والا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۭ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ۝

اے لوگوں تم اللہ کے اُس احسان کو یاد کرو جو تم پہ ہے۔ بھلا اللہ کے سوا کوئی اور بھی خالق ہے جو تمکو آسمان و زمین سے روزی دیتا ہے؟ اُسکے سوا کوئی معبود نہیں۔ پھر تم کہاں بہک رہے ہو۔

وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ

اور اگر وہ تجھے جھٹلاتے ہیں تو تجھسے پیشتر بہت سے رسول جھٹلائے گئے ہیں اور اللہ ہی کیطرف پلٹ جو کرنی ہے اُسکے پاس جانی ہے۔ اے لوگوں اللہ کا وعدہ برحق ہے پھر تم زندگی دنیا کے

الدُّنْيَا ۪ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا ۭ اِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ

جھوٹے دین آؤ۔ اور اللہ سے تمکو غافل نکرے غفلت۔ بیشک شیطان تمہارا دشمن ہے سو تم اسکو دشمن سمجھو۔ اپنی جماعت کو وہ اسی لیے بلاتا ہے کہ وہ

السَّعِيْرِ ۝ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۭ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝

جہنمی ہوجاویں۔ کافروں کے لیے سخت عذاب ہے۔ اور جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے اُنکے لیے بخشش اور بڑا اجر ہے۔

غیر اللہ لیقرء بالرفع و فیہ وجہان احدہما ہو صفۃ لخالق علی المحل و خالق مبتدأ و الخبر محذوف تقدیرہ لکم او للاستفہام و الثانی ان یکون فاعل خالق اسد بل یخلق غیر اللہ شیئا و یقرء بالجر علی الصفۃ لفظا برز فلم یجز ان یکون صفۃ لخالق الذین کفروا یجوز ان یکون مبتدأ و ما بعدہ الخبر و ان یکون صفۃ لخبر او بدلا منہ و ان یکون فی موضع جر صفۃ لاصحاب السعیر من التبیان۔

✤ تفسیر ✤

اسکے بعد خدا تعالیٰ اپنی انعام کو یاد دلاتا ہے فقال یا ایہا الناس لذکروا نعمت اللہ کہ لوگوں میری نعمتوں کو یاد کرو پھر ان نعمتوں کی تفصیل کرتا ہے ہل من خالق غیر اللہ کہ اللہ کے سوا کوئی اور بھی پیدا کرنے والا ہے؟ اسمیں نعمت ایجاد ابتدائی کے طرف اشارہ ہے یرزقکم من السماء و الارض کہ تمکو آسمان اور زمین سے روزی دیوے؟ آسمان سے روزی دینا مینہ برسانا زمین سے روزی دینا میوے اور غلہ پیدا کرنا۔ اسمیں نعمت بقاء کیطرف اشارہ ہے۔ اس استفہام کے بعد آپ ہی جواب دیتا ہے لا الہ الا ہو کہ اسکے سوا اور کوئی نہیں فانی تؤفکون پھر کہاں بہکے چلے جاتے ہو اور اسکے ساتھ اوروں کو بھی شریک کرتے ہو۔ الافک بالفتح الصرف پھرنا بہکنا و بالکسر الکذب لانہ مصروف عن الصدق۔

اصل اول توحید کے بعد دوسری اصل رسالت کو ثابت کرتا ہے فقال وان یکذبوک فقد کذبت رسل من قبلک کہ اے نبی اگر ان لوگوں نے تجھکو جھٹلا دیا ہے تو اس سے سچ نکہ تجھسے پہلے بھی انبیاء جھٹلائے گئے ہیں رسالت اسد کی نعمت ہے اور نعمت کی ناشکری انسان کی عادت ہے والے اللہ ترجع الامور اور ہر بات اللہ ہی کے طرف رجوع کرتی ہے اسکا فیصلہ بھی اسی کے پاس ہے پس اسنے ان منکروں کا بُرا انجام کیا۔ اسکے بعد تیسری اصل کو ثابت کرتا ہے یا ایہا الناس ان وعد اللہ حق فلا تغرنکم الحیوۃ الدنیا و لا یغرنکم باللہ الغرور لے لوگوں اللہ کا وعدہ مرنے اور مرکر دوبارہ زندہ ہونے اور جنت و دوزخ میں جانیکا برحق ہے اور دنیا کی زندگانی پر فریفتہ ہو کر حق سے غافل نہ ہو۔ انسان موت کو بالطبع مکروہ سمجھتا ہے لوگوں کو مرتے ہوئے دیکھکر مرنا مرنا کہتا ہے مگر دنیاوی لذات و شہوات کے نشہ میں اُسکو اپنے مرنے کا خیال بھی نہیں آتا اسلیے آخرت سے غافل ہو کر شب و روز دنیا اور اُسکے لذائذ کی طلب میں رہتا ہے یہ ہے دھوکھا کھانا۔ بعض کم عقل ضعیف الذہن بدرائے ہوتے ہیں ادنی سی بات میں دھوکھا کھا جاتے ہیں بعض اس سے ذرا بہتر ہوتے ہیں وہ دوسرے کے فریب میں آنے سے فریب میں آجاتے ہیں اسلیے اول مرتبہ کے لحاظ سے فلا تغرنکم الحیوۃ الدنیا فرمایا اور دوسرے کے لحاظ سے لا یغرنکم باللہ الغرور ارشاد ہوا۔ الغرور بفتح الغین المبالغۃ فی الغرور و ہو الشیطان۔ ابن السکیت و ابو حاتم۔ و قرئ بضم الغین قال ابن السکیت الغرور بالضم ما یغرک من متاع الدنیا۔ و قیل مصدر غرہ غرورا کالنزوم۔ پھر فرماتا ہے ان الشیطان لکم عدو الخ کہ شیطان تمہارا دشمن ہے تمکو فریب دیکر کرتا ہے سو اسکو دشمن ہی جانکر اسکا کہا نہ مانو اور جو اسکا کہا مانتا ہے تو پھر جہنم کی طرف لیجاتا ہے منکر بناتا ہے پھر منکروں کو سخت عذاب ہے اور جو اسکے فریب میں نہیں آتے ایمان لاتے اور نیک کام کرتے ہیں انکے لیے دار آخرت سے بخشش اور بہتر بدلہ حیات ابدی اور سرور جاودانی۔

أَفَمَن زُيِّنَ لَهُ سُوءُ عَمَلِهِ فَرَآهُ حَسَنًا فَإِنَّ اللَّهَ يُضِلُّ مَن يَشَاءُ وَيَهْدِي مَن يَشَاءُ ۖ فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرَاتٍ ۚ
پھر کیا شیطان جسکے لیے اُسکے بُرے کام بھلے کرکے دکھائے گئے ہوں اور وہ اُنکو اچھا سمجھنے لگا (ایک شخص برابر ہو سکتا ہے) پھر اللہ جسکو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جسکو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے۔ پھر تو ان پر افسوس کھا کھا کر نہ مر۔

إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِمَا يَصْنَعُونَ ۝ وَاللَّهُ الَّذِي أَرْسَلَ الرِّيَاحَ فَتُثِيرُ سَحَابًا فَسُقْنَاهُ إِلَىٰ بَلَدٍ مَّيِّتٍ فَأَحْيَيْنَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ
کیونکہ اللہ خوب جانتا ہے جو وہ کرتے ہیں۔ اور اللہ وہ ہے جو ہواؤں کو چلاتا ہے پھر وہ بادل کو اُٹھاتی ہیں پھر ہم اسکو مُردہ شہر کی طرف ہانک دیتے ہیں پھر ہم اسکے ذریعہ سے زمین کو زندہ کرتے ہیں اُسکے

مَوْتِهَا ۚ كَذَٰلِكَ النُّشُورُ ۝ مَن كَانَ يُرِيدُ الْعِزَّةَ فَلِلَّهِ الْعِزَّةُ جَمِيعًا ۚ إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ ۚ
مرنے کے بعد۔ ہونا حشر کرکے جی اُٹھنا ہے۔ جو عزت چاہتا ہے سو عزت سب اللہ ہی کے پاس ہے۔ کلمہ طیب اُسی کے طرف چڑھکر جاتا ہے اور نیک کام اُسکو بلند کرتا ہے۔

وَالَّذِينَ يَمْكُرُونَ السَّيِّئَاتِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ۖ وَمَكْرُ أُولَٰئِكَ هُوَ يَبُورُ ۝ وَاللَّهُ خَلَقَكُم مِّن تُرَابٍ ثُمَّ مِن نُّطْفَةٍ ثُمَّ جَعَلَكُمْ
اور جو بُرائیوں کے لیے داؤ کرتے ہیں انکو سخت عذاب ہے۔ اور انکا مکر ہی برباد ہوتا ہے۔ اور اللہ نے تمکو خاک سے بنایا پھر نطفہ سے پھر تمکو

أَزْوَاجًا ۚ وَمَا تَحْمِلُ مِنْ أُنثَىٰ وَلَا تَضَعُ إِلَّا بِعِلْمِهِ ۚ وَمَا يُعَمَّرُ مِن مُّعَمَّرٍ وَلَا يُنقَصُ مِنْ عُمُرِهِ إِلَّا فِي كِتَابٍ ۚ إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ ۝
جوڑا جوڑا۔ اور کوئی مادہ بغیر اُسکے خبر کے نہیں پیٹ رکھتی ہے نہ جنتی ہے۔ اور نہ کوئی عمر پاتا ہے اور نہ کسی کی عمر میں کمی کیجاتی ہے مگر کتاب میں لکھا ہوتا ہے۔ البتہ یہ بات اللہ پر آسان ہے۔

❖ تفسیر ❖

یہاں سے شیطان کے فریب کا ذکر کیا جاتا ہے کہ اسکے فریب ایسے ہوتے ہیں کہ بُری باتوں کو اچھا سمجھتے ہیں بُت پرستی کو نجات کا باعث جانتے ہیں پیغمبر کی عداوت کو ثواب سمجھتے ہیں۔ معاذ اللہ انسان جب ایسا تیرہ باطن ہو جاتا ہے تو اُسپر تاریک ضلالت کے بڑے گہرے بڑے بڑے پردے پڑ جاتے ہیں۔ فرماتے ہیں بھلا ایسا شخص اسکے برابر ہو سکتا ہے کہ جس کو خدا اُن اندھیریوں کی موجوں سے نکالکر روشنی میں لایا ہو اُسکو نیک و بد میں کامل تمیز نہ ہو؟ ہرگز دونوں برابر نہیں پس ایسی حالت میں بجز مایوسی کے اور کچھ نہیں اسلیے فرماتا ہے فان اللہ یضل من یشاء الخ کہ اللہ ہی اگر چاہے تو ہدایت ہو سکتی ہے اور اگر وہ نہ چاہے تو اُسی گمراہی میں پڑا رہنے دے۔ اسپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دیتا ہے کہ جب انکی یہ حالت ہے تو آپ انپر افسوس و رنج نہ کھاویں۔

واللہ الذی الخ یہانسے پھر اصل مطلب یعنی اثبات حشر میں کلام شروع ہوتا ہے اور ہوائیں چلانا اور اسسے بادلوں کا اُٹھانا پھر بادلوں کو بلد میت یعنی خشک شہر یا زمین کیطرف روانہ کرکے مینہ برسانا اور اُسکو شاداب کر دینا اپنے عجائب قدرت ذکر فرماکر اسکو قیامت برپا کرنے کا نمونہ بتلاتا ہے چند وجوہ سے اوّل یہ کہ جسطرح وہ مُردہ زمین نے اپنے قابل حیات قبول کرلی اسطرح عضا بھی قبول کرینگے دوم یہ کہ جو قادر مطلق ہوا سے ابر کو جمع کر لیتا ہے اسی طرح عضار انسانیہ کو بھی سوم یہ کہ اسی طرح سے ہم روح کو جسم کیطرف واں کرینگے۔

من کان یرید العزۃ الخ اپنے بتوں کو اسلیے بھی پوجتے تھے کہ عزت و حرمت حاصل ہو یعنی ہر بات میں انکی پرستش سے کامیاب ہیں اسکے جواب میں فرماتا ہے من کان یرید العزۃ فللہ العزۃ الخ کہ جو عزت کا طالب ہے تو عزت بھی اللہ ہی کے ہاں ہر طرح کی موجود ہے پھر اس عزت حاصل کرنیکی ترکیب بتلاتا ہے الیہ یصعد الکلم الطیب الخ یعنی باتیں یعنی کلمہ توحید و تہلیل امر بالمعروف نہی عن المنکر اللہ کے طرف بلند ہو کر جاتے ہیں یعنی مقبول ہوتے ہیں اور عزت حاصل کرتے ہیں جسکی وجہ سے بندے کو بھی عزت ہوتی ہے یعنی نیک بات سے انسان کا بول بالا ہوتا ہے والعمل الصالح یرفعہ اور نیک کام بندے کو بلند مرتبہ کرتا ہے۔ یا یہ معنی کہ نیک کام سے کلمہ طیب بلند ہوتا ہے کوئی نیک بات بغیر نیک کام کے مقبول نہیں ہوتی زبانی خرچ خرچ کچھ کام نہیں آتا حسن۔ مجاہد۔ سعید بن جبیر۔ قتادہ۔ ابو العالیہ۔ ضحاک۔ والذین یمکرون السیئات الخ اور جو بُرے کام کرتے ہیں اور بُری تدبیریں کرتے ہیں وہ ہوجاتی ہیں فوت لاتی ہیں واللہ خلقکم الخ یہاں سے پھر دلائل توحید شروع کرتا ہے وللہ نقص من عمرہ کی ضمیر معمر کی طرف نہیں پھرتی۔ اسکے یہ معنی ہیں کہ ہر انسان کی عمر کا دراز ہونا اور کسی کی عمر کا طبعی عمر سے کم ہونا سب لم الٰہی میں ہے۔

وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرَانِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ سَآئِغٌ شَرَابُهٗ وَهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ۭ وَمِنْ كُلٍّ تَاْكُلُوْنَ لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْنَ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا

اور دو دریا برابر نہیں کہ یہ ایک تو شیریں اُسکا پانی خوشگوار ہے اور یہ کھاری کڑوا۔ اور ہر ایک سے تم تازہ گوشت مچھلیاں کھاتے ہو اور زیور (موتی) نکالتے ہو کہ جسکو پہنتے ہو۔

وَتَرَى الْفُلْكَ فِيْهِ مَوَاخِرَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ

اور تُو جہازوں کو دیکھتا ہے کہ پانی کو پھاڑتے ہوئے چلتے ہیں تاکہ تم اُسکی عنایت سے روزی تلاش کرو اور تاکہ تم شکر کرو۔ وہ رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور آفتاب اور

وَالْقَمَرَ ۭ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۭ وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ۭ اِنْ

بس میں کھا رہے۔ کہ ہر ایک وقت معین پر چلتا ہے۔ یہ اللہ ہے تمہارا رب اسکی بادشاہی ہے۔ اور جنکو تم اُسکے سوا پکارتے ہو وہ کھجور کے چھلکے کے بھی مالک نہیں۔ اگر

تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَاۗءَكُمْ ۚ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ ۭ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ ۭ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ ○

تم انکو پکارو تو وہ تمہارے پکارنے کو نہیں سنتے اور جو سُنیں بھی تو تمھیں جواب نہیں دے سکتے۔ اور قیامت کے دن تمہارے شرک کا انکار کرینگے۔ اور تجھکو خبیر کے مانند کوئی نہیں بتا دیگا۔

ع ۲ ۱۰ ۱۴

سائغ علی فاعل شرابہ مرفوع لاعتمادہ علی ماقبلہ لتبتغوا اللام متعلقۃ۔ بمواخر وبجوان بتعلق بماول علیہ الافعال المذکورۃ یوجج جملۃ مستانفۃ ذلکم مبتدا اللہ خبرہ ربکم خبر ثان لہ الملک الجملۃ خبر ثالث والذین مبتدا مایملکون خبرہ من قطمیر بیان لمفعول یملکون ای لایملکون شیئا من قطمیر۔

✤ تفسیر ✤

وما یستوی البحران یہاں سے اُن دونوں شخصوں کی تمثیل بیان کرتا ہے یعنی اسکی کہ جسکو شیطان نے اندھا کیا بلکہ برعکس میں کر دیا اور اُسکی جو سیدھے رستہ پر چلا جاتا ہے کہ جس طرح شیریں اور کھاری دریا برابر نہیں گو دونوں میں سے تازہ گوشت مچھلیاں اور زیور پہننے کا موتی اور مونگا نکالتے ہیں اور ہر ایک میں کشتیاں بھی جاری ہیں کہ جن سے روزی حاصل ہوتی ہے تجارت کے ذریعہ سے اور یہ شکر گزاری کا موقع بھی ہے۔ اور نیز اس تفاوت میں قادر مختار کی قدرت کاملہ بھی اظہار ہے۔ اسی طرح مؤمن و کافر بھی برابر نہیں گو بہت سے اوصاف میں دونوں مشترک ہیں۔ اور دو دریاؤں کے ذکر سے اس طرف بھی اشارہ ہے کہ انسانی خیالات دریا کی طرح رواں ہیں پر دونوں میں فرق ہے مؤمن کا دریا جو موج زن ہے تو ہیں شیرینی ہے کافر کے دریا میں انجام کار تلخی۔

یولج اللیل الخ یہاں سے اختلاف زمانہ سے اپنے قادر مختار ہونے پر استدلال کر کے یہ فرماتا ہے ذلکم اللہ ربکم یعنی ہے اللہ تمھارا رب اُسی کے قبضہ میں زمین و آسمان رات دن چاند اور سورج ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے والذین تدعون اور جنکو کہ تم اسکے سوا پکارتے ہو اُن کا رب اور خالق ہونا تو درکنار اُن کو کچھ بھی اختیار نہیں اے شیطان کے فریب میں ڈالے ہو تم ان بتوں سے کیا عزت ڈھونڈھتے ہو اوّل تو انکو کچھ اختیار ہی نہیں دوم ان تدعوہم لایسمعوا دعاءکم اگر تم انکو پکارو بھی تو وہ تمھارا پکارنا نہیں سُنتے کیلیے کہ جمادات بے حس و حرکت ہیں سوم ولو سمعوا ما استجابوا لکم اگر فرض کیا جاوے کہ سنتے ہیں تو بھی کچھ فائدہ نہیں کیلیے کہ وہ جواب نہیں دیسکتے اور تمھارا کہا نہیں کر سکتے ویوم القیمۃ یکفرون بشرککم اور قیامت کے دن تمھارے شرک کرنے کا انکار کریں گے اور کہیں گے ما کنتم ایانا تعبدون۔ اور ممکن ہے کہ اس جملہ میں ملائکہ اور جن اور شیاطین اور انبیاء علیہم السلام مراد ہوں کہ جنکو لوگ دنیا میں پوجتے اور پکارتے ہیں ولا ینبئک مثل خبیر بھی پیش آنے والی باتیں کہ قیامت کو وہ اُنکے برخلاف ہو جاویں گے۔ غیب کی باتیں ہیں تجھکو اللہ خبردار نے بتلائیں اور اس خبردار کے برابر کون بتلا سکتا ہے۔

ف فُرات بالضم آب خوش یقال ماء فرات و میاہ فرات۔ سائغ سَوْغ آسان بگلو فرو شدن آب فرو بردن۔ ملح بالکسر نمک ماء ملح لغت منہ ولا یقال مالح الا فی لغۃ رویۃ۔ ماء اُجاج بالضم آب شور اُجوج بالضم مصدر منہ۔ طری تازہ طراوۃ وطراءۃ تازگی۔ قطمیر بالکسر پوست تنک دانہ خرما یا فقط سپید بر پشت دانہ کہ خرما زہ سے روید۔ صراح۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۝ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ۝ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ۝ وَلَا

اے لوگوں تم اللہ کے محتاج ہو۔ اور اللہ ہی بے پرواہ خوبیوں والا ہے۔ اگر چاہے تو تم کو مٹا دے۔ اور بالکل نئی مخلوق لے آوے۔ اور یہ اللہ پر کچھ بھی مشکل نہیں۔ اور کوئی

تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۭ وَاِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اِلٰى حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَيْءٌ وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۭ اِنَّمَا تُنْذِرُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ

کسی کا بوجھ نہ اٹھا دیگا۔ اور اگر کوئی بوجھل کسی کو اپنا بوجھ اٹھانیکو بلاوے تو اسکا کچھ بھی بوجھ بٹایا جائیگا اگرچہ وہ رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو۔ تو تو صرف انہیں کو ڈر سنا سکتا ہے جو بن دیکھے اپنے رب سے ڈرتے ہیں

وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۭ وَمَنْ تَزَكّٰى فَاِنَّمَا يَتَزَكّٰى لِنَفْسِهٖ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ۝ وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۝ وَلَا الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّوْرُ ۝ وَلَا الظِّلُّ

اور نماز پڑھتے ہیں۔ اور جو کوئی سدھرتا ہے تو اپنے ہی لیے سدھرتا ہے۔ اور اللہ ہی کے پاس سب جانا ہے۔ اور برابر نہیں اندھا اور آنکھوں والا۔ اور نہ اندھیریاں اور نہ روشنی۔ اور نہ سایہ

وَلَا الْحَرُوْرُ ۝ وَمَا يَسْتَوِي الْاَحْيَاۗءُ وَلَا الْاَمْوَاتُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۚ وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ ۝ اِنْ اَنْتَ اِلَّا نَذِيْرٌ ۝

اور نہ دھوپ۔ اور برابر نہیں زندے اور مردے۔ اللہ جسکو چاہتا ہے سنواتا ہے۔ اور قبر میں پڑوں کو تو سنانے والا نہیں۔ تو جو ہے تو ایک ڈر سنانیوالا ہے۔

ان شرطیہ یشا شرط مفعولہ محذوف یذہبکم جواب الشرط ویات معطوف علیہ ولذا قرا مجزومین۔ وزر اخری مفعول ولا تزر مستانفۃ قال الفراء ای نفس مثقلۃ بالذنوب قال وہذا یقع للمذکر والمؤنث الحمل بالکسر ایحمل علی الظہر ونحوہ والجمع احمال وحمول۔ والحمل بالفتح ماکان فی البطن او علی راس شجرۃ۔ یقال امرۃ حامل وحاملۃ اذا کانت جبلی۔ قال الازہری۔ ولو وصیلۃ تتعلق بلا یحمل انما تنذر ستانفۃ۔ وللا الحرور فعول من الحر غلب علی السموم وقیل السموم ما یہب نہارا والحرور ما یکون باللیل خاصۃ وقیل عکسہ۔ ولا لتاکید نفی الاستواء وتکریرہا لمزید التاکید۔

✤ تفسیر ✤

جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کفار کو ہدایت پر بلانے میں اصرار ہوا اور مخالفوں کی طرف سے سخت انکار رہا تو کفار کہنے لگے شاید خدا کو ہماری طاعت و عبادت کی سخت ضرورت ہے کہ جسپر امر کرتا ہے اور ترک کرنے پر عذاب سے ڈراتا ہے اسکے جواب میں فرماتا ہے یا ایہا الناس انتم الفقراء الخ کہ اے لوگو تمھیں اللہ کے محتاج ہو اور اللہ جو ہے تو بے پرواہ اور سب خوبیوں والا ہے۔ اسکو کسیکی عبادت و طاعت کی کچھ پروا نہیں تمھارے ہی بھلے کو تمکو عبادت کا حکم دیا جاتا ہے جسپر تمکو اس قدر غرور اور سرکشی ہے اور تم کیا غرور کرتے ہو ان یشا یذہبکم ویات بخلق جدید اگر اللہ چاہے تو تمکو نیست و نابود کرکے اور نئی خلق پیدا کردے اور یہ بات اللہ پر کچھ بھی مشکل نہیں۔ اور نبی علیہ السلام کو بھی تم سے کوئی غرض و مطلب نہیں ہے کیلیے کہ ولا تزر وازرۃ وزر اخری الخ قیامت کو کوئی کسیکا بار گناہ نہ اٹھاویگا تم جو کروگے آپ بھگتوگے اور قیامت کے دن کوئی گناہگار اپنے بار گناہ کے اٹھانے کو کسی سے کہیگا تو کوئی نہ اٹھاویگا گو وہ اہل قرابت ہی کیوں نہوں نفسی نفسی کا بازار گرم ہوگا۔ اسمیں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ کوئی اپنی برادری اور کسی فرضی معبود پر گھمنڈ کرے وہاں کوئی کسی کے کام نہیں آویگا۔ عیسائیوں کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ ہمارے گناہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اٹھالے گئے اور ہماری عوض آپ معاذ اللہ تین روز جہنم میں رہے اسکا بھی ابطال کردیا کہ یہ خیال غلط ہے کسی کے جرم میں کوئی کیوں پکڑا جاوے؟ اور جو یہ آیت اس آیت کے مخالف نہیں ولیحملن اثقالہم واثقالا مع اثقالہم کیونکہ اسمیں بھی اور وہ بوجھ اٹھانا آیا ہے تو وہ بھی دراصل انہیں کا بوجھ ہے کہ انہوں نے لوگوں کو گمراہ کردیا تھا۔

انما تنذر الذین الخ فرماتا ہے اے نبی (علیک السلام) تیرا وعظ و پند اور ڈر سنانا انہیں کو نافع اور کارآمد ہے جو غائبانہ اپنے اللہ سے ڈرتے ہیں اور یہ بھی ڈر سے کہ من تزکی الخ جو کوئی اصلاح پذیر ہوتا ہے اور نیکبختی اختیار کرتا ہے تو اسکا فائدہ اُسی کے لیے ہے اللہ اور نبی کو کوئی فائدہ نہیں والی اللہ المصیر اور اللہ ہی کے پاس لوٹ کر جانا ہے ہر شخص اپنے کیے کا بدلہ وہاں پاویگا۔ اور جو گمراہ اپنی گمراہی پر کیا نازاں ہیں کافر و مؤمن برابر نہیں ہوسکتے جیسا کہ اندھا اور آنکھوں والا اور روشنی اور اندھیرا اور سایہ اور دھوپ اور مردہ اور زندہ برابر نہیں ویسے کافر و مؤمن کی مثالیں ہیں۔

پھر فرماتا ہے ان اللہ یسمع من یشا الخ کہ یہ ہدایت و گمراہی اللہ کیطرف سے ہے اللہ جسکو چاہے سناوے یعنی ہدایت دے اور اے نبی تو مُردوں کو نہیں سنا سکتا یعنی کفار بمنزلہ مُردوں کے ہیں ان میں ہدایت کا مادہ ہی نہیں مگر اتمام حجت کے لیے تیرا کام ہر ایک کو متنبہ کردینا ہے ان انت الا نذیر۔

إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَّنَذِيرًا وَإِن مِّنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ ۝ وَإِن يُكَذِّبُوكَ فَقَدْ كَذَّبَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ

ہمنے بھیجا ہے تجھکو دین حق دیکر خوشی اور ڈر سنانے کو۔ اور کوئی فرقہ نہیں جسمیں کوئی ڈر نہ آچکا ہو۔ اور اگر وہ تجھے جھٹلاویں تو اُنسے پہلوں نے بھی جھٹلایا ہے۔

جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ وَبِالزُّبُرِ وَبِالْكِتَابِ الْمُنِيرِ ۝ ثُمَّ أَخَذْتُ الَّذِينَ كَفَرُوا فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ ۝

انکے پاس رسول نشانیاں اور صحیفے اور روشن کتاب لیکر آئے تھے۔ پھر میں نے منکروں کو پکڑ لیا پھر کیسا ہوا میرا عذاب۔

ع

باالحق متعلق بارسلنا ویکون ان یکون حالا ای متلبسا بالحق۔ وکذا البشیر او نذیرا حالان ویکون ان یکون مفعولا لاجلہ۔ وان یکذبوک شرط وجوابہ محذوف ای فاصبر کما صبر الانبیاء وقد کذب الخ دلیل لہ۔ زبر جمع زبور بالفتح۔ قال فی الصراح زبر بالکسر نوشتہ زبور بالضم ج وبالفتح نبشتہ وہو فعول بمعنی مفعول وکتاب داؤد علیہ السلام انتہی۔

✤ تفسیر ✤

جبکہ یہ فرمایا تھا کہ ان انت الا نذیر اسکے بعد یہ بھی فرمایا انا ارسلناک بالحق بشیرا ونذیرا کہ اے نبی آپ اپنی طرف سے نذیر نہیں بنگئے ہیں بلکہ ہمنے تجھکو بشیر ونذیر بنا کر بھیجا ہے اور یہ کوئی نئی بات نہیں ہے وان من امۃ الا خلا فیہا نذیر ایسا کوئی گروہ اور کوئی قوم نہیں کہ جسمیں نذیر یعنی نبی بنا کر نہ بھیجا ہو وہ قومیں بھی اپنے انبیاء سے اسی طرح سے پیش آئی ہیں۔ جلالین میں ہے نذیر نبی ینذر بہا۔ بیضاوی فرماتے ہیں من نبی او عالم ینذر عنہ والا کتفار بذکرہ للعلم بان النذارۃ قرینۃ البشارۃ۔ اور کئی جگہ قرآن مجید میں اسی مضمون کی آیتیں آئی ہیں الا خلا فیہا نذیر وکل قوم ہاد۔ ولقد بعثنا فی کل امۃ رسولا۔ وما کنا معذبین حتی نبعث فی امہا رسولا۔ ان آیات اور باعث ارسال رسل پر نظر کرکے اہل حق قاطبۃً اس بات کے قائل ہیں کہ بنی اسرائیل اور ملک شام کی کچھ خصوصیت نہیں ہر ملک اور ہر قوم اور ہر زمانے میں خدا تعالیٰ کی طرف سے داعی موجود رہا ہے یا وہ خود نبی ہوا اسکے جانشین اور علماء اوکتاب ہو عام ہے کہ وہ نبی کے پیرو اسکے مذہب کے داعی اسی خاص طریقہ پر ہوں یا زمانہ کے انقلابات سے ان میں کچھ افراط تفریط ہوگئی ہو جسکو تحریف وتبدیل کہتے ہیں ہاں جب وہ تحریف وتبدیل اس درجہ کو پہنچ گئی ہو کہ اصل منشاء نبوت کو پورا کرنے سے قاصر ہوگئی تب دوسرا نبی یا کوئی مجدد بھی خدا کی طرف سے مبعوث کیا گیا ہے اور ایسے ہی انتظار کے وقت کو زمانۂ فترت کہتے ہیں۔ یعنی وحی بند ہوجانے کا زمانہ۔ کل امۃ وکل قوم کا لفظ یہ چاہتا ہی کہ ایک زمانہ میں ایک ملک میں ہر ہر قوم کا ایک ایک جدا نبی ہو گو ایسا بھی ہوا ہو اور اسی لیے ایک قوم میں ایک زمانہ میں کئی کئی نبی پائے گئے ہیں مگر نذیر اور ہاد کا لفظ خاص نبی ہی کے لیے مختص نہیں جیسا کہ بیضاوی نے تعمیم کردی ہے بلکہ اسکے پیروؤں کو بھی شامل ہے البتہ اس بات سے بھی ماننا پڑیگا کہ گو نبی صاحب شریعت وکتاب صدہا برسوں تک اور بہت سی قوموں اور ملکوں کے لیے ایک ہی ہو مگر ہر قوم میں اسکے پیرو داعی ضرور بھیجے گئے ہیں اب انکا ہمکو علم ہو یا نہو۔ پس جسقدر انبیاء علیہم السلام کا قرآن واحادیث میں ذکر آگیا ہے انکی تصدیق یقینی وتعینی طور پر واجب ہے اور باقی کو اجمالاً برحق کہنا شیوۂ اسلام ہے۔ اسمیں ہند۔ فارس۔ روم۔ عرب کوئی ملک کیوں نہو۔ اب رہے ان ملکوں کے مشاہیر کا برا نکی نسبت انکے طریقہ کو دیکھکر بشرطیکہ وہ انہیں کا مروج طریقہ ہو ہم خیال ظاہر کرینگے ورنہ علم الٰہی کے سپرد کرینگے ہاں انکے اس طریقہ میں جو مروج ہو رہا ہے اور انکے پیرو انکی طرف منسوب کرتے ہیں اگر کچھ خرابی ہی تو ضرور کہیں گے کہ یہ طریقہ منجانب اللہ نہیں خواہ محرف ہوجانے کے سبب سے یا اس سبب سے کہ وہ اصل ہی خود تراشیدہ ہے۔ مگر خاتم المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ سلسلہ بند ہوگیا صرف آپ کے مجددین ہی نذیر اور ہر قوم کے ہادی اور داعی رہیں گے واللہ اعلم۔

وان یکذبوک الخ یہ سیدنا محمد صلعم کو تسلی اور منکروں کو تہدید ہے کہ پہلے لوگوں کے پاس بھی انکے انبیاء معجزات وصحیفے اور روشن کتابیں لیکر آئے لوگوں نے جھٹلایا ہاں سے آخر عذاب آیا۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجْنَا بِهٖ ثَمَرٰتٍ مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهَا وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌۢ بِيْضٌ وَّحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهَا

کیا تو نے نہ دیکھا کہ اللہ نے آسمان سے پانی اُتارا پھر ہم نے اُس سے مختلف رنگ کے پھل پیدا کیے۔ اور پہاڑوں میں دھاریاں ہیں سفید اور سرخ کہ جنکی رنگتیں مختلف ہیں

وَغَرَابِيْبُ سُوْدٌ ۝ وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَآبِّ وَالْاَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ كَذٰلِكَ ؕ اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ؕ

اور کالے بھجنگ۔ اور آدمیوں اور کیڑوں اور چارپایوں کی بھی اسی طرح مختلف رنگتیں ہیں۔ اللہ سے تو اُسکے بندوں میں صرف علم والے ڈرتے ہیں۔ بیشک

اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ غَفُوْرٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً يَّرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ ۝

اللہ زبردست بخشنے والا ہے۔ جو لوگ کہ اللہ کی کتاب پڑھتے ہیں اور نماز ادا کرتے ہیں اور ہمارے دیے میں سے چھپا کر اور ظاہر کر کے خرچ کرتے ہیں وہ ایسی سوداگری کے امیدوار ہیں جس میں کبھی گھاٹا نہیں

لِيُوَفِّيَهُمْ اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّهٗ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ۝ وَالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا

تاکہ انکو اللہ انکا پورا بدلہ دے اور اپنے فضل سے اور بڑھتی دے۔ کیونکہ وہ بخشنے والا قدردان ہے۔ اور وہ جو ہمنے تجھپر کتاب اُتاری وہی برحق ہے تصدیق کرنیوالی

لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِعِبَادِهٖ لَخَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ ۝ ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۚ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ

اپنے سے پہلے کی۔ البتہ اللہ اپنے بندوں سے خبردار نگہبان ہے۔ پھر ہمنے اپنی کتاب کا انکو وارث کیا کہ جنکو ہمنے اپنے بندوں میں سے برگزیدہ کیا پھر انمیں سے کچھ تو اپنے لیے ظالم ہیں اور کچھ

مُّقْتَصِدٌ ۚ وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ۝

درمیانی چال ہیں اور کچھ اُن میں سے نیکیوں میں آگے بڑھنے والے ہیں اللہ کے حکم سے۔ یہی بڑا فضل ہے۔

الوانہا مرفوع مختلف وجدد بضم الدال جمع جدۃ وہی الطریقۃ وبقرأ بضمہا وہو جمع جدید کسریر وسرر قال الجوہری الجدۃ الخطۃ التی فی ظہر الحمار تخالف لونہ والجدۃ الطریق والجمع جدد وجدائد۔ قال المبرد طرائق خطوط وغرابیب سود عطف علی بیض وعلی جدد کانہ قیل ومن الجبال ذو جدد مختلفۃ اللون ومنہا غرابیب متحدۃ اللون۔ وغرابیب جمع غربیب ہو الشدید السواد الذی یشبہ لونہ لون الغراب والغرابیب تاکید للسود وحق التاکید التاخیر فصل فی جوابہ ہو تاکید مضمر یفسرہ سود کما جاء فی قول النابغۃ ؎ الموٴمن العائذات الطیر یمسحہا ۔ والطیر عطف بیان للعائذات وہو الشاہد ۔ ومن الجبال ستانفۃ کانہ قال واخرجنا بالماء ثمرات مختلفۃ الالوان وفی الاشیاء الکائنات من الجبال جدد والہ علی قدرتہ ویمکن ان یکون معطوفا کذلک فی موضع نصب ای اختلافا مثل ذلک العلماء مرفوع لکونہ فاعلا یخشی۔ یرجون خبر ان الذین لیوفیہم یتعلق بیرجون۔

✤ تفسیر ✤

یہ ایک اور دلیل اسکی وحدانیت پر ہے فقال الم تر ان اللہ انزل من السماء کذلک تک۔ اوپر سے پانی برسنا اور اُس سے مختلف رنگتوں کے پھل پیدا ہونا مخاطبین کے نزدیک ایک یقینی اور ظاہر بات تھی جس لیے الم تر استفہام تقریری کے ساتھ کلام شروع کیا۔ ایک پانی سے جو آسمان سے نازل ہوتا ہے مختلف رنگتوں کے میوے پیدا ہونا صریح دلیل ہے کہ یہ کسی قادرِ مطلق کی کاریگری ہے ورنہ طبیعت اور مادہ سب میں یکساں ہے اور علتِ فاعلیہ بھی ایک ہے پر یہ اختلاف کیوں ہو گیا؟۔ اگر کوئی یہ کہے کہ یہ اختلافات زمین کی وجہ سے ہے دیکھو کہیں بعض نباتات پیدا نہیں ہوتے اور کہیں بکثرت پیدا ہوتے ہیں اسکا جواب دیتا ہے ومن الجبال جدد بیض وحمر مختلف الوانہا وغرابیب سود کہ اچھا یہ زمین میں اختلاف کس کی وجہ سے پیدا ہوا کس نے زمین کے ٹکڑوں میں مختلف تاثیریں بخشیں؟ زمین کے ایک بڑے سخت حصہ پہاڑوں کو دیکھو جو اپنی صلابت کی وجہ سے دوسرے کے اثر کو بمشکل قبول کرتے ہیں وہ کسکا یہ قدرت ہے کہ جس نے رنگ برنگ کی ان بلند پہاڑوں میں دھاریاں ڈالیں ہیں کہ کہیں ایک سفید دھاری چلی آتی ہے اوپر سے لیکر نیچے تک سفید پتھروں کی تہہ چڑھی ہوئی ہے جہاں تک کھودتے چلے جاوگے وہی سفید نکلتا چلا آویگا اور اُسکے آس پاس اور رنگ کا پہاڑ ہے اسی طرح سے کہیں سرخ رنگ ہے اور کہیں نہایت سیاہ پھر یہ اختلاف کس لئے کیا؟ اور جمادات اور نباتات پر کیا موقوف ہے حیوانات میں بھی یہی اختلافات ہیں۔

حیوانات میں اشرف المخلوقات انسان کو دیکھو وہ بھائی ایک ماں ایک باپ ایک مُلک پھر ایک کالا ایک گورا والدہ اب اور زمین پر چلنے والوں کو یعنی کیڑے مکوڑے سانپ وغیرہ کو دیکھو کہ ایک ہی قسم کے جانوروں کی کیسی مختلف رنگتیں ہیں کوئی سانپ سیاہ ہے کوئی زرد کوئی کوڑیالا ایک ہی میں کئی رنگتیں (مکھی دھاریاں پڑی ہوئی ہیں اور اسی طرح الانعام چارپایوں کا حال ہے کوئی بیل سفید کوئی سرخ کوئی سیاہ پھر ایک ہی میں کئی رنگتیں کان سفید تو تمام سیاہ کسی کی کمر سرخ باقی سیاہ علی ہذا القیاس وہ کون ہے کہ جس نے اپنے مختلف رنگوں کی کوچیں پھیرے ہیں پس جو ان باتوں میں غور کرتے ہیں تو وہ خدا تعالیٰ ہی کا یہ قدرت دیکھتے ہیں اور اُسکی قدرت و جبروت کا خیال کر کے ڈرتے ہیں انما یخشی اللہ من عبادہ العلمار کے یہ معنی ہیں جو اُسکو قادر و مختار جانتے ہیں وہ اُس سے ڈرتے اور اُسکا احسان مانتے ہیں کہ اُسنے ہمکو انسان بنایا اور ایسا بنایا چاہتا تو گدھا بنا دیتا اور انسان ہی بناتا تو لولا لنگڑا کر دیتا یا سمجھ پیدا کر دیتا اور وہ جو چاہے کر دے۔ پھر جو اللہ سے ڈرتے ہیں اللہ اُنپر فضل کرتا ہے کیونکہ ان اللہ عزیز غفور۔

وہ کون لوگ ہیں ان الذین یتلون کتاب اللہ و اقاموا الصلوٰۃ و انفقوا مما رزقنٰھم سرًا و علانیۃ یرجون تجارۃ لن تبور وہ ہیں جو اللہ کی کتاب قرآن مجید پڑھتے ہیں اور اُسپر عمل کرتے ہیں اور منجملہ اعمال کے بدنی عبادات میں سے سب کا اصل الاصول نماز ہے اسکو دل سے ادا کرتے ہیں اور مالی عبادت بھی ادا کرتے ہیں سب مال نہیں بلکہ اسمیں سے ایک حصہ اللہ کی راہ میں دیتے ہیں چھپا کر بھی اور ظاہر کر کے بھی۔ چھپا کر دینا بہتر ہے اور اگر ریاکاری کا اندیشہ نہیں تو ظاہر کر کے دینے میں بھی کچھ مضائقہ نہیں۔ اور ممکن ہے کہ چھپا کر دینے سے اشارہ صدقۂ نافلہ کی طرف ہو اور ظاہر کر کے دینے سے مراد زکوٰۃ ہو کیونکہ یہ ظاہر کر کے دیجاتی ہے (کرنی) یہ لوگ ایک ایسا سودا یا تجارت کر رہے ہیں کہ جسمیں کبھی نقصان نہ ہوگا کیونکہ ایسے اعمال کی جزا خیر کا اللہ نے قطعی وعدہ کر لیا ہے کما قال تعالیٰ لیوفیھم اجورھم یہ اسلیے کہ اللہ انکو انکے کاموں کا پورا بدلہ دے گا بلکہ و یزیدھم من فضلہ اپنے فضل و کرم سے اور بھی بڑھکر دیگا محنت سے زیادہ اجر دیگا کس لیے انہ غفور شکور وہ بخشنے والا ہے اور بڑا قدردان ہے کوئی اخلاص کے ساتھ نیکی کرتا ہے اسکا نہ صرف اسکو بلکہ اسکے متعلقین کو بھی بدلا دیتا ہے بڑی غریب پرور قدردان سرکار ہے۔ جن لوگوں نے اللہ کے راہ میں کوششیں کی ہیں آج تک اُنکو تو کیا اُنکی ذرّیت کو بھی عزت کی نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے۔

دونوں آیتوں میں بڑی حکمت رکھی گئی ہے انما یخشی اللہ میں عمل قلب کے طرف اشارہ ہے جو جمیع حسنات کا اصل الاصول ہے اور ان الذین یتلون میں عمل زبان کے طرف اشارہ ہے کہ انکی زبان ذکر الٰہی سے تر رہتی ہے اور اقاموا الصلوٰۃ میں عبادت بدنی کے طرف اشارہ ہے جسمیں تمام اعضاء اور روح بھی شریک ہوا و انفقوا میں مالی عبادت کے طرف اشارہ ہے اور تمام حسنات کے دو ہی جانب ہیں ایک اللہ کی تعظیم دوسری خلق خدا پر احسان کرنا سو ان جملوں میں دونوں آگئیں۔

اسکے بعد مسئلہ رسالت کو ثابت کرتا ہے اور رسالت کی عمدہ ترچیز کتاب اللہ ہے اسلیے فرماتا ہے والذی اوحینا الیک من الکتٰب ھو الحق کہ وہ کتاب جو ہمنے تیرے پاس اے محمد بھیجی ہے یعنی قرآن مجید وہ برحق کتاب ہے پھر جو اُسمیں وعدے کیے گئے ہیں وہ بھی برحق ہیں اُس سے اس تجارت کے نافع ہونے کا بھی وثوق دلایا گیا ہے۔ الحق کا لفظ ایک بڑی قوی دلیل کے طرف اشارہ ہے جو قرآن کے کتاب آسمانی ہونے پر قائم کیجاتی ہے اسکے تمام مطالب عالیہ پر غور کر جاؤ پھر اسکی خوبی آپ ظاہر ہو جاویگی ؎ آفتاب آمد دلیل آفتاب ؎ مصدقا لما بین یدیہ یہ دوسری دلیل ہے کہ انگلی کتابوں کے کوئی بات برخلاف نہیں پھر اُنکی شخص جو اگلی کتابیں نہ پڑھا ہو بغیر الہام الٰہی کے اُن کے مطابق کلام کر سکتا ہے؟ امام رازیؒ ساتویں جلد کے صفحہ ۴۰ میں فرماتے ہیں وجواب عن سوال الکفار و مواھنھم کانوا یقولون بان التوراۃ و ما فیھا کذاو الانجیل کذا فیہ کذا و کانوا یقترون من التشکیک وغیرہ و کانوا یقولون بان القرآن فیہ خلاف ذلک فقال التوراۃ والانجیل لم یبق بھما ثوق بسبب تغییر کم فھذا القرآن ما ورد فیہ ان کان فی التوراۃ فھو حق و باق علی ما نزل و ان لم یکن فیہ او کان فیہ خلاف فھو لیس من التوراۃ فالقرآن مصدق للتوراۃ۔ خلاصہ یہ کہ موجودہ انجیل و تورات قابل اعتبار نہیں اگر قرآن کے موافق ہے تو ٹھیک ہے اور جہاں مخالف ہے وہ غلط ہے محرف ہے اسی پر جمہور اہل اسلام کا اتفاق ہے پس جو جواب تفسیر حقانی میں ایک منصف عیسائی یہ کہتا ہے توریت و انجیل موجودہ حرفاً حرفاً برحق ہے اور اس بات کو امام رازیؒ کے طرف منسوب کرتا ہے محض غلط اور سخت دھوکا ہے۔

جَنّٰتُ عَدْنٍ یَّدْخُلُوْنَهَا یُحَلَّوْنَ فِیْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا وَلِبَاسُهُمْ فِیْهَا حَرِیْرٌ ۝ وَقَالُوا الْحَمْدُ

ہمیشہ رہنے کے باغ کہ جنمیں جاوینگے وہاں انکو زیور پہنایا جاویگا سونے کے کنگن اور موتی۔ اور وہاں انکی پوشاک ریشمی ہوگی۔ اور کہیں گے شکر ہے

لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ؕ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرُ ۝ الَّذِیْٓ اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ لَا یَمَسُّنَا فِیْهَا نَصَبٌ وَّلَا یَمَسُّنَا

اللہ کا کہ جسنے ہمسے غم دور کر دیا۔ بیشک ہمارا رب معاف کرنیوالا قدردان ہے۔ وہ کہ جسنے ہمکو اپنے گھر میں اپنے فضل سے اتارا کہ جہاں ہمکو نہ کوئی رنج پہنچے گا

فِیْهَا لُغُوْبٌ ۝ وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ ۚ لَا یُقْضٰى عَلَیْهِمْ فَیَمُوْتُوْا وَلَا یُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِیْ كُلَّ كَفُوْرٍ ۝

نہ کوئی تکلیف۔ اور وہ جو منکر ہوگئے انکے لیے جہنم کی آگ ہے۔ نہ انپر حکم پہنچیگا کہ مریں اور نہ انکے عذاب میں کچھ کمی ہوگی۔ ہم ہر ایک ناشکرے کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں ع

وَهُمْ یَصْطَرِخُوْنَ فِیْهَا ۚ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَیْرَ الَّذِیْ كُنَّا نَعْمَلُ ؕ اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا یَتَذَكَّرُ فِیْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَآءَكُمُ النَّذِیْرُ ۚ فَذُوْقُوْا فَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ نَّصِیْرٍ

اور وہ وہاں چلا ویگے کہ اے ہمارے رب ہمکو نکال کہ ہم اچھا کام کریں وہ کہ جو کیا کرتے تھے۔ (ہم کہینگے) کیا ہمنے تمکو اتنی عمر نہ دی تھی کہ جسمیں سمجھنے والا سمجھ سکتا اور تمہارے پاس ڈر سنانے والا آیا۔ پھر چکھو ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔

کتاب اللہ کی خوبی بیان کرکے جو لوگ نبی کے وارث ہوئے انکی کیفیت بیان فرماتا ہے ثم اورثنا الکتب الذین اصطفینا من عبادنا فمنہم ظالم لنفسہ منہم مقتصد ومنہم سابق بالخیرات باذن اللہ کہ پھر ہمنے اپنے برگزیدہ بندوں کو قرآن کا وارث کیا یعنی ایماندروں کو بیشک ایمان لانیوالے کافروں کے مقابلہ سے برگزیدہ ہوتے ہیں پھر ان ایماندروں کی تین قسم ہیں بعض تو گنہگار ہیں اپنی جان پر کبائر وصغائر کرکے ظلم کر رہے ہیں یعنی اس کتاب پر ایمان تو لے عمل نہیں کرتے اور بعض ان میں سے درمیانی حالت میں ہیں عامل تو ہیں مگر پورے عامل نہیں اور بعض کامل ہیں ایمان بھی ہے اور عمل بھی پورا ہے ہر ایک نیک کام میں پیشقدمی کرتے ہیں۔ مقاتل اور کلبی اور ابو یوسف اور جبہو۔ کا یہی قول ہے اور ابن عباسؓ بھی یہی فرماتے ہیں۔ احمد اور ترمذی نے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی شرح میں فرمایا کہ یہ سب جنت میں داخل ہونگے۔ اسکے اسناد میں دو راوی مجہول ہیں۔ اور احمد وابن ابی حاتم وطبرانی وحاکم نے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کو پڑھکر فرمایا کہ سابق بالخیرات وہ لوگ ہیں کہ جنت میں بغیر حساب داخل ہونگے اور مقتصد وہ ہیں جو کسی قدر حساب دیکر جاوینگے اور ظالم لنفسہ وہ ہیں جو محشر میں روک دیے جاوینگے پھر اللہ ان کو اپنی رحمت سے جنت میں لیجاویگا۔ اور بھی روایات ہیں اور لغوی معنی کے لحاظ سے مفسرین کے اور بھی اقوال ان تینوں کے بیان میں آئے ہیں۔

مگر بعض مفسرین یہ بھی کہتے ہیں کہ کتاب سے مراد جنس کتاب ہے اور الذین اصطفینا سے مراد انبیاء اور فمنہم سے مراد ان کی امت دعوت ہے کہ ان میں سے ظالم یعنی کافر بھی ہوئے اور مقتصد نیک بھی اور سابق بالخیرات اعلی درجہ کے لوگ بھی تھے۔ لیکن قوی تر اول قول ہے اور سیاق کلام اسی کو ترجیح دیتا ہے۔

فسر ذالک ہو الفضل الکبیر کہ یہ کتاب کا وارث ہونا اور نیک ہونا بڑا فضل الٰہی ہے پھر اس فضل کبیر کا نتیجہ بیان فرماتا ہے جنات عدن الخ قولہ تعالیٰ یعقوب کہ انکے لیے ہمیشہ رہنے کے باغ ہونگے جہاں وہ آرائش اور تجمل کے ساتھ رہا کرینگے عمدہ لباس پہنیں گے اور اللہ کی تعریف کرینگے کہ اس نے ہماری دنیاوی تکالیف کو دور کر دیا ہمارا رب معاف کرنے والا قدردان ہے اس نے ہمکو ہمیشہ رہنے کی جگہ دی کہ جہاں نہ ہمکو کوئی تکلیف ہے نہ مشقت نہ وہاں بیماری اور بڑھاپے کا ڈر نہ موت کا خطرہ معیشت کا فکر نہ کوئی رنج۔

والذین کفروا الخ یہاں سے منکرین کا حال بیان فرماتا ہے کہ دوزخ کی آگ میں ڈالے جاویں گے جہاں نہ ان کو موت آویگی کہ مرکر چھوٹ جاویں نہ انکے عذاب میں کمی ہوگی وہ وہاں روئیں گے چلاویں گے دانت پیسیں گے اور کہیں گے اے رب ہمکو یہاں سے نکال دے دنیا میں بھیجدے کہ وہاں جاکر نیک کام کریں گے اس کے جواب میں ملائکہ کہیں گے کہ کیا ہمکو سمجھنے کے قابل عمر نہ دی تھی بھر اتنی عمر تک وہاں رہکر نہ سمجھے اور اسپر بھی بس نہ کیا بلکہ تمہارے پاس خوف دلانے والے بھی بھیجے پھر اب تم انکا مزہ چکھو تمہارا کوئی حمایتی نہیں۔

إِنَّ اللَّهَ عَالِمُ غَيْبِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝ هُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلَائِفَ فِي الْأَرْضِ ۚ فَمَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ

بیشک اللہ آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ چیزیں جانتا ہے البتہ وہ دلوں کی باتیں بھی خوب جانتا ہے۔ وہی ہے جس نے تمکو زمین میں جانشین کیا۔ پھر جسنے انکار کی سو اسکی انکار کا

كُفْرُهُ ۖ وَلَا يَزِيدُ الْكٰفِرِينَ كُفْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ إِلَّا مَقْتًا ۖ وَلَا يَزِيدُ الْكٰفِرِينَ كُفْرُهُمْ إِلَّا خَسَارًا ۝ قُلْ أَرَءَيْتُمْ شُرَكَاءَكُمُ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ

وبال اُنہیں پہنچے۔ اور کافروں کا کفر اُنکے رب کے نزدیک ناراضی کے سوا اور کچھ نہیں بڑھاتا اور کافروں کا کفر اُنکے نقصان کے کچھ نہیں بڑھاتا۔ کہہ بھلا دیکھو تو اپنے اُن معبودوں کو کہ جنکو تم اللہ کے

دُونِ اللَّهِ ۖ أَرُونِي مَاذَا خَلَقُوا مِنَ الْأَرْضِ أَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ۖ أَمْ ءَاتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا فَهُمْ عَلٰى بَيِّنَتٍ مِنْهُ ۚ بَلْ إِنْ يَعِدُ الظّٰلِمُونَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا

سوا پکارتے ہو دکھلاؤ کہ اُنھوں نے زمین میں کیا پیدا کیا ہے یا انکا کچھ حصہ آسمانوں میں ہے۔ یا اُنھ پہلے کوئی کتاب ہی ہم نے دی ہے کہ وہ اُسی کی سند رکھتے ہیں۔ بلکہ ظالم آپس میں ایک دوسرے کو محض فریب

إِلَّا غُرُورًا ۝ إِنَّ اللَّهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ أَنْ تَزُولَا ۚ وَلَئِنْ زَالَتَا إِنْ أَمْسَكَهُمَا مِنْ أَحَدٍ مِنْ بَعْدِهِ ۚ إِنَّهُ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا

دیا کرتے ہیں۔ اللہ ہی آسمانوں اور زمین کو تھام رہا ہے کہ ٹل نہ جاویں۔ اور اگر وہ ٹل جاویں تو اُسکے بعد اور کوئی تھام نہیں سکتا۔ البتہ وہ تحمل الا حافہ کنیوالا ہے

علم غیب قرأ الجمہور بالاضافۃ وقرئ بالتنوین ونصب غیب خلائف جمع خلیفۃ ویقال للمستخلف خلیفۃ وخلیف وجمع الاول خلائف والثانی علی خلفاء ارونی بدل اشتمال من ارءیتم ارونی ای شیء خلقوا من الارض وفصل ارءیتم وارونی بتکریر العامل للفصل وقد عمل الثانی علی قول البصریین۔ ام لہم وام اتیناہم الضمیر یعود الی الشرکاء وام فی الموضعین منقطعۃ بمعنی بل والہمزۃ فیہا ضرب من الاستفہام وشرع فی استفہام آخر ان نزولا لاجل ان تزولا ویجوز ان یکون مفعولا لہ ای مخافۃ ان تزولا۔

✤ تفسیر ✤

کافر جو دوزخ میں کہیں گے ہمکو بار دگر دنیا میں بھیج دیجئے کہ اچھے کام کریں گے اسکے جواب میں فرماتا ہے ان اللہ علم غیب السمٰوٰت الخ خدا تعالیٰ آسمان وزمین کے اندر کی سب چیزیں جانتا ہے دلوں کے حالات وخیالات سے بھی بخوبی واقف ہے یعنی وہ ہر بات کو خوب جانتا ہے اگر تم بار دگر دنیا میں جاؤ گے تو پھر بھی وہی بدکام کرو گے جیسا کہ ایک جگہ فرمایا ہے ولو ردوا لعادوا لما نہوا عنہ اور اسمیں اس شبہ یا اعتراض کا بھی جواب ہے کہ جرم کا ارتکاب تو دنیا کی عمر تک ہوا جو پچاس ساٹھ برس یا کم زیادہ کی تھی پھر ہمیشہ جہنم میں رکھکر سزا دینا جزا سیئۃ سیئۃ مثلہا کے خلاف ہے جواب یہ ہے کہ وہ علام الغیوب سے جانتا ہے اگر تم ہمیشہ زندہ رہتے تو ہمیشہ اسی کفر پر رہتے ہو الذی جملکم سے الاخسارا تک یہ بات بیان فرماتا ہے کہ دنیا میں کونسی بات تمکو نہیں دی گئی تھی تمکو خلیفہ بنایا گیا تم خلق پر تمکو حکومت دی گئی تھی دنیا کے کاروبار خوب سمجھتے تھے صناعی وحرفت ودیگر فنون میں بڑے اُستاد اور عقل کُل تھے پھر خدا تعالیٰ کی توحید اور رسولؑ کی رسالت اور دار آخرت کا مسئلہ سمجھ میں آیا نفس امارہ پر حکومت نہ کی گئی اسکو بدخواہشوں سے نہ روکا گیا؟ اب تمہارے کفر کا وبال تمہیں پر ہے اور تمہارے کفر نے تمہارا ہی نقصان کیا ہمارا کیا بگاڑا؟۔

قل ارءیتم شرکاءکم الخ یہاں سے پھر توحید کا مسئلہ شروع کرتا ہے اور مشرکوں کو صریح الزام دیتا ہے کہ انسے دریافت کرو کہ تمہارے ان معبودوں نے آسمانوں اور زمین میں سے کونسی چیز بنائی ہے؟ یا انکا کوئی حصہ ہے یا تمہارے پاس کوئی آسمانی سند ہے کہ اللہ نے کتاب آسمانی میں یہ بات بتلادی ہو؟ صرف تمہارے دھکوسلے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام خدا کے بیٹے تھے بلکہ خدا یا مہادیو لکشمی اور برہما دنیا کے پیدا کرنے میں شریک تھے یا یہ کہ رزق روزی فلاں دیتا ہے بیماری فلاں دفع کرتا ہے بلکہ ان اللہ یمسک السمٰوٰت والارض الخ اللہ ہی اپنے ید قدرت سے آسمانوں اور زمین کو تھامے ہوئے ہے اور اگر وہ بگڑ جاویں یا اپنی جگہ سے ٹل جاویں تو پھر کون ان کو قائم کر سکتا ہے وہ حلیم ہے تمہاری ان باتوں پر صبر و برداشت کرتا ہے اور تمہاری بیہودہ باتوں سے درگزر کرتا ہے۔

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ لَّيَكُوْنُنَّ اَهْدٰى مِنْ اِحْدَى الْاُمَمِ فَلَمَّا جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ مَّا زَادَهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا ۝

وہ انہوں نے اللہ کی سخت سخت قسمیں کھائی تھیں کہ اگر انکے پاس کوئی ڈر سنانے والا آیا تو ہر ایک اُمت سے بڑھ کر ہدایت پر ہونگے پھر جبکہ پاس آ پہنچا نبوالا آیا تو اس سے انکو بھاگنے کے سوا اور کچھ زیادہ نہوا۔

اسْتِكْبَارًا فِي الْاَرْضِ وَمَكْرَ السَّيِّئِ ۭ وَلَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ ۭ فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا سُنَّتَ الْاَوَّلِيْنَ ۚ فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ

ملک میں سرکشی اور بُرے داؤ کرنے سے۔ اور بُرا داؤ تو داؤ کرنے والوں ہی پر اُلٹ پڑتا ہے۔ پھر کیا وہ اگلوں کے دستور ہی کے منتظر ہیں۔ پھر تو اللہ کے دستور کو کبھی

اللّٰهِ تَحْوِيْلًا ۝ اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ وَكَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً ۭ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعْجِزَهٗ

بدلا ہوا نہ پاویگا۔ کیا وہ ملکوں میں پھر کر نہیں دیکھتے کہ اُنسے پہلوں کا کیا انجام ہوا اور وہ اُنسے بڑھکر قوت والے تھے۔ اور اللہ وہ نہیں

مِنْ شَيْءٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ عَلِيْمًا قَدِيْرًا ۝ وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰي ظَهْرِهَا مِنْ دَاۗبَّةٍ وَّلٰكِنْ

کہ جسکو آسمانوں اور زمین کی کوئی چیز عاجز کر سکے۔ البتہ وہ خبردار قدرت والا ہے۔ اور اگر اللہ انکے کیے پر پکڑتا تو روئے زمین پر کسی جاندار کو نہ چھوڑتا لیکن

يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَاۗءَ اَجَلُهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهٖ بَصِيْرًا ۝ ع

ایک وقت مقرر تک انکو مہلت دے رہا ہے۔ پھر جب انکا وقت آئے گا تو اللہ کی نظروں میں اُسکا ہر ایک بندہ ہے۔

ترکیب

استکبارا مفعول لاجلہ وکذا مکر السیئ اے لاجل الاستکبار ولاجل مکر العمل السیئ وقولہ تعالیٰ مازادھم جواب لما وقیل مکر السیئ اصلہ ان مکروا المکر السیئ فحذف الموصوف ای المکر استغناءً بوصفہ ای السیئ ثم بدل ان مع الفعل بالمصدر ثم اضیف۔ بیضاوی۔

تفسیر

توحید کے بعد انکار رسالت کی کیفیت بیان فرماتا ہے کہ وہاں تو یوں کہیں گے اور یہاں توحید میں بھی ناقص ہیں اور رسالت کے اس درجہ منکر ہیں فقال واقسموا باللہ جہد ایمانہم الخ ابن ابی حاتم نے ابن ابی ہلال سے نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ قریش کہا کرتے تھے اگر اللہ ہم میں سے کسی نبی کو بھیجے گا تو ہم اُسکی اور اُسکی کتاب کی ایسی اطاعت اور پابندی کریں گے کہ کسی اُمت نے کسی نبی کی ایسی نہ کی ہوگی پھر جب آنحضرت صلعم ظاہر ہوئے تو سخت منکر ہو گئے اور دشمنی پر کمر باندھ لی اسی بات کو قرآن مجید میں کئی جگہ یاد دلاتا ہے ایک جگہ فرمایا وان کانوا لیقولون لو ان عندنا ذکرا من الاولین ایک جگہ آیا ہے ولوانا انزل علینا الکتب لکنا اہدیٰ منہم اور یہاں یہ آیا ہے کہ پہلے سخت قسمیں کھا کھا کر کہتے تھے کہ اگر ہمارے پاس کوئی نذیر آیا تو ہم اُسکا اتباع کر کے ہر ایک گروہ یہود و نصاریٰ سے اچھے اور ہدایت والے ہو جاویں گے فلما جاءہم نذیر الخ پھر جب اُنکے پاس نذیر آیا یعنی محمد علیہ السلام تو تکبر اور مکاری کے سبب اس سے نفرت کرنے لگے اور اس مکاری کا انجام بد اُنہیں پہنچیگا فہل ینظرون پھر کیا وہ پہلوں کے دستور کے منتظر ہیں کہ انکے ساتھ بھی ویسا ہی کیا جاوے کیونکہ خدا کا دستور بدلتا نہیں اولم یسیروا الخ پھر کیا انہوں نے شام اور عراق اور یمن میں جا کر نہیں دیکھا کہ عاد و ثمود کے ساتھ کیا معاملہ گزرا ہے حالانکہ وہ لوگ اُنسے زیادہ قوی اور مالدار تھے پھر خدا تعالیٰ پر کون غالب آسکتا ہے اُسکے مقابلہ میں کوئی تدبیر کارگر نہیں ہوتی۔

کوتاہ اندیش کہہ سکتے تھے کہ اگر یہی اللہ کا دستور ہے کہ وہ منکروں کو غارت کر دیا کرتا ہے تو ہمکو کس لیے غارت نہیں کر دیتا اسکے جواب میں فرماتا ہے ولو یؤاخذ اللہ الخ کہ اگر اللہ بندوں کے گناہوں پر جاوے اور ادنیٰ گناہ پر پکڑ لے یا جلدی سزا دینے پر آمادہ ہو جاوے تو انکی حلی ظہر ہا من دابۃ تو روئے زمین پر کسی چلنے والے جاندار کو بھی زندہ نہ چھوڑے انسان کی نحوست اوروں پر بھی اثر کر جاوے مثلاً بارش بند کرے نباتات پیدا نہوں کوئی جانور بھی نہ بچے جو انسان کے کام آ رہے ہیں بعض کہتے ہیں دابۃ سے مراد انسان ہے لیکن اللہ تعالیٰ کو دنیا آباد رکھنی منظور ہے ایک وقت مقرر تک چھوڑ رکھا ہے پھر جب اجل آویگی تو اللہ جانتا ہے مجرموں کو کامل سزا دیگا۔ واللہ اعلم۔

سورہ یٰسین مکیۃ الا ھی اسمین ۳ آیاتہا ۱۲ رکوعہا ۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

يٰسٓ ۝ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ۝ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ۝ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ

فہم سے قرآن پر شک کی۔ کہ بیشک تو اے محمد رسولوں میں سے ہے۔ سیدھے رستہ پر۔ قرآن نازل کیا ہوا ہے زبردست مہربان کا کہ تو ڈر سناوے ایک لوگ کہ اپڑا کبھی ڈر نہیں سنایا گیا

فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ۝ لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰٓى اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ اِنَّا جَعَلْنَا فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِيَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ۝ وَجَعَلْنَا

سو وہ غافل ہیں۔ ان میں اکثر پر بات ثابت ہو چکی اسلیے وہ ایمان نہ لاینگے۔ ہمنے انکی گردنوں میں طوق ڈالدیے ہیں سو وہ ٹھوڑیوں تک لگے ہیں سو انکے سر اونچے رکھے گئے۔ اور ہمنے آگے

مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ۝ وَسَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ اِنَّمَا تُنْذِرُ

آگے ایک دیوار اور انکے پیچھے ایک دیوار قائم کر دی پھر انکو ڈھانک دیا اسلیے وہ دیکھ نہیں سکتے۔ اور انکو تیرا ڈر سنانا یا نہ سنانا وہ دونوں برابر ہیں وہ ایمان نہ لاوینگے۔ تو تو یہی کر ڈر سنا دے

مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّاَجْرٍ كَرِيْمٍ ۝ اِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتٰى وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ ۝

کہ جو سمجھانے پر چلے اور بے دیکھے رحمان سے ڈرے۔ سو اسکو معافی اور عمدہ بدلہ کا مژدہ سنا۔ ہم ہی مردوں کو زندہ کرینگے اور جو انہوں نے آگے بھیجا اور جو پیچھے چھوڑا اسکو لکھتے ہیں ہر چیز ہم نے کھلی کتاب میں شمار کر رکھا ہے

ترکیب

یٰس کالم فی الاعراب والمعنی واختلف فی معناہ فقال ابن عباس یا انسان بلغۃ طیئ اقصر علی شطرہ لکثرۃ النداء والمراد بہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم وقال ابوبکر الوراق معناہ یا سید البشر۔ وقیل ہو اسم من اسمار النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقیل حروف اختصرت من الفاظ معدودۃ ابتدوت بہا فی مفاتح السور لرموز یعلمہا اللہ تعالیٰ وقد مر الکلام فی سورۃ البقرۃ۔ قرا الجمہور بسکون النون والقرآن الحکیم بالجر علی انہ مقسم بہ ابتداء وقیل ہو معطوف علی یٰس علی تقدیر کونہ مجرورا باضمار القسم والاصح ان الواو للقسم۔ انک الخ جواب القسم علی صراط خبر آخر لان تنزیل قرا ابن عامر وحفص والکسائی بالنصب باضمار اعنی او علی انہ مفعول مطلق ای نزل اللہ ذلک تنزیل العزیز۔ وقری بالرفع علی انہ خبر مبتدا محذوف بالجر علی البدل من القرآن۔

تفسیر

اس سورہ میں بیاسی یا تراسی آیتیں ہیں۔ قرطبی کہتے ہیں بالاتفاق یہ سورہ مکہ میں نازل ہوئی ہے ابن عباسؓ اور عائشہؓ سے بھی یہی منقول ہے۔

فضائل

دارمی و ترمذی و محمد بن نصر و بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ہر شے کا دل ہوتا ہے قرآن کا دل یٰس ہے جو کوئی ایکبار اسکو پڑھیگا دس بار قرآن مجید پڑھنے کا ثواب ملیگا۔ ترمذی نے اسکے اسناد میں کلام کیا ہے۔ مگر اسی حدیث کو ابوبکر صدیق سے حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں اور ابوہریرہؓ سے ابوبکر بزار نے اور دوسری سند سے روایت کیا ہے اور حافظ ابویعلی نے ابوہریرہؓ تک واسطے سے اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں جندب بن عبداللہ کے ذریعہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی شب کے وقت اللہ کے لیے اس سورہ کو پڑھیگا صبح کو گناہوں سے پاک ہو کر اٹھے گا یعنی اسکے گناہ معاف ہو جاویں گے اسکی برکت سے۔ امام احمدؒ نے بھی اس بارہ میں ایک حدیث نقل کی ہے جس میں یہ بھی ہے کہ اسکے پڑھنے سے گناہ معاف ہوتے ہیں اور اسکو اپنے مُردوں پر پڑھا کرو۔ اور اسی طرح نسائی نے فی الیوم واللیلہ میں نقل کیا ہے اور ابوداؤد و ابن ماجہ نے بھی۔ اسی لیے بزرگان دین نے فرمایا ہے کہ سختی کے وقت یٰسین پڑھنا چاہیے اسکی برکت سے وہ سختی دفع ہوتی ہے حاجت پوری ہوتی ہے۔ اور موت کے وقت پڑھنے سے میت کی روح آسانی سے نکلتی ہے اور ایمان نصیب ہوتا ہے۔

اور رہبت سے مہمات کے لیے اس سورۂ مبارکہ کا پڑھنا اکسیر کا حکم رکھتا ہے بارہا تجربہ میں آیا ہے جب کلمات سحر میں اثر ہوتا ہے تو کیا تعجب کی بات ہے خصوصاً مطالب عالیہ نفس کو خواب غفلت سے بیدار کرنے اور دنیا اور اسکے مزخرفات سے بیزار کرنے اور خدا تعالیٰ کی عجیب قدرت یاد دلانے میں عجب اثر پیدا کرتے ہیں۔

فضائل یٰسین

عرب کے سخت منکروں کو مختلف دلائل براہین سے قائل کیا مگر اسپر بھی وہ انکار و احادسے پیش آتے رہے لیکن یہ جانتے تھے کہ جھوٹی قسم کھانے والا خارج نہیں ہوتا بلکہ برباد ہو جاتا ہے اسلیے اب قسم کے ساتھ کلام شروع کیا اور طرزِ سخن کو بدل دیا اسلیے لیس کہ کر قسم کھاتا ہے کہ والقرآن الحکیم کہ ہمکو اپنی اس حکمت سے مالا مال قرآن کی قسم ہے اے محمدؐ تو ضرور ہمارے رسولوں میں کا ایک رسول ہے علی صراط مستقیم سیدھے رستہ پر ہے لیس سے اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مراد ہیں جیسا کہ بعض مفسرین کا قول ہے خواہ اس وجہ سے کہ یہ انسان کا مخفف ہے اور انسان سے انسان کامل مراد ہے جسکا مصداق آپ ہیں یا اس وجہ سے کہ یہ آپ کا نام ہے تو عبارت کے یہ معنی ہوئے اے محمدؐ ہمکو قرآن حکیم کی قسم آپ رسول ہیں اور سیدھے رستہ پر ہیں۔ اور قرآن کی قسم اسلیے کھائی کہ متکلم کے نزدیک جو چیز عزیز و قابلِ قدر ہوتی ہے جب تک اُسکی قسم نہیں کھائی جاتی مخاطب کو اعتبار نہیں ہوتا اور لطف یہ ہے کہ یہ کلام بظاہر تو قسم ہے مگر یہ بھی ایک برہان ہے جو لفظِ حکیم سے سمجھی جاتی ہے۔ جو کتاب حکمتِ الٰہیہ سے پُر ہو تہذیبِ اخلاق سیاستِ مدن تزکیۂ نفس معاد و معاش کی اصلاح سب کچھ اُسمیں ہو ایسے شخص سے ایسے ملاک میں ظاہر ہونا دلیل قوی ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اسلیے اسکے بعد میں اسکی تشریح فرماتا ہے تنزیل العزیز الرحیم یہ قرآن زبردست کا اُتارا ہوا ہے جو تمام بنی آدم کو اپنے اس قانون پر چلنے کے لیے مجبور کر سکتا ہے اور نہ صرف تحکم و جابرانہ طور پر بلکہ رحیم کا نازل کیا ہوا ہے اسمیں سراسر بہتری رکھی ہے جس طرح حکیم مشفق بادرِ مہربان مریض کو دوا پینے پر مجبور کرتے ہیں اسی طرح اسکی رحمت تم سے چمٹ رہی ہے لتنذر قوماً انذر اٰباؤ ہم فہم غافلون تاکہ اے محمدؐ تو ان عرب کی جاہل قوموں کو متنبہ کرے جنکے باپ دادا بھی متنبہ نہیں کیے گئے تھے کسلیے کہ مدت سے کوئی نبی برپا نہیں ہوا تھا یہ لوگ جہالت میں ٹکراتے پھرتے تھے اور غفلت میں پڑے ہوئے تھے۔ اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ آپ صرف عرب ہی کے لیے رسول تھے کسلیے کہ ایک قوم کا ذکر کرنا جو مخاطب بالذات تھے دوسرے کی نفی پر دلالت نہیں کرتا۔ دوم اسمیں بھی تمام دنیا شریک تھی کیونکہ گو اول انکے پاس انبیاء آئے جیسا کہ یہود و نصاریٰ گمراہ ہونے کے بعد ان کے پاس یا انکے باپ دادا کے پاس کوئی ہادی نہیں آیا تھا اسمیں اشارہ ہے کہ عرصہ سے عالم میں تاریکی کی گھٹا چھائی ہوئی تھی جیسا کہ تاریخ سے معلوم ہوتا ہے سوم عمومِ بعثت کے لیے بہت سے آیات و احادیث آئے ہیں جیسا کہ قل یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً پھر جو اس شمعِ ہدایت یا آفتاب رہنمائی کی روشنی میں نہیں آتا اور اس سے فیض نہیں اُٹھاتا تو جان لو کہ وہ جہنم کا ایندھا اور ازلی بدنصیب ہے اسی بات کو ان آیات میں ظاہر فرماتا ہے فقال لقد حق القول علی اکثرہم فہم لا یؤمنون کہ انپر ازلی نوشتہ پورا ہو گیا جس لیے وہ ایمان نہیں لاتے ازلی دفتر میں لکھا گیا تھا کہ وہ ایمان لاوینگے سو اسلیے نہیں لاتے اور عالم اسباب میں اسکا یہ باعث ہوا انا جعلنا فی اعناقہم اغلالاً فہی الی الاذقان فہم مقمحون کہ ہمنے انکی گردن میں ازلی بدبختی کے طوق ڈالدئے جو ٹھوڑیوں تک اڑے ہوئے ہیں اسلیے انکی آنکھیں اوپر کو رہگئیں راہِ حق نہیں دیکھ سکتے اقماح سر اُٹھانا آنکھ بند کر لینا۔ درصل انکے گلوں میں طوق نہیں پہنائے گئے تھے بلکہ یہ کلام بطور تشبیہ کے ہے انکے حال کو تشبیہ دی گئی ہے اسکے حال کے ساتھ کہ جسکے گلے میں طوق ڈالدیا ہو وجعلنا من بین ایدیہم سداً ومن خلفہم سداً یعنی آگے اور پیچھے ہر طرف سے بدبختی اور ازلی گمراہی کی دیواریں کھڑی ہیں فاغشیناہم فہم لا یبصرون کہ جنھوں نے انکو چاروں طرف سے ڈھانک لیا جسلیے وہ کچھ حق یا باطل نہیں دیکھ سکتے یہ بھی بطور تمثیل کے ہے محاورہ کی بات ہے کہا کرتے ہیں ہمارے اُسکے درمیان دیواریں کھڑی ہو گئی یعنی آڑ اور حجاب پیدا ہو گئے پھر فرماتا ہے سواء علیہم الخ کہ اے محمدؐ آپکا وعظ کرنا انکے حق میں یکساں ہے انکو کچھ فائدہ نہ دیگا۔ ان آیات میں مکہ کے سخت بدکیش اور سرکش کفار کی طرف اشارہ ہے جیسا کہ ابوجہل وابی بن خلف تھا اور یہ طوق اور یہ دیواریں ازلی بدبختی اور گمراہی اور توہمات باطلہ و شہوات و لذاتِ فاسدہ حُبِ جاہ و مال کی دیواریں اور طوق ہیں۔ انما تنذر الخ تیرا وعظ خدا ترس لوگوں کو نفع دیتا ہے سو آپ انکو مغفرت اور اجرِ عظیم کا مژدہ سُنا دیں۔ اس مژدہ کے مطابق بدلہ پانے کی جگہ کا بیان فرماتا ہے کہ وہاں یا یہاں کس جگہ اجر کریم ملیگا اور کیونکر؟ فرماتا ہے انا نحن نحیی الموتی الخ کہ کامل بدلہ پانے کا گھر دارِ آخرت ہے اور وہ اس طرح سے ہے کہ ہم مُردوں کو زندہ کرینگے اور جو کچھ لوگ کرتے ہیں نیک و بد اعمال انکو ہم دفترِ غیب میں لکھتے ہیں اور جو کچھ مرنے کے بعد وہ دنیا میں نیک و بد بات بُرا بھلا اثر پہنچانے والی چھوڑ کر جاتے ہیں اسکو بھی ہم لکھتے جاتے ہیں اور ہمارے دفتر میں ہر ہر بات لکھی ہوتی ہے پس اسکے مطابق وہاں بدلہ دینگے۔

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا أَصْحٰبَ الْقَرْيَةِ إِذْ جَآءَهَا الْمُرْسَلُوْنَ ۝ إِذْ أَرْسَلْنَآ إِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوْهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ

اور بیان کر ان کے واسطے مثال بستی والوں کا جب آئے اس بستی میں رسول۔ جبکہ بھیجے ہم نے ان کو دو جبکہ انکے پاس بھیجے وہ دو کو بھیجا تو انکو انہوں نے جھٹلایا پھر زور دیا

فَقَالُوْٓا إِنَّآ إِلَيْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ ۝ قَالُوْا مَآ أَنْتُمْ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَمَآ أَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَيْءٍ إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا تَكْذِبُوْنَ ۝ قَالُوْا رَبُّنَا

پھر کہا ہم تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں۔ وہ بولے کیا ہو تم مگر ہمارے جیسے آدمی اور رحمان نے تو کچھ بھی نازل نہیں کیا تم محض جھوٹ بولتے ہو یہ رسولوں نے کہا ہمارا رب

يَعْلَمُ إِنَّآ إِلَيْكُمْ لَمُرْسَلُوْنَ ۝ وَمَا عَلَيْنَآ إِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝ قَالُوْٓا إِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهُوْا لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَلَيَمَسَّنَّكُمْ مِّنَّا عَذَابٌ أَلِيْمٌ ۝

جانتا ہے ہم تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں۔ اور ہمپر کچھ نہیں مگر کھول کر پہنچا دینا۔ وہ کہنے لگے ہمکو تم سے بدشگونی معلوم ہوئی اگر تم باز نہ آئے تو ہم ضرور تمکو سنگسار کرینگے اور پہنچے گی ہماری طرف سے تمپر بڑی مار پڑیگی۔

قَالُوْا طَآئِرُكُمْ مَّعَكُمْ أَئِنْ ذُكِّرْتُمْ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ۝ وَجَآءَ مِنْ أَقْصَا الْمَدِيْنَةِ رَجُلٌ يَّسْعٰى قَالَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ ۝

وہ بولے تمہاری نحوست تمہارے ساتھ ہے کیا اس سے نحوست ہے کہ تمکو سمجھایا جاتا ہے۔ کوئی نہیں تم ہو وہ لوگ ہو۔ اور شہر کے کنارہ سے ایک آدمی دوڑتا ہوا آیا کہنے لگا اے قوم رسولوں کا کہنا مانو۔

اتَّبِعُوْا مَنْ لَّا يَسْـَٔلُكُمْ أَجْرًا وَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝ وَمَا لِيَ لَآ أَعْبُدُ الَّذِيْ فَطَرَنِيْ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ ءَأَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً إِنْ

انکا کہنا مانو جو تم سے کچھ اُجرت نہیں مانگتے اور وہ ہدایت کیے گئے ہیں۔ اور مجھے کیا ہے جو نہ پوجوں اس کو جس نے مجھکو پیدا کیا اور تم اُسکے پاس پھیر کر لیجاؤ گے۔ کیا میں اُسکے سوا اور معبودوں کو اختیار کروں اگر

يُّرِدْنِ الرَّحْمٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغْنِ عَنِّيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْـًٔا وَّلَا يُنْقِذُوْنِ ۝ إِنِّيْٓ إِذًا لَّفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ إِنِّيْٓ اٰمَنْتُ بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُوْنِ

رحمان مجھکو کوئی ضرر دینا چاہے تو انکی سفارش مجھے کچھ بھی کام نہ آوے اور نہ وہ مجھے چھڑا سکیں۔ تب تو میں صریح گمراہی میں ہوں۔ میں تو تمہارے رب پر ایمان لایا ہے سو مجھے سن لو۔

قِيْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ قَالَ يٰلَيْتَ قَوْمِيْ يَعْلَمُوْنَ ۝ بِمَا غَفَرَ لِيْ رَبِّيْ وَجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُكْرَمِيْنَ ۝ وَمَآ أَنْزَلْنَا عَلٰى قَوْمِهٖ مِنْ بَعْدِهٖ

حکم ہوا کہ بہشت میں داخل ہو جا۔ اُسنے کہا ہائے کاش میری قوم بھی جان لیتی کہ میرے رب نے مجھے بخشدیا اور مجھکو عزت داروں میں کیا۔ اور اسکے بعد اسکی قوم پر بھیجنے آسمان سے

مِنْ جُنْدٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَمَا كُنَّا مُنْزِلِيْنَ ۝ إِنْ كَانَتْ إِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَإِذَا هُمْ خٰمِدُوْنَ ۝ يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَأْتِيْهِمْ مِّنْ

کوئی لشکر نہیں بھیجا اور نہ ہم بھیجنے والے تھے۔ صرف ایک ہی چیخ تھی کہ یکایک وہ بجھ کر رہ گئے۔ اے افسوس ہے بندوں پر انکے پاس کبھی کوئی

رَّسُوْلٍ إِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ أَلَمْ يَرَوْا كَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ أَنَّهُمْ إِلَيْهِمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ۝ وَإِنْ كُلٌّ لَّمَّا جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ ۝

رسول نہیں آیا کہ جس سے انہوں نے ہنسی نہ کی ہو۔ کیا یہ نہیں دیکھ چکے کہ ہم نے انسے پہلے کتنی قوموں کو غارت کر دیا وہ انکے پاس پھر کر نہیں آتے۔ اور سب کے سب ہمارے پاس حاضر ہیں۔

ترکیب

اصحٰب القریۃ مبتداء واضرب لہم مثلا مثل اصحاب القریۃ فزکر المثل واقیم الاصحاب مقامہ فی الاعراب کقولہ واسئل القریۃ۔ کشاف وقیل المعنی اجعل اصحاب القریۃ لہم مثلا علی ان یکون مثلا و اصحٰب القریۃ مفعولین لاضرب او یکون اصحٰب القریۃ بدلا من مثلا فعلی ہذا اضرب بمعنی مثل وہو یتعدی الی مفعولین لتضمنہ معنی الجعل وہما مثلا اصحٰب القریۃ علی حذف مضاف اذ جاء بدل من اصحٰب القریۃ بدل الاشتمال اذ ان ذکرتم شرط وجوابہ محذوف مثل تطیرتم لما جمیع قرئ شدد او خفف قال الفراء من شدد جعل ما بمعنی الا او ان بمعنی ما۔

تفسیر

پہلے فرمایا تھا انک لمن المرسلین اور اُسکے بعد یہ بھی فرمایا تھا کہ ازلی گمراہ رسولوں کو نہیں مانتے انکے آگے اور پیچھے دیواریں حائل ہیں اس جگہ بطور مثال کے اصحٰب القریۃ کا قصہ بیان کرتا ہے جس سے یہ غرض ہے کہ رسولوں کا آنا اور منکروں کا انکار کوئی نئی بات نہیں اس سے پیشتر بھی ایسا ہو چکا ہے۔

قریہ سے مراد باتفاق جمہور مفسرین شہر انطاکیہ ہے جسکو سکندر رومی کے بعد انٹیوکس نے آباد کیا تھا۔ اس شہر کے لوگ بت پرست تھے اور چوپنر دیوی کی پرستش کیا کرتے تھے رومی لوگوں کا مذہب سے یہی مذہب تھا۔ یہ شہر انیشیا رکو چکیں ہے آج کل سلطان روم کی عملداری میں ایک چھوٹا سا شہر ہے

اسکے خرابات دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کبھی بڑی شان و شوکت کا شہر ہوگا۔ اس قصہ کا مختصر بیان یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد انکے حواری دین پھیلانے کو اطراف و جانب میں پہنچے تو دو حواری اس شہر میں بھی آئے خدا تعالیٰ کی توحید کا بیان کیا خرق عادت دکھائے لوگوں نے انکی تکذیب کی اور انکے مارنے کے درپے ہو گئے اُن دونوں کے بعد ایک اور تیسرا حواری بھی آکر شامل ہو گیا۔ اسی عرصہ میں ایک شخص اور بھی آیا اور اُنکی تصدیق کرنے لگا اور لوگوں سے بڑی خوبی کے ساتھ کلام کیا اسکو لوگوں نے شہید کر ڈالا مرنے کی بعد اُسنے آواز دی کہ کاش میری بخشش کا حال اور نعمت کا میری قوم کو بھی معلوم ہو جاتا

اب اس میں مفسرین کا اختلاف ہے کہ وہ دو حواری کون تھے اور تیسرا اُنکے بعد کون آیا تھا اور وہ شخص جو شہر کے پرلے کنارہ سے دوڑتا ہوا آیا تھا جسکو شہید کر ڈالا کون تھا؟ قیل ادخل الجنۃ و قال یالیت قومی یعلمون سے مفسرین نے یہ بات سمجھی ہے کہ اُسکو شہید کر دیا تھا بعض کہتے ہیں ممکن ہو کہ اپنی موت سے مرا ہو اور مرکر اُسنے یہ آرزو کی ہو۔ قرآن مجید اور احادیث صحیحہ میں ان باتوں کی کچھ بھی تفصیل نہیں صرف مورخین کے اقوال ہیں جنکو ہم نقل کرتے ہیں۔ قریہ کا نام بھی احادیث میں نہیں آیا۔ اب ہم عیسائیوں کی کتاب کو دیکھتے ہیں اُسمیں بھی اُس قصہ کا کچھ پتا ملتا ہے؟ کتاب اعمال کو جو دیکھا تو اُسمیں یہ قصہ مذکور ہے کمی بیشی کے ساتھ اور یہ کچھ تعجب کی بات نہیں کتاب التواریخ و کتاب سموئیل و توریت سفر پیدائش و کتاب السلاطین کو کسی خاص مذکورہ ملا کر دیکھیے بہت کچھ کمی بیشی پاؤ گے۔

کتاب اعمال کے گیارھویں باب ۲۰-۱۹ درس میں لکھا ہے انہیں دنوں کی ایک نبی یروسلم سے انطاکیہ میں آئے۔ "واضرب لہم مثلا اصحب القریۃ اذ جاءہا المرسلون مرسلون سے بعض نے یہ سمجھا ہے کہ حواری رسول تھے مگر یہ استدلال رسالت نہیں ثابت کرتا کیلئے کہ مرسلون کا اطلاق بھیجے ہوؤں پر اکثر آتا ہے عام ہے کہ وہ رسول ہوں یا رسول کے نائب جو اس کی طرف سے یا اُسکے حکم سے بھیجے گئے ہوں یا فرشتے ہوں جو خدا کی طرف سے بھیجے گئے جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو وہ فرشتے دکھائی دئے جو قوم لوط کو غارت کرنے آئے تھے انکو بھی مرسلون کہا ہے قال فما خطبکم ایہا المرسلون اور سلیمان علیہ السلام کے پاس جانے والے ایلچیوں پر بھی اسکا اطلاق ہوا ہے جو بلقیس کی طرف سے بھیجے گئے تھے وانی مرسلۃ الیہم بہدیۃ فناظرۃ بم یرجع المرسلون (سورہ نمل) اس شہر میں پہلے دو حواری آئے تھے جیسا کہ کتاب اعمال کے آٹھویں باب سے ثابت ہے کہ فیلبوس اور شمعون پطرس استیفان کی شہادت کے بعد سامریہ میں وعظ کہنے کو گئے اور باب کے اخیر حصہ سے پایا جاتا ہے کہ وہ قیصریہ تک پہنچے تھے اور گزرتے ہوئے سب شہروں میں جب تک قیصریہ میں نہ آیا خوشخبری دیتا رہا اور پطرس کا ساتھ میں ہونا اسی باب سے پایا جاتا ہے واذا رسلنا الیہم اثنین فکذبوہما اور کتاب اعمال کے گیارھویں باب میں اسی مضمون کی پوری تصدیق ہے قولہ پھر پطرس نے فینکی و کپرس اور انطاکیہ میں پہنچے الخ ۲۰- اور انہیں سے کئی ایک کپرس کے رہنے والے تھے جنھوں نے انطاکیہ میں آکے الخ۔ تب ان لوگوں کی خبر یروسلم کے کلیسہ کے کان میں پہنچی اور انہوں نے برنباس کو بھیجا کہ انطاکیہ کو جاوے۔ (فمرزنا بثالث) وہ پہنچ کے اور خدا کا فضل دیکھ کے خوش ہوا اور ان سب کو نصیحت کی پھر جو انکی باہم قیل و قال ہوئی ہے اسکو قرآن مجید نے مفصل بیان کر دیا فقالوا انا الیکم مرسلون الی قولہ المبلغ المبین حواریوں کے آنے کے بعد اُس شہر میں سخت قحط پڑا جیسا کہ اسی باب کے ۲۷- درس سے معلوم ہوتا ہے کہ رسولوں نے خبر دی تھی کہ سخت قحط پڑیگا اسپر وہاں کے لوگ کہنے لگے انا تطیرنا بکم لئن لم تنتہوا لنرجمنکم ہوا اگر اب بھی تم اپنی نصیحت سے باز نہ آؤ گے تو تمپر پتھراؤ کر دیا جاویگا رسولوں نے کہا یہ قحط تمھارے گناہوں کی نحوست سے پڑا ہے قالوا طائرکم معکم تمکو نصیحت کرنے اور سدھارنے آئے ہیں تم بگاڑنے

ان ذکرتم نصیحت کرنے کا بھی بدلہ ہے بل انتم قوم مسرفون تم بڑے بدکار لوگ ہو وجاء من اقصی المدینۃ رجل یسعی اکثر مفسرین کے نزدیک یہ شخص جو شہر کے کنارہ سے دوڑتا ہوا رسولوں کی مدد کو آیا تھا حبیب نجار تھا یہ ایک جذامی تھا حواریوں کی دعا سے تندرست ہوا تھا اور ایمان لایا تھا اسنے رسولوں کی تائید میں یہ تقریر پُر اثر بیان کی جسپر اُنکو غصہ آیا اور اسکو مار ڈالا مرنے کے بعد اسکو اللہ نے جنت میں داخل کیا وہاں بھی اسنے قوم کی ہدایت کی خواہش ظاہر کی۔ مگر کتاب اعمال میں اسکا ذکر نہیں۔ بعض کہتے ہیں وجاء من اقصی المدینۃ جبل سے مراد کوئی چوتھا شخص نہیں بلکہ وہ تیسرا ہی شخص ہے جو ان دونوں حواریوں کی مدد کو آیا تھا اسکے قصہ کو جدا گانہ اسکے جدا گانہ پُر اثر وعظ کے سبب بیان فرمادیا کہ باہر سے اگر لوگوں کہے اور شہر والے ایسے بدنصیب کہ انکار کریں

وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الْاَرْضُ الْمَيْتَةُ ۚ اَحْيَيْنٰهَا وَاَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ يَاْكُلُوْنَ ۝ وَجَعَلْنَا فِيْهَا جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ وَّفَجَّرْنَا فِيْهَا مِنَ

اور انکے لیے نشانی ہے زمین مُردہ جسکو ہم نے زندہ کیا اور اُس سے اناج نکالا کہ جسکو وہ کھاتے ہیں۔ اور اُس میں ہم نے کھجوروں اور انگوروں کے باغ بنائے اور اُن میں چشمے

الْعُيُوْنِ ۝ لِيَاْكُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖ ۙ وَمَا عَمِلَتْهُ اَيْدِيْهِمْ ۭ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ۝ سُبْحٰنَ الَّذِيْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ

جاری کیے کہ اُنکے پھل کھائیں۔ اور یہ چیزیں انکے ہاتھوں کی بنائی ہوئی نہیں کیوں شکر نہیں کرتے۔ پاک ہے وہ کہ جسنے زمین سے اُگنے والوں چیزوں میں سے ہر ایک جوڑا بنایا اور خود اُنہیں سے بھی

وَمِمَّا لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الَّيْلُ ۚ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَاِذَا هُمْ مُّظْلِمُوْنَ ۝ وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ۭ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ

اور جنکو یہ نہیں جانتے۔ اور انکے لیے رات بھی نشانی ہے کہ ہم اسمیں سے دن کو کھینچ لیتے ہیں تب ہی وہ اندھیرے میں آجاتے ہیں۔ اور آفتاب اپنے ٹھکانے پر چلا جارہا ہے۔ یہ اندازہ کیا ہوا ہے زبردست جاننے والے کا۔

وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ ۝ لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ۭ

اور چاند کے لیے ہمنے منزلیں مقرر کر دی ہیں یہانتک کہ پرانی شاخ کی طرح سے پھر سکل آتا ہے۔ نہ آفتاب کی مجال ہے کہ چاند کو جا پکڑے اور نہ رات دن سے پہلے آسکتی ہے۔

وَكُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ۝ وَاٰيَةٌ لَّهُمْ اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ۝ وَخَلَقْنَا لَهُمْ مِّنْ مِّثْلِهٖ مَا يَرْكَبُوْنَ ۝ وَاِنْ

اور ہر ایک ایک آسمان میں تیرتا پھرتا ہے۔ اور انکے لیے یہ بھی نشانی ہے کہ ہمنے انکی نسل کو بھری ہوئی کشتی میں سوار کیا۔ اور انکے لیے اسی طرح کی کشتی بنادی کہ جسپر وہ چڑھتے ہیں۔ اور اگر

نَّشَاْ نُغْرِقْهُمْ فَلَا صَرِيْخَ لَهُمْ وَلَا هُمْ يُنْقَذُوْنَ ۝ اِلَّا رَحْمَةً مِّنَّا وَمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ ۝

چاہتے تو انکو ڈبو دیتے پھر نہ انکا کوئی فریاد رس ہوتا اور نہ وہ بچتے۔ مگر ہمنے اپنی مہربانی سے بچایا اور ایک وقت تک برتنے کے لیے۔

اور قرآن مجید سے اسکا شہید ہونا ثابت نہیں ہوتا کیسلیے کہ فاسمعون سے اسنے حواریوں سے خطاب کیا کہ تم گواہ رہو میں تصدیق کرتا ہوں یہ بھی فن وعظ کے متعلق ایک عمدہ بات ہے قیل ادخل الجنۃ بھی اسکے لیے دخول جنت کی بشارت ہے تفسیر کبیر میں ہے لیس المراد القول فی وجہ بل ہو الفعل یعنی وہ اس شہادت سے جنت کا مستحق ہوگیا اور اسی طرح اُسکا قول یالیت قومی ہے گویا اسکی تمنا ہے کہ جو اس شہادت سے سرور اور قلبی نور جو موجب غفران واکرام ہے مجھے حاصل ہوا ہے کاش میری قوم کو بھی ہوتا۔

وانزلنا علی قومہ من بعدہ من جند من السماء الخ فرماتا ہے اس شخص کے بعد ہم کو اسکی سرکش قوم کو ہلاک کرنے کے لیے آسمانی لشکر کی حاجت اور ضرورت پڑی اور نہ پڑنی چاہیے صرف چیخ انکے ہلاک کرنے کو بس ہوگئی۔ اس شہر پر آفت آئی لوگ برباد ہوئے فرماتا ہے یاحسرۃ علی العباد بندوں پر افسوس ہے انکے پاس جب کوئی رسول آیا تو اُس کے ساتھ تمسخر سے پیش آئے اور یہ نہیں جانتے کہ دنیا میں سدا کوئی نہیں رہا ہے پہلے لوگ کہاں گئے کوئی پھر کر نہیں آتا بس وہ سب کے سب خدا تعالیٰ کے پاس حاضر ہوجاتے ہیں وہاں اپنے کیے کا بدلہ پاتے ہیں۔

بعض مفسرین جیسا کہ ابن کثیر ہے اس تفسیر پر معترض ہیں بچند وجوہ (۱) یوں کہ اگر قریۃ سے مراد انطاکیہ اور مرسلون سے مراد حضرت عیسیٰ کے حواری ہوتے تو وہ خود کہتے کہ ہم عیسیٰ علیہ السلام کے طرف سے رسول ہو کر آئے ہیں اور خدا تعالیٰ اوّاز سلنا نفرماتا (۲) انطاکیہ عیسائیوں کے چار کلیسیاؤں میں سے ایک عمدہ کلیسہ ہے جہاں انکے اسقف رہا کرتے ہیں وہاں کے لوگ ایمان لائے کبھی یہ شہر فرشتے کی آواز یا چنگھاڑ سے ہلاک نہیں ہوا بلکہ قریۃ سے مراد کوئی اور شہر ہے جہاں اول بار خدا تعالیٰ کے دو رسول آئے پھر انکی مدد کو تیسرا آیا پھر شہر کے کنارہ سے ایک یاماندا دوڑتا ہوا انکی مدد کو آیا اور بہت عمدہ تقریر کی جسپر لوگوں نے خفا ہو کر اُسکو مار ڈالا خدا تعالیٰ نے اُسکی مغفرت کی اور جنت میں جگہ دی اسکے بعد یہ شہر بلائے آسمانی سے ہلاک ہوا زمانِ گذشتہ میں کسی جگہ پر یہ واقعہ گزرا ہے جسکی مفصل خبر ہم کو نہیں دی گئی تنبیہ کے لیے اسی قدر بیان کافی تھا۔

اول اعتراض کا جواب یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے طرف سے بھیجا جانا خدا تعالیٰ کے طرف سے بھیجا جانا ہے دوسرے اعتراض کا جواب یہ ہے کہ بلا ناگہانی اس شہر پر آئی ہے اسکے خرابات شاہد عدل ہیں کتب تاریخ دیکھ لو۔ علی قومہ کی ضمیر خاص اہل انطاکیہ کی طرف نہ پھرے بلکہ عموماً منکرین مراد ہوں اور صیحۃ سے مراد بلاء آسمانی۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّقُوْا مَا بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ وَمَا خَلْفَكُمْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ وَمَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا

اور جب اُنسے کہا جاتا ہے کہ اپنے سامنے اور پیچھے آنے والے عذاب سے ڈرو [illegible] رحم کیا جاوے ۔ اور انکے پاس انکے رب کی نشانیوں میں سے ایسی کوئی نشانی نہیں آتی کہ جس سے

مُعْرِضِيْنَ ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنُطْعِمُ مَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ اَطْعَمَهٗٓ

وہ منہ پھیر لیتے ہوں ۔ اور جب اُنسے کہا جاتا ہے کہ اللہ کے دیئے میں سے کچھ خیرات کرو تو کافر لوگ ایماندار لوگوں سے کہتے ہیں کہ کیا ہم اسکو کھانا کھلاویں کہ اگر اللہ چاہتا تو آپ اسکو کھلا دیتا ۔

اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ مَا يَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً تَاْخُذُهُمْ

تم جو ہو تو صاف گمراہی میں پڑے ہوئے ہو ۔ اور کہتے ہیں کب ہے یہ وعدہ اگر تم سچے ہو ۔ وہ ایک چیخ ہی کا انتظار کر رہے ہیں کہ اُنکو آ لیگی

وَهُمْ يَخِصِّمُوْنَ ۝ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ تَوْصِيَةً وَّلَآ اِلٰٓى اَهْلِهِمْ يَرْجِعُوْنَ ۝

اور وہ جھگڑتے ہونگے ۔ پھر انکو نہ کچھ کہہ مرنے کی فرصت ہوگی اور نہ اپنے گھروں میں واپس آسکیں گے ۔

واٰية لهم الخ واٰية لهم الارض مبتدأ احييناها الخبر والجملة تفسير للاٰية وقيل الارض مبتدأ اٰية خبر مقدم واحييناها تفسير الاٰية ولهم صفة الاٰية من العيون على قول الاخفش من زائدة وما عملته ما بمعنى الذى او نكرة موصوفة وعلى الوجهين هى فى موضع جر عطفا على ثمره وما نافية والقمر بالرفع مبتدأ قدرناه الخبر وبالنصب على فعل مضمر اى قدرنا القمر العرجون فعلول فالنون اصل وقيل زائدة يخصمون بالتشديد اصله يختصمون نقلت حركة التاء الى الخاء وادغمت فى الصاد

✤ تفسیر ✤

واٰية لهم الارض اُمم ماضیہ کے سرکش لوگوں کا حال بیان فرما کر جو توحید کے انکار سے برباد ہوئے تھے توحید کے دلائل بیان فرماتا ہے ان میں سے پہلی دلیل خشک زمین ہے اسکا حال بیان فرماتا ہے کہ خشک زمین کو خدا تر و تازہ کرتا ہے اسمیں کھیتیاں اور باغ اور چشمے پیدا کرتا ہے تمھارے لیے یہ چیزیں تمھاری بنائی ہوئی نہیں نہ تمھارے معبودوں کی پھر بھی تم شکر نہیں کرتے خاص اللہ کی عبادت نہیں کرتے اللہ کے ساتھ اوروں کو ملاتے ہو حالانکہ وہ پاک ہے اُسنے زمین کے نباتات ہر قسم کے پیدا کیے اور تمھارے جوڑے بنائے مرد و عورت اور بہت سی چیزوں کے جوڑے کہ جنکو تم نہیں جانتے یعنی خدا کے سوا جو کچھ ہے اُسکا مثل اور جوڑا ہے مگر اسکا کوئی مثل اور جوڑا نہیں پس پرستش کے لائق وہی ہے ۔

واٰية لهم الليل یہ دوسری دلیل ہے کہ رات اندھیری ہوتی ہے اُسمیں سے ہم دن کو نکالتے ہیں جس سے اندھیرا ہو جاتا ہے یعنی دن میں سے رات پیدا کرکے دنیا کو اندھیری کر دیتے ہیں آفتاب اپنی خاص چال پر چلتا ہے جو اُسکی چال مقرر کر دی ہے اُسکا خلاف نہیں کر سکتا اور اسی طرح چاند کے لیے منزلیں مقرر کر دی ہیں مہینے بھر میں وہ رتام کرکے پھر پہلی سوکھی خمدار ٹہنی کے طرح برآمد ہوتا ہے عرجون بالضم درخت کز شدہ وشاخہائے بریدہ صراح ۔ چاند کو کھجور کی سوکھی ہوئی ٹہنی سے تشبیہ دی ہے اسکے باریک ٹیڑھے ہونے میں ۔ آفتاب ماہتاب کے نہیں پکڑ سکتا نہ وہ اُسکو نہ ایک دوسرے سے آگے بڑھ سکتا ہے نہ رات دن سے پہلے آسکتی ہے ہر ایک ستارہ اپنی اپنی جگہ پر اس طرح سے حرکت کرتا ہے کہ گویا دریا میں کشتیاں تیرتی پھرتی ہیں آسمان بمنزلہ دریا کے ہے یہ بھی اُسی کا کام ہے اسمیں کسی کی شرکت نہیں واٰية لهم انا حملنا ذريتهم فى الفلك المشحون یہ تیسری دلیل ہے کہ پانی کے سطح پر جو سیکڑوں گز گہرا ہے ہم تم کو کس طرح سے کشتی میں سوار کرکے پھراتا ہے ذریتھم کی ضمیر عباد کی طرف پھرتی ہے اور ذریت سے مراد پچھے ہیں یہ زیادہ تعجب کی بات ہے کہ کمزور بچے یوں پانی پر سفر کریں واٰحدی کہتے ہیں ذریت کا اطلاق اباء پر بھی ہوتا ہے تب یہ معنی ہونگے کہ انکے باپ دادا کو نوحؑ کی کشتی میں سوار کیا اور اسکے بعد اور اسی طرح کی کشتیاں بنانی سکھائیں ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں بھری کشتیوں سے مراد حاملہ عورتوں کے پیٹ ہیں تشبیہ کے طور سے اور ان میں بنی آدم کی ذریت یعنی بچوں کو خدا سوار کرتا ہے اور تلف سے حفاظت کرتا ہے وخلقنا لهم من مثله ما يركبون سے بعض کے نزدیک اونٹ وغیرہ دیگر بارکش چیزیں ہیں جنکو خشکی کی کشتی کہنا چاہیے جسمیں چمکنے اور ریل گاڑی بھی آگئی ۔ یہ سب اُسکی عنایت و رحمت ہے واذا قيل لهم یہاں سے انکی سرکشی بیان ہوتی ہے ما بين ايديكم سے مراد دنیاوی مصائب جو سرکشوں پر آیا کرتی ہیں وما خلفكم سے دار آخرت کے مصائب (یہ سفیان کا قول ہے)

وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ ۝ قَالُوْا يٰوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا ۜ هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ
اور صور پھونکا جاویگا پھر نہ وہ خود اپنی قبروں سے نکل کر اپنے رب کی طرف دوڑ پڑینگے ۔ کہینگے ہائے کمبختی ہمکو کسنے ہماری نیند کی جگہ سے اٹھایا ۔ (فرشتے کہینگے) یہ وہی ہے کہ جسکا رحمان نے وعدہ کیا تھا

وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ ۝ اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ ۝ فَالْيَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا وَّلَا
اور سچ کہا تھا رسولوں نے ۔ وہ تو صرف ایک ہی چنگھاڑ ہوگی پھر نہ وہ سب ہمارے پاس حاضر کیے جاویگے ۔ پس آج کے دن کسی پر ظلم نہ کیا جاویگا اور

تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ اِنَّ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِيْ شُغُلٍ فٰكِهُوْنَ ۝ هُمْ وَاَزْوَاجُهُمْ فِيْ ظِلٰلٍ عَلَى الْاَرَآئِكِ
وہی بدلہ پاؤگے جو کیا کرتے تھے ۔ بیشک آج بہشت کے لوگ خوش وخرم ایک شغل میں ہونگے ۔ وہ اور انکی بیویاں سایوں میں تختوں پر

مُتَّكِـُٔوْنَ ۝ لَهُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّلَهُمْ مَّا يَدَّعُوْنَ ۝ سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ ۝ وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ ۝ اَلَمْ
تکیہ لگائے بیٹھے ہونگے ۔ وہاں انکے لیے میوے ہونگے اور جو وہ انگینگے وہ بھی ۔ سلام کہا جاویگا رب رحیم کی طرف سے ۔ اور (ہم کہینگے) الگ ہو جاؤ آج کے دن اے گنہگارو ۔ اے

اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝ وَّاَنِ اعْبُدُوْنِيْ ۭ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۝
اولاد آدم کیا تمہیں نہ کہلا بھیجا تھا کہ شیطان کی عبادت نہ کرنا کیونکہ وہ تمہارا صریح دشمن ہے ۔ اور میری عبادت کیا کرو ۔ یہ سیدھا رستہ ہے ۔

ھٰذَا مبتدا اَوعدالرحمٰن خبرہ وما مصدریۃ او موصولۃ محذوفۃ العائد ویمکن ان یکون ھٰذا صفۃ لمرقدنا او وعدخبر مبتدا محذوف او یکون مبتدا وخبرہ حق محذوف ھم مبتدا وازواجھم معطوف علی ھم للمشارکۃ فی الشعار فی ظلال حال من المعطوف والمعطوف علیہ متکئون خبر علی الاراٰئک صلۃ لہ مایدعون من باب الافتعال من الدعاء وما موصولۃ او موصوفۃ مرتفعۃ بالابتداء لھم خبرہ سلام بدل منہا او صفۃ اخری قولا منصوب علی انہ مصدر لفعل محذوف ای یسلم اللہ ذلک قولا

تفسیر

واذا فعل لہم انفقوا یعنی انکی دوسری بدخاصیت کا بیان ہے کہ جب اللہ کی راہ میں دینے کو کہا جاتا ہے تو طعن کی راہ سے کہتے ہیں کہ اسکو اللہ ہی نے نہ دیا تو ہم کیوں دیں اگر دینا ہوتا تو وہ خود دیتا یعنی ان میں تقویٰ ہی جو تعظیم امر اللہ ہے نہ رحم برخلق اللہ ہی بایں ہمہ دلیری یہ ہے کہ پوچھتے ہیں متی ہذا الوعد کہ قیامت کب آویگی ہم اسکے جواب میں فرماتا ہے ماینظرون الخ وہ جب آویگی تو کچھ دیر نہ لگے گی صرف اسرافیل کی ایک ہی چیخ ہوگی نفخۂ اولیٰ جسمیں بیہوش ہو کر گر پڑینگے نہ کچھ اپنے دل کی کہہ سکیں گے نہ گھر تک جا سکیں گے جو کوئی جس حال میں ہوگا اُس آواز کے سنتے ہی بیہوش ہو کر مر جاویگا پھر رفتہ رفتہ تمام دنیا فنا ہو جاویگی ۔

کس لطف کے ساتھ سیدھے کے بعد مسئلہ معاد کا ذکر کیا ہے ونفخ فی الصور یہاں سے نفخۂ ثانیہ کا ذکر ہے کہ دنیا کے فنا ہونے کے بعد پھر اسرافیل صور پھونکیں گے جسکی آواز سے ہر ایک مُردہ قبروں سے نکلکر میدان حشر میں حساب کی جگہ تحت رب العالمین کیطرف دوڑتا ہوا چلا آویگا قالوا یا ویلنا من بعثنا من مرقدنا عذاب نکلکر حیران ہونگے اور کہینگے کس نے ہمکو خوابگاہوں سے بیدار کر دیا ۔ کفار کو مرنیکے بعد حشر تک قبر میں عذاب ہے جیسا کہ احادیث صحیحہ میں آیا ہے اور اسی پر اہل سنت کا اتفاق ہے پھر خواب سے جگا دینا جو کفار کہینگے یا تو اسوجہ سے کہ انکے حواس ایسے نادان ہونگے اس حواسی میں وہ قبروں میں رہنے کو خواب سمجھینگے ۔ یا عذاب حشر کے مقابلہ میں قبر کا عذاب اضحوا نوخواب معلوم ہوگا ابی بن کعب ابن عباس مجاہد وقتادہ کہتے ہیں کہ نفخۂ اولیٰ سے لیکر نفخۂ ثانیہ کے زمانہ میں انسے عذاب وگرفت یا جاویگا یا آرام سے سوتے ہونگے پھر جب حشر برپا ہونیکا صور پھونکا جاویگا تو یہ کہینگے فرشتے یا اہل نجات کہینگے ہذا وعدالرحمٰن صدق المرسلون یعنی وہ دن ہی کہ جسکا اللہ نے تمسے وعدہ کیا تھا اور اپنی رحمت سے بتلا دیا تھا اور اس خبر میں سول سچے تھے فرماتا ہے ان کانت الا صیحۃ الخ کہ قیامت برپا ہونیمیں کچھ بھی دیر نہ لگے گی صرف اسرافیل کا صور پھونکنا ہوگا کہ برپا ہو جاویگی اور سب حاضر ہو جاوینگے فالیوم لا تظلم الخ اس دن کسی پر کچھ ظلم نہ ہوگا اپنے کیے کا پورا بدلہ پاویگا اگے بدلہ کا بیان ہے اور سب سے پہلے نیکوں کا بدلہ ذکر کرتا ہے فقال ان اصحب الجنۃ الخ کہ نیک لوگ بہشت میں عیش وآرام کرینگے یہ جنت جسمانی کیطرف اشارہ تھا سلٰم قولا من رب رحیم یہ روحانی جنت کیطرف اشارہ ہے کہ اللہ کی طرف سے انکو سلام پہنچیگا انپر تجلی ہوگی اور دیدار سے سرفرازی بخشی جاویگی جو سرور ابدی ہے ۔ اسکے بعد بدوں کا حال بیان فرماتا ہے وامتازوا الیوم کہ مجرموں کو سزا دینے کے لیے جماعت سے الگ ہونیکا حکم ہوگا انکو طاعت کیجاویگی کہ دیکھو جسنے تمسے کہلا بھیجا تھا کہ شیطان کا کہنا نہ ماننا وہ تمہارا صریح دشمن ہے اور خاص میری عبادت کرنا یہ سیدھا رستہ ہے مگر تمنے نہ مانا آج اس سزا میں گرفتار ہے ۔

وَلَقَدْ اَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيْرًا ۭ اَفَلَمْ تَكُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ ۝ هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ اِصْلَوْهَا الْيَوْمَ بِمَا كُنْتُمْ

اور البتہ اس نے تم میں سے بہت خلقت کو گمراہ کیا ہے۔ پھر کیا تم کو عقل نہ تھی۔ یہ ہے وہ دوزخ کہ جسکا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ آج اسمیں بسبب اپنے

تَكْفُرُوْنَ ۝ اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ وَلَوْ نَشَاۗءُ لَطَمَسْنَا عَلٰٓى اَعْيُنِهِمْ

کفر کے۔ آج ہم انکے مونہوں پر مہر کر دینگے اور جسے انکے ہاتھ کلام کریں گے اور انکے پاؤں گواہی دینگے اسکی جو وہ کیا کرتے تھے۔ اور اگر ہم چاہتے تو انکی آنکھیں مٹا ڈالنے

فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ فَاَنّٰى يُبْصِرُوْنَ ۝ وَلَوْ نَشَاۗءُ لَمَسَخْنٰهُمْ عَلٰي مَكَانَتِهِمْ فَمَا اسْتَطَاعُوْا مُضِيًّا وَّلَا يَرْجِعُوْنَ ۝ ع

پھر وہ رستہ کیطرف دوڑنے پھر کہاں سے دیکھ سکتے۔ اور اگر ہم چاہتے تو انکے گھروں پر انکی صورتیں مسخ کر دیتے کہ پھر وہ آگے بڑھ سکتے اور نہ پھر سکتے۔

اللام موطئة للقسم والجملة مستأنفة للتوبيخ اي اللہ لقد اضل جبلا فيها لغات متعددة وهي جمع جبلة بمعنى الخلق وقيل الجبلة والجبل واحد اظلم الهمزة للتوبيخ والفاء للعطف على مقدر اي الم تكونوا تشاهدون او الم تكونوا تعقلون ولو كلمة الشرط نشاء شرط مفعوله محذوف اي ان نطمس نطمسنا جوابه اے ذهبنا اعينهم اے اعميناهم فاستبقوا معطوف على نطمسنا وكذا قوله تعالى ولو نشاء لمسخناهم وسيظهر لك المعنى في التفسير

تفسیر

ولقد اضل سے لیکر یکسبون تک اسی گفتگو کا تتمہ ہے جو قیامت کے روز منکرین سے بطور الزام کے کیجاویگی کہ تم میں سے یہ شیطان بہت خلق کو گمراہ کر چکا تھا جسکی گمراہی اور بدکاری سے دنیا میں بھی اتر بلا آئی پھر بھی تم نہ سمجھے اب تمہارے لیے یہ جہنم تیار ہے اسکا تمسے وعدہ کیا جاتا تھا اور تم جھوٹھ جانتے تھے آج اپنے اعمال کے سبب اسمیں گرو۔

منکرین آخرت میں بھی اس الزام کے بعد خدا تعالیٰ سے جھوٹھ بولیں گے اور قسمیں کھا کر کہیں گے کہ ہم بتوں کو نہیں پوجتے تھے اس بات پر خدا تعالیٰ فرماویگا الیوم نختم کہ اس وزیم تمہارے مُنہ پر مُہر کر دیں گے یعنی بند کر دیں گے اور تمہارے ہاتھ پاؤں تمہارے اعمال کی گواہی دینگے یعنی انکے ہاتھ پاؤں گواہ ہو جاوینگے۔ اس گواہی کی حقیقت اور ہاتھ پاؤں کی گویائی اُسی کو معلوم ہے اور جسے سب اُسکی قدرت میں سے کوئی مشکل بات نہیں سنت مطہرہ میں بھی اسکی تشریح ہے۔

ولو نشاء لطمسنا علی اعینهم سے شبہ ہوتا تھا کہ خدا تعالیٰ نے اتر ہا تھ پاؤں کی شہادت لیکر سزا دی اور آپ ہی یہ بھی فرما دیا تھا کہ ہمنے انکے آگے اور پیچھے گمراہی کی دیواریں کھڑی کر دیں اس سے معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ نے اپنے بندوں کو آپ عذاب کے لیے مجبور کر دیا تھا انکو ہدایت پانے کا کچھ اختیار نہیں دیا تھا اس آیت میں اس بات کا جواب ایک عجب برہان قائم کر کے دیدیا کہ اگر ہم یوں چاہتے تو انکی آنکھیں اندھی کر دیتے پھر وہ رستہ کو ٹٹولتے اور رستہ پاتے حالانکہ ہمنے ایسا نہیں کیا انکی ظاہری آنکھیں اور رستہ ظاہری پانا اسکی دلیل ہے جس طرح ہمنے ظاہری آنکھیں دی ہیں ہر ایک کو باطنی آنکھیں بھی عطا کی ہیں لیکن وہ نہیں جانتے نہیں دیکھتے شیطان نے انکے آنکھوں پر شہوات ولذات فانیہ کے حجاب ڈال رکھے ہیں۔

پھر اسکی اور بھی تائید کرتا ہے فقال ولو نشاء لمسخناهم علی مکانتهم فما استطاعوا مضیا ولا یرجعون اسکو جانے دو اپنے چلنے پھرنے کی قوت کو دیکھو تمکو ہر طرح سے چلنے پھرنے پر قادر کیا ہے اسی طرح قوئی باطنیہ بھی ہر قسم کے تمکو عطا کیے ہیں لیکن تم نے انکو معطل کر رکھا ہے اگر ہم چاہتے تو تمکو اپنی جگہ پتھر کی طرح بے حس وحرکت کر کے ڈال دیتے پھر تم آنے جانے سے عاجز ہو جاتے حالانکہ ایسا نہیں کیا پھر جب تمکو یہ قوتیں عطا کی ہیں اور تم آپ گمراہی میں گرتے ہو پھر کیا وجہ کہ جہنم تمہارے سامنے نہ آئے اور تمہارے ہاتھ پاؤں تم پر گواہی نہ دیں جنکے تم حاکم بنے ہوئے تھے؟۔

مضیا بضم المیم وفتحها وکسرها والمعنی لایستطیعون رجوعا تعالی مضی یمضی مضیا اذا ذهب فی الارض ورجع یرجع رجوعا اذا عاد من حیث جاء جبر و قدر کے باریک راز کو خدا تعالیٰ نے ان آیات میں کس خوبی کے ساتھ ظاہر کیا ہے کہ بیان نہیں ہو سکتا۔ واللہ اعلم بالصواب

وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ ۚ أَفَلَا يَعْقِلُونَ ۝ وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ ۚ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ وَقُرْآنٌ مُّبِينٌ ۝ لِّيُنْذِرَ

اور ہم جسکو بوڑھا کرتے ہیں اسکو پیدائش میں جھکا دیتے ہیں پھر وہ کیوں نہیں سمجھتے ۔ اور ہمنے نبی کو شعر نہیں سکھایا اور نہ یہ اسکے لائق تھا ۔ یہ تو صرف نصیحت اور قرآن ہے صاف ۔ تاکہ ڈرسنادے

مَن كَانَ حَيًّا وَيَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكَافِرِينَ ۝ أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا خَلَقْنَا لَهُم مِّمَّا عَمِلَتْ أَيْدِينَا أَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مَالِكُونَ ۝ وَذَلَّلْنَاهَا

اسکو جو زندہ ہو ۔ اور کافروں پر الزام ثابت ہو جاوے ۔ کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہمنے اپنے ہاتھوں سے چارپائے بنائے کہ جسکے وہ مالک بن رہے ہیں ۔ اور انکو انکے بس میں

لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوبُهُمْ وَمِنْهَا يَأْكُلُونَ ۝ وَلَهُمْ فِيهَا مَنَافِعُ وَمَشَارِبُ ۖ أَفَلَا يَشْكُرُونَ ۝ وَاتَّخَذُوا مِن دُونِ اللَّهِ آلِهَةً لَّعَلَّهُمْ يُنصَرُونَ ۝

کردیا جنمیں سے کسی پر چڑھتے ہیں اور کسیکو کھاتے ہیں ۔ اور انکے لیے اُن میں بہت فائدے ہیں اور دودھ پیتے ہیں پھر کیوں نہیں شکر کرتے ۔ اور اللہ کے سوا اُنہوں نے اور معبود بنا رکھے ہیں تاکہ انکی مدد کریں ۔

رکوع ۵ لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَهُمْ وَهُمْ لَهُمْ جُندٌ مُّحْضَرُونَ ۝ فَلَا يَحْزُنكَ قَوْلُهُمْ ۘ إِنَّا نَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ ۝

وہ خود اپنی تو مدد کر نہیں سکتے اور یہ انکا لشکر ہے جو حاضر ہے ۔ پھر تو انکی بات سے برا نہ مان ۔ ہم جانتے ہیں جو کچھ وہ چھپاتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں ۔

دلو لشعرا الخ آیات میں یہ بات ثابت کی گئی تھی کہ ہمنے ہر ایک بات سمجھنے کی قوت دی تھی اسپر یہ خیال گزرتا تھا کہ ہمکو غور کرنیکا بھی موقع دینا چاہیے تھا بڑی عمر عطا کر لی تھی کہ تجربہ ہوتے ہوتے اسرار پر بھی آگاہی ہو جاتی اسکا جواب دیتا ہے ومن نعمرہ ننکسہ فی الخلق کہ بڑی عمر سے کیا زیادہ سمجھ آجاویگی سمجھنے کے لیے تو عمر کا ایک معتد بہ حصہ کافی ہے جیسا کہ پہلے فرمایا تھا اولم نعمرکم مایتذکر فیہ من تذکر اور زیادہ عمر ہونے کی آرزو بیکار ہے کیلیے کہ جب عمر زیادہ ہو جاتی ہے تو اعضاء انسانی اور قوی مدرکہ بھی ضعیف ہو جاتے ہیں ۔ حجاج کہتے ہیں اسکے یہ معنی کہ جسکی عمر زیادہ کرتے ہیں تو اسکو پیدائشی باتوں میں اُلٹا کر دیتے ہیں قوت کے بعد ضعف جوانی کے بعد بڑھاپا آجاتا ہے سیدھا قد ٹیڑھا ہو جاتا ہے افلا یعقلون اسپر بھی وہ عقل نہیں کرتے اس جملہ میں ایک اور بات کیطرف بھی اشارہ ہے کہ دنیا میں ممکنات کے جتنے کمالات ہیں طاقت و قوت حسن و جمال علم و دانش حتیٰ کہ ہستی سب ہماری دی ہوئی ہے اور اس دنیا میں چند روز کے لیے ہے آخر فنا ہے چند روز بہار ہے جس پر تم اس قدر بھولے ہوئے ہو اور محسن اصلی اور منزل اصلی کو بھولے ہوئے ہو اپنے ہی آپ کو دیکھو عمر زیادہ ہونے میں وہ جوانی کہاں رہتی ہے کہاں گئی وہ قوت حافظہ اور کس جگہ چلی گئی وہ قوت باصرہ و سامعہ کہاں ہے وہ رنگ و روغن حسن و جمال قد جو سرو رواں تھا جھک گیا سب چیزیں تم سے لی جاتی ہیں ایک یہ ہستی بھی چھین لی جاویگی اسپر بھی تم عقل نہیں کرتے ۔

ان باتوں کو سنکر کفار عرب کہتے تھے کہ یہ نصیحت آمیز باتیں محمد جو سُناتا ہے تو شاعر ہی شاعر بھی ایسا کلام کیا کرتے ہیں اسکے جواب میں فرماتا ہے وما علمناہ الشعر کہ ہمنے محمد کو شعر نہیں سکھایا وما ینبغی لہ اور نہ یہ آپ کے لائق ہے ۔ یہ اسلیے کہ الہام اور وحی تو خداوند تعالیٰ کا ایک خاص فیضان ہے جو جبرئیل کے وسیلہ سے روح پر نازل ہوتا ہے اور قوی ملکویہ کو اُبھارتا اور بہیمیہ کو پست کرتا ہے اور شعر تخیلات کی روانی اور زبان کی لفاظی ہے اسمیں کہیں عمدہ باتیں بھی ہوتی ہیں اور بیشتر تو وہ تمامتر تخیلات ہوتے ہیں جو قوی شہویہ کو جوش میں لاتے ہیں اور اسلیے شعر کی بابت علماء اسلام نے فیصلہ کر دیا ہے کہ حمد و ثناء عظ و پند کے شعر اچھے ہیں اور بُرے مضامین کے بُرے ہیں ۔ اور آنحضرت صلعم سے اتفاقیہ کوئی شعر موزوں ہو گیا تو اس سے شاعر نہیں کہے جا سکتے ان ہو الا ذکر و قرآن مبین کہ یہ قرآن ہے جو سراسر نصیحت آسمانی ہے لینذر من کان حیا یہ اسلیے نازل ہوا ہے کہ جو زندہ دل ہیں انکو خوف دلائے اور منکروں پر خدا کی حجت پوری ہو جاوے یہ نہ کہیں کہ دنیا میں ہمکو سمجھنے نہیں سمجھایا ۔ اولم یروا سے بُت پرستوں کو اپنی نعمتیں یاد دلاتا ہے کہ ہمنے انکے لیے چارپائے پیدا کیے اور انکو اُس میں کر دیا جسطرح طرح کے فائدے اُٹھاتے ہیں سوار ہوتے ہیں بیچ کر کھاتے ہیں انکے بچوں اور بالوں سے نفع لیتے ہیں دودھ پیتے ہیں پھر بھی شکر نہیں کرتے اللہ کے تابع نہیں ہوتے بلکہ منعم حقیقی کو چھوڑ کر اور معبود بنا رکھے ہیں کہ وہ انکی مدد کریں حالانکہ وہ ایسے بے بس ہیں کہ خود اپنی مدد نہیں کر سکتے بلکہ قیامت کو پکڑے ہوئے آوینگے یا یہ معنی کہ کفار ان بتوں کا لشکر بنکر انکے آگے حاضر رہتے ہیں انکی مدد کرتے ہیں یا یہ معنی کہ کفار انکو اپنی مدد کے لیے لشکر جانتے ہیں فلا یحزنک قولہم نبی کو تسلی دیتا ہے کہ ان کی باتوں سے برا نہ مانو

اَوَلَمْ يَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ۝ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ ۭ قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ
کیا آدمی نہیں جانتا کہ اسکو منی کے ایک قطرہ سے بنایا ہے پھر جبھی وہ کھلم کھلا دشمن بنگیا۔ اور ہمارے لیے ایک مثل بیان کرتا ہے اور اپنا پیدا ہونا بھول گیا۔ کہنے لگا کون زندہ کر سکتا ہے ہڈیوں کو

وَهِيَ رَمِيْمٌ ۝ قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۭ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمٌ ۝ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا
جبکہ وہ گل گئے ہوں۔ کہدے انکو وہی زندہ کریگا جسنے ان کو اول بار پیدا کیا تھا۔ اور وہ سب کچھ بنانا جانتا ہے۔ وہ کہ جسنے تمہارے لیے سبز درخت میں سے آگ پیدا کر دی

فَاِذَآ اَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْقِدُوْنَ ۝ اَوَلَيْسَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ ۭ بَلٰى وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ
جبھی تم اُس سے آگ نکالنے لگتے ہو۔ کیا وہ کہ جسنے آسمانوں اور زمین کو بنایا اسپر قادر نہیں کہ ایسے اور بنا دے۔ کیوں نہیں وہ بہت کچھ بنانیوالا خبردار ہے

اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْـــًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝ فَسُبْحٰنَ الَّذِيْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝
اسکا یہی حکم ہے جبکہ وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے کہ اسکو کہتا ہے ہو جا سو وہ ہو جاتی ہے۔ پس پاک ہے وہ کہ جسکے ہاتھ میں ہر چیز کا اختیار ہے اور اُسی کے پاس تم پھر آؤ گے۔

ترکیب

فاذا ھو الجملۃ معطوفۃ علی الجملۃ المنفیۃ قبلھا داخلۃ معھا فی حیز الانکار المفھوم من الاستفہام والمعنی العجب من ھذا الخصم الدنی بجادل الجبار القھار ونسی اصلہ وخلقہ من اے شیٔ خلق وکیف صارا ولیس الھمزۃ للانکار والواو للعطف علی مقدر من نظائرہ رمیم فعیل بمعنی مفعول لیستوی فیہ المذکر والمؤنث۔

تفسیر

اولم یر الانسان الخ یہاں سے ثبوت حشر پر دلائل قائم کرتا ہے اور منکرین حشر کو انہیں کی ذات میں اپنی قدرت وکمال کا نمونہ دکھاتا ہے کہ انسان یقیناً جانتا ہے کہ خدا نے مجھکو ایک قطرہ پانی سے پیدا کیا ہے جو متشابہ الاجزاء ومتحد الحقیقۃ والاسم ہے پھر اسمیں سے ہڈی اور گوشت اور پوست اور سر پاؤں دل ودماغ آنکھ ناک کیسے مختلف الاسم والحقیقۃ اجزاء پیدا کر دئے اور ہر ایک میں جداگانہ قوت وتاثیر رکھی اور اسکے تمام کیل مہرزے جوڑ کر اسکو بڑا گویا اور فہیم بنا دیا اور یہ گویا ہوتے ہی بڑے دشمن بنگئے طرح طرح کی حجتیں نہیں اور اُسکے کلام کے مقابلہ میں کرنے لگے وضرب لنا مثلا ونسی خلقہ اور ہمارے لیے دنیا کے لوگوں کی سی مثال بیان کی کہ جس طرح دنیا کے لوگ بعض اشد کاموں میں عاجز ہیں وہ بھی ہی یعنی مخلوق کی قدرتوں اور طاقتوں پر قیاس کر کے ہماری قدرت کو بھی محدود سمجھ لیا کہ وہ مرنیکے بعد زندہ نہیں کر سکتا اور طرفہ یہ ہی کہ ہماری قدرت غیر محدود کا نمونہ اسیکے پیدا کرنیمیں موجود ہی اُسکو بھول گیا یعنی اسمیں غور نہیں کرتا پھر اُس مثل کا بیان کرتا ہی قال من یحی العظام الخ یعنی کہ انسان کہتا ہے بوسیدہ اعدریزہ ریزہ ہوئی ہڈیوں کو کون زندہ کر سکتا ہے؟ انسان سے مراد عموماً منکرین حشر ہیں گو یہ بات جیسا کہ ابن عباس رضی نے فرمایا ہے عاص بن وائل نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کہی تھی ابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم نے اسکو ابن مجنم میں نقل کیا ہے۔

خدا تعالیٰ اسکا جواب دیتا ہے قل یحییھا الذی انشاھا اول مرۃ اے محمد کہدے اُن بوسیدہ ہڈیوں کو وہی زندہ کریگا کہ جس نے انکو اول بار بنایا تھا اور انکا کچھ بھی وجود نہ تھا پھر بار دگر بنانا اسکو کیا نہیں آتا؟ وہو بکل خلق علیم حالانکہ وہ ہر ہر چیز مخلوقات کی جانتا ہے کونسی ذرہ اجزاء بدن کا اُس سے مخفی نہیں بار دگر سب کو ملا دیگا اور روح ڈالدیگا۔ یا یوں کہو وہ ہر طرح سے پیدا کرنا جانتا ہے۔ فالخلق مصدر وعلی الاول بمعنی المخلوق

اسکے بعد اور دلیل بیان فرماتا ہے الذی جعل لکم من الشجر الاخضر نارا الخ کہ احد تو وہ قادر مطلق ہے کہ سبز درخت میں سے آگ نکالدیتا ہے۔ بن میں جب بانس کی ٹہنیاں ہوا سے آپسمیں رگڑ کھاتی ہیں تو اُس سے آگ نکلتی ہی جس سے بن میں خود بخود آگ لگجاتی ہے۔ اور عرب میں دو درخت ہیں ایک کو مرخ دوسرے کو عفار کہتے ہیں اور زندہ اور زندہ بھی جب آگ سلگانی منظور ہوتی ہے تو دونوں کی ہری ٹہنیاں توڑ کر ایک کو دوسرے پر مارتے ہیں آگ پیدا ہو جاتی ہے۔ پھر آگ اور سبز درخت کو دیکھیے جو پانی اور رطوبت کی پوٹ ہے دونوں ضدوں کو جمع کر دیا۔

پھر جس نے اضداد کو جمع کر دیا کیا وہ اجزاء بدنِ انسانی کو جمع نہیں کر سکتا؟ بیشک کر سکتا ہے اس کے بعد ایک اور **دلیل** بیان کرتا ہے اولیس الذی خلق السمٰوٰت والارض بقادر علی ان یخلق مثلھم کہ کیسا وہ شخص کہ جس نے آسمانوں اور زمین کو بنایا اس بات پر قادر نہیں کہ ان کو بار دگر پیدا کرے؟ بیشک پیدا کر سکتا ہے مثلھم لے مثل ہٰؤلاء الاناسی الذین ماتوا والمراد ھم علی سبیل الکنایۃ نحو مثلک لا یبخل والمراد انت ۔ آپ ہی اس استفہام کا جواب دیتا ہے بلی وھو الخلاق العلیم کیوں نہیں وہ خلاق ہے ہر چیز پیدا کر سکتا ہے اور علیم بھی ہے ہر قسم کے علوم اسکے آگے حاضر ہیں قدرت بھی ثابت کی گئی علم بھی ۔

اب کلام کسی کی جگہ مخالف کے لیے باقی نہیں کس لیے کہ جو شخص خدا تعالیٰ کے وجود کو مانتا ہے اور اسکو آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا بھی جانتا ہے تو اس بات کا ماننا اسکو ضرور ہے کہ وہ بار دیگر بھی پیدا کر سکتا ہے کیونکہ بار دگر پیدا کرنا اول بار کے پیدا کرنے سے عقلاً کوئی زیادہ بات نہیں اور مشرکین کہ جنکے مقابلہ میں یہ کلام ہو رہا ہے خدا کے بھی قائل تھے اور اسکو خالق آسمان و زمین بھی جانتے تھے حشر کے منکر تھے یہود میں بھی ایک فرقہ منکر حشر کا تھا اسکے بعد ایک اور **دلیل** بیان فرماتا ہے انما امرہ اذا اراد شیئا ان یقول لہ کن فیکون اسمیں انکی تمثیل کا بھی بطلان ہے کہ وہ کہتے تھے کوئی بھی حشر پر قادر نہیں غائب کا حاضر پر قیاس کرتے تھے فرماتا ہے اللہ تعالیٰ کو مخلوق پر قیاس نہ کرو کیسلیے کہ مخلوق میں سے جو کوئی کسی چیز کو بنانا چاہتا ہے تو وہ چند باتوں کا محتاج ہوتا ہے اول اپنی قوت و طاقت کا ہونا (دوم) آلات بدنیہ (سوم) اور دیگر آلات (چہارم) اس چیز کا مادہ موجود ہونا (پنجم) زمانہ کا درمیان آنا (ششم) موانع کا دور ہونا ۔ مثلاً کوئی معمار کسی مکان بنانے کا ارادہ کرے تو اسمیں قوت و طاقت فن معماری کا علم ہونا چاہیے پھر اسکے ہاتھ پاؤں اعضاء بدنیہ بھی درست ہونے چاہئیں پھر اسکے اوزار آلات بھی ضرور ہیں پھر اس مکان کا مادہ اینٹ پتھر لکڑی گارا چونا لوہا وغیرہ بھی کہ جسسے وہ مکان بنے گا پھر یہ بھی ضرور ہے کہ وہ مکان دفعۃً نہیں بنے گا زمانہ میں تیار ہوگا ایک ساعت سے لیکر دس بیس برس تک کسی قدر مہ زمانہ ضرور ہوگا ان سب کے بعد یہ بھی کہ کوئی مانع پیش نہ آوے اگر کسی بروست نے بننے سے روکدیا تو رک جاویگا یا بارش آندھی کوئی بات پیش آجاوے تب بھی رک جاویگا برخلاف خدا تعالیٰ کے کہ وہ ان چیزوں میں سے کسی کا بھی محتاج نہیں ہمہ وقت اسکے لیے سب سامان مہیا ہیں پھر اسکو مخلوق پر قیاس کرنا کیسی بے عقلی ہے اس بات کو خدا تعالیٰ اس آیت میں بیان کرتا ہے کہ وہ جب کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو صرف یہی بات ہوتی ہے کہ اسکو کہتا ہے کن یعنی ہو جا سو وہ فوراً موجود ہو جاتی ہے امر سے مراد امر تکوینی ہے اور قول اور کن سے بھی قول اور کن تکوینی مراد ہے تو یہ کہ اس معدوم چیز سے خطاب کیا جاتا ہے کہ تو ہو جا کس لیے کہ وہ تو اُس وقت معدوم ہوتی ہے قابل خطاب ہی نہیں ہوتی اور جو موجود ہو تو پھر موجود کو موجود کرنے کے کیا معنی؟ بلکہ مراد یہ ہے کہ اُسکے علم میں ہر شے ہے خواہ وہ خارج میں موجود ہو یا معدوم اور یہ علم اسکا علم ازلی ہے جب سے وہ ہے اُسی کے ساتھ اُس کی ذات بابرکات میں تمام چیزوں کا علم ان چیزوں کے پیدا کرنے سے پیشتر ہی رکھا ہوا ہے پھر جب وہ کسی چیز کے پیدا کرنے کا قصد کرتا ہے تو اس موجود علمی سے یہ فرما دیتا ہے یعنی ارادہ کر لیتا ہے کہ ہو جا سو وہ فوراً موجود ہو جاتی ہے ذرا بھی دیر نہیں لگتی ۔

اس تقریر سے معتزلہ اور کرامیہ کا خیال بھی باطل ہو گیا کہ معدوم کو بھی شے کہتے ہیں اور یہ کہ اُسکا ارادہ حادث ہے ۔ اس آیت میں اُسنے اپنی بے انتہا قدرت کا ثبوت کر دیا اور راسخ الاعتقاد اور سلیم الطبع کو کامل یقین دلا دیا اور دعوی کو دلیل کر دکھایا

اسلیے اسکے بعد اس بحث کے نتیجہ کو کن عمدہ الفاظ اور کس عمدہ پیرائے اور اسلوب سے بیان فرماتا ہے کہ جو اصل الاصول مطلب کے گھیرے ہوئے ہے فقال سبحان الذی بیدہ ملکوت کل شئی والیہ ترجعون اور اس تمام سورہ میں اصل الاصول تین ہی باتیں ہیں توحید اور آخرت رسالت اعتقاد حشر یہ رسالت کو تو کئی مقام پر اس سورہ میں ثابت کر دیا ہے ایکبار اول ہی میں فرمایا والقرآن الحکیم انک لمن المرسلین اور اسکو سب سے اول اسلیے ذکر کیا کہ جب تک انسان رسولوں پر ایمان نہیں لاویگا اُسکے کہنے سے حشر اور اُسکے صفات کا کب قائل ہوگا کسلیے کہ یہ باتیں تجربہ اور حس سے باہر ہیں اور براہین عقلیہ میں باہم تعارض ہو جاتا ہے اور وہم غلط اندازی کرتا ہے ان باتوں کا کامل یقین تو اُسکے فرستادہ یعنی رسول کے کہنے سے ہو سکتا ہے۔ اور ایکبار اخیر رکوع میں ثابت کیا بقولہ وما علمناہ الشعر الخ اب رہیں دو باتیں توحید اور حشر پر ایمان لانا سو آیۃ لہم سے شروع کر کے چند دلائل سے اسکو ثابت کر دیا اور حشر کے مسئلہ کو اخیر میں بڑے زور سے انکا انکار نقل کر کے وضرب لنا مثلا ونسی خلقہ قال من یحیی العظام وہی رمیم ثابت کیا اور اخیر میں اسلیے کہ حشر بھی دنیا کا اخیر ہی ہوتا ہے اور اس بات کے اثبات میں اپنی قدرت غیر متناہی کے جتلانے کے لیے دلائل بیان کرتا چلا آتا ہے اس لیے ختم کلام کے موقع پر ان دونوں باتوں کو نتیجہ کے طور پر ثابت کرتا ہے فسبحان الذی بیدہ ملکوت کل شئی میں توحید کو ثابت کیا اول تو لفظ سبحان ہی اسکی تنزیہ و تقدیس پر دلالت کرتا ہے کہ وہ شریک و سہیم و مثیل و نظیر اور عجز و حدوث والد و مولود سب نقصان کی چیزوں سے پاک ہے نہ اسکو جورو کی حاجت نہ بیٹے کی ضرورت نہ کسی جسم میں حلول کرنے کی احتیاج نہ کسی مددگار کی پروا کسلیے کہ بیدہ ملکوت کل شئی اسکے ہاتھ میں یعنی قبضہ میں ہر شے کی حکومت ہے۔ یہ جملہ تنزیہ کے لیے بھی دلیل ہے اور آئندہ دوسری بات حشر برپا کرنے کے لیے بھی دلیل ہے کیونکہ جب اسکے قبضہ میں ہر چیز کی حکومت ہے تو مر کر بار دگر زندہ کرنے پر بھی وہ قادر ہے اسلیے اسکے بعد والیہ ترجعون فرمایا کہ اسی کے پاس پھر جاؤ گے۔ یعنی حشر برپا ہوگا مر کر زندہ ہو کے خدا تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہونا ہوگا۔

اور الیہ جار کو مقدم کیا جس میں اشارہ ہے کہ اُسکے پاس پھر جانا ہے نہ کہ کسی اور کے پاس کہ جسکو تم اُسکے ساتھ شریک کرتے اور اسکی خدائی کا حصہ دار یا کارساز مختار سمجھتے ہو اسپر اور لطف یہ ہے کہ ترجعون مضارع کا صیغہ استعمال ہوا اسمیں اشارہ ہے کہ حشر قائم ہونے کے بعد تو خدا کے پاس جانا ہی ہے جیسا کہ معنی استقبال مضارع میں پائے جاتے ہیں حال میں بھی تم اسی کے پاس چلے جا رہے ہو یہ عمر تمہارا ایک سفر ہے جس قدر برس گزرتے ہیں یا جس قدر دن گزرتے ہیں گویا تمہارے سفر کی اسی قدر منزلیں طے ہوتی ہیں آخر ایک روز بھی سفر تمام ہوگا موت آویگی کیا بلکہ سامنے کھڑی ہے پس تمہاری روح کو اُسکے سامنے جانا ہوگا اب ہر وقت تم اُسی پاس سفر طے کر کے جا رہے ہو اور اسپر لطف یہ کہ مضارع مجہول کا صیغہ آیا تاکہ یہ معلوم ہو کہ تم از خود نہیں بلکہ کوئی اور تمکو لیے جا رہا ہے اور سچ بھی ہے کہ ہم نے اختیار منازل عمر طے کر رہے ہیں اسی بات کو کئی جگہ قرآن مجید میں ذکر کیا ہے فقال یا ایہا الانسان انک کادح الی ربک کدحا فملاقیہ امام احمدؒ نے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لیس من قرآن مجید کا دل ہے جو کوئی اسکو خالصا لوجہ اللہ پڑھیگا اُسکو خدا بخشدیگا۔ اسکو دل اسی لیے کہا کہ اس سورہ میں اعتقادیات ہی ہیں جو دل میں رہا کرتے ہیں یا یوں کہو قرآن مجید کے امہات المطالب یہی تین باتیں ہیں اور باقی انکے متمم یا محافظ یا فروع ہیں اور یہی باتیں لب لباب ہیں اور اعلیٰ تر ہیں اور عمدہ اور اعلیٰ چیز کو انسان کے دل سے تشبیہ دیجا کرتی ہے کہ وہ بھی بدن میں سب سے عمدہ اور اعلیٰ اور سردار ہوتا ہے۔

سُوْرَۃُ الصّٰفّٰتِ مَکِّیَّۃٌ اسمین ایک سو بیاسی ۱۸۲ آیت اور پانچ رکوع ہین

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَالصّٰفّٰتِ صَفًّا ۝ فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا ۝ فَالتّٰلِیٰتِ ذِکْرًا ۝ اِنَّ اِلٰھَکُمْ لَوَاحِدٌ ۝ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَھُمَا وَرَبُّ

قسم ہے صف باندھ کر کھڑے ہونے والوں کی قسم کھا کر جھڑکنے والوں کی قسم کھا کر پڑھنے والوں کی۔ بیشک تمہارا معبود ایک ہے۔ آسمانوں اور زمین اور اُن کے اندر کی چیزوں کا رب اور مشرقوں

الْمَشَارِقِ ۝ اِنَّا زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِزِیْنَۃِ ِالْکَوَاکِبِ ۝ وَحِفْظًا مِّنْ کُلِّ شَیْطٰنٍ مَّارِدٍ ۝ لَا یَسَّمَّعُوْنَ اِلَی الْمَلَاِ الْاَعْلٰی وَیُقْذَفُوْنَ مِنْ

کا رب۔ ہمنے سجایا ہے آسمانوں کو ستاروں سے۔ اور اُسکو ہر ایک شیطان سرکش سے محفوظ رکھا۔ شیاطین ملاء اعلیٰ کی باتیں نہیں سن سکتے اور ہر طرف سے نکالے

کُلِّ جَانِبٍ ۝ دُحُوْرًا وَّلَھُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ۝ اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَۃَ فَاَتْبَعَہٗ شِھَابٌ ثَاقِبٌ ۝ فَاسْتَفْتِھِمْ اَھُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمْ مَّنْ خَلَقْنَا اِنَّا خَلَقْنٰھُمْ

جاتے ہیں دھکیلنے کیلئے۔ اور اُنکے لیے ہمیشہ کا عذاب ہے۔ مگر جو کوئی بات لے بھاگتا ہے تو اُسکے پیچھے دہکتا ہوا انگارا پڑتا ہے۔ پس اے محمد تو اُن سے پوچھ کہ انکا بنانا بڑی بات ہے یا اُنکا کہ جنکو ہمنے بنایا

مِّنْ طِیْنٍ لَّازِبٍ ۝ بَلْ عَجِبْتَ وَیَسْخَرُوْنَ ۝ وَاِذَا ذُکِّرُوْا لَا یَذْکُرُوْنَ ۝ وَاِذَا رَاَوْا اٰیَۃً یَّسْتَسْخِرُوْنَ ۝ وَقَالُوْٓا اِنْ ھٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ۝

اور چپکنے والے گارے سے بنایا۔ بلکہ تو تعجب کرتا ہے اور وہ ٹھٹھا کرتے ہیں۔ اور جب سمجھائے جاتے ہیں تو سمجھتے نہیں۔ اور جب کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو ہنسی کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں یہ تو محض صریح جادو ہے۔

ترکیب

والصافات الواو للقسم وجوابہ ان الٰھکم رب السمٰوٰت بدل من واحد بزینۃ الکواکب من اضافۃ النوع الی الجنس کقولک باب جدید والزینۃ کواکب حفظنا ای حفظنا حفظا من یتعلق بالفعل المحذوف۔ لا یسمعون الجملۃ فی موضع الجر علی الصفۃ او مستانف ودحورا یجوز ان یکون مصدرا من معنی یقذفون او مفعولا لہ الا متشفا من الجنس ای لا یسمعون الملائکۃ الا لاخالسۃ ثم یتبعون بالشہب فیخطف۔

تفسیر

ابن عباسؓ فرماتے ہیں یہ سورۃ مکہ میں نازل ہوئی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی جمعہ کے روز یٰسین اور صافات پڑھکر اللہ تعالیٰ سے کوئی حاجت طلب کریگا اللہ اسکی حاجت پوری کریگا۔ رواہ ابوداؤد فی فضائل القرآن مشرکین مکہ بت پرستی کرتے تھے ستاروں کی بھی قضاء قدر میں شریک جانتے تھے اسلیے انکی پرستش بھی کرتے تھے اور جنوں شیطانوں کو بھی مانتے تھے شیاطین کچھ خبریں بھی جھوٹھ ملا کر لوگوں کو بتایا کرتے تھے جسپر وہ غیب دانی کا دعوی کرتے تھے اور اُن شیاطین کی نذر و نیاز کروایا کرتے تھے اور قیامت کے بھی منکر تھے ان سب باتوں کا رد اس سورۃ میں کرتا ہے اور پہلے دلائل سے رد کر چکا تھا مگر شیاطین کو وثوق دلانے کے لیے کلام کو قسم کے ساتھ شروع کرتا ہے فقال والصافات صفا الخ تین چیزوں کی قسم کھاتا ہے اوّل صافات یعنی صف باندھنے والے دوسرے زاجرات زجر کرنے والے اور تیسرے تالیات ذکر اذکر کرنے والے۔ اب یا تو ان تینوں چیزوں سے ایک شے مراد ہے یہ تینوں اسکے وصف ہیں یا تین چیزیں جدا جدا اول صورت میں علماء کے کئی قول ہیں اوّل یہ کہ ملائکہ مراد ہیں کیونکہ وہ آسمانوں میں عبادت کے لیے صف بستہ کھڑے رہتے یا حکم الٰہی کے تعمیل کیلئے صف بستہ رہتے ہیں اور ملائکہ ہی ابلیس کو ہانکتے اور دھتکارتے ہیں یا یہ کہ شیاطین کو بنی آدم کے تکلیف دینے سے ڈانٹتے ہیں یا یہ کہ الہامات کے طور پر ملائکہ جو قلوب بنی آدم تک تاثیرات میں انکو معاصی سے روکتے ہیں جس طرح کہ شیاطین آمادہ کرتے ہیں اور وہی ذکر الٰہی میں مصروف ہا کرتے ہیں یا اس سے نیک لوگ مراد ہیں جو جہاد و جماعت میں صف باندھکر کھڑے ہوتے اور کفار کو گواہی سے زدہ کتے اور مخالفین کو ڈانٹتے ہیں اور تلاوت قرآن کرتے ہیں دوسری صورت میں بھی کئی احتمال ہیں۔ ان چیزوں کی قسم کھاکر فرماتا ہے ان الٰھکم لواحد الخ کہ تمہارا ایک ہی سب کا وہی آسمانوں اور زمین کا رب ہے ستارے رب نہیں بلکہ انکو تو ہمنے آسمان کی زینت بنایا ہے اور وہ شیاطین کے لیے اوپر جانے سے محافظ بھی ہیں۔ اسی قسم کا مضمون قرآن مجید میں کئی ایک جگہ آیا ہے۔ ایک جگہ آیا ہے ولقد زینا السماء الدنیا بمصابیح وجعلنا رجوما للشیاطین ایک جگہ ہے وحفظنا من کل شیطان رجیم الا من استرق السمع فاتبعہ شہاب مبین سورۂ جن میں آیا ہے وانا لمسنا السماء فوجدناہا ملئت حرسا شدیدا وشہبا وانا کنا نقعد منہا مقاعد للسمع فمن یستمع الآن یجد لہ شہابا رصدا۔

ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوثُونَ ۝ اَوَاٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُونَ ۝ قُلْ نَعَمْ وَاَنْتُمْ دَاخِرُونَ ۝ فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ

(کیونکر ہیں) کیا ہم گئے گئے اوٹھی اور ہڈیاں ہوجانے پر کیا ہم پھر اٹھائے جاویں گے۔ اور کیا ہمارے اگلے اپنے دادا بھی۔ کہہ ہاں اور تم ذلیل ہوگے۔ پھر وہ تو ایک ہی کرکہ ہوگی

فَاِذَا هُمْ يَنْظُرُونَ ۝ وَقَالُوا يٰوَيْلَنَا هٰذَا يَوْمُ الدِّينِ ۝ هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ الَّذِي كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُونَ ۝ اُحْشُرُوا الَّذِينَ ظَلَمُوا وَاَزْوَاجَهُمْ

پھر تو وہ فوراً دیکھیں گے۔ اور کہیں گے ہائے کمبختی یہ آگیا جزا کا دن۔ یہ ہے فیصلہ کا دن کہ جسکو تم جھٹلایا کرتے تھے۔ (حکم ہوگا) ظالموں کو اور انکی بیبیوں کو

وَمَا كَانُوا يَعْبُدُونَ ۝ مِنْ دُونِ اللّٰهِ فَاهْدُوهُمْ اِلٰى صِرَاطِ الْجَحِيمِ ۝ وَقِفُوهُمْ اِنَّهُمْ مَسْئُولُونَ ۝ مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُونَ ۝ بَلْ هُمُ

اور جسکو وہ اللہ کے سوا پوجتے تھے سب کو حاضر کرو پھر انکو جہنم کے رستہ کیطرف ہانک کے لے جاؤ۔ اور انکو کھڑا کرو کہ انسے دریافت کیا جاوے کیا ہوا تمکو آپس میں ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے بلکہ آج کے

الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُونَ ۝ وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَتَسَآءَلُونَ ۝ قَالُوا اِنَّكُمْ كُنْتُمْ تَاْتُونَنَا عَنِ الْيَمِينِ ۝ قَالُوا بَلْ لَمْ تَكُونُوا مُؤْمِنِينَ ۝ وَمَا

دن سب سرنگوں ہوگئے ہیں۔ اور متوجہ ہوگا ایک دوسرے کی طرف پوچھنے وقت۔ کہینگے تم ہی تو ہمارے پاس داہنی طرف سے آیا کرتے تھے۔ وہ جواب دینگے کہ خود تم ہی ایمان نہیں لاتے تھے۔ اور ہمارا

كَانَ لَنَا عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ بَلْ كُنْتُمْ قَوْمًا طٰغِينَ ۝ فَحَقَّ عَلَيْنَا قَوْلُ رَبِّنَا اِنَّا لَذَآئِقُونَ ۝ فَاَغْوَيْنٰكُمْ اِنَّا كُنَّا غٰوِينَ ۝ فَاِنَّهُمْ يَوْمَئِذٍ فِي الْعَذَابِ

تمہر کوئی زور نہ تھا۔ بلکہ تم ایک گمراہ قوم تھی۔ پھر ہم سب پر ہمارے رب کا قول سچ ہوگیا کہ ہمکو ضرور چکھنا ہے۔ پھر ہمنے تمکو گمراہ کیا ہم بھی گمراہ تھے۔ پھر اُس روز عذاب میں سب

مُشْتَرِكُونَ ۝ اِنَّا كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِينَ ۝ اِنَّهُمْ كَانُوا اِذَا قِيلَ لَهُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَسْتَكْبِرُونَ ۝ وَيَقُولُونَ اَئِنَّا لَتَارِكُوٓا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ

شریک ہونگے۔ ہم گنہگاروں کے ساتھ ایسا ہی کیا کرتے ہیں۔ کیونکہ جب انسے لا الہ الا اللہ کہا جاتا تھا تو اکڑا کرتے تھے۔ اور کہتے تھے کیا ہم ایک شاعر دیوانہ کیلیے اپنے معبودوں کو

مَّجْنُونٍ ۝ بَلْ جَآءَ بِالْحَقِّ وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِينَ ۝ اِنَّكُمْ لَذَآئِقُوا الْعَذَابِ الْاَلِيمِ ۝ وَمَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ

چھوڑ دینگے۔ بلکہ (محمد) دین حق لایا اور رسولوں کی تصدیق کی۔ البتہ تمکو عذاب الیم چکھنا ہے۔ اور تمکو وہی بدلہ دیا جاویگا کہ جو تم کیا کرتے تھے

✤ تفسیر ✤

اور احادیث صحیحہ میں بھی یہی مضمون منقول ہے بخاری نے ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب آسمانوں پر کوئی حکم ہوتا ہے تو خوف کے مارے ملائکہ تھرا جاتے ہیں پھر ایک دوسرے سے دریافت کرتا ہے پھر اوپر کے طبقہ سے لیکر نیچے کے طبقہ والے ملائکہ تک رجہ بدرجہ وہ بات پہنچتی ہے نیچے کے طبقہ والوں سے شیاطین کوئی بات اُڑا لیجاتے ہیں اور اُسکو جادوگروں یا جنتیوں والوں کو پہنچاتے ہیں وہ ایک میں سو جھوٹی باتیں ملاکر مشہور کرتے ہیں پھر کبھی یا اکثر ستارہ انکے پیچھے دوڑتا ہے اور جلا دیتا ہے اور کبھی وہ کلمہ جادوگروں کو پہنچا دیتا ہے۔ اور اسی کے قریب قریب ابن عباسؓ سے مسلم نے روایت کیا ہے اور جمہور مفسرین اسپر متفق ہیں اور اہل سنت کا یہی اعتقاد ہے۔

اوپر رات کو جو کچھ چمکتا ہوا نظر آتا ہے اُسکو عرف میں بچہ تیرہ کے ستارا کہتے ہیں عام ہیں کہ وہ ثوابت ہوں یا تھوڑی دیر کے بعد مٹ جاویں جیسے کرۂ ارض سے ادخنہ جو اوپر کو صعود کرتے ہیں اور کرۂ نار میں پہنچنے کے بعد اُن میں آگ لگجاتی ہے پھر وہ مادہ مشتعل رات کو مختلف صورتوں میں روشن ہوتا ہوا دکھائی دیتا ہے کبھی وہ مدار ستارا معلوم ہوتا ہے اور جس قدر وہ مادہ ہوتا ہے اُتنا ہی اُسکو قیام رہتا ہے حتی کہ مہینوں تک۔ خدا تعالیٰ بندوں کو اپنے عجائب مخلوقات میں قدرتیں دکھاتا ہے کہ یہ جو اوپر رات کو تمھیں ستارے معلوم ہوتے ہیں انسے آسمان کی زینت ہوتی ہے اندھیرے میں نورانی قندیلیں مختلف صورتوں میں لٹکی ہوئی نظر آرہی ہیں یہ تو ثوابت ہیں اور بعض جو تمکو تارے معلوم ہوتے ہیں (جسکو تم شہاب ثاقب کہتے ہو یعنی اوخنہ ارضیہ اور جسکو تم دیکھتے ہو کہ آسمان سے ٹوٹتا ہے یا کوئی پھینک کر دوسری طرف مارتا ہے) انسے ملائکہ سماوات کام لے رہے ہیں کہ جو شیاطین اوپر یعنی عالم بالا کی باتیں اور وہاں کے روزمرہ جاری ہونے والے حوادث کی خبریں سننے جاتے ہیں انکو انسے مارتے ہیں اور کوئی شیاطین اور جن بھی ناری ہیں انکا غالب مادہ آتش ہے مگر آگ کے درجے متفاوت ہیں قوی ضعیف میں اثر کرتی ہے اسی لیے انکو جلا دیتی ہے جیسا کہ انسان کا غالب مادہ خاک ہے گو پتھر کے مارنے سے جو وہ بھی خاکی ہے مرجاتا ہے۔ اس تقریر پر تمام شبہات دور ہوگئے عقل و نقل میں موافقت ہوگئی۔

إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ ۝ أُولَٰئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُومٌ ۝ فَوَاكِهُ وَهُم مُّكْرَمُونَ ۝ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ ۝ عَلَىٰ سُرُرٍ مُّتَقَابِلِينَ ۝ يُطَافُ

گر اللہ کے خالص بندے۔ بھی ہیں کہ جنکے لیے روزی مقرر ہے۔ میوے اور انکی عزت ہوگی نعمت کے باغوں میں تختوں پر ہونگے آمنے سامنے۔ اُنپر دور

عَلَيْهِم بِكَأْسٍ مِّن مَّعِينٍ ۝ بَيْضَاءَ لَذَّةٍ لِّلشَّارِبِينَ ۝ لَا فِيهَا غَوْلٌ وَلَا هُمْ عَنْهَا يُنزَفُونَ ۝ وَعِندَهُمْ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ عِينٌ ۝

چلیگا شراب صاف سفید کا جو پینے والوں کے لیے مزہ دیگی۔ نہ اسمیں بہکنا ہوگا اور نہ انکو اُس سے نشہ ہوگا۔ اور انکے پاس نیچے نگاہ رکھنے والی بڑی آنکھوں والی حوریں ہونگی۔

كَأَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُونٌ ۝ فَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ ۝ قَالَ قَائِلٌ مِّنْهُمْ إِنِّي كَانَ لِي قَرِينٌ ۝ يَقُولُ أَئِنَّكَ لَمِنَ

گویا وہ انڈے ہیں چھپے ہوئے۔ پھر اُن میں سے ایک دوسرے کی طرف پھرنے وقت متوجہ ہوگا۔ اُن میں سے ایک کہنے والا کہیگا کہ میرا ایک ساتھی تھا وہ کہا کرتا تھا کہ کیا تو

الْمُصَدِّقِينَ ۝ أَإِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا أَإِنَّا لَمَدِينُونَ ۝ قَالَ هَلْ أَنتُم مُّطَّلِعُونَ ۝ فَاطَّلَعَ فَرَآهُ فِي سَوَاءِ الْجَحِيمِ ۝ قَالَ تَاللَّهِ

سچ جاننے ہے۔ کہ کیا جب ہم مرجاوینگے اور مٹی اور ہڈی ہوجاوینگے کیا ہمکو کچھ جزا ملیگی۔ وہ کہیگا کہ کیا تم دیکھنا چاہتے ہو۔ پھر وہ جھانکے گا تو اسکو دوزخ کے بیچ پڑا دیکھیگا۔ وہ کہیگا بخدا کہ

إِن كِدتَّ لَتُرْدِينِ ۝ وَلَوْلَا نِعْمَةُ رَبِّي لَكُنتُ مِنَ الْمُحْضَرِينَ ۝ أَفَمَا نَحْنُ بِمَيِّتِينَ ۝ إِلَّا مَوْتَتَنَا الْأُولَىٰ وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِينَ ۝

تھوڑے تو مجھے ہلاک ہی کیا ہوتا اور اگر میرے رب کی عنایت نہ ہوتی تو میں بھی گرفتار ہوکر حاضر کیا جاتا۔ پھر کیا ہم نہیں کہ ہمکو بجز پہلی موت کے اور موت نہیں اور ہمکو تکلیف نہیں دیجیگی۔

إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝ لِمِثْلِ هَٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعَامِلُونَ ۝ أَذَٰلِكَ خَيْرٌ نُّزُلًا أَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّومِ ۝

البتہ یہ ہے بڑی کامیابی۔ ایسی ہی چیزوں کے لیے عمل کرنیوالوں کو عمل کرنا چاہیے۔ کیا یہ مہمانی بہتر ہے یا سینڈہ کا درخت۔

اب ہم آیات کی تفسیر کرتے ہیں۔ کہ یہ جن وشیاطین کہ جنکو تم پوجتے اور غیب دان جانتے ہو انکی تو عالم بالا تک رسائی بھی نہیں اور جو کوئی وہاں تک جانیکا قصد کرتا ہے تو ملائکہ ہر طرف سے اُنپر کھدیڑنے کے لیے ستاروں کے انگارے مارتے ہیں اور جو کوئی بات سُنکر بھاگتا ہو تو اسکو شہاب ثاقب جلا لیتا ہے۔

فاستفتہم یہاں سے منکرین حشر کا رد کرتا ہے کہ ہمنے انکو طین لازب یعنی چپکتے ہوئے گارے سے پیدا کیا ہے کیونکہ انسان کا غالب مادہ مٹی ہے جو تر ہوکر اسکے اعضا بنانے میں کام آئی ہے نہ صرف تر بلکہ اُسکے کئی خمیر ہوئے ہیں پھر خمیروں کا عطر لیا گیا ہے پھر حشر برپا کرنا ہمیں کیا مشکل ہے؟ بل عجبت اے محمد تو اس جہل و انکار سے تعجب کرتا ہے اور وہ ہیں کہ تمسخر کرنے میں اور سمجھانے سے سمجھتے نہیں جب کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو ٹھٹھوں میں اُڑاتے اور اُسکو جادو بتاتے ہیں تمسخر انکا کام ہے۔

واذا قتلوا وکنا ترابا یہاں سے پھر منکرین حشر کا قول نقل کرکے اُسکا رد کرتا ہے کہ وہ کہتے ہیں کیا جب ہم مرجاوینگے اور مرکر خاک ہوجاوینگے ہم اور ہمارے باپ دادا زندہ ہونگے؟ اس بات کو وہ اپنے نزدیک خدا تعالیٰ کی قدرت سے باہر جانتے ہونگے۔ اسکے جواب میں فرماتا ہے قل نعم کہدے ہاں زندہ کیے جاوگے اور اپنے کفر و بدکاری کی وجہ سے تم ذلیل ہوگے۔ اور اسی لیے جرم کی سزا سے بچنے کے لیے تم انکار کرتے ہو۔ پھر حشر برپا ہونیکی کیفیت اور حشر کے بعد جزا و سزا کی کیفیت اور وہاں جنتوں سے ناامیدی اور اس بت پرستی کی باز پرس اور آپس میں گمراہ کرنیوالوں اور انکے مریدوں کی تخاصمی کا وانھم مسئولون الا انکم لذائقوا العذاب الالیم تک ذکر کرتا ہے۔

الا عباد اللہ المخلصین سے لیکر خالص بندوں اہل توحید و طاعت کی جزا دار آخرت بیان فرماتا ہے کہ وہاں انکو ہر قسم کی نعیم و ناز اور طرح طرح کی ابدی نعمتیں ملیں گی فاقبل بعضھم علی بعض یتساءلون سے یہ بات بیان فرماتا ہے کہ ایک جنتی اپنے کسی دوسرے دوست سے دنیا کا تذکرہ کرے گا کہ دنیا میں میرا ایک دوست آخرت کا منکر تھا تو پھر وہ اپنے احباب اہل جنت سے کہیگا کہ کیا آپ اُسکو دیکھنا چاہتے ہیں کہ اب کس حال میں ہے؟ پس جھانک کر دیکھیگا تو اُسکو جہنم میں پڑا ہوا پاویگا اور اُس سے کہیگا کہ اگر میں تیرے کہنے میں آجاتا تو میں بھی اسی طرح ہلاک ہوتا اللہ نے اپنے فضل سے بچالیا اب دیکھ ہمکو وہی ایک موت تھی جو ہوچکی اب حیات ابدی ہے اور سرور دائمی یہ بڑی کامیابی ہے۔ لمثل ھذا سے لیکر آخر تک اسیکا کلام ہے بعض کہتے ہیں یہ جملہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے کہ لوگوں ایسا کام کرنا چاہیے کیونکہ ایسے نیک کام کا بدلہ جنت ہے اور اُسکا جہنم جو دونوں برابر نہیں۔ قال قائل سے بعض کے نزدیک ایک خاص مؤمن مراد ہے اور کہتے ہیں عام ہے اسمیں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ بار بار کیا کوئی نئی زندگی ہوگی بلکہ اسی زندگی کا اعادہ ہوگا گویا یہ زندگی خواب ہے وہ بیداری اور اسی لیے من بعثنا من مرقدنا کہیں گے۔

إِنَّا جَعَلْنَاهَا فِتْنَةً لِّلظَّالِمِينَ ۝ إِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِي أَصْلِ الْجَحِيمِ ۝ طَلْعُهَا كَأَنَّهُ رُءُوسُ الشَّيَاطِينِ ۝ فَإِنَّهُمْ لَآكِلُونَ مِنْهَا فَمَالِئُونَ مِنْهَا

ہے اس سینڈ کو ظالموں کے لیے فتنہ بنا دیا ہے۔ وہ ایک پیڑ ہے کہ دوزخ کی تہ میں نکلتا ہے۔ اسکا خوشہ ایسا ہے کہ جیسے شیطانوں کے سر۔ پھر وہ اُس سے کھائینگے پھر وہ اُس سے پیٹ

الْبُطُونَ ۝ ثُمَّ إِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا لَشَوْبًا مِّنْ حَمِيمٍ ۝ ثُمَّ إِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَإِلَى الْجَحِيمِ ۝ إِنَّهُمْ أَلْفَوْا آبَاءَهُمْ ضَالِّينَ ۝ فَهُمْ عَلَىٰ آثَارِهِمْ يُهْرَعُونَ ۝

بھرینگے۔ پھر انکے لیے اسپر کھولتے پانی کی ملونی ہوگی۔ پھر انکا ٹھکانا دوزخ کے طرف ہوگا۔ کیونکہ انہوں نے اپنے باپ دادا کو گمراہ پایا۔ پھر وہ انکے پیچھے دوڑنے چلے۔

وَلَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ أَكْثَرُ الْأَوَّلِينَ ۝ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا فِيهِم مُّنذِرِينَ ۝ فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنذَرِينَ ۝ إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ ۝

اور البتہ انسے پہلے بہت سے اگلے لوگ گمراہ ہوچکے ہیں اور البتہ ہمنے انمیں ستانیوالے بھیجے تھے۔ پھر دیکھ کیا انجام ہوا اُن ڈرسنائے ہوؤں کا۔ مگر اللہ کے خالص بندے۔

اہل جنت کے درجات و لذات بیان فرما کر یہ فرمایا تھا کہ عمل کرنے والوں کو ایسا عمل کرنا چاہیے۔ پھر فرمایا تھا کہ دیکھو یہ درجات و نعمائے بہتر ہیں یا تھوہڑ (سینڈہ) کا پیڑ؟ اب اس تھوہڑ کے پیڑ کی کیفیت بیان فرماتا ہے انا جعلناہا فتنۃ للظالمین کہ ہمنے اسکو ظالموں کے لیے فتنہ بنایا ہے۔ فتنۃ کے معنی آزمائش کے بھی ہیں اور تکلیف کے بھی۔ پہلے معنی کے لحاظ سے بعض مفسرین یہ کہتے ہیں کہ کفار کو یہ بات سنکر اور بھی تعجب ہوا کہ جہنم میں پیڑ ہوگا آگ تو پیڑ کو کھا جایا کرتی ہے نہ کہ پیڑ اگاتی ہے (ابن جریر عن قتادۃ) اب فتنہ ہونے کے یہ معنی ہوئے کہ دیکھیں کون باور کرتا ہے اور کون انکار کرتا ہے؟ اور اس معنی کی تائید یہ آیت بھی کرتی ہے وما جعلنا الرؤیا التی اریناک الا فتنۃ للناس والشجرۃ الملعونۃ فی القرآن ونخوفہم فما یزیدہم الا طغیانا کبیرا۔ اور بعض کہتے ہیں معنی ثانی مراد ہیں کہ جہنمیوں کے کھانے میں بجائے عمدہ چیزوں کے یہ پیڑ اوگا جو سخت تکلیف دینے والی چیز ہے۔ ترمذی و نسائی نے روایت کیا ہے کہ اگر اسکا ایک قطرہ دنیا کے دریاؤں میں ملجاوے تو لوگوں کو جینا مشکل پڑ جائے۔ پھر اس پیڑ کی اور بھی کیفیت بیان فرماتا ہے کہ انہا شجرۃ تخرج فی اصل الجحیم وہ جہنم کی تہ میں سے اوگے گا۔ مفسرین کہتے ہیں کہ جس طرح جنت میں طوبیٰ کا سایہ ہر ایک گھر میں ہوگا اسی طرح تمام اہل جہنم کے لیے بھی اکٹھ رخت کافی ہوگا ہر جگہ اسکی شاخیں پھیلی ہوئی ہونگی۔ یہ کچھ تعجب کی بات نہیں آگ میں ایک کیڑا پیدا ہوتا ہے جسکو سمندر کہتے ہیں اور آگ ہی اسکی غذا ہے اسکا مشاہدہ ہوچکا ہے پھر وہ توجوان ہو کر آگ میں مرتا ہی پس پیڑ جو جسم نباتی ہے اسکی نسبت سخت ہے بدرجہا اولیٰ رہ سکتا ہے اسکی قدرت کی عجائب نگینیاں ہیں حیوان کی زندگی تنفس یعنی سانس لینے پر ہے پھر سیکڑوں کیڑے مٹی میں ایسے دبے ہوئے رہتے ہیں جہاں ہوا کا گذر بھی نہیں اور ہزاروں جانور پانی میں رہتے ہیں جہاں ہوا کا وجود نہیں۔ ہم ایک بات سنتے ہیں جس سے اس پیڑ کی کیفیت پوری سمجھ میں آجاویگی۔ بحر شور یعنی سمندر میں جہاں پانی صاف ہوتا ہے تہ میں عمدہ عمدہ جھاڑ ہوتے ہیں پتھر کی انکی شاخیں بھی ایسی ہی ہوتی ہیں جیسا کہ زمین کے جھاڑوں کی ہوتی ہیں ان میں مزہ بھی ہے اور باہر لائی جاتی ہیں تو حجریت معلوم ہوتی ہے اسی طرح اس شجرۂ زقوم کو جہنم کی آگ سے مناسبت ہو تو کیا تعجب ہے؟ ہاں ابوجہل جیسا کوئی بےعقل اور کوڑمغز تعجب کرے تو کچھ تعجب نہیں۔

طلعہا کانہ رؤس الشیاطین۔ طلع شگوفۂ نخستین بر درخت خرما۔ صراح۔ اسکا گابھا ایسا ہوگا کہ جیسا شیطان کا سر۔ عرف میں بُری چیز کو شیطان سے تشبیہ دیا کرتے ہیں اسلیے کہ اذہان بنی آدم میں شیطان نہایت مکروہ چیز ہے یعنی اس پیڑ کی صورت بھی نہایت مکروہ ہوگی۔ جہنم میں جب کھائے کو اور کچھ نہ ملیگا تو بھوکا مرتا کیا نہ کرتا اسی کو کھاویں گے فمالئون منہا البطون کہ پیٹ بھر لیں گے پھر اسکی سوزش سے پانی کے لیے محتاج ہونگے تم ان لہم تو کھولتا ہوا گرم پانی دیا جاویگا اسکے بعد پھر جہنم کی کوٹھریوں میں بند کر دیے جاویں گے یہ ہیں اس آیت کے معنی ثم ان مرجعہم لالی الجحیم یہ انکے اعمال بد ہیں جنکو وہ رات دن عمل میں لاتے تھے اور باز نہ آتے تھے جنکی تفصیل خدا تعالیٰ آپ کرتا ہے انہم الفوا الخ کہ وے سوچے سمجھے اپنے باپ دادا کے خراب طریقے پر دنیا میں چلا کرتے تھے۔ رسولوں کا کہنا نہ مانتے تھے۔ الاہراع الاسراع الشدید۔ فرماتا ہے کہ ولقد ضل الخ انسے پہلے بھی بہت لوگ گمراہ ہو چکے تھے جنکی ہدایت کو ہمنے رسول بھیجے تھے پھر دیکھو دنیا میں بھی ان کا کیا انجام ہوا لیکن اچھے لوگ بچے رہے۔

وَلَقَدْ نَادٰىنَا نُوْحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِيْبُوْنَ ۝ وَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ۝ وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهٗ هُمُ الْبٰقِيْنَ ۝ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ۝
اور البتہ نوح نے ہمکو پکارا تو ہم بہت عمدہ جواب دینے تھے ۔ اور اسنے اسکو اور اسکے کنبے کو بڑے صدمے سے نجات دی ۔ اور اسکی اولاد ہی کو باقی رکھا ۔ اور پچھلی اُمتوں میں اسپر یہ چھوڑا کہ

سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ فِي الْعٰلَمِيْنَ ۝ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ۝ وَاِنَّ مِنْ
دنیا میں نوح پر سلام ہو ۔ ہم اس طرح سے نیک لوگوں کو بدلہ دیا کرتے ہیں ۔ کیونکہ وہ ہمارے باایمان بندوں میں سے ہے ۔ پھر اوروں کو غرق کر دیا ۔ اور البتہ اسکے

شِيْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِيْمَ ۝ اِذْ جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ۝ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَاذَا تَعْبُدُوْنَ ۝ اَئِفْكًا اٰلِهَةً دُوْنَ اللّٰهِ تُرِيْدُوْنَ ۝
پیروؤں میں سے ابراہیم ہے ۔ جبکہ اپنے رب کے پاس پاک دل لیکر آیا ۔ جبکہ اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا کہ کیا چیز تم پوجتے ہو ۔ کیا جھوٹے بنائے ہوئے معبودوں کو اللہ کے سوا چاہتے ہو

فَمَا ظَنُّكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُوْمِ ۝ فَقَالَ اِنِّيْ سَقِيْمٌ ۝ فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِيْنَ ۝ فَرَاغَ اِلٰى
پھر جہان کی پروردگار کی نسبت تمہارا کیا خیال ہے ۔ پھر اسنے ستاروں میں ایک نگاہ کی ۔ پھر کہا کہ میں بیمار ہوں ۔ پھر وہ لوگ اس سے منہ پھیر کر چلدئے ۔ سو اسنے انکے بتوں کی طرف

اٰلِهَتِهِمْ فَقَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ۝ مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُوْنَ ۝ فَرَاغَ عَلَيْهِمْ ضَرْبًا بِالْيَمِيْنِ ۝ فَاَقْبَلُوْٓا اِلَيْهِ يَزِفُّوْنَ ۝ قَالَ
رخ کیا پھر کہا تم کیوں نہیں کھاتے ۔ تم کیوں بات نہیں کرتے ۔ پھر انکو دائیں ہاتھ سے مارنے کو پل گیا ۔ پھر اسکے پاس دوڑتے ہوئے آئے ۔ ابراہیم نے

اَتَعْبُدُوْنَ مَا تَنْحِتُوْنَ ۝ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ قَالُوا ابْنُوْا لَهٗ بُنْيَانًا فَاَلْقُوْهُ فِي الْجَحِيْمِ ۝ فَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا
کہا کیا تم اپنے ہاتھ کے تراشے ہوئے پتھروں کو پوجتے ہو ۔ اور اللہ نے تمکو پیدا کیا اور جو تم کرتے ہو ۔ انہوں نے کہا ابراہیم کے لیے ایک عمارت چنو پھر اسکو آگ میں ڈالدو ۔ پھر انہوں نے اس سے دغا کرنا چاہا

فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَسْفَلِيْنَ ۝ وَقَالَ اِنِّيْ ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ ۝ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ ۝
پھر ہمنے انہیں کو پست کر دیا ۔ اور ابراہیم نے کہا میں اپنے رب کیطرف جاتا ہوں وہ مجھے رستہ بتاویگا ۔ اے رب مجھکو نیک (فرزند) عطا کر ۔ پھر ہمنے اسکو بڑے بارلڑکے کی خوشخبری دی ۔

فرمایا تھا ولقد ارسلنا فیہم منذرین اب اس جگہ بعض اولوالعزم منذرین کی تشریح کرتا ہے تاکہ انکی امتوں کی سرکشی اور انپر نازل ہونے اور دنیا و آخرت میں برباد ہونے کا حال سُنکر نبی علیہ السلام کے زمانہ کے سرکش کفار کو عبرت حاصل ہو اور انکے حادثہ کو پیش نظر رکھیں ان منذرین میں سے دو شخص بڑے اولوالعزم کا حال بیان فرماتا ہے **اول** حضرت **نوح** علیہ السلام کا ۔ انکے قصہ کو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے یہ مناسبت ہے کہ جس طرح نوح علیہ السلام کے عہد میں عالم میں گمراہی پھیلی ہوئی تھی جسکے علاج کے لیے نوح علیہ السلام مبعوث کیے گئے اور جب لوگوں نے نہ مانا تو غرق ہوئے صرف چند ایماندار کشتی میں بچ رہے اور پھر اُسی کی نسل باقی ہے اور نوح کو ہمیشہ لوگ نیکی سے یاد کرینگے سلام بھیجیں گے اسی طرح محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ بعثت میں تمام عالم کفر و بُت پرستی اور ہر ایک طرح کی بدکاری سے پُر تھا تو ہمارے باطلہ کی پرستش ہوا کرتی تھی انکے علاج کو ایک ایسا زبردست حکیم بھیجا کہ جسکے علاج نے بہت جلد اثر کیا ۔ نوح کے عہد میں عالم غرق ہوا آنحضرت صلعم کے عہد میں غرق سے بچا کر منور کر دیا گیا ۔ نوح کا فیض کشتی میں سوار ہونے والوں کو پہنچا آپ کا تمام عالم کو اسی طرح آپ کے عہد کے سرکش بھی ہلاک ہوئے اور آپ اور آپ کے تصدیق کرنے والے جلد سرسبز ہوئے ۔ نوح کی کشتی لکڑیوں کی تھی آپ کی کشتی عترت پاک اور قرآن مجید ہے جو قیامت تک رہیگا ۔

دوسرا قصہ حضرت **ابراہیم** علیہ السلام کا ہے جو بوجوہ متعدد آپ کے حال سے نہایت مناسب ہے اور دونوں قصوں کو ایک اور بھی مناسبت ہے کہ اے قریش اور اے سرکش عرب و نصاریٰ و یہود تم ذرا اپنے جد امجد کو تو دیکھو یعنی ابراہیم کو کہ وہ کیسے موحد اور بُت شکن تھے تم اُنکے اولاد اور متبع کہلا کر بُت پرست بنگئے اور یہی الزام تمام عالم پر خدا تعالیٰ کا حضرت نوح علیہ السلام کی نسل ہونے کے سبب عائد ہوتا ہے ۔ نوح علیہ السلام پہلے تھے اسلیے ان کا قصہ پہلے بیان ہوا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام بعد ہوئے ان کا قصہ بعد میں بیان فرمایا ۔ کہ انکی قوم اور ان کا خاندان باپ تک بُت پرست تھے اور ستاروں کی بھی پرستش کیا کرتے تھے ابراہیم علیہ السلام نے کس حجت سے انکو ملزم کیا مگر جسکے کہ خدا پرستی اختیار کرتے انکی ایذا کے درپے ہو گئے آگ میں ڈالنے کا سامان کیا اللہ نے اسکو بچالیا اسکے اوپر انہوں نے وہ وطن چھوڑ دیا

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْٓ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى قَالَ يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِيْٓ

پھر جب وہ اُنکے ہمراہ دوڑنے کی عمر کو پہنچا تو کہا بیٹے میں خواب میں دیکھا کہ میں تجھکو ذبح کرتا ہوں پھر تو کہہ کیا تیری رائے ہے۔ اسنے کہا اے باپ جسکا تجھے حکم دیا جاوے اس شاء اللہ

اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ ۝ وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰٓاِبْرٰهِيْمُ ۝ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا ۚ اِنَّا كَذٰلِكَ

آپ مجھکو برداشت کرنیوالوں میں سے پاویگے۔ پھر جب دونوں تیار ہوگئے اور اسکو ابرہیم نے کہنے کے بل کرایا۔ اور جبنے اسکو آواز دی کہ اے ابرہیم تو نے خواب کو سچ کر دکھایا۔ ہم نیکوکاروں کو

نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ ۝ وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ۝ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ۝ سَلٰمٌ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ۝

اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں۔ البتہ یہ صریح آزمائش ہے۔ اور جبنے اسکے ذبح کے لیے بیٹا چھڑا لیا اور اُسکے لیے پچھلوں میں یہ چھوڑا کہ ابرہیم پر سلام ہو۔

كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ وَبٰرَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلٰٓى اِسْحٰقَ ۚ

ہم نیکوں کو اسی طرح سے بدلہ دیا کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ ہمارے ایماندار بندوں میں سے ہے۔ اور جبنے اسکو اسحاق کی بشارت دی جو نبی ہونگا نیکوں میں سے۔ اور جبنے اسکو اور اسحاق کو برکت دی۔

وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ وَّظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ مُبِيْنٌ ۝

اور اُنکی اولاد میں سے نیک بھی ہیں اور اپنے لیے صریح برا کرنے والے بھی۔

ترکیب

فلما اسلما جوابہ محذوف ظہر صبرہما اوصدقہا او نحوہ ہذا عند البصریین وعندالکوفیین جوابہ ناديناہ والواو زائدۃ وتلہ صرعہ واسقطہ فی القاموس ثلثہ کنصر ومنع وتل صرعہ یقال تللت الرجل اذا القیتہ والتل الصرع۔

شام کیطرف لے پردیس میں اگر انسان کو قوت اعوانیہ کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے اسلیے نیک اولاد کی دعا اللہ نے آپ کو حلیم لڑکے کا مژدہ دیا۔ حلیم کے لفظ میں یہ بات بھی بتلائی گئی کہ وہ جوان بھی ہوگا یعنی عمر بھی اچھی ہوگی کیسلیے کہ بچے کو حلیم نہیں کہتے۔ آخر خدا تعالیٰ کے فضل سے فرزند پیدا ہوا۔

ان آیات میں قابل بحث دو ہی بات ہیں **اول** یہ کہ یہ بیٹے کے ذبح کرنے کا واقعہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کس طرح سے پیش آیا؟ اسکی بابت ہمارے مفسروں کا یہ بیان ہے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو چھیاسی برس کی عمر میں ہاجرہ مصری کی بیٹ سے انکی بڑی منت و التجا کے بعد بھلوٹھا بیٹا اسماعیل علیہ السلام عطا کیا جسکی نسبت یوں فرماتا ہے اور اسماعیلؑ کے حق میں میںنے تیری سنی دیکھ میں اُسے برکت دونگا اور اُسے برومند کرونگا اور اُسے بہت بڑھاؤنگا اور اُس سے بارہ سردار پیدا ہونگے اور میں اُس سے بڑی قوم بناؤنگا (توریت سفر پیدائش ۱۷۔ باب ۲۰۔ درس) خدا تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو خلیل بنا یا اور طرح طرح سے امتحان کیا۔ اذا تلی ابراہیم ربہ بکلمات فاتمہن سب باتوں میں پورے نکلے۔ ایک بڑی آزمائش یہ تھی کہ خواب میں الہام کے طور پر فرمایا کہ اگر ہماری محبت میں تو صادق ہے تو اپنے پیارے فرزند کی قربانی کر حضرتؑ نے اسکی تعمیل کی۔ اس خواب سے جو پیدا ہوئے تو سمجھے کہ امتحان مقصود ہے خیال کیا کہ اگر یوں ہی بیٹے کو قربانی کرتا ہوں تو خاص اپنے ہی فرض منصبی سے ادا ہوتا ہوں بیٹے سے بھی پوچھکر آزمانا چاہیے کہ وہ میرا سچا جانشین ہے کہ نہیں اگر اُسنے بھی اس حکم کو مان لیا تو میرا پورا نمونہ ہے وہ دونوں خدا تعالیٰ کے عاشقوں میں داخل ہوے وہ بھی اس سعادت میں شریک ہو ورنہ خیر میں تو حاضر ہوں اور یہ بھی مصلحت ہوگی کہ کوئی حضرت پر قتل فرزند کا الزام نہ لگائے۔ اسلیے اُنے خواب کا معاملہ بیان کرکے پوچھا فانظر ماذا ترٰی کہ اب تیری کیا مرضی ہے؟ آخر وہ بھی مقبول کردار اور ایسے باپ کے خلف الصدق تھے فوراً کہدیا یا ابت افعل ما تومر کہ آپ اس حکم کو بجالائیے میں حاضر ہوں صبر کروں گا شکوہ بھی زبان پر نہ لاؤں گا۔ بیٹے کو ساتھ لیکر قربان گاہ میں ذبح کرنے چلے وہاں جاکر فرزند دلبند کو ذبح کے لیے زمین پر ڈالا چاہتے تھے کہ چھری پھیریں خداوند تعالیٰ نے آواز دی اے ابراہیم اے ابراہیم بس بس خواب تیرا سچا ہوگیا تو نے قربانی کردی اسکے صلہ میں دونوں کو دارین کی سعادت و برکات عطا ہوئیں۔ انا کذلک نجزی المحسنین اور ہم نیکوں اور صادقوں کو یوں ہی بدلہ دیا کرتے ہیں درحقیقت ان ہذا لہو البلٰؤ المبین یہ بڑی ہی آزمائش تھی۔

بیٹا تو بڑی چیز ہے اور وہ بھی بڑھاپے کا بیٹا اور اکلوتا بیٹا اور ایسا لائق اور خوبصورت بیٹا مال و آبرو بھی اسکے لیے قربان کرنا بڑے جوانمردوں کا کام ہے مگر وہ بھی بڑی سرکار عالی ہے کسی کی جان اور مال لیتے نہیں صرف دیکھتے ہیں وفدینٰہ بذبح عظیم اسکی جگہ خدا نے ایک مینڈھا موٹا تازہ دکھا کر حکم دیا کہ اسکو ذبح کر دو چنانچہ اسکو کیا اور فرزند سلامت آیا۔ آخرت کے درجات دنیا کی ابد تک نیک نامی ذکر جمیل اسکے بدلہ میں حاصل کیا وترکنا علیہ فی الاخرین سلام علی ابراہیم یعنی پچھلی امتوں کے لوگ ہمیشہ اُن پر سلام بھیجتے ہیں اور قیامت تک بھیجا کرینگے اور کچھ انپر موقوف نہیں کذلک نجزی المحسنین ہم ہمیشہ نیکوں کے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا کرتے ہیں۔

ایک بیٹے کو ذبح کرنے چلے تھے اُسکو بھی خدا نے سلامت رکھا اور ان کے خلوص کے بدلہ میں وبشرناہ باسحاق نبیاً من الصالحین اور دوسرے بیٹے اسحاق کا مژدہ بھی دیا جو نبی اور نیک بختوں میں سے تھے۔ چنانچہ حضرت اسحاق حضرت سارئی کے پیٹ سے پیدا ہوئے جس کی نسل سے سیکڑوں بادشاہ اور ہزاروں نبی نکلے اور انکو خدا نے برکت دی۔ یہ ہے توحید و اخلاص و ایمان کا نتیجہ۔

اسکے بعد اللہ تعالیٰ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمزمانہ لوگوں عرب و یہود و نصاریٰ وغیرہم کو جو اُنکی ذریت کہلانے کا فخر حاصل کرتے ہیں یہ سُناتا ہے ومن ذریتہما محسنٌ وظالم لنفسہ مبین کہ اُنکی نسل کے لوگوں میں سے نیک بھی ہیں جیسا کہ جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم اور اُن کے پیرو اور ظالم بھی ہیں اور وہ ظلم انہیں کے لیے ہے اس کا وبال انہیں پر پڑیگا بُت پرستی بدکاری کا وہی نتیجہ پاویں گے۔ اس جملہ میں تعریض ہے کہ جو ابراہیم و اسحاق و یعقوب کے طریقے پر نہیں وہ انکی نسل سے ہونے کی فخر کو محض بیکار جانے نہ وہ اس برکت کے وعدہ کا شریک ہے انکے بیٹے نے تو باپ کی (راہِ حق میں) یہاں تک اطاعت کی کہ جان دینے پر آمادہ ہو گئے پھر یہ جو ابراہیم علیہ السلام کی اتنی بات بھی نہیں مانتے (کہ خدا پرستی اختیار کریں بدکاری کو چھوڑیں اسکی نسل کے مقدس رسول آخر الزمان علیہ السلام کے کہنے پر چلیں) تو کیسے فرزند ہیں؟ یہی مقصود ہے اس قصہ سے۔

دوسری بات قابل بحث یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کے ان دونوں بیٹوں میں سے کونسے کیلیے ذبح کا حکم ہوا تھا؟ عمر و علی و عباس بن عبد المطلب و ابن مسعود و کعب احبار و قتادہ و سعید بن جبیر و مسروق و عکرمہ و زہری و سدی و مقاتل رضی اللہ عنہم کہتے ہیں اسحاق علیہ السلام کے ذبح کا حکم ہوا تھا اور یہود و نصاریٰ بھی اسی کے قائل ہیں اور توریت سفر پیدائش کے بائیسویں باب میں بھی یہی ہے۔

اور ابن عباس و ابن عمر و سعید بن المسیب و حسن بصری و شعبی و مجاہد و کلبی وغیرہم علماء کا ایک جم غفیر یہ کہتا ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ذبح کا حکم ہوا تھا مفسرین نے فریقین کے دلائل کو نقل کیا ہے ابن جریر مفسر نے پہلے قول کی تائید کی ہے اور ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں دوسرے قول کی بڑی تائید کی ہے۔

فریقین نے دلائل میں قرآن مجید کے قرائن اور احادیث و اقوال سلف کو پیش کیا ہے۔ قرائن قرآن مجید کی بابت ہماری یہ رائے ہے کہ انسے دوسرے قول کی تائید نکلتی ہے جیسا کہ ابھی ہم بیان کریں گے اور احادیث کی بابت ہمارا یہ فیصلہ ہے کہ جہاں تک ہمنے فریقین کے احادیث پیش کردہ پر نظر ڈالی یہ بات ثابت ہوئی کہ کسی صحیح حدیث میں اس بات کی تصریح نہیں کہ وہ اسماعیل علیہ السلام تھے یا اسحاق علیہ السلام۔

اسم وہ دلائل بیان کرتے ہیں کہ جسنے یہ ثابت ہوجاوے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام ہی ذبیح
اول بھی آیات ثابت کر رہی ہیں کسیلیے کہ یہاں یہ ہے وہب لی من الصالحین کہ الٰہی مجھے نیک لڑکا عطا کر
جسکے بعد فرمایا فبشرناہ بغلام حلیم کہ جسنے اُسکو حلیم لڑکے کا مژدہ دیا پھر اُسی حلیم لڑکے کا یہ تذکرہ ہے کہ فلما
بلغ معہ السعی الخ کہ وہ ہوشیار ہوا تو ابراہیم علیہ السلام نے اُس سے خواب بیان کیا کہ میںنے تجھکو خواب میں ذبح ہوتے
دیکھا ہے پھر سب قصہ اُسی غلام حلیم کا ہے اور اُسکے بعد فرمایا وبشرناہ باسحاق نبیا من الصالحین کہ جسنے اسحاق کے
پیدا ہونے کا مژدہ دیا اور اسحاق کو نبی صالح کے وصف سے یاد کیا جیسا کہ اُس کو حلیم کے وصف سے یاد کیا تھا
یہ صاف **قرینہ** ہے کہ وہ غلام حلیم کوئی اور لڑکا تھا اسحاق کے سوا ورنہ پھر بار دگر اسکے اعادہ کی کیا
ضرورت تھی؟ اور یہ سب کے نزدیک مسلم ہے کہ اسحاق سے پہلے بجز اسماعیل کے حضرت ابراہیم کا کوئی لڑکا نہ تھا
یہی بڑے تھے اور حضرت اسحاق سے تخمیناً چودہ برس بڑے تھے ہم اسی پر بس کرتے ہیں۔

فریق ثانی کیطرف سے اسپر ایک بڑا قوی **شبہہ** ہوتا ہے وہ یہ کہ توریت سفر پیدائش کے ۲۲۔ باب سے یہ معلوم
ہوتا ہے کہ اسماعیل نہیں بلکہ اسحاق کے ذبح کا حکم ہوا تھا اور موریہ پہاڑ پر قربان گاہ میں ذبح کرکے آگ میں جلانے لگے تھے
اسکا جواب بہت آسان ہے وہ یہ کہ بارہا دلائل سے ہم ثابت کر چکے ہیں کہ یہود و نصاریٰ کے پاس جو بالفعل ایک
کتاب توریت کے نام سے موجود ہے یہ وہ موسیٰ علیہ السلام کی توریت نہیں بلکہ ایک مجموعہ ہے اسکے مضامین و دیگر قصص و
حکایات و دستورات کا پھر وہ بھی تحریف سے خالی نہیں ہے اسکے بھی اہل کتاب کے محققین مقر ہیں پھر اس کتاب پر
خصوصاً اُن مواقع میں جہاں بنی اسرائیل کے مقابلہ میں اسماعیل علیہ السلام کی فوقیت ثابت ہو کسی طرح سے اعتبار نہیں ہوسکتا
اور جب کہ ہم بہت سے تاریخی واقعات میں غلطی دیکھتے ہیں پھر کیونکر وثوق کریں؟۔

سوا بی لوگوں کا بنی اسرائیل سے جھگڑا رہا کرتا تھا انکو ولد الحرام بنانے کے لیے توریت میں یہ بھی لکھ مارا کہ لوط علیہ السلام نے
شراب پیکر اپنی بیٹیوں سے زنا کیا اس سے یہ لوگ پیدا ہوئے (معاذ اللہ)

اسی طرح حضرت خاتون ہاجرہ کو جو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ تھیں لونڈی لکھ دیا حالانکہ نہ انکی کہیں بیع
ثابت ہے نہ انکا جہاد میں آنا شاہ مصر نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیا تھا انکی بزرگی کا معتقد ہوکر اور در اصل
وہ شاہ مذکور کی بیٹی تھی۔ قدیم زمانہ میں ہند کے راجوں میں بھی یہی دستور تھا۔ اب اس سے ان کو لونڈی سمجھ لیا
حالانکہ قطورہ لونڈی کی اولاد کے لیے کوئی بھی توریت میں برکت کا وعدہ نہیں اور طرفہ یہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی
تجہیز و تکفین میں دونوں بھائی اسماعیل و اسحاق علیہما السلام کا شریک ہونا بھی لکھا ہے۔

اب غور کرو کہ انہیں یہود میں سے ایک فریق **سامری** ہے انکے پاس بھی ایک توریت ہے اور بیت المقدس کے مقابلہ میں
انہوں نے بھی اپنی ایک ہیکل تعمیر کی تھی اور اپنی توریت میں اپنی ہی ہیکل کے لیے الفاظ بنائے جسپر یہود کو ملزم کرتے ہیں۔

قرین قیاس بھی ہے کہ یہ ذبح کا واقعہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ساتھ ہوا تھا کیونکہ یہ بڑے بیٹے تھے اور برکت کا
انسے وعدہ بھی تھا اور بڑے کا حق ہمیشہ سے ملحوظ رہا ہے اور اُس وقت تک یہی بیٹے تھے اور کوئی نہ تھا۔ رہی یہ بات کہ
انکو کہاں اگر ذبح کرنا چاہا تھا سو یہ ظاہر ہے کہ آپ یہیں تشریف لائے تھے اور بارہا آمد و رفت رہتی تھی اسماعیل علیہ السلام بھی
شام میں آتے جاتے تھے۔ یہ ذبح کا واقعہ بمقام منیٰ کہ کے پاس ہوا ہے جسکی یادگار قربانی چلی آتی ہے واللہ اعلم۔

وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلٰى مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ۝ وَنَجَّيْنٰهُمَا وَقَوْمَهُمَا مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ۝ وَنَصَرْنٰهُمْ فَكَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ۝ وَاٰتَيْنٰهُمَا الْكِتٰبَ

اور البتہ ہمنے موسیٰ اور ہارون پر احسان کیا۔ اور ہمنے انکو اور انکی قوم کو بڑی مصیبت سے نجات دی۔ اور انکی مدد کی جسسے تو وہی غالب رہے۔ اور ان دونوں کو واضح

الْمُسْتَبِيْنَ ۝ وَهَدَيْنٰهُمَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِمَا فِي الْاٰخِرِيْنَ ۝ سَلٰمٌ عَلٰى مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ۝ اِنَّا كَذٰلِكَ

کتاب دی۔ اور انکو سیدھے رستہ کی ہدایت کی۔ اور انکے لیے پچھلوں میں یہہ چھوڑا کہ موسیٰ اور ہارون پر سلام ہو۔ ہم نیکوں کو

نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اِنَّهُمَا مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِنَّ اِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ اَتَدْعُوْنَ

اچھی جزا دیتے ہیں۔ کیونکہ وہ دونوں ہمارے ایماندار بندوں میں سے تھے۔ اور بیشک الیاس رسولوں میں سے ہے۔ جبکہ اسنے اپنی قوم سے کہا کہ تم کیوں نہیں ڈرتے۔ کیا تم بعل کو

بَعْلًا وَّتَذَرُوْنَ اَحْسَنَ الْخٰلِقِيْنَ ۝ اللّٰهَ رَبَّكُمْ وَرَبَّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ فَكَذَّبُوْهُ فَاِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ۝ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ

چھوڑتے ہو اور سب سے بہتر پیدا کرنیوالے کو چھوڑتے ہو۔ اللہ اپنے رب اور اپنے اگلے باپ دادا کے رب کو۔ پھر انہوں نے اسکو جھٹلایا تو وہ گرفتار کر کے حاضر کیے گئے۔ مگر اللہ کے خالص بندے

وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ۝ سَلٰمٌ عَلٰٓى اِلْ يَاسِيْنَ ۝ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

اور پچھلوں میں اسکے لیے یہہ چھوڑا کہ الیاسین پر سلام ہو۔ ہم نیکوں کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ ہمارے ایماندار بندوں میں سے ہے۔

ہارون کا قصہ یہ **تیسرا قصہ** حضرت موسیٰ و ہارون علی نبینا وعلیہما السلام کا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حال سے نہایت مناسبت رکھتا ہے۔ اس جگہ ان دونوں بھائیوں کی نسبت صرف یہی مقصود تھا کہ ان دونوں کو اور انکی برکت سے انکی قوم کو بڑی مصیبت سے رہائی دی شاہِ مصر کی قید اور سخت تکلیف میں مبتلا تھے اور نہ صرف اسلئے بچایا بلکہ فرعونیوں کے مقابلہ میں انکی مدد کر کے غالب کر دیا کہ انکا ملک صاف ملک مصر سے مصریوں کا مال و زیورات لیکر نکل آئے۔ اور اے عرب تمہاری بہتری بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں ہے تم بھی انہیں کی برکت سے ملکوں کے مالک ہو جاؤ گے۔ اور ان دونوں کو روشن کتاب یعنی توریت دی تھی جس طرح محمد صلعم کو قرآن دیا اور انکو راہ راست کی ہدایت کی جسطرح کہ حضرت کو اور دنیا میں ابد تک انکا ذکر جمیل باقی چھوڑا پچھلی اُمتیں انپر سلام بھیجتی ہیں اور نیکوں کا یہی بدلہ ہوا کرتا ہے۔

الیاس کا قصہ اور الیاس لمن المرسلین یہ **چوتھا قصہ** حضرت الیاس علیہ السلام کا ہے۔ کتاب السلاطین کے سترھویں باب سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ جلعاد شہر کے رہنے والے تھے جو ملک شام میں ہے اور اخی آب بادشاہ بنی اسرائیل والی شہر سمرون کے عہد میں تھے حضرت مسیح سے تخمیناً نو سو دس برس پیشتر۔ یہ یاہو نبی کے بعد مبعوث ہوئے تھے۔ دوسری کتاب السلاطین کے پہلے باب میں یہ ہے اخزیاہ اخی آب کے بیٹے نے چند قاصد بھیجے کہ جاؤ عقرون کے معبود بعل زبوب سے پوچھو کہ میں اس بیماری سے چنگا ہونگا کہ نہیں اُس دم خدا نے حضرت الیاس کو حکم بھیجا کہ اُن قاصدوں سے کہدے کہ تو نے خدا کو چھوڑ کر بعل سے پوچھا تو اپنے بستر پر مریگا قاصد بادشاہ پاس آئے اور کہا ایک شخص نے ہمیں یہہ کہکر واپس بھیجا ہے بادشاہ نے اسکی شکل پوچھی تو انہوں نے کہا کہ وہ بہت بالوں والا آدمی تھا اور چمڑے کے تسمے سے اپنی کمر کسے ہوئے تب اُسنے کہا وہ تسبی الیاہ تھا۔

ان حضرت نے اخی آب کے عہد میں ایک سخت قحط پڑنے کی خبر بھی دی تھی اور انکو وادی کریت میں رہنے کا حکم ہوا تھا جو یردن ندی کے سامنے ہے اور صبح و شام کوئی انکے لیے گوشت و روٹی لاتے تھے اور نالہ کا پانی پیتے تھے جب نالہ بھی خشک ہوا تو انکو حکم ہوا کہ اُٹھ اور شہر صیدا کے سارپت کو جا وہاں ایک بیوہ تیری پرورش کریگی سو گئے اور بیوہ سے کھانے پینے کو کچھ مانگا اُسنے کہا مٹکے میں تھوڑا سا آٹا اور لوٹے میں کچھ تیل ہے جس سے ایک ٹکیا تلی جا سکتی ہے آپ نے فرمایا میرے پاس لا وہ لائی آپ کی برکت سے قحط کے دنوں تک وہ آٹا اور تیل کم نہ ہوا پھر اُس بیوہ کا بیٹا مر گیا تھا ان کی دعا سے زندہ ہوا (کتاب السلاطین ۱۷۔ باب) اخی آب شاہ سمرون نے سیکڑوں نبی قتل کروا ڈالے تھے عبدیاہ دیوان نیک تھا صرف اسنے چند کو بچایا تھا ایلیاس کی تلاش تھی خدا کا حکم ہوا کہ اخی آب سے مل یہ ملے اور باہم گفتگو ہوئی

وَاِنَّ لُوْطًا لَّمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اِذْ نَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ ۝ اِلَّا عَجُوْزًا فِي الْغٰبِرِيْنَ ۝ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِيْنَ ۝ وَاِنَّكُمْ لَتَمُرُّوْنَ

اور البتہ لوط رسولوں میں سے ہے۔ جبکہ بچائے اُسکو اور اُسکے سب کنبہ کو بچالیا۔ مگر ایک بڑھیا جو پیچھے رہنے والوں میں تھی۔ پھر اوروں کو ہمنے برباد کر دیا۔ اور البتہ تم آنہر سے

ع ۶ عَلَيْهِمْ مُّصْبِحِيْنَ ۝ وَبِالَّيْلِ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ وَاِنَّ يُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اِذْ اَبَقَ اِلَى الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ۝ فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ

گذرتے ہو صبح کو۔ اور رات کو بھی۔ پھر کیوں نہیں سمجھتے۔ اور البتہ یونس رسولوں میں سے ہے۔ جبکہ بھاگ کر بھری کشتی کیطرف آیا۔ پھر انے قرعہ ڈالا تو

ف الْمُدْحَضِيْنَ ۝ فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ وَهُوَ مُلِيْمٌ ۝ فَلَوْلَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ ۝ لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝ فَنَبَذْنٰهُ بِالْعَرَآءِ

ملزم ٹھہرا۔ پھر اُسکو مچھلی نے نگل لیا اور وہ ملامت کیا ہوا تھا۔ پھر اگر وہ تسبیح نکرتا تو اُسکے پیٹ میں حشر تک پڑا رہتا۔ پھر ہم نے اُسکو چٹیل میدان میں ڈالا

وَهُوَ سَقِيْمٌ ۝ وَاَنْۢبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِّنْ يَّقْطِيْنٍ ۝ وَاَرْسَلْنٰهُ اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ يَزِيْدُوْنَ ۝ فَاٰمَنُوْا فَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ۝

اور وہ بیمار تھا۔ اور اسپر ہمنے ایک پیڑ اُگایا جو قسم بیل تھا۔ اور اُسکو لاکھ آدمیوں یا اس سے بھی زیادہ کیطرف بھیجا۔ پھر وہ ایمان لائے تو انکو ایک وقت تک سکھ سایا۔

آخر ان میں اور بعل کے کئی سو پجاریوں میں امتحان کی ٹھہری کہ دیکھیں کس کا معبود قدرت رکھتا ہے؟ آخر حضرت ایلیاہؑ غالب آئے یہ معرکہ کرمل پہاڑ کی چوٹی پر گزرا تھا اور اُن پجاریوں کو ایلیاہ نے وادی قیسون میں لاکر قتل کیا اور بارش کی دعا مانگی خدا تعالیٰ نے محظوظ کیا مگر پھر بھی ایزبل اس شاہ کے شریر اور بت پرست وزیر نے ایلیاہؑ کی ہلاکت کا قصد کیا ایلیاہ وہاں سے بیرسبع آئے پھر وہاں سے جنگل میں چلے گئے پھر حورب پہاڑ کے کسی غار میں جا چھپے وہاں کچھ دنوں کے بعد اُنکو حکم ہوا کہ دمشق کو جا اور حزائیل کو مسح کر کہ وہ ارام کا بادشاہ ہووے اور یہو کے بیٹے یا ہو کو مسح کر کہ اسرائیل کا بادشاہ ہووے اور سفط کے بیٹے الیسع کو مسح کر کہ تیری جگہ نبی ہووے چنانچہ ایسا ہی کیا۔ پھر الیسع کو ساتھ لیکر یردن پار اُترے اور باتیں کرتے جاتے تھے کہ ایک آتشی رتھ آتشیں گھوڑے جوتے ہوئے نمودار ہوا اُسمیں ہو کر ایلیاہؑ آسمان پر چلے گئے (۲۔ کتاب السلاطین ۲۔ باب)

انکو ایلیاہ بھی کہتے ہیں اور الیاس بھی اور عرب کے لوگ الیاسین بھی کہدیتے ہیں جیسا کہ کوہ سینا کو سینین۔ بعض کہتے ہیں جب ان کے اتباع کا لحاظ کرتے ہیں تو الیاسین کہتے ہیں ورنہ الیاس۔

اُس زمانہ میں بعلؔ ایک بُت تھا کسی عورت یا کسی اور چیز کے نام کا بہت لوگ اُسی کی پرستش کیا کرتے تھے اسرائیل کا بے ایمان بادشاہ بھی اسی بلا میں گرفتار تھا بعلبک شہر جو ابتک موجود ہے اُسی کے نام سے نامزد ہے۔

وان لوطا لمن المرسلین یہ **پانچواں قصہ** حضرت لوط علیہ السلام کا ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حقیقی بھتیجے تھے بحیرہ مردار کے پاس چند بستیاں تھیں سدوم عمورہ وغیرہ وہاں حضرت رہتے تھے ان لوگوں کو بدفعلی کی عادت تھی لڑکوں کے ساتھ لواطت کیا کرتے تھے حضرت نے بہت کچھ سمجھایا آخر نہ مانا خدا نے انکو ہلاک کیا لوط علیہ السلام اور اُسکا خاندان بجز بیوی کے سب بچے باقی سب برباد ہو گئے وہ بستیاں اُلٹی گئیں وانکم لتمرون قریش شام کے ملک میں تجارت کے لیے آیا جایا کرتے تھے یہ اُلٹی ہوئی بستیاں اُنکو رستے میں ملتی تھیں کبھی قافلہ کو رات وہاں پڑتی تھی کبھی صبح ہوتے قافلہ وہاں سے نکلتا تھا یہ ہیں معنی مصبحین و باللیل کے فرماتا ہے افلا تعقلون تم پھر بھی عبرت نہیں کرتے پیغمبر کی مخالفت سے باز نہیں آتے۔

وان یونس یہ **چھٹا قصہ** حضرت یونس علیہ السلام کا ہے جسکا مفصل بیان ہم سورۂ یونس میں کر آئے ہیں۔ یہ حضرت بھی بنی اسرائیل میں سے ایک نبی تھے عبرانی میں اُنکو یونہ کہتے ہیں متی انکے والد کا نام ہے مسیح علیہ السلام سے تخمیناً آٹھ سو باسٹھ برس آگے انکو حکم ہوا کہ شہر نینوہ میں جا کر منادی کریں انہوں سمجھا کہ خدا تعالیٰ حلیم و غفار ہے جس عذاب کا میں اُنسے وعدہ کرونگا اُسکے موافق شاید انپر بلا نہ پہنچے میں جھوٹا پڑوں اسلیے وہاں سے بھاگ کر شہر ترسیس کو چلے اور یافہ سے جو جہاز ترسیس جانے کو تھا اُسمیں سوار ہو گئے رستہ میں سخت طوفان آیا قرعہ ڈالا گیا کہ کس کے سبب سے یہ بلا آئی ہے؟ انہیں کا نام نکلا ملاحوں نے ان کو

فَاسْتَفْتِهِمْ اَلِرَبِّكَ الْبَنَاتُ وَلَهُمُ الْبَنُوْنَ ۝ اَمْ خَلَقْنَا الْمَلٰٓئِكَةَ اِنَاثًا وَّهُمْ شٰهِدُوْنَ ۝ اَلَآ اِنَّهُمْ مِّنْ اِفْكِهِمْ لَيَقُوْلُوْنَ ۝

اب آپ سے پوچھ کر کیا تیرے رب کے لیے بیٹیاں ہیں اُنکے لیے بیٹے ؟ ۔ کیا جنے فرشتوں کو عورتیں بنایا ہے اور وہ دیکھ رہے تھے ۔ دیکھو یہ جھوٹ کہتے ہیں

وَلَدَ اللّٰهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝ اَصْطَفَى الْبَنَاتِ عَلَى الْبَنِيْنَ ۝ مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ۝ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝ اَمْ لَكُمْ سُلْطٰنٌ مُّبِيْنٌ ۝

کہ اللہ نے اولاد جنی اور بیشک یہ جھوٹے ہیں ۔ کیا اسنے بیٹیوں کو بیٹوں سے زیادہ پسند کیا ہو تم کیسا حکم لگاتے ہو ۔ پھر تم کیوں نہیں سمجھتے ۔ کیا تمھارے پاس کوئی سند کھلی ہوئی ہے

فَاْتُوْا بِكِتٰبِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ وَجَعَلُوْا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا ۭ وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ اِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ۝ سُبْحٰنَ اللّٰهِ

تو اپنی کتاب لاؤ اگر تم سچے ہو ۔ اور انھوں نے اللہ میں اور جنوں میں رشتہ قائم کیا ہے ۔ اور جن جان چکے ہیں کہ وہ پکڑے آئے ہیں ۔ اللہ پاک ہے

عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ۝ فَاِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ ۝ مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ بِفٰتِنِيْنَ ۝ اِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ الْجَحِيْمِ ۝

ان باتوں سے جو وہ بناتے ہیں ۔ مگر اللہ کے خالص بندے پھر تم اور جنکو تم پوجتے ہو کسی کو گمراہ نہیں کر سکتے ۔ مگر اُسی کو کہ جو خود جہنم میں جانیوالا ہے ۔

سمندر میں ذوالدا مچھلی نے لقمہ کر لیا اُسکے پیٹ میں جاکر خدا تعالیٰ سے دعا کی اور تسبیح و تقدیس کی جسکے سبب انکو مچھلی نے کنارہ پر اگلدیا اگر یہ دعا و تسبیح نکرتے وہیں مرکر رہجاتے قیامت تک سمندر ہی میں رہتے ۔ مچھلی کے اندر تین رات دن رہنے سے بیمار ہوگئے تھے بدن کی کھال گل گئی تھی خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے اسپر چھاؤں کرنے کو کدو کی قسم سے ایک پیڑ اگایا یقطین یفعیل من قطن بالمکان اذ قام بہ والاکثر علی انہا کانت الدبا عظتہ باورا قہا عن الذباب (بیضاوی)

پھر انکو حکم ہوا کہ اُٹھ اُس بڑے شہر نینوہ کو جا اور وہاں اُس بات کی منادی کر جس کا میں تجھے حکم دیتا ہوں تب یونس نینوہ گئے نینوہ کا احاطہ یا شہر پناہ تین دن کی راہ تھی اس میں لاکھ آدمی سے زیادہ رہتے تھے مائۃ الف اویزیدون یعنی تخمینہ دیکھنے والے کے محاورہ کے مطابق ہے کہ اسکو دیکھنے والا یہ خیال کرتا تھا ورنہ خدا کو اصلی تعداد معلوم تھی اور ہے ۔ شہر میں جاکر وعظ کیا اور بُت پرستی کی سزا میں عذاب الٰہی نازل ہونے کی خبر دی لوگوں نے اور وہاں کے بادشاہ نے توبہ کی اور سب نے روزہ رکھا یہانتک کہ حیوان کے بچوں کو بھی کھانے پینے سے باز رکھا اور سب گریہ وزاری میں مصروف ہوگئے خدا نے عذاب ٹالدیا ۔ مگر یونس علیہ السلام سخت رنجیدہ ہوئے کہ میں لوگوں کی نظروں میں جھوٹھا ٹھہرا اور عرض کی کہ خداوندا میں تجھے پہلے ہی سے جانتا تھا کہ تو رحیم و کریم ہے غصہ کرنے میں بڑا دھیما ہے اسلیے میں نینوہ آنا پسند نہیں کرتا تھا اور ترسیس کو بھاگا تھا ۔

یونس علیہ السلام شہر کے باہر ایک جھونپڑی بناکر شہر کا حال دیکھنے کے لیے بیٹھ گئے اوپر سایہ کرنے کو ایک ارنڈی کا پیڑ اُگا اگلے دن اُسکو کیڑے نے کاٹ دیا وہ سوکھ گیا جس سے یونس علیہ السلام کو رنج ہوا خدا تعالیٰ نے فرمایا تجھے ایک درخت پر رحم آیا جو تیری محنت سے نہ پیدا ہوا تھا پھر میں ایسے شہر پر کیوں رحم نکرتا ہو تیہ بھاگنا اور نینوہ آنے سے انکار کرنا اور عذاب نہ آنے سے رنجیدہ ہونا خدا تعالیٰ اور اُسکے نبی میں راز و نیاز کی باتیں ہیں یہ معصیت نہیں ۔ اگر یہ گناہ ہے تو انہیں کی شان کے خلاف بات ہونے کے لحاظ سے گناہ ہے جسپر وہ استغفار کرتے اور معافی چاہتے تھے قانون شریعت کے برخلافی کے گناہ نہ تھے ۔

فساہم المساہمۃ الاقتراع قرعہ اندا ختن ۔ المدحضین المغلوبین یقال دحضت حجتہ واد حضہا اللہ واصلہ الزلق من مقام الظفر ۔ ملیم نادم ثم ترسیس من الملامۃ العراء الصحرا میدان جنگل جٹیل بحر روم کا کنارہ جہاں بجزیت کے اور کچھ نہیں تھا ۔

فاستفتہم الربک البنات ولہم البنون انبیاء علیہم السلام کے قصے بیان فرماکر مذاہب مشرکین اور اُسکے قبح کیطرف پھر رجوع کرتا ہے ضحاک کہتے ہیں ابن عباس نے فرمایا ہے کہ عرب خصوصاً قریش کے چند قبائل سلیم خزاعہ جہینہ فرشتوں کو خدا تعالیٰ کی بیٹیاں سمجھکر اُنسے مدد مانگتے تھے اور ان کے نام کے بُت بناکر پرستش کرتے تھے انکے رد میں فرماتا ہے کہ انسے یہ تو پوچھو کہ بیٹوں کا ہونا تم پسند نہیں کرتے ہو بیٹوں کے مقابلہ میں پھر خدا کیوں پسند کرنے لگا ؟

وَمَا مِنَّآ اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ ۝ وَّاِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ ۝ وَاِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ ۝ وَاِنْ كَانُوْا لَيَقُوْلُوْنَ ۝ لَوْ اَنَّ عِنْدَنَا ذِكْرًا مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ۝

(فرشتے کہتے ہیں) اور ہم میں سے کوئی نہیں جسکے لیے ایک جگہ مقرر نہ ہو ہم صف بستہ کھڑے رہتے ہیں۔ اور ہم اللہ کی تسبیح کیا کرتے ہیں۔ اور (یہ لوگ) کافر کہا کرتے تھے کہ اگر ہمارے پاس پہلے لوگوں کا کوئی تذکرہ ہوتا

لَكُنَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ۝ فَكَفَرُوْا بِهٖ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝ وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ ۝ وَاِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ

تو ہم اللہ کے خالص بندے ہو جاتے۔ پھر وہ اس سے منکر ہو گئے پھر ابھی معلوم کر لینگے۔ اور البتہ ہمارے پیغمبر بندوں کے لیے ہمارا حکم پہلے سے جو چکا ہے کہ وہی مدد دیے جاوینگے۔ اور ہمارا لشکر ہی

الْغٰلِبُوْنَ ۝ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ ۝ وَّاَبْصِرْهُمْ فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ ۝ اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ ۝ فَاِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ فَسَآءَ صَبَاحُ

غالب ہوگا۔ پھر تو انکے ایک وقت تک منہ موڑے رہ اور دیکھتا رہ سو وہ بھی دیکھ لیں گے۔ پھر کیا وہ ہمارے عذاب کے جلدی کرتے ہیں۔ پھر جب انکے میدان میں اُتر جائیگا تو بری صبح ہوگی

الْمُنْذَرِيْنَ ۝ وَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ ۝ وَّاَبْصِرْ فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ ۝ سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

ڈرائے ہوؤں کی۔ اور تو ایک وقت تک منہ موڑے رہ اور دیکھتا رہ سو وہ بھی دیکھ لینگے۔ پاک ہے تیرا رب عزت کا مالک اُن باتوں سے جو بناتے ہیں۔ اور سلام ہے رسولوں پر۔ اور تعریف اللہ کیلیے جو تمام جہان کا رب ہے۔

دوم خود فرشتوں کا اناث ہونا انکو یا تو حس سے معلوم ہوا سو وہ بھی غلط ہے کیسلیے کہ ان لوگوں نے ان کو دیکھا نہیں چہ جائیکہ پیدا ہوتے کے وقت دیکھا ہو اس بات کو اس آیت میں بیان فرماتا ہے ام خلقنا الملائکۃ اناثا وہم شاہدون یا کسی کی خبر سے کہ کسی مخبر صادق نے انکو اس بات کی خبر دی ہو سو یہ بھی نہیں اس بات کو اس جملہ میں بیان فرماتا ہے الا انہم من افکہم لیقولون ولد اللہ وانہم لکاذبون کہ وہ محض جھوٹ کہتے ہیں از خود گھڑ کر کسی نے انکو یہ خبر نہیں دی ہے یعنی تو ہم باطل و خیال فاسد ہے۔ یا کسی دلیل عقلی سے ثابت ہوا ہو سو یہ بھی نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ تمام موجودات میں اکمل ہے اور اکمل خسیس کو نہیں پسند کیا کرتا ہے بلکہ اپنے لیے عمدہ چیز پسند کرتا ہے اس بات کو اس جملہ میں بیان فرماتا ہے اصطفی البنات علی البنین مالکم کیف تحکمون افلا تذکرون یہ تو انکے خلاف میں دلیل عقلی تھی اب انسے دلیل عقلی انکے مطلب پر طلب کرتا ہے ام لکم سلطان مبین الخ کہ اب تم کوئی دلیل صحیح ہو تو لاؤ اگر سچے ہو اور دلیل انکے پاس کوئی بھی نہیں پس ثابت ہوا کہ وہ صریح غلطی میں ہیں۔

مجوس کے مذہب کے بھی بعض قبائل عرب معتقد تھے ان کا مذہب ہے کہ شیطان خدا کا بھائی ہے پس جو نور و خیر محض ہے وہ اللہ ہے جسکو یزدان کہتے ہیں اور جو ظلمت و شر ہے اُسکا نام اہرمن ہے یعنی شیطان جو از قسم جن ہے۔ اس بات کو اس آیت میں رد کرتا ہے وجعلوا بینہ وبین الجنۃ نسبا الخ کہ ان لوگوں نے اللہ میں اور جنوں میں رشتہ برادری قائم کیا ہے حالانکہ جنوں کو خود معلوم ہے کہ اس بات کے کہنے والے محضرون پکڑے جاوینگے یعنی جن بھی انکو جھوٹا جانتے ہیں یا یہ معنی کہ جن جانتے ہیں کہ ہم خدا تعالیٰ کے رشتہ* دار نہیں بلکہ محکوم و مخلوق ہیں اسکے آگے با اسکے حکم قضاء و قدر کے آگے وہ محضرون ہیں عاجز ہیں۔

بعض مفسرین کہتے ہیں کہ الجنۃ سے مراد فرشتے ہیں عرب کے بعض قبائل یہ خیال کرتے تھے کہ خدا نے جنیوں کو پیدا کیا اور ان سے فرشتے پیدا ہوئے ہیں انہوں بھی دیوی اور دیوتاؤں کی نسبت ایسے ہی خیالات فاسدہ پکائے ہوئے ہیں۔ اور غیر محسوس چیزوں کی نسبت خیالات عامہ ایسی ہی باتیں بنایا کرتے ہیں۔ اس کے بعد خدا تعالیٰ اُن کے خیالات فاسدہ سے اپنی پاکیزگی اور برأت بیان فرماتا ہے فقال سبحان اللہ عما یصفون کہ اللہ تعالیٰ اُن کی ان باتوں سے جو وہ بناتے ہیں کہ فرشتے اُسکی بیٹیاں ہیں غیرہ پاک ہے الا عباد اللہ المخلصین استثناء منقطع ہے یعنی لیکن اللہ کے مخلص یعنی خاص اور خالص بندے ایسی باتیں نہیں بناتے۔ اس کے بعد کفار کی طرف متوجہ ہوتا ہے کہ فانکم وما تعبدون ما انتم علیہ بفاتنین کہ تم اور تمہارے معبود کہ جنکو تم خیر و شر کا مالک جانکر پوجتے ہو ان بیہودہ باتوں سے کسی کو گمراہ نہیں کر سکتے گر اسی کو کہ جسکی تقدیر میں دوزخ لکھا ہے۔ فاتنین مضلین یقال فتنت الرجل وافتنتہ یقال فتنہ علی الشیء وبالشیء فعال فتن فلان علی فلان امرأتہ اے افسد ہا علیہ فالفتنۃ ہہنا بمعنی الاضلال والافساد۔ صالِ جہنم کو بکسر لام پڑھا ہے کیونکہ یہ ناقص اور مضاف ہے تی النقاء ساکنین کی وجہ سے حذف ہو گئی۔

اسکے بعد خدا تعالیٰ ملائکہ کے وہ صفات اُنکی زبانی اقرار کے موافق بیان فرماتا ہے کہ جن سے اُنکا بندہ اور اُسکی مخلوق ہونا ثابت ہوجاوے اور مشرکین کا خیال رد ہوجاوے فقال (۱) وما منا الا لہ مقام معلوم (۲) وانا لنحن الصافون (۳) وانا لنحن المسبحون یہ تین صفت ملائکہ کی ہیں کہ وہ یہ تین باتیں آپ کہتے ہیں ان کا اقرار کرتے ہیں۔ پہلی صفت یہ کہ ہر ایک فرشتہ کا ایک درجہ معین ہے اس سے تجاوز نہیں کرسکتا عام ہے کہ وہ درجہ تصرفات عالم سفلی وعلوی کا ہو یا عبادت وتقرب کا ہو جو کام جسکو اور جو مرتبہ جسکو دیا گیا ہے اس سے بڑھ کر کچھ نہیں کرسکتا۔ دوسری صفت کے یہ معنی ہیں کہ ملائکہ حکم الٰہی بجالانے کے لیے یا عبادت کے لیے ہر گھڑی صف بستہ کھڑے رہتے ہیں کسی بات میں کچھ بھی سرتابی نہیں کرسکتے پھر جب ان کا یہ حال ہے تو وہ بیٹی اور بہنیں کیونکر ہوئے؟ اور کسی کو بغیر حکم الٰہی کے کیا نفع ونقصان دے سکتے ہیں؟ تیسری صفت کے یہ معنی ہیں کہ ملائکہ ہر وقت خدا تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس کیا کرتے ہیں سبحان اللہ بحمدہ کہتے ہیں۔ تسبیح کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ کا بری باتوں سے پاک ہونا بیان کرنا اور دل میں اسکا عقیدہ رکھنا۔ اگر ان تینوں صفتوں کو ملا یا جاوے تو یہ معنی پیدا ہوتے ہیں کہ ہر ایک فرشتہ کے لیے بارگاہ رب العزت میں ایک مقام معین ہے اس سے آگے نہیں بڑھ سکتا اسی حد پر صف باندھے ہوئے تسبیح وتقدیس کرتے ہیں وانا لنحن کلمات حصر اس بات کی طرف اشارہ کر رہے ہیں کہ ملائکہ کی تسبیح وتہلیل عبادت ومعرفت کے مقابلہ میں بندوں کی معرفت وعبادت محدود بلکہ کالعدم ہے (تفسیر کبیر)

وان کانوا لیقولون الخ مشرکین کے خیالات باطلہ کا رد کرکے ان کی نبی علیہ السلام کے مبعوث ہونے سے پہلے جو تمنا تھی اسکو بیان کرکے اُن کو ناوم کرتا ہے کہ پہلے تو وہ یہود ونصاریٰ کی سرکشی وہلاکت کا حال سُنکر یہ کہتے تھے کہ اگر پہلوں کی کتابوں میں کی کوئی کتاب تورات، وانجیل جیسی ہمارے پاس ہوتی تو ہم بھی اللہ کے خالص بندے ہو جاتے اُسپر خوب عمل کرتے پھر جب وہ کتاب یعنی قرآن مجید اور نبی کریم ان کے پاس آئے تو اُسکے منکر ہوگئے اب اس انکار کا نتیجہ ان کو بہت جلد معلوم ہوجاویگا جو کچھ پہلے رسولوں کی معرفت فرمایا ہے وہ سچ ہوکر رہیگا اور ہمارا گروہ غالب رہیگا۔

اسکے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دیتا ہے فتول عنہم حتی حین وہ کسیلیے عذاب کی جلدی کرتے ہیں اور ہمارا عذاب جب کسی قوم پر آتا ہے تو اُنکا بُرا دن اور اُنکی صبح بُری صبح ہوتی ہے اے محمدؐ تو تھوڑے زمانہ تک انکے اعراض کرا وصبر کرا ور دیکھتا رہ وہ آپ دیکھ لیں گے۔ انہیں فتح بدر ودیگر فتوحات کے طرف بھی اشارہ ہے اور نیز مرنے کے بعد جو کچھ بلا پیش آنے والی ہے اُسکی طرف بھی۔

اس کے بعد خدا تعالیٰ سورہ کو کن عمدہ مطالب کیطرف اشارہ کرکے تمام کرتا ہے فقال سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین۔ عاقل کے لیے تین باتوں کی معرفت اور علم اعلیٰ درجہ کا کام ہے (۱) خدا تعالیٰ اور اسکے صفات کا جاننا حتی المقدور اور اُسکے صفات تین قسم کے ہیں اوّل تمام عیوب ونقص سے اُسکو پاک جاننا اسکے لیے لفظ سبحان آیا۔ دوم اُسکے لائق صفات الوہیت سے واقف ہونا اسکے لیے ربک رب العزۃ آیا ربوبیت حکمت رحمت علم وقدرت پر دال ہے عزۃ کمال قدرت وجبروت پر۔ سوم یہ کہ وہ اپنی خدائی میں شریک سے جیسے پاک ہے اسکے لیے عما یصفون آیا۔ (۲) یہ کہ دنیا میں کن لوگوں کا طریقہ ایسا ہے کہ جسکے اختیار کرنے سے سعادت دارین حاصل ہو اور سلامتی اور ذکر جمیل کے قابل ٹھہرے ہو سو وہ رسولوں کا طریقہ ہے اسکی طرف وسلام علی المرسلین میں اشارہ ہوا ہے اوپر سلامتی ہے۔ (۳) مرنے کے بعد کیا ہوگا اور کیا پیش آویگا؟ اس بات کی طرف الحمد للہ رب العالمین میں اشارہ کیا کہ جو شخص ہر ایک ستائش کے قابل ہے اور وہ تمام عالم کا مربی اور خیر محض ہے مرنے کے بعد رسولوں کے مطیع کو اُسکی ربوبیت رحمت چاہئے ابدی وسرور سرمدی عطا کریگی۔ الٰہی ہمکو بھی نصیب کر۔

سُوْرَةُ صٓ مَكِّيَّةٌ هِيَ اِسْمِيْنَ	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ	اٰيَاتُهَا ۸۸ سِيْ اٰيَةً يَا يَخ رُكُوْعُهَا ۵

صٓ وَالْقُرْاٰنِ ذِي الذِّكْرِ ۝ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ عِزَّةٍ وَّشِقَاقٍ ۝ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ فَنَادَوْا وَّلَاتَ حِيْنَ مَنَاصٍ ۝

قسم ہے قرآن سمجھانے والے کی۔ بلکہ سنکر سرکشی اور مقابلہ میں ہیں۔ انسے پیشتر ہم بہت سی قوموں کو ہلاک کر چکے ہیں پھر وہ پکارنے لگے اور رہائی کا وقت نہ رہا تھا۔

وَعَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ ۫ وَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ۝ اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ ۝ وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا

اور تعجب کرنے لگے کہ انہیں سے ایک شخص ڈرانیوالا آیا۔ اور منکر کہنے لگے کہ یہ تو جادوگر جھوٹا ہے۔ کیا اسنے سب معبودوں کی ایک معبود کر دیا۔ البتہ یہ بڑے تعجب کی بات ہے۔ اور انمیں سے بڑے لوگ چل پڑے یہ کہتے ہوئے کہ

وَاصْبِرُوْا عَلٰٓى اٰلِهَتِكُمْ ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ يُّرَادُ ۝ مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِي الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ ۖ اِنْ هٰذَآ اِلَّا اخْتِلَاقٌ ۝ ءَاُنْزِلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ مِنْۢ بَيْنِنَا

اپنے معبودوں پر جمے رہو۔ یہ تو ایک غیب کی بات ہے۔ یہ تو ہمنے پچھلے دین میں بھی نہیں سُنی۔ یہ تو ایک بنائی ہوئی بات ہے۔ کیا ہم میں سے اسی پر سمجھانے کی چیز نازل کی گئی۔

ترکیب

صٓ قرا الجمہور بامکان المدالل وقرئی بکسرہا لالتقاء الساکنین او لکونہ امرا من صادی الشیٔ قابلہ وعارضہ ای عارض بعملک القرآن وقرئی بالفتح للتخفیف۔ والقرآن الواو للقسم وقیل معطوف علی القسم وہو صاد وجواب القسم محذوف لقد جاء کم الحق او ما یناسب المقام۔ ولات التاء زیدت علی لا کما زیدت علی ربّ وثم ربّہ وثمّہ واکثر العرب تحرک ہذہ التاء بالفتح وانما حالۃ الوقف فبعضہم یقف بالتاء لان الحروف لیست موضع تغیر وبعضہم بالہاء حین علی مذہب سیبویہ خبر لات واسمہا محذوف لانہا عملت عمل لیس ای لیس الحین حین ہرب وعند الاخفش ہی العاملۃ فی باب النفی فحین اسمہا وخبرہا محذوف ای لاحین مناص لہم والجملۃ حال من فاعل نادوا ای استغاثوا والحال انہم یبتی وقت الہرب۔

تفسیر

ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ یہ سورۃ مکہ میں نازل ہوئی ہے (قالہ القرطبی) ترمذی ونسائی واحمد وابن ابی شیبہ وعبد بن حمید وحاکم وبیہقی وابن جریر وابن المنذر وغیرہم نے نقل کیا ہے کہ جب ابو طالب بیمار ہوئے تو کفار قریش کہ جنمیں ابوجہل بھی تھا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شکایت کرنے آئے کہ محمد ہمارے معبودوں کی ہجو کیا کرتے ہیں ابو طالب نے انکے سامنے آپ سے پوچھا آپ نے فرمایا کہ میں ایک ہی بات انسے کہتا ہوں اگر ان میں تو عرب انکا مطیع ہو جاوے اور عجم جزیہ دیوے لوگوں نے کہا ایک کیا دس بات ایسی ہوں تو مان لیتے ہیں فرمائیے وہ ایک بات کیا ہے؟ آپ نے فرمایا لا الٰہ الا اللہ یہ سُننا تھا کہ کپڑے جھاڑتے ہوئے خفا ہو کر یہ کہتے ہوئے اُٹھے کہ سب معبودوں کا ایک معبود کر دیا یہ عجب بات ہے اسپر یہ سورہ صٓ نازل ہوئی بل لما یذوقوا العذاب تک۔

صٓ حروف مقطعات میں سے ہے انکے متعلق ہم کئی جگہ بحث کر چکے ہیں۔ قرآن مجید کی قسم کھا کر اُسکا معزز اور نصیحت ہونا (ذی الذکر) ثابت کر کے یہ فرماتا ہے کہ توحید ہی کا مسئلہ برحق ہے بت پرستی باطل ہے بل الذین کفروا فی عزۃ وشقاق توحید وخدا پرستی میں کوئی شک و تردد کی گنجائش نہیں بلکہ منکر لوگ تکبر اور ضد کی راہ سے نہیں مانتے۔ اور تکبر اور ضد ہمارے مقابلہ میں کیا وجود رکھتی ہے کم اہلکنا من قبلہم من قرن انسے پہلے ہم بہت سی قوموں کو غارت کر چکے ہیں جنھوں نے رسولوں سے مقابلہ کیا تھا زور میں اگر کچھ جب اُنپر بلا آئی تو نادوا الفیاث الغیاث کے نعرے بلند کرنے لگے چیخنے چلانے لگے مگر کیا فائدہ کوئی بھاگنے کا وقت نہ رہا تھا آخر غارت ہوئے عاد وثمود وقوم لوط وغیرہم۔

وعجبوا ان جاءہم الخ یہ کفار کس بات سے تعجب کرتے ہیں کہ انہیں کی قوم وجنس میں سے ایک شخص خدا کا رسول کیونکر ہو گیا (یعنی محمدؐ) اور اسکو جادوگر اور جھوٹا بتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بہت سے معبودوں کو چھوڑ کر ایک معبود یعنی اللہ کی عبادت کا حکم دیتا ہے ان بہت سے معبودوں کے مقابلہ میں اور انکی جگہ ایک کو قائم کرتا ہے یہ تعجب کی بات ہے ایک شخص تمام کارباز مخلوق کی نگرانی کا رباری کیونکر کر سکتا ہے؟ یہ کہکر کفار کی جماعت اُٹھ کھڑی ہوئی کہ اُٹھ چلو اور اپنے معبودوں کو پوجے جاؤ یہ ایک نئی بات ہے پہلے ہمنے کسی سے نہیں سُنی نہ کوئی پہلوں میں سے کہتا تھا اور کیا وجہ کہ ہم میں سے ذکر یعنی پیغمبری اور قرآن اسی ایک پر نازل ہوا؟۔

بَلْ هُمْ فِي شَكٍّ مِّن ذِكْرِيْ ۚ بَل لَّمَّا يَذُوقُوا عَذَابِ ۝ أَمْ عِندَهُمْ خَزَائِنُ رَحْمَةِ رَبِّكَ الْعَزِيزِ الْوَهَّابِ ۝ أَمْ لَهُم مُّلْكُ السَّمَٰوَٰتِ

بلکہ انکو میری نصیحت میں شک ہے بلکہ ابھی اُنہوں نے میرا عذاب نہیں چکھا ہے کیا انکے پاس تیرے رب کے رحمت کے خزانے ہیں جو زبردست بخشنے والا ہے کیا انکی آسمانوں

وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۖ فَلْيَرْتَقُوا فِي الْأَسْبَابِ ۝ جُندٌ مَّا هُنَالِكَ مَهْزُومٌ مِّنَ الْأَحْزَابِ ۝ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَعَادٌ

اور زمین میں اور جو کچھ انکے بیچ ہے حکومت ہے پھر تو انکو اوپر چڑھ جانا چاہیئے رسی باندھکر۔ یہی ایک شکست یافتہ لشکر ہے مجموعہ سے لشکروں کے اگلے پہلے جھٹلا چکی ہے قوم نوح اور عاد

وَفِرْعَوْنُ ذُو الْأَوْتَادِ ۝ وَثَمُودُ وَقَوْمُ لُوطٍ وَأَصْحَابُ لْئَيْكَةِ ۖ أُولَٰئِكَ الْأَحْزَابُ ۝ إِن كُلٌّ إِلَّا كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ عِقَابِ ۝

اور فرعون میخوں والا اور ثمود اور لوط کی قوم اور ایکہ والے یہی تھے وہ جماعتیں (جو ہلاک ہوگئیں) ہر ایکنے تو رسولوں کو جھٹلایا تھا پھر تو میرا عذاب آموجود ہوا

وَمَا يَنظُرُ هَٰؤُلَاءِ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً مَّا لَهَا مِن فَوَاقٍ ۝

اور یہ لوگ بھی ایک چیخ ہی کے منتظر ہیں جو کچھ بھی توقف نکرے گی

جند مبتدء و مالہا بہام مقولہ جئت لاصرا و من الاحزاب صفت لجند و مہزوم خبر لجند ہنالک یجوز ان یکون صفۃ لجند ای جند ثابت ہنالک یجوز ان یکون متعلقا بمہزوم معناہ ان الجند من الاحزاب مہزوم ہنالک ای فی ذلک الموضع

کفار نے جو آنحضرت صلعم کو کاذب بلکہ کذاب ٹھہرایا تھا ان کا تین بشبہات پر مدار تھا جنکو اللہ تعالے نے نقل کیا ہے (۱) الوہیت کی بابت تھا وہ کہتے تھے اجعل الآلہۃ الہا واحدا ان ہذا لشیء عجاب یہہ شبہ انکو دو وجہہ سے تھا اول یون کہ انکو نظر و استدلال کی عادت نہ تھی صرف انکے اوہام محسوسات کے تابع تھے محسوسات میں دیکھا کہ ایک شخص کی قدرت بہت سی خلقت کی محافظت و علم کے لئے کافی نہیں اسپر انھوں نے اسکو ہی قیاس کر لیا جو انکے حواس سے پرے اور اوہام سے باہر ہے دوسرے یون کہ انکے اسلاف باوجودیکہ عاقل تھے اور ایک دو نہیں سیکڑوں تھے سب شرک میں مبتلا تھے پھر انکے مقابلہ میں یہ ایک شخص کیونکر صادق ہو سکتا ہے؟ عجاب میں عجیب سے زیادہ مبالغہ ہے جیسا کہ طوال میں طویل سے زیادہ مبالغہ ہے اسیطرح عریض و عراض و کبیر و کبار (۲) نبوت کی بابت تھا جس کو خدا تعالے ان الفاظ میں نقل کرتا ہے ءانزل علیہ الذکر من بیننا بل ہم فی شک من ذکری الخ یہہ شبہ کئی ایک جگہہ قرآن مجید میں بیان ہوا ہے الملقی الذکر علیہ من بیننا بل ہو کذاب اشر یہہ قوم صالح نے کہا تھا و لولا نزل ہذا القرآن علی رجل من القریتین عظیم یہہ حضرت کی نسبت کہا گیا۔

اس شبہ کا جواب خدا تعالی کئی طرح سے دیتا ہے اول بل لما یذوقوا عذاب ذکری بل لما یذوقوا عذاب سے مراد دلائل کہ انہوں نے دلائل نبوت میں غور و فکر نکیا اور نہ یہہ شبہ زائل ہو جاتا اور غور و تامل نکرنا یون ہی شک کر لینا انکو ایسے ہوا کہ ابھی میرا عذاب نہیں چکھا یعنے دنیا میں کوئی سزا انکو نہیں ملی اگر ایسا ہو تو شک جاتا رہے انسان یونہی بیجا حجتیں کیا کرتا ہے مگر جب اسکو شاہی شوکت اور پارسیٹ کہائی جاتی ہے تو ٹھیک ہو جاتا ہے یا کہو ذکر سے مراد وہ نصیحت ہے جو آنحضرت صلعم انکو کرتے وہ اسمیں غور نکرتے تھے اور عذاب الٰہی سے بھی ڈرتے تھے جبنے دنیا میں وہ آنیوالا ابھی نہیں آیا تو اور بھی دلیر ہو گئے ام عندہم خزائن رحمۃ ربک العزیز الوہاب یہہ دوسرا جواب ہے کہ ضرا زبردست بڑے بخشنے والے کے خزائن رحمت انکے ہاتہ میں نہیں ہیں کہ جسکو وہ دنیاوی مال اسباب کی وجہہ معزز جانیں اسی کو نبوت کا مرتبہ جلیلہ دیویں بلکہ اللہ کے ہاتہ میں ہے وہ جسکو اسکے لائق دیکہتا ہے عطا کرتا ہے خواہ غنی ہو خواہ فقیر لفظ وہاب اور عزیز اسکی خود اختیاری اور بے انتہا بخشش کی طرف اشارہ کر کے یہ بتلا رہا ہے کہ دنیا کی عزت اسکی بخشش کو احاطہ نہیں کر سکتی ام لہم ملک السموات والارض و ما بینہما فلیرتقوا فی الاسباب یہہ تیسرا جواب ہے کہ خزائن اگر انکے پاس نہیں تو آسمانوں اور زمین اور انکے درمیان کی حکومت ہی انکو نہیں کہ جسکو انکی مرضی ہو یہہ عہدہ ملے اگر انکو یہہ بات حاصل ہے تو فلیرتقوا فی الاسباب تو ان سیڑہیوں پر چڑہکر کہ جنکے ذریعہ سے پہونچنا ممکن ہو چڑہیں اور عرش تک پہونچیں اور تدبیر عالم اور ملکوت کریں اور جسکے پاس چاہیں وہاں سے وحی لیجاویں بلکہ جند ما ہنالک مہزوم انکے لشکروں کو شکست ہے سلطنت آسمانی تو کیسی۔ فتح کہ یا فتح بدر کی طرف اشارہ ہے کذبت الخ اسکے بعد اگلے لوگوں کی شکست اور انکے انکار رسل سے پستی و ہلاکت بیان فرماتا ہے و ما ینظر ہؤلاء الا صیحۃ واحدۃ ما لہا من فواق یعنی کہ یہ لوگ بھی عذاب اور ہلاکت کے منتظر ہیں صیحۃ سے مراد ناگہانی ہلاکت کو کوئی شاعر کہتا ہے ؎

صاح الزمان بآل برمک صیحۃ ✦ خروا لشدتہا علی الاذقان ✦ بعض کہتے ہیں قیامت کے دن نفخ صور کی چیخ کے منتظر ہیں ✦

وَقَالُوا رَبَّنَا عَجِّلْ لَّنَا قِطَّنَا قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ ۝ اِصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ ذَا الْاَيْدِ ۚ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ ۝ اِنَّا سَخَّرْنَا

اور کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمکو جلدی دیدے ہمارے نامۂ اعمال کے دینے پہلے ۔ صبر کر انکی باتون پر اور یاد کر ہمارے بندے داود قوت والے کا ذکر کر وہ ہماری طرف رجوع کرنے والا تھا ہیشہ ہم

الْجِبَالَ مَعَهٗ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِشْرَاقِ ۝ وَالطَّيْرَ مَحْشُوْرَةً ؕ كُلٌّ لَّهٗۤ اَوَّابٌ ۝ وَشَدَدْنَا مُلْكَهٗ وَاٰتَيْنٰهُ الْحِكْمَةَ وَ

کر دیا تھا اسکے لیے پہاڑون کو اسکے ساتھ شام اور صبح تسبیح کیا کرتے تھے اور پرندون کو بھی تابع کر دیا تھا جو پر باندھے رہتے تھے ہر ایک اسکے تابع تھا اور ہمنے اسکی سلطنت کو زور دیا تھا اور اسکو حکمت اور

فَصْلَ الْخِطَابِ ۝ وَهَلْ اَتٰىكَ نَبَؤُا الْخَصْمِ ۘ اِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ ۝ اِذْ دَخَلُوْا عَلٰى دَاوٗدَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ ؕ قَالُوْا لَا تَخَفْ ۚ

فیصلہ کرنے والا کلام عطا کیا تھا اور کیا آپکو دو جھگڑنے والون کی خبر پہونچی جب وہ دیوار کود کر آئے ۔ جبکہ وہ داود کے پاس داخل ہوئے تو وہ انسے گھبرا گیا انھون نے کہا تم ڈر

خَصْمٰنِ بَغٰى بَعْضُنَا عَلٰى بَعْضٍ فَاحْكُمْ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا تُشْطِطْ وَاهْدِنَاۤ اِلٰى سَوَآءِ الصِّرَاطِ ۝ اِنَّ هٰذَاۤ اَخِيْ لَهٗ تِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ نَعْجَةً

ہم دو جھگڑنے والے ہین کہ ہم مین سے ایک نے دوسرے پر زیادتی کی ہیں تو انصاف سے ہم مین فیصلہ کر دے اور بے انصافی نہکر اور ہمکو سیدہ راستہ بتا دے ۔ یہ ہمرا بھائی ہے اسکے پاس ننانوے دنبیان ہین

وَّلِيَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ فَقَالَ اَكْفِلْنِيْهَا وَعَزَّنِيْ فِي الْخِطَابِ ۝ قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ اِلٰى نِعَاجِهٖ ؕ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْخُلَطَآءِ لَيَبْغِيْ

اور میرے پاس ایک ہی دنبی ہے ۔ پھر اسنے کہا کہ اسکو میرے حوالے کر دے اور مجھے کلام مین سختی کی داود نے کہا اسنے تجھپر ظلم کیا جو تیری دنبی کو اپنی دنبیون مین ملانے کا سوال کیا ۔ اور اکثر شریک زیادتی

بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَقَلِيْلٌ مَّا هُمْ ؕ وَظَنَّ دَاوٗدُ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَخَرَّ رَاكِعًا وَّاَنَابَ ۝

کیا کرتے ہین ایک دوسرے پر مگر وہ جو ایمان لائے اور انھون نے نیک کام کئے اور وہ کم ہین اور داود سمجھ گیا کہ ہمنے اسکو آزمایا ہے پھر اسنے اپنے رب سے معافی مانگی اور سجدہ مین گر پڑا اور رجوع ہوا

فَغَفَرْنَا لَهٗ ذٰلِكَ ؕ وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ ۝ يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِي الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا

پھر ہمنے اسکو معاف کر دیا ۔ اور البتہ اسکے لیے ہمارے ہان مرتبہ اور اچھا ٹھکانا ہے ۔ (ہمنے کہا) اے داود ہمنے تجھکو زمین مین بادشاہ بنایا پس تو لوگون مین انصاف سے فیصلہ کیا کر اور خواہش

تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۢ بِمَا نَسُوْا يَوْمَ الْحِسَابِ ۧ

نفس پر نہ چل کہ وہ تجھے اللہ کے رستہ سے گمراہ کر دیگی جو لوگ اللہ کے رستہ سے بھٹکتے ہین اُنکے لیے سخت عذاب ہے اسلیے کہ وہ حساب کے دن کو بھول گئے

القطّ النصیب والحظ ۔ حصة والطیر معطوف علی الجبال محشورة حال من الطیر
الضمیر فی الاول مصدر فلذا انثنی والجمع وجمع الضمیر فی تسور والاثنین جائز
وذا الاولی ظرف لبنا والثانیة بدل منها الا الذین استثناء متصل

تفسیر

(۳) شبہ معاد کی بابت تھا جسکو خدا تعالیٰ نقل کرتا ہے وقالوا عجل لنا الخ کہ وہ قیامت کے قائم ہونے کو نہایت مستبعد سمجھکر پیغمبر علیہ السلام سے کہتے ہین کہ جو کچھ قیامت کے روز عذاب و ثواب کا آپ ہمارے لئے وعدہ کرتے ہین وہ ہمارا حصہ جلد ہمکو دیدیجئے ہمین دیر ہیجئے اسپر آپ کو تسلی دیجاتی ہے کہ اصبر علی ما یقولون انکی ان بیہودہ باتون پر صبر کر اور آپ کی تسلی کے لیے چند انبیاء اولوالعزم کا تذکرہ کرتا ہے کہ دنیا مین غموم و ہموم و مصائب پر وہ بھی برداشت کرتے آئے ہین اور انکو بھی اپنی اُمت کے بے سمجھ اور جاہلون سے سابقہ پڑا ہے منجملہ اُنکے حضرت داود علیہ السلام کا تذکرہ فرماتا ہے واذکر عبدنا داود کہ ہمارے بندے داود کو یاد کر جسکو یہہ فضیلتین حاصل تھین (۱) وہ قوت والا تھا جسمانی قوت کے ساتھ سلطنت کی بھی قوت مرحمت ہوئی تھی اور اسپر روحانی قوت بھی تھی (۲) ہاں ہمیشہ وہ خدا کی طرف رجوع کرنے والا تھا ان لوگون جیسا نہ تھا جو ذرا سی دولت و قوت مین بیہوش ہو گئے (۳) پہاڑ اور پرند صبح و شام اسکے ساتھ تسبیح مین شریک ہوتے تھے اسکی شرح پہلے ہو چکی ہے ۔ (۴) اسکی حکومت و سلطنت کو ہمنے مستحکم کیا تھا بہت سے بادشاہ فرات سے لیکر مصر تک اسکے مطیع تھے (۵) اسکو حکمت عطا ہوئی تھی ہر ایک قسم کے علوم نقلیہ و عقلیہ (۶) اسکو گویائی بھی بڑی دی گئی تھی فصل الخطاب بڑے فصیح و بلیغ اور پر گو تھے اسکے بعد انپر جو ایک عجیب و غریب واقعہ گزرا ہے

اسکو بطور استفہام کے شوق دلانے کے لیے بیان فرماتا ہے فقال ہل اتاک نبا الخصم الخ سہو **واقعہ** موافق عبارت قرآن کے یون ہے کہ دو شخص داؤد کے پاس محراب یعنی خلوت خانہ مین دیوار پھاند کر آئے (یقال تسور تسورا اذا علوتہ اے اتوہ من سورہ وہوا علاہ والمحراب المراد منہ البیت الذی کان داود یدخل فیہ ویشتغل بطاعۃ ربہ وسمی بالمحراب لاشتمالہ علی المحراب کما یسمی الشئی باشرف اجزائہ (کبیر ۲) ففزع منہم داود گھبرائے۔ یہہ اسلئے کہ یہ دن کسیکے آنے کا نہ تہا دروازہ پر پاسبان تہے اسسے سمجھے کہ دشمن ہین قتل کو آئے ہین وہ بھی سمجھہ گئے اور معلوم کرگئے کہ یہان بھی متعدد خادم ہین اپنے ارادے کو پورا نکر سکینگے اسلیئے اُنھون نے ایک بات بنائی کہ ہم دو شخص اہل مقدمہ مین فیصلہ کے لیے آپ کے پاس آئے ہین لاتخف آپ ہمکو دشمن جانکر ڈرین اسکے بعد مقدمہ شروع کیا اب عام ہے کہ دراصل وہ دو شخص باہم جھگڑا ایکر فیصلہ کو آئے تہے چونکہ فرصت کا وقت جانکر خلاف قاعدہ شاہی دیوار پھاند کر آئے تھے جسپر داود کے دلمین خطرہ پیدا ہوا اور غصہ بھی آیا ہوسیہ اُنہون نے تسلی دی یا یہہ فرضی بات تہی۔ ایک نے کہا مین اور یہ میرا دوست جھگڑتے ہوے آئے ہین ایک نے دوسرے پر زیادتی کی ہے فاحکم بیننا بالحق ولاتشطط آپ غصہ کو جانے دیجئے اور بے انصافی نکیجئے یہہ بات اُنہون نے یا تو داود کا غصہ دیکہکر کہی یا جسطرح عام جاہل لوگ حکام سے مقدمات کے وقت اپنے خیالات کے بہروسہ پر ایسے بے باکانہ الفاظ کہدیا کرتے ہین کہ ظلم نہ کرنا وغیرہ وغیرہ۔ اب قضیہ بیان کرنے لگے ان ہذا اخی الخ کہ اس بھائی کے پاس ننانوین دنبیان ہین اور میرے پاس صرف ایک پہر یہ اُسکو بہی مجہہ سے مانگتا ہے وعزنی فی الخطاب اور سخت گوئی اور بدزبانی بہی کرتا ہے۔ داؤد نے سنکر کہا اسنے تجہپر اس خواہش مین ظلم کیا اور اکثر باہمی شریک ایسا ہی کیا کرتے ہین۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دونون باہم شریک ہونگے اس ایک والے کا حصہ بہت کم ہوگا یا کوئی ایسی شرط ہوگی کہ جس سے بڑا حصہ دار اسکو ایک دنبی کا بہی مالک نہ خیال کرتا ہوگا تو کر جاتا ہوگا۔ وظن داود انما فتناہ اور داود سمجہہ گئے کہ اس مین خدا نے میرے حلم وانصاف کا امتحان کیا ہے کہ ان دو شخصون کے بے قاعدہ آنے اور سخت زبانی کرنے پر بہی انصاف کرتا ہون یا شاہی زور مین غصہ کرکے انکو نکلوا دیتا ہون اور بادشاہون کی عادت ہے کہ جو بے موقع اور گستاخانہ اسنے داد خواہی کے لیے آتا ہے تو گستاخی کی سزا دیتے ہین (کوئی شخص لاٹ صاحب کی بہنگی تھام کر دیکہہ لے ۱۲ فاستغفر ربہ وانا ب اسپر داود نے اپنے رب سے معافی مانگی اور اسکی طرف رجوع ہوئے۔ معافی اسپر مانگی کہ دلمین بے قاعدہ آنے اور بے باکانہ بات چیت کرنے پر کچہ جوش آیا ہوگا جو مقتضائے بشریت و حکومت ہے فغفرنا لہ ذلک ہمنے اسکی بات معاف کردی وان لہ عندنا لزلفی وحسن مآب اور اسکے لیے اس نیکی پر ہمارے نزدیک مرتبہ اور عمدہ ٹہکانا ہے کہ ذراسی بات پر یہی سجدہ مین گر پڑے اور اُسکو بڑا گناہ سمجہکر خدا سے معافی مانگی اور رو دئے۔ ایسے لوگ ذراسی بات کو بہی پہاڑ سمجہا کرتے ہین۔ اس امتحان مین پورا نکلنے کے سبب داؤد نے ثابت کردیا کہ مین خلافت اور انصاف کی کرسی پر بیٹہنے کے لائق ہون اسلئے کہ اللہ تعالی نے بہی اُنکو اس عہدہ کے لیے ممتاز فرمایا اور کہدیا یا داود انا جعلناک خلیفۃ فی الارض کہ ہمنے تجہکو زمین مین اپنی طرف سے خلیفہ حاکم یا نائب کیا ہے فاحکم بین الناس بالحق پس آپ لوگونکا انصاف سے فیصلہ کیا کیجئے ولا تتبع الہوی الخ اور اپنی خواہش پر نہ چلئے جو لازمہ سلطنت ہے کیونکہ جو اپنی مرضی پر چلتے ہین قانون الہی کا اتباع نہین کرتے انکو قیامت کے دن سخت عذاب ہوگا۔ یہہ ہے وہ واقعہ اور قرآن مجید کے الفاظ ہی چسپان ہین اور اسکے تمام اہل حق قائل ہین امام رازی و بیضاوی وصاحب شرح مواقف وغیرہ جمہور مفسرین اسکے قائل ہین۔

دوسری کتاب سموئیل کے گیارہوین باب مین یون لکہا ہے کہ ایک روز داود بادشاہی محل کی چھت پر ٹہلتے تھے اسنے ایک نہایت خوبصورت عورت کو نہاتے دیکہا اسکا نام بنت سبع الہام کی بیٹی اور حتی اُوریاہ کی جورو تھی اُسکو بلوایا اور اُس سے

صحبت کی جسسے وہ حاملہ ہوگئی اور اپنے گھر چلے گئے اس عرصہ مین اسکا خاوند بہی جنگ سے یروسلم مین آیا اور داؤد نے اسکے باتہ اسکے افسر یواب کیلئے خط دیکر پہر لشکر مین بہیجدیا تہا مین یواب کو لکہدیا تہا کہ اوریاہ کو جنگ مین ایسے موقع پر لگے کرنا کہ مخالف سے بچکر نہ آوے چنانچہ یواب نے ایسا ہی کیا اور اوریاہ قتل ہوگیا اسکی خبر داؤد کو ملی چند روز عدت کے گذر جانے کے بعد داؤد نے اس عورت کو اپنے گہر مین ڈال لیا۔ پہر اس کتاب کے بارہوین باب مین لکہا ہے کہ خدا تعالے نے ناتن نبی کو داؤد کے پاس بہیجا اُنہون نے جاکر داؤد سے پوچہا کہ ایک شہر مین دو شخص تہے ایک بڑا مالدار بیشمار بہیڑ بکری رکہتا تہا دوسرا کنگال کہ جسکے پاس بجز ایک بہیڑ کے اور کچہ نہ تہا جو اُسنے پالی تہی اور اسکی گود مین سوتی تہی اس مالدار نے اپنے مہمان کے لیے اسکے بہیڑ کو لیکر ذبح کر ڈالا داؤد نے سنکر کہا وہ شخص واجب القتل ہے تب ناتن نے کہا وہ شخص تو ہی توہے خدا فرماتا ہے مینے تجہکو سب کچہہ دیا اور اور بہی دیتا مگر تو نے اوریاہ کو قتل کروایا اور اسکی جورو کو لے لیا خدا فرماتا ہے پہر تیرے گہر پر سے تلوار نہ اُٹہے گی اور تیری جورون کو تیرے سامنے کہلے میدان مین تمام بنی اسرائیل کے سامنے تیرے ہمسایون سے خراب کراؤں گا۔ اسکے بعد داود اپنے گناہ کے مقر ہوے ناتن نے کہا تیرا گناہ خدا نے بخشدیا پہر وہ لڑکا جو زنا سے پیدا ہوا تہا مرگیا اور اسکے بعد اس سے سلیمان پیدا ہوا انتہے ملخصًا۔

بعض یہود نے گو قصہ خوانون نے اس قصہ کو حضرت داود علیہ السلام کے اس واقعہ کی تفسیر مین چسپان کردیا کہ جو آیات مذکورہ مین تہا مگر قدماء اسلام اسکے سخت منکر تہے اور مین چنانچہ سعید بن المسیب و حارث اعور نے حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا جو شخص داود علیہ السلام کی نسبت اس قصہ کو نقل کریگا مین اسکو ایک سو ساٹہ کوڑے مارونگا جو انبیاء پر بہتان باندہنے کی سزا ہے ابن کثیر قاضی عیاض فرماتے ہین کہ اس قصہ کا ہرگز اعتبار نکرنا چاہیے کیونکہ نہ قرآن مجید مین اسکی تصریح ہے نہ کسی صحیح حدیث مین مورخین کی باتین ہین جنکو بعض مفسرین نے تفسیر مین لکہدیا انتہی۔

امام رازی فرماتے ہین کہ آیات مین واقعہ کے اول یہی داود علیہ السلام کی مدح ہے اور بعد مین یہی پہر کیونکر عقل مین آسکتا ہے کہ جسنے ناحق ایک دیندار کو قتل کرایا اور اسکی جورو چہین لی جس سے بڑہکر شرک کے بعد اور کیا گناہ ہوگا خدا تعالے اسکے روح کرے۔

اور اسپر طرّہ یہ ہے کہ جو لوگ خصمان سے مراد دو فرشتے لیتے ہین کہ وہ آدمیون کی صورت مین آئے تہے وہ سعاذ اللہ فرشتون کو یہی جہوٹ بولنے کا مرتکب بناتے ہین۔ انبیا علیہم السلام سے ایسی باتون کا ظہور مین آنا خلاف عقل و نقل ہے وہ پاکدامن اور معصوم تہے رہی کتاب صموئیل جسکی تقلید بعض حمقاء اسلام نے کی ہے سو آج تک پورا پتا اہل کتاب کو بہی نہین ملتا کہ اسکا کون مصنف ہے؟ وہ ایک تاریخ کی کتاب یہود مین مروج تہی جس کو یہود و نصاری نے خواہ مخواہ الہامی فرض کرلیا۔

اسکے علاوہ خود انھین کی کتابون مین کہ جنکو وہ الہامی مانتے ہین حضرت داود علیہ السلام کی بہت مواضع مین مدح اور پاکبازی اور یا خدا ہونا اور انپر برکت نازل ہونا وغیرہ باتین لکہی ہین پہر نہین معلوم کہ ایسے شخص کی مدح کرنے لکہدے اور جو مدح ٹہیک ہے تو قطعًا یہہ قصہ کسی دشمن نے لکہدیا

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنَ النَّارِ ۝ اَمْ نَجْعَلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اور جتنے آسمان اور زمین کو اور جو کچھ کہ ان کے بیچ ہے نکما نہیں پیدا کیا ہے۔ یہ گمان انکا ہے جو کافر ہیں پھر کافروں کی خرابی ہے آگ سے۔ کیا ہم انکو جو ایمان لائے

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَالْمُفْسِدِيْنَ فِى الْاَرْضِ اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِيْنَ كَالْفُجَّارِ ۝ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ

اور نیک کام کئے انکے برابر کر دینگے جو لوگ مین فساد کرتے ہین۔ کیا ہم پرہیزگارون کو بدکارونکے برابر کر دینگے (یہ قرآن) ایک بابرکت کتاب ہے جسکو ہمنے تیری طرف نازل کیا تاکہ لوگ

اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ وَوَهَبْنَا لِدَاوٗدَ سُلَيْمٰنَ ۭ نِعْمَ الْعَبْدُ ۭ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ۝ اِذْ عُرِضَ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصّٰفِنٰتُ الْجِيَادُ ۝

اسکی آیتون مین غور کرین اور سمجھین اور ہمنے داود کو سلیمان عطا کیا اچھا بندہ خدا کی طرف رجوع ہونیوالا تھا۔ جبکے پاس اخیر دن عمدہ تیز رو گھوڑے حاضر کیے گئے

فَقَالَ اِنِّيْٓ اَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّيْ ۚ حَتّٰى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ۝ رُدُّوْهَا عَلَيَّ ۭ فَطَفِقَ مَسْحًۢا بِالسُّوْقِ وَالْاَعْنَاقِ ۝

پھر اسنے کہا کہ مینے مال کی محبت کو یاد الٰہی کی وجہ سے عزیز سمجھا یہانتک کہ وہ اوٹ مین چھپ گئے (کہا) انکو میرے پاس پھیر لاؤ پھر انکی ٹانگون اور گردن پر ہاتھ پھیرنے لگا

کفار نے استہزاء وتمسخر کے طور پر کہا تھا ربنا عجل لنا قطنا انکی غرض اس سے حشر کا انکار تھا مگر یہہ گفتگو جا بجا نہ تھی اس لئے حضرتؐ کو صبر کرنے کا حکم دیا اور آپ کی تسلی کے لئے داود کا قصہ سنایا کہ جس سے داؤد کا باوجود فضائل مذکورہ کے جاہلون کی بیباکی پر برداشت کرنا ثابت ہوتا تھا اسکے بعد حشر کا اثبات ایک اور طریقہ سے کرنا شروع کیا اور یہہ کمال حسن بلاغت ہے فقال وما خلقنا السماء الے قولہ کالفجار۔

پہلے بطور تمہید کے یہہ بیان کیا کہ ہمنے آسمانون اور زمین کو اور اُنکے اندر کی چیزون کو عبث اور بیکار پیدا نہین کیا ہے اسبات کو ہر وہی عقل سلیم تسلیم کر سکتا ہے کہ وہ قادر فعل مختار حکیم ہے۔ حکیم کا کوئی کام عبث نہین ہوتا اگر جو کور باطن ہین جنکو کافر کہا جاتا ہے وہ ایسا گمان کرتے ہین تو انکی اس کوڑ مغزی پر پھٹکار اور جہنم کی مار ہے پس جب یہ ثابت ہوا تو دریافت کرنا چاہیئے کہ اس مخلوق کے پیدا کرنے سے اسنے کیا غایۃ ٹھہرائی ہے؟ وہ یہہ کہ انسان جو عقل وادراک کے لحاظ سے سب مخلوق مین اشرف ہے اور آسمان و زمین اسکے قیام ونفع کے لئے ہین اسکے بنانے سے یہہ مقصود ہے کہ وہ اپنے خالق کو پہچانکر نیکی اور اطاعت کرے بُری باتون سے ڈرے اور یہ عالم نیکی اور بدی کی جزا وسزا کا کارگہہ نہین ہے یہہ بھی ظاہر ہے کیونکہ یون کفار خالق کے منکر بدکردار بدذات ظالم فریبی عمر بھر دنیا مین عیش وآرام سے رہے ہین اور بہت سے نیک ہر قسم کی تکالیف مین مبتلا رہے ہین پھر اگر کوئی دوسری جگہ واسا جزا نہو تو دونون برابر ہو جاوین بلکہ بُرے فائدہ مین رہین اور ایسا کام اس حکیم کی شان سے بعید ہے کہ جسنے آسمانون اور زمین کو بیکار پیدا نہین کیا ہے بلکہ ہر ایک کو نہایت حکمت اور مصلحتین لحاظ رکھکر پیدا کیا ہے ثابت ہوا کہ ایک اور جگہ دار الجزا ہے اور وہ عالم آخرت ہے ام نجعل الذین آمنوا الخ مین خدا تعالے اسی مطلب کو نہایت اختصار اور بلاغت کے ساتھ بیان فرماتا ہے ایسے اس قرآن مجید کے کہ جسمین ان خوبیون کے ساتھ یہہ مطالب نفیسہ بیان کئے گئے ہین خوبی بیان فرماتا ہے کتاب انزلناہ الیک مبارک الخ کہ یہ کتاب جو ہمنے اے محمدؐ تجپر نازل کی ہے بڑی بابرکت کتاب ہے سمجھنے اور غور کرنیکے لئے کیونکہ جو دانشمند غور کرکے ہدایت پاوین۔ اسمین مسئلہ نبوت کو بھی دو طرح سے پہلو سے ثابت کر دیا اور قرآن کا کتاب الٰہی ہونا ثابت کر دکھایا اسکی خوبیون سے

اولوا الالباب کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام کا تذکرہ کرکے یہہ بات بتلاتا ہے کہ ایسے سمجھدار عقلمند انہین ہی فضل وکرم کیا کرتا ہے داود علیہ السلام جو بڑی عقل کامل کہتے ہے جسکے سبب خدا پرستی کرتے تھے انکو فرزند بھی ایسا ہی لائق اور عقلمند عطا کیا یعنے سلیمان جو خدا کی طرف رجوع رہتے تھے۔ اسمین بتلایا گیا ہے کہ یہ لوگ اولوالالباب ہین ادراست محمدیہ کے اولوالالباب قرآن سے فیضیاب ہوتے ہین لہذا داود کے تذکرہ کی تحسین بھی ہے سلیمان کو آواب خطاب ہوا کہ تیرے بھی کرتب ہے جسے انکا اولاد نالایق ثابت ہوا تو مقال اذ عرض علیہ بالعشی الخ عشی عصر وقت سے کیونکہ غروب تک کا زمانہ کو کہتے ہین۔ صافن اسپ سہ پایہ استادہ وسکوم ہم زمین نہادہ

وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمٰنَ وَاَلْقَيْنَا عَلٰى كُرْسِيِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ ۝ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ

اور بیشک سلیمان کو آزمایا اور اسکے تخت پر ایک جسم ڈالدیا پھر وہ رجوع ہوا دعا کی کہ اے رب میرے بخشدے اور مجھ ایسی بادشاہت عطا کر کہ جو میرے بعد اور کسی کو سزاوار نہ ہو

اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝ فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيْحَ تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖ رُخَآءً حَيْثُ اَصَابَ ۝ وَالشَّيٰطِيْنَ كُلَّ بَنَّآءٍ وَّغَوَّاصٍ ۝ وَّاٰخَرِيْنَ مُقَرَّنِيْنَ

بیشک تو ہی تو بہت دینے والا ہے پھر ہم نے اسکے لئے ہوا کو تابع کر دیا جو اسکے حکم سے نرم نرم چلا کرتی جہاں وہ چاہتا تھا۔ اور شیطانوں کو بھی تابع کیا جو ہر عمارت بنانے والے اور غوطہ لگانے والا تھا اور دیگر کئے جو زنجیر میں جکڑے تھے

فِي الْاَصْفَادِ ۝ هٰذَا عَطَآؤُنَا فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ ۝

بیڑیوں میں رہا کرتے تھے (ہم نے کہدیا) کہ یہ ہماری بخشش ہے خواہ تو کسی کو دے یا نہ دے کوئی حساب نہیں اور البتہ اسکے لیے ہمارے پاس مرتبہ اور عمدہ مقام ہے

واینما القائم الذی یصیف قدمیہ صفون بالضم مصدر منہ (صراح) قال المبرد الجیاد جمع جواد تیز رو گھوڑا۔ یعنے وہ گھوڑے جو کھڑے ہوں تو بانکپن اور تراکت اور خوبی سے اور چلیں تو ہوا سے باتیں کریں۔ تو است کی ضمیر شمس کی طرف پھرتی ہے جو العشی سے سمجھا جاتا ہے اور رد وہا کی الصافنات کی طرف یعنی میں ان گھوڑوں کے ملاحظہ میں یہانتک مصروف ہوا کہ آفتاب غروب ہوگیا یا دالہی سے اسوقت غافل ہوگیا اُن گھوڑوں کو میرے سامنے پھر لاؤ اور ذبح کر ڈالو۔ عامہ مفسرین اسیطرف گئے ہیں کہ انکو فیج کر واڈالا کو نچیں کاٹ ڈالیں صلوۃ عصر فوت ہونے کے بدلہ میں۔

مگر صحیح تر بیان اس واقعہ کا الفاظ قرآنیہ کے مطابق یہہ ہے اور اسکو تفسیر سمجھنا چاہیئے۔ وہ یہ کہ گھوڑوں کا پالنا اور تیار کرنا دشمن کے مقابلہ اور جہاد کے لئے جیسا کہ دین محمدی علیہ الصلوۃ والسلام میں عمدہ اور افضل کام ہے ایسا ہی حضرت سلیمان علیہ السلام کے عہد میں تھا کیونکہ فلسطین اور مصری اور بابل کے بت پرست بادشاہوں کا چاروں طرف سے رخنہ تھا۔ حضرت سلیمان نے بیٹھ کر اپنا کام جائزہ لینا چاہا اور پہلے یہ فرمایا انی احببت حب الخیر عن ذکر ربی کہ میں اُنکو دنیا کے لیے نہیں دوست رکھتا ہوں بلکہ ذکر رب اور دین کے لئے انکو پسند اور محبوب رکھتا ہوں عن ذکر ربی لاجل ذکر ربی پھر سامنے لانے کا حکم دیا اور انکے سامنے سے وہ گھوڑے جنپر لوگ سوار تھے دوڑاتے ہوئے نکلے حتی توارت بالحجاب یہانتک کہ نظر سے غائب ہوگئے (التواری الاستتار عن الابصار والحجاب مایحجبہا عن الابصار یہہ حکم دیا رد وہا علی کہ انکو پھر لوٹا کر لاؤ میرے پاس۔ گھوڑوں کی روانگی دیکھنے کا یہی طریقہ ہے کہ ایکبار دوڑاتے ہوئے لیجاتے ہیں بار دگر پھر لاتے ہیں تاکہ آنے جانے میں سب حسن وقبح معلوم ہوجاوے۔ وہ گھوڑے آپ کے پسند آئے فطفق مسحا بالسوق والاعناق (قال ابو عبیدۃ طفق یفعل لان خبر طفق لایکون الا فعلا مضارعا وانتصاب مسحا علی المصدریۃ یفعل مقدر ای یمسح مسحا والسوق جمع ساق ٹانگ والاعناق جمع عنق۔ گردن) تو آپ پیار کی راہ سے انکی گردنوں اور ٹانگوں پر ہاتھ پھرانے لگے۔ گردن اور پنڈلے پر ہاتھ پھرانے کا عام طریقہ ہے۔ یا انکے عیوب دیکھتے ہونگے اکثر ہاتھ پھرا کر دیکھا کرتے ہیں جسطرح دوڑا کر دیکھا کرتے ہیں۔ اسمیں اسطرف بھی اشارہ ہے کہ لوگو نکو خصوصاً سلیمان کے دشمنوں کو معلوم ہوجاوے کہ سلیمان کو شکار اور سوار دنکے بارہ میں بڑی مستعدی ہے یہہ بھی دشمن پر اثر ڈالا کرتا ہے کہ وہ غافل نہیں ہے۔ ابن عباس نے بھی مسح کے یہی معنی بیان کئے ہیں جیسا کہ اپنی تفسیر میں ابن جریر نے بروایت علی بن طلحہ نقل کیا ہے امام رازی رحمہ اللہ نے انہیں معنے کو جمہور آیات کے بیان کئے ہیں پسند کیا ہے اور یہی فرمایا کہ یہی معنی آیات کے الفاظ کے نہایت مطابق ہیں اور خوب موافق ہیں اور اس تقریر پر کوئی الزام بھی عائد نہیں ہوتا اور بجز لوگوں نے سخت تعجب آتا ہے کہ کس لئے اُنہوں نے ان بیہودہ باتوں کو مان لیا کہ جنکو نہ عقل و نقل رد کرتی ہے انہی وقد قصتنا سلیمان پر حضرت سلیمان کا دوسرا واقعہ بیان فرماتا ہے کہ ہمنے سلیمان کو آزمایش میں ڈالا تھا یہہ یہاں آزمایش کی قدرے تفصیل کرتے ہیں والقینا علی کرسیہ جسدا ثم اناب اور اسکی کرسی پر بھی ہمنے ایک جسم الیا پھر رجوع ہوا بعض کہتے ہیں یہہ دو واقعہ ہیں ولقد فتنا ایکا اور القینا دوسرا۔ قرآن مجید میں کرسی پر جہاں تک کہ محدثین نے تلاش کیا

ان دونون واقعون کی کوئی بھی تفصیل نہین کہ آزمایش سلیمان کی کس بات مین تھی اور انکے تخت پر جسم ڈالنے اور سلیمان کے رجوع ہونے سے کیا مراد ہے۔ بان مفسرون نے بعض اہل کتاب کے قصہ گوؤنسے بعض محدثین نے احتیاط اور سند متصل سے نقل کیا ہے جس لئے بعض ناواقف مفسر اسکو صحیح حدیث سمجھ گئے مگر پھر بھی وہ قصے ہی رہے جو قصہ گوؤن کے مونہہ سے نکلے ہوئے ہین نہ کہ مشکوۃ نبوت سے ظاہر ہوئے پہلا قصہ یہ ہے کہ سلیمان کے محل مین شاہ مصر وغیرہ بت پرست قومون کی بیٹیان تھین جنکو بیویان بنا رکھا تھا اور آپ عاشق تھے انکی خاطر سے انکی پرستش کے لئے بتخانہ بھی تعمیر کرا دئے تھے اور آپ بھی شریک ہوتے تھے۔ اسپر خدا نے انکی سرزنش کی۔ یہ بات اول کتاب السلاطین کے گیارھوین باب مین لکھی ہوئی ہے۔ دوسرے قصہ کی بابت یون نقل کیا ہے کہ سلیمان کے پاس ایک انگوٹھی تھی جسکے سبب انکی سلطنت قائم تھی حمام مین جاتے وقت اسکو اتار کر کسی خادمہ کو دیتے تھے جس کا نام بعض نے امینہ بتلایا ہے ایکبار جو حمام مین گئے اور انگوٹھی اسکو دی تو ایک جن جسکو صخر کہتے تھے سلیمان کی شکل مین نمودار ہوا اور امینہ سے انگوٹھی لیکر تخت پر آ بیٹھا سلیمان کو لوگون نے دھکے دیکر نکالدیا پھر جو چند روز بعد اسکے کمینی باتون سے پہچانا کہ یہ سلیمان نہین تو وہ بہاگا اور سمندر مین انگوٹھی پھینک گیا ادھر سلیمان ماہی گیرون کے ہان نوکر ہو گئے ایک مچھلی کے پیٹ مین سے وہ انگوٹھی برآمد ہوئی اسکو پہنا تھا کہ پھر اقبال لوٹ آیا سب لوگ سطیع ہو گئے۔

اس خرافات کا کچھ ٹھکانہ ہے اگر یون ہی جن و شیاطین انبیا علیہم السلام تو کیا اور بھی کسی کی شکل مین ظاہر ہوا کرین تو دنیا کے تمام کاروبار معطل ہو جاوین اور کچھ بھی کسیکا اعتبار نہ رہے۔

ہمارے نزدیک یہ دو قصے نہین ہین ایک ہی واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ ہر چند اہل کتاب کی الہامی کتابین صحیح و غلط کا مجموعہ ہین مگر تاہم غور کرنے سے ان مین سے اصل بات بھی نکل آتی ہے۔ اصل بات اسقدر معلوم ہوتی ہے کہ خدا تعالی نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو دنیا کے بیشمار سامان و اسباب عطا کئے تھے اور انکی سلطنت کا زمانہ بنی اسرائیل اور آس پاس کے بادشاہون کے لیے بڑے امن و چین کا زمانہ تھا انکے عہد مین جنگ و جدل کی بھی بہت ہی کم نوبت آتی تھی سونا چاندی اور گھوڑے اور جواہرات بکثرت تھے بادشاہان کی بیٹیان بھی آپکے پاس آئین سبا کی شہزادی اور شاہ مصر کی بیٹی وغیرہ اور بہت عورتین سب ایک مذہب کی نہ تھین انمین سے بعض بت پرست بھی ہونگی اور اسی مصلحت کے لیے خدا نے بنی اسرائیل کے سردارون کو غیر قومون کی عورتون کے رکھنے کی ممانعت کر دی تھی کچھ عجب نہین کہ انمین سے کسینے کوئی بت بھی بنا لیا ہو جسکی سلیمان علیہ السلام کو بعد مین خبر ہوئی اور انہون نے توڑ ڈالنے کا حکم دیا مگر انکے گھر مین گو انکی بیخبری سے ہوا ایسا ہونا بھی انکی شان نبوت کے برخلاف ہے۔ البتہ یہہ باتین سلیمان کے حق مین آزمایش کی تھین اور حقیقت مین کثرت مال و اسباب زن و فرزند انسانکے لئے بڑی آزمایش ہے اور بڑا فتنہ کما قال تعالی انما اموالکم و اولادکم فتنۃ سلیمان کی ذرا بھی غفلت انکے لیے بڑی قابل عتاب بات تھی جسپر متنبہ کرنے کے لیے خدا نے رودمی ہدہد کو سلیمان کے بمقابلہ مین اُبھارا جسنے شاہ مصر کی مدد سے سلیمان کا مقابلہ کیا اور خوب لڑتا رہا اور اسیطرح الیدع کے بیٹے رزون کو اُبھارا وہ بھی مخالف تخت ہو گیا تیسرا شخص یربعام مخالف کھڑا ہو گیا جو سلیمان کا نوکر تھا (کتاب السلاطین الارباب تخت کے برخلاف ایسے شخصون کا کھڑا ہونا جنہون نے ملک کو تہ و بالا کر دیا ہو گا بیشک تخت پر جسم لیٹے بوجہہ پڑ جانے کا باعث ہے جسم ڈالنا محاورہ ہے اسکے بوجھل اور کمزور ہونے سے تم اناب مگر حضرت سلیمان متنبہ ہوئے خدا کے آگے گریہ وزاری کی خدا نے اسکے دشمنون کو پامال کر دیا اس حادثہ کے بعد سلیمان نے یہہ دعا کی رب اغفرلی کہ میری غفلت کو معاف کر دے وہب لی ملکا لایبغی لاحد من بعدی انک انت الوہاب

وَاذْكُرْ عَبْدَنَا أَيُّوبَ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الشَّيْطَانُ بِنُصْبٍ وَعَذَابٍ ۝ ارْكُضْ بِرِجْلِكَ هَٰذَا مُغْتَسَلٌ بَارِدٌ وَشَرَابٌ ۝

اور ہمارے بندے ایوب کا ذکر کر جب اسنے اپنے رب کو پکارا کہ مجھے شیطان نے چھولیا ہے بیماری اور تکلیف دینے کے لیے (رہنے کو) اپنے پاؤں سے لات مار یہ ٹھنڈا چشمہ ہے نہانے اور پینے کے لیے

وَوَهَبْنَا لَهُ أَهْلَهُ وَمِثْلَهُمْ مَعَهُمْ رَحْمَةً مِنَّا وَذِكْرَىٰ لِأُولِي الْأَلْبَابِ ۝ وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِهِ وَلَا تَحْنَثْ

اور بخشا ہم نے اسکو اسکے گھر والے اور اتنے ہی اور اپنی مہربانی سے اور عقلمندوں کے سمجھنے کے لیے ۔ اور حکم دیا کہ اپنے ہاتھ میں جھاڑو کا مٹھا لیکر مار اور قسم مت جھوٹا ہو

إِنَّا وَجَدْنَاهُ صَابِرًا ۚ نِّعْمَ الْعَبْدُ ۖ إِنَّهُ أَوَّابٌ ۝

ہم نے اسکو صبر کرنیوالا پایا ۔ اچھا بندہ تھا ۔ بہت رجوع کرنیوالا

واذکر جملۃ مستانفۃ بنصب قرأ الجمہور بضم النون وسکون الصاد وفتیل ہو جمع نصب بفتحتین کاسد واسد وقیل لا وقال ابو عبیدۃ ان بنصب بفتحتین التعب الاعیاء وعلی بقیۃ القراءات الشر والبلاء

کہ مجھے ایسی بادشاہت عطا کر کہ میرے بعد جو میرے جانشین ہوں ان سب سے بڑھکر ہو اور ایسا ہوا بھی کہ سلیمان کے بعد پھر کوئی بنی اسرائیل میں سے ایسا بادشاہ نہوا بلکہ سب عبد سلیمانی کو یاد کرتے رہے ۔ چنانچہ کے طور پر نہیں کہا کہ مجھے ایسا دے اور کو ندے بلکہ آپ سمجھ گئے کہ اس قسم کی سلطنت کا میرے بعد کوئی متحمل نہوگا یا یہ معنی کہ میرے بعد اور کوئی پُورپُور تبادل دار نہ کرے یعنے پھر کوئی معارض نہ کھڑا ہو (ابو السعود / امام رازی) اس واقعہ کے متعلق یوں تفسیر کرتے ہیں کہ سلیمان سخت بیمار ہو گئے تھے اور تخت پر گویا اُنکا دھڑ بے جانیکے بٹھایا جاتا تھا اور عرب ضعیف کو کہتے ہیں لحم علی وضم جسم بلا روح یہ انکی آزمایش تھی اور تخت پر جسم ڈالنے کے یہ معنی ہیں ثم اناب اے رجع الی حال الصحۃ کہ پھر تندرست ہو گئے اور تندرست ہو کر سمجھ گئے کہ دنیا سدا کسی کے پاس نہیں رہتی ایک دوسری جگہ جانا ہے اسلیئے مغفرت کی دعا کی اور پھر سلطنت ابدی کی دعا مانگی ملکا لا ینبغی لاحد من بعدی ای ملکا لا یکون ان منتقل عنی الی غیری ۔ کہ وہ سلطنت جو مجھ سے کبھی غیر کی طرف منتقل ہو کر نہ جاوے ۔

اور یہ بھی ممکن ہے کہ الہام کے طور پر آپ کو وہ حوادث جو اُنکے بعد غیروں سے پیش آنے والے تھے بتلائے گئے جیسا کہ یربعام کا انکے بعد ملک کے اکثر حصونپر قابض ہونا اسلئے آپنے دعا کی کہ کسی اور غیر کو میری سلطنت سزاوار نہو وہ ملک عطا کر ۔

فراتا ہے فسخرنا لہ الریح کہ ہمنے درحقیقت اسکو ایسی سلطنت عطا کی جو پھر اسکے بعد اور کو ندے کہ ہوا کو بھی اسکے تابع کر دیا تھا اور شیاطین اسکے حکم کے مسخر تھے کہ یہ انمیں سے کاریگر ہیں مصروف تھے اور کچھ غوطہ لگا کر موتی نکالا کرتی تھی اور باقی قید میں پڑے ہوئے تھے ۔ اضافہ جمع صفد طوق ہذا عطاؤنا سلیمان سے کہدیا تھا یہ ہماری بیحساب نعمت ہے خواہ آپ کسی کو دین یا دنیا میں ہر طرح سے آپ کو مختار کیا گیا اور اسپر موقوف نہیں آخرت میں بھی سلیمان کے لئے ہمارے پاس بلند مرتبہ اور عمدہ ٹھکانہ ہے یعنے جنت جسمانی و روحانی ۔

جو لوگ وجود جن اور خرق عادات کے قائل نہیں وہ ہوا کے مسخر ہونے کے یہ معنے کہتے ہیں کہ سلیمان نے دریا، قلزم کے کنارے پر جو اودوم کی سرزمین ہے جہازوں کی بحربنائی اور حیرام نے اس بحر میں اپنے چاکر طراح جو سمندر کے حال سے آگاہ تھے انکے ساتھ بھیجوائے وہ اوفیر جاکر سونا لاتے تھے جہاز ہوا سے چلا کرتے تھے اور ہوا سلیمان کے ارادے کے موافق جہازوں کو لیکر آتی جاتی تھی ۔ اور شیاطین وجن وہ غیر قومون کے لوگ جو تعمیر وغیرہ کا مومنین لگے ہوئے تھے اور سرکش قید میں پڑے تھے استعارہ کے طور انکی بددینی و سرکشی کی وجہ سے انکو شیاطین وجن سے تعبیر کیا گیا وفیہ ضعف ظاہر ۔

واذکر عبدنا ایوب یہ تیسرا قصہ صبر دلانے کے لئے حضرت ایوب علیہ السلام کا ہے ۔ جب وہ زیادہ بیمار ہوئے تو شیطان نے انکی بیوی سے کہا میں طبیب ہوں اگر ایوب کو شفا ہو جاوے تو کہنا مینے شفا دی (احمد) اسبات کی ایوب اللہ تعالے سے شکایت کرتے ہیں کہ اسنے مجھے دکھ دیا حکم ہوا کہ پاؤں مارا سکے مارنیسے سرچشمہ نمودار ہوا جسمیں نہانے سے وہ تندرست ہو گئے اور انکی مردہ اولاد زندہ ہو گئی اور بھی سپید ہوئے ایوب نے قسم کھائی

وَاذْكُرْ عِبٰدَنَآ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ اُولِي الْاَيْدِيْ وَالْاَبْصَارِ ۝ اِنَّآ اَخْلَصْنٰهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ ۝ وَاِنَّهُمْ

اور ہمارے بندوں ابرہیم اور اسحق اور یعقوب کا ذکر کر جو ہاتھوں والے اور آنکھوں والے تھے ہمنے انکو ممتاز کر لیا تھا عمدہ بات سے وہ آخرت کے گھر کا یاد کرنا ہے اور وہ

عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْاَخْيَارِ ۝ وَاذْكُرْ اِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَذَا الْكِفْلِ ۝ وَكُلٌّ مِّنَ الْاَخْيَارِ ۝ هٰذَا ذِكْرٌ ۝ وَاِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ لَحُسْنَ مَاٰبٍ

ہمارے نزدیک ہرگزیدہ نیک لوگوں میں سے تھے۔ اور یاد کر اسمٰعیل اور الیسع اور ذوالکفل کو اور ہر ایک نیک تھا یہ انکی یادگاری ہے۔ اور البتہ پرہیزگاروں کے لئے عمدہ مقام ہے

جَنّٰتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ ۝ مُتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ وَّشَرَابٍ ۝ وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ اَتْرَابٌ

جنت عدن جسکے دروازے انکے لئے کھلے ہوئے ہونگے وہاں تکیہ لگاکر بیٹھیں گے وہاں بہت سے میوے اور شراب طلب کرینگے۔ اور انکے پاس عورتیں ہونگی نیچی نگاہ والیاں ہم عمر

هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِيَوْمِ الْحِسَابِ ۝ اِنَّ هٰذَا لَرِزْقُنَا مَا لَهٗ مِنْ نَّفَادٍ ۝ هٰذَا

یہ وہ ہے جسکا تمسے وعدہ کیا گیا تھا حساب کے دن کے لئے یہ ہماری روزی ہے جو کبھی کم نہ ہوگی۔ یہ بات ہے

کہ تندرست ہو کر اس بیوی کو سو کوڑے مارو انکار کے لئے اسنے شیطان کی بات سنی خدا نے حکم دیا کہ تو قسم میں سچی جھوٹا نہ ہو اور عورت بھی بیمار ہے تیری خدمت گزار ہے جہاڑو لے کر جسمیں سو تیلیاں ہوں وہ مار دے قسم پوری ہو جاویگی خدا تعالیٰ ایوب کے صبر کی تعریف کرتا ہے اور انکی مدح کرتا ہے کہ بڑے صابر تھے

واذکر عبادنا ابراہیم و اسحاق و یعقوب جمہور نے عباد نا جمع کے صیغہ سے پڑھا ہے تب ابراہیم و اسحاق و یعقوب عطف بیان ہونگا اور بعض نے مفرد کا صیغہ پڑھا ہے تب ابراہیم عطف بیان اور اسحاق کا عبدنا پر عطف ہوگا نہ ابراہیم پر۔ یہ ان تین بزرگوار انبیاء اولوالعزم کا ذکر کرتا ہے کہ وہ بڑی قوت والے تھے عبادت و نصیحت کے لئے انکے دل بڑے قوی تھے اور بڑے بینائی والے تھے ہر بات سے عمدہ نتائج نکالتے تھے آیات الٰہی میں غور و فکر کرتے تھے علمی اور عملی دونوں قوتیں انکو حاصل تھیں انا اخلصنٰھم بخالصۃ ہمنے انکو خالصہ یعنی اخلاص کے لیے خاص کر لیا تھا ر علے انہا مصدر بمعنی الاخلاص فیکون ذکری منصوبا بہ او بخالصۃ بمعنے الخلوص فیکون ذکری مرفوعا بہ) یا یہ معنے کہ انکو خالصہ خاص بات کے لئے مخصوص کیا تھا ر علے انہا اسم فاعل علی بابہ و ذکری مصدر الدار مفعول بہ او ظرف علے الاتساع او علی اسقاط الخافض۔ ذکری الدار بدل من خالصۃ) وہ خاص بات کیا ہے یہ کہ وہ دار آخرت کو یاد رکھتے ہے دنیا پر انکی نظر نہ تھی۔ وانہم عندنا لمن المصطفین الاخیار اور وہ ہمارے نزدیک برگزیدہ اور نیک تھے

باایں ہمہ انپر قوم سے کیا کیا تکلیفیں پڑیں اور انہوں نے صبر کیا دل میں تنگی پیدا نہوئی۔ اس جملے سے ثابت ہوا کہ حضرات انبیاء معصوم تھے پس وہ جو یہود نے انکی طرف منسوب ہیں محض جھوٹ ہیں واذکر اسمٰعیل والیسع وذا الکفل یہاں تین اور بزرگوار انبیاء کا ذکر کرتا ہے اول حضرت اسمٰعیل دوسرے الیسع جن کا ذکر ابھی ہو چکا ہے تیسرے ذی الکفل ان کا بھی سورہ انبیاء میں ذکر ہو چکا ہے۔

کفار مکہ نے انکار حشر میں ربنا عجل لنا قطنا تمسخر کے طور پر کہا تھا اسکے بعد خدا تعالیٰ نے چند انبیاء اولوالعزم کا ذکر کیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو انکے صبر کا حال سنکر تسلی ہو اور یہ بھی معلوم ہو کہ یہ لوگ دار آخرت کے مستحق اور شائق تھے اور باوجود عقل و علم و ثروت کے وہ دار آخرت کے نہایت طالب رہے پھر وہ کوئی احمق نہ تھے یا بیوقوف نہ تھے جو دار آخرت نہ ہو اور وہ اسکا فرضی شوق پیدا کر کے اسکے لئے دنیا میں بیشمار مصائب اٹھاویں نہیں دار آخرت برحق ہے گویا یہ دلیل نقلی تھی اسکے بعد وان للمتقین سے یکسر من نفاد تک صاف صاف دار آخرت اور وہاں کی نعمتوں کا ذکر کرتا ہے۔ اور ذکر کو تمام کرنے کے لئے عرب میں ھذا کہدیا کرتے ہیں۔

وَاِنَّ لِلطّٰغِيْنَ لَشَرَّ مَاٰبٍ ۝ جَهَنَّمَ يَصْلَوْنَهَا فَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ هٰذَا فَلْيَذُوْقُوْهُ حَمِيْمٌ وَّغَسَّاقٌ ۝ وَّاٰخَرُ مِنْ شَكْلِهٖٓ اَزْوَاجٌ ۝

اور سرکشوں کا برا ٹھکانا ہے جہنم کہ جسمیں وہ گرینگے پھر کیا برا ٹھکانا ہے۔ یہ ہے پھر وہ اُسکو چکھیں جو کہوں ہوا پانی اور پیپ اور اس شکل کی دوطرح طرح کی چیزیں ہونگی

هٰذَا فَوْجٌ مُّقْتَحِمٌ مَّعَكُمْ ۚ لَا مَرْحَبًا بِهِمْ ۚ اِنَّهُمْ صَالُوا النَّارِ ۝ قَالُوْا بَلْ اَنْتُمْ ۚ لَا مَرْحَبًا بِكُمْ ۚ اَنْتُمْ قَدَّمْتُمُوْهُ لَنَا ۚ

(اسنے کہیگے) یہ ایک گروہ تمہارے ساتھ جہنم میں گھس رہا ہے (کہینگے) خوشوقتی نہ ہو انکو وہ آگ میں پڑنیوالے ہیں۔ وہ کہینگے بلکہ تمہیں کو خوشوقتی نہ ہو تمہیں تو ہمارے آگے اس بلا کو لائے ہو

فَبِئْسَ الْقَرَارُ ۝ قَالُوْا رَبَّنَا مَنْ قَدَّمَ لَنَا هٰذَا فَزِدْهُ عَذَابًا ضِعْفًا فِي النَّارِ ۝ وَقَالُوْا مَا لَنَا لَا نَرٰى رِجَالًا كُنَّا نَعُدُّهُمْ مِّنَ الْاَشْرَارِ ۝

پھر برا ٹھکانا ہے۔ وہ کہینگے اے ہمارے رب جو اسکو ہمارے آگے لایا سو اُسکو آگ میں دوگنا عذاب دے اور کہینگے ہمکو کیا ہوا جو ہمکو وہ لوگ نظر نہیں آتے کہ جنکو ہم بُرے لوگوں میں گنا کرتے تھے

اَتَّخَذْنٰهُمْ سِخْرِيًّا اَمْ زَاغَتْ عَنْهُمُ الْاَبْصَارُ ۝ اِنَّ ذٰلِكَ لَحَقٌّ تَخَاصُمُ اَهْلِ النَّارِ ۝

ع ۲ ۱۳

اسنے ہم ہنسی کیا کرتے تھے کیا وہ نہیں ہیں یا اسنے آنکھیں چوگئیں بیشک دوزخیوں کا یہہ باہم جھگڑنا برحق ہے

جہنم بدل من شر ویصلونہا حال والعامل الاستقرار فی قولہ للطاغین ہذا مبتدأ وفے الخبر وجہان احدہما فلیذوقوہ وفیہ مافیہ والثانی فی عذاب وقیل تمیم وآخر علے الجمع فہو مبتدأ ومن شکلہ نعت ازواج خبرہ وعلے الافراد ہو معطوف علے جہنم +

تفسیر

جبکہ فرمانبرداروں کا ثواب ذکر کیا تو نافرمانوں کا عذاب بھی ذکر کیا تاکہ ترغیب کے بعد ترہیب اور وعدہ کے بعد وعید مذکور ہو کر اسالجزاء کا پورا بیان ہو جاوے۔ یہان دوزخیوں کے حق مین چند باتین بیان فرمائین (۱) وان للطاغین الخ کہ سرکشون کے لیے بُرا ٹھکانہ ہے یعنی جہنم کہ جسمین وہ داخل ہونگے جو بہت ہی بری جگہ ہے۔ دوزخ کی زمین کو بچھونے کے ساتھ تشبیہ دیکر مہاد فرمایا کہ وہ آگ کے بستر پر پڑینگے۔ دنیا کی سرکشی اور شہوات آگ ہو کر سامنے آوینگے (۲) ہذا فلیذوقوہ الخ حمیم گرم کہولتا ہوا پانی غساق بالتشدید والتخفیف۔ یقال غسقت العین اذا سال دمعہا۔ ابن عمر کہتے ہین یہہ دوزخیون کی زخمونکی پیپ ہوگی جو گرم پانی کے ساتھ دوزخیون کی غذا ہوگی جیسا کہ مکان تہا ویسی ہی غذا (۳) وآخر من شکلہ ازواج جمہور نے آخر کو مفرد کا صیغہ پڑھا ہے اور بعض نے اُسکو اخری کی جمع سمجھکر اُخرون بضم ہمزہ پڑہا ہے یعنی اقسام کے یا ان اقسام کے اُنکو اور بہی چیزین پینگی جنکے کہانے پینے مین سخت تکلیف ہوگی بدمزہ بدبو بدتاثر سب کچھہ ہوگا یہانتک تو انکے مکان اور کھانے پینے کا ذکر تہا اب انکے دنیاوی رفیقون کی کیفیت بیان فرماتا ہے (۴) ہذا فوج مقتحم معکم ملائکہ دوزخ کے لوگون سے کہین گے جو دنیا مین تمہارے سردار اور پیشوا تھے کہ تمہین اکیلے نہین تمہارے ساتھ یہہ تمہاری فوج بہی داخل ہو رہی ہے۔ الاقتحام دراگندن بسختی وہکا پیل ہو کر آنا۔ یہہ سنکر وہ کہین گے لا مرحبا بہم انکو خوشوقتی نصیب نہو یعنے یہہ سردار اپنے متبعین کے لئے ناخوش ہو کر یہہ بددعا کا کلمہ کہین گے محاورۂ عرب مین یہہ کہنا ہے جسطرح ہمارے محاورہ مین کہتے ہین خدا کی مار۔ اور اچھے اور خوشی کے موقع پر مرحبا کہتے ہین بُرے موقع پر لا مرحبا کہتے ہین انہم صالوا النار یہہ کیفیت بہی آگ مین آرہے ہین۔ ان سردارونکی یہہ دلخراش بات سنکر انکے پیرو جواب مین کہین گے بل انتم لا مرحبا بکم الخ کہ تمہین پر خدا کی مار ہو تمہین نے تو ہمکو اس بُری جگہ پہونچایا دنیا مین بُری باتین الحاد و کفر کی تعلیم کرتے تہے اسکے بعد خدا تعالے سے التجا کرکے کہین گے من قدم لنا کہ خدایا جسنے ہمکو یہان پہونچایا اُسکو دوچند عذاب دے ایک اسکے گمراہ کرنے کا ایک خود اسکی گمراہی کا۔

(۵) وقالوا مالنا لا نری رجالا یہہ ایک اور بڑی حسرت کی بات ہوگی کہ جن غریب مسلمانون سے یہ متکبر مستہزی کیا کرتے اور اُنکو احمق اور اوربد راہ کہتے تہے انکو اپنے ساتھ جہنم مین نہ دیکہین گے تو آپسمین کہین گے وہ کہان ہین جو ہمکو نظر نہین آتے وہ جنت مین ہونگے۔ انکو کیون نظر آنے لگے تب اور بہی رنج ہوگا یہہ روحانی جہنم ہے۔ اسکے بعد اللہ تعالے فرماتا ہے ان ذلک الخ کہ جہنم مین ان کا باہم جھگڑنا برحق ہے قطعاً ہوگا۔

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا مُنْذِرٌ ۖ وَّمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ

کہہ مین جو ہون تو ایک ڈرسنانیوالا ہون - اور کوئی معبود نہین سوا اسکے جو اکیلا قوت والا ہے رب ہے آسمانون اور زمین اور اُنکے اندر کی چیزون کا زبردست ہے بخشنے والا

قُلْ هُوَ نَبَؤٌا عَظِيْمٌ ۝ اَنْتُمْ عَنْهُ مُعْرِضُوْنَ ۝ مَا كَانَ لِيَ مِنْ عِلْمٍ بِالْمَلَاِ الْاَعْلٰٓى اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ۝ اِنْ يُّوْحٰٓى

کہہ یہ ایک بڑی خبر ہے تم اس سے مُنہ پھیر رہے ہو مجھے ملاء اعلےٰ کی کوئی خبر نہ تھی جبکہ وہ باہم سوال و جواب کرتے تھے مجھے تو یہی

اِلَيَّ اِلَّآ اَنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝

وحی کیا گیا ہے کہ مین جو ہون تو ایک کھولکر ڈرسنانیوالا ہون

انما قرا الجمہور بفتح ہمزۃ انما علی انہا وما فی حیزہا فی محل رفع لقیامہا مقام الفاعل ای ما یوحی الی الا انذار والا کونی نذیر امبینا وقرا ابو جعفر بکسر الہمزۃ لان فی الوحی معنی القول اھ منہ

اسپیچا نسے پھر اصل مطلب کی طرف رجوع کرتا ہے کلام کا دوسرا اسلوب بدل کر- اول سورہ مین تین باتون کا اثبات شروع کیا تہا اور انمین کی تائید مین انبیا علیہم السلام کے مختصر تذکرے آگئے تھے اسکے بعد دار آخرت کی کچھ کیفیت بیان کردی تہی کہ نیکون کے لے وہان یہہ ہے اور بدونکے لئے یہہ تاکہ نفوس بشریہ مین اثر پیدا ہو- اور وہ تین باتین یہہ ہین توحید- رسالت حشر اسلئے فرماتا ہے قل انما انا منذر اسنے کہدے کہ مین تو صرف خبردار کردینے والا ہون آگے تمکو اختیار ہے جیسا کروگے ویسا بدلہ پاوگے انمین اثبات نبوت ہے اور اسکے ضمن مین حشر کا بہی ثبوت ہے کہ جسدن کے لئے مین تمھین خبردار کررہا ہون وہ سر پر آنے والا ہے رہی توحید اسکے لیے فرماتا ہے وما من الہ الا اللہ الواحد القہار کہ اس ایک اللہ کے سوا جو اکیلا اور زبردست ہے اور کوئی معبود نہین ہے وہی جو چاہتا ہے کرتا ہے ہر ایک اسکے حکم وقدرت کے آگے سرنگون ہے پھر جب یہ ہے تو اور کوئی خدا ہی نہین اور یہی دلیل ہے اسکے واحد ہونے پر اور نہ صرف وہ واحد قہار ہے بلکہ رب السموات والارض وما بینہما جو کچھ آسمانون اور زمین مین ہے اور خود آسمانون اور زمین کا وہ رب ہے پرورش کرنیوالا بہی ہے موجودات مین سے کوئی چیز ایسی نہین جو اسکی ہر وقت دست نگر نہو- انمین اسطرف بہی اشارہ ہے کہ اور کوئی خالق نہین نہ کوئی مربی وحاجت روا ہے کہ خدا تعالی زبردستی سے اسکے ملک پر قبضہ کربیٹہا ہو بلکہ وہی مالک وخالق اور پرورش کرنے والا ہے اسیکی شان قہر وجبروت ہے اسیکی صفت ربوبیت ہے کہ سامع کو ہوبہو اس کی طرف رغبت پیدا ہو-

برخلاف ہنود وغیرہ ادیان باطلہ کے اُنہون نے ان صفات کا ایک ذات مین مجتمع ہونا محال خیال کرکے تین شخص جدا جدا بنائے برہما پیدا کرنے والا وشن پرورش کرنیوالا مہادیو قہار- یہ عام ہنود کا خیال ہے خاص خاص فرقے کا نہو نہو- عیسائیون نے بہی تین اقنوم گہڑکر ایک خدا بنایا ہے اب آبن روح القدس- بلکہ وہی عزیز اور غفار ہے- ستر برس بہی کوئی نافرمانی کرکے رجوع کرے تو وہ بخشدے-

اسکے بعد پہر دوسرے طرح سے کلام شروع کرتا ہے قل ہو نبا عظیم انتم عنہ معرضون اسنے کہدے کہ یہہ کوئی ہلکی اور ذرا سی بات نہین ہے بلکہ بڑی بہاری بات غور طلب ہے جسکے یعنے نبوت وتوحید وحشر کی خبر اور تم اسسے انکار کرتے ہو کچھ یہی فکر وتامل نہین کرتے تقلید آبائی مین لکیر کے فقیر بنے ہوئے انکار ذکر کرتے ہو ما کان لی من علم الخ اب بتاتا ہے کہ یہ بڑی خبر مینے تمکو آپسے بنا کر نہین دی ہے بلکہ مجہے وحی نے خبر دینے پر مجبور کیا ہے کیسلئے کہ جب ملاء اعلی یعنی عالم بالا کے ملائکہ مین جو کچھ انسان کے پیدا ہونے کی بابت اور اسکے اسباب سعادت وشقاوت کی بابت خصوصًا وہ نبا مین نبی آخرزمان بہیجنے کی بابت جو کچھ گفتگو ہوئی تہی یا آیندہ امور پر ہونی ہے اسکی مجہے کیا خبر ہے البتہ مجہے وہان سے وحی ہوتی ہے کہ مین لوگون کو کہدون کہ مین خبردار کرنیوالا نبی ہون-

یہ مخصوصون کے پہنسی نہین کہ عالم بالا کے لوگ یعنی ملائکہ مقربین آپسمین جہگڑا کرتے ہین تو تو مین مین ہوا کرتی ہے جیسا کہ بعض مفسرین سمجہ گئے بلکہ باہمی گفتگو اور اسکے اسرار واسباب کے متعلق اور متنفذ احکام کی بابت گفتگو امر الہی کے موافق- ہمارے لیے پہلے وہان گفتگو ہو لیتی ہے تب وہ بات دنیا مین ظہور کرتی ہے چنانچہ ترمذی وطبرانی وعبد الرزاق وحاکم وغیرہ نے حدیث بیان کی ہے کہ آنحضرت صلعم فرشتہ مین شب کو خواب مین اسنے مجہسے پوچہا کہ اعلی کس بات مین گفتگو کررہے ہین مجہے معلوم ہوگیا تو عرض کیا کفارات مین یعنی ان باتون مین کہ ترک سے بندونکے گناہ مٹ جاوین وہ جماعت کے لیے آنا جانا نماز پنجگانہ پاپیادہ کا

إِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَٰٓئِكَةِ إِنِّي خَٰلِقٌۢ بَشَرًا مِّن طِينٍ ۝ فَإِذَا سَوَّيْتُهُۥ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِن رُّوحِي فَقَعُوا۟ لَهُۥ سَٰجِدِينَ ۝
جبکہ تیرے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں ایک انسان مٹی سے پیدا کرنیوالا ہوں پھر جب میں اسکو پورے طور سے بنا چکوں اور اسمیں اپنی روح پھونکدوں تو اسکے سجدہ میں گر پڑنا

فَسَجَدَ ٱلْمَلَٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُونَ ۝ إِلَّآ إِبْلِيسَ ٱسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ ٱلْكَٰفِرِينَ ۝ قَالَ يَٰٓإِبْلِيسُ مَا مَنَعَكَ أَن
پھر سب کے سب فرشتوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے نکیا غور کیا اور منکروں میں سے تھا فرمایا اے ابلیس تجھکو کسنے منع کیا اسکے

تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَىَّ ۖ أَسْتَكْبَرْتَ أَمْ كُنتَ مِنَ ٱلْعَالِينَ ۝ قَالَ أَنَا۠ خَيْرٌ مِّنْهُ ۖ خَلَقْتَنِى مِن نَّارٍ وَخَلَقْتَهُۥ مِن طِينٍ ۝
سجدہ کرنے سے کہ جسکو میںنے اپنے ہاتھوں سے بنایا۔ کیا تو نے غرور کیا یا تو بلند مرتبہ تھا۔ اسنے عرض کیا میں اسسے بہتر ہوں مجھکو تو نے آگ سے بنایا اور اسکو مٹی سے بنایا

قَالَ فَٱخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ ۝ وَإِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِىٓ إِلَىٰ يَوْمِ ٱلدِّينِ ۝ قَالَ رَبِّ فَأَنظِرْنِىٓ إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ ۝
فرمایا پھر تو یہاں سے نکل جا کیونکہ تو راندہ گیا۔ اور تجھ پر میری لعنت ہے روز جزا تک اسنے عرض کیا کہ اے رب پھر مجھے مہلت دے مردے اٹھنے کے دن تک

قَالَ فَإِنَّكَ مِنَ ٱلْمُنظَرِينَ ۝ إِلَىٰ يَوْمِ ٱلْوَقْتِ ٱلْمَعْلُومِ ۝ قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ۝ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ ٱلْمُخْلَصِينَ ۝
فرمایا پس تجھکو مہلت ہے وقت معین کے دن تک۔ عرض کیا تیری عزت کی قسم میں ان سب کو گمراہ کر دونگا مگر ان میں سے تیرے خالص بندے

قَالَ فَٱلْحَقُّ وَٱلْحَقَّ أَقُولُ ۝ لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنكَ وَمِمَّن تَبِعَكَ مِنْهُمْ أَجْمَعِينَ ۝
فرمایا حق بات یہ ہے اور میں حق بات ہی کہا کرتا ہوں کہ میں تجھ سے اور انمیں سے تیرے جو تیرے تابع ہونگے جہنم بھر دونگا سب سے

فقعوا امر من وقیع الا ابلیس استثناء متصل علی تقدیر انه کان متصفا بصفات الملائکة فغلبوا علیه، منقطع لما مصدریة او موصولة بحذف الجار لما التشدید مع فتح اللام استکبرت استفهام توبیخ وانکار ام کنت ام متصلة لما ترکت اسجد لاستکبارک الحادث ام لاستکبارک القدیم. فالحق والحق قرء الجمهور بنصب الحق فی الموضعین علی انه مقسم به بحذف حرف الجر وقرء بنصبهما

تفسیر

اب اجگلہ ملاء اعلےٰ کے ملائکہ کی وہ گفتگو بیان فرماتا ہے جو آدم کے پیدا ہونیسے پیشتر کی تھی۔ اسس ذکر سے یہاں یہہ چند باتیں بتلانی مقصود ہیں (۱) یہہ کہ آدم کو بسنے زمین کا خلیفہ بنانے کے لئے فرشتوں سے کہا انہوں نے آدم کی سرشت کو دیکھکر یہہ کہا کہ اسکے بنانے میں ہمزاسکے کہ دنیا میں فساد پھلا دیگا اور کیا حکمت ہے ؟ مگر اللہ تعالی کو وہ حکمت معلوم تھی اسکو بتایا۔ اسس سے بنی آدم کو شرم دلائی جاتی ہے کہ تم نیکی اختیار کرو تاکہ ملاء اعلےٰ کا تیسرا اعتراض صحیح نہو (۲) یہہ کہ ملائکہ نے باوجود اسس کہنے کے پھر بھی حکم الہی کو مانا آدم کو سجدہ کرنے پر آمادہ ہوگئے مگر تمرد و سرکشی سے ابلیس نے نہ مانا راندۂ درگاہ ہوا اسمیں بھی بنی آدم کو غیرت دلائی جاتی ہے کہ تم کس باپ کے بیٹے ہو کہ جس کو فرشتوں نے بھی سجدہ کیا مگر پھر بھی تم ہمارے احسان کو نہیں مانتے سرکشی کرتے ہو کیسے ناخلف ہو (۳) جو کوئی منشاء الہی و حکم آسمانی کے برخلاف کرتا ہے وہ خود رسوا ہوتا ہے مگر آسمانی حکم جاری ہو کر رہتا ہے جیسا کہ شیطان نے خلاف کیا راندہ درگاہ ہوا اسمیں اشارہ ہے کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کرکے دنیا میں توحید و مکارم اخلاق شائع کرنا منشاء الہی ہے جو کوئی سرتابی کریگا آپ رسوا ہوگا اسکا حسد و تکبر شیطان کے طرح خود اسی کو برباد کریگا

(۴) شیطان بنی آدم کا دشمن ہے اور اسنے اسنکے برباد کرنے پر بیڑا اٹھایا ہے مگر بنی آدم کے حال پر افسوس ہے کہ پھر اسی دشمن کے کہنے پر چلتے ہیں۔

ع

قُلْ مَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعْدَ حِيْنٍ ۝

کہہ مین اسپر تمکو ضرور ی نہین مانگتا اور نہ مین جھوٹ بنانے والا ہون - یہ قرآن جو ہے تو تمام جہان کے لئے نصیحت ہے - اور یہ کلام تمکو تھوڑے زمانہ کے بعد معلوم ہو جاوے گا -

یہ قصہ سورۂ بقر مین کمال توضیح کے ساتھ بیان ہو چکا ہے اُن اسباث کا اعادہ بیکار ہے - اس جگہ صرف بعض الفاظ کی تفسیر کی جاتی ہے - وکان من الکافرین اور وہ علم الٰہی مین کافر ٹہر چکا تھا یعنی ہم جانتے تھے کہ یہ انکار کریگا - خلقت بیدی خدا تعالیٰ ہاتھ پاؤن اعضا رہبدن سے پاک ہے - بیدی سے مراد قدرت کاملہ ہے یعنی بغیر ماں باپ کے قدرت کاملہ سے اُسکو بنایا اور اُسکے بنانے کو اپنی طرف تعظیم کے لئے مضاف کیا جیسا کہ رومی کو کما قال من روحی اور جیسا کہ ناقۃ اللہ و مساجد اللہ و بیت اللہ و روح اللہ - شیطان نے بہانے معذرت کے یہ کہا خلقتنی من نار و خلقتہ من طین کہ مجھے آپ نے آگ سے بنایا جو جوہر نورانی ہے شیطان کا غالب مادہ یہی ہے اور آدم کو گارے سے بنایا جو ظلمانی چیز ہے شیطان نے اپنی ذات پر فخر کیا تکبر کیا وہان سے عتاب ہوا فاخرج منہا جنت یا زمرہ ملائکہ سے نکل تجھپر پھٹکار ہے اور تجھپر قیامت تک میری لعنت ہے دنیا مین ہمیشہ لعنت پڑیگی آخرت مین عذاب ہوگا - قال رب فانظرنی الی یوم یبعثون عرض کیا کہ اُسدن تک کہ لوگ مر کر حساب کے لئے زندہ ہون مجھے مہلت دے غرض یہ تھی کہ پھر تو موت ہے ہی نہین موت سے بچ جاونگا اور خوب گمراہ بھی کرون گا خدا تعالیٰ پر کوئی بات مخفی نہین فرمایا الی یوم وقت المعلوم کہ وقت معلوم کے دن تک تجھے مہلت ہی یعنی نفخ صور تک - پھر شیطان نے بڑے دعوی سے کہا تیری عزت کی قسم مین سب کو گمراہ کرونگا مگر تیرے خاص بندے مجھ سے گمراہ نہون گے یعنی ایماندار نیک کردار - اللہ تعالیٰ نے فرمایا فالحق والحق اقول کہ یہ حق بات ہے اور مین حق بات ہی کہا کرتا ہون کہ تجھ سے اور جو تیرا کہا مانے گا اُن سے جہنم بھر دون گا مجھے کیا پروا ہے ؟

اس مین نبی آدم کو سنایا جاتا ہے کہ تمھارے دشمن نے تمھارے بہکانے کی قسم کھالی ہے اور مین جہنم کا وعدہ کر چکا ہون خبردار ہو شیطان کے کہنے مین نہ آنا نبیون کے کہے پر چلنا - شیطان کا پیدا کرنا اور اُس کو مہلت دینا بندے کے اختیارات کی آزمایش کے لئے ہے -

شیطان ایک قسم کا جن ہے اور اُس کی ذریات بھی بہت ہے وہ کبھی متشکل ہو کر بھی بہکانے آتا ہے اور ملہم کر کے دکھاتا ہے اور نبی آدم مین سے بھی بہت سے اُسکے جانشین اور چیلے چانٹے ہین وہ بھی بہکاتے ہین اور ہر رنگ مین آتے ہین فقیرون مین مولویون مین رندون مین عورتون مین شہوات مین غصے مین - اور بیشتر تو یہ انسان کے دل مین وسوسہ ڈالا کرتا ہے اور قوت بہیملہ سکا بدن انسانی مین گھوڑا ہے غصہ اور شہوات کوڑا ہے -

اس تذکرے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتا ہے کہ قل ما اسئلکم علیہ من اجر کہ کاروبار نبوت پر مین تم سے کوئی اجرت نہین مانگتا ہون لیتے اس مین میری کوئی ذاتی غرض نہین ہے پھر تمکو کیون بدگمانی ہے وما انا من المتکلفین اور نہ مین تصنع اور بناوٹ کرنے والا ہون کہ تمکو جھوٹھ کا شبہ ہو - ہر بات مین بناوٹ اور تکلف و تصنع ممنوع ہے -

ان ہو الا ذکر للعالمین یہ قرآن صرف جہان کے سمجھانے اور بھلائی کے لئے ہے ولتعلمن نباہ بعد حین اور اُس کی صداقت تمکو موت کے بعد معلوم ہو جاویگی -

سورۃ زمر مکیہ رکوعہا سبعۃ و آیاتہا اثنتان و ثمانون رکوع ۴ ہیں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تَنْزِیْلُ الْکِتٰبِ مِنَ اللّٰہِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ ۝ اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَیْکَ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللّٰہَ مُخْلِصًا لَّہُ الدِّیْنَ ۝

اس کتاب کا نازل کرنا اللہ زبردست حکمت والے کی طرف سے ہوا ہے - مجھے بھی ہے تیری طرف کتاب برحق پس تو اللہ کی عبادت کر خاص اسی کی طرف جھک کر -

اَلَا لِلّٰہِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِہٖٓ اَوْلِیَآءَ مَا نَعْبُدُہُمْ اِلَّا لِیُقَرِّبُوْنَآ اِلَی اللّٰہِ زُلْفٰٓی اِنَّ اللّٰہَ

دیکھو اللہ ہی کے واسطے ہے خاص عبادت اور جنہوں نے کہ اللہ کے سوا اور حمایتی بنا رکھے ہیں - (کہتے ہیں) ہم تو اسی لئے عبادت کرتے ہیں کہ یہ ہمکو اللہ کے پاس تر تر پہنچا دیں بیشک اللہ

یَحْکُمُ بَیْنَہُمْ فِیْ مَا ہُمْ فِیْہِ یَخْتَلِفُوْنَ ۝ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَہْدِیْ مَنْ ہُوَ کٰذِبٌ کَفَّارٌ ۝

ان میں فیصلہ کر دیگا جس بات میں کہ وہ اختلاف کر رہے ہیں - بلاشک اللہ رہنمائی نہیں کرتا اسکو جو جھوٹا ناشکرا ہو -

قال الفراء والزجاج تنزیل مبتدء من اللہ خبرہ الدین منصوب بمخلص ومخلصا حال الذین اتخذوا مبتدء خبرہ محذوف ای یقولون ان نفی مصدرا وحال موکدۃ وابجملۃ ما نعبدہم فی محل النصب بتقدیر یقولون

تفسیر

حسن وعکرمہ وجابر بن زید وغیرہم کہتے ہیں یہ سورہ مکہ میں نازل ہوئی ہے مگر بعض کہتے ہیں کہ قل یا عبادی تین آیتیں مدینہ میں نازل ہوئی ہیں وحشی قاتل حمزہ رضی اللہ عنہ کی شان میں لیکن یہ قول معتبر نہیں کیونکہ بخاری و مسلم نے ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ مشرک لوگوں نے حضرت محمد صلعم سے اگر عرض کیا کہ جسنے زنا و قتل کیا ہے اب اسکی کیا صورت ہوگی اسپر تب یہ آیت نازل ہوئی - اس سے ثابت ہوا کہ مکہ میں نازل ہوئی اور مدینہ میں وحشی کا قصہ پیش آیا اسپر یہ آیت نازل شدہ پڑھی گئی جس سے راوی نے نازل ہونا سمجھ لیا -

ان آیات میں خدا تعالیٰ دو باتوں کا اثبات کرتا ہے اول قرآن مجید کا کلام الٰہی اور منزل من اللہ ہونا سو اسکو سب سے اول تنزیل الکتاب الخ میں بیان فرماتا ہے کہ یہ قرآن محمد نے از خود نہیں بنا لیا ہے بلکہ یہ اللہ کی طرف سے نازل ہوا ہے اور اللہ کی یہ دو صفت ہیں ایک یہ کہ وہ عزیز یعنی زبردست و قادر ہے اپنا فرمان اپنے بندوں کے پاس محمد کی معرفت بھیجتا ہے اُس کو تمہارے انکار و اصرار کی کچھ پروا نہیں اُس کی دنیا میں ضرور اشاعت ہوگی کسی کے بند کرنے سے بند نہ ہوگی (اسمیں تہدید شاہانہ ہے) دوسرے یہ کہ وہ حکیم ہے قرآن مجید میں سراسر حکمت ہے اگر غور و نظر ہو تو دیکھ لو اسمیں تمہارا فائدہ ہے - (اسمیں طرز حکیمانہ ہے)

پھر اسی بات کو دوسرے پہلو سے بیان فرمایا ہے انا انزلنا الیک الکتاب باعتبار کہ ہمنے اے محمد تیری طرف قرآن کو سچائی کیساتھ نازل کیا ہے اس میں جو کچھ ہے حق اور مطابق واقع کے ہے پھر جب یہ ہے تو پہلا حکم یہ ہے اعبد اللہ مخلصا الدین کہ خاص اللہ کی عبادت کر دین کے معنی طاعت و عبادت کے ہیں سو کہ نہ اسمیں شرک ہو نہ ریاکاری یا کوئی دنیاوی غرض - قتادہ کہتے ہیں دین خالص کلمہ شہادت ہے یہ وہ دوسری بات ہے جسکا اثبات ان آیات میں مقصود ہے - فرماتا ہے کہ خالص اللہ کی عبادت کا مستحق بھی اللہ ہی ہے - مگر جو مشرک ہیں اور اللہ کے سوا انہوں نے اور بھی معبود بنا رکھے ہیں وہ یہ کہتے ہیں ما نعبدہم الا کہ ہم انکی عبادت اس لئے کرتے ہیں کہ یہ اللہ کے نزدیک ہمارا مرتبہ پیدا کر دینگے یعنی انکو وسیلہ حاجات سمجھتے ہیں اسباب کو رد کرتا ہے ان اللہ کہ اسکا قیامت کے دن وہ فیصلہ کر دیگا یعنی اُن کا یہ کہنا غلط ہے اور ایسے عذرات کرنے والوں کو جو ازلی بدبخت ہوتے ہیں اللہ سیدھا راستہ نصیب نہیں کرتا وہ عمر بھر اسی گمراہی میں بھٹکتے رہتے ہیں -

لَوْ اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا لَّاصْطَفٰى مِمَّا يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۙ سُبْحٰنَهٗ ۭ هُوَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

اگر اللہ بیٹا بنانا چاہتا تو اپنی مخلوقات مین سے جسکو چاہتا برگزیدہ کر لیتا وہ پاک ہے - وہی ہے اللہ ایک زبردست - اسنے آسمانون

وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۚ يُكَوِّرُ الَّيْلَ عَلَي النَّهَارِ وَيُكَوِّرُ النَّهَارَ عَلَي الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۭ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ اَلَا

اور زمین کو درستی سے بنایا - رات کو دن پر لپیٹ لیتا ہے اور دن کو رات پر لپیٹتا ہے اور آفتاب اور چاند کو محکوم کر دیا - ہر ایک اپنے اندازہ سے چلتا ہے خبردار

هُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ ۝ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ الْاَنْعَامِ ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ۭ يَخْلُقُكُمْ فِيْ

وہی ہے زبردست معاف کرنے والا - تمکو ایک شخص سے پیدا کیا پھر اسی سے اسکا جوڑا بنایا اور چارپایون مین سے تمھارے لئے آٹھ جوڑے اتارے - وہ تمکو تمھاری

بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ خَلْقًا مِّنْۢ بَعْدِ خَلْقٍ فِيْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ ۭ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ۝

ماؤن کے پیٹون مین بناتا ہے ایک طرح کے بعد دوسری طرح بناتا ہے تین اندھیریون مین یہ تمھارا رب تمھارا پروردگار کرنیوالا ہے اسکے لئے بادشاہی ہے - اسکے سوا کوئی معبود نہین پھر کہان پھیرے جاتے ہو

ان تینون مفعول اَرَادَ لاصطفے جواب الشرط مَا یَشَآءُ مفعول لاصطفے مَا یَخلق - سبحانہ جملہ معترضہ باطق حال سن فاعل خلق -

تفسیر

لو اراد اللہ ان آیات مین خدا تعالے اُس زلفی کا رد کرتا ہے - کفار و مشرکین جو غیر اللہ کو پوجتے تھے تو اُن کو وسیلہ جانتے تھے اور وجہ وسیلہ ہونے کی یہہ کہتے تھے کہ یہہ ہمارے معبود خدا کے بیٹے ہین اور باپ بیٹے مین بڑا رابطہ ہوتا ہے بیٹا باپ سے کہہ کر ہماری حاجتین ادا کروا دیتا ہے - مکہ کے مشرک فرشتون کو پوجتے اور اُنکو اللہ کی بیٹیان کہتے تھے اسی طرح جنون کو بھی اور روم کے کیتولک عیسائی بلکہ آجکل کے پراٹسٹنٹ بھی حضرت عیسی مسیح علیہ و علے نبینا الصلوۃ والسلام کو خدا تعالے کا بیٹا کہتے ہین علی ہذا القیاس بہت سی قومون نے اللہ کے بیٹے اور بیٹیان بنا رکھی تھین یونانی ستارون زہرہ و مشتری کو ایک دوسرے کا خاوند اور بیوی اور اولاد بناتے بناتے خدا تعالے سے نسب نامہ ملا دیتے تھے ہنود مین بھی اس کے قریب قریب خیالات فاسدہ ہین اور پہلے تھے -

ان کو اللہ تعالی رد کرتا ہے کہ اگر اللہ کو بیٹا ہی بنانا ہوتا تو وہ اپنی مخلوق مین سے عمدہ اور بہتر ہے کو نہ پسند کر لیتا تمھارے معبودون مین کیا بات ہے سبحانہ وہ ان باتون سے پاک ہے وہ ایسا ہے زبردست ہے - بیٹا ہو تو اُسکے ساتھ جنس قریب یا بعید یا نوع مین شریک ہو اور بیٹے کا محتاج سمجھا جاوے حالانکہ اسکے ساتھ کسی کو کسی بات مین شرکت نہین نہ اُسکو کسی کی کسی بات مین حاجت ہے خلق السماوات الخ آسمان و زمین چاند اور سورج اور سب ستارے اور جملہ مخلوقات اُسکی پیدا کی ہوئی ہے اور تمام عالم مین اسی کا بیقدرت تصرفات کرتا ہے وہی رات دن کی الٹی پلٹی اور لا بدلی کیا کرتا ہے ہر ایک ستارہ اُسکے حکم کا پابند اُسی اندازہ سے حرکت کرتا ہے کہ جسنے اُسکو معین کر دیا ہے - وہی زبردست ہے وہی گناہ معاف کرتا ہے یعنی اُسکے تمام کاروبار اسی کے ہاتھہ مین خلاصہ یہہ کہ بیٹا تو وہ چاہتا ہے کہ جو پیری و ضعف مین اُسکو کارآمد ہو اپنے بعد وارث سمجھتا ہے اللہ ان باتون سے مبرا ہے -

اسکے بعد اپنی قدرت کاملہ پر اور اسباب پر کہ توالد و تناسل کا سلسلہ تمام انسانون اور حیوانات مین ہے اور وہ بھی ہمارے حکم سے جاری ہے فرمایا تعالی مین فقال خلقکم من نفس الخ کہ تم سب کو ایک شخص یعنی آدم سے بنایا اور اُسی سے اُسکا جوڑا یعنی بیوی بھی بنائی اور حیوانات مین سے بھی تمھارے لئے بہتیر بکری اونٹ گائے کے آٹھ جوڑے نر و مادہ پیدا کئے اور تمھاری شکلین تمھاری ماؤن کی پیٹون مین بناتا ہے تین اندھیریون مین ایک پیٹ کی دوسری رحم کی تیسری جھلی کی جسکو مشیمہ کہتے ہین (جامع و مکرمہ) پس تمھارا معبود تو یہہ ہوا اُسی کی بادشاہی ہے اُسکو چھوڑ کر تم کہان پھرے جاتے ہو -

إِن تَكْفُرُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنكُمْ وَلَا يَرْضَىٰ لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ وَإِن تَشْكُرُوا يَرْضَهُ لَكُمْ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ

اگر تم ناشکری کروگے تو اللہ کو تمہاری پروا نہیں اور وہ اپنے بندوں کی ناشکری پسند نہیں کرتا۔ اور اگر تم شکر کروگے تو وہ تمسے خوش ہوگا۔ اور کوئی کسی کا بوجھ نہ اٹھاوے گا

ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُم مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ وَإِذَا مَسَّ الْإِنسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهُ مُنِيبًا إِلَيْهِ

پھر تمکو اپنے رب کے پاس جانا ہے پھر وہ تمکو بتلا دیگا جو تم کیا کرتے تھے۔ کیونکہ وہ دلوں کی باتیں جانتا ہے۔ اور جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے رب کو پکارتا ہے

ثُمَّ إِذَا خَوَّلَهُ نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُو إِلَيْهِ مِن قَبْلُ وَجَعَلَ لِلَّهِ أَندَادًا لِّيُضِلَّ عَن سَبِيلِهِ ۚ قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ

پھر جب اسکو اپنی نعمت عطا کرتا ہے تو جسکے لئے پہلے پکارتا تھا اسکو بھول جاتا ہے اور اسکے لئے شریک بناتا ہے اسکے رستے سے بہکانے کیلئے۔ تو کہہ اپنے کفر میں

قَلِيلًا ۖ إِنَّكَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ

چند روز مزہ اڑلے (پھر) تو آگ میں رہیگا

تفسیر

دلائل توحید بیان فرماکر یہہ فرمایا تھا کہ انی تصرفون کہاں بہکے جارہے ہو یعنی اللہ تعالیٰ کو چھوڑکر اور دہر اور ہر کیوں بھٹکتے پھرتے ہو۔ اسپر ایسے لوگوں کا گمان جاسکتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کو ہماری بڑی ضرورت اور ہمارے ایمان وشکرگذاری کی بڑی حاجت ہے جو ہمکو بلاتا ہے اسکا دفعیہ کرتا ہے ان تکفروا الخ کہ اگر تم ناشکری کروگے تو اللہ کا کچھ بھی نہیں بگڑیگا اور اسکو تمھاری شکرگذاری کی کوئی حاجت نہیں ہاں یہہ ہے کہ اگر تم ہو اسکی ناشکری و کفران نعمت کرتے ہیں تو وہ اسکو پسند نہیں کرتا ناخوش ہوتا ہے اور جو کوئی شکر کرتا ہے تو وہ اسکو پسند کرتا ہے خوش ہوتا ہے۔

اس آیت سے معتزلہ نے استدلال کیا ہے کہ بدی کا بندہ خالق ہے کوئی بدی خدا کی خواہش اور ارادے سے نہیں نہ خدا کسی کا گمراہ کرنا چاہتا ہے مگر اہل سنت وجماعت اسمیں فرق کرتے ہیں کہ دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے اور ہوگا نیک و بد سب کا اللہ کو ازل میں علم تھا کہ فلان وقت فلاں شخص یہہ کریگا پھر دنیا میں بھی گو بندہ کو اسکے افعال میں اختیار و قدرت عطا کی ہے جسپر برے کاموں سے اسکا مواخذہ ہوتا ہے مگر ان قدرتوں اور قلبی خطرات کا سلسلہ جو اسکے محرک ہیں الہی کے اختیار میں ہے اور اسی کے ارادے سے وابستہ ہے کیونکہ وہ عالم پیدا کرکے نما اور بے اختیار نہیں ہو بیٹھا ہے جیسا کہ بعض ہنود کا وہم ہے پس اس لئے جو کچھ دنیا میں ہوتا ہے نیک یا بد سب اسکے ارادے اور مشیت سے علم ازلی کے مطابق ہو رہا ہے اور اس آیت میں کفر پر نا رضامندی ظاہر کی ہے رضامندی اور چیز ہے ارادہ اور مشیت اور چیز ہے رضامندی نہ ہونے سے ارادہ کا نہ ہونا نہیں ثابت ہوتا۔

مگر اسپر بھی ناسمجھ یہہ کہا کرتے ہیں کہ جب سب کچھ اسی کی قدرت و مشیت سے ہے تو اول دوش جسطرح اسنے ہمارے باپ دادا کے لئے طریقہ اور مذہب بنا دیا ہے ہم اسی کے پابند ہیں اسکا جواب دیتا ہے ولا تزر وازرۃ وزر اخری کہ جب ہم نے ہر ایک کو عقل و شعور نیک و بد کی شناخت ارادہ و قدرت دی ہے تو پھر اپنی نیکی بدی کا ہر شخص آپ ہی ذمہ دار ہے باپ دادا نہیں کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھاویگا کل نفس بما کسبت رہینۃ ایک روز تمکو خدا کے پاس پھر جانا ہے وہ تمھارے کاموں کا نیک و بد نتیجہ تمھیں بتاویگا اس سے کوئی کام مخفی نہیں کام تو کیا وہ علیم بذات الصدور دلی خطرات بھی تو جانتا ہے نیت کا حال معلوم ہے۔

واذا مس الانسان کہ اس بت پرستی کا بوجھ جو تم اپنے باپ دادا پر دہرتے اور یہہ عذر کرتے ہو سو یہہ بھی غلط ہے کسلئے کہ جب تم پر کوئی مصیبت پڑتی ہے تو بے اختیار ہوکر اللہ ہی کو پکارتے ہو اور جب عیش و آرام تمکو دیتا ہے تو اسوقت کو بھول جاتے ہو اور اپنے فرضی معبودوں کی طرف اس نعمت کو منسوب کرنے لگتے ہو آپ تو برباد ہوتے ہو اور دوسروں کو بھی رغبت دلا کر گمراہ کرتے ہو پس معلوم ہوا کہ یہہ بت پرستی دبدکاری تمھاری خرمستی ہے اب چند روز دنیا برت لو خرمستیاں کرلو انجام جہنم ہے جو برے کاموں کا اثر ہے۔

معتزلہ کا استدلال

رد تقریر

اس سے معلوم ہوا کہ نیک و بد سب اللہ کی مشیت سے ہے

أَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ آنَاءَ اللَّيْلِ سَاجِدًا وَقَائِمًا يَحْذَرُ الْآخِرَةَ وَيَرْجُو رَحْمَةَ رَبِّهِ ۗ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ
(کیا وہ ناشکرا منکر بہتر ہے) یا وہ کہ جو رات کے وقت سجدہ اور قیام کرکے عبادت کرتا آخرت سے ڈرتا اور اپنے رب کی رحمت کی امید کرتا ہے۔ کہہ کیا علم والے
وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۗ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ ۝ قُلْ يَا عِبَادِ الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا رَبَّكُمْ ۚ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا
اور بے علم برابر ہو جاویں گے۔ وہی سمجھتے ہیں جو عقل والے ہیں۔ کہدے (میری طرف سے) اے میرے ایماندار بندو اپنے رب سے ڈرو۔ جنہوں نے نیکی کی ہے
فِي هَٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۗ وَأَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةٌ ۗ إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝
اس دنیا میں انکے لئے اچھا بدلہ ہے۔ اور اللہ کی زمین فراخ ہے۔ صبر کرنے والوں ہی کو ان کا بدلہ بے حساب دیا جائیگا۔

أمن بالتشديد ام متصلة دخلت على من الموصولة واو عدت الميم في الميم۔ واتصالها بمحذوف تقديره آالكافر خير امن هو قانت وقيل ام منقطعة مقدرة ببل والهمزة اى بل امن هو قانت كالكافر۔ وقرء بالتخفيف فالهمزة للاستفهام امن هو قانت لعدكمن هو كافر والخبر محذوف لدلالة قوله قل هل يستوى۔ وقال الفراء الهمزة للنداء ومن منادى اى يا من هو قانت قل هل الخ ساجدا وقائما حالان

✤ تفسیر ✤

اشرار و کفار کی سیرت بیان فرما کر انکے مقابلہ میں ابرار و اخیار کی صفت بیان فرماتا ہے کہ ایک تو وہ لوگ ہیں کہ جو اللہ کے شریک بناتے ہیں ایک وہ بھی نیک بندے ہیں جو رات کے وقتوں میں اللہ کی عبادت کرتے ہیں سجود و قیام کے ساتھ اور آخرت کے عذاب سے ڈرتے ہیں اور اللہ کی رحمت کی امید رکھتے ہیں کیا یہ دونوں برابر ہیں آپ ہی حکم دیتا ہے کہ کہدے علم والے اور جاہل کہیں برابر ہو سکتے ہیں یعنی وہ جاہل ہیں یہ عالم ہیں۔ القنوت الطاعۃ عبادت آناء اللیل جمع انی کسر الهمزة كمعى وأمعاء وقيل واحد بأنواس سے مراد رات کی گھڑیاں اور اسکے اوقات بعض کہتے ہیں مغرب سے عشاء تک کا زمانہ بعض کہتے ہیں اول وقت اور درمیانی اور آخر۔ اس میں تہجد کی نماز بھی آگئی۔ رات میں ریاکاری بھی نہیں تخلیہ بھی ہوتا ہے شور و شغب بھی نہیں ہوتا اور نیز ارام کا وقت ہے نفس پر اسوقت عبادت کرنا شاق گذرتا ہے اس لئے رات کی عبادت افضل قرار پائی انبیاء و صالحین رات میں زیادہ عبادت کیا کرتے تھے۔ انما یتذکر اولوا الالباب ان باتوں کو وہی سمجھتے ہیں جنکے دل روشن ہیں۔

اس آیت میں عجائب سر بستہ ہیں۔ عمل سے شروع کیا ساجدا و قائما سے اشارہ کرکے اور علم پر ختم کیا الذین یعلمون الخ سے اشارہ کرکے اور قانتا اور اناء اللیل اور ساجدا و قائما میں اسطرف بھی اشارہ ہے کہ اس کام پر اوقات مختلفہ میں مداومت کرنا چاہئے اس سے اول مرتبہ میں مقام قہر منکشف ہوتا ہے جیسا کہ یحذر الاخرۃ میں اشارہ ہے اور بعد میں اسپر مقام رحمت و انس منکشف ہوتا ہے جیسا کہ یرجو رحمۃ ربہ اسپر دال ہے پھر اقسام اقسام کے مکاشفات حاصل ہوتے ہیں جیسا کہ ہل یستوی الذین یعلمون الخ دلالت کرتا ہے۔

اسکے بعد ایماندارون کے لئے اپنے رسول کو چند نافع باتیں تعلیم کرنے کا حکم دیتا ہے (۱) قل یا عباد الذین الخ کہ میرے ایماندار بندے کہدے کہ اپنے رب سے ہمیشہ ڈرتے رہا کریں یعنی ایمان کیساتھ تقوی و پرہیزگاری بھی ضرور ہے۔ پھر اس تقوی کے منافع بیان کرتا ہے للذین احسنوا فی ہذہ الدنیا کہ جو اس دنیا میں نیکی کرتا ہے اسکے لئے حسنۃ آخرت میں نیکی اور بھلائی ہے یعنی جنت۔ بعض کہتے ہیں فی ہذہ حسنۃ سے متعلق ہے یعنی نیکوں کو اس دنیا میں بھی بھلائی ہے عافیت صحت فراغبالی دشمنوں پر غلبہ برکت راحت و عزت۔ پھر فرماتا ہے کہ اگر تمھارے وطن میں کوئی نیکی کرنے سے مانع ہو تو ارض اللہ واسعۃ خدا کی زمین فراخ ہے اور کہیں چلے جاؤ اسمیں اہل مکہ کو ہجرت کی ترغیب ہے۔ ہجرت میں جو تکالیف پیش آویں انپر صبر کرو صبر کرنیوالوں کو بے حساب اجر ملے گا۔

قُلْ اِنِّیْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّیْنَ ۝ وَاُمِرْتُ لِاَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝ قُلْ اِنِّیْٓ اَخَافُ

کہہ مجھکو حکم ہوا ہے کہ مین اللہ کی عبادت کیا کرون خاص اسی کے لئے جھک کر اور مجھے حکم دیا گیا ہو کہ مین سب سے پہلے فرمانبرداری کرون - کہہ مین بڑے

اِنْ عَصَیْتُ رَبِّیْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ۝ قُلِ اللّٰهَ اَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهٗ دِیْنِیْ ۝ فَاعْبُدُوْا مَا شِئْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ

دن کے عذاب سے ڈرتا ہون اگر اپنے رب کی نافرمانی کرون - کہہ مین اللہ کی عبادت کرتا ہون اپنی بندگی خاص اسکے لئے کرکے پھر تم اسکے سوا جسکی چاہو عبادت کرو -

قُلْ اِنَّ الْخٰسِرِیْنَ الَّذِیْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِیْهِمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ اَلَا ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِیْنُ ۝ لَهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ

کہہ ٹوٹے مین تو وہ ہین کہ جو اپنی جان اور گھر کو کھو بیٹھے قیامت کے روز - دیکھو یہی ہے صریح ٹوٹا - انکے اوپر بھی

ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ وَمِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ ؕ ذٰلِكَ یُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهٖ عِبَادَهٗ ؕ یٰعِبَادِ فَاتَّقُوْنِ

آگ کے بادل ہونگے اور انکے نیچے بھی - یہہ ہے کہ جسکا اللہ اپنے بندونکو ڈر بتایا کرتا ہے - اسی سے بندو مجھسے ڈرو -

ان اعبد بدل اعبد او منصوب بنزع الخافض مفعول لامرت مخلصا حال من الضمیر الفاعل فی اعبد الدین منصوب بمخلصا لان اللام زائدة واجملة فعول بالم یسم فاعله لامرت ویکون ان یکون المفعول ضمیرا نے امرت ای انا اول المسلمین خبر کون عذاب الخ مفعول لاخاف ان عصیت ربی شرط وجوابه محذوف الذین خسروا خبر ان یوم القیامة منصوب بخسروا ظلل جمع ظلة مبتدا لهم خبره من فوقهم حال من ظلل ای کائنة من فوقهم من النار نعت لها

تفسیر

(۲) دوسری بات جسکے کہنے کا رسول کو حکم دیا یہہ ہے قل انی امرت ان اعبد اللہ - اول تو انسان کی درستی کے لئے نازیبا باتون کا ترک لازم ہے تاکہ آئینہ دل اور نقش ونگار سے صاف ہوجاوے تب اسپر مرغوب نقش ہوگا اس لئے اول تقوی کا حکم دیا تھا اسکے بعد عمدہ باتون کا عمل مین لانا ہے - عمدہ باتون مین سب سے مقدم عبادت ہے پھر اسکے دو رکن ہین ایک عمل قلب یعنی اخلاص حسن عقیدت جسمین ریاکاری وشرک کی بو بھی نہ ہو اسلئے اسکو اس جملہ مین بیان فرمایا کہ کہدے مجھے عبادت الٰہی کا نہ اور کسی کا حکم ہوا اور وہ بھی اخلاص کیساتھ اسکو ایمان بھی کہتے ہین یہہ عمل رکن ہے اسلئے اسکو مقدم کیا - دوسرا رکن ہاتھ پاؤن اعضا کو کام مین لانا اسکو بعد مین بیان کیا فقال - وامرت لان اکون اول المسلمین کہ مجھے یہہ بھی حکم ہوا کہ مین سب سے اول اوامر الٰہی کو بجالاؤن سو الاسلام گردن نہادن - یعنی فرمانبرداری کرنا شرع مین گو ایمان واسلام دونون لفظون سے ایک ہی بات سمجھی جاتی ہے مگر لغوی معنی کے لحاظ سے دونون مین فرق ہے ایمان اعتقاد صحیح اللہ اور رسول اور قیامت اور ملائکہ وکتابون کو برحق جاننا اور اسلام نماز روزہ حج وزکوۃ ادا کرنا زبان سے توحید ورسالت کا اقرار کرنا جیسا کہ صحیحین مین آیا ہے کہ جبرئیل نے لوگونکے سکھانے کے لئے آنحضرت صلعم سے ایمان واسلام کے معنی پوچھے اور آپ نے یہی جواب دیا -

(۳) ان احکام مین اثبات کا بھی احتمال ہوسکتا ہے کہ ایسا کرنا بہتر ہوگا اگر نکری تو کوئی حرج بھی نہین اثبات کو اس جملہ مین کہہ دیا قل انی اخاف الخ کہ انسے کہدے کہ کچھ تمھارے لئے نہین بلکہ مجھے بھی خوف ہے کہ اگر مین ان احکام مین نافرمانی کرون گا تو بڑے دن یعنی قیامت مین عذاب ہوگا - یعنی یہہ امر وجوب کے لئے ہے -

ف رسول کو ان باتونپر مامور کرنے سے یہہ بات بتلائی گئی کہ اور پیغامبرون کیطرح سے معاملہ نہین کیا اور نہ انکے حکم دین اور آپ عمل کرین اور یہہ بھی ہے کہ جو آپ عمل نہین کرتا اور نوکو کہتا ہے اسکی بات کی تاثیر نہین ہوتی اور تیز مخاطب کو دغدغہ باقی رہتا ہے اور خود کرنے مین اور سب سے پہلے کہ خود اطمینان ہوجاتا ہے اور تیز اسمین اونی واعلی کا فرق بھی اٹھا دیا گیا -

(۴) حکم دینے کے بعد رسول کی زبانسے اس اقرار کرنیکا بھی حکم دیا کہ قل اللہ اعبد الخ مین تو خاص اسکی عبادت کرتا ہون جو سب عالم کا الٰہ ہے تمہین اختیار ہے جسکی چاہو کرو نیک وبد بتلا دیا گیا -

(۵) قل ان الخاسرین الخ سے کہدے ان باتونپر عمل کرنے سے کوئی خرابی ونقصان نہین بلکہ نقصان اور خسارہ انکو ہے کہ جنہون نے اسپر عمل کیا یا نہ کرنیوالونکو کرنے دیا قیامت کے دن آپ بھی نقصان مین پڑا اور اپنے اہل وعیال کو بھی ہلاکیا یہہ بڑا خسارہ ہے آنسپر سر وناگ چارون طرف سے محیط ہوکر سایہ کرینگی - یہی تو وہ بات ہے کہ جس سے اللہ اپنے بندون کو ڈراتا ہے اے میرے بندو ڈرو اور بچو -

وَالَّذِيْنَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ اَنْ يَّعْبُدُوْهَا وَاَنَابُوْٓا اِلَى اللّٰهِ لَهُمُ الْبُشْرٰى ۚ فَبَشِّرْ عِبَادِ ۙ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ

اور جو لوگ کہ بتون کی عبادت کرنے سے بچے اور اللہ کی طرف رجوع ہوئے اُنکو خوشخبری ہی۔ پھر میرے اُن بندو کو خوشخبری سنا کر جو بات سنتے ہین پھر اسمین سے

اَحْسَنَهٗ ۭ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ اَفَمَنْ حَقَّ عَلَيْهِ كَلِمَةُ الْعَذَابِ ۭ اَفَاَنْتَ

اچھی بات پر چلتے ہین۔ یہی ہین کہ جنکو اللہ نے ہدایت کی ہے اور یہی ہین عقل والے پھر کیا جسکو عذاب کا حکم ہوچکا (نجات پانے والے کے برابر ہو) پھر کیا تو

تُنْقِذُ مَنْ فِي النَّارِ ۝ لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ غُرَفٌ مِّنْ فَوْقِهَا غُرَفٌ مَّبْنِيَّةٌ ۙ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۭ

آگ مین پڑے ہوؤ کو نکال لیگا لیکن وہ جو اپنے رب سے ڈرے اُنکے لئے جنت مین جہروکے ہین کہ جنپر اور جہروکے بنائے گئے ہین اُنکے نیچے نہرین چلتی ہونگی۔

وَعْدَ اللّٰهِ ۭ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ الْمِيْعَادَ ۝

اللہ نے وعدہ کیا ہے ۔ اللہ وعدہ خلاف نہین کرتا۔

الطاغوت کالرجوت والعظموت بنا رمبالغة فی المصدر۔ ویونث۔ قیل اعجمی کطالوت وجالوت وقیل عربی من الطغیان الا ان فیہا قلبا بتقدیم اللام علی العین۔ والمراد بہا الاوثان والشیطان وقیل الکاہن۔ ان یعبدوہا فی محل نصب علی البدل من الطاغوت بدل اشتمال او انابوا معطوف علی اجتنبوا ولہم البشری جملة خبر والذین فمن موصولة فی محل رفع بالابتداء والخبر محذوف ای کمن یخاف او شرطیة فانت جوابہ۔

تفسیر

بت پرستونکی بُرائی اور اُنپر پیش آنیوالی مصیبتکے ذکر کے بعد اُنسے بچنے والون اور خدا کیطرف رجوع ہونیوالونکے خصائل اور اُنکے نتائج بیان فرماتا ہے گویا یہہ پہلے کا تتمہ ہے فقال والذین اجتنبوا الطاغوت کہ جو لوگ بتون اور شیطانی طریقہ اور اُنکی پرستش سے بچتے ہین اور صرف یہی کافی نہین بلکہ اسکے ساتھ انابوا الی اللہ کی طرف بھی رجوع ہوتے ہین اُنکے لئے خوشخبری ہے۔ موت کے وقت اور قبر مین اور وہان سے نکلنے کے وقت اور میدان حشر مین ملائکہ اُنکو جنت اور مغفرت کا مژدہ دینگے۔ بلکہ دنیا مین بھی خدا پرستون کو نہ صرف مصائب کے وقت بلکہ ہر لحظہ روحانی طور پر مژدہ اور خوشحالی حاصل رہتی ہے پھر اس خوشخبری کو اپنی رحمت عامہ سے عام کرنے کے لئے اپنے رسول کو حکم دیتا ہے فبشر عباد الذین کہ میرے ان بندو نکو خوشخبری اور مژدہ دے جو بات سنتے ہین اور جو اچھی بات ہوتی ہے اسپر عمل کرتے ہین۔ یستمعون القول سے مراد بعض نے یہہ لیا ہے کہ وہ قرآن و سنت نبی کی باتین سنتے ہین پھر جو محکم ہے اسپر عمل کرتے ہین۔ بعض کہتے ہین القول سے مراد عام ہے کہ اچھی بُری سب باتین سنتے ہین مگر بری باتون پر نہین بلکہ اچھی باتونپر چلتے ہین اور انصاف و عقل کا فتویٰ بھی یہی ہے کہ جو کوئی نیک بات کہے اسپر عمل کرے۔

ایسے لوگون کی جزا بیان فرماتا ہے اولئک الذین الخ کہ یہی وہ لوگ ہین کہ جنکو اللہ نے ہدایت کی ہے اور یہی عقلمند بھی ہین نہ وہ کہ جن بات کو ہرگز نہین ماننے کوئی لاکھہ سمجھاؤ مگر دلیل اثر ہی نہین یہہ وہ ہین کہ جنکے لئے تقدیر الہی مین عذاب مقرر ہوچکا ہے افمن حق علیہ کلمة العذاب کہ پیغمبر خدا صلعم کو تسلی دیتا ہے کہ اسمین آپ کا کیا ہے کیا آپ کسی کو جہنم سے باہر نکال سکتے ہین کہ جو ازلی نوشتہ سے جہنمی ہوچکا ہے اسکے بعد ان نیک لوگون کی جزا بیان فرماتا ہے جو مرنے کے بعد اُنکو ملیگی لکن الذین اتقوا ربہم کہ اللہ سے ڈرنے والون کے لئے جنت مین وہ بالاخانہ عطا ہونگے کہ جو ایک کے اوپر دوسرا بنتا چلا گیا ہے اور ان مین کھڑکیان لگی ہوئی ہین اور ان مکانون کے نیچے نہرین بہتی ہونگی آب روان پر ایسے خوش قطعہ مکانات کا عجب لطف ہوتا ہے۔ فرماتا ہے وعد اللہ ان باتون کا اللہ نے وعدہ کیا ہے اور وہ اپنے وعدہ کے خلاف نہین کیا کرتا۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَلَكَهٗ يَنَابِيْعَ فِي الْاَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ

کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے آسمان سے پانی اوتارا پھر اُسکو زمین کے چشمون مین لایا پھر اُس سے رنگ برنگ کی کھیتی نکالتا ہے پھر جب وہ تیار ہوجاتی ہے تو

مُصْفَرًّا ثُمَّ يَجْعَلُهٗ حُطَامًا اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ ۝ اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ ع ۱۲ ۱۶

اُسکو زرد ہوئی دیکھتا ہے پھر اُسکو چورا چورا کردالتا ہے۔ البتہ اسمین عقلمندونکے واسطے نصیحت ہے۔ پھر کیا وہ شخص کہ جسکا اللہ نے اسلام کیلئے سینہ کھولدیا پھر وہ اپنے پروردگار کیطرف سے

مِّنْ رَّبِّهٖ فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝

روشنی مین ہوا اُسکی برابر ہوسکتا ہے کہ جسکے دلپر گمراہی کی مہر ہے پھر خرابی ہو اُنکو کہ جنکے دل یاد الٰہی سے سخت ہین۔ وہی صریح گمراہی مین ہین۔

ان المدار اجملہ سدہ المفعولین ینابیع جمع ینبوع وہو لغیوں من نبع ینبع وہی منصوب بنزعا نحافض لان المقدر فسلکہ فی ینابیع۔ یہ پھیلای یخفف ویہیج یقال ہاج النبت یہیج ہیجا اذا تم جفافا ویخضر۔ واعلام ماتیفتت ویکسر

✤ تفسیر ✤

جبکہ خدا تعالیٰ دار آخرت کے وہ صفات بیان فرماچکا کہ جنسے اُسکی طرف رغبت ہوتو اُسکے بعد دنیا کی بے ثباتی بیان کرکے اُس سے نفرت دلاتا اور اسی بات کو حشر بارش کا نمونہ بتاتا ہے فقال الم تران اللہ انزل من السماء ماء کیا اے نبی تو نے آپ مخاطب کیا تو نہین دیکھتا کہ اللہ اوپر سے پانی بارش کا برساتا ہے پھر اُسکو زمین مین بہوت کردیتا ہے زمین اُسکو پی جاتی ہے پھر اُس سے مختلف رنگونکی کھیتیان اوگتین ہین زرد سبز سفیدی مائل یا بوگیہون دھان وغیرہ پھر وہ پک کر تیار اور خشک ہوجاتے ہین پھر زرد نظر آنے لگتی ہے پھر کٹ کر روندے جاتے ہین اور چورا چورا ہوجاتے ہین اسمین عقلمندون کے لئے بڑی سمجھ کی جگہ ہے۔ وہ یہہ کہ اسی طرح آدمی کا حال ہے پانی کے قطرہ سے پیدا ہوتا ہے مختلف صورتون مین ظاہر ہوتا ہے کوئی گورا کوئی کالا کوئی خوبصورت کوئی بدصورت مگر ننھی اور لہلہاتی جوانی اور اُسکی امنگین بڑی دلفریب اور خوش آیند ہوتی ہین جسمین سب کچھ بھول جاتا ہے پھر بوڑہا ہوجاتا ہے زرد پڑجاتا ہے وہ تمام خوبیان اور اوچھل کود رخصت ہوکر منظر ہوجاتا ہے اور اپنی جان بھی وبال ہوجاتی ہے نہ وہ آنکھون کی روشنی اور دانتون کی چمک چہرے کی دمک ہاتھ پاؤن کی کس بل باقی رہتا ہے نہ وہ حوصلہ پھر ایک روز مرجاتا ہے پھر چند روز کے بعد تمام جسم چور چور ہوکر ہوا مین ذرے ہوکر اوڑتا پھرتا ہے وہ چند روزہ عیش ونشاط جاہ وعزت شادی وغم غواب وخیال ہوجاتا ہے پھر جسطرح وہ قادر مطلق اگلے سال پھر انہین کھیتیون مین کھیتیان اوگاتا ہے۔ اور پھر وہی بہار دکھاتا ہے اسی طرح مرنے کے بعد انسان قیامت مین پھر اسی بدن سے کھڑا ہوکر اس چند روزہ زیست کے اعمال نیک وبد کا نتیجہ پائیگا۔ عبرت عبرت۔

ان بیانات کے بعد جو اللہ کیطرف متوجہ ہونے اور دنیا سے نفرت کرنے پر دلالت کرتے ہین اس آیت افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام انمین یہہ بات بتلاتا ہے کہ ان بیانات سے وہی لوگ نفع اٹھاتے اور ہدایت پاتے ہین کہ جنکے اللہ نے سینے کھولدئے اور دل روشن کردئے ہین۔

شرح صدر۔ خدا نے جواہر نفوس کو مختلف الماہیۃ پیدا کیا پس بعض تو نورانی شریف الیات سے مائل روحانیات مین ملنے کے راغب ہین اور بعض خسیس ظلمانی جسمانیات کیطرف مائل ہین لذات نفسیہ کیطرف حریص پس یہ اعلیٰ درجہ کی استعداد جو اونی محرک سے قوۃ کے مرتبہ سے فعلیت کیطرف آنے کیلئے اماہ ہے اسی کا نام شرح صدر ہے جیسا کہ گندھک یا بارود ذرا سی آگ سے بھڑک اٹھنے کیلئے تیار ہے برخلاف گیلی لکڑی کے۔ پس جنمین یہہ استعداد ہے انہین کو نور الٰہی نصیب ہوا اور صحت روحانیہ کے لئے ذکر الٰہی سے بڑھکر اور کوئی دوا نہین پس جسکو اس سے بھی شفا نہین تو اب اُسکے علاج کی کوئی توقع نہین اسلئے اللہ تعالیٰ اس جملہ مین اسکو ذکر کرتا ہے فویل للقاسیۃ قلوبہم من ذکر اللہ اولئک فی ضلال مبین۔ ترمذی وبیہقی نے نقل کیا ہے کہ بغیر ذکر اللہ کے بہت کلام نکیا کرو کیونکہ اس سے دل سخت ہوتا ہے اور جو سخت دل ہے وہ اللہ سے بہت دور ہے۔ اس معنی مین کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎ دل زپر گفتن بمیرد در بدن ✤ گرچہ گفتارش بود در عدن ✤

اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ
الله نے عمدہ کلام نازل کیا کتاب جو ملتی جلتی ہوئی ہو دوہری ہے جس سے خوف کرتے ہیں لوگوں کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں - پھر انکے رونگٹے اور دل
اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ۝ اَفَمَنْ يَّتَّقِيْ بِوَجْهِهٖ
آلہی کیطرف نرم ہوجاتے ہیں - یہ اللہ کی ہدایت ہے جسکو چاہتا ہوا سکی ہدایت کرتا ہے - اور جسکو گمراہ کرتا ہی پھر اسکے کو کوئی ہدایت کرنیوالا نہیں - بھلا وہ شخص جو اپنے مونہ سے
سُوْٓءَ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَقِيْلَ لِلظّٰلِمِيْنَ ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ
قیامت کو دکھے برے عذاب کو روکتا ہی (نجات پانے والے کے برابر ہی) اور ظالموں کو کہا جاویگا چکھو جو تم کرتے تھے

اللہ مبتدا نزل خبرہ - کتابا بدل من احسن الحدیث او حال منہ - متشابہا صفۃ لکتاب ای یشبہ بعضہ بعضا فی الحسن والاحکام مثانی صفۃ اخری لکتاب وہو جمع مثنی او مثنی من التثنیۃ بمعنی التکریر تقشعر صفۃ لکتاب او حال منہ - اقشعرار سوئی برتن خاستن - پھر یری -

تفسیر

چونکہ قرآن مجید بھی اُس خبیث مرض سے شفا حاصل ہونے کا بڑا قوی نسخہ ہے اور دل مین نور پیدا کرنے کے لئے نہایت روشن شمع ہے اس لئے قرآن مجید کے بعض فضائل اور اس کا منزل من اللہ ہونا بیان فرماتا ہی فقال اللہ نزل احسن الحدیث یعنی قرآن مجید کو جو سب کلامونسے عمدہ کلام ہوا سکو اللہ نے نازل کیا ہی ہر کلام مین ایک شان ہوتی ہی جو خود تبلا دیا کرتی ہی کہ یہ کس کا کلام ہے اسی لئے یہ مقولہ مشہور ہے کلام الملوک ملوک الکلام - اب قرآن مجید کو بغور دیکھو کہ وہ کیا تبلاتا ہی؟ کلام مین دو حسن ہوا کرتے ہین ایک ظاہری وہ کیا فصاحت و بلاغت جو طبائع بشریہ کو اپنے مقناطیسی جذب سے اپنی طرف کھینچتی ہی دوسرا معنوی وہ کیا اسکے مطالب کی عمدگی جو انسانی حالات اور اسکے جذبات اور اسکے تمام مقاصد کو جو دار آخرت سے تعلق رکھتے ہون حاوی ہوا نہین طریقون سے جو شاہنشاہ کے کلام مین ہونے چاہئین پس یہہ دونون باتین قرآن مجید مین اس خوبی کے ساتھ ہین کہ جسکا نظیر نہین اور اسکا ثبوت ہم متعدد مقامات مین کرآئے ہین اس لئے خدا تعالی نے بھی بیان ایک ہی لفظ مین اشارہ کردیا یعنی احسن الحدیث مین دوسرا وصف اسکا ایک یہہ ہے کہ وہ متشابہا ہے کہ جس آیت کو دیکھئے ایک دوسرے سے اس خوبی مین مشابہ ہے یہہ نہین کہ دس پانچ مقامات مین تو الہیات کا جلو نمودار ہوا اور دوسرے مقامات مین شہوت انگیز اور سلف مین عیب لگانے والے قصے اور بے سود افسانے اور توہمات کی شاعرانہ طور پر بندشین جیسا کہ توریت وانجیل موجودہ اور وید و دساتیر کے ملاحظہ سے ظاہر ہے - اور نیز یہہ بھی ہے کہ احکام و تذکیر مین کتب سابقہ منزل من اللہ کے مشابہ ہے - پہلے جو احسن القول کا ذکر تھا بیان تبلایا گیا کہ وہ قرآن مجید ہے تیسرے مثانی اسمین قصص و مواعیظ و احکام لوگونکے سمجھانے کے لئے مکرر یعنی بار بار نئے نئے اسلوب سے مذکور ہوئے ہین مگر پھر بھی کمال بلاغت ہے یا یہہ مراد کہ قرآن بار بار پڑھا جاتا ہوا سکی حلاوت مکرر پڑہنے کی طرف مجبور کرتی ہے اور دلپر گران نہین گزرتا اور کلاسون مین یہہ بات نہین ایک بار پڑھکر دوبارہ پڑھنے کو دل نہین چاہتا برخلاف قرآن مجید کے - یا یہہ مراد کہ قرآن مین ہر بیان دوہرا ہوا مر سے تو نہی بھی جنت کا ذکر ہے تو وعدہ کا بھی ہی وقس علیہ تقشعر اسکے پڑہنے سے دلپر خوف طاری ہوتا ہی بدنپر خدا ترسون کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہین قوت بہیمیہ پست ہوتی ہے ملکیت کو غلبہ ہوتا ہے ایسے وقت مین انقلاب کا اثر جسم پر بھی ہوتا ہے یہہ روحانی اور معنوی صفت ہے جو کلام آلہی کو لازم ہے ثم تلین جلودہم وقلوبہم الی ذکر اللہ اسکے بعد ذکر آلہی اور اسکے انس سے انکے دل نرم ہوتے ہین یعنی اطمینان ہوتا ہے جلال کے مشاہدہ سے جسطرح خوف تھا اسی طرح جمال کے مشاہدہ سے سکون پیدا ہوتا ہی - فرماتا ہے ذلک یہہ قرآن اللہ کی ہدایت ہے اللہ اس سے جسکو چاہتا ہی ہدایت کرتا ہوا اور جسکو اس سے بدنصیبی ہے اسکو کوئی ہدایت نہین دیسکتا -

اسکے بعد یہہ تبلاتا ہی کہ جو قرآن سے نفع اُٹھاتا ہے آتش جہنم کو اپنے مونہہ سے روکتا ہے یعنی دور کرتا ہے قیامت کے روز پھر کیا وہ اسکے برابر ہے جو عذاب مین گرفتار ہوگا اور ان ظالمون کو کہا جاویگا کہ اپنے بدعمل کا مزہ چکھو -

كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ فَاَذَاقَهُمُ اللّٰهُ الْخِزْيَ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ
اُنسے پہلوں نے جھٹلایا تھا پھر انپر اسطرح عذاب آیا کہ انکو خبر بھی نہ ہوئی پھر انکو اللہ نے دنیا کی زندگی مین رسوائی کا مزہ چکھایا۔ اور آخرت کا عذاب
اَكْبَرُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِيْ عِوَجٍ
تو اور بھی زیادہ ہے اگر وہ جانتے۔ اور البتہ لوگون کے لئے ہمنے اس قرآن مین ہر ایک طرح کی مثال بیان کردی تاکہ وہ سمجھین۔ قرآن ہمنے عربی زبان کا بے عیب قرآن ہی
لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ۝ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلًا فِيْهِ شُرَكَآءُ مُتَشٰكِسُوْنَ وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ
تاکہ وہ پرہیزگاری کریں۔ اللہ نے ایک مثال بیان کی کہ ایک شخص (غلام) تو ایسا ہے کہ جسمین اور بھی جھگڑالو لوگ شریک ہین اور ایک غلام خاص ایک ہی شخص کا ہے کیا دونون کی حالت برابر ہے۔
بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ۝ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ ۝
بلکہ انمین اکثر جانتے نہین۔ بیشک تجکو بھی مرنا ہی اور انکو بھی مرنا ہی۔ پھر تم قیامت کے دن اپنے رب کے سامنے آپسمین جھگڑو گے۔

ترکیب

قرآنًا حال موکدۃ من ہذا وقیل حالا موطئۃ لان الحال فی الاصل ہو عربیا وقرانا توطئۃ لہ نحو جاءنی زید رجلا صالحا ہذا قول الاخفش۔ ویکون ان ینتصب علی المدح رجلا قال الکسائی منصوب لکونہ تفسیر المثل وقیل منصوب بنزع الخافض ای ضرب اللہ مثلا برجل وقیل رجلا مفعول اول ومثلا مفعول ثان فیہ شرکاء الجملۃ صفۃ لرجل۔ وفی تتعلق بمتشاکسون سلما بفتح السین وکسرہا وسالما مصدر وصف بہ للمبالغۃ والتشاکس التخالف۔

تفسیر

جبکہ خداتعالی قاسی القلب لوگونکے عذاب آخرت کی کیفیت بیان فرماچکا تو دنیا مین بھی انپر عذاب نازل ہونیکی کیفیت بیان فرماتا ہی فقال کذب الذین کہ ان سے پہلے لوگون نے جو بڑے سخت دل تھے ہمارے انبیاء اور آیات کو جھٹلایا تھا پھر انپر اسطرح سے عذاب آیا کہ انکو اسکا گمان بھی نہ تھا کہ آرام سے پڑے سوتے تھے بلا آگئی پھر سمجھی نہین کہ وہ ہلاک ہوگئے بلکہ فاذاقہم اللہ الخزی فی الحیوۃ الدنیا انکو دنیا مین رسوائی اور ذلت کا بھی خوب مزا چکھایا۔ اور مطلب اسکے ذکر سے یہ ہے کہ پورا عذاب اور کامل بلا وہ ہی کہ جسمین رسوائی اور ذلت اور رنج وغم بھی ہو اور غرض اس سے یہ ہی کہ مخاطبین بھی سنکر خبردار رہین۔ پھر فرماتا ہی کہ دنیا ہی کی رسوائی اور عذاب پر بس نہین بلکہ ولعذاب الاخرۃ اکبر آخرت کا عذاب اس سے بھی زیادہ سخت انکے لئے مہیا ہے لو کانوا یعلمون اگر وہ اسبات کو خوب جانتے اور عمل کرتے تو ایمان لاتے۔ مگر انکو کب باور ہوتا تھا تمسخر ہی کرتے رہگئے کہ بلا مین گرفتار ہوگئے۔

ان بیانات شافیہ اور فوائد متکاثرہ اور مطالب نفیسہ کے بیان کے بعد یہ ظاہر کرتا ہی کہ یہ بیانات حد کمال کو پہونچ گئے فقال ولقد ضربنا للناس فی ہذا القرآن سن کل مثل کہ قرآن مین ان باتون کو ہمنے خوب کھولدیا ہے ہر ایک بیان کو مثال کی طرح واضح کردیا ہی لعلہم یتذکرون تاکہ لوگ سمجھین اور خوب غور کرین پھر جو اسپر بھی نہ سمجھے تو یہ سمجھو کہ اس سے خدا ہی سمجھے گا وہ ازلی بدبخت ہے۔

اور جبکہ یہ بیان کیا کہ قرآن مین ایسے ایسے نفیس بیانات ہین تو ضرور ہوا کہ کچھ اوصاف قرآن مجید کے بھی بیان کئے جاوین فقال قرآنا عربیا کہ یہ کتاب قرآن ہے یعنی پڑھا جاتا ہے طبائع بشریہ سلیمہ اسکی تلاوت سے لذت اٹھاتے ہین اور عجب لطف پاتے ہین یہان تک کہ جو اسکے معنی بھی نہین سمجھتے وہ بھی ایک کیفیت پاتے ہین اسمین اشارہ ہے کہ قیامت تک یہ کتاب لوگون کی زبانپر ہوگی سوایسا ہی ہے برخلاف اور ادیان اور انکی کتابون کے۔

دوسری صفت یہ کہ عربیا عرب کی شیرین اور نہایت فصیح بول چال مین اوتارا گیا ہے کسی ملک کی سخت اور پیچیدہ زبان نہین

جزبان پر ثقیل ہو اگرچہ ہر ملک کے لوگ اپنی زبان پر قادر ہوتے ہین اور اسی کے کلمات ان پر سہل ہوتے ہین مگر اس سے قطع نظر فی نفسہ بھی زبانون مین تفاوت ہے کہ کوئی نہایت سلیس اور شیرین اور سہل الوصول ہوتی ہو اور کوئی ٹھہ یا سنگلاخ تیسری صفت تجزی عوج کہ قرآن مین کوئی کجی نہین کوئی مضمون اور کوئی مطلب ایسا نہین کہ جس سے طبیعت سلیمہ انکار کرے اور اسکو مستبعد جانے اور نہ الفاظ وعبارت مین کوئی کجی ہے۔ کتاب الٰہی کے لئے یہ دونون باتین ضرور ہین اور انہین لحاظ سے کلام اپنے قائل کی شان بتایا کرتا ہے۔

لعلھم یتقون یہ سب کچھ اسلئے ہے کہ لوگ خدا سے ڈرین تقوی وپرہیزگاری اختیار کرین۔ پہلے تذکرون فرمایا تھا کہ سمجھنے کے بعد تقوی حاصل ہوا کرتا ہے۔

منکرین پر آنے والی بلاؤن کے بیان کرنے کے بعد مناسب ہوا کہ کچھ انکے طریقے کی بھی برائی بیان کرے کہ جسکے سبب انپر یہہ بلائین دنیا وآخرت مین آنے والی ہین فقال ضرب اللہ مثلا رجلا فیہ شرکاء متشاکسون ورجلا سلما لرجل ہل یستویان مثلا الحمد للہ بل اکثرھم لا یعلمون اللہ تعالے تم سے ایک مثال بیان کرتا ہے کہ ایک شخص کے تو چند باہمی ضدی اور مساوی شریک ہین انمین سے اگر ایک کسی کام کو کہتا ہے تو دوسرا اس کے برخلاف حکم دیتا ہے یا ایک اسکے لئے کوئی چیز دینا چاہتا ہے تو دوسرا روک لیتا ہو اور ایک شخص ایک ہی کا ہے یہہ دونون برابر نہین ہوسکتے پہلا بڑی حیرانی وسرگردانی مین ہے دوسرا نہین یہی حال مشرک کا ہے کہ جو کئی معبودون کا بندہ بنا ہوا ہے اور موحد ایک ہی معبود کو مانتا ہے یعنے اللہ کو۔ یہہ شرک اور مشرکون کی برائی مین مثال بیان ہوئی ہے۔

الحمد للہ جب اور کوئی معبود نہین تو سب انعامات وافضال جو بندے پر ہین ایک ہی شخص کی طرف سے ہین یعنی اللہ کی طرف سے پس جسکے انعام ونعما ہین وہی حمد وستایش کا مستحق ہے اور کوئی نہین پس اسی کی حمد اور اسی کا شکر کرنا چاہئے بل اکثرہم لا یعلمون لیکن اکثر وہ مشرک اسبات کو جانتے نہین۔

اور ممکن ہے کہ جسطرح مطالب ثابت کرنے کے بعد کلمات حمد وثنا مستدل زبان پر اظہار مسرت کے لئے اور دشمنون پر فتحیابی ظاہر کرنے کے لئے لایا کرتا ہے اسی طرح الحمد للہ یہان آیا ہو۔

ان بیانات کو تمام کرکے اللہ تعالی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو تسلی اور اطمینان دیتا ہے فقال انک میت وانہم میتون کہ دنیا چند روزہ ہے ایک روز ای نبی علیک السلام تجھے بھی مرنا ہے اور اون کو بھی مرنا ہے مگر خدا تعالے کے پاس جانا ہے ثم انکم یوم القیامۃ عند ربکم تختصمون پھر تم وہان اللہ کے پاس جھگڑوگے حق و باطل وہان ظاہر ہوجاوے گا گو اب دنیا مین یہہ انکار کرتے ہین اور دلائل حقہ مین غور نہین کرتے لیکن مرنے کے بعد سب حال معلوم ہوجاوے گا۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت جو مرنے کا لفظ اطلاق ہوا حالانکہ آپ شہیدون سے رتبہ مین کہین بڑھکر ہین اور شہیدون کی نسبت فرمایا تھا ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا کہ انکو مردہ نہ سمجھ بل احیاء بلکہ وہ زندہ ہین اور اپنے رب کے پاس روزی کھایا کرتے ہین۔ ان دونون باتون مین کچھ تعارض نہین کس لئے کہ وہ حیات اور ہے جسکو حیات ابدی کہنا چاہئے اور یہہ موت عرفی ہے جسمسے روح کی مفارقت۔ اس مسئلہ کی ہم اس آیت کی تفسیر مین تشریح کرچکے ہین۔

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ اِذْ جَآءَهٗ ؕ اَلَيْسَ فِىْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ۝ وَالَّذِىْ جَآءَ بِالصِّدْقِ
پھر اُس سے زیادہ کون ظالم ہے کہ جسنے اللہ پر جھوٹ بولا اور سچی بات کو جب اُسکو پہونچے جھٹلا دیا۔ کیا دوزخ مین منکرون کا ٹھکانا نہین اور جو سچی بات لایا
وَصَدَّقَ بِهٖٓ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۝ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الْمُحْسِنِيْنَ ۝ لِيُكَفِّرَ اللّٰهُ
اور جسنے اُسکو سچا جانا وہی پرہیزگار ہین۔ انکے لئے جو وہ چاہین گے انکے رب کے پاس ہے یہ بدلہ ہے نیک بختون کا تاکہ اللہ دور کرے

عَنْهُمْ اَسْوَاَ الَّذِىْ عَمِلُوْا وَيَجْزِيَهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ الَّذِىْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝
اُنسے اُنکے برے عملون کو اور اُنکے اچھے کامون کا بدلہ دے۔

اذ جاء ظرف لکذب یا لصدق ای کذب القرآن فی وقت مجیئہ ای من غیر تدبر وتفکر مثوی المقام من ثوی یثوی ثواء وثویا مثل مضی مضاء ومضیا اذا قام بہ۔ الذی جاء الموصول فی موضع رفع بالابتداء اولئک الجملۃ خبرہ والمتبدء وان کان مفرد اللفظ ولکنہ فی معنی الجمع لانہ یراد بہ الجنس لیکفر اللام متعلقۃ بمحذوف اسوأ اسم تفضیل وقیل بمعنی السیئ ویجزیہم معطوف علی لیکفر باحسن اضافۃ الشیء الی بعضہ للتوضیح۔

تفسیر

قیامت مین خصومت اور فیصلہ ہونے کا بیان فرماکر نیک و بد دونون فریقون کا حال بیان فرماتا ہے کہ کون حق پر اور مستحق نجات و درجات ہے اور کون ناحق پر اور قابل عذاب ہے؟ فقال فمن اظلم ممن کذب کہ اس سے بڑھکر کون ظالم اور ناحق پرست ہے کہ جو اللہ پر جھوٹھ باندھے کہ اس کے بیٹا ہے اور جورو ہے اور فرشتے اور جن بیٹیان ہین اور فلان فلان کو اسنے اپنے کارخانۂ قضاوقدر کا اختیار دیکر انکی پرستش کی اجازت دی ہے یا فلان باتین حرام اور فلان حلال کی ہین حالانکہ اسنے ایسا حکم نہین دیا بلکہ مشرکون کی عادات کا بیان ہے وکذب بالصدق اور سچی بات کو جھٹلاوے کتاب اللہ اور اُسکے رسول کا انکار کرے اور وہ بھی بے سوچے سمجھے جیسا کہ کفار مکہ کی عادت تھی یا اور جہلا را باء واجداد و رسم و رواج کے بندے ایسا کرتے ہین۔ ثابت ہوا کہ جسکی یہہ صفت ہے وہ ناحق پر ہے اسکی سزا جہنم ہے۔ الیس فی جہنم مثوی للکافرین استفہام کے طور پر سزا کا بیان کرنا اسبات کا اظہار ہے کہ مخاطب کے نزدیک بھی ایسے نالائقون کے جہنمی ہونے مین کوئی کلام نہین۔ گویا انکے مونہہ سے اقرار کرادیا۔ الزام اسکو کہتے ہین۔

والذی جاء بالصدق الخ یہان سے دوسرے فریق یعنی اہل حق کا بیان کرتا ہے کسی کا نام لیکر نہین بلکہ انہین اوصاف کا ذکر کرکے کہ جنکی بابت منکرین کو کلام تھا۔ کہ جو حق بات لایا اور حق کی تصدیق کی۔ بعض مفسرین کہتے ہین ان الفاظ مین خاص خاص شخصون کی طرف اشارہ ہی پھر بعض کہتے ہین جاء بالصدق سے مراد نبی علیہ السلام ہین کہ وہ حق بات دین اسلام اور قرآن دنیا مین خدا کی طرف سے لائے وصدق سے مراد ابوبکرؓ یا تمام اہل اسلام یا حضرت علی ہین مگر صحیح ترین ہے کہ آیت عام ہے گو اسمین یہہ حضرات بھی بطریق اولے داخل ہین بلکہ جو کوئی کلمہ توحید کی طرف بلاوے اور احکام الٰہی بتاوے اور جو کوئی اس کو قبول کرے اولئک ہم المتقون وہی لوگ پرہیزگار خدا ترس ہین۔ یہہ صاف صاف انکے اہل حق ہونے کی شہادت دیگئی اور اس طرح پر کہ جسکو ہر صاحب طبع سلیم مان سکتا ہے۔ آیت مین صرف اعتقادیات کی درستی پر متقی ہونے کا حکم نہین دیا گیا ہے بلکہ اسمین عملیات بھی داخل ہین کس لئے کہ کامل تصدیق اور پورا حق کا لانا بغیر اسکے نہین کہ ان باتو پر عمل بھی کرے۔ لہم ما یشاؤن الخ یہہ انکی جزا بیان ہوتی ہے جو مرنے کے بعد ملے گی کہ وہ جو چاہین گے اپنے رب کے یہان پاوینگے اسمین سب چیزین آگئین ذلک جزاء المحسنین یہہ بدلہ ہے نیکون کا اور یہہ بدلہ اسلئے دیا کہ لیکفر اللہ اللہ ان سے جو کچھ بشریت سے خطائین ہوگئین معاف کرے اور لفظ اسوأ اشارہ کرتا ہے کہ بڑے گناہ بھی معاف کردے گا اور ان کے اچھے کامون کا بدلہ دیگا انکو برباد نکریگا۔ یہہ قطعی فیصلہ سنادیا گیا۔

اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ ۭ وَيُخَوِّفُوْنَكَ بِالَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ۝ وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّضِلٍّ ۭ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِعَزِيْزٍ ذِي انْتِقَامٍ ۝ وَلَىِٕنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۭ قُلْ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ

کیا اللہ اپنے بندے کیلئے کافی نہیں۔ اور تجھکو اوروں سے ڈراتے ہیں۔ اور جسکو اللہ گمراہ کرتا ہے پھر اسکے لئے کوئی ہدایت کرنے والا نہیں۔ اور جسکو اللہ ہدایت کرتا ہے پھر اسکو کوئی گمراہ کرنے والا نہیں۔ کیا اللہ نہیں ہے زبردست بدلہ لینے والا اور اگر تو انسے پوچھے کہ کسنے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا تو کہدینگے اللہ نے۔ کہہ پہلا دیکھو تو جنکو کہ تم پکارتے ہو

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِيَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖٓ اَوْ اَرَادَنِيْ بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ ۭ قُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ۭ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ۝ قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰي مَكَانَتِكُمْ اِنِّىْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ

اللہ کے سوا اگر اللہ مجھے کوئی تکلیف دینا چاہے تو کیا وہ اسکی تکلیف کو دور کرسکتے ہیں یا وہ مجھ پر مہربانی کرنا چاہے تو کیا وہ اُسکی مہربانی کو روک سکتے ہیں۔ کہہ مجھکو اللہ کافی ہے۔ اُسی پر توکل کرنے والے توکل کرتے ہیں۔ کہہ اے میری قوم تم کام کئے جاؤ اپنی جگہ پر میں بھی کر رہا ہوں پھر تمکو معلوم ہوجاویگا کہ کسپر عذاب آتا ہے اسکے رسوا کرنیکو اور کسپر دائمی عذاب اترتا ہے

تفسیر

کفار مکہ کا اپنے معبودوں کی نسبت اعتقاد بڑھا ہوا تھا انکو نافع وضار جانتے تھے اور یہ بھی سمجھتے تھے کہ جو انکو نہیں مانتا اسکو برباد کردینگے حاسدوں کا بھی کالی بھوانی وغیرہا کی نسبت ایسا ہی اعتقاد ہے اس لئے وہ اپنے معبودوں کی برائی سنکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ڈرایا کرتے تھے چنانچہ عبدالرزاق نے معمر سے نقل کیا ہے کہ مجھے ایک شخص نے بیان کیا ہے کہ مشرکین نے حضرت سے کہا تھا یا تو ہمارے معبودوں کی برائی سے باز آ ورنہ ہم اُنسے کہدینگے وہ تمکو سزا دینگے۔

اسلئے اللہ تعالیٰ اس خیال کے غلط کرنیکو اول اپنی مدد اور حمایت کا بھروسہ دلاتا ہے فقال الیس اللہ بکاف عبدہ کہ کیا خدا اپنے بندہ کی مدد کو کافی نہیں؟ یعنی کافی ہے ہر مہمات اور ہر بات میں وہی بس کرتا ہے اوسپر بھروسہ کرنا چاہیئے اسکے بعد انکی تخویف کا ذکر کرتا ہے فقال ویخوفونک بالذین من دونہ کہ ای نبی تمکو اللہ کے سوا اور معبودوں سے ڈراتے ہیں۔ حالانکہ یہ ڈرانا انکی گمراہی اور خیالات فاسدہ کا نتیجہ ہے جو خدا کی تقدیر ازلی سے انکو دیگئی ہے اسبات کو اس جملہ میں بیان فرماتا ہے ومن یضلل اللہ فما لہ من ہاد کہ انکو خدا نے گمراہ کردیا ہے پھر کون ہدایت دیسکتا ہے؟ اور اہل ایمان کو اللہ نے ہدایت دی ہے وہ اپنے حقیقی معبود پر بھروسہ رکھتے ہیں اسلئے نافع وضار سمجھتے ہیں ومن یہد اللہ فما لہ من مضل اور اللہ جسکو ہدایت دیگا اسکو کون گمراہ کرسکتا ہے الیس اللہ بعزیز ذی انتقام کیا اللہ زبردست بدلہ لینیوالا نہیں ہے کیونکر نہیں پھر اسکے دوستوں کو کوئی کیا تکلیف دیسکتا ہے وہ انہیں کو غارت کردے گا۔

اسکے بعد انکے اس اعتقاد فاسد کی خرابی بیان کرتا ہے فقال ولئن سالتہم من خلق السماوات والارض کہ اگر تو اے نبی یا ہی مخاطب سے یہ پوچھے کہ آسمانوں اور زمین کو کسنے بنایا تو وہ کہینگے اللہ نے۔ (یہ اسلئے کہ اسبات کا علم انکی فطرت میں تھا) اسبات سے انکو سمجھایا گیا ہے کہ جب اللہ آسمانوں اور زمین کا خالق ہے تو اسکے سوا اور کون ہے جو نفع ونقصان دیسکے۔ پھر انسے کیوں ڈرتے اور کو کیوں ڈراتے ہو؟۔ دوسری دلیل اسبات پر انکے روزمرہ کے حالات سے بیان فرماتا ہے قل افرءیتم ما تدعون انکہ انسے یہ پوچھ کہ اگر خدا تعالیٰ مجھے کوئی ضرر دینا چاہے تو تمہارے معبود جنسے وہ کون ہے جو اسکو دور کردیگا؟ کیسلئے کہ وہ سب پر غالب اور سب پر اسیکا حکم نافذ ہے یا وہ مجھے کوئی بھلائی دینی چاہے تو کون اسکو روک سکتا ہے حجت تمام کرکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیتا ہے کہ قل حسبی اللہ کہدے مجھے اللہ بس کرتا ہے علیہ یتوکل المتوکلون اسی پر توکل کرنے والے توکل یعنی بھروسہ اور اعتماد کرتے ہیں توکل اللہ پر بھروسہ کرنا اسی کو کارساز جاننا عام ہے کہ اسباب کو عمل میں لایا جاوی یا نہیں اسکے بعد قوم کو آئندہ آنے والی مصیبت سے متنبہ کرتا ہے قل یا قوم کہ کہدے اے میری قوم اپنی جگہ پر جو کرتے ہو کرو میں بھی جو کرتا ہوں کر رہا ہوں تمکو ابھی معلوم ہوجاویگا کہ کسپر دنیا میں رسوا کرنے والا عذاب آتا ہے چنانچہ کفار پر قحط اور بدر کا واقعہ آیا اور کسپر مرنیکے بعد عذاب دائمی اترتا ہے؟

إِنَّا أَنزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ فَمَنِ اهْتَدَىٰ فَلِنَفْسِهِ وَمَن ضَلَّ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا وَمَا أَنتَ عَلَيْهِم بِوَكِيلٍ ۝

لوگون کے لئے تجھ پر برحق کتاب نازل کی ہے پھر جو کوئی راہ پر آیا تو اپنے بھلے کیلئے اور جو کوئی گمراہ ہوا تو وہ صرف اپنے خراب ہونے کے لئے گمراہ ہوتا ہوا اور تو انکا ذمہ دار نہین ۔

ع ۱۰ ۱

ترکیب

للناس متعلق بانزلنا بالحق حال من الفاعل او المفعول بہ ای متلبسا بالحق فمن شرطیۃ وجوابہ فلنفسہ ومن موصولۃ مبتدء فانما یضل الجملۃ خبرہ ۔ وما انت جملۃ مستانفۃ ویمکن ان یکون حالا من فاعل یضل

تفسیر

پچھلی آیتون مین خدا تعالی نے مشرکین کے مذہب کو کبھی تو دلائل و بینات سے باطل کیا کبھی امثال بیان کرکے اسکی خرابی ظاہر فرمائی اور کبھی دنیا و آخرت مین بلاؤن اور عذاب کی سزا سے ڈرایا مگر اسپر بھی وہ کور باطن نہ مانتے تھے اور نبی کو بہدردی کا جوش جو انکو جہنم مین گرتے دیکھتا تھا چین نہ لینے دیتا تھا اور آپکو سخت رنج ہوتا تھا اسلئے اللہ تعالی اس آیت مین آپکو اطمینان دلاتا ہے فقال انا انزلنا الخ کہ اے نہ کسی اور نے لوگون کی رہنمائی کے لئے دنیا مین کتاب نازل کردی ہے یعنی قرآن مجید جو سعادت و شقاوت بیان کرنے مین صاف صاف ہے اور جمیع ضروریات کے لئے دستور العمل آسمانی ہے اور قرآن بھی کیسا نازل کیا باحق سچائی اور خوبی کے ساتھ ہر عقلمند غور کرکے کہہ سکتا ہے کہ یہ آسمانی کتاب ہے اور تمام اگلے نوشتون کا لب لباب ہے اب اسکے بعد جو کوئی رستے پر آوے اور نیک روی اختیار کرے تو اپنے فائدہ کے لئے کرتا ہے اور جو کوئی نہ مانے گمراہی اور کجروی اختیار کرے تو اپنے لئے آپ برباد ہوگا وما انت علیہم بوکیل اور اے نبی آپ انکے ذمہ دار نہین ہین آپ کا کام صرف تبلیغ کرنا ہے سو آپ بخوبی کرچکے اور کر رہے ہین ۔ اسی قسم کے مضامین اور کئی جگہ قرآن مجید مین آئے ہین ۔

فلعلک باخع نفسک علی آثارہم ان لم یؤمنوا بہذا الحدیث اسفا ۔ وقال فلعلک باخع نفسک الایکونوا مومنین ۔ وقال فلا تذہب نفسک علیہم حسرات ۔

ف بعض مفسرین کہتے ہین یہہ آیت منسوخ ہے آیت سیف سے کیونکہ آیت سیف مین اللہ نے اپنے رسول کو حکم دیا ہے کہ جب تک لوگ توحید و رسالت کا اقرار نکرین یعنی دنیا مین آسمانی سلطنت نہ قائم کرلین تلوار سے کام لین یعنی حقوق الٰہی کا مطالبہ بالجبر کرین ۔ مگر تحقیق یہہ ہے کہ دونون آیتون مین کوئی تعارض نہین پھر خواہ مخواہ نسخ کا قائل ہونا ایک بیکار خیال ہے کس لئے کہ آیت سیف مین قتال کا حکم بجائے خود ہے اور یہان اسکی ممانعت نہین صرف آپ کی تسلی ہے اور انکی بدبختی کا اظہار ہے ۔

پہلے آیا تھا ومن یضلل اللہ فمالہ من مضل جس سے ثابت ہوتا تھا کہ اللہ تعالی گمراہ کرتا ہے اور یہان آیا ہے جو کوئی آپ گمراہ ہوتا ہے اس کا جواب ہم کئی جگہ مفصلا دیچکے ہین کہ اللہ کی طرف ہدایت و ضلالت کا نسبت کرنا باعتبار حکم ازلی و نوشتہ قضا و قدر کے ہے اور بندے کی طرف اسکے کسب اور اسباب ہدایت و ضلالت کے عمل مین لانیکی وجہ سے اور اسی طرح ہدایت و ضلالت کبھی اسکے اسباب کی طرف بھی نسبت کی جاتی ہے کہتے ہین قرآن یا نبی یا فلان عالم نے ہدایت دی شیطان یا فلان ملحد کافر نے گمراہ کردیا ۔

اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْاُخْرٰى اِلٰٓى

اللہ قبضہ مین کرلیتا ہی روحون کو انکے موت کے وقت اور جو نہین مری انکو خواب مین پھر جنپر موت کا حکم ہوچکا انکو شہرا لیتا ہی اور دوسرو کو چھوڑ دیتا ہی ایک

اَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝

مقرر وقت تک - بیشک اسمین بڑی نشانیان ہین ان کے لئے جو غور کرتے ہین

✣ تفسیر ✣

ہدایت کو حیات سے مشابہت ہے اور گمراہی کو موت سے اب اسبات کو ثابت کرتا ہی کہ حکم قضا و قدر کے ہاتھ مین ہدایت و ضلالت ہے جیسا کہ موت و حیات جسطرح اللہ تعالیٰ نفوس کو موت کے وقت اور نہ خواب کے وقت اپنے ہاتھ مین لے لیتا ہے پھر جسکو چاہتا ہی بیدار کرتا ہی حیات دیتا ہی جسکو چاہتا ہی سوتے ہی مین موت دیتا ہی اسی طرح ہدایت بھی اپنے قبضہ مین ہی اسلئے اِن آیات مین اللہ تیوفی الانفس فرمایا یون کہ جسطرح اور دلائل سے اپنی خداوندی و جبروت کا ثبوت کیا تھا اسجگہ انسان کی روزمرہ حالت خواب و بیداری سے اپنی قدرت کاملہ کا ثبوت کرتا ہی اور اسمین حشر و نشر کا نمونہ اور دنیا کا خواب و خیال ہونا تبلاتا ہی -

فقال اللہ تیوفی الانفس حین موتہا کہ موت کے وقت اللہ ہی روحون کو قبض کرتا ہے اور بدنسے نکالتا ہی والتی لم تمت اور جو ہرے نہین انکو نفی منامہا انکے خواب کے وقت قبض کرتا ہی تصرف ظاہری نہین کرنے پاتے کھانا پینا دیکھنا چلنا لینا دینا کچھ انسے نہین ہوتا مردے کی طرح پڑے رہتے ہین - فیمسک التی قضی علیہا الموت پھر جنپر موت کا حکم لگ چکا ہوا انکو روک لیتا ہی پھر اس بدن کی طرف دنیا مین آنے نہین پاتے ویرسل الاخری الی اجل مسمّی اور دوسرونکو (یعنی جنکو خواب مین قبض کیا تھا) ایک وقت معین تک چھوڑتا ہی یعنی بدن سے تصرفات کرنے لگتے ہین بیدار ہوکر وقت خاص تک یعنی موت تک -

واضح ہو کہ نفس انسانی ایک جوہر نورانی روحانی ہے جب اسکا بدن سے تعلق ہوتا ہی تو اسکی روشنی تمام بدن کے اجزا مین پھیلتی ہی اور اسکو زندگی یا حیات کہتے ہین اور جب اسکا بدنسے بالکل تعلق منقطع ہوجاتا ہی ظاہر اور باطن سے تو وہ نورانیت جمیع اجزاء بدنسے منقطع ہوجاتی ہے اسکو موت کہتے ہین اور خواب کے وقت اسکی روشنی صرف ظاہر بدن سے منقطع ہوجاتی ہے مگر باطن مین رہتی ہی - صرف موت اور خواب مین اتنا فرق ہی کہ موت مین انقطاع کلی ہوجاتا ہی اور خواب مین انقطاع ناقص ہوتا ہی بعض وجوہ سے اس لئے کہتے ہین مرا سو یا برابر ہوتا ہی - اس سے ثابت ہوا کہ اس قادر عالم حکیم نے نفس کا بدن کے ساتھ تین طرح پر تعلق قائم کیا ہی (۱) ایک یہہ کہ اسکی روشنی ظاہر و باطن مین برابر پہونچے اسکو بیداری کہتے ہین (۲) یہہ کہ صرف ظاہر مین بعض وجوہ سے روشنی نہو اسکو نوم یا خواب کہتے ہین (۳) یہہ کہ اسکی روشنی بالکل منقطع ہوجاوے اسکو موت کہتے ہین - اور ایسی تدبیر عجیب کا صدور بجز قادر علیم حکیم کے اور سے ناممکن ہی اور یہی مراد ہے اس قول سے ان فی ذلک لایات لقوم یتفکرون پس ایسے کی پرستش کرنی چاہئے نہ اسکی کہ جو خود بیس و بے قدرت ہو -

الایات مین اسطرف بھی اشارہ ہی کہ شب کو سنا ٹا ہوجاتا ہی گویا تمام شہر مرگیا جدھر دیکھو سناٹا ہی صبح کو صبح حشر کی طرح پر رونق ہا ہو شور ہوجاتا ہی اور نیز اسطرف بھی کہ انسان اپنے مرنے کے وقت کو ایسا سمجھے کہ جیسا خواب باتین کرتے کرتے آنکھ بند ہوجاتی ہی اسیطرح جن اشغال مین مرتا ہی انہین مین موت آجاتی ہے اور نیز احادیث صحیحہ مین اُن دعاؤن کا پڑھنا آیا ہی جو اسکی موت کو یاد دلاتے ہین اور توبہ و استغفار بھی ضروری ہی اور اسطرف بھی کہ یہہ زندگی ایک خواب سا ہی ۵ دا کہ وہی کہ وقت مرگ ثابت ہوا خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

أَمِ اتَّخَذُوا مِن دُونِ اللَّهِ شُفَعَاءَ قُلْ أَوَلَوْ كَانُوا لَا يَمْلِكُونَ شَيْئًا وَلَا يَعْقِلُونَ ۝ قُل لِّلَّهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيعًا لَّهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ
کیا انہوں نے اللہ کے سوا اور سفارشی بنا رکھے ہیں - کہدا گرچہ وہ کچھ بھی اختیار نہ رکھتے ہوں اور کچھ عقل نہ رکھتے ہوں تو بھی کہہ ہر طرح کی حمایت اللہ ہی کے اختیار میں ہے اسکے لئے ہی
وَالْأَرْضِ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۝ وَإِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَحْدَهُ اشْمَأَزَّتْ قُلُوبُ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ ۖ وَإِذَا ذُكِرَ الَّذِينَ
آسمانوں اور زمین کی بادشاہت پھر تم اسکے پاس جاؤ گے اور جب کیلے اللہ کا نام لیا جاتا ہے تو جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے انکے دل نفرت کرنے لگتے ہیں - اور جب اسکے سوا
مِن دُونِهِ إِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُونَ ۝ قُلِ اللَّهُمَّ فَاطِرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ أَنتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ
اور وں کا نام لیا جاتا ہے تبھی وہ خوش ہو جاتے ہیں - تو کہہ اے اللہ آسمانوں اور زمین کے بنانے والے چھپے اور کھلے کے جاننے والے تو ہی فیصلہ کریگا اپنے بندوں میں
فِي مَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۝ وَلَوْ أَنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا وَمِثْلَهُ مَعَهُ لَافْتَدَوْا بِهِ مِن سُوءِ الْعَذَابِ
ان باتوں کا کہ جنمیں وہ جھگڑ رہے ہیں اور اگر ظالموں کے پاس ہو جو زمین میں ہے تمام اور اسی قدر اسکے ساتھ اور ہو تو قیامت کے برے عذاب کو معاوضہ میں
يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ وَبَدَا لَهُم مِّنَ اللَّهِ مَا لَمْ يَكُونُوا يَحْتَسِبُونَ ۝ وَبَدَا لَهُمْ سَيِّئَاتُ مَا كَسَبُوا وَحَاقَ بِهِم مَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ
دنیا چاہیں گے اور اللہ کی طرف سے انکو ظاہر ہو جاویگا جسکا انکو گمان ہی نہ تھا - اور برے کاموں کی برائی انپر ظاہر ہو جاویگی اور اور انکو آگھیریگا وہ کہ جسپر وہ ہنسی کیا کرتے تھے

ام منقطعۃ بمعنی بل - اولوکان الہمزۃ للانکار والواو للعطف علی محذوف مقدر ای شیفعون ولوکانوا الخ وجواب لو محذوف ای وان کانوا بہذہ الصفۃ تتخذونہم - جمیعا حال من الشفاعۃ والشفاعۃ مصدر یطلق علی الواحد والکثیر ولہذا صح وقوع الحال بجمیع منہ وحدہ انتصابہ علی الحال عند یونس وعلی المصدر عند الخلیل وسیبویہ - اشمأزت الاشمئزاز النفور والانقباض - فاطر السموات منصوب علی النداء عالم الغیب بدل منہ او صفۃ للذین تبران مافی الارض اسمہا جمیعا حال منہ ومثلہ معطوف علی ما ولذا انتصب لافتدوا جواب لو -

تفسیر

بیان سابق کے بعد مشرکین یہہ کہتے تھے کہ ہم ان بتوں کو یا وہ کہ جنکے نام کے بت ہیں خدا اور خالق و مالک سمجھکر نہیں پوجتے بلکہ انکو شفیع اور کارکن جانکر اور اگر مشرکون کا مخلوق پرستی کے لئے یہی حیلہ ہوا کرتا ہو اسکے جواب میں فرماتا ہو ام اتخذوا من دون اللہ شفعاء الخ کہ کیا انکو شفیع سمجھ لیا ہو کہدا گر وہ ذی روح ہیں تو لایملکون شیئا انکے بس میں کچھ بھی نہیں اسکی اجازت بغیر کوئی کچھ بول بھی نہیں سکتا اور اگر وہ بت ہیں تو لایعقلون وہ بجس وحرکت وبے عقل ہیں اور ہر قسم کی شفاعت اللہ کے اختیار میں ہے اور حمایت بھی اسی کے بس میں ہے - اسی کے بس میں اور قبضہ اور ملک میں آسمان وزمین ہے اور سب کو اسی کے پاس جانا ہو پھر اسیکو پکارو پوجو -

واذا ذکر اللہ وحدہ یہہ مشرکونکی بدعادت اور بے انصافی کا بیان ہو کہ جب صرف اللہ کا ذکر کیا جاتا ہو تو آخرت کے منکر چڑتے ہیں اور جلتے ہیں اور جب اور دو انکو یعنے انکے معبود دونکا ذکر کیا جاتا ہے تو اسی وقت خوش ہو جاتے ہیں - انکے اس اصرار وجہل پر آنحضرت صلعم کو یہہ معاملہ خدا کے سپرد کرنے کا حکم دیا دعا اور اسکے اوصاف حمیدہ کے پیرایہ میں فقال قل اللہم فاطر السموات کہ کہدے ای اللہ تو آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنیوالا چھپی اور کھلی چیز دونکا جاننے والا ہے دلوں کے راز تجھہ آشکارا ہیں آج جس بات میں تیرے بندے جھگڑتے ہیں انکا تو فیصلہ کریگا کہ موحد برحق ہے یا مشرک اسمیں بھی مخالف کے دلپر اپنے وثوق جتلانے کے ذریعہ سے بڑا اثر ہوتا ہی آخرت کے فیصلہ کا حوالہ دینے کے بعد وہان جو کچھ انپر پیش آویگا اسکا ذکر کرتا ہے ولوان للذین الخ کہ ظالمون کے پاس اگر تمام دنیا کی نعمتیں ہون اور اسکے ساتھہ اسی قدر اور بھی ہون تو ان سب کو دیکر عذاب قیامت سے چھٹنا قبیت جانیں گے وبدا لہم اور اللہ کی طرف سے انکے لئے وہ مصیبت ظاہر ہوگی کہ جسکا انکو گمان بھی نہ تھا وبدا لہم سیئات اور انکے حرکات ناشائستہ کی برائی انکے پیش آویگی اور جس عذاب جہنم اور آخرت کے معاملات پر وہ ہنسی کیا کرتے تھے وہ انپر نازل ہوگا -

فَإِذَا مَسَّ الْإِنسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا ثُمَّ إِذَا خَوَّلْنَاهُ نِعْمَةً مِّنَّا قَالَ إِنَّمَا أُوتِيتُهُ عَلَىٰ عِلْمٍ ۚ بَلْ هِيَ فِتْنَةٌ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ

پھر جب آدمی پر کوئی دکھ پڑتا ہے تو ہمکو پکارتا ہے پھر جب ہم اُسکو اپنی نعمت عطا کرتے ہیں تو کہتا ہے یہ تو مجھکو میری عقل سے ملی ہے بلکہ یہ نعمت آزمایش ہے ولیکن ان میں کے اکثر جانتے نہیں

قَدْ قَالَهَا الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ فَمَا أَغْنَىٰ عَنْهُم مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ فَأَصَابَهُمْ سَيِّئَاتُ مَا كَسَبُوا ۚ وَالَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْ هَٰؤُلَاءِ

یہی بات اِن سے پہلے لوگوں نے بھی کہی تھی پھر اُنکی کارروائی اُنکے کچھ کام نہ آئی پھر اُنپر اُنکے اعمال کی بُرائی آپڑی اور جو اُن لوگوں میں سے ظالم ہیں

سَيُصِيبُهُمْ سَيِّئَاتُ مَا كَسَبُوا ۚ وَمَا هُم بِمُعْجِزِينَ أَوَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ وَيَقْدِرُ ۚ إِنَّ فِي

اُنپر بھی اُنکے اعمال کی بُرائی آپڑیگی ہے اور وہ ہمکو کچھ عاجز نہیں کرسکیں گے کیا وہ نہیں جانتے کہ اللہ جسکے لئے چاہتا ہے روزی فراخ کرتا ہے اور جسکے لئے چاہتا ہے تنگ کرتا ہے

ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ

اسمیں ایمان داروں کے لئے نشانیاں ہیں

ع ۵

نعمۃ نصبہا علی الحال ای نعمۃ کائنۃ منا واوتیتہ الضمیر یرجع الی النعمۃ وہی مونثۃ لفظا ولکن یراد بہا الشیٔ ہذا علی ان تکون ما نافیۃ او علی علم حال من المرفوع او المنصوب ۱۲ ان جعلت ما موصولۃ فالضمیر الی ما الموصولۃ وعلی علم خبرہ قد قالہا الضمیر الی الجملۃ وہی قولہ انما الخ

تفسیر

یہان سے مشرکین کی ایک اور عادت بیان فرماتا ہے فقال فاذا مس الانسان کہ جب انمیں سے کسیکو کوئی تکلیف پہنچتی ہے بیمارئی یا رزق کی تنگی وغیرہ تو خدائے تعالی کو پکارتا ہے اور جب خدا اُسپر فضل کرتا ہے اور راحت اور آسایش دیتا ہے تو اُسکو اپنی دانائی یا تدابیر اور کوشش کیطرف منسوب کرتا ہے فرماتا ہے بل ہی فتنۃ بلکہ یہ اُسکے حق میں خدائیتعالی کیطرف سے آزمایش ہے لیکن اکثر جانتے نہیں فرماتا ہے قد قالہا الذین کہ یہ کوئی نئی بات نہیں اِنسے پہلے لوگ بھی جو نعمت دیئے گئے تھے اور خدا تعالی سے تکبر کرتے اور ناشکری میں مبتلا تھے ایسا کہہ چکے ہیں قارون فرعون وغیرہ فما اغنی عنہم پھر اُنپر اُنکی ناشکری سے بلا نازل ہوئی جسکا دفعیہ اُنکی تدبیر و دانش کہ جس کیطرف وہ نعمت کو منسوب کیا کرتے تھے کچھ بھی نکر سکی آخر فاصابہم سیئات ما کسبوا اُنکے بدکام کا بُرا نتیجہ اُنکے سامنے آیا نہ وہ رہے اور نہ اُنکا ملک و مال نہ جاہ و سلطنت بُرے کام اور بدکاری مصیبتوں کے لباس میں پیش آئی اُن کی سب تدبیریں اُلٹ گئیں ۔

اور زمانہ حال کے لوگ یہ خیال نکریں کہ یہ اُن پہلے لوگوں کے لئے ہوا اور اُنکے نقصوں کو افسانے سمجھکر غافل ہوجاویں بلکہ والذین ظلموا من ہؤلاء ان میں سے جو بدکار ستمگار رہیں اُنپر بھی اُنکے اعمال بدکا بُرا اثر پڑے گا اور اُنکا کوئی زور نہ چلے گا ۔

انسان جو کام کرتا ہے اُسکا ضرور ایک اثر ہوتا ہے خواہ نیک خواہ بد اگر اِس نے بدکام کو توبہ ندامت استغفار کے صابن سے نہ دھویا یا اُسکی مکافات میں کوئی عمدہ اور خدا پسند کام نہیں کیا جو اُس بُرے کام کے اثر کو رد کے تو ضرور اُسپر اُسکام کا بُرا نتیجہ کسی مصیبت کی شکل میں ظہور کرے گا کسیقدر دنیا میں ورنہ زیادہ تر آخرت میں ۔ یہ بڑی مجرب بات ہے اسمیں ذرا بھی شبہ نہیں

او لم یعلموا الخ یہان سے یہ بات بتلاتا ہے کہ وہ ناسپاس جو اِس نعمت کو جو دراصل اُنکے حق میں فتنہ ہے اپنی تدبیر اور دانش کا نتیجہ اور خدائیتعالی کی خوشنودی کا باعث جانتے ہیں غلط خیال ہے کیونکہ وہ خود جانتے ہیں کہ رزق و دولت کی کشایش ان باتوں پر موقوف نہیں بہت سے عاقل اور صاحب کمالات کو بہت سے باخدا دنیا میں عُسرت کے ساتھ زندگی بسر کرگئے ہیں اور بہت سے جہلا اور بے علموں اور بدکاروں کو مال و دولت و سلطنت و ثروت ملگئی ہے ؎ اگر روزی بدانش برفزودی ۔ نزادان تنگ روزی بودے ۔ اسمیں یاداروں کے لئے اُسکی قدرت کے بڑے نشان

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ

میری طرف سے کہدے کہ میرے گناہگار بندوں — اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہونا — کیونکہ اللہ سب گناہ معاف کر دیتا ہے — بیشک وہ بڑا معاف کرنے والا مہربان ہے

وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ۝ وَاتَّبِعُوْٓا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ

اور اپنے رب کیطرف رجوع کرو اور اسکی اس سے پہلے فرماں برداری کرو کہ تم پر عذاب آ جائے پھر تمھاری مدد نہ کیجائے — اور اس عذاب سے پہلے جو تمھارے رب کے پاس سے تمھارے پاس بھیجی گئی اسکے

اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝ اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ يّٰحَسْرَتٰى عَلٰي مَا فَرَّطْتُّ فِيْ جَنْۢبِ اللّٰهِ وَاِنْ كُنْتُ لَمِنَ السّٰخِرِيْنَ ۝

کو یکایک تم پر عذاب لیکر اور تمکو خبر بھی نہو — (یہ اسلئے کہ کل) کوئی نہ کہنے لگے افسوس میں نے اللہ کیطرف سے بڑی کوتاہی کی — اور میں تو ہنسی کرتا رہا

اَوْ تَقُوْلَ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ هَدٰىنِيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۝ اَوْ تَقُوْلَ حِيْنَ تَرَى الْعَذَابَ لَوْ اَنَّ لِيْ كَرَّةً فَاَكُوْنَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ بَلٰى قَدْ جَاۗءَتْكَ

یا یہ کہنے لگے کہ اگر اللہ مجھے ہدایت کرتا تو میں بھی پرہیزگار ہو جاتا — یا عذاب دیکھتے وقت یہ کہنے لگے کہ کاش مجھے بار دیگر دنیا میں بھیجا جاوے تو میں بھی نیک چلنوں (احسان والوں) میں ہو جاؤں

اٰيٰتِيْ فَكَذَّبْتَ بِهَا وَاسْتَكْبَرْتَ وَكُنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۝

تیرے پاس میری آیتیں آئیں پھر تو نے انکو جھٹلایا اور تکبر کیا اور منکر ہو گیا

ان تقول مفعول له ای کراهة ان تقول. وقال الکوفیون لئلا تقول
حسرتی الالف مبدل من یاء المتکلم وان کنت ان مخففة من الثقیلة ای انی

تفسیر

وعید کے بعد اپنے بندوں سے مغفرت کا وعدہ فرماتا ہے جیسا کہ قرآن مجید کی عادت ہے مقال قل یا عبادی الذین اسرفوا الخ کہ اے میرے محمد سے ان بندوں سے کہدے کہ جنھوں نے اپنے لئے زیادتی کی ہے یعنی گناہ کئے ہیں کہ وہ اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہوویں کیونکہ وہ سب گناہ بخشدیتا ہے وہ بڑا معاف کرنے والا مہربان ہے۔

بعض مفسرین کہتے ہیں اسکے یہ معنی ہیں کہ گناہ گار یہ سمجھیں کہ اب کسی طرح سے ہمارے گناہوں کی خدا تعالیٰ کے یہاں معافی ہی نہیں بلکہ وہ غفار ہے جو کوئی گناہ کر چکا صغیرہ یا کبیرہ کفر و شرک سبکو توبہ کے بعد وہ معاف کر دیتا ہے۔

بعض کہتے ہیں عبادی سے مراد ایماندار ہیں انکے گناہ جو بغیر توبہ کے بھی بخشدیگا یا تو بالکل سزا نہ دنیا میں نہ آخرت میں یا کچھ سزا دیکر پھر گناہوں سے مراد کبائر ہیں۔ بخاری نے روایت کیا ہے کہ چند مشرکوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ جسنے زنا و قتل کیا اور بہت کچھ کیا پھر تیرے دین کو خوشیار کر لیتے اگر ہمارے گناہوں کا کفارہ ہوتا تب یہ آیت الذین لا یدعون الخ اور یہ آیت قل یا عبادی الخ نازل ہوئی

اسلے بعد انکو خدا تعالیٰ کیطرف رجوع کرنے اور فرمان بردار ہونیکا حکم ہوتا ہے وانیبوا الی ربکم الخ کہ اپنے رب کیطرف رجوع کرو اور اسکا حکم مانو عذاب آنیسے پہلے اور قرآن کی عمدہ باتوں اور احکام محکمہ پر چلو اس سے پہلے کہ دفعتہ تم پر عذاب آ جاوے اور تمکو خبر بھی نہو اور پھر حسرت و ندامت کرنے لگو کہ افسوس میں نے اللہ کیطرف سے بڑی کوتاہی کی اور میں تمسخر ہی کرتا رہا (الجنب والجانب بمعنی جہۃ الشیء واطلاقہ علی الطاعۃ مجاز) یا یہ کہنے لگے کہ اگر مجھے اللہ ہدایت کرتا تو پرہیزگار ہو جاتا یا قیامت کے دن اور مرنیکے بعد عذاب دیکھکر یہ کہنے لگے کہ اگر مجھے بار دگر دنیا میں بھیجا جائے تو نیکی کروں اور اسکے جواب میں اسکو یہ کہا جائے بلی قد جاءتک الخ کہ تیرے پاس ہماری آیتیں آئیں تو نے انکو جھٹلایا اور سرکشی کی اور انکار کیا کفر کیا اب تیرا کوئی عذر مسموع نہیں نہ تجھکو کوئی عذر کرنے کی جا ہے۔

وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَرَى الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلَى اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ ؕ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝ وَيُنَجِّي اللّٰهُ

اور قیامت کے روز تو دیکھیگا اُن لوگوں کو کہ جنہوں نے اللہ پر جھوٹ بنایا اُنکے مُنہ سیاہ ہونگے کیا جہنم میں غور کرنے والوں کا ٹھکانا نہیں ؟ اور اللہ

الَّذِيْنَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ ۚ لَا يَمَسُّهُمُ السُّوْٓءُ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۫ وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ۝ لَهٗ مَقَالِيْدُ

پرہیزگاروں کو اُنکے امن کجگہ پہنچا دے گا کہ اُنکو تکلیف نہ پہنچے گی اور نہ وہ غمگین ہونگے اللہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اور وہ ہر چیز کا نگہبان ہے آسمانوں اور

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝

زمین کی کنجیاں اُسیکے ہاتھ میں ہیں۔ اور جو اللہ کی آیتوں کے منکر ہوئے وہی نقصان میں پڑے ہیں

وجوھہم مبتدء مسودۃ خبرہ الجملۃ فی موضع الحال ہذا قول الاخفش ہذا علی تقدیر ان تکون تری من رویۃ البصر تہ وان کانت قلبیۃ فہی مفعول ثان بمفازتہم قرا الجمہور علی الافراد قال المبرد المفازۃ مفعلۃ من الفوز وہو السعادۃ مصدر میمی من الفوز وہو الظفر وقرئ بمفازاتہم جمع مفازۃ کسعادۃ وسعادات لاعتبار الانواع والمعنی ننجیہم بفوزہم ای بنجاتہم من النار وفوزہم بالجنۃ لا یمسہم الجملۃ مفسرۃ بمفازتہم او منصوبۃ علی الحال من الذین اتقوا او مقالیدہ جملۃ مستانفۃ قال الجوہری الاقلید المفتاح والمقالید جمع وقیل لا واحد لہ

تفسیر

یہ اُنکی ایک اور سزا بیان فرماتا ہے ویوم القیامۃ ترا کہ اللہ پر جھوٹ بولنے والوں کا قیامت میں مُنہ سیاہ ہوگا۔ کذب کہتے ہیں خلاف واقع کوئی خبر دینا بعض کہتے ہیں اس میں یہ بھی شرط ہے کہ قصداً ہو۔ اللہ پر جھوٹ بولنے سے مراد خدا کی مرضی اور اصل واقعہ کے برخلاف اُسکی نسبت کوئی خبر دینا کہ اُسکے بیٹا ہے یا جورو ہے یا اسنے فلاں چیز حلال فلاں حرام کی ہے حالانکہ ایسا نہیں کیا جیسا کہ اہل ادیان باطلہ ومشرکین کہا کرتے تھے اور کہتے ہیں پھر فرماتا ہے الیس فی جہنم الخ کہ روسیاہی ہی بس نہیں بلکہ اُنکا جہنم ٹھکانا ہے ۔

اسکے بعد نیک لوگوں کا حال بیان فرماتا ہے وینجی اللہ الخ کہ پرہیزگاروں کو اللہ اُنکی فلاح کاری اور سعادت کے سبب نجات دیگا کہ لا یمسہم السوء کہ نہ اُنکو کوئی تکلیف پہنچے گی اور نہ اُنکو کوئی رنج وغم پیش آئیگا ہمیشہ شادان وفرحان رہیں گے۔ اتقوا سے مراد شرک ومعاصی سے بچنے والے جو شرک کبائر سے بچے متقی ہے اور جو صغائر سے بھی بچے وہ تو کامل متقی ہے۔ بعض کہتے ہیں اسجگہ بہ صرف اللہ پر جھوٹ بولنے سے بچنا مراد ہے شیر کہن بڑا اللہ پر جھوٹ یہ بولتے تھے کہ اُسکے بیٹا اور بیوی ہے اور فلاں فلاں اُسکے کارخانہ قدرت کے مختار ہیں اسلئے اس خیال کے رد کرنیکے لئے فرماتا ہے اللہ خالق کل شئی کہ اللہ نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے اور بیٹے جورو مالک ومختار اُسکے پیدا کئے نہیں ہوتے کہ جسکے وہ بیٹے یا جورو یا مختار بن بیٹھے اگر وہ اللہ کے پیدا کئے ہوئے ہیں تو بیٹے جورو نہیں اور اگر انکو پیدا ہوئے ہیں تو یہ بھی غلط ہے کیونکہ پھر تو وہ برابر کے خدا ہیں بیٹا اور جورو اور مختار بنکر کم مرتبہ ہونیکی کیا وجہ ہے اور نہیں تو بتلاؤ کہ وہ اور کون ہے ؟ کہ جسنے اِنکو پیدا کیا ہے ؟ سبحان اللہ کیا عمدہ دلیل ہے اِس آیت سے اہل سنت معتزلہ کے مقابلہ میں یہ ثابت کرتے ہیں کہ بندے کے افعال نیک وبد کا بھی اللہ خالق ہے کل شئی میں وہ بھی داخل ہیں ہاں بندہ کاسب ہے اور سبا شر جو فی الجملہ اختیار خدا داد کیوجہ سے سزا اور جزا کا مستوجب ٹھہرتا ہے بعض کا یہ بھی خیال تھا کہ وہ بیٹے جورو تو نہیں پر اُسنے اپنے سب معاملات اُنکے سپرد کر دئے ہیں اور آپ کچھ نہیں کرتا اسکے رد میں فرماتا ہے وہو علی کل شئی وکیل کہ سب کاروبار وہر چیز اُسی کی سپردگی میں ہے۔ بعض سمجھتے ہیں کہ ہماری روزی رزق اُنکے ہاتھ ہے اُسکے رد میں فرماتا ہے لہ مقالید السموات والارض کہ اُسیکے ہاتھ آسمان اور زمین کی کنجیاں یا خزانے ہیں مقالید کنایہ ہے تصرفات وتدابیر سے کہ سب رزق وروزی اور سب سامان اُسیکے قبضہ میں ہیں والذین کفروا الخ فرماتا ہے وہ جو آیات الٰہیہ کے منکر ہیں اور ان باتوں پر عتقاد نہیں رکھتے وہی نقصان میں ہیں دنیا میں حیرانی وتشویش اور عقبیٰ میں آخرت کی غلامی عذاب ہے ۔

قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْٓنِّيْٓ اَعْبُدُ اَيُّهَا الْجٰهِلُوْنَ ۝ وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ لَىِٕنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ

کہہ دے جاہلو کیا مجھے اللہ کے سوا اور کی عبادت کرنے کا حکم دیتے ہو اللہ تجھے بھی اور تجھ سے پہلوں کو حکم دے چکا کہ اگر تو نے شرک کیا تو تیرے عمل

عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ۝ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا

جبط ہو جائیں گے اور تو خسارہ میں پڑ جاوے گا۔ بلکہ اللہ کی عبادت کر اور شکر کیا کر اور لوگوں نے اللہ کی قدر نہ کی جیسا کہ اسکی قدر کرنی چاہئے تھی اور سب زمین

قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ ۚ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ

قیامت کے روز اسکی ایک مٹھی ہوگی اور آسمان اسکے دہنے ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہونگے وہ پاک اور بلند ہے اس شرک سے جو یہ

الاستفہام لانکار والفاء للعطف علی مقدر اغیر اللہ منصوب بیعبد وتامرونی اعتراض ومعناہ اغیر اللہ اعبد بامرکم۔ ویکون منصوبا بتامرونی واعبد بدلا منہ والتقدیر قل افتامرونی بعبادۃ غیر اللہ وہذا من بدل الاشتمال من باب اعترنی زید وجہہ ویجوز ان یکون منصوبا بالفعل محذوف ای فتقولون غیر اللہ وفسرہ بما بعدہ۔ ولقد اللام دالۃ علی قسم مقدر لکن جواب القسم وہذہ اللام ایضا دالۃ علی قسم لیحبطن ولتکونن وتاخر اللام عما تقدم فی جواب القسم الثانی والثانی جواب الاول وجواب الشرط محذوف لدلالۃ جواب القسم علیہ والارض مبتدء وقبضتہ خبرہ وجمیعا حال من الارض قبضتہ منبوضتہ تلای فی ملکہ وتصرفہ والسموات الخ معطوفۃ ومطویات خبر بعد خبر بیمینہ متعلق بالخبر بیجوز ان یکون حالا من الضمیر فی الخبر وان یکون خبرا ثانیا

تفسیر

دلائل توحید بیان کرنیکے بعد بھی جب وہ ہٹ دھرم اپنی کج بحثی سے باز نہ آئے اور بت پرستی کو ترجیح دینے لگے تو اب اور طرح سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کلام کرنیکا حکم دیا فقال قل افغیر اللہ تامرونی الخ کہ ای نادانو کیا تم مجھے اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت کا حکم کرتے ہو یعنی ایسا ہرگز نہ ہوگا اور پھر اس حکم کو موکد کرتا ہے ولقد اوحی الیک الی الذین من قبلک الخ کہ ای محمد تیرے لطف اور تجھ سے پہلے انبیا کیطرف ہم یہ حکم بھیج چکے ہیں کہ اگر تو اے محمد بالفرض یا تجھ سے پہلے انبیا فرضاً شرک کریں تو انکے نیک کام اکارت ہو جائیں اور بڑی بربادی میں پڑیں۔ یہ کلام جلالی اور شاہنشاہی رعب کے قاعدہ پر ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اگلے انبیاء سے شرک سرزد ہونا محال تھا کیونکہ انبیا علیہ السلام معصوم ہیں مگر مخاطب کے سنانے کو ایسا پر زور حکم سنا دیا کہ یہ کہو یہ کام کیلئے بھی معاف نہیں بل اللہ فاعبد وکن من الشاکرین بلکہ خاص اللہ ہی کی عبادت کرو اور تمام نعماء اسکی طرف سے سمجھکر شکر کیا کرو ما قدروا اللہ حق قدرہ اب پھر بندوں کی ناسپاسی کا شکوہ کرتا ہے کہ افسوس انہوں نے جیسا کہ اللہ کی قدر و منزلت عزت و عظمت کرنی چاہئے تھی ویسی نہ کی اسکے سوا اسکی مخلوق کو بھی اسکے ساتھ ملانے اور نافع اور ضار سمجھنے لگے اور نالائق اوصاف سے اسکو متصف بتانے لگے۔ حقیقت میں اللہ کی قدر ایسے جیسا کہ چاہئے تھی ہم بندوں سے نہو سکی ہمیشہ کروں راحتوں اور نعمتوں پر ذرا بھی کوئی تکلیف پیش آتی ہے تو کلمات شکوے کے منہ پر آجاتے ہیں اور ہم اپنی اوقات عزیز کو اسکی یاد سے غافل ہو کر دنیا رفانی اور خواہش نفسانی کے حاصل کرنے میں جوانی وفانی ہے کسطرح سے صرف کر رہے ہیں۔ یہ پوری قدر دانی صاحبان خدا کا کام ہے ✦

اسکے بعد اپنی عظمت و جلال کبریائی ظاہر فرماتا ہے والارض جمیعا قبضتہ الخ کہ قیامت کے روز تمام زمین اسکے قبضہ قدرت میں ہوگی اور آسمان اسکے دائیں ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہونگے۔ مقتدائے آیت کے یہ معنی لیتے ہیں کہ قبضہ سے مراد تصرف ہے نہ یہ کہ مٹھی میں ہونا اور دائیں ہاتھ میں آسمانوں کے لپٹنے سے مراد اسکی قدرت میں ہونا۔ اہل سنت کا یہ مذہب ہے کہ ید اور یمین کے حقیقی معنی یہاں مراد نہیں ہو سکتے کیونکہ اللہ کے وہ اعضا جسمانی سے پاک ہے پس اسکے الفاظ پر ایمان ہے اور انکی حقیقت وہی جانتا ہے جو یمین اور قبضہ اسکی ذات کے لائق ہے نہ یہ کہ جو جسمانیت کے لائق ہو اور تائید کرتی ہے اسکی وہ حدیث کہ جسکو بخاری و مسلم نے نقل کیا ہے کہ قیامت کے روز اللہ زمین کو ایک مٹھی میں لے لیگا اور آسمان کو دائیں ہاتھ میں اور کہے گا کہاں گئے جبار و متکبر کہاں گئے زمین کے بادشاہ میں بادشاہ ہوں" مطلب یہ کہ اس روز قدرت کا اظہار کرے گا ✦

وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ ۝

اور صور پھونکا جاویگا پھر آسمانوں اور زمین کے رہنے والے بیہوش ہوجائیں گے مگر جسکو اللہ چاہے پھر وہ بارہ رئیس پھونکا جائے گا پھر تو سب کھڑے ہوئے دیکھتے ہونگے

وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتٰبُ وَجِايْٓءَ بِالنَّبِيّٖنَ وَالشُّهَدَآءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝

اور اپنے رب کے نور سے زمین روشن ہوجائیگی اور نامۂ اعمال لاکر رکھے جائینگے اور نبیوں اور گواہوں کو بلایا جاویگا اور انکا انصاف سے فیصلہ ہوگا اور انپر ظلم کیا جائے گا

وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ۝ ع

اور ہر شخص کو جو کچھ اسنے کیا تھا پورا پورا دیا جاویگا اور وہ خوب جانتا ہے جو کچھ وہ کرتے تھے

تفسیر

آسمانوں کے پھٹنے یعنی فنا کرنیکا ذکر آگیا تھا اس طرح پر کہ اللہ کی قدرتی اور اللہ ایسا جلیل و جبار ہے کہ آسمانوں زمین دنیا کو فنا کردے گا قیامت کے روز اس مناسبت سے اور حشر کی مجملا کیفیت بیان فرماتا ہے نقال ونفخ فی الصور کہ صور پھونکا جائیگا۔ صور ترہی یا بگل کی قطع کی ایک چیز ہوگی کہ جسکو زور سے اسرافیل بجاویں گے انمیں پھونک مارکر۔ بعض کہتے ہیں پھونکنے کے ساتھ جبرئیل بھی ہونگے جیسا کہ حدیث ابن ماجہ اور ابو داود سے پایا جاتا ہے صور کئی بار پھونکنے کا ذکر ہے مصعق من فی السموت والارض الا من شاء اللہ اسکے پھونکنے سے آواز کی کڑک اور تیزی ہوگی جس سے آسمانوں کے فرشتے اور زمین کے جاندار بے ہوش ہوجاویں گے مگر وہ نہ ہونگے جنکو اللہ چاہیگا۔ حسن کہتے ہیں جبرئیل و میکائیل اور رضوان اور حوران جنت اور حاملان عرش بے ہوش نہ ہونگے۔ بعض کہتے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی بے ہوش نہ ہونگے جیسا کہ بخاری و مسلم کی حدیث سے پایا جاتا ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے سب سے اول میں قیامت کو اٹھوں گا پھر دیکھوں گا کہ موسیٰ عرش کا پایہ پکڑے ہوئے کھڑے ہیں مجھے علم نہ ہوگا کہ وہ مجھسے پہلے اٹھ کھڑے ہوئے تھے یا بے ہوش نہ ہوئے تھے۔ بعض کہتے ہیں شہدا بھی بے ہوش نہ ہونگے جیسا کہ بیہقی اور سعید بن منصور و ابو یعلی و دارقطنی و حاکم نے روایت کیا ہے ✤

بعض نے پھر اشکال وارد کیا ہے کہ یہ استثنا نفخہ صعق کے بعد ہوگا اور یہ پہلا نفخہ ہے کہ جس میں سب مرجاویں گے اسکے جواب میں بعض مفسرین نے بڑی قیل قال کی ہے مگر مطلب صاف ہے کیسلئے کہ صعقہ اول میں خدا تعالیٰ بعضوں کا بیہوشی سے محفوظ رہنا بیان فرماتا ہے پس ملائکہ اور روحانیات خصوصًا ارواح طیبات پر جو دوسرے عالم میں ہونگی فنا دنیا کے صورسے کوئی بیہوشی نہوگی نہیں حضرت موسیٰ اور ابراہیم اور عیسیٰ بھی شریک ہیں یہ بیہوشی اہل دنیا پر طاری ہوگی اور آسمانوں کے ملائکہ پر بھی کیسلئے کہ آسمان بھی تو فنا ہونگے مگر وہاں کے بعض ملائکہ جو تجرد انوار نیت میں عالم قدس میں ملحق ہیں محفوظ ہیں گے ✤

ثم نفخ فیہ اخری فاذا ہم قیام ینظرون پھر دوسری بار صور پھونکا جائیگا تو تمام لوگ قبروں سے نکلکر کھڑے اور انتظار کرتے ہونگے کہ فیصلہ کب ہوگا۔ یہ دوسرا نفخہ ہے قرآن شریف سے دو ہی بار صور پھونکنا ثابت ہے اور ان دونوں میں چالیس روز یا مہینوں یا برسوں کا فاصلہ ہوگا جیسا کہ بخاری و مسلم کی اس حدیث سے پایا جاتا ہے جو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ جمہور کہتے ہیں کہ تین بار صور پھونکا جائیگا اول گھبراہٹ اور بیہوشی کا کما قال ونفخ فی الصور ففزع دوسرا موت کا تیسرا بار دیگر زندہ ہونیکا واشرقت الارض بنور ربہا اور زمین نور رب سے منور ہوجائیگی یہ اور نئی زمین اور نیا آسمان ہوگا کما قال تعالیٰ یوم تبدل الارض غیر الارض الخ تحت رب العالمین رکھا جائیگا چونکہ وہ نور سے ہوگا وہاں جلوہ اور تجلی ہوگی نہ یہ کہ خدا انسانوں کی طرح مجسم ہوکر تخت پر بیٹھیگا ووضع الکتاب اور نامۂ اعمال رکھے جائیں گے اور انبیا اور گواہ لائے جاویں گے اور کسی پر کچھ بھی ظلم نہوگا اور ہر شخص کو اسکے اعمال کا پورا بدلہ دیا جائیگا اور اللہ کو لوگوں کے اعمال خوب معلوم ہیں یعنی کامل انصاف ہوگا

وَسِيقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ جَهَنَّمَ زُمَرًا ۖ حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوهَا فُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا أَلَمْ يَأْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنكُمْ يَتْلُونَ عَلَيْكُمْ

اور جہنم کیطرف منکر لوگ گروہ گروہ جاوینگے یہانتک کہ جب اُسکے قریب ہوینگے تو اُسکے دروازے کھولدیے جاوینگے اور اُسکے داروغہ اُنسے کہینگے کیا تمھارے پاس تمھاری قوم کے رسول آتے

آيَاتِ رَبِّكُمْ وَيُنذِرُونَكُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَٰذَا ۚ قَالُوا بَلَىٰ وَلَٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكَافِرِينَ ۝ قِيلَ ادْخُلُوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ

تھے کہ تمھارے رب کی آیتیں سناتے اور آج کے دن کے سامنے آنیسے تمیں خوف دلاتے تھے وہ کہینگے ہاں لیکن عذاب کا حکم منکروں پر ہوچکا تھا کہا جائیگا جہنم کے دروازہ میں گھسو

خَالِدِينَ فِيهَا ۖ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِينَ ۝ وَسِيقَ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ۖ حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوهَا وَفُتِحَتْ أَبْوَابُهَا

اسمیں سدا رہنے کے لئے پھر کیا بُری جگہ ہے غرور کرنیوالوں کی اور جو اپنے رب سے ڈرا کرتے تھے وہ جنت کیطرف روانہ کئے جاوینگے جماعتیں جماعتیں یہانتک کہ جب وہاں پہنچیں گے اور اُسکے دروازے کھولدیے جاوینگے

وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خَالِدِينَ ۝ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي صَدَقَنَا وَعْدَهُ وَأَوْرَثَنَا الْأَرْضَ نَتَبَوَّأُ

اور داروغے اُنسے کہینگے سلام ہے تمکو تم اچھے ہو پس اُس میں ہمیشہ کے لئے داخل ہو جاؤ۔ اور وہ کہیں گے شکر ہے اللہ کا جسنے ہمسے اپنا وعدہ سچا کردیا اور ہمکو اس زمین کا مالک کردیا

مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَاءُ ۖ فَنِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ ۝ وَتَرَى الْمَلَائِكَةَ حَافِّينَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۚ وَقُضِيَ بَيْنَهُم بِالْحَقِّ وَقِيلَ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

اس بہشت میں جہاں چاہیں رہا کریں پھر کیا خوب بدلہ ہے عمل کرنیوالوں کا۔ اور فرشتے عرش کے اردگرد حلقہ باندھے ہوئے دیکھینگے تسبیح کرتے ہونگے اپنے رب کی تو لوگوں کیساتھ انصاف سے فیصلہ ہوگا اور کہا جائیگا الحمد للہ رب العلمین

زمرا جمع زمرۃ وہی الجماعۃ۔ حال فی الموصلین وفتحت الواو زائدۃ عند قوم لان الکلام جواب حتی اذا ولیست زائدۃ عند قوم فالجواب محذوف ای دخلوا ونحوہ حال من الفاعل او المفعول وحیث مفعول حافین حال من الملائکۃ یسبحون حال منہا

تفسیر

فیصلہ ہونیکے بعد کا نتیجہ بیان فرماتا ہے کہ کفار کی جماعتیں جہنم کیطرف ہانکی جاوینگی وہاں فرشتے اُنسے ملامت کے طور پر پوچھینگے کہ کیا تمھارے پاس دنیا میں رسول نہ آئے تھے جو آیات الٰہی سُنایا کرتے اور اُس روز کے پیش آنیسے ڈرایا کرتے تھے ؟ وہ کہینگے ہاں آئے تھے مگر تقدیر میں یہی تھا فرشتے کہیں گے تو جہنم میں گرو کہ ہمیشہ وہاں رہا کروگے جو بُری جگہ ہے، اور پرہیزگاروں کو جنت کیطرف روانہ کریں گے جب وہاں آوینگے تو اُسکے دروازے کھلے پاویں گے اور فرشتے اُنسے سلام کہینگے اور اُنکو ہمیشہ رہنے کا مژدہ دینگے ✤

اور جنتی وہاں خدائے تعالیٰ کی حمد کرینگے کہ اُسنے ہمسے وعدہ سچ کر دکھایا اور جنت کی زمین کا مالک کیا جہاں چاہیں رہیں ✤

اللہ فرماتا ہے پھر کیا عمدہ اجر ہے عمل کرنے والوں کا یعنی جسنے دنیا میں اچھے عمل کئے اُنکا اجر وہاں بہت عمدہ ہے ✤

اِسکے بعد پھر عرصات کا بیان فرماتا ہے وتری الملائکۃ کہ ای محمدؐ تو دیکھے گا کہ تخت رب العالمین کے اردگرد فرشتے حلقہ باندھے ہوئے اُسکی حمد و تقدیس و تسبیح کرتے ہونگے اور لوگوں کا انصاف کے ساتھ وہ فیصلہ کردیگا اور فیصلہ کے بعد ایماندار اور ملائکہ مقرب کہیں گے الحمد لرب العلمین اور دربار برخاست ہوگا۔ یہ ایسا ہے کہ جیسا کسی عمدہ کام کرنے والے کو تمام کرنے پر کلمات تحسین سے یاد کیا جاتا اور اُسکا آوازہ بلند کیا جاتا ہے ✤

بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے پہلی جماعت جو جنت میں جاوے گی اُنکے چہرے چودھویں رات کے چاند جیسے منہ روشن ہونگے اور جو اُنکے بعد والے ہونگے وہ روشن ستارے کے مانند ہونگے ✤

اِس مختصر سے بیان میں حشر سے پہلی کیفیت کہ صور پھونکیگا لوگ بیہوش ہوکر گر پڑینگے پھر مرجائیں گے پھر دوبارہ صور پھونکیگا تو میدان عدالت میں حاضر ہونگے اور وہاں تخت رب العالمین اِس شان سے رکھا جائے گا اور نیکوں کا یہ آخر بد کاروں کا یہ انجام ہوگا۔ حقیقت میں اعجاز اِسیکا نام ہے۔ والحمد للہ ✤

سورۂ مؤمن مکیۃ وھی اٰسیعین بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حٰمٓ ۚ تَنْزِیْلُ الْکِتٰبِ مِنَ اللّٰہِ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ۙ غَافِرِ الذَّنْۢبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِیْدِ الْعِقَابِ ذِی الطَّوْلِ ؕ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ؕ اِلَیْہِ الْمَصِیْرُ

کتاب کا نازل کرنا اللہ زبردست دانا کیطرف سے ہے جو گناہ کا معاف کرنیوالا اور توبہ کا قبول کرنیوالا سخت سزا دینے والا مقتدر والا ہے جسکے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے اسکی طرف جانا ہے

مَا یُجَادِلُ فِیْۤ اٰیٰتِ اللّٰہِ اِلَّا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَلَا یَغْرُرْکَ تَقَلُّبُھُمْ فِی الْبِلَادِ ۝ کَذَّبَتْ قَبْلَھُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّالْاَحْزَابُ مِنْۢ بَعْدِھِمْ ۪ وَھَمَّتْ کُلُّ اُمَّۃٍۢ بِرَسُوْلِھِمْ

اللہ کی آیتوں میں وہی جھگڑا کرتے ہیں جو منکر ہیں پھر تو انکے شہروں میں پھرنے سے دھوکے میں نہ آ اپنے پہلے نوح کی قوم اور انکے بعد اور فرقے بھی جھٹلا چکے ہیں اور ہر امت نے اپنے رسول کے

لِیَاْخُذُوْہُ وَجٰدَلُوْا بِالْبَاطِلِ لِیُدْحِضُوْا بِہِ الْحَقَّ فَاَخَذْتُھُمْ ۫ فَکَیْفَ کَانَ عِقَابِ ۝ وَکَذٰلِکَ حَقَّتْ کَلِمَتُ رَبِّکَ عَلَی الَّذِیْنَ

پکڑنے کا ارادہ کیا تھا اور غلط باتوں کے ساتھ بحث کرتے تھے تاکہ اس سے دین حق کو شاید ہیں پر میں نے انکو پکڑ لیا پھر کیسی سزا ہوئی اور اسیطرح منکروں پر اللہ کا کلام پورا ہوا کہ

وقف لازم

وقف لازم

کَفَرُوْۤا اَنَّھُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ۝

وہ جہنمی ہیں

حٰمٓ تنزیل الکتاب مثل الم تنزیل الکتاب۔ غافر الذنب وقابل التوب صفۃ قال الاخفش التوب جمع توبۃ کدوم ودومۃ وداد خال لوآنی نادلو لافادۃ الجمع للمذنب الکتاب بین قبول توبۃ ومحوھا وتغایر الوصفین او بما یتوھم الاتحاد۔ بیضاوی۔ شدید العقاب نکرۃ لان التنکیر شدید عقابہ فیکون بدلا ویجوز ان یکون شدید بمعنی مشدید فیتصرف فی الطول الفضل من (اسجوہری) صفۃ لا الاوّل صفۃ ویکون التنوین تنوین فصل

❖ تفسیر ❖

اِس سورہ کا نام سورۂ غافر اور سورۂ مؤمن بھی ہے۔ قرطبی کہتے ہیں کہ یہ سورہ مکہ میں نازل ہوئی ہے اور یہی قول عطا و جابر و عکرمہ کا ہے حسن کہتے ہیں مگر یہ قول وسبح بحمد ربک کیلئے کہ نماز مدینہ میں فرض ہوئی ہے قتادہ کہتے ہیں یہ دو آیتیں ان الذین یجادلون فی آیات اللہ سے یہ تین نازل ہوئیں ابن عباس کہتے ہیں یہ سورہ مکہ میں نازل ہوئی اور سعر بن جندب کہتے ہیں کہ سب حم کی میں نازل ہوئیں یہی بات ٹھیک ہے بیہقی نے نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حم سات ہیں اور جہنم کے بھی سات دروازہ ہیں تو ہر دروازہ پر سورۂ حم ہوگی کہے گی یا اللہ جسنے مجھکو پڑھا اور مجھپر ایمان لایا اُسکو اس دروازہ سے داخل کریو❖

اِس سورہ کا منجانب اللہ ہونا بیان کرکے اللہ تعالیٰ کے چند اوصاف بیان فرمائے تاکہ ناظرین کو واضح ہو جائے کہ یہ زبردست علم والے کا ایسا کلام ہے کہ جس میں بندوں کی تمام مصلحتیں رکھی گئی ہیں وہ نہ صرف علم الا بلکہ زبردست بھی ہے جو نہ مانے تو اُسکو سزا بھی دیسکتا ہے اور عمل کرنیوالے انعام اکرام بھی بیحد کرسکتا ہے گناہ بھی معاف کردیتا ہے پھر اُسکے پاس پھر کبھی جانا ہے باوجود بھی اُس سے کام پڑنا ہے پس ان صفات کے لحاظ سے عاقل کو اسبات کے تسلیم کرنے میں کوئی بھی خطرہ باقی نہیں رہتا وہ صفات یہ ہیں (۱) عزیز زبردست (۲) علیم تمام علوم اور تحقیقات آگئے حاضر ہیں (۳) غافر الذنب گناہ بھی معاف کردیتا ہے اطاعت کرنیوالوں کے اہل سنت کے نزدیک بے توبہ کے بھی معاف کردیتا ہے (۴) قابل التوب توبہ کرنیوالوں کی توبہ بھی قبول کرلیتا ہے (۵) شدید العقاب مگر سرکشوں کو سخت سزا بھی دیدیا کرتا ہے۔ گردن کشوں کی گردنیں توڑ ڈالتا ہے (۶) ذی الطول بڑی بخشش بھی کیا کرتا ہے اُسکے ہاں کسی چیز کی کمی نہیں (۷) لا الہ الا ھو کہ وہ خدا کیا ہے کوئی اُسکا شریک نہیں جو اُسکو کسی بات سے روک سکے (۸) الیہ المصیر اُسکے پاس پھر بھی جانا ہے مرکر بھی اُسکی طرف حاجت باقی رہتی ہے ایسی کتاب اور ایسے نازل کرنیوالے کا جو انکار و نکار کرتے ہیں سو وہ کافر ہیں دنیا میں وہ جو پھرتے اور مکہ سے شام تک تجارت کے لئے شہروں میں پھرتے ہیں اس سے ای محمد آپ نہ خیال کیجئے کہ یہ ہمارے قابو سے نکل گئے انسے پہلے نوح کی قوم اور دیگر اقوام نے اپنے انبیاء سے ایسا کیا تھا برباد ہوئے یہی حال انکا ہونا ہے

اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا

جو عرش کو اٹھائے ہیں اور جو اُسکے پاس ہیں اپنے رب کی پاکی بیان کرتے ہیں خوبیوں کے ساتھ اور اُسپر ایمان رکھتے ہیں اور ایمانداروں کے لئے مانگتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہر چیز تیری رحمت اور علم میں سمائی ہوئی ہے

فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ ِالَّتِيْ وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ

پھر تو بخشدے اُنکو جنہوں نے توبہ کی اور تیرے رستہ پر چلے اور اُنکو دوزخ کے عذاب سے بچالے۔ اے رب اُنکو اِس جنت عدن میں داخل کر جسکا تو نے اُنسے وعدہ کیا ہے اور اُنکے باپدادوں اور بیبیوں اور اولاد میں سے جو نیک ہیں اُنکو بھی

اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ وَقِهِمُ السَّيِّاٰتِ وَمَنْ تَقِ السَّيِّاٰتِ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهٗ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ

کیونکہ تو ہی ہے زبردست حکمت والا ہے اور اُنکو برائیوں سے بچا اور جسکو تو نے اُسدن برائیوں سے بچایا تو اُسپر مہربانی کی اور یہ ہے وہ بڑی کامیابی

الذین مبتدا، ومن مرفوع عطفا علی الذین یحملون خبرہ یؤمنون ویستغفرون معطوف علیہ ربنا وسعت صدرہ محذوف ای یقولون بجملۃ حال رحمۃ وعلما تمیز والاصل وسع کل شیء علمک ومن صلح معطوف علی الضمیر فی ادخلہم ای وادخل من صلح وقیل معطوف علی الضمیر فی وعدتہم فہی فی محل النصب ومن آبائہم بیان لمن صلح وازواجہم وذریاتہم علی الجمع عطف علی آبائہم

تفسیر

پہلے بیان ہوا تھا کہ ایسی کتاب میں (جو ایسے زبردست علیم کی نازل کی ہوئی ہے) کافر ناحق کے جھگڑے مچاتے ہیں تاکہ اُسکو پست کریں اور اِس کتاب کی شعاعوں کو روکیں سو یہ اُنکی رذالت و نہایت جہلی کا مقتضی ہے اب یہاں بیان فرماتا ہے کہ دیکھو ملائکہ اور انبیں سے بھی وہ جو تخت رب العالمین کو اُٹھائے رہتے ہیں اور وہ جو اُسکے آس پاس ہیں یعنی اعلیٰ رتبہ کے ملائکہ وہ خدا کی تسبیح و تحمید کرتے ہیں اور باوجودیکہ تخت کے پاس ہیں اور تخت پر کسی مجسم چیز کو بیٹھے ہوئے نہیں دیکھتے پھر بھی اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور ایماندارونکے لئے خدا سے دعا کرتے ہیں کہ اُنکو جنت عدن میں داخل کر اور جہنم سے بچا فقال الذین یحملون العرش الخ اُنمیں اسطرف اشارہ ہے کہ یہ اراذل جو یہاں کی عداوت میں ایسے بڑھے ہوئے ہیں کہ کچھ ٹھکانا نہیں اِنکی کچھ پروا نکرنی چاہئے حاملان عرش اور حاضران بارگاہ قدس دل سے اظہار مسرت و محبت کر رہے ہیں اور اِس طرف بھی اشارہ ہے کہ اِنکے مٹائے سے یہ کتاب و دین کیا مٹ سکتا ہے بارگاہ قدس کا نشانہ اِسکے پھیلانے کا ہے۔ اور یہ طرف بھی کہ انسان کا تو یہ حال ہے کہ وہ اپنی فائدہ بخش چیز کا دشمن ہو رہا ہے باوجودیکہ سخت محتاج ہے اور اُسپر اسکی ستاتی سے بلا نازل ہونے والی ہے اور حاملان عرش کہ جو گناہوں سے پاک ہیں خدا تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس میں مصروف ہیں اور یہ طرف بھی کہ وہ ملائکہ جو انسان کے پیدا ہونیکے وقت یہ کہتے تھے کہ یہ دنیا میں فساد و گناہ کریگا اب اُسکے لئے استغفار و معافی کے خواستگار ہیں انسان کو شرم چاہئے۔

ف (۱) تسبیح اللہ تعالیٰ کو جو اُسکے لائق نہیں اُسنے بری ثابت کرنا تحمید اُسکے منعم حقیقی اور محسن علی الاطلاق ہونے کا اقرار کرنا پس تسبیح جلال کیطرف اور تحمید کمال کیطرف اِشارہ ہے ✤

(۲) ملائکہ کے حال میں تسبیح و تحمید کے بعد یہ فرمایا۔ ویؤمنون بہ کہ وہ اُسپر ایمان رکھتے ہیں حالانکہ تسبیح و تحمید وہی کیا کرتا ہے جو اُسپر ایمان لایا ہوتا ہے پھر اِس لفظ کے ذکر کرنیسے یہ مقصود ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ عرش پر اُنکو عیاناً و مشاہدہ بیٹھا ہوا دکھائی دیتا تو اُنکا ایمان لانا اُس چندان مدح و ثنا کی بات نہ ہوتی کس لئے کہ حاضر و اور مشاہدہ اور معائنہ کی چیز کا اقرار کرنا کوئی قابل تعریف بات نہیں اگر کوئی آفتاب کو دیکھکر اُسکے روشن اور نورانی ہونے کا اقرار کرے تو کیا تعریف کی بات ہے؟ اِس سے معلوم ہوا کہ ملائکہ نے خدائی تعالیٰ کو تخت پر بیٹھے نہیں دیکھا غائبانہ اُسپر ایمان رکھتے ہیں۔ صاحب کشاف نے یہ نکتہ بیان کیا ہے اور امام رازی نے اِسکو از حد پسند کیا ہے ✤

(۳) اس سے یہ بھی اُٹھ گیا کہ اگر خدا تعالیٰ کے تخت کو فرشتے اُٹھائے ہوئے ہیں اور وہ تخت پر بیٹھا ہے تو خدا تعالیٰ کے وہ محافظ قرار پاتے اور خدا سے تعالیٰ محدود مانا جاتا حالانکہ وہ ان باتوں سے پاک ہے اور شبہ یوں اُٹھ گیا کہ خدا تعالیٰ عرش پر اس طرح نہیں بیٹھا ہے کہ جس سے یہ شبہات پیدا ہوں بلکہ جس کو تخت رب العلمین کہتے ہیں اسکی حقیقت تو وہی جانتا ہے مگر وہ اسکی تجلی کی جگہ ہے جسکی کیفیت احاطۂ بیان سے باہر ہے اور یہی مذہب تمام اہل سنت و اجماعت کے سلف و خلف محدثین و فقہا و متکلمین کا ہے اور اس بارہ میں جو احادیث صحیحہ وارد ہیں آنسے یہی مراد ہے نہ وہ کہ جو ظاہر الفاظ سے بعض نے سمجھکر مجسمہ کا مذہب اختیار کر کے اسکو اہل حدیث کا مذہب قرار دیا ہے اور لوگوں کو خطرہ میں ڈالا ہے اور سلام کو موطن لاعین بنایا ہے ایاک تم ایاک

(۴) ملائکہ کے حق میں یہ بھی فرمایا ویستغفرون للذین آمنوا یہ بھی انکی ایک خوبی ہے کسلئے کہ کمال سعادت دو باتوں میں ہے ایک تعظیم امر اللہ دوسرے شفقت بر خلق خدا پس یہ جون جمع ہیں تو پہلی بات ثابت کی ویستغفرون میں دوسری للذین آمنوا کی قید اسلئے لگائی کہ خدا کے دشمنوں پر قہر الٰہی ہے ایسے موقع پر مالک کے مخالفوں کی کون خیر خواہی کر سکتا ہے؟ اب ملائکہ کی استغفار کا تو یہ اثر ہوتا ہے کہ مسلمان بندے کو توبہ کی توفیق عطا ہوتی ہے یا اللہ اُسکے گناہ معاف کر دیتا ہے اور عام ہے کہ عموماً ایمانداروں کے لئے معافی مانگتے ہیں یا خاص خاص نیک بندوں کا نام بھی لیتے ہوں اسمیں یہ بھی اشارہ ہے کہ کفار جو ملائکہ کو خدا تعالےٰ کی بیٹیاں سمجھکر پوجتے ہیں تو وہ اُنکے لئے دینا لینا مراد بلانا تو درکنار خدا تعالیٰ سے اُنکے حق میں معافی بھی نہیں مانگتے معافی بھی مانگتے ہیں تو صرف ایمان والوں کے لئے اور دعا بھی کرتے ہیں تو اُنھیں کے لئے۔

(۵) ربنا وسعت کل شئی رحمۃ وعلماً یہ اُنکی خدا تعالیٰ سے دعا ہے ایماندارون کیلئے گو دعا سے پہلے اُسکی تسبیح و تحمید کرنا جو دعا کے لئے نورانیت اور اجابت کا مستحق ثابت کرتی ہے اور جس سے دعا کیجاتی ہے اُسکو متوجہ کرتی ہے اور پھر اُسکو بلفظ ربنا شروع کرنا اور مقصود سے پہلے بھی اُنکی رحمت کا ذکر کرنا اور اُسکے علم کا ذکر کرنا جو اپنی حاجت و اخلاص کا یاد دلانا ہے دعا کے لئے رکن یا شرط یا عمدہ وصف ہے گویا بندوں کو یہ بتلا دیا کہ دعا مانگنے کا یہ طریقہ ہے اور حاملان عرش یوں مانگا کرتے ہیں گستاخانہ سوال رد ہو جایا کرتا ہے دعا سے پہلے کوئی عمل خیر ذکر الٰہی وغیرہ باعث قبولیت دعا ہے رحمت کو علم سے مقدم اسلئے کیا کہ غرض اصلی تو اسکی رحمت کا اظہار ہے جو مغایرت کی کا باعث ہے اور علم کا بعد میں ذکر محض اسلئے آیا ہے کہ آپ ہر حاجت مند کی حاجت خود درد مند کے حد سے واقف ہیں۔ سو یہ عاصی کی بات ہے اسلئے موخر ہوئی ؛

(۶) فاغفر للذین تابوا واتبعوا سبیلک اول وہ اُن لوگوں کے لئے کہ جو شرک و کفر سے تائب ہو کر دین الٰہی کے تابع ہو گئے ہیں اُنکے بعض افعال پر جو از قسم معاصی مقتضای بشریت اُنسے صادر ہو گئے ہیں مغفرت مانگتے ہیں یہ اُس ویستغفرون کا بیان ہے پھر اُنکے لئے عذاب جہنم سے رستگاری چاہتے ہیں جو اُنکے معاصی پر ہونیوالا تھا پھر اسی پر بس نہیں بلکہ یہ بھی کہتے ہیں وادخلہم جنت عدن التی وعدتہم انکو اُس جنت عدن میں داخل کر کہ جس کا تو نے انبیاؑ کی معرفت اپنے وعدہ کیا تھا اور انھیں پر بس نہیں بلکہ ومن صلح من آبائہم وازواجہم وذریاتہم سے جو نیک ہوں انکو بھی اُنسے ملا کہ ملکہ نہایت محظوظ رہیں جدائی احباب کا بھی غم نہ رہے۔ باپ اور بیوی اور اولاد کا ذکر اہتمام شان کے لئے آیا ہے ورنہ مراد عموماً اہل قرابت و محبت ہیں بشرطیکہ وہ نیک ہوں۔

وقہم السیئات اور دیگر تکالیف سے بھی اُن کو بچا اور جس کو تو نے اُن برائیوں اور تکلیفوں سے اُس روز بچا دیا تو اُسپر بڑی مہربانی فرمائی اور یہ بڑی مراد پانا ہے ؛

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يُنَادَوْنَ لَمَقْتُ اللَّهِ أَكْبَرُ مِن مَّقْتِكُمْ أَنفُسَكُمْ إِذْ تُدْعَوْنَ إِلَى الْإِيمَانِ فَتَكْفُرُونَ ۝ قَالُوا رَبَّنَا أَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَأَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ

کافروں کو آواز دیجاویگی کہ اسکی ناخوشی تمھاری اپنی ناخوشی سے بڑھکر تھی جبکہ تمکو ایمان لانیکے لئے بلایا جاتا تھا سو تم منکر ہو جاتے تھے وہ کہیں گے اے رب تو نے ہمکو دو بار مردہ کیا اور دو بار زندہ کیا

فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوبِنَا فَهَلْ إِلَىٰ خُرُوجٍ مِّن سَبِيلٍ ۝ ذَٰلِكُم بِأَنَّهُ إِذَا دُعِيَ اللَّهُ وَحْدَهُ كَفَرْتُمْ ۖ وَإِن يُشْرَكْ بِهِ تُؤْمِنُوا ۚ فَالْحُكْمُ لِلَّهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيرِ

پس ہم نے اپنے گناہوں کا اقرار کر لیا سو اب بھی کوئی نکلنے کی راہ ہے یہ عذاب اسلئے ہے کہ جب تمکو اکیلے اللہ کیطرف بلایا جاتا تو تم انکار کرتے تھے اور جب اسکے ساتھ اور بتلائے جاتے تو ہم کو مان لیتے ہیں حکم اللہ ہی کا ہے جو بڑا اعلیٰ بڑا کبریا ہے

من مقتکم مصدر مضاف الی الفاعل والمفعول منصوب بالذ تدعون ظرف لفعل محذوف تقدیرہ مقتکم اذ تدعون المقت دشمن گرفتن یقال مقتہ فہو مقیت وممقوت (صراح) اثنتین لفتان المصدر محذوف ای امتنا اماتتین اثنتین واحییتنا احیاءتین اثنتین ذلکم مبتدا خبرہ محذوف العذاب بانہ ای بسبب انہ وحدہ مصدر فی موضع الحال من اللہ اے دعی مفردا

تفسیر

ایماندارونکی حالت بیان کرنے کے بعد کافرونکے لئے آخرت کے امر میں ملائکہ یوں دعا کرتے ہیں جو مستجاب ہوگی اور وہ وہاں جنت عدن میں اپنے صلحاء اقارب کیساتھ جاویں گے مصائب آخرت سے محفوظ رہیں گے کفار کا حال بیان فرماتا ہے ان الذین کفروا ینادون لمقت اللہ اکبر من مقتکم انفسکم الخ کہ قیامت کے روز کفار کو پکار کر سنا دیا جاویگا جبکہ وہ جہنم اور وہاں کی سختیاں دیکھکر ناخوش اور ناراض اور غصہ ہوں گے کہ دنیا میں جبکہ تمکو ایمان لانیکے لئے کہا جاتا تھا اور تم انکار کرتے تھے اسوقت خدا تعالیٰ کو تم پر غصہ اور ناخوشی ہوتے تھے سو وہ غصہ کالتھا سے آجکے غصہ سے جو تمکو اپنے اوپر آرہا ہے بڑھکر تھا تمنے اُسکے غصہ کی پروا نہ کی آپ وہ تمھاری ناراضگی اور دل لگی اور غصہ کی بھی کچھ پروا نہیں کرتا ❊

یہ سنکر کفار عذر کرینگے قالوا ربنا امتنا الخ کہ اے رب تو نے ہمکو دو بار موت اور دو بار زندگی دی اس سے ہمکو تیری قدرت اور حشر پر یقین آگیا دنیا میں نہ آیا تھا اب ہم اپنے گناہوں کے مقر ہو گئے پھر اب بھی کوئی رستگاری کا رستہ اور چھٹکارے اور رہائی کی کوئی صورت ہے ❊

اول موت سے مراد عدم کا زمانہ ہے کہ جس میں انسان نہ تھا یا وہ تھا مگر ماں کے پیٹ میں گوشت و پوست کا ایک پتلا تھا اس میں جبتک روح نہ پڑی تھی اور ماں کا پیٹ اسکی گور تھا کیونکہ اماتہ کے معنی کسی شی کا معدوم احیات کر دینا ہے عام ہے کہ ابتدا ہو یا بعد میں کر دیا جائے اسلئے کہتے ہیں سبحان من صغر البعوض وکبر الفیل اسکے یہ معنی نہیں کہ مچھر پہلے بڑا تھا پھر اسکو چھوٹا کر دیا بلکہ ابتدا چھوٹا پیدا کیا اور دوسری موت یہی عرفی موت ہے کہ جس وقت انسان کی روح اسکے بدن سے الگ ہو جاتی ہے اسی طرح پہلی زندگی سے مراد دنیا کی زندگی دوسری بار زندہ کرنے سے مراد آخرت کی زندگی کہ جسکی ابتدا قبر سے ہے جیسا کہ جمہور اہل سنت کا مذہب ہے اور احادیث صحیحہ سے یہ دال ہیں اور عذاب و ثواب قبر پر یہ شبہ کرنا کہ وہ کیسے دکھائی نہیں دیتا ہے غلط ہے کیسلئے کہ انسان کچھ اس ہیکل محسوس ہی کا نام نہیں ہے بلکہ وہ جسم نورانی کا نام ہے جو اس بدن میں سرایت کئے ہوئے ہے پس وہ تمکو نظر نہیں آتا تو اسکا عذاب و ثواب یہ موت اور دو زندگی سب کیلئے ہیں اور سورہ صافات میں جو موتین کا قول نقل ہے اسکے منافی نہیں اور وہ یہ ہے افما نحن بمیتین الا موتتنا الاولی کیلئے کہ انکی مراد موت یا امامتہ سے وہ ہے جو زندہ ہونے کے بعد طاری ہوئی تھی سو وہ ایک ہی تھی اور اسکے بعد سے ان کو حیات ابدی نصیب ہو گئی اور جگہ بھی یہ مضمون آیا ہے فقال فی سورۃ البقرۃ کیف تکفرون باللہ وکنتم امواتا فاحیاکم ثم یمیتکم ثم یحییکم۔

کفار کو جواب ملے گا ذلکم بانہ الخ کہ تمھاری یہ سزا تمھارے شرک کیوجہ سے ہے پس ہر حکم اللہ کے ہاتھ ہے وہ تمکو بار دگر دنیا میں نہیں بھیجے گا جو دوبارہ مرنے اور جینے سے تمنے اسکی خواہش کی ہے ❊

هُوَ الَّذِیْ یُرِیْكُمْ اٰیٰتِهٖ وَیُنَزِّلُ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ رِزْقًا وَمَا یَتَذَكَّرُ اِلَّا مَنْ یُّنِیْبُ فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ

وہی ہے جو تمکو اپنی نشانیاں دکھایا کرتا ہے اور آسمان سے تمہارے لئے روزی اُتارتا ہے اور سمجھتا وہی ہے جو رجوع کرتا ہے پس اللہ کو پکارو خاص اسکے لئے عبادت کو مخصوص کرکے گو منکر تمہارا ہیں

رَفِیْعُ الدَّرَجٰتِ ذُو الْعَرْشِ یُلْقِی الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ لِیُنْذِرَ یَوْمَ التَّلَاقِ ۙ یَوْمَ هُمْ بٰرِزُوْنَ ۚ لَا یَخْفٰی

وہ درجوں کا بلند کرنے والا تخت کا مالک ہے اپنے حکم سے اپنے بندوں میں سے جسکے پاس چاہتا ہے وحی بھیجتا ہے تاکہ وہ ملاقات (قیامت) کے دن سے ڈرائے جس دن کہ لوگ قبروں سے باہر آویں گے اللہ

عَلَی اللّٰهِ مِنْهُمْ شَیْءٌ ؕ لِمَنِ الْمُلْكُ الْیَوْمَ ؕ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ؕ اَلْیَوْمَ تُجْزٰی كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ ؕ لَا ظُلْمَ الْیَوْمَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ ؕ

پر کوئی بات انکی مخفی نہ رہیگی۔ کسکی حکومت ہے آج کے روز؟ ایک اللہ زبردست کی آج کے روز ہر شخص اپنے کئے کا بدلہ پاویگا آج کے روز کچھ ظلم نہ ہوگا اللہ جلد حساب لینے والا ہے

ہوالذی مبتدء یلقم خبرہ ونزل خبر ثان ونو وصلیہ تعلق باد عوا اللہ رفیع الدرجات خبر ثالث والعرش خبر رابع یلقی الروح خبر خامس من امرہ متعلق یلقی من عبادہ بیان لمن یشاء لینذر فاعلہ الضمیر یرجع الی اللہ والمفعول محذوف الانذاب یوم التلاق مفعول فیہ للانذاب یمکن ان یکون

مفعولا بہ یوم ہم بدل منہ

تفسیر

پہلے فرمایا تھا کہ شرکوں کا یہ حال ہے کہ جب صرف اللہ کا نام لیا جاتا ہے تو ناخوش ہوتے ہیں اور جو اُسکے ساتھ اوروں کو بھی ملایا جاتا ہے تو خوش ہو جاتے ہیں سب یہاں یہ بات بتلاتا ہے کہ اُسکے ساتھ کون شریک ہو سکتا ہے تمام کارخانہ جمیع منافع انسانیہ مبنیہ و دنیویہ اُسیکے ہاتھ میں مقال ہوالذی یریکم الخ انسان کی دو حاجت ہیں ایک روحانی کہ اُسکی روح کو دلائل و بینات کے سبب سطوت جہالت سے نکالا جاوے اُسکی نسبت فرماتا ہے یہ یکم آیاتہ کہ وہ تمکو ہر وقت اپنی قدرت کی نشانیاں دکھایا کرتا ہے دوسری حاجت بدنی ہے رزق روزی تندرستی وغیرہ چیزیں عطا کرنا اُسکی نسبت فرماتا ہے وینزل لکم من السماء رزقا کہ وہ آسمان سے تمہارے لئے روزی بھیجتا ہے پانی برسانا اوپر سے اور آفتاب ماہتاب پیدا کرنا روئی کی تاثیرات سے کپڑے غلہ میوہ جات پکانا ہواؤں کا بدلنا سب کام جو صحت و رزق کے اسباب ہیں سے ہے آسمان سے نازل ہوتا ہے وما یتذکر الا من ینیب یہ کم ان باتوں کو ہر کوئی نہیں سمجھتا بلکہ وہی جو خدا کیطرف دھیان رکھتے ہیں پس جب تمہارے معبودوں میں سے کوئی بھی ان باتوں میں شریک نہیں تو فادعوا اللہ الخ خاص اللہ ہی کو پکارا کرو نیازمندی اور اخلاص سے گو کافر ناخوش ہوا کریں ✤ اِسکے بعد اپنے اور چند اوصاف ذکر کرتا ہے جو اُسکی شان الوہیت کی دلیل ہیں اول رفیع الدرجات مرفیع یعنی رافع اور یعنی مرتفع بھی ہو سکتا ہے پہلی صورت میں یہ معنی ہونگے کہ وہ انبیاء و اولیا کو دنیا میں درجے بلند کرتا ہے یا مخلوق کے علم و دولت عقل و صورت سعادت و شقاوت میں درجے بلند کیا کرتا ہے ایک کو ایک سے بالا کرتا ہے نہ کہ تمہارے معبود کرتے ہیں دوسری صورت میں یہ معنی ہونگے کہ وہ جمیع صفات کمال و جمال میں تمام موجودات سے بلند رتبہ ہے اُسکے مرتبہ کو کوئی نہیں پہنچ سکتا نہ کسیکی حیات اُسکی حیات کے برابر ہے نہ قدرت و علم اُسکے برابر ہے نہ کوئی واجب الوجود ہے بلکہ سب اُسکی ذات و صفات میں محتاج ہیں وہ کسی بات میں کسیکا محتاج نہیں دوم ذو العرش وہ تخت کا مالک ہے تخت حکومت اُسیکے لئے ہے اور جو کوئی ہے اُسکی عیت و مطیع ہے وہی انصاف کرتا ہے وہی دیتا لیتا ہے پہلی صفت مراتب دنیا کیطرف دوسری آخرت کے مراتب پست و بالا کرنیکی طرف اشارہ کرتا ہے سوم یلقی الروح کہ اپنے بندوں میں سے وہ جسپر چاہتا ہے روح کا القا کرتا ہے روح سے مراد وحی ہے کہ جس طرح روح سے بدن کو حیات حاصل ہوتی ہے اسیطرح وحی سے حیات دینی حاصل ہوتی ہے کما قال وکذلک اوحینا الیک روحا من امرنا اور بعض کہتے ہیں جبرئیل مراد ہیں کما قال نزل بہ الروح الامین علی قلبک مقصد یہ ہے کہ رفع درجات کیلئے یا بندوں کی تدبیر آخرت کیلئے اللہ جسپر چاہتا ہے وحی نازل کرتا ہے اسمیں تمہارا اختیار نہیں اور وحی کیوں نازل کرتا ہے لینذر الخ اللہ یا اسکے رسول بندوں کو ملنے کے دن سے ڈراوے کہ کیا دن خدا سے ملنے اور جزا و سزا ملنے کا بھی دن آتا ہے وہ کونسا دن ہوگا یوم ہم بارزون کہ جسمیں بندے قبروں سے نکلکر ظاہر ہونگے کسی چھپے یا پردے کی آڑ نہ ہوگی یا کوئی اور اُسکے اعمال نہ چھپینگے لا یخفی الخ اللہ پر انکی کوئی بات مخفی نہ ہوگی اُسدن کہا جائیگا آج کسکی حکومت ہے سب کہیں گے اللہ کی جو اکیلا اور زبردست ہے سو آج کسی پر ظلم نہ ہوگا ہر ایک کے کئے کا بدلہ جلد پاویگا

وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْاٰزِفَةِ اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كٰظِمِيْنَ ۭ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ ۝ يَعْلَمُ خَاۗىِٕنَةَ الْاَعْيُنِ

اور انکو قریب آنے والے دن سے ڈراجبس دن ان کے دل گھٹ کر گلوں تک آجاویں گے ظالموں کا نہ کوئی بچانے والا ہوگا اور نہ کوئی سفارشی کہ جسکی بات مانی جاوے وہ آنکھوں کی خیانت

وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ ۝ وَاللّٰهُ يَقْضِيْ بِالْحَقِّ ۭ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَقْضُوْنَ بِشَيْءٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ۝

اور دل کے بھید جانتا ہے اور اللہ انصاف سے فیصلہ کرتا ہے اور اسکے سوا جنکو وہ پکارتے ہیں کچھ بھی فیصلہ نہ کرسکیں گے البتہ اللہ جو ہے سو سنتا دیکھتا ہے

کاظمین حال من القلوب وجمع جمع العقلاء للاسناد الیہا مالسند الی العقلاء وقیل باعتبار اہل القلوب الا ان یعنی او قلوب لدی الناس لدی حناجرہم فیکون حالا منہم والحناجر مصدر کالعافیۃ والکاذبۃ وابجملۃ خبر آخر عن المبتدأ وہو الذی وفیہ تقدیم وتاخیر ای یعلم الاعین الخائنۃ وقیل الاضافۃ بمعنی من لے الغائبۃ من الاعین

تفسیر

اسجگہ قیامت کا دوسرا وصف بیان فرماکر اُس سے ہول دلاتا ہے فقال وانذرہم یوم الآزفۃ کہ لوگوں کو اُس قریب آنیوالے دن سے ڈرا آزفۃ بروزن فاعلۃ من ازف الامر اذا دنا حضر یہی لفظ اسی معنے میں ایک اور جگہ بھی آیا ہے ازفت الآزفۃ لیس لہا من دون اللہ کاشفۃ کوئی شاعر کہتا ہے۔ ؎ ازف الترحل غیر ان رکابنا ۞ لما تزل برحالنا وکان قد ۞ یہ محذوف کی صفت ہے اے یوم القیامۃ الآزفۃ اسکے مراد قیامت کا دن ہے لوگوں کی نظروں میں بعید ہے مگر یقینا آنے والی چیز ہے اور آنے والی چیز بہت قریب سمجھی جاتی ہے عقلا کے نزدیک وہ سو کوس پرے کی بلا کو آنکھوں کے سامنے دیکھتے ہیں بعض کہتے ہیں اس سے مراد موت کا دن ہے جو بہت ہی قریب ہے یہ ابومسلم کا قول ہے پھر اُس دن کی کیفیت بیان فرماتا ہے اذ القلوب لدی الحناجر کاظمین کہ وہ بڑی مصیبت اور رنج و محن کا دن ہے کہ دل گھٹکر گلوں تک آجاوینگے یہ کنایہ ہے شدت خوف سے جیسا کہ ہمارے محاورہ میں کہتے ہیں ناک میں دم آگیا۔ اور بھی ہوتا ہے کہ شدت غم و الم کیوقت پھیپھڑا پھولکر اُوپر کو اُٹھ آتا ہے اور اسی میں دل بھی۔ یہ ایک محاورہ کی بات ہے اسپر اعتراض کرنا جہالت ہے ؛

کاظم اُس ساکت اور چپ کرنے والے کو کہتے ہیں جو جوش یا رنج بھرا ہو مگر نہ منہ سے کچھ نہ کہے ما للظالمین من حمیم ولا شفیع یطاع کہ اُس روز ظالموں کا نہ کوئی حمایتی و مددگار ہوگا اور نہ کوئی سفارشی کہ جس کی بات ضرور مانی جاوے جیسا کہ مشرکین اپنے معبودوں کی طرف گمان کرتے ہیں معتزلہ کہتے ہیں ہر کبیرہ ظلم ہے اور ظالم کا کوئی شفیع نہیں پس ثابت ہوا کہ اہل کبائر کیلئے شفاعت نہوگی بلکہ اہل صغائر کیلئے بھی کیونکہ یہ بھی ظلم ہے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ ظلم سے مراد کفر و شرک ہے اور کفار و مشرکین کو ظالمین کہا گیا جیسا کہ سیاق و سباق دلالت کرتا ہے البتہ اُنکے لئے کوئی سفارشی نہوگا نہ مطاع نہ غیر مطاع یعلم خائنۃ یہ ایک اور دہشتناک بات بیان فرماتا ہے کہ جس حاکم کے سامنے اُس روز ہونا ہوگا وہ ایسا ہے کہ آنکھ کی چوری (چھپا کر بدنظری کرنا جسکا دیکھنا جائز نہیں اُسکو چوری سے یا کن انکھیوں سے دیکھنا اور دل کے خطرات اور ارادات بھی جانتا ہے کوئی عمل اُس سے مخفی نہیں ہاتھ پاؤں وغیرہ اعضا کا نہ دلکا اور دوسری بات یہ ہے واللہ یقضی بالحق کہ اُس روز اللہ ہی فیصلہ بالانصاف کریگا نہ اور کوئی اور انصاف بھی کسطرح سے بے روُو رعایت کسی سے رشوت لیکر یا کسی سے دبکر عدل کریگا نہ شریف کی شرافت نہ رذیل کی رذالت کو دیکھا جائیگا امیر غریب شاہ و گدا برابر ہونگے اور تیسری بات یہ ہوگی کہ والذین یدعون من دونہ لا یقضون بشیء کہ اللہ کے سوا جنکو یہ لوگ اُسدن کی اُمید پر پکارتے ہیں کچھ بھی فیصلہ کرنیکے مجاز نہوں گے چوتھی بات یہ ہے کہ ان اللہ ہو السمیع البصیر اللہ ہر بات سننا ہر کام دیکھتا ہے کوئی بات اُس سے مخفی نہیں برخلاف اُنکے معبودوں کے۔

أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ كَانُوا مِن قَبْلِهِمْ كَانُوا هُمْ أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَآثَارًا فِي الْأَرْضِ فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ

پھر کیا اُنھوں نے ملک میں پھر کر نہیں دیکھا کہ اُنسے پہلوں کا کیا انجام ہوا جو اُنسے زیادہ قوت والے اور ملک میں نشانیاں باقی چھوڑنے والے تھے پھر اللہ نے اُنکو

بِذُنُوبِهِمْ وَمَا كَانَ لَهُم مِّنَ اللَّهِ مِن وَاقٍ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانَتْ تَّأْتِيهِمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ فَكَفَرُوا فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ إِنَّهُ قَوِيٌّ

اُنکے گناہوں سے پکڑ لیا اور اُنکو اللہ سے کوئی نہ بچا سکا یہ اسلئے کہ اُنکے پاس رسول نشانیاں لیکر آیا کرتے تھے پھر اُنھوں نے انکار کیا پھر اللہ نے اُنکو پکڑ لیا کیونکہ وہ جو چاہے زبردست

شَدِيدُ الْعِقَابِ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا وَسُلْطَانٍ مُّبِينٍ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَقَارُونَ فَقَالُوا سَاحِرٌ كَذَّابٌ فَلَمَّا جَاءَهُم

سخت سزا دینے والا ہے اور البتہ ہمنے موسیٰ کو اپنی نشانیاں اور ظاہر حجت دیکر بھیجا فرعون اور ہامان اور قارون کے پاس تب اُنھوں نے کہا جادوگر جھوٹا ہے پھر جب اُنکے پاس

بِالْحَقِّ مِنْ عِندِنَا قَالُوا اقْتُلُوا أَبْنَاءَ الَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ وَاسْتَحْيُوا نِسَاءَهُمْ وَمَا كَيْدُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ

ہمارے ہاں سے حق بات لیکر آیا تو کہہ بارکر جو لوگ اُسپر ایمان لائے ہیں اُنکے بیٹوں کو مارڈالو اور لڑکیوں کو زندہ رہنے دو اور کافروں کے داؤ محض غلط ہوتے ہیں

تفسیر

منکرین کو عذاب آخرت سے متنبہ کرکے دنیاوی مصیبتوں کا خوف دلاتا ہے اِسلئے کہ وہ سنگدل آخرت پر ایمان نہیں رکھتے تھے وہ اُن کے عذاب سُنکر اور بھی تمسخر کرتے تھے اِسلئے اب اُنکو دنیا کی بلاؤں سے ڈراتا اور اُسکا کامل یقین دلاتا ہے۔ اِن سے پہلوں کی ہلاکت اور اُنکے آثار باقیہ کو یاد دلاکر جو اُنکی آنکھوں کے سامنے موجود تھے اِسلئے فرماتا ہے اولم یسیروا کہ کیا اُن کفار قریش نے جو مدین شام میں تجارت کے لئے آیا جایا کرتے ہیں پھر کر نہیں دیکھا کہ اُنسے پہلے منکروں کا کیا انجام ہوا جو اُن سے زیادہ طاقتور تھے اور بڑے بڑے نشان دنیا میں چھوڑ گئے ہیں اِنکے مکانات اور نشانوں سے زیادہ اُنکے نشان تھے جو ابتک مستحکم تھے اور اُنکے آثار شکستہ

اُنکے یادگار ہیں پھر اُنکو اللہ نے اُنکے گناہوں کے سبب پکڑ لیا اور اُنکو کوئی نہ بچا سکا جیسا کہ قوم عاد و ثمود و قوم لوط وغیرہ باہم یہ مصیبت اُنپر صرف اِسلئے آئی کہ اُنکے رسول اُنکے پاس نشانیاں معجزات و آیات لیکر آئے تھے اُنھوں نے اُنکا انکار کیا اور بدی سے باز نہ آئے پس اللہ نے اُنکو پکڑ لیا اور وہ بڑا زبردست اور سخت سزا دینے والا ہے ✣

عذاب دنیوی سے کفار زیادہ ڈرتے ہیں کسلئے کہ اُنکا مقصود اصلی دنیا اور اُسکے تجملات ہی ہوتے ہیں اُنپر مصیبت آنیکا تصور بھی اُنپر شاق ہوتا ہے ✣

ولقد ارسلنا موسیٰ وہ ایک اجمالی بیان تھا اُسکے بعد تفصیل شروع کرتا ہے اور اُسنے طاقت ور فرعون کی حقیقت بیان کرتا ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ سے کھلی تھی کہ بھیجنے موسیٰ کو فرعون اور ہارون اور قارون کیطرف نشانیاں نو معجزے اور کھلی ہوئی حجت اور صداقت کی دلیل دیکر بھیجا تھا۔ اگرچہ موسیٰ علیہ السلام سب قوم کیطرف بھیجے گئے تھے مگر یہ اُنکے سردار تھے اِسلئے انکا بالتخصیص نام لیا گیا فقالوا ساحر کذاب تو سب نے جھوٹا جادوگر بتایا۔ قارون گو بنی اسرائیل میں سے تھا اور بظاہر اُسنے یہ کہا تھا مگر اُسکا مقابلہ کرنا جیسا کہ پہلے بیان ہوا گویا زبان حال سے یہ کہدینا ہے فلما جاءہم بالحق الخ جب قوم فرعون کے پاس موسیٰ دین حق لیکر آئے تو بجائے اِسکے کہ مانتے فرعون نے یہ حکم دیدیا کہ ان بنی اسرائیل کے لڑکوں کو قتل کرو جو موسیٰ پر ایمان لائے ہیں اور اُن کی لڑکیوں کو زندہ رہنے دو کہ فرعنیوں کے کام میں آویں یہ دوبارہ حکم تھا جو موسیٰ علیہ السلام کے دین حق لیکر آنے کے بعد ایمان داروں کے برباد و خراب کرنیکے لئے اُس لعین نے دیا تھا مگر اُس سے کیا ہوتا اِس لئے کہ ماکید الکافرین الا فی ضلال کفار کے سب داؤ اور کل تدبیریں خدا تعالیٰ کی مشیت کے مقابلہ میں کچھ کام نہیں آتیں سب بیکار اور ضایع جاتی ہیں آخر کار وہی ہوتا ہے جو اللہ چاہتا ہے فرعون اور اُسکے سردار اور لشکر غارت ہوا موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل سلامت چلے گئے ✣

وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُوْنِيْٓ اَقْتُلْ مُوْسٰى وَلْيَدْعُ رَبَّهٗ ۚ اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يُّبَدِّلَ دِيْنَكُمْ اَوْ اَنْ يُّظْهِرَ فِي الْاَرْضِ الْفَسَادَ ۝

اور فرعون نے کہا مجھے چھوڑو کہ موسیٰ کو مار ڈالوں اور وہ اپنے رب کو پکار لے مجھے خوف ہے کہ تمھارا دین بدل دے یا زمین میں فساد کرے

وَقَالَ مُوْسٰٓى اِنِّيْ عُذْتُ بِرَبِّيْ وَرَبِّكُمْ مِّنْ كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَّا يُؤْمِنُ بِيَوْمِ الْحِسَابِ ۝ وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ اِيْمَانَهٗٓ

اور موسیٰ نے کہا میں نے اپنے اور تمھارے رب کی پناہ لی ہے ہر ایک متکبر سے جو حساب کے دن پر ایمان نہیں رکھتے اور فرعون کے خاندان میں سے ایک ایماندار مرد نے کہا جو اپنا ایمان نہیں کہتا تھا

اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ ۭ وَاِنْ يَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ ۚ وَاِنْ يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ

کہ کیا تم ایک شخص کو اسلئے قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے حالانکہ وہ تمھارے پاس تمھارے رب کیطرف سے نشانیاں لیکر آیا ہے اور اگر وہ جھوٹا ہے تو اسکا جھوٹ اُسپر پڑیگا اور اگر وہ سچا ہے تو جس ان

بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ ۝ يٰقَوْمِ لَكُمُ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ظٰهِرِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۡ فَمَنْ يَّنْصُرُنَا

باتوں میں سے کچھ کا تمھیں ڈر ہے پہنچکر رہیگی تو آویگی بیشک اللہ ہدایت نہیں کرتا اسکو جو حد سے بڑھنے والا جھوٹا ہو اے قوم آج تمھاری حکومت ہے تم ملک میں غالب ہو پر ہماری کون مدد کرے گا

مِنْۢ بَاْسِ اللّٰهِ اِنْ جَاۗءَنَا ۭ قَالَ فِرْعَوْنُ مَآ اُرِيْكُمْ اِلَّا مَآ اَرٰى وَمَآ اَهْدِيْكُمْ اِلَّا سَبِيْلَ الرَّشَادِ ۝ وَقَالَ الَّذِيْٓ اٰمَنَ يٰقَوْمِ اِنِّيْٓ

اللہ کی بلا میں اگر وہ ہم پر آ گئے فرعون نے کہا میں تمکو وہی سوجھاتا ہوں جو مجھے سوجھا اور میں تمکو سیدھا رستہ ہی بتاتا ہوں اور اس ایمان والے نے کہا اے قوم

اَخَافُ عَلَيْكُمْ مِّثْلَ يَوْمِ الْاَحْزَابِ ۝ مِثْلَ دَاْبِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ وَالَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۭ وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعِبَادِ ۝

میں تمھاری نسبت پہلے لوگوں کے دن جیسے دن سے ڈرتا ہوں جیسا کہ قوم نوح اور عاد اور ثمود اور ان سے پچھلوں کا حال ہوا اور اللہ تو بندوں پر کچھ بھی ظلم نہیں چاہتا

تفسیر

یہ اسی قصہ کا تتمہ ہے کہ فرعون نے لوگوں کی تسلی اور اپنی شوکت جتلانے کے لئے یہی کہا کہ مجھے چھوڑو کہ میں موسیٰ کو قتل کروں اور وہ اپنے رب کو بلا دے دیکھیں وہ کیا کرتا ہے اور کیونکر بچاتا ہے (جانتا تھا کہ قتل کرونگا تو بلا آجاویگی کسلئے کہ معجزات دیکھ چکا تھا گویا لوگوں نے اسکو قتل سے روک رکھا تھا) یہ اسلئے کہ اگر قتل نہ کروں تو مجھے ڈر ہے کہ تمھارے دین کو بدل دیگا بت پرستی چھوڑا کر خدا پرستی پر لگا دیگا یا ملک میں فساد برپا کریگا کہ وہ سرغنہ ہے بہت لوگ اسکے تابع ہو کر سرکشی اور بغاوت پر آمادہ ہو جائیں گے ۔

اسکے جواب میں موسیٰ نے یہ کہا انی عذت الخ کہ میں اپنے اور تمھارے رب کی پناہ میں ہوں ہر ایک متکبر سے جو حساب کے دن سے نہیں ڈرتا مطلب یہ کہ میرا محافظ اللہ ہے وقال رجل مومن الخ اور فرعون کے خاندان میں سے ایک ایماندار مرد نے جو کہ موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آیا تھا مگر فرعون کے ڈر سے اسکو مخفی رکھتا تھا یہ کہا کہ تم ایک شخص کو کیا اس جرم پر قتل کرنا چاہتے ہو کہ وہ اللہ کو اپنا رب کہتا ہے اور حال یہ ہے کہ وہ تمھارے پاس معجزات و نشانیاں لیکر بھی اپنی صداقت پر آیا ہے یعنی یہ جرم نہیں کہ جسپر قتل کیا جاوے پس اگر وہ جھوٹا ہے تو اس کا وبال اُسپر پڑے گا آپ خراب ہوجاویگا کسلئے کہ جھوٹے کو فلاح نہیں اور اگر وہ سچا ہے تو فرض کرو کہ کل باتیں نہیں مگر بعض تو ضرور پر ضرور تمپر پڑیں گی کہ جن کا وہ تم سے وعدہ کرتا ہے ۔ وہ شخص دل میں موسیٰ علیہ السلام کو سچا جانتا تھا مگر انکے سمجھانے کے لئے اس طریق پر مصلحت آمیز کلام کرتا تھا کہ جو انکے دل میں اثر کرے بشرطیکہ کچھ عقل سلیم بھی ہو ۔ پھر کہا یا قوم لکم الملک الیوم الخ کہ آج کے دن تمھاری حکومت اور تکو غلبہ ہے مگر اس پر گھمنڈ نکرنا اگر اللہ کیطرف سے ہمپر اسکے مقابلہ سے کوئی بلا آگئی تو کوئی بھی ہماری مدد کرنے والا نہ ہوگا فرعون نے کہا جو میری رائے ہے میں ظاہر کرتا ہوں اور تمکو اچھی اور عمدہ بات اور سیدھا رستہ بتاتا ہوں اُس مرد خدا نے کہا انی اخاف کہ اگلی قوموں نے جیسا کہ قوم نوح و عاد و ثمود اور انکے بعد بعض برے کام کئے تھے برباد ہو گئے ویسا ہی حال تمھارا ہوتا معلوم ہوتا ہے اللہ کسی پر ظلم نہیں کرتا انسان آپ اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارتا ہے ۔

وَيٰقَوْمِ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ يَوْمَ التَّنَادِ ۝ يَوْمَ تُوَلُّوْنَ مُدْبِرِيْنَ ۚ مَا لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ۝

اور اے قوم میں تم پر پکار کے دن سے خوف کھاتا ہوں جسدن تم پیٹھ پھیر کر بھاگو گے اللہ سے تمکو کوئی بچانے والا نہوگا اور جسکو اللہ گمراہ کرتا ہے پھر اُسکے لئے کوئی ہادی نہیں ہوسکتا

وَلَقَدْ جَآءَكُمْ يُوْسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا زِلْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّمَّا جَآءَكُمْ بِهٖ ۭ حَتّٰٓى اِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِهٖ

اور اس سے پہلے تمھارے پاس نشانیاں لیکر یوسف آیا تھا پھر جو کچھ وہ تمھارے پاس لایا تھا تم اسمیں ہمیشہ شک ہی کرتے رہے یہانتک کہ جب وہ مرگیا تو تم کہنے لگے کہ اللہ کسی رسول کو

رَسُوْلًا ۭ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابُۨ ۝ ۨ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ۭ كَبُرَ

نہیں بھیجیگا اِسیطرح اللہ گمراہ کرتا ہے اُنکو جو حد سے بڑھنے والے ہیں شک کرنیوالے ہیں اُنکو جو اللہ کی آیتوں میں جھگڑا کرتے ہیں بغیر اسکے کہ اُنکے پاس کوئی حجت آئی ہو یہ بات اللہ

مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ۝

اور ایمان والوں کے نزدیک بڑی ناراضی ہے اللہ ہر ایک متکبر سرکش کے دل پر اسیطرح سے مہر کردیا کرتا ہے

تفسیر

یہ اُس مومن کا ایک اور قول ہے یا قوم انی اخاف علیکم یوم التناد تناد کو جمہور نے تخفیف دال دخفف یا کے ساتھ پڑہا ہے اور اسکی اصل تنادی ہے باب تفاعل سے نادیٰ ینادی نداً یعنی آواز سے شتق ہے۔ کہ اے قوم مجھے تمھاری نسبت آواز دینے کے دن سے ڈر ہے۔ اِس سے مراد قیامت کا دن ہے کہ ملائکہ پکاریںگے اور اہل جہنم اور اہل جنت کو اُنکے مقامات کیطرف آنیکو کہیں گے یا ایک دوسرے مدد کے لئے پکارے گا جس طرح کہ مصیبت کیوقت پکارا کرتے ہیں اور ممکن ہے کہ اُس سے غرض اُسکی دنیا میں مصیبت اور ہزیمت کا دن ہو جسکے آنے کی خبر اُسکو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دی تھی یا اُسکو خود سنت اللہ کو دیکھکر معلوم ہوگیا ہو کہ انبیاء علیہ السلام سے مقابلہ کرنے والے ایکروز آسمانی بلا میں گرفتار ہوتے ہیں اور اُس مصیبت کیوقت اپنے یار و انصار کو پکارا کرتے ہیں اُنپر بھی وہ دن آنے والا ہے وہ کونسا دن ہے یوم تولون مدبرین وہ کہ جس روز تم پیٹھ دیکر بھاگوگے اور خدا کے قہر سے تمکو کوئی نہ بچا لیگا (چنانچہ یہ معاملہ بحر قلزم میں غرق ہونیکے دن پیش آیا)

نصیحت تمام کرکے یہ بھی فرمادیا ومن یضلل اللہ فما لہ من ہاد کہ جسکو اللہ گمراہ کرتا ہے اُسکو کوئی ہدایت نہیں کرسکتا یعنی اگر تمنے میری نصیحت پر عمل نکیا اور نہ مانوگے تمھاری حالت سے معلوم ہوتا ہے تو سمجھلو کہ تمکو خدا ہی نے گمراہ کردیا پھر میری ہدایت کیا نفع دیسکتی ہے یہ مایوسی کا کلمہ ہے

ولقد جاءکم یوسف من قبل الخ یہ بھی اُسی مومن کا کلام ہے بعض کہتے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا۔ کہ موسیٰ کا نبی ہوکر تمھارے پاس آنا کوئی نئی بات نہیں اسکے کئی سو برس پہلے فرعون سابق کے عہد میں حضرت یوسف علیہ السلام تمھارے پاس دلائل و معجزات لیکر گئے تھے اُنھوں نے بھی مصریوں کو بہت کچھ سمجھایا بت پرستی سے منع کیا مگر نہ مانا آخر جب اُنکا انتقال ہوگیا تو کہنے لگے کہ اب اُنکے بعد خدا تعالیٰ کسی رسول کو نہ بھیجے گا اُنکی زندگی میں تو اُنکے منکر رہے اور اُنکے بعد اور آیندہ آنے والے رسولوں کے منکر ہوگئے اور سلسلۂ رسالت کا ہی انقطاع کر بیٹھے۔ یہ بڑی گمراہی اور سخت سرکشی ہے اور اپنے کیا موقوف ہے کہ کذلک یضل اللہ من ہو مسرف مرتاب بلکہ ہر بیہودہ اور حد سے باہر ہونے والے اور شک کرنیوالے کو اللہ تعالیٰ یوں ہی گمراہ کردیا کرتا ہے اِنکو جو جھگڑا دلوں اللہ کی آیتوں میں بغیر کسی سند اور دلیل کے ناحق جھگڑا کیا کرتے ہیں جو عند اللہ اور عند المومنین بڑی نازیبا بات ہے اور اِسیطرح سے اُنکے دلوں پر مہر بھی کردیا کرتا ہے پھر اُنکے دلوں میں حق بات نہیں جاتی یہ اُنکی سرکشی اور تکبر سے ہوتا ہے۔ اِسمیں قریش مکہ کیطرف اشارہ ہے کہ وہ عنوان پر کیا موقوف ہے تمھارا بھی یہی حال ہے پھر جو اُنکا انجام ہوا تمھارا بھی ہوگا۔ گو قریش بحر قلزم میں نہ ڈوبے مگر قحط اور قتل بدر کی بلا کے بحر عمیق میں ایسے غرق کئے گئے کہ آہی تو بہ آہی تو بہ ۞

وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰهَامٰنُ ابْنِ لِيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ ۝ اَسْبَابَ السَّمٰوٰتِ فَاَطَّلِعَ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ كَاذِبًا ۭ

اور فرعون نے کہا اے ہامان میرے لئے ایک محل تیار کر تاکہ میں اُن رستوں سے جو آسمان کے رستے ہیں پہنچ کر موسیٰ کے خدا کو دیکھوں اور میں تو اسکو جھوٹا ہی سمجھتا ہوں

وَكَذٰلِكَ زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوْۗءُ عَمَلِهٖ وَصُدَّ عَنِ السَّبِيْلِ ۭ وَمَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ اِلَّا فِيْ تَبَابٍ ۝ وَقَالَ الَّذِيْٓ اٰمَنَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوْنِ

اور اسیطرح فرعون کے بُرے کام اُسکی آنکھوں میں بھلے معلوم ہو رہے تھے اور وہ رستہ سے روکا گیا تھا اور فرعون کا داؤ بجز تباہی کے کچھ نہ ثابت ہوا اور اُس ایماندار نے کہا اے میری قوم میری پیروی کرو میں تمکو

اَهْدِكُمْ سَبِيْلَ الرَّشَادِ ۝ يٰقَوْمِ اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ ۡ وَاِنَّ الْاٰخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ ۝ مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا ۚ وَمَنْ عَمِلَ

سیدھے رستہ پر لیجاؤں اے میری قوم یہ دنیا کی زندگی جو ہے تو کچھ برتنے کے لئے ہے اور آخرت تو گھر ہی ٹھہرنے کا ہے جو برا کام کریگا تو اُسکے برابر سزا پاویگا اور جو

صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰۗىِٕكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُوْنَ فِيْهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ وَيٰقَوْمِ مَا لِيْٓ اَدْعُوْكُمْ اِلَى النَّجٰوةِ

نیک کام کریگا خواہ مرد ہو خواہ عورت اور وہ ایماندار بھی ہو سو وہ بہشت میں داخل ہونگے جہاں اُنکو بے حساب روزی ملیگی اور اے قوم مجھے کیا ہوا ہے کہ میں تمکو نجات کی طرف بلاتا ہوں

وَتَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَى النَّارِ ۝ تَدْعُوْنَنِيْ لِاَكْفُرَ بِاللّٰهِ وَاُشْرِكَ بِهٖ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ ۡ وَّاَنَا اَدْعُوْكُمْ اِلَى الْعَزِيْزِ الْغَفَّارِ ۝ لَا جَرَمَ اَنَّمَا تَدْعُوْنَنِيْٓ

اور تم مجھکو آگ کیطرف بلاتے ہو تم مجھے اسلئے بلاتے ہو کہ میں اللہ کا منکر ہو جاؤں اور اُسکے ساتھ اُسکو شریک ٹھہراؤں کہ جسکو میں جانتا بھی نہیں اور میں تمکو زبردست بخشنے والے کیطرف بلاتا ہوں بلاشک تم جسکو

اِلَيْهِ لَيْسَ لَهٗ دَعْوَةٌ فِي الدُّنْيَا وَلَا فِي الْاٰخِرَةِ وَاَنَّ مَرَدَّنَآ اِلَى اللّٰهِ وَاَنَّ الْمُسْرِفِيْنَ هُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ۝ فَسَتَذْكُرُوْنَ مَآ اَقُوْلُ لَكُمْ ۭ

جس کیطرف بلاتے ہو وہ قومہ دنیا میں بلانیکے قابل ہے نہ آخرت میں اور ہمکو اللہ کے پاس لوٹکر جانا ہے اور بے شک یہود وہ لوگ ہیں جو حد سے نکل جانیوالے ہیں پھر تم میری بات کو یاد کروگے

وَاُفَوِّضُ اَمْرِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۝

اور میں اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں بیشک اللہ بندوں کو دیکھتا ہے

اسباب السماوات بدل مما قبلہ فاطلع بالنصب علی جواب الامر وبالرفع عطفا علی ابلغ وتدعونني الجملة واتصل بها بدل تبيين لتدعونني الاولے . واُفوض الجملة حال من الضمير في اقول

تفسیر

فرعون نے پہلے کہا تھا وما اہدیکم الا سبیل الرشاد اب اسجگہ اُسکی عقل وفہم کی کوتاہی بیان کی جاتی ہے کہ اپنے وزیر یا مصاحب ہامان سے یہ کہا کہ میرے لئے کوئی ایسا بلند مکان بنا کہ جسپر چڑھکر موسیٰ کے خدا کو دیکھوں اور میں تو اُسکو جھوٹا ہی جانتا ہوں حماقت اسمیں یہ ہے کہ موسیٰ کے اِس کہنے سے کہ اللہ رب السماوات ہے وہ یہ سمجھ گیا کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں پر رہتا ہے جیسا کہ طبائع عامہ فوقیت کے لحاظ سے اُسکو آسمانوں پر بتاتے ہیں اور فرعون شبہ مجسمہ فرعون کے قول کو سند میں لاتے ہیں دوسری حماقت یہ تھی کہ اگر ہامان کوئی ایسا بلند مکان ہی بناتا تو غایۃ الامر بڑے سے بڑے پہاڑ کی برابر بناتا پھر اس احمق کو یہ نہ سوجھا کہ پہاڑ پر چڑھنے سے بھی تو یہ بات حاصل ہو سکتی ہے تیسری حماقت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ محسوس نہیں وہ بلندی پر جڑ بگر کو تو کوہ ہمالہ والیکتا ہے؟ اسباب السماوات وہ چیز ہیں کہ جنسے استدلال کیا جاتا ہے رستا وغیرہ۔ ہامان کی بابت اہل کتاب کا یہ اعتراض کرنا کہ فرعون کے عہد کے سیکڑوں برس بعد میں ہوا ہے محض غلط ہے کیسلئے کہ یہ اور ہامان ہے اب یہ بات ہے کہ تورات میں اسکا ذکر نہیں سو یہ بھی بیکار ہے تورات میں سینکڑوں باتیں مذکور نہیں پھر کیا اُنکا انکار ہو سکتا ہے؟ اور تورات محرف بھی ہو تو پھر اُسپر کیونکر اعتماد ہو سکتا ہے؟ ہامان نے کوئی ایسا محل اِس احمق کے کہنے سے بنایا یا نہ بنا وہ تو اُسکی موسیٰ علیہ السلام کی تکذیب کے لئے ایک لوگوں کے سُنانے کو ایک بات تھی وکذلک الخ خدا تعالیٰ فرماتا ہے اِسپر کیا بس ہے اور بہت سی باتیں غلط اور اعمال فاسدہ فرعون کے نزدیک عمدہ سمجھے جاتے تھے وصد جمہور نے معروف کا صیغہ پڑھا ہے اسی صد فرعون الناس عن سبیل اللہ اور کوفیوں نے مجہول کا صیغہ پڑھا ہے صُدّ اسکا عطف زُیّن پر ہوگا اور بعض نے مصدر پڑھا ہے اسکا عطف سوء علہ پر ہوگا اسکے بعد خدا تک اُس مرد مومن کی گفتگو نقل ہے جو اُسنے فرعونیوں کے مقابلہ میں کی تھی جسمیں دنیا کی بے ثباتی اور دار آخرت کا ذکر اور اپنی نصیحت کا وثوق بیان ہوا ہے

فَوَقٰىهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ ۝ اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا ۚ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ

پھر اللہ نے اسکو آپکے فریبوں کی برائی سے بچالیا اور فرعونیوں پر عذاب آپڑا وہ صبح و شام آگ کے سامنے لائے جاتے ہیں اور جس دن کہ قیامت برپا ہوگی

اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ۝ وَاِذْ يَتَحَآجُّوْنَ فِي النَّارِ فَيَقُوْلُ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ

(حکم ہوگا) فرعونیوں کو سخت عذاب میں لیجاؤ اور جبکہ آتش دوزخ میں آپس میں جھگڑینگے پھر کمزور سرکشوں سے کہیں گے کہ ہم تمہارے پیرو تھے

مُّغْنُوْنَ عَنَّا نَصِيْبًا مِّنَ النَّارِ ۝ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُلٌّ فِيْهَآ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ ۝ وَقَالَ الَّذِيْنَ

پھر کیا تم آگ کا کوئی حصہ ہم سے دور کرسکتے ہو سرکش کہیں گے ہم بھی اسمیں پڑے ہوئے ہیں البتہ اللہ نے بندوں میں فیصلہ کردیا اور دوزخی

فِي النَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ ادْعُوْا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ ۝ قَالُوْٓا اَوَلَمْ تَكُ تَاْتِيْكُمْ رُسُلُكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۭ قَالُوْا بَلٰى ۭ

جہنم کے داروغوں سے کہیں گے کہ تم اپنے رب سے عرض کرو کہ وہ ہمیں ایک روز عذاب میں کمی کردے وہ کہینگے کیا تمہارے پاس تمہارے رسول نشانیاں لیکر نہ آئے تھے کہیں گے ہوں نہیں

قَالُوْا فَادْعُوْا ۚ وَمَا دُعٰٓؤُا الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ۝

فرشتے کہیں گے پھر پکارو۔ اور کافروں کا پکارنا محض ناکام ہے

تفسیر

اسکے بعد خدا تعالیٰ اُس مومن کے ایمان کا نتیجہ بیان کرتا ہے جو دنیا میں بھی اُسکے سامنے آیا اور فرعونیوں کی اتہام کاریوں کو فرمایا۔ ہے فقال فوقہ اللہ کہ اس نے اِس مومن کو فرعونیوں کے فریب دانیاسے جو اسکو مومن سمجھکر دینا چاہتے تھے بچالیا اور خود فرعونیوں پر بڑا عذاب آپڑا کہ وہ اول توطرح طرح کی مصیبتوں میں جو موسیٰ علیہ السلام کی بددعا سے اُنپر آئیں مبتلا ہوئے پھر بحر قلزم میں غرق ہوئے اور مرنیکے بعد اُنکا یہ حال ہوا النار یعرضون الخ کہ صبح و شام آتش جہنم کے سامنے کئے جاتے ہیں۔ صبح و شام سے مراد خاص یہی دو وقت نہیں بلکہ دوام مراد ہے۔ اُسکو محاورہ میں صبح و شام سے تعبیر کیا کرتے ہیں اور آگ کے سامنے لائے جانیسے مراد دکھایا جانا ہے۔ یا کہ عذاب برزخ جسکا بعض مفسرین کے بعض کہتے ہیں آگ میں داخل ہونا مراد ہے بولتے ہیں عرضتہم علی السیف اذا قتلتہم۔ بخاری و مسلم وغیرہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر میت کو صبح و شام اُسکا اصلی ٹھکانا دکھایا جاتا ہے اگر وہ جنتی ہے تو جنت اور دکھایا جاتا ہے قیامت کے روز تیسرا یہ ٹھکانا ہوگا۔ یہ عالم برزخ کی سزا و جزا ہے جو ارواح کو ہوتی ہے اور یہ سزا بہ نسبت اصلی سزا کے جو قیامت کے روز ہوگی کم ہوتی ہے جیسا کہ قبر سے پہلے حوالات ہوتی ہے یہ آیت صاف دلیل ہے کہ مرنے کے بعد عذاب قبر ہوگا اور ثواب بھی جیسا کہ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے برخلاف معتزلہ کے وہ حشر کے روز جزا و سزا ہونا کہتے ہیں اور اس درمیانی زمانہ کو خالی قرار دیتے ہیں بدلیل وقولہ تعالیٰ من بعثنا من مرقدنا اسکا جواب کہ کہتے ہیں مرقدنا کے معنی ہم سورہ یسین کی تفسیر میں بیان کرآئے ہیں علاوہ اس آیت کے اہل سنت کے عقیدہ کے اثبات کے لئے بیشمار صحیح حدیثیں بھی وارد ہیں سا اور عذاب و ثواب قبر پر جو نظر نہ آنے کا اعتراض ہے اُس کا جواب ہم دے چکے ہیں اور یوم الساعۃ آخرت میں یہ ہوگا ویوم تقوم الساعۃ تاریخ اور جس دن قیامت برپا ہوگی حکم ہوگا کہ فرعونیوں کو پوری سزا و سخت عذاب میں لیجاؤ اور یہاں سے دوزخ میں اُنکا ہمیشہ کا ٹھکانا ہونا بیان فرماتا ہے کہ جو دنیا میں کمزور اور تابع تھے اپنے سرداروں سے کہیں گے ایک دن کے لئے تو ہمارے عذاب کو رفع کرو تمہاری زبان برداری کا کیا کام آوے گا وہ کہیں گے ہم خود اس میں مبتلا ہیں اور جہنم کے فرشتوں سے ناچار ہو کر شفاعت کی درخواست کرینگے وہ کہیں گے دنیا میں رسول تمہارے پاس نشانیاں لیکر نہ آئے تھے؟ وہ کہیں گے آئے تھے فرشتے کہیں گے اب تم پڑے پکارا کرو تمہاری شنوائی نہیں۔ کافروں کی پکار نہیں سُنی جاتی۔ اِس سے یہ مراد نہیں کہ دنیا میں کافروں کی دعا نہیں سُنی جاتی۔

إِنَّا لَنَنصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُومُ الْأَشْهَادُ ۝ يَوْمَ لَا يَنفَعُ الظَّالِمِينَ مَعْذِرَتُهُمْ وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ

اپنے رسولوں اور ایمان والوں کی مدد کا ہمیں دنیا کی زندگی میں اور اُس روز میں کہ جبکہ گواہ کھڑے ہونگے جس روز کہ ظالموں کو اُنکا عذر کرنا کچھ فائدہ نہ دے گا۔ اور اُنکو لعنت ہے

وَلَهُمْ سُوءُ الدَّارِ ۝ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْهُدَىٰ وَأَوْرَثْنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ الْكِتَابَ ۝ هُدًى وَذِكْرَىٰ لِأُولِي الْأَلْبَابِ ۝

اور اُنکے لئے برا گھر ہے اور البتہ ہمنے موسیٰ کو ہدایت دی اور بنی اسرائیل کو کتاب کا وارث کیا عقلمندوں کو ہدایت اور نصیحت کے لئے۔

فَاصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنبِكَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْإِبْكَارِ ۝ إِنَّ الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِ اللَّهِ بِغَيْرِ سُلْطَانٍ

پس صبر کر کیونکہ وعدہ اللہ کا سچا ہے اور اپنے گناہ کی معافی مانگ اور اپنے رب کی خوبیوں کے ساتھ شام اور صبح اُسکی تسبیح کیا کر وہ جو اللہ کی آیتوں میں بغیر اسکے کہ اُنکے پاس کوئی دلیل آئے جھگڑتے ہیں

إِنْ فِي صُدُورِهِمْ إِلَّا كِبْرٌ مَّا هُم بِبَالِغِيهِ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ۝

اور کچھ نہیں اُنکے دل میں غرور ہے کہ جس تک وہ کبھی نہ پہونچیں گے پس اللہ سے پناہ مانگ کیونکہ وہ سنتا دیکھتا ہے

والذین فی محل نصب عطفا علی رسلنا ای ننصر رسلنا وننصر الذین آمنوا بهم فی الحیوة الجار متعلق بننصر ویوم معطوف علی فی الحیوة ای فی نصرهم فی الدنیا وفی الاخرة ویوم بدل من یوم یقوم الاشهاد وهم الملئکة اجملة الاسمیة معطوف علی لاینفع هی حال من الکتاب قال الزجاج الاشهاد جمع شاہد کاصحاب وصحاب قال الخلیل یجوز ان یکون جمع فاعل علی فعال مثل بار وبار جمع شہید کشریف وشراف

تفسیر

نمرودیوں کی بربادی اور بنی اسرائیل اور موسیٰ علیہ السلام کی سلامتی کا ذکر کرکے یہ بات بتلاتا ہے کہ جیسے موسیٰ علیہ السلام اور اُسکی قوم ہی پر سلامتی اور امداد غیبی موقوف نہیں ہم اپنے سب رسولوں اور اُنکے ماننے والونکو دنیا میں اور آخرت میں (کہ جسدن گواہ کھڑے ہونگے یعنی عدالت کا تخت بچھے گا اور جسدن کہ ظالموں کی معذرت کچھ نفع نہ دیگی اور اُنپر لعنت یعنی خدا کی ناراضگی اور بُرا گھر یعنی جہنم ہوگا) فتح دیگا کامیاب کریگا۔ دنیا میں فتح اور غلبہ پانے اور کوئیں ہمیشہ کیلئے بول بالا رہنے اور نیکی سے یاد کئے جانے اور اُنکے دل میں سرور اور فرحت اور نور عطا ہونے اور بلاؤں سے نجات پانے اور مخالفوں کے دل میں رعب ووقار پیدا کرنے سے ہوتی ہے اور آخرت میں مغفرت اور جنت اور دوسروں کی سفارش کرنیکا اختیار ملنے سے ہوگی اسمیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو فرمادیا جاتا ہے اور کفار قریش کے کان کھولے جاتے ہیں خبردار رہو تمہارا زور وشوکت حشمت ودولت فرعونیوں کی حشمت ودولت سے بہت کم ہے انکا انجام کیا ہوا!

ولقد آتینا موسی الکتاب یہ نصرت اور مدد انبیا کی ایک خاص بات بیان فرماتا ہے کہ فرعونیوں کو ہلاک کرکے ہمنے موسیٰ کو ہدایت یعنی ہدایت کرنے والی کتاب تورات دی جو اُسکے دین کے استحکام کی ایک رکن اعظم تھی اور اُنکے بعد بنی اسرائیل کو اس کتاب کا وارث کیا جو عقلمندوں کے لئے ہدایت ونصیحت ہے اس تذکرہ کے بعد جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی کے لئے سُنایا گیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اُنکی چند روزہ تکالیف پر برداشت کرنیکا حکم دیتا ہے فاصبر ان وعد اللہ حق کہ صبر کر اللہ کا وعدہ برحق ہے تھوڑے تھکیو اور تیرے ماننے والونکو غلبہ ہوتا ہے اور صبر کرکے بیکار نہ بیٹھ اپنی زبان کو اُنکے برا بھلا کہنے میں مشتعل کرکے بلکہ استغفار نبک خود اپنے خدا تعالیٰ کے روبرو اپنی خطاؤں سے معافی مانگ کیونکہ اگر بشریت سے نیکی ایذاؤں کے مقابلہ میں کوئی بات خلاف اولیٰ سرزد ہوگئی ہو تو خدا تعالیٰ سے اُسکی معافی مانگ تاکہ تو بالکل بے الزام رہے۔ بندہ گو کیسا ہی نیکوکار وابرار ہو اور معصوم بھی ہو مگر مقتضائے عبدیت ہی سے کوتاہی نیکی پر مُصر ہونے کے دوسری بات یہ ہے کہ انبیا اولوالعزم ہر چند صغائر وکبائر سے پاک تھے مگر بشر تھے محبت کے طریقے ہیں دو انداز اسی بات جو خلاف اولیٰ ہو اُنکے نفوس قدسیہ کیلئے ایک بڑا گناہ سمجھا جاتا اسلئے استغفار کا حکم ہوا اور بے گناہی پر بھی استغفار کرنا رفع درجات کا باعث ہے اور صرف استغفار ہی نہیں بلکہ تسبیح بحمد ربک صبح وشام اپنے رب کی مع وثنا تسبیح ومحمد کیا کرتا کہ فضل الٰہی جلد فتحیاب کرے ان الذین یہاں سے یہ بات بتلاتا ہے کہ وہ جو اللہ کی آیتوں میں بغیر سند کے جاہلانہ حجت کیا کرتے ہیں یہ صرف اُنکے دلی غرور کا باعث ہے جو وہ آپ سرمایہ بننے کی خوبیاں رکھتے ہیں وہ ہرگز حاصل نہ ہوگا پس اُنکے مکائد غرور سے اللہ کی پناہ مانگ وہ سنتا دیکھتا ہے

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۙ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

البتہ آسمانوں اور زمین کا بنانا آدمیوں کے بنانے سے بڑا کام ہے لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں اور نہ یہ اور آنکھوں والا برابر نہیں اور نہ ایمان والے

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَلَا الْمُسِيْٓءُ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَتَذَكَّرُوْنَ ۝ اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ

اچھے کام کرنے والے بدکاروں کے برابر ہیں۔ تم کم سمجھتے ہو۔ بیشک قیامت آنیوالی ہے اسمیں کچھ شبہ نہیں لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے اور تمہارے رب نے فرمایا کہ مجھکو پکارو

اَسْتَجِبْ لَكُمْ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ ۝

میں تمہاری دعا قبول کرونگا البتہ وہ جو ہماری عبادت سے سرکشی کرتے ہیں وہ ذلیل ہوکر جہنم میں ڈالے جائیں گے

تفسیر

ترغیب و ترہیب کے بعد پھر دلائل توحید و اثبات حشر کیطرف رجوع کرتا ہے **فقال خلق السموات** الخ کہ یہ منکرین حشر اسبات سے کیا تعجب کرتے ہیں کہ قیامت کے روز خدا تعالیٰ بندوں کو بار دگر پیدا کرے گا اور اسبات کو کیا محال جانتے ہیں؟ کیلئے کہ اُسنے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے جو انسانوں کے پیدا کرنے سے بڑا کام ہے۔ آسمانوں کی وسعت اور انمیں ایسے ایسے بڑے بڑے اجرام نورانی یعنی آفتاب ماہتاب و ستارے کہ جو زمین سے ہزاروں حصہ بڑے ہیں عاقل کے لئے اُسکی قدرت کاملہ پر دلیل ہیں ہیں ✤ فیثاغورس حکیم اور اُسکے متبعین جو آسمانوں کا وجود ہمارے خیال کے موافق تسلیم نہیں کرتے اور آسمان فضا کو کہتے ہیں اُنکے نزدیک اور زیادہ اُسکی قدرت کاملہ کا ثبوت ہے۔ وہ کہتے ہیں زمین بھی ایک چھوٹا سا تارا ہے جس میں یہ کچھ کائنات ہے اور دیگر ستاروں کی طرح آفتاب کے گرد لاکھوں کوس کے فاصلہ سے گھومتی ہے اسیطرح زہرہ و مشتری وغیرہ ستارے اِس سے بھی بڑے ہیں اور وہ بھی دورا کرتے ہیں اور آفتاب بھی ایک بڑا جرم ہے وہ بھی دورہ کرتا ہے۔ جسکو نہایت چھوٹے چھوٹے تارے رات کو دکھائی دیتے ہیں وہ بُعد کیوجہ سے چھوٹے دکھائی دیتے ہیں ورنہ وہ زمین سے لاکھوں حصے بڑے ہیں پھر حکما حال نے یہ بھی ثابت کیا ہے کہ انمیں بھی انسان کیطرح سے حیوانات بستے ہیں اور وہاں روشنی آفتاب یا کسی اور ستارے سے پہنچتی ہے آفتاب کے رہنے والوں کو کسی اور نیر سے آفتاب و ماہتاب کیطرح سے روشنی پہونچتی ہے اِن میں رہنے والونکو زمین بھی ایک چھوٹا سا تارا معلوم ہوتا ہے اور ان لاکھوں کروڑوں ستارون میں کہ جن میں سے ایک زمین بھی ہے بعض آفتاب سے منور ہیں بعض کسی اور سے پھر انکی نورانیت اور ظلمت بھی مختلف ہے پھر اُسکی قدرت کو دیکھو کہ یہ سب ایک فضا غیر محدود میں کس نماز سے دورا کر رہے ہیں آپس میں ٹکرا نہیں جاتے نہ انکے اِنتظام میں فرق آتا ہے پس ایسے حکیم و قدیر کے نزدیک آدمی کا بار دگر پیدا کرنا کیا مشکل ہے؟ مگر بسبب اُن آنکھوں کے اندھے یعنی علم و عقل سے اے جانتے ہیں نہ اندہے اِسلئے فرماتا ہے **وما یستوی الاعمی** الخ کہ اندھا اور آنکھوں والا یعنی جاہل عالم برابر نہیں ہاور نہ مومن نیک کام کرنیوالا اور بدکار برابر ہو سکتے ہیں لیکن ہے لوگو تم کم سمجھتے ہو اسکے بعد پھر قیامت کے برپا ہونیکی خبر دیتا ہے ان الساعۃ لآیۃ الخ کہ قیامت ضرور آویگی اسمیں کچھ بھی شبہ نہیں یعنی یقیناً آویگی لیکن اکثر لوگ مانتے نہیں ✤ قیامت دار آخرت میں جانے اور سرور ابدی پانیکا وسیلہ ہے اِسلئے جو باتیں اس کام میں نافع ہیں اُنکی تعلیم دیتا ہے **فقال وقال ربکم** الخ **تعذاب** فرماتا ہے مجھے پکارو میری عبادت کرو میں تمسے غائب نہیں ہوں میں تمہارا کہنا اور پکارنا سنتا ہوں عبادت قبول کرتا ہوں جو میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں وہ ذلیل ہوکر جہنم میں داخل ہونگے ✤

بعض نے اسی بات سے یہ خیال پیدا کیا ہے کہ ان اجرام میں سے جنت بھی ایک ایسا ہی جرم سماوی ہے جو بُعد کیوجہ سے نظر نہیں آتا وہاں آرام و آسایش دائمی ہے کیونکہ سب اجرام کے مادے یکساں ہیں وہ سب میں زیادہ عافیت اور خلود سرمدی کی جگہ ہے اور روح بشر چونکہ بعد موت قیامت پر ہونے کے بعد وہاں بھیجی جاتی ہیں اور اُس میں آرام سے رہتی ہیں۔ اور جہنم ان میں سے ایک اور جرم ہے۔ جو ظلمانی ہے اور زمین سے بھی بڑا ہے وہاں بیشمار تکلیفیں ہیں مشرکین و کفار و رگاہ گار دنیا کی وہ بھی وہاں جاکر عذاب میں رہتی ہیں اور جسم اسی کرۂ ارضی میں رہتا ہے وغیرہ ذالک ۱۲ منہ

اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الَّیْلَ لِتَسْكُنُوْا فِیْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَشْكُرُوْنَ ۝

اللہ وہ ہے کہ جس نے تمہارے آرام کیلئے رات بنائی اور دیکھنے کو دن بنایا بیشک اللہ لوگوں پر فضل کرتا ہے لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ ۫ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ۝ كَذٰلِكَ یُؤْفَكُ الَّذِیْنَ كَانُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ یَجْحَدُوْنَ ۝ اَللّٰهُ الَّذِیْ

یہ اللہ تمہارا رب ہے ہر چیز کا پیدا کرنے والا اس کے سوا کوئی معبود نہیں پھر تمہیں کہاں پھیرے جاتے ہو اسیطرح وہ لوگ پھیرے گئے تھے جو اللہ کی آیتوں کا انکار کیا کرتے تھے اللہ وہ ہے

جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ

کہ جسنے تمہارے ٹھہرنے کو زمین بنائی اور آسمان کو چھت بنایا اور تمہاری صورتیں بنائیں پھر تمہاری اچھی صورتیں بنائیں اور پاکیزہ چیزوں سے تمکو روزی دی یہ اللہ تمہارا رب ہے پھر بڑی برکت والا ہے

الْعٰلَمِیْنَ ۝ هُوَ الْحَیُّ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝

اور تمام جہان کا پروردگار زندہ وہی ہے زندہ وہ ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں پھر سچکو پکارو خاص اسکی بندگی کرکے سب خوبیاں اللہ کو ہیں جو تمام جہان کا پروردگار ہے

تفسیر

جبکہ یہ ارشاد فرمایا کہ اللہ کو پکارو کہ وہ تمہارا کہنا سنتا ہے تمہاری مرادیں دیتا ہے تو مناسب ہوا کہ ان مشرکین کو کہ جنکے مقابلہ میں کلام ہو رہا ہے اور جو اوہام باطلہ کی پرستش صرف دنیاوی کامیابیوں کے لئے کرتے تھے دو باتیں بتلائی جائیں **اول** یہ کہ اللہ تعالیٰ موجود و قادر و مطلق سہی ہے کہ نہیں کسیلئے کہ اوہام عامہ اسکے محسوس نمونے بیشتر تردد میں پڑجاتے ہیں اور اسلئے اپنے تراشیدہ معبودوں کو جو انکے سامنے موجود دکھائی دیتے ہیں پوجتے ہیں پس اللہ الذی الخ ان آیات میں دلائل و براہین سے خدا تعالیٰ کا وجود اور متصف بصفات معبودیت ہونا ثابت کیا گیا اور خدا تعالیٰ کے آثار و علامات سے جو کسی کیطرف منسوب نہیں ہو سکتے اسکا موجود ہونا بتایا گیا ہے کیونکہ پانو کے نشانوں سے چلنے والا اور کسی کار سے اسکا کاریگر یقیناً ثابت ہو جاتا ہے **دوسری** بات یہ ثابت کرنی تھی کہ آیا وہ دیتا اور فیض بخشی بھی کرتا ہے؟ سو اسکا بھی انہیں آیات میں ثبوت کیا گیا ✤

اسلئے ان دونوں باتوں کے لئے چند دلائل بیان فرمائے **اول** اللہ الذی الخ کہ اللہ وہ ہے کہ جسنے تمہارے آرام و سکون کیلئے رات بنائی اور دیکھنے کے لئے دن بنایا اگر زمین آفتاب ایک ہی حالت پر رہتے تو یا ہمیشہ رات رہتی یا دن یہ دونوں باتیں انسان کی معاش میں خلل انداز تھیں بلکہ اسکی زندگی بھی مشکل ہو جاتی یہ انکی بڑی نعمت و عنایت ہے اس سے ثابت ہوا ان اللہ لذو فضل علی الناس کہ اللہ لوگوں پر بڑی عنایت اور مہربانی کرتا ہے ولکن اکثر الناس لا یشکرون لیکن اکثر آدمی شکر نہیں کرتے یا تو اسلئے کہ اس نعمت کو ایک معمولی بات سمجھتے ہیں یا وہ اللہ تعالیٰ سے منکر ہیں یا اسکو کسی اور کیطرف منسوب کرتے ہیں۔ اس نعمت کو یاد دلاکر فرماتا ہے ذلکم اللہ ربکم یہ اللہ ہے تمہارا رب خالق کل شئی ہر چیز کا پیدا کرنے والا نہ اور کوئی۔ ذلک اشارہ کا لفظ لاکر اور اس سے پہلے اپنی روزمرہ کی نشانی دکھاکر گویا آنکھ سے خدا تعالیٰ کو دکھا دیا کہ لے اندھوں آنکھیں کھولو اور دیکھو یہ اللہ ہے اور وہ ایسا بخشنے والا ہے فانی تؤفکون پھر کہاں بہکے چلے جاتے ہو اور کو نکو پکارتے ہو انکی عبادت کرتے ہو جو انکو نافع اور ضار سمجھتے ہو اور یہ بہکنا کچھ انہیں پر منحصر نہیں بلکہ کذلک یوفک الذین الخ پہلے بھی لوگ بہکے ہوئے تھے وہ جو اللہ کی ایسی نشانیوں کا انکار کرتے تھے یعنی یہ بھی اللہ کی نشانیوں کو دیکھتے ہیں اور انکار کرتے ہیں ✤

دوم اللہ الذی جعل لکم الارض قرارا والسماء بناء اللہ وہ ہے جسنے زمین کو تمہارا قرارگاہ بنایا کہ اسپر بستے ہو چلتے پھرتے ہو اور آسمان کو چھت بنا دیا کہ تمکو گھیرے ہوئے ہے صدہا نعمتیں چھت پر سے بے مشقت تمہارے گھر میں آرہی ہیں **سوم** وصورکم فاحسن صورکم تمہاری صورت اسنے بنائی پھر کیا خوب بنائی اس خوبی کو دیکھیے تو معلوم ہو کہ کیسی نعمت تمکو عطا ہوئی ہے تشریح ابدان کے جاننے والے اسکو جانتے ہیں **چہارم** ورزقکم من الطیبات یہی نہیں کہ تمکو عمدہ بنا کر بھوکا مارا بلکہ عمدہ سے عمدہ روزی دی نفیس چیزیں کھلائیں ذلکم اللہ ربکم یہ ہے اللہ تمہارا رب فتبارک اللہ رب العلمین پھر کیا بابرکت رب ہے جو تمام عالم کا رب ہے ہوا بھی وہ زندہ معبود ہے اسکے سوا کوئی معبود نہیں جب یہ ثابت ہوا تو فادعوہ اسیکو پکارو اسیکی عبادت کرو مگر کس طرح سے مخلصین لہ الدین اسیکے ہو کر مدعا ثابت کرکے کلام ختم کرتا ہے الحمد للہ رب العلمین کہ ہر قسم کی ستایش کا وہی مستحق ہے وہی منعم حقیقی ہے نہ کوئی اور ✤

قُلْ اِنِّیْ نُهِیْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَمَّا جَآءَنِیَ الْبَیِّنٰتُ مِنْ رَّبِّیْ وَ اُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝

کہہ مجھکو منع کیا گیا ہے کہ میں انکو پوجوں کہ جنکو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو جبکہ میرے پاس میرے رب کی نشانیاں آچکیں اور مجھے حکم ہوا کہ میں تابع ہوجاؤں رب العلمین کے

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ یُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْۤا اَشُدَّكُمْ ثُمَّ لِتَكُوْنُوْا شُیُوْخًا ۚ وَ مِنْكُمْ مَّنْ یُّتَوَفّٰى

وہی ہے کہ جسنے تمکو مٹی سے بنایا پھر نطفہ سے پھر خون کی پھٹکی سے پھر تمکو لوتھا بنا کے نکالتا ہے پھر باقی رکھتا ہے تاکہ تم اپنی جوانی کو پہنچو پھر یہانتک کہ تم بوڑھے ہوجاؤ اور تم میں سے

مِنْ قَبْلُ وَ لِتَبْلُغُوْۤا اَجَلًا مُّسَمًّى وَّ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ هُوَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَ یُمِیْتُ ۚ فَاِذَا قَضٰۤى اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ ۝

بعض اُس سے پہلے مرجاتے ہیں اور زندہ رکھتا ہے تاکہ تم وقت مقررہ تک پہنچو اور تاکہ تم سمجھو۔ وہی زندہ کرتا اور مارتا ہے پھر جب کسی کام کا حکم کرتا ہے تو صرف کن کہتا ہے سو وہ ہوجاتا ہے

لتاظرف لاعبد ظفا حال من ضمیر فی یخرجکم لے المنصوب المتصل ای عنی کم۔ والتوحید لارادۃ الجنس او علی تاویل کل واحد والمراد اطفالا۔ لتبلغوا اللام متعلقۃ بمحذوف ای ثم یبقیکم لتبلغوا او کذا فی قولہ ثم لتکونوا شیوخا فاجمع الشیخ والشیوخ بضم الشین و بکسرہا ولتبلغوا ای بفعل ذلک لتبلغوا اجلا مسمی

تفسیر

دلائل توحید بیان فرماکر شرک کی بُرائی موکد کرنیکے لئے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتا ہے قل انی نہیت کہدے مجھکو خدا تعالےٰ کی وحدانیت پر یقین کامل ہوگیا ہے اور شرک کی قباحت منکشف ہوگئی ہے میں ان معبودوں کی عبادت کرنے سے منع کیا گیا ہوں کہ جنکو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو کیونکہ میرے پاس میرے رب کیطرف سے بینات یعنی دلائل یقینہ آچکے ہیں اور مجھکو رب العلمین کے آگے سر جھکانے کا حکم ہوا ہے ہوالذی الخ سے رب العلمین کی توضیح کیجاتی ہے کہ اُسکی ربوبیت کی ایک یہ شان ہے کہ اُسنے تمکو بذریعہ تمہارے باپ آدم کے خاک سے بنایا کیونکہ انسان کا غالب مادہ خاک ہے پھر اُسکے بعد تمہارے توالد و تناسل کا سلسلہ اسطور پر قائم کیا کہ تمکو منی کے قطرہ سے پیدا کرتا ہے پھر وہ قطرہ منی علقہ ہوجاتی ہے پھر اُسمیں ہاتھ پاؤں اعضا نمودار ہوکر جان پڑجاتی ہے پھر تمکو تمہاری ماؤں کے پیٹوں میں سے بچہ بناکر باہر نکالتا ہے پھر تمکو زندہ باقی رہنے دیتا ہے تمہاری پرورش کرتا ہے تاکہ تم جوان ہوجاؤ پھر اس عمر طبعی میں اور ماں کے پیٹ میں دیکھئے اُسنے کیا کیا احسان تمہارے ساتھ کئے ہیں حواس خمسہ صحت و عافیت رزق و دیگر سامان عطا کئے و منکم من یتوفی اور بعض تم میں سے اِس حد سے پہلے مرجاتے ہیں اور انکو اُنکی اجل مقرر تک باقی رکھتا ہے تاکہ تم سمجھو کہ کون معبود برحق ہے کون رب ہے؟ ہوالذی یحیی ویمیت انسان جسکی اطاعت و عبادت کرتا ہے یا تو احسانات سابقہ اور موجودہ کے لحاظ سے سو یہ بھی اِستحقاق خالص اللہ ہی کا ہے اسبات کو ہوالذی خلقکم الخ میں بیان فرمایا اِس لئے کہ اِس سے جان کا خوف اور جان باقی رہنے کی اُمید ہوتی ہے سو یہ بات بھی اُسی کے لئے ہے وہی مارتا ہے وہی زندہ رکھتا ہے اِس میں اُسکے سواء کسیکو دخل نہیں۔ یا کسی کاریاری کی اُمید سی ہوتی ہے کہ وہ انسان کی اڑی حاجت کو روا کردیتا ہے سو یہ بھی اُسیکا کام ہے اِسبات کو اِس جملہ میں بیان فرماتا ہے فاذا قضی امرا الخ کہ جب وہ کسی کام کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اُسکے ہونے میں کوئی بھی دیر نہیں لگتی اِسکے کہنے سے فوراً ہوجاتا ہے جس کا فوراً کرنا چاہتا ہے اور جسکو بتدریج کرنا چاہتا ہے اُسکو بتدریج کرتا ہے مگر اُسکو بھی اگر فوراً کرنا چاہے تو فوراً ہوسکتا ہے یعنی وہ ایسا قادر مطلق ہے پھر جب یہ ساری باتیں اُسیکو حاصل ہیں تو پھر اور کسیکے پکارنے اور پوجنے کی کیا حاجت اور کون ضرورت ہے؟ پھر ایسے محسن و قادر مطلق کے سوا اور کو پکارنا اگر نمکحرامی نہیں تو اور کیا ہے؟ اِسلئے اس نمکحرامی کی ممانعت کردی گئی ۞

الَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ اَنّٰى يُصْرَفُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِالْكِتٰبِ وَبِمَآ اَرْسَلْنَا بِهٖ رُسُلَنَا ۚ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝

کیا تونے نہ دیکھے وہ لوگ جو اللہ کی آیتوں میں جھگڑتے ہیں کہاں سے پھیرے جاتے ہیں وہ جنھوں نے کتاب کو جھٹلایا اور اُسکو بھی جسکے ساتھ اپنے رسولوں کو دیکر بھیجا ہے۔ پھر اب معلوم کرلیں گے

اِذِ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلٰسِلُ ۭ يُسْحَبُوْنَ ۝ فِي الْحَمِيْمِ ۙ ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُوْنَ ۝ ثُمَّ قِيْلَ لَهُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ۝

جبکہ طوق اور زنجیریں اُنکے گلے میں ڈالکر گھسیٹے جائیں گے۔ کھولتے پانی میں پہر آگ میں جھونکے جائینگے پہر اُنسے کہا جائیگا کہاں ہیں وہ جنکو تم شریک کرتے تھے

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا بَلْ لَّمْ نَكُنْ نَّدْعُوْا مِنْ قَبْلُ شَيْـــًٔا ۭ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ الْكٰفِرِيْنَ ۝ ذٰلِكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَفْرَحُوْنَ فِي

اللہ کے سوا کہیں گے وہ ہمارے پاس سے کھوئے گئے۔ بلکہ ہم تو کسیکو پہلے پکارا ہی نہیں کرتے تھے۔ اسیطرح کافروں کو اللہ بہکا دیتا ہے یہ عذاب تمکو اسلئے ہوا کہ تم ملک میں ناحق

الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَمْرَحُوْنَ ۝ اُدْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝

خوشیاں منایا کرتے تھے اور اسلئے کہ تم اترایا کرتے تھے جہنم کے دروازوں میں گھسو ہمیشہ رہنے کے لئے پھر کیا بُری جگہ ہے غرور کرنے والوں کی

اذ الاغلال ظرف یعلمون والمراد معنی الاستقبال والسلاسل جمع سلسلۃ معطوف علی الاغلال وخبر فی اعناقہم او مبتدأ خبرہ یسحبون والعائد محذوف

ای یسحبون بہا او علی الاول حال قرئی بالنصب یسحبون بفتح الیاء ای یسحبون السلاسل

تفسیر

آیات آلہیہ میں جھگڑا کرنے والوں کی پہچان بیان کیجاتی ہے فقال الم تر الی الذین الخ خدا تعالےٰ تعجب کیطور پر ارشاد فرماتا ہے کہ اے محمد صلے اللہ علیک وسلم کیا تونے وہ لوگ نہیں دیکھے جو آیات الٰہیہ میں ناحق حجت کیا کرتے ہیں وہ کہاں بہکے جاتے ہیں؟ پہر فرماتا ہے وہ کون ہیں الذین کذبوا بالکتاب وہ کہ جنھوں نے کتاب اللہ کو جھٹلایا عام ہے کہ قرآن مجید مراد ہو یا اگلی کتابیں یا ان میں سے کسی کتاب کا انکار کرے۔ اور رسول جس چیز کو لائے اُس کا بھی انکار کیا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی کسی بات کو جھٹلانا کفر ہے۔ خواہ صراحۃً یا کنایۃً۔ پہر آخرت میں جو سزا اُنکو ہوگی اُسکو بیان کرتا ہے اذ الاغلال الخ اُنکے گلوں میں طوق وزنجیر ڈالکر گرم پانی میں گھسیٹا جائیگا۔ پہر آگ میں ڈالے جائیں گے یعنے طرح طرح سے عذاب ہوگا۔

راغب اصفہانی کہتے ہیں تسلسل اُس شئی اضطرب اسکے معنے میں حرکت و اضطراب پایا جاتا ہے زنجیر کو بھی اسی لئے سلسلہ کہتے ہیں کہ اُسکی کڑیوں میں حرکت ہوتی ہے اور پانی کو بھی بوجہ روانگی کے سلسل کہتے ہیں۔ اغلال جمع غل بمعنی طوق السحب زور سے کھینچنا اور بادل کو بھی اسی لئے سحاب کہتے ہیں کہ اُسکو ہوا ٹھکیلتی ہوئی لے جاتی ہے۔ حمیم گرم کھولتا ہوا پانی۔ بعض کہتے ہیں پیپ مراد ہے۔ سجر تنور گرم کرنا اور نہر کو پانی سے بہرنا اسلئے کہتے ہیں سجر سمجور لے محلوراً۔

پہران سے سوال ہوگا کہ جنکو تم شریک بناتے تھے وہ کہاں ہیں؟ جواب دینگے ضلوا عنا کہ وہ ہمسے کھوئے گئے ہمکو نظر نہیں آتے پہر کہینگے بل لم نکن ندعو من قبل شیئاً کہ ہم کسیکو بھی نہیں پکارا کرتے تھے جس طرح کوئی شخص کوئی کام کرے اور بعد ازاں معلوم ہو کہ وہ غلط تہا تو کہتا ہے میں نے کچھ بھی نہیں کیا اسلئے کہ اُسکا کوئی فائدہ ظہور میں نہ آیا۔ اسیطرح جب یہ شریکین اپنے معبودوں کے پکارنے کا کوئی فائدہ نہ دیکھیں گے اِس فعل کو کالعدم قرار دیکر اسکا انکار کرینگے اور ممکن ہے کہ انکی غرض جھوٹھ بولکر انکار کرنا ہو جس طرح کہ ملزم حاکم کے سامنے سزا کے خوف سے انکار کر دیا کرتا ہے۔ فرماتا ہے کذلک یضل اللہ کہ جس طرح اُس روز یہ لوگ کئے کام کا انکار کرینگے اسیطرح دنیا میں اللہ انکو گمراہ کر رہا ہے جو وہ آیات اللہ میں جھگڑتے ہیں یا یہ یعنی کہ اسیطرح سے انکو آخرت میں مبہوت و بدحواس کریگا۔ اُن سے وہاں کہا جائے گا ذلکم یہ عذاب تمکو اِس لئے ہوا کہ تم دنیا میں گناہوں اور شرک اور طرح طرح کی بدکاری کر کے خوش ہوا کرتے تھے مال و عیال میں مست تھے اور اسلئے کہ تم تکبر کیا کرتے تھے تکبر سے اہل اللہ کی بات نہیں سنتے تھے لو اب ادخلوا ابواب جہنم دوزخ کے دروازوں میں گھسو ہمیشہ رہنے کے لئے یہ بُری جگہ متکبروں کی ہے ✤

فَاصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ فَإِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِي نَعِدُهُمْ أَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَإِلَيْنَا يُرْجَعُونَ ۝ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا

پہرلے محمد صبر کر کیونکہ اسکا وعدہ برحق ہے۔ پہر اگر ان چیزوں سے کہ جنکا ہم نے وعدہ کرتے ہیں تجھے بعض کہا دیں یا تجھکو موت دیں تو پہر وہ سب ہمارے پاس آویگے۔ اور بھیجے تجھسے پہلے رسول جنمیں

مِّن قَبْلِكَ مِنْهُم مَّن قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّن لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ ۗ وَمَا كَانَ لِرَسُولٍ أَن يَأْتِيَ بِآيَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ

کہ اُن میں سے کسیکا حال تو تجھے سنایا اور کسیکا اُن میں سے نہیں سنایا اور کسی رسول کا مقدور نہ تہا کہ اللہ کی بے اجازت کوئی نشانی لے آتا

فَإِذَا جَاءَ أَمْرُ اللَّهِ قُضِيَ بِالْحَقِّ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُونَ ۝

پہر جب حکم الہی آیا تو انصاف سے فیصلہ کیا گیا اور جھوٹے لوگ اُس جگہ خراب ہوئے

ع ۱۴

فاما ان شرطیۃ ومامزیدۃ لتاکید الشرط فاما یجیبون جواب نتوفینک وجواب نرینک محذوف مثل فذاک ویکون ان یکون جوابا لہما بمعنی ان نعذبہم فی حیاتک او لم نعذبہم فانا نعذبہم فی الاخرۃ اشد العذاب ویدل علی شدتہ الاقتصار بذکر الرجوع فی ہذا المعرض۔ بیضاوی

تفسیر

اول اِس سورہ سے لیکر یہاں تک آیات اللہ میں جھگڑنے والوں کی بُرائی اور اُنکے طریقہ کی مذمت تھی اِس جگہ اپنے رسول کو اُن کی ایذاؤں پر صبر کرنے کا حکم دیتا ہے اور منکروں کو ایک آنے والی مُصیبت سے خبردار کرتا ہے کہ اگر اے نبی تجھکو تیری زندگی میں کفار پر بعض آنے والی مُصیبت دکہادیں جیسا کہ بدر کے روز کا معاملہ تو فبہا المراد آپ بھی دیکھ لیں گے۔ اور اگر آپ مر گئے تو بھی یہ لوگ ہمارے پاس آنے والے ہیں اُنکو سخت عذاب ہوگا اس کی نظیر یہ آیت ہے فاما نذہبن بک فانا منہم منتقمون او نرینک الذی وعدناہم فانا علیہم مقتدرون ✤

غرض یہ کہ صبر کر خدا کا وعدہ برحق ہے اِن پر بلا آنے والی ہے خواہ تیری حیات میں آوے یا بعد میں بہرحال ان ناہنجاروں پر وبال آئے گا اور سخت آوے گا۔ اِس کے بعد آں حضرت کو اور بھی تسلی دیجاتی ہے فقال ولقد ارسلنا رسلا من قبلک کہ آپ سے پیشتر ہم بہت سے رسول دنیا میں بھیج چکے ہیں (جنکی تعداد بموجب بعض روایات ایک لاکھ چوبیس ہزار آئی ہے جن میں سے تین سو پندرہ رسول تھے (اخرجہ احمد) مگر قوی تر یہی ہے کہ اِن کی تعداد اللہ ہی کو معلوم ہے اجمالاً سب کو برحق ماننا ضرور ہے) اور وہ ہر ملک و ہر قوم میں آئے تھے۔ منہم من قصصنا علیک اِن میں سے بعض کا حال تجھ سے بیان کیا ہے۔ یعنی پچیس کا ذکر آیا اوروں کا ذکر تجھ سے نہیں آیا مگر سب رسولوں کے ساتھ یہ بات پیش آئی ہے کہ ہر ایک قوم نے اِن کی باتوں میں مجادلہ اور ناحق کا جھگڑا مچایا ہے اگرچہ اُنھوں نے معجزات بھی دکہائے نشانیاں بھی پیش کیں مگر پہر بھی وہ سرکشی کی راہ سے بغیر ضرورت معجزات کی خواستگاری کرتے تھے وما کان لرسول ان یاتی بآیۃ الا باذن اللہ اور کسی رسول کی طاقت نہ تھی کہ بغیر حکم الٰہی کے انکی خواہش پورا کرنے کو کوئی معجزہ دکہا سکے۔ پس اِن کی خواہش پوری نہ کی گئی اُن کا انکار و اصرار بڑھتا گیا۔ فاذا جاء امر اللہ قضی بالحق پہر جب امر الٰہی یعنے عذاب کا وقت موعود آیا تو انصاف سے فیصلہ ہوگیا۔ بدکاروں شریروں نے اپنے جرم کی سزا پائی۔ ایماندروں کو نجات دیگئی وخسر ہنالک المبطلون اور اُس وقت باطل کا اتباع کرنے والے آیات اللہ کو باطل ٹہرانے والے برباد ہوگئے دنیا میں نام و نشان بھی باقی نہ رہا ✤

یہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمعصر مشرکوں کو سنایا جاتا ہے کہ تم اِسیطرح معجزات طلب کرتے ہو۔ تمہارا بھی یہ ہی انجام کار ہوگا ✤

اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَنْعَامَ لِتَرْكَبُوْا مِنْهَا وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝ وَلَكُمْ فِیْهَا مَنَافِعُ وَلِتَبْلُغُوْا عَلَیْهَا حَاجَةً فِیْ صُدُوْرِكُمْ وَعَلَیْهَا

اللہ وہ ہے کہ جس نے تمھارے لئے چارپائے بنائے تاکہ انمیں سے کسی پر سواری کرو اور کسیکو کھاؤ۔ اور تمھارے لئے انمیں اور بھی فائدے ہیں اور یہ بھی کہ انپر سوار ہوکر اپنے اس مقصد تک پہنچو جو تمھارے دل میں ہے اور

وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ۝ وَیُرِیْكُمْ اٰیٰتِهٖ ۚ فَاَیَّ اٰیٰتِ اللّٰهِ تُنْكِرُوْنَ ۝ اَفَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرُوْا كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

انکشتیوں پر تم سوار کئے جاتے ہو۔ اور وہ تمکو اپنی نشانیاں دکھاتا ہے پھر تم اللہ کی کس کس نشانی کا انکار کروگے۔ پھر کیا انھوں نے ملک میں پھر کر نہیں دیکھ لیا کہ کیا انجام ہوا

الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ كَانُوْۤا اَكْثَرَ مِنْهُمْ وَاَشَدَّ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِی الْاَرْضِ فَمَاۤ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ۝ فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ

اُن سے پہلوں کا جو اُنسے زیادہ زور آور تھے اور اُنسے زیادہ دین پر نشانیاں چھوڑ جانے والے تھے پھر اُنکی کارروائی اُنکے کچھ بھی کام نہ آئی پھر جب اُنکے پاس ہمارے رسول

بِالْبَیِّنٰتِ فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ وَكَفَرْنَا

نشانیاں لیکر آئے تو وہ اپنے علم و دانش پر اترانے لگے اور جسپر وہ ہنسی کرتے تھے وہ انپر اُلٹ پڑا پھر جب انھوں نے ہمارا عذاب آتے دیکھا تو کہنے لگے کہ ہم اکیلے اللہ پر ایمان لائے اور

بِمَا كُنَّا بِهٖ مُشْرِكِیْنَ ۝ فَلَمْ یَكُ یَنْفَعُهُمْ اِیْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا ؕ سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِیْ قَدْ خَلَتْ فِیْ عِبَادِهٖ ۚ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ ۝

اور جنکو اُسکا شریک کرتے تھے اُنسے ہم منکر ہوگئے۔ پھر اُنکا ایمان اُنکو کیا نفع دیتا جبکہ اُنھوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا۔ اللہ کا یہ بندوں میں قدیم دستور ہے۔ اور اس جگہ منکر خراب ہوئے

ع ۹ ۱۴

✣ تفسیر ✣

خوف دلانیکے بعد پھر وہ دلائل بیان فرماتا ہے کہ جو اللہ حکیم رحیم کے وجود پر دلالت کرتے ہیں اور جن سے اس کا بندوں پر انعام و احسان ثابت ہوتا ہے فقال اللہ الذی الخ کہ اللہ وہ محسن رحیم کریم وقادر ہے کہ جسنے تمتے بڑے زور آور جانوروں کو تمھارے بس میں کردیا کہ انمیں سے تم کسی پر سوار ہونے ہو جیسا کہ اونٹ گھوڑا گدھا بعض ملکوں میں بیل ہاتھی بھی یہی کام دیتے ہیں اور بعض کو تم ذبح کرکے کھاتے ہو گائے بھیڑ بکری وغیرہ

اور اسی پر بس نہیں بلکہ ولکم فیہا منافع اس کے علاوہ تمھارے لئے اِن میں اور بھی فوائد ہیں اُن سے نفع لیتے ہو دودھ گھی فروخت کرتے ہو کھاتے پیتے ہو بال ہوتے ہوئے نسل بڑھاتے ہو اُن کی کھالوں سے فوائد اٹھاتے ہو اُن کی ہڈیوں اور سینگوں کو کام میں لاتے ہو۔ ولتبلغوا علیہا حاجۃ فی صدورکم اور نیز اُن پر چڑھکر اپنے حاجات دلی کو پورا کرتے ہو سفر کرتے ہو اسباب لاد کر لے جاتے ہو شتونح چڑھائی کرتے ہو اور یہ سوار ہونا کچھ انہیں پر موقوف نہیں بلکہ علیہا وعلی الفلک تحملون اِن پر اور کشتیوں پر بھی سوار ہوتے ہو ویریکم ایاتہ اور تمکو اپنی بہت سی نشانیاں دکھاتا ہے فای آیات اللہ تنکرون پس کون کونسی نشانیوں کو جھٹلاؤ گے ✣

افلم یسیروا فی الارض یہاں سے یہ بات بتلاتا ہے کہ نعمتوں کی ناقدری اور ناشکری کی سبب اُسکے ہاں سے سخت سزا دنیا میں ملا کرتی ہے اگر یقین نہیں تو ملک میں پھر کر اپنے سے پہلے لوگوں کا حال کیا انھوں نے نہیں دیکھ لیا ہے کہ اُنکا کیا انجام ہوا؟ اور ہمارے مقابلہ میں اُنکی کوئی تدبیر اور کوئی زور کار آمد نہ ہوا پھر ان موجودہ لوگوں کا کیا کار آمد ہوگا حالانکہ وہ اُن سے زور آور بڑے نشان باقی چھوڑنے والے تھے قلعہ اور عمارات بلند اور کنوئیں اُنکی یادگار موجود ہیں ✣

فلما جاءتہم رسلہم بالبینات الخ یہاں سے اُنکی بربادی کے اسباب بیان فرماتا ہے کہ ان کے پاس رسول نشانیاں معجزات لیکر آئے انھوں نے اپنے خیالات فاسدہ پر خوشی ظاہر کی اور نبیوں کی بات نہ مانی اور انپر ٹھٹھا کرنے لگے وحاق بہم پس اُن پر وہ بلا کہ جسکے آنے کا وہ کرتے تھے اُسپر ہنسی کرتے تھے اُلٹ پڑی فلما راوا بأسنا پھر جب بلا آتی دیکھی تو دولت دنیا کا نشا اُتر گیا کہنے لگے امنا باللہ وحدہ الخ کہ ہم خاص ایک اللہ پر ایمان لائے اور اپنے معبودوں کے منکر ہوگئے مگر اُسوقت کا ایمان لانا کیا فائدہ دیتا تھا کیونکہ اللہ کا دستور ہمیشہ سے یوں ہی چلا آیا ہے کہ ہلاکت کیوقت کا ایمان لانا معتبر نہیں ہوتا سو وہ زیاں کار برباد ہوگئے

(فوائد)

لام جو غرض کے لئے آتا ہے لترکبوا ولتبلغوا پر داخل ہوا اور باقی پر نہ داخل ہوا اس کا کیا سبب ہے؟ صاحب کشاف نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ چارپایوں پر چڑھنا حج اور جہاد میں واجب یا مستحب ہے پس یہ دونوں دینی اغراض ہیں اسلئے آپر لازم آیا لیکن کہانا اور منافع حاصل کرنا سو یہ جنس مباحات سے ہیں اسلئے ان پر لام نہیں داخل ہوا اور نظیر اس کی یہ آیت ہے۔ والخیل والبغال والحمیر لترکبوہا وزینۃ دیکھو یہاں رکوب پر لام آیا زینت پر نہ آیا۔ یعنی رکوب مقصد اصلی ہے اور باقی فرعی ہیں۔

(۲) سلے آیات اللہ فرمایا مذکر کا صیغہ آیات مونث کیلئے آیا اور آیۃ نہ فرمایا۔ صاحب کشاف اسکے جواب میں فرماتے ہیں کہ یہی فصیح اور مستعمل ہے آیۃ نہیں کیلئے کہ اسماء غیر صفات میں جیسا کہ حمار وحمارۃ مونث اور مذکر میں تفرقہ بہت ہی کم ہوتا ہے چہ جائیکہ آیۃ کیونکہ یہ مبہم ہے۔

(۳) فرحوا بما عندہم من العلم فرحوا کی ضمیر یا تو کفار کیطرف راجع ہے پس اُنکے اس علم سے کہ جس سے خوش وقت تھے کیا مراد ہے؟ یا تو اُنکے وہ خیالات فاسدہ کہ جو متوارث چلے آتے تھے یا اُنکی جہل پسند طبیعت اور آزادی پسند فطرت اور بے باکی نے از خود گھڑ لئے تھے جیسا کہ یہ بلکنا الا الدہر ولو شاء اللہ ما اشرکنا ولا آباؤنا۔ ومن یحی العظام وہی ہیم۔ وما نحن بہم الا لیقربونا الی اللہ زلفی وغیر ذلک۔ یعنے دہریے دہر ہی کو ممی ومیت کہتے تھے اور مشرک اپنے افعال کو مبنیہ کی صحت پر خدا کی مشیت کو دلیل بناتے تھے کہ ہمارے یہ کاربرے ہوتے تو خدا اُن کو نہونے دیتا یا وہ قیامت کے روز زندہ ہونے کو محال سمجھتے تھے یا اپنے معبودوں کو اللہ کے تقرب کا وسیلہ جانتے تھے۔ ایسے ایسے ہی اقوال فاسدہ وہ انبیا علیہ السلام کے مقابلہ میں پیش کر کے بغلیں بجایا کرتے تھے۔ یا اُنکے علوم سے مراد فلاسفہ کے علوم ہیں ریاضیات وعنصریات کے سوا الہیات میں بھی انکے اقوال پر بڑا زعم تھا اور آج کل بھی صدہا انسان فلاسفہ حال پر ایمان لائے ہوئے ہیں۔ بظاہر اسلام کا ترک کرنا اپنی بدنامی اور حریصانہ کوشش دنیاوی کے منافی جانکر اسلام کا ترک کرنا مناسب نہیں جانتے اسلئے قرآن کے مطالب عالیہ کو تاویل بعید کر کے یعنی تکمین ملاکر اقوال حکما کے مطابق کرنا چاہتے ہیں اور اس کوشش بیکار کا حاصل مسلمانوں کو ممنون منت بناتے ہیں اور ایسی تاویلات رکیکہ کا نام انھوں نے تفسیر الکلام بما فعال اللہ وبقدرت اللہ رکھا ہے۔ جیسا کہ فرقہ نیچریہ اور اس کا بانے ہداہ اللہ سواء السبیل وان علوم فلسفیہ سے وہ انبیا علیہم السلام کا مقابلہ کیا کرتے تھے اور اب بھی بت پرست اپنے جاہلانہ خیالات کو قرآن مجید کے مقابلہ میں لایا کرتے ہیں یا اُنکے علم سے مراد امور دنیاویہ کا علم ہے کہ اسی پر وہ شاداں وفرحاں رہتے تھے انبیاء علیہم السلام کی باتوں پر جو دنیا کی بے ثباتی اور خدا کے پاس جانے کی باتیں تھیں کان بھی نہ دھرتے تھے۔

اور یا یہ ضمیر حضرات انبیا علیہم السلام کی طرف راجع ہے اس صورت میں یا تو فرحت رسولوں کی مراد ہوگی کہ حضرات انبیا اُن کے انکار و جاہلانہ مکابرہ سے دل تنگ نہوتے تھے بلکہ جو علوم فلسفہ اُن کو اللہ کی طرف سے حاصل ہوئے تھے اُن پر شاداں وفرحان تھے یہ اُن کی یقین کی برکت تھی۔ یا یہ سنے کہ کفار انبیا علیہم السلام کے علم پر جو اُن کو دیا گیا تھا خوشی ہوتے تھے۔ یعنے ہنسی اور تمسخر کرتے تھے جیسا کہ آج کل نئے تعلیم یافتہ دینی باتوں پر ہنسی کیا کرتے ہیں۔ مگر نتیجہ انکا خسران وحرمان ہوا۔ برباد ہوئے۔ آخرت میں مبتلا عذاب ہوئے۔ الٰہی بطفیل نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمکو خسارۂ دارین سے پناہ میں رکھیو یہ خسران وحرمان ہمارے پاس نہ آئے آمین

سُوْرَۃُ حٰمٓ السَّجْدَۃِ مَکِّیَّۃٌ اِسْمُہَا یٰسٓ وَہِیَ اِحْدٰی وَخَمْسُوْنَ اٰیَۃً وَّاَرْبَعُ رُکُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حٰمٓ ۝ تَنْزِیْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ کِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰیٰتُہٗ قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا لِّقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ ۝ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا فَاَعْرَضَ اَکْثَرُہُمْ

(یہ کتاب) بڑے مہربان نہایت رحم والے کیطرف سے نازل ہوئی ہے ایسی کتاب کہ جسکی آیتیں واضح ہیں عربی زبان میں علم والوں کے لئے۔ خوشخبری دینے والی اور ڈر سنانے والی پھر انمیں سے اکثر

فَہُمْ لَا یَسْمَعُوْنَ ۝ وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِیْٓ اَکِنَّۃٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَیْہِ وَفِیْٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّمِنْ بَیْنِنَا وَبَیْنِکَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ اِنَّنَا

پھیر دیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں ہمارے دل پردوں میں ہیں اُس بات سے کہ جسکی طرف تو ہمکو بلاتا ہے اور ہمارے کانوں میں ٹینٹیاں ہیں اور ہمارے اور تیرے بیچ میں پردہ پڑا ہوا ہے پھر تو اپنا کام کر ہم بھی اپنا

عٰمِلُوْنَ ۝ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوْحٰٓی اِلَیَّ اَنَّمَآ اِلٰـہُکُمْ اِلٰـہٌ وَّاحِدٌ فَاسْتَقِیْمُوْٓا اِلَیْہِ وَاسْتَغْفِرُوْہُ وَوَیْلٌ لِّلْمُشْرِکِیْنَ ۝

کام کر رہے ہیں تو کہدے میں بھی تمہارے جیسا ایک آدمی ہی ہوں میری طرف یہ حکم آتا ہے کہ تمہارا معبود جو ہے تو ایک ہی ہے پھر سیدھی کیطرف سیدھے ہو اور اُسی سے معافی مانگو اور خرابی

الَّذِیْنَ لَا یُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَہُمْ بِالْاٰخِرَۃِ ہُمْ کٰفِرُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَہُمْ اَجْرٌ غَیْرُ مَمْنُوْنٍ ۝

اُنکیلئے جو زکوۃ نہیں دیتے اور وہ آخرت کے منکر ہیں۔ بیشک وہ جو ایمان لائے اور نیک کام کئے اُنکے لئے بے انتہا اجر ہے۔

حٰمٓ جملہ مبتدا مخبر تنزیل الکتاب الخ وان جملہ لتعدیا بحروف تنزیل خبر محذوف او مبتدا لتخصیصہ بالصفۃ وخبر کتاب وہو علی الاولین جدل منہ او خبر اخر او خبر محذوف قرآنا نصب علی المدح او حال من فصلت لقوم یعلمون صفۃ اخری لقرآنا او صلۃ لتنزیل او فصلت بشیرا ونذیرا صفتان اخریان لقرآنا او حالان من کتاب لقربہ بالرفع علی انہما صفۃ لکتاب وخبر محذوف ہم بالاخرۃ الخ معطوف علی لا یؤتون الزکوۃ داخل معہ فی حیز الصلۃ والمعنی بغیر الفصل لمقصد الحصر

تفسیر

اِس صورت کو سورہ سجدہ بھی کہتے ہیں اور سورہ فصلت بھی اسکا نام ہے۔ ابن عباس فرماتے ہیں کہ یہ مکہ میں نازل ہوئی ہے۔ ابن ابی شیبہ وعبد بن حمید وابو یعلی وبیہقی وغیرہ محدثین کی ایک جماعت نے نقل کیا ہے کہ قریش نے عتبہ بن ربیعہ کو جو عرب میں بڑا گویا تھا۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا اُسنے کہا اگر آپ کو مال منظور ہو تو وہ لیجئے اور اگر عورتوں سے رغبت ہے تو قریش میں سے جو عورت پسند ہو اسکو دیتے ہیں، اس تک آنحضرت نے اِس سورہ کی کچھ آیات پڑھکر اُسکو سُنائیں اُسنے کہا بس بس پھر قریش کے پاس آکر کہا کہ واللہ عمر بھر ایسا کلام میں نے نہیں سنا اور اُسکا کوئی جواب میرے پاس نہ تھا ✤

حٰمٓ سے کسی خاص بات کیطرف اشارہ کرکے قرآن مجید کا کتاب الٰہی ہونا بیان فرماتا ہے کہ بندوں کی حاجت روائی کے لئے اُس رحمان رحیم نے یہ کتاب نازل کی ہے جس میں یہ صفتیں ہیں کہ کتاب ہے جس کی آیات میں تفصیل ہے ابہام نہیں کہیں وعظ و پند ہے کہیں مسائل حلت و حرمت غرض ہر امر کی تفصیل آخرت کا ذکر ہے کہیں پہلوں کا عبرت انگیز قصہ غرض ہر حال ہے، عربی زبان میں عرب کی سہولت کے لئے بشیر و نذیر ہے۔ کتاب کی خوبی اور اُس کی ضرورت کے بعد کفار کی اِس سے نفرت و اعراض بیان کرکے اُنکی بدبختی وحماقت ثابت کرتا ہے فاعرض سے عالموں تک پھر قل انما انا بشر مثلکم سے یہ بات بتلاتا ہے کہ یہ نفرت فضول ہے۔ میں بھی تو تمہاری مانند ایک آدمی ہوں کوئی فرشتہ نہیں جن نہیں جس سے غیر جنس ہونیکے سبب سے نفرت ہو صرف یہ ہے کہ مجھکو خدا نے وحی سے مشرف کیا ہے اور یہ ضروری باتیں جو تمام حسنات کا اصل اُصول ہیں میرے طرف لوگوں کے بتانے کو وحی کی گئی ہیں حسنات میں سے توحید انما الٰھکم سے اسپر قائم ہونے کے بعد واستغفروہ اپنے مالک سے معافی مانگنا اعتقادی وعملی دونوں باتیں آگئیں اور اسکے برخلاف کرنے والے مشرک ہیں توحید کے مقابلہ میں شرک کرتے ہیں۔ لوگوں سے نیکی کرنیکے بدلہ میں زکوۃ تک نہیں دیتے حب دنیا کیوجہ سے آخرت پر یقین نہیں رکھتے جو اُسکی اُمید پر نیکی وخیرات کریں اُنکے لئے خرابی ہے اور جو ایمان لاتے اور اچھے کام کرتے ہیں اُنکے لئے بے انتہا اجر ہے ✤

قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِيْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ وَتَجْعَلُوْنَ لَهٗٓ اَنْدَادًا ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ

کہہ کیا تم ایسا انکار کرتے ہو کہ جسنے دو روز میں زمین بنائی اور اُسکے ساتھ اوروں کو برابر کرتے ہو - یہی ہے تمام جہان کا رب ہی اور اسنے زمین میں

مِنْ فَوْقِهَا وَبٰرَكَ فِيْهَا وَقَدَّرَ فِيْهَآ اَقْوَاتَهَا فِيْٓ اَرْبَعَةِ اَيَّامٍ سَوَآءً لِّلسَّآئِلِيْنَ ۝ ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَآءِ وَهِيَ

اوپر سے پہاڑ رکھے اور اسمیں برکت رکھی اور اسکی پیداوار کا اندازہ کیا چار دن میں - برابر کہ جو پوچھنے والوں کے لئے پھر آسمان کی طرف متوجہ ہوا - اور وہ

دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا قَالَتَآ اَتَيْنَا طَآئِعِيْنَ ۝ فَقَضٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ فِيْ يَوْمَيْنِ وَاَوْحٰى

دھواں ہو رہا تھا پھر اُسکو اور زمین کو فرمایا کہ آؤ تم خوش ہو کر - انہوں نے کہا ہم خوشی سے آئے پھر دو روز میں سات آسمان بنائے اور ہر ایک

فِيْ كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا وَزَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ ۖ وَحِفْظًا ۭ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۝

آسمان کی طرف اسکا حکم بھیجا - اور نیچے کے آسمانوں کو جسنے ستاروں سے زینت دی اور نگہبانی کی یہ ہے تدبیر خدا زبردست دانا کی -

قرأ الجمہور بہمزتین للاستفہام بالہمزۃ وان واللام بعدہا لتاکید الانکار والتشنیع وتجعلون لہ انداداً الجملۃ معطوفۃ علی تکفرون داخلۃ تحت الاستفہام وجعل فیہا معطوف علی خلق وقیل مستانف لوقوع الفصل بینہما بالاجنبی فی اربعۃ ایام لے فی تتمۃ اربعۃ ایام - سواءً منصوب علی انہ مصدر موکد لفعل محذوف ہو صفۃ لایام ای استوت الاربعۃ سواء للسائلین متعلق بمحذوف تقدیرہ لے قدر فیہا الاقوات للطالبین - طوعاً او کرہاً مصدران فی موضع الحال اتینا بالقصر بمعنی اجبنا والمد بمعنی اعطینا الطائعین حال وحفظاً مصدر

تفسیر

پہلے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرمایا تھا کہ کہدے یوحیٰ الی انما الٰہکم الٰہ واحد کہ میری طرف یہ وحی کیا گیا ہے کہ تمہارا الٰہ واحد ہے - مگر مشرکین اور اوروں کو بھی اس کے ساتھ خدائی میں شریک کرتے تھے اور یہ اُسکی کمال قدرت کا کفر و انکار رہتا اسلئے اس جگہ اپنی قدرت و استقلال الوہیت کا بیان کر کے اُنکے کفر پر تعجب انکار ظاہر کرتا ہے تقال قل ائنکم لتکفرون کہ ان سے کہدے کیا تم اس کا انکار کرتے ہو کہ جس نے دو روز میں زمین بنائی اور اُس کے لئے شریک بناتے ہو ؟ وہ خدا نہیں خدا رب العٰلمین ہے کہ جس نے ایسا کر دیا اور زمین پیدا کرنے کے بعد اُس کی اوپر پہاڑ قائم کئے اور اس میں برکت اور منافع رکھے اور اُس کی پیداوار کا اندازہ کیا اور اُن کو قائم کیا دو روز میں جو سب ملکر چار روز میں یہ کام تمام ہوا - یہ چار روز پوچھنے والوں کے لئے یعنی اِن کے بتانے کو برابر کئے ثم استوی الی السماء پھر آسمان بنانے کیطرف متوجہ ہوا اور یہ ایک دھواں یعنی ابخرات تھے - تب اُنکو اور زمین کو حکم دیا کہ تیار ہو جاؤ - وہ تیار ہو گئے - پس ان دھوؤں کو سات آسمان بنا دیا - دو روز میں اور ہر ایک آسمان میں اس کے مناسب احکام جاری کئے اور نیچے کے آسمان کو ستاروں سے زینت دی اور اُنکو شیاطین سے محفوظ کیا یہ تدبیر ہے خدا زبردست دانا کی یہ مطلب آیات کا صاف صاف ہے غرض اس سے یہ ہے کہ خدائی کے لایق یہ ہے کہ جس نے چھ روز میں آسمانوں اور زمین اور اُنکے متعلق چیزوں کو بنایا نہ وہ جنکو اُس کی خدائی میں تم شریک اور حصہ دار بناتے ہو وہ تمہارے ہاتھوں کے تراشے ہوئے بت لوہے لکڑی پتھر کے ہیں ۔

(فوائد)

(۱) دن تو آفتاب کی یا زمین کی حرکت مخصوصہ تمام کرنے سے ہوتا ہے پھر زمین و آسمان پیدا کرنے سے پہلے دو دن میں بنانا کہنا کیا معنی رکھتا ہے ؟ اِس کا جواب یہ ہے کہ دن سے مُراد اُس کی مقدار ہے یعنے دو دن کا جس قدر وقت یا زمانہ ہے اتنی دیر میں بنایا - گرچہ وہ دفعۃ بنا سکتا تھا اِس قدر عرصہ میں بنانے سے یہ بات دکھائی گئی ہے کہ یہ حادث ہیں اور اُن کے

بننے میں اسقدر زمانہ لگا ہے پس قدم باطل ہے۔ اور نیز اسمیں یہ بھی تعلیم ہے کہ بڑے کاموں کے کرنے میں جلدی نکرنا چاہیئے

(۲) توریت سفر الخلیقہ کے پہلے باب میں بھی آسمانوں ماضمین کی پیدایش کا بیان کسیقدر تغیر کے ساتھ مندرج ہے

اس میں یوں آیا ہے کہ ابتدا میں خدا نے آسمانوں و زمین کو پیدا کیا اور زمین ویران و سنسان تھی اور گہراؤ کے اوپر اندھیرا تھا

اور خدا کی روح پانیوں پر جنبش کرتی تھی اور خدا نے کہا اُجالا ہو اور اُجالا ہو گیا اور خدا نے اُجالے کو دیکھا کہ اچھا ہے اور

خدا نے اُجالے کو اندھیرے سے جدا کیا اور خدا نے اُجالے کو دن کہا اور اندھیرے کو رات کہا سو صبح و شام پہلا دن ہوا

اور خدا نے کہا کہ پانیوں کے بیچ فضا ہو ے اور پانیوں کو پانی سے جدا کرے تب خدا نے فضا کو بنایا اور فضا کے نیچے کے

پانیوں کو فضا کے اوپر کے پانیوں سے جدا کیا اور ایسا ہی ہو گیا۔ اور خدا نے فضا کو آسمان کہا سو شام اور صبح دوسرا

دن ہوا۔ پھر تیسرے دن پانی کو جدا کر کے زمین بنانا اور اُسمیں نباتات کا پیدا ہونا بیان کیا ہے اور چوتھے دن میں ستارے

اور چاند اور سورج بنانا لکھا ہے اور پانچویں دن میں زمین کے حیوانات پرند چرند پیدا کرنا بیان ہوا ہے اور چھٹے دن آدم کا

پیدا ہونا بیان کیا ہے۔ اور ساتویں دن آرام کرنا ✣

توریت اور قرآن مجید دونوں سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آسمان سے پیشتر زمین بنائی گئی اور آسمان اسکے بعد بنایا

مگر قرآن مجید میں ایک جگہ آیا ہے والارض بعد ذلک دحاہا کہ اسکے بعد زمین کو درست کیا اس سے معلوم ہوا کہ زمین آسمانوں

کے بعد بنی گر اس کا جواب یہ ہے کہ زمین کا بنانا اور چیز ہے اور اس کا درست کرنا نباتات اور پہاڑ اور دریاؤں کو موقع

بہ موقع کرنا اور بات ہے ممکن ہے کہ زمین آسمانوں سے پہلے بنی ہو اور آسمانوں کے بعد پھر زمین کو ٹھیک کیا ہو اب کچھ

تعارض نہیں ✣

اب جو کچھ مخالفت قرآن مجید اور اس توریت کی عبارت میں پائی جاتی ہے یا توجیہہ کر دیجائے ورنہ وہی توریت کی تحریف

گنی جاوے گی ✣

(۳) حکما کے تکوین عالم کے باب میں مختلف اقوال ہیں جنکی کسیقدر تشریح ہم جلد دوم میں کر آئے ہیں۔ جنکا خلاصہ یہ ہے

کہ بعض کا قول یہ ہے تمام عالم کی اصل آگ ہے بعض ہوا کو کہتے ہیں مگر قوی تر جو توریت سے سمجھا جاتا ہے۔ اور شریعت

مصطفویہ سے بھی ثابت ہوتا ہے وکان عرشہ علی الماء کہ سب سے اول خداوند عالم نے پانیوں کو پیدا کیا ہے وہی اُسکی حکومت

کی کرسی تھی پانیوں کو جنبش ہوئی تو حرکت سے حرارت پیدا ہوئی اجزا لطیفہ بخار ہوا بنگئی اور ابخرات اٹھکر اوپر کو گئے اور

جھاگ جو تھے تو منجمد ہو کر زمین بنی اور پھر خدا نے آسمانوں کو بنانا چاہا سو وہ تو ابخرات ہی تھے وہی دھواں تو اُسکو آسمان کر دیا۔

اور اس منجمد مادہ کو کسیقدر پھٹا یا اسکا نام زمین رکھا سو زمین بھی بنگئی اور آسمان بھی اور یہی معنے ہیں اسکے مقال لہا وللارض

ائتیا طوعا او کرہا قالتا اتینا طائعین پھر ان دو خمہ کو سات آسمان بنایا کما قال فقضاہن سبع سماوات اور پھر آسمان میں زیرین

اور دیگر ستارے بنائے ✣

باقی اسکی کیفیت وہی خوب جانتا ہے فلسفہ قدیم و جدید اپنی وہمی روشنی سے اُسپر کچھ بھی حملہ نہیں کر سکتا۔ یہ حقیقت حقہ

یوں ہی رہے گی فلسفہ بدلتا رہے گا۔ پچھلا فلسفہ پہلے فلسفہ کے رد کو کافی ہے اور آیندہ آنے والا موجودہ کے

غلط کرنے کو بس ہے ✣

(۴) ثم استوی الی السماء دخان یستولی بمعنی توجہ و قصد ہے بولتے ہیں استوی الی مکان کذا اذا توجہ الیہ توجہا لا یلتفت معہ الی

عمل آخر وہو من الاستواء الذی ہو ضد الاعوجاج وسنۃ قولہ تعالیٰ فاستقیموا الیہ من الکبیر للرازی رحمہ اللہ) مطلب یہ کہ زمین بنانے کے بعد آسمان بنانے کا قصد کیا اور یہ ایک دھواں تہا انجزالا یتجوزی تھے جن میں ضور نہیں پیدا کی گئی تھی ✤

(۵) ہئیت جدیدہ جو آسمانوں کو فضاء محض قرار دیتی ہے اور زہرین اور دیگر ثوابت وسیارات کو اپنے مدار خاص پر متحرک مانتی ہے اور زمین کو بھی ایک سیارہ بلکہ چھوٹا سا تارا کہتی ہے اُسکے نزدیک بھی کتب سماویہ کے بیان سے کچھ محال لازم نہیں آتا کیونکہ سبع سمٰوات کے بنانے کی تو وہ یہ تاویل کرلیں گے کہ سات فضائیں بنائیں جو سات مشہور ستاروں کے بعد ارتفاعی کے لحاظ سے سات گنی جاتی ہیں۔ باقی زمین کی تکوین کا مادہ پانی ہونا اور اُسمیں سے حرکت عنیفہ پیدا ہونا اور جھاگ اُٹھنا اور بخارات کا رتق ہونا جھاگ کا منجمد ہوکر زمین بنجانا اور بخارات مرتفعہ سے دیگر ستارے وزہرین بننا اگر وہ اِس تمام موجودات کا کوئی خالق بااختیار وقدرت مانتے ہیں تو کچھ بھی محال نہیں۔ نہ اسکو کوئی آلہ رصدیہ باطل کرسکتا ہے نہ کوئی دوربین خوردبین غلط بتاسکتی ہے نہ کوئی مشاہدہ رد کرسکتا ہے ہاں لیکن کاتب الحروف کا وہ ایمان کہ جو نبی ہاشمی صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے حقایق موجودات کے ساتھ متعلق ہے نبی علیہ السلام کے فرمودہ کے مقابلہ میں سب کو توہمات باطلہ اور دماغ کی تسخیر اور حواس کا قصور اور طبیعت دہریت پسند کا قاذورہ سمجھتا ہے۔ اعاذنا اللہ من ذلک ✤

(۶) ائتیا۔ واتینا سے کیا مراد ہے؟ اِسکا جواب یہ ہے کہ موافق مراد کے ہونا جیسا کہ کہتے ہیں اتتنی عملہ مرضیا وجاء تقبولا اب یہ سوال ہوسکتا ہے کہ آسمان وزمین ذوی العقول نہیں طائعین نہ کہ ذوی العقول کا صیغہ انکے لئے کیوں آیا؟ اِس کا جواب یہ ہے کہ جب خدا تعالےٰ نے اُنکے وجود علمی کو مخاطب کیا تو اُس جل وعلے کے خطاب سے اِنکی عزت ومنزلت بڑھگئی تو انکو ذوالعقول اور مذکروں میں شمار کرکے اُنکے امتثال امر کو انہیں الفاظ سے تعبیر کیا جو ذوی العقول کے لئے الفاظ رکھے گئے ہیں۔ فصحاء بلغاء کے کلام میں کبھی غیر ذی روح وغیر ذوی العقول کیطرف خطاب اور اُنکے زبان حال سے سوال وجواب مذکور ہوا کرتا ہے۔ اور ممکن ہے کہ اُنکی گفتگو اور حیات جو اُنکو عطا کیگئی ہے باری عزاسمہ سے خطاب اور جواب کی صلاحیت رکھتی ہو ولا یخفی ہذا علی من لہ ذوق صحیح بادراک سرائر الموجودات وتجلت علی روحہ حقائق الکائنات فسبحانہ من خلق الموجودات علے مایشاء ✤

(۷) آیت میں زمین کا پیدا کرنا دو روز میں فرمایا اور اُس کے اقوات وارزاق کی تدبیر ودرستی کرنا چار روز میں فرمایا یہ چھ روز ہوئے پھر آسمانوں کا بنانا دو روز میں ذکر ہوا فقضاہن سبع سمٰوات فی یومین اِس حساب سے یہ آٹھ روز ہوتے ہیں حالانکہ قرآن مجید میں اکثر جائے اِن سب کا چھ روز میں پیدا ہونا بیان کیا ہے ستۃ ایام کا لفظ آیا ہے پس اِن دونوں کلاموں میں صحیح تعارض پایا گیا ✤

اِسکا جواب یہ ہے کہ اربعۃ ایام جداگانہ نہیں جس سے یہ شبہ پیدا ہوتا ہے بلکہ وہ پہلے دو روز ملکر جن میں زمین کا پیدا ہونا بیان ہوا ہے اور محاورۂ عرب میں پہلے کام کی مدت کو اُس کے بعد کے دوسرے کام کی مدت میں جو اِسی جنس کی ہوتی ہے شامل کرکے مجموعی مدت کا بیان کردیا کرتے ہیں جیسا کہ اِس مثال میں سرت من البصرۃ الی بغداد فی عشرۃ ایام وسرت الی الکوفۃ فی خمسۃ عشر یوما۔ کہ میں بصرہ سے بغداد تک کی منزل کو دس روز میں تمام کیا اور کوفہ تک پندرہ روز میں پہنچا یعنی کل پندرہ روز میں پہنچا۔ یعنی کل پندرہ روز میں جو بصرہ کے سفر سے شمار کئے جاتے ہیں نہ یہ کہ بغداد سے کوفہ کی منزل کو پندرہ دن میں تمام کیا چونکہ متصل ایک ہی قسم کا سفر تھا اسلئے مجموعی مدت لگائی گئی۔ زبان جاننے سے ایسے شبہات پیدا ہوتے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

فَإِنْ أَعْرَضُوا فَقُلْ أَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَثَمُودَ ۝ إِذْ جَاءَتْهُمُ الرُّسُلُ مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ أَلَّا

یہ اگر وہ نہ مانیں تو کہدے کہ میں تمکو عاد اور ثمود کے عذاب جیسے عذاب سے خبردار کر دیا ہے جبکہ انکے آگے اور پیچھے سے رسول آئے کہ اللہ کے سوا اور کسی

تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ ۖ قَالُوا لَوْ شَاءَ رَبُّنَا لَأَنْزَلَ مَلَائِكَةً فَإِنَّا بِمَا أُرْسِلْتُمْ بِهِ كَافِرُونَ ۝ فَأَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوا فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَقَالُوا

عبادت نہ کرو۔ انہوں نے کہا اگر ہمارے رب کو منظور ہوتا تو فرشتے بھیجدیتا پھر جو کچھ تم لیکر آئے ہو ہم نہیں مانتے پس جو قوم عاد تھی سو انھوں نے ملک میں ناحق کا تکبر کیا اور کہا کون

مَنْ أَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ۖ أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ الَّذِي خَلَقَهُمْ هُوَ أَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً ۖ وَكَانُوا بِآيَاتِنَا يَجْحَدُونَ ۝ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا

ہم سے زیادہ زور آور ہے اور کیا یہ نہ دیکھا کہ وہ اللہ کہ جسنے انکو پیدا کیا ہے وہ اُن سے بھی زور آور ہے اور وہ ہماری آیتوں کا انکار کرتے رہے۔ پھر تو ہمنے آخر انہ ھی بھیجی

فِي أَيَّامٍ نَحِسَاتٍ لِنُذِيقَهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَخْزَىٰ ۖ وَهُمْ لَا يُنْصَرُونَ ۝ وَأَمَّا ثَمُودُ فَهَدَيْنَاهُمْ

منحوس دنوں میں تاکہ انکو رسوائی کے عذاب کا مزہ دنیا کی زندگانی میں چکھا دیں۔ اور آخرت کا عذاب تو اور بھی رسوائی کا ہے اور انکو مدد نہ دیجائے گی اور وہ جو قوم ثمود تھی

ع ۲ ۱۷ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمَىٰ عَلَى الْهُدَىٰ فَأَخَذَتْهُمْ صٰعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُونِ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝ وَنَجَّيْنَا الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ۝

پھر ہمنے اسکو سیدھا بتایا پر انکو ہدایت سے گمراہی بھی معلوم ہوئی پھر تو انکو ذلیل کرنیوالے عذاب کی بجلی نے آلیا انکے اعمال کے سبب اور ہمنے بچا لیا انکو جو ایمان لائے اور ڈرتے رہتے تھے

اذ جاءتہم یجوز ان یکون ظرفا لانذرتکم ویجوز ان یکون صفۃ لصاعقۃ او حالا منہا لتخصصہا بکسر الحاء ہی اما اسم فاعل مثل النصب نصبات او مصدر مثل الکلمۃ والقراءۃ بالسکون فہی بمعنے المکسورۃ وسکن لعارض او اسم فاعل وسکن تخفیفا فہو مبتدء وہو بیتا خبرہ

تفسیر

ابتدا کلام اسبات سے تھی کہ الہکم الٰہ واحد پھر اُسپر دلیل پیش کیگئی قل ائنکم لتکفرون الخ اور یہ قاعدہ ہے کہ جب مخالف دلیل سے بھی نہیں مانتا تو اسکو اور دوسری طرح سے سمجھایا جاتا ہے یعنی کسی نمرا سے ڈرایا جاتا ہے اسلئے فرماتا ہے فان اعرضوا فقل انذرتکم صاعقۃ کہ اگر وہ نہ مانیں تو اُنسے کہدے کہ مَیں تمکو ایک عذاب اور مصیبت کی خبر دیتا ہوں وہ عذاب قوم عاد و ثمود کے عذاب جیسا ہوگا یعنی ہلاکت اور بربادی کیلئے تیار رہو جیسا کہ عاد و ثمود برباد ہوئے جمہور نے صاعقہ بالالف پڑہا ہے اسکے معنی بجلی کے ہیں جو آواز کے ساتھ اوپر سے گرتی ہے کڑک اور اُسکے ساتھ جلانیوالی آگ یعنی وہ ہلاکت بجلی کیطرح سے تیز آویگی کلام عرب میں سخت حوادث کو جو ناگہاں آپڑتے ہیں صاعقہ سے تعبیر کرتے ہیں جیسا کہ ہماری زبان میں بجلی پڑنا کہتے ہیں اور بعض قرأت میں صعقہ آیا ہے بغیر الف کے اسکے معنی کڑک کے ہیں صعق کسمع بمعنے بیہوشی۔ اس سے بھی آنیوالی مصیبت مراد ہے۔ پھر عاد و ثمود کا اجمالی حال بیان فرماتا ہے اذ جاءتہم الرسل کہ انکے پاس ہر طرف سے انکے رسول آئے اور اُنسے کہا کہ اللہ کے سوا اور کی عبادت نکرو تو اُنھوں نے یہ حجت پیش کی کہ اگر خدا کو رسول ہی بھیجنے تھے تو فرشتوں کو کیوں نہ بھیجدیا معلوم ہوا کہ تم رسول نہیں ہو ہمارا رسلتم بہ کافرون ہم تمہاری بات نہیں مانتے یہ تو وہ دونوں قوموں کی مشترک حالت تھی پھر ہر ایک کی جداگانہ بیان فرماتا ہے فاما عاد الخ کہ قوم عاد نے تکبر کیا اور اپنی قوت پر گھمنڈ کیا اور یہ نہ جانا کہ وہ اللہ کہ جسنے انکو پیدا کیا ہے اُن سے بھی بڑہکر قوتہ والا ہے انکو اپنی قدآوری اور بہادری پر ناز تہا۔ یہ گناہ تو انکا خلق خدا پر احسان کرنیکے بدلہ تہا وکانوا بآیاتنا یجحدون اور خدا سے بھی اچھے نہ تھے کہ اُسکی آیتوں کا سخت انکار کرتے تھے فارسلنا پس اُنکو ہمنے سخت آندھی سے غارت کیا۔ جو نحس دنوں میں اُنپر چلی دنوں کی نحوست نجومی طور پر نہ تھی ایام مصیبت کو نحس ہی کہا کرتے ہیں ✤

واما ثمود ثمود کو رسولوں کے نمونے بنے ہدایت کا رستہ کہا یا اُسکو عتیا تو کیا مگر ہدایت پر رہنا پسند کیا پس اُنپر عذاب کی یا اور ایام مذکورہ پر نہ بھگا رو تو کو بچا لیا عاد و ثمود کا حال قریش کو یمن و شام جاتے معلوم ہتا اسلئے انکا قصہ سُنایا اور قریش کے کفار پر بھی بلا آئی جیسا کہ کتب سیرت میں مذکور ہے ✤

وَيَوْمَ يُحْشَرُ أَعْدَاءُ اللَّهِ إِلَى النَّارِ فَهُمْ يُوزَعُونَ ۝ حَتَّىٰ إِذَا مَا جَاءُوهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَأَبْصَارُهُمْ وَجُلُودُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝

اور جس روز کہ اللہ کے دشمنوں کو جہنم کیطرف گھیر کر لاوینگے پھر انکی قطار باندھی جائیگی۔ یہانتک کہ جب سب کے پاس آ چکینگے تو انکے کان اور آنکھیں اور چمڑے جو کچھ وہ کیا کرتے تھے اسکی گواہی دینگے

وَقَالُوا لِجُلُودِهِمْ لِمَ شَهِدتُّمْ عَلَيْنَا ۖ قَالُوا أَنطَقَنَا اللَّهُ الَّذِي أَنطَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَهُوَ خَلَقَكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۝

اور وہ اپنے چمڑوں سے کہیں گے تم ہمپر کیلئے گواہی دی وہ کہیں گے ہمکو اسی اللہ نے گویا کر دیا کہ جس نے ہر چیز کو گویا کیا اور تمہیں تمکو اول بار پیدا کیا اور اسیکے پاس پھر جاؤ گے

وَمَا كُنتُمْ تَسْتَتِرُونَ أَن يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا أَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُودُكُمْ وَلَٰكِن ظَنَنتُمْ أَنَّ اللَّهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيرًا مِّمَّا تَعْمَلُونَ ۝ وَذَٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ

اور تم اپنی کانوں اور آنکھوں اور چمڑوں کی اپنے اوپر گواہی دینے سے پردہ نہ کرتے تھے لیکن تمنے یہ گمان کیا تھا کہ جو کچھ تم کرتے ہو اسمیں سے بہت سی چیزوں کو اللہ نہیں جانتا اور تمھارے

الَّذِي ظَنَنتُم بِرَبِّكُمْ أَرْدَاكُمْ فَأَصْبَحْتُم مِّنَ الْخَاسِرِينَ ۝ فَإِن يَصْبِرُوا فَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ۖ وَإِن يَسْتَعْتِبُوا فَمَا هُم مِّنَ الْمُعْتَبِينَ ۝

اسی خیال بد نے جو تمنے اپنے رب کے حق میں کیا تھا تمکو برباد کیا پھر تم خسارہ میں پڑ گئے پھر اگر وہ صبر کریں گے (تو کیا) پھر آگ انکا ٹھکانا ہے اور اگر وہ عذر کرینگے تو بھی قبول نہ ہوگا

یوم ظرف لما دل علیہ ما بعدہ وہو قولہم یوزعون ان یشہد الخ ستر لا یتعدی بنفسہ لکم متعلق بہ او بمحذوف حال من الضمیر او خبر بعد خبر وارد لکم خبر آخر ویجوز ان یکون ان یجمع صفۃ او بدلا وارد لکم الخبر ویجوز ان یکون حالا لیستعتبوا الطالب العتبیٰ

تفسیر

دنیا کی سزا بیان کر کے آخرت کی سزا اور اُس عالم کی کیفیت بیان فرماتا ہے تاکہ بیان کامل ہو جاوے فقال ویوم یحشر الخ جس روز دشمنان خدا آتش جہنم کیطرف جمع کر کے لائے جائیں گے اُنکو ٹھہراویں گے یہانتک کہ سب جمع ہو جاویں گے پھر اُنکے اعمال قبیحہ پر اُنکی آنکھیں اور کان اور جلدیں گواہی دینگے۔ حواس گو پانچ ہیں مگر قوت شامہ سے کوئی تعلق نہیں اور ذائقہ بھی لامسہ کے متعلق ہے اسلئے تین حواس کی گواہی ولائی جائیگی۔ جو اعمال کا ذریعہ ہیں سماعت بصارت لمس چھونا۔ بعض کہتے ہیں جیسا کہ سدی وعبید اللہ بن ابی جعفر وغیرہ کہ جلود سے بطور کنایہ کے فروج مراد ہیں یعنی شرمگاہ کہ جس سے وہ زنا کرتے تھے اور وہ زبان کہ جس سے بُری باتیں بکتے تھے وہ کان کہ جن سے بُری باتیں یا نامناسب سنتے تھے وہ آنکھیں کہ جن سے ناجائز چیزیں دیکھتے تھے سب گواہی دینگے وقالوا لجلودہم الخ تب وہ اپنی چمڑی سے کہیں گے مراد تمام اعضا ہیں یا شرمگاہ سے کہ تمنے کیلئے ہمپر گواہی دی کیونکہ تم دنیا میں گناہ صادر ہونے کا ذریعہ تھے وہ کہیں گے انطقنا اللہ ہمکو اللہ نے گویا کر دیا اُسنے کہ جو مخلوقات میں سے ہر کو گویائی دیتا ہے اور دے چکا ہے۔ عقلا یہ کچھ بھی محال نہیں کیلئے کہ جسنے زبان کے مضغہ گوشت میں یہ گویائی کی طاقت رکھدی ہے وہ اسکو اور عضو میں بھی رکھ سکتا ہے یا وہ گویائی جو اُنکے مناسب ہے اور جس سے وہ شہادت ادا ہو سکے وہو خلقکم اول مرۃ والیہ ترجعون یہ بھی اعضا کا کلام ہے اور ممکن ہے کہ یہ جملہ اللہ کیطرف سے ہو اور اسیطرح مابعد کا کلام سمجھنا چاہئے وما کنتم الخ تم اُن اعضا کے گواہ ہونے سے کچھ پردہ نہ کرتے تھے اور لوگوں سے پردہ میں گناہ کرتے تھے کیونکہ تمھارا خیال تھا کہ اللہ پردہ کی باتیں نہیں جانتا۔ بخاری ومسلم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ تین کعبہ کے پردے میں چھپا ہوا تھا کہ تین آدمی آئے دو قرشی اور ایک ثقفی اور ایک قریش تھا۔ کچھ باتیں کرنے لگے مخفی طور پر ایک نے کہا کہ کیا اللہ ہماری یہ باتیں بھی سنتا ہے؟ دوسرے نے کہا اگر بلند آواز سے بولیں گے تو سنیگا ورنہ نہیں تیسرے نے کہا اگر کچھ بھی سنتا ہے تو سب سنتا ہے اسکائین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تب یہ آیت نازل ہوئی فرماتا ہے وذلکم ظنکم الخ تمھارے اسی خیال نے تمکو برباد کیا ہے اب صبر کرو تو بھی جہنم تمھارا ٹھکانا ہے نکرو تو بھی تمھارا کوئی عذر مسموع نہیں یہی اُس حشر کی گفتگو کا بقیہ ہے جو اُن سے اُنکے اعضا کرینگے یا اللہ تعالیٰ کیطرف سے یہ سنایا جائیگا۔ خدا سے بدگمانی کرنا بُری بات ہے ✤

وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَاءَ فَزَيَّنُوا لَهُمْ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِي أُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِنَ الْجِنِّ وَ

اور جتنے شیاطین کو ہمنشین بنا دیا کہ انہوں نے انکی اگلی اور پچھلی باتوں کو انکی نظر میں بھلا کر دکھایا اور مجموعہ جن اور انسان ان کے گروہ ہو چکے کہ جو انسے پہلے ہو چکے ہیں اُن بد بختوں کا کلام ہو رہا تھا

الْإِنْسِ إِنَّهُمْ كَانُوا خَاسِرِينَ ۝ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَسْمَعُوا لِهَٰذَا الْقُرْآنِ وَالْغَوْا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُونَ ۝ فَلَنُذِيقَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا

بیشک وہ خسارہ میں پڑے تھے اور کافروں نے کہا کہ اس قرآن کو نہ سنو اور اس میں غل مچاؤ کہ تم غالب ہو جاؤ پھر کافروں کو ہم ضرور

عَذَابًا شَدِيدًا وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَسْوَأَ الَّذِي كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ ذَٰلِكَ جَزَاءُ أَعْدَاءِ اللَّهِ النَّارُ لَهُمْ فِيهَا دَارُ الْخُلْدِ جَزَاءً بِمَا كَانُوا بِآيَاتِنَا

سخت عذاب چکھا دینگے اور اُنکے اُن برے کاموں کا بدلہ دینگے کہ جو وہ کیا کرتے تھے یہ آگ سزا ہے اللہ کے دشمنوں کی انکا یہی سدا گھر ہوگا بدلہ اُسکا کہ وہ ہماری

يَجْحَدُونَ ۝ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا رَبَّنَا أَرِنَا الَّذَيْنِ أَضَلَّانَا مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ أَقْدَامِنَا لِيَكُونَا مِنَ الْأَسْفَلِينَ ۝

آیتوں کا انکار کیا کرتے تھے اور کافر کہینگے کہ اے ہمارے رب ہمکو وہ جن اور آدمی تو دکھا دے کہ جنھوں نے ہمکو گمراہ کیا تھا کہ ہم انکو اپنے پاؤں تلے ڈالیں تاکہ وہ بہت ذلیل ہوں

انا عطف بیان للجزاء او خبر محذوف۔ جزاء یجحدون جزاء مفعول مطلق۔ الذین کفروا فی حالۃ النصب لکونہ مفعولاً ثانیا لاراناس من الجن والانس

بیان لہ تضلانا بالسکون لکونہ جواب الامر وہو انا بکسر الراء عند الجمہور

تفسیر

کفار کے کفر پر جہنم کی سخت سزا بیان فرما کر انکے کفر کی وجہ بتلا چکا سبب بیان فرماتا ہے تقال وقیضنا لہم قرناء تقیض کے معنی ہیں آسان کرنا اور آمادہ کرنا صاحب صحاح کہتا ہے یقال قاضت الرجل مقایضۃ ای عاوضتہ متاع وہما قیضان۔ قرناء جمع قرین ساتھی۔

یعنے ہمنے اُن کفار کا شیاطین کو یار و مددگار بنا دیا ہے پس شیاطین نے اُنکی نظروں میں اُنکے سامنے یا آگے جو باتیں ہیں اُمور دنیا اور اُسکی شہوات ولذات مرغوب کر کے دکھائیں اُنھیں پر رہنے گئے اور جو اُنکے بعد آنے والی باتیں ہیں آخرت کے عذاب وثواب اُنپر بھی غش ہو گئے کہ آخرت کے منکر ہو گئے اور بر تقدیر وجود وہاں اپنے اعمال بد پر ثواب پانے کے مستحق ٹھہر گئے۔ زجاج کہتے ہیں ما بین ایدیہم وہ اعمال کہ جنکے کرنے کا ارادہ کرتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں ما بین ایدیہم سے مراد دنیا وما خلفہم سے مراد آخرت۔ بعض کہتے ہیں برعکس کیونکہ آخرت سامنے ہے اور دنیا پیچھے چھوٹی جا رہی ہے یعنی اُنکے رفیقوں نے اُن کے دل میں بُری باتیں رچھا دیں اور کہا دیں پس حق علیہم القول ان پر نوشتہ ازلی پورا ہو گیا فی امم اُن پر وہی بات پوری ہوئی جیسا کہ اُن سے اگلوں پر ہوئی فی امم لے کائنین فی جملۃ امم سابقۃ یعنے یہی ان پہلے گروہوں کے ٹول میں شامل ہو گئے کسلئے کہ یہ زیاں کار تھے۔

اسکے بعد خدا تعالیٰ ان کفار کی ایک اور حرکت ناشائستہ نقل کرتا ہے جو وہ دین حق کے مٹانے اور چراغ ہدایت کے بجھانے کیلئے کرتے تھے تقال و قال الذین کفروا کفار کہتے ہیں اِس قرآن کو نہ سنو اور جب پڑھا جایا کرے تو غل مچا دیا کرو اِس سبب سے ہم غالب رہیں گے لوگ اِس طرف آنے نہ پائیں گے ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم جب مکہ میں قرآن مجید کی منادی کرتے تھے اور لوگ سننے کے لئے جمع ہوتے تو کفار کہتے تھے مت سنو اور غل مچا دو چنانچہ ایسا کرتے تھے الغوا جمہور نے بفتح غین پڑھا ہے لغا سی ہے جس کے معنی ہیں بیہودہ گوئی کے اور بعض نے بضمہ غین پڑھا ہے لغا یلغو دعایہ عوسے اور اسی سے ہے لغوت۔ لکے اِس فعل بد کی سزا بیان فرماتا ہے فلنذیقن کہ ہم انکو دنیا میں بھی سخت عذاب چکھا دینگے اور انکے بُرے کاموں کی آخرت میں سزا دینگے ذلک رابع فرماتا ہے خدا کے دشمنوں کی سزا یہ جہنم ہے۔ گویا وہ آنکھوں کے سامنے ہے اسمیں ہمیشہ رہا کرینگے یہ اُنکے انکار کی سزا ہے۔ اور جہنم میں پڑ کر کفار یہ کہیں گے کہ ہمارے شیاطین جن وانس کو کہ جنھوں نے ہمکو دنیا میں گمراہ کیا تھا ارب انھیں دکھا کہ ہم انکو جہنم میں اپنے پاؤں تلے روندیں اذلیل کریں کہ کیوں تنے ہمکو گمراہ کیا تھا۔ یہاں سے ثابت ہوا کہ شیطان دو قسم کے ہیں ایک جن دوسرے انسان شیطان جنی ابلیس اور اسکی ذریت جو دلوں میں وسوسے ڈالتے ہیں۔ اور شیطان انسی بہت سے دکھائی دیتے ہیں خصوصاً اس زمانہ میں جو طرح طرح کے لباس میں آکر کام جاتے ہیں اسی مضمون کی اور بھی آیات میں وکذلک جعلنا لکل نبی عدوا شیاطین الانس والجن الآیہ

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ ۝ نَحْنُ

اور وہ لوگ جنھوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر اسی پر قائم رہے اُنپر فرشتے اُترینگے کہ تم نہ ڈرو اور نہ کچھ رنج کرو اور اُس بہشت کا مژدہ سنو جسکا تمسے وعدہ کیا جاتا ہم تمھارے ع ۴

أَوْلِيَاؤُكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ ۝ نُزُلًا مِنْ غَفُورٍ رَحِيمٍ ۝

دوست ہیں دنیا میں اور آخرت میں اور بہشت میں تمھارے لئے ہر چیز موجود ہے جسکو تمھارا دل چاہے گا اور تمکو وہاں میگا جو تم انگو گے مہمانی ہے غفور رحیم کیطرف سے

الذین اسم ان تتنزل خبرہا الا اصلہ ان لا وان مخففۃ ای قائلین لا تخافوا۔ او مصدریۃ او مخففۃ مقدرۃ بالباء۔ ما تشتہی ما موصولہ ہی مع صلتہا مبتدأ لکم خبرہا فیہا متعلق بتشتہی او بالمذوف نزلا حال من الموصول او من عائدہ

تفسیر

وعید کے بعد وعدہ ذکر کرتا ہے اور یہ عمدہ ترتیب ہے۔ کل قرآن کا مدار اسی پر ہے۔ واضح ہو کہ کمالات تین قسم پر ہیں نفسانیہ بدنیہ خارجیہ انمیں سب سے بڑھکر نفسانیہ ہیں اور اوسط بدنیہ اور کمتر مرتبہ میں خارجیہ۔ کمالات نفسانیہ کی دو قسم ہیں۔ ایک علم یقینی دوسرا عمل صالح۔ علم یقینی میں کمالات کی بات اللہ جل جلالہ کی معرفت اور اسکی توحید کا اقرار کرنا ہے۔ اُس کیطرف اِس جملہ میں اشارہ ہے ان الذین قالو ربنا اللہ اور اعمال صالحہ میں سب سے بڑھکر وسط پر استقامت ہے افراط و تفریط کیطرف میلان نہو جیسا کہ سورۂ فاتحہ میں آیا ہے اہدنا الصراط المستقیم اور ایک جگہ آیا ہے وکذلک جعلنکم امۃ وسطا اُس کیطرف اِس جملہ میں اشارہ ہے ثم استقاموا ترمذی و نسائی و ابو یعلی وغیرہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو کلمہ توحید پر مرتے دم تک ثابت رہا ہے اُسنے اُسپر استقامت حاصل کرلی۔ احمد و دارمی و مسلم و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و ابن حبان نے اور بخاری نے اپنی تاریخ میں سفیان بن عبد اللہ ثقفی سے نقل کیا ہے کہ کسی نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے آکر عرض کیا کہ یا حضرت مجھے اسلام میں ایسی بات بتلائیے کہ آپ کے بعد کسی اور سے پوچھنے کی حاجت نہ پڑے آپنے فرمایا کہہ ایمان لایا میں اللہ پر پھر قائم رہ پھر عرض کیا کس چیز سے بچوں آپنے زبان کیطرف اشارہ کیا۔ اِس استقامت میں دو قول ہیں اول یہ کہ استقامت سے دین و توحید و معرفت پر قائم رہنا مراد ہے دوم یہ کہ عبادات و اعمال صالحہ پر قائم رہنا مراد ہے اور یہ زیادہ مناسب ہے اِس کے بدلہ میں جو کچھ مرحمت ہوگا اِسکا ذکر فرماتا ہے تتنزل علیہم الملائکۃ الا تخافوا کہ اُنپر ملائکہ اُترتے ہیں یہ مژدہ دیتے ہوئے کہ تم خوف و غم نکرو اور ہم تمھارے دنیا و آخرت میں رفیق ہیں اور تمھارے لئے جنت کا مژدہ ہے وہاں تمکو ہر چیز ملے گی یہ کفار کا مقابلہ ہے کہ اُنکے پاس شیاطین آتے ہیں گمراہی میں پھنساتے ہیں اور اچھہ پر ایمان لانے والوں نیکبختوں کو فرشتے آکر تسلی دیتے ہیں یہ ملائکہ موت کیوقت اُترتے ہیں اور قبر میں بھی آوینگے اور حشر کے دن بھی۔ بلکہ آیت عام ہے دنیا میں بھی بوقت مصیبت و ضرورت ملائکہ یا مامورں کے دل کو سرور و جاودانی کا بطور الہام کے مژدہ دیتے ہیں کسلئے کہ ملائکہ کی ارواح بشریہ پر الہامات و مکاشفات یقینیہ و مقامات حقیقۃ کے بارہ میں تاثیرات ہیں جیسا کہ شیاطین کو وساوس و تخیلات باطلہ دل میں ڈالنے کیلئے تاثیرات ہیں۔ حاصل کلام ارواح طیبہ کو ملائکہ کیطرف سے طرح طرح سے ولایت و حمایت ہے اہل مکاشفہ اور مشاہدہ کو بخوبی معلوم ہے اور یہ دنیا میں حاصل ہے مرنیکے بعد باقی رہیگی بلکہ اور بڑھ جاویگی کسلئے کہ حجاب جسمانی دور ہو جاتا ہے پس یہ معنی ہیں اس قول ملائکہ کے نحن اولیاؤکم فی الحیات الدنیا و فی الاخرۃ اور لکم فیہا ما تشتہی الفسکم میں جنت جسمانی کیطرف اشارہ ہے ولکم فیہا ما تدعون میں جنت روحانی کیطرف اشارہ ہے اور یہ سب کچھ جلب منفعت کے متعلق ہے جو دفع مضرت کے بعد رعایت مصالح میں شمار ہوتا ہے اور دفع مضرت مقدم ہے اِسلئے سب سے پہلے دفع مضرت کا مژدہ دیا۔ اور مضرت میں بھی بڑی مضرت آنیوالی چیز سے ہوتی ہے جسکے فکر کو خوف کہتے ہیں اِسلئے الا تخافوا کو مقدم کیا اِسکے بعد گذشتہ باتوں کا رنج ہوتا ہے جس کو حزن کہتے ہیں جیسا کہ اولاد کی مفارقت مال کی جدائی احبا کا فراق وغیرہ ان سب باتوں کی بابت تسلی کر دیگئے ۞

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ۭ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ

اور اُس سے بہتر کس کی بات ہے کہ جسنے لوگوں کو اللہ کیطرف بلایا اور اچھے کام کئے اور کہدیا میں بھی فرمانبردار ہوں اور نیکی اور بدی برابر نہیں ہوتی نیکی سے ٹال دے

هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ۝ وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا ۚ وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ۝

پھر تو وہ شخص کہ اُس میں اور تجھ میں عداوت تھی گویا وہ دوست حمایتی ہے اور یہ بات اُنھیں کو ملتی ہے کہ جو صبر کرنے والے ہیں اور یہ اُنھیں کو نصیب ہوتی ہے جو بڑے نصیبے والا ہے

وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝

اور جو تجھے کوئی شیطانی وسوسہ آ بہارے تو اللہ سے پناہ مانگ کیونکہ وہ جو ہے تو سننے والا جاننے والا ہے

ومن استفہامیۃ ومحلہا الرفع بالابتداء وانجر احسن قولا تمیز لاحسن ممن متعلق باحسن ولا لاسیبۃ لازائدۃ جارت لتاکید النفی اوفع بالتی ای ادفع اسیئۃ حیث تصابتک من احد التی ہی احسن ای بالحسنۃ

تفسیر

کمال احسانی دو قسم پر ہیں ایک تام دوسرا اُس سے بھی بڑھکر کمال تام اپنے تئیں صفات حمیدہ سے مزین کرنا اُسکا ذکر ان الذین قالوا ربنا اللہ میں آچکا اُس سے بڑھکر یہ ہے کہ اپنی تکمیل کے بعد ناقصوں کی تکمیل کیطرف متوجہ ہونا اُس کیطرف ان آیات میں اشارہ کرتا ہے فقال ومن احسن قولا ممن دعا الی اللہ اور نیز اس میں مخالفین پر ایک ملائم طور پر حجت قائم کیجاتی ہے کہ تم کسلئے قرآن میں خلل مچاتے سننے سے منع کرتے ہو اصل بات کو تو دیکھو کہ نبی کیا کہتا ہے اور بذات خود کیسا ہے اور اُسکا کیا دعوی ہے؟ کہ سکتے ہو کہ نبی کوئی بُری بات نہیں کہتا برے کام کے لئے نہیں بُلاتا اور خود فضیحت دیگرے نصیحت کا بھی مصداق نہیں بلکہ نیکو کار ہے اور کسی سلطنت یا حکومت یا شیخی کی بات کا بھی دعوی نہیں کرتا بلکہ اپنے آپ کو خداوند کا فرمانبردار کہتا ہے ایسے کا دعوی ہے مگر یوں نہ کہا کہ اُن بدبختوں کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے سخت نفرت تھی بلکہ عام طور پر فرمایا کہ اس سے بات کہنے میں کون بہتر ہے کہ جو اللہ کیطرف بلائے اور خود بھی نیک ہو اور فرماں برداری کا اظہار کرے اِس سے اشارہ آنحضرت کیطرف ہے مگر ایک عجیب لطف سے اشارہ کیا ؛

مگر اللہ کیطرف بلانے میں جو تکمیل ناقصاں ہے اور یہ خاص حضرات انبیا علیہم السلام کا پیشہ ہے یا اُنکے نائبوں کا جو علما اور اُمرا ہیں خواہ لفوں کیطرف سے یہ دیں بھی پہنچا کرتی ہیں دنیا میں کونسا نبی آیا ہے کہ لوگوں نے اُسکی راہ میں کانٹوں کی بجائے پھول بچھائے ہوں اسلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیتا ہے کہ ادفع بالتی ہی احسن کہ بدی کو نیکی کے ساتھ دفعہ کر کیونکہ نیکی پر نیکی ہے اور بدی جو ہے تو بدی ہے اسلئے اِس جملہ سے پیشتر بطور تمہید کے یہ فرماتا ہے ولا تستوی الحسنۃ ولا السیئۃ کہ نیکی اور بدی برابر نہیں نیکی کا مرتبہ بدی سے بڑھکر ہے پس واعظ حق کے مقابلہ میں جو کوئی بدی کرے اسکو لازم ہے کہ اُسکے جواب نیکی کرے اگر وہ سخت کلامی کرے تو یہ نرمی کرے اگر وہ بددعا دیوے تو یہ دعا دیوے اگر وہ گالی دے تو یہ اللہ سے دعا کرے کہ اُسکی اصلاح کرے واعظان دین کے لئے یہ عمدہ قانون ہے جو کبھی منسوخ نہیں ہوا اور جہاد و سیف کا حکم اور موقع پر ہے یہ کمال مکارم اخلاق کی تعلیم ہے پھر اسکا فائدہ بیان فرماتا ہے فاذا الذی بینک وبینہ عداوۃ کہ پھر تیرا دشمن دوست خالص ہو جائیگا کسلئے کہ طبیعت انسانیہ کا بشرطیکہ سلیمہ ہو خاصہ ہے کہ بدی کے مقابلہ میں جو اُس سے نیکی کیجاتی ہے تو بدی کرنیوالا خود شرمندہ ہو کر اُسکو اچھا اور عمدہ شخص جاننے لگتا ہے اور دل میں محبت ہو جاتی ہے مگر یلقاہا الا الذین صبروا یہ بڑے بڑوں کا کام ہے وہی اِسکو حاصل کر سکتے ہیں اور بڑے خوش نصیبوں کو یہ بات حاصل ہوتی کیونکہ اُنکے نفوس قدسیہ ہوتے ہیں دوسرے کی بُرائی سے متغیر اور متاثر نہیں ہوتے اُنکی ہمدردی و خوبی کے پہاڑ کو اس بُرائی کی ہوا ہلا نہیں سکتی ؎ شنیدم کہ مردان راہ خدا ۞ دل دشمناں ہم نکردند تنگ ۞ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم صحابہ کیا یاد تمام اطہار سے جو کچھ نہ ایذائیں پاکر مخالفوں سے نیکیاں کی ہیں کتب سیرت میں مشرح مذکور ہیں وامانینزغنک اور جب شیرت سے اور شیطانی تحریک سے کوئی لمعہ آجاوے تو اللہ سے پناہ مانگنی چاہئے خود بامر اللہ شیطان رجیم کہنا چاہئے اُسکی بدسے وسوسہ شیطانی خیال دور ہو جاتا ہے کسلئے کہ اللہ سنتا ہے فریاد رسی کو موجود ہے خبردار رہنے والی حالات پر توقع ہے

فائدہ
بیکار جھگڑا مخالفت کی تفسیر

وَمِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۭ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ

اور اُسکی نشانیوں میں رات دن اور سورج اور چاند ہے سجدہ نکرو سورج کو اور نہ چاند کو اور اُس اللہ کو سجدہ کرو کہ جسنے اُنکو بنایا ہے اگر تم اُسی کی

سجدہ ۱۵ تَعْبُدُوْنَ ۝ فَاِنِ اسْتَكْبَرُوْا فَالَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ يُسَبِّحُوْنَ لَهٗ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا يَسْــَٔـمُوْنَ ۝ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنَّكَ تَرَى

عبادت کرتے ہو پھر اگر وہ تکبر کریں تو پھر وہ لوگ کہ جو تیرے رب کے پاس ہیں رات دن اُسکی تسبیح کرتے ہیں اور تھکتے نہیں اور اُسکی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ

الْاَرْضَ خَاشِعَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاۗءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ ۭ اِنَّ الَّذِيْٓ اَحْيَاهَا لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ۭ اِنَّهٗ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

تو زمین کو پژمردہ دیکھتا ہے پر جب ہم اُسپر پانی برساتے ہیں تو وہ تازہ ہو جاتی ہے بیشک جسنے اُسکو زندہ کیا وہی مردوں کو زندہ کریگا۔ وہی ہے جو ہر چیز پر قادر ہے

تفسیر

جبکہ پہلی آیات میں یہ بیان فرمایا کہ حسن اعمال و اقوال اللہ کیطرف بلاتا ہے تو اُسکے بعد چند دلائل بیان فرماتا ہے جو اُسکے وجود و قدرت پر دلالت کرتے ہیں اسلئے پر تنبیہ کرنے کے لئے کہ اللہ کیطرف بلانا دلائل بیان کرنا ہے اور یہ کہ اللہ کیطرف بلانا کسی مجہول چیز کیطرف بلانا نہیں بلکہ وہ ایسا تجلی ہے کہ ہر چیز میں اُسکے پرتو نظر آرہے ہیں کما قال ومن آیاتہ الیل والنہار والشمس والقمر کہ اُسکی نشانیوں میں سے یہ چار چیزیں تمھارے سامنے ہیں رات دن سورج چاند رات عدمی چیز ہے اسلئے سب سے پہلے اسکا ذکر کیا۔ یہ چاروں چیزیں اپنے انقلابات کی نیرنگیوں میں ثابت کر رہی ہیں کہ کوئی قادر مختار ہے جو انکو یوں اُلٹا پلٹتا ہے اُسکی تشریح متعدد مقامات پر ہم کر آئے ہیں۔ رات سے چاند کا اور دن سے سورج کا تعلق خاص ہے ✤

جب یہ ثابت کر دیا گیا کہ چاند اور سورج اُسکے پیدا کئے ہوئے ہیں اور اُسکی دو مشعلیں روشن کی ہوئی ہیں تو یہ حکم دینا مناسب ہوا کہ لا تسجدوا للشمس وللقمر تم نہ سورج کو سجدہ کرو نہ چاند کو جیسا کہ کواکب پرست تو ہیں انکو نورانی پیکر جانکر پوجتے تھے مجوس و ہنود و بعض عرب بلکہ ابھی پوجتے ہیں ان مخلوق کو کیا سجدہ کرتے ہو اُنکے پیدا کرنے والے کو سجدہ کرو یعنی اللہ کو اگر تم کو اللہ کا پوجنا منظور ہے۔ اِس جملہ ان کنتم ایاہ تعبدون میں اِسطرف اشارہ ہے کہ وہ جو کواکب پرست اُنکے سجدہ کو خدا تعالیٰ کی عبادت اور سجدہ سمجھتے ہیں غلط بات ہے۔ عاقل و نادان میں یہی تو فرق ہے کہ نادان بقصور پر شیدا ہوتا ہے دانا تصویر دیکھکر اُسپر منتون ہوتا ہے کہ جسکی یہ تصویر ہے ✤

پھر فرماتا ہے فان استکبروا اگر یہ منکرین اے محمد تیرا کہنا نہ مانیں اور خدا کی طرف نہ آئیں تکبر سے اڑے رہیں تو اللہ کو بھی کچھ پروا نہیں کیونکہ جو اللہ کے پاس ہیں یعنے اُس کی بارگاہ عزت میں حاضر ہیں ملائکہ مقربین رات دن اُس کو سجدہ کرتے ہیں اور تھکتے نہیں کیونکہ وہ انوار مجردہ ہیں خدا کی عبادت و تسبیح و تقدیس اُن کی روزی ہے اور بمنزلہ نفس انسانی کے جو اُن کو اور کسی تدبیر اور تصرف سے مانع نہیں آتا ✤

یہ تو بالاتفاق ہے کہ اِس آیت پر سجدہ کرنا چاہئے مگر امام شافعی کے نزدیک تعبدون پر سجدہ ہے کیونکہ واسجد واللہ سے متعلق ہے اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک لا یسئمون پر کس لئے کہ کلام یہاں تمام ہوتا ہے۔ آیات فلکیہ کے بعد آیات ارضیہ بیان فرماتا ہے ومن آیاتہ انک ترى الارض خاشعۃ کہ اُس کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ تو زمین کو خشک دیکھتا ہے الخشوع التصاغر والتذلل واستعیر لحال الارض حال خلوہا عن المطر والنبات۔ پھر جب اِسپر پانی خدا برساتا ہے تو اہتزت حرکت کرتی ہے یعنے اُگانے کی طرف آتی ہے وربت اور پھول جاتی ہے تر ہونے سے اور خصوصاً جبکہ اُگنے کو کوئی چیز ہوتی ہے تو ابھر جاتی ہے۔ خلاصہ یہ کہ تر و تازہ اور زندہ ہو جاتی ہے۔ پھر جو اُس کے زندہ کرنے پر قادر ہے وہ مردوں کو بھی زندہ کر سکتا ہے کیونکہ وہ ہر چیز پر قادر ہے یہ ایک دوسرا مطلب ہے جو دعوۃ الی اللہ کے لئے اصل اصول ہے ✤

اِنَّ الَّذِیْنَ یُلْحِدُوْنَ فِیْٓ اٰیٰتِنَا لَا یَخْفَوْنَ عَلَیْنَا ؕ اَفَمَنْ یُّلْقٰی فِی النَّارِ خَیْرٌ اَمْ مَّنْ یَّاْتِیْٓ اٰمِنًا یَّوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ ۙ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ۝

وہ جو ہماری آیتوں میں کجروی کرتے ہیں ہم پر مخفی نہیں ہیں۔ بھلا وہ جو آگ میں ڈالا جائے بہتر ہے یا وہ جو قیامت کے دن امن سے آویگا جو چاہو کرو وہ دیکھ رہا ہے جو تم کرتے ہو

اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِالذِّكْرِ لَمَّا جَآءَهُمْ ۚ وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِیْزٌ ۝ لَّا یَاْتِیْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ ؕ تَنْزِیْلٌ مِّنْ حَكِیْمٍ حَمِیْدٍ ۝

وہ لوگ کہ جنہوں نے نصیحت سے انکار کیا جبکہ وہ انکے پاس آئی (مجھ کو معلوم ہیں) اور بیشک یہ ایسی مغز کتاب ہے کہ جس میں آگے اور پیچھے غلطی کا داخل نہیں ہوتی ہے جو خوبیوں والے حکیم کی طرف سے نازل ہوئی ہے

مَا یُقَالُ لَكَ اِلَّا مَا قَدْ قِیْلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ وَّذُوْ عِقَابٍ اَلِیْمٍ ۝ وَلَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِیًّا لَّقَالُوْا لَوْلَا فُصِّلَتْ اٰیٰتُهٗ ؕ

تجھ سے وہی بات کہی جاتی ہے جو تجھ سے آگے رسولوں سے کہی گئی تھی۔ تیرا رب جو ہے تو مغفرت بھی کرتا ہے اور سخت سزا بھی دیا کرتا ہے۔ اور اگر ہم اسکو عجمی زبان کا قرآن بنا دیتے تو کہتے کہ کیوں نہیں مفصل بیان کی گئیں

ع

ءَاَعْجَمِیٌّ وَّعَرَبِیٌّ ؕ قُلْ هُوَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا هُدًی وَّشِفَآءٌ ؕ وَالَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ فِیْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّهُوَ عَلَیْهِمْ عَمًی ؕ اُولٰٓئِكَ یُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍۭ بَعِیْدٍ ۝

کیا عجمی کتاب اور عربی آدمی کہہ یہ یا نادانوں کے لئے ہدایت و شفا ہے۔ اور جو ایمان نہیں لاتے انکے کان بہرے ہیں اور یہ کتاب انکو سوجھتی نہیں انکی مثال ایسی ہے کہ جیسے کسی کو دور سے پکارا جاتا ہے

تفسیر

دعوت الی اللہ اور اسکے طرق اقامۃ الدلائل کے بعد یہ بیان کرتا ہے کہ جو آیات الٰہیہ میں کجروی کرتے ہیں عیب جوئی کرتے ہیں وہ ہم پر مخفی نہیں یعنی دنیا و آخرت میں سزایاب ہونگے آخرت میں آگ میں ڈالے جائیں گے پھر جو آخرت میں ڈالا جائے اسکے برابر ہو سکتا ہے جو امن سے آوے؟ نہیں ہرگز نہیں دونوں طریقوں کی برائی بھلائی تمکو خوب معلوم ہو گئی اللہ کے رستہ کی بھی اور آیات اللہ میں کجروی کی بھی۔ اب تم کو اختیار ہے جو چاہو سو کرو کیونکہ وہ تمھارے کاموں کو دیکھ رہا ہے۔ الاحاد المیل والعدول ومنہ اللحد فی القبر لانہ امیل الی ناحیۃ منہ یقال الحد فی دین اللہ الاحاد عنہ۔ الاحاد فی الآیات کے معنی ہیں انمیں تحریف کرنا اور پھیر پھیر کر ان سے غلط مطلب کو ثابت کرنا متبادر معنی کو بلا ضرورت چھوڑ دینا۔ حقیقت میں یہ بڑا عیب ہے خصوصاً کلام اللہ میں ایسا کرنا۔ مکہ کے کفار بھی ایسا کیا کرتے تھے یہ تحریف پھیر پھیر دہل معنی کا انکار ہے۔ اسلئے بعد فرماتا ہے ان الذین کفروا بالذکر الخ ان کی خبر بعض کے نزدیک محذوف ہے جیسا کہ اور بھی جواب قرآن مجید میں سامع کی سمجھ پر چھوڑ کر عبارت میں محذوف کر دیے گئے ہیں یجازون بعض کہتے ہیں اولئک ینادون من مکان بعید خبر ہے کہ وہ جو قرآن کا جس میں آیات اللہ ہیں ان کے پاس پہونچنے کے بعد انکار کرتے ہیں اپنے انکار کی سزا پائیں گے۔ یعنی یہ انحاد انکار ہے اسکے بعد قرآن مجید کی صفت بیان کرتا ہے جسکا وہ انکار کرتے ہیں وانہ لکتاب الخ (۱) یہ کہ قرآن کتاب ہے (۲) کیسی کتاب عزیز زبردست یا بے نظیر جس کے مطالب کی خوبی اسکے بے نظیر ہونے کی آپ سند ہے (۳) لا یاتیہ الباطل الخ کہ اس میں غلط کو دخل نہیں نہ بالفعل نہ اس کے بعد کوئی اسکو غلط ثابت کر سکے گا نہ اس میں غلطی ملا سکے گا۔ نہ کوئی پہلی کتاب اسکو منسوخ کر سکتی ہے نہ آیندہ کوئی منسوخ کرنے والی آئے گی نہ اس میں زیادتی ہو سکتی ہے نہ نقصان (۴) تنزیل من حکیم حمید حکیم اور حمید کا نازل کیا ہوا ہے۔ حکیم ہے کوئی بات حکمت کے خلاف نہیں حکیم سبی کیساتھ حمید بھی ہے اسکی حکمت جابرانہ نہیں بلکہ قابل تعریف۔ اس کی بعد آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دیتا ہے اور اسی جملہ میں کفار کا بھی اطمینان کرتا ہے فقال ما یقال لک الا ما قد قیل للرسل من قبلک کہ اے محمد آپ کو جو کچھ یہ کفار کہتے ہیں نئی بات نہیں پہلے رسولوں کو بھی ایسا ہی کہا گیا ہے۔ جھوٹا جادوگر وغیرہ۔ یا یہ معنی کہ آپ کو توحید و مکارم اخلاق کا کوئی نیا حکم نہیں دیا گیا بلکہ وہی جو ہمیشہ سے رسولوں کو دیا گیا ہے نوح ابراہیم اسحاق یعقوب موسیٰ مسیح علیہم السلام بھی اپنی امتوں سے یہی کہا کرتے تھے جو تم کہتے ہو اور تجھے اور اگلے انبیاء کو یہ احکام کیوں دیے گئے اسلئے کہ ان ربک الخ کہ تیرا رب معاف بھی کرتا ہے اور سزا بھی دیتا ہے۔ عمدہ باتوں سے خوش اور بری باتوں سے ناخوش اسلئے آسنے انبیاء علیہ السلام کی معرفت اپنی پسند اور ناپسند باتوں سے لوگوں کو خبردار کر دیا یہ وجہ ہے قرآن کے نازل کرنے کی اور انبیاء کے بھیجنے کی ✤

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ ۭ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۭ وَاِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ۝

اور البتہ ہمنے موسیٰ کو کتاب دی پھر اُنمیں اختلاف کیا گیا اور اگر تیرے رب کیطرف سے ایک بات صادر نہ پہلے ہو چکا ہوتا تو اُنکا فیصلہ ہی ہو چکا ہوتا اور اُنکو قرآن میں قوی شک ہے

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَسَاۗءَ فَعَلَيْهَا ۭ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝ .

جو کوئی نیک کام کرتا ہے تو اپنے لئے اور بُرائی کرتا ہے تو اپنے سر اور تیرا رب تو بندوں پر ظلم نہیں کرتا

تفسیر

اسکے بعد اُنکے اِس شبہ کا جواب دیتا ہے قلوبنا فی اکنۃ مما تدعونا الیہ ہمارے دلوں پر غلاف ہے اور یہ قرآن مجید کسلئے عربی زبان میں آیا ایسی زبان تو ہم ہی بول سکتے ہیں فقال ولو جعلناہ یعنی اگر ہم اِس قرآن کو عجمی زبان میں اُتارتے تو یہ عذر کرتے کہ عربی شخص عجمی زبان بولتا ہے کلام عجمی ورسول عربی عربی وعجمی میں ایسی مبالغہ کے لئے ہے جیسا کہ احمر بلیغ میں عجم اُسکو کہتے ہیں جو اجنبی طرح بول نہ سکے اور اسلیئے حیوانات کو عجماء کہتے ہیں اور عرب کے مقابلہ میں غیر زبان والے فصیح نہیں سمجھے جاتے اسلئے عربی کے سوا اسکو عجم کہتے ہیں اور کبھی اِن میں خاص اہل ایران پر اسکا اطلاق ہوتا ہے. حمزہ وکسائی وعاصم نے آعجمی کو دو ہمزہ کے ساتھ پڑھا ہے ایک استفہام انکاری کے لئے اور بعض نے ایک ہمزہ سے بطور اخبار کے. پھر جواب پہلی بات کا دیتا ہے قل ہو للذین آمنوا ہدی وشفاء کہ ہمارے قرآن مجید ایمان والوں کے لئے ہدایت اور امراض قلبیہ کیواسطے شفا ہے اُنکے دلوں پر اُس سے غلاف نہیں حائل ہیں لایؤمنون الخ ہاں جو ایمان اِسپر نہیں لاتے اُنکے دلوں میں حسد وعداوت کا پردہ پڑا ہوا ہے جسلئے فی اذانہم وقر اُنکے کان بھی اِس سے بہرے ہیں سُنتے ہی نہیں اور جو کوئی سُنانا چاہے تو کان بند کر لیتے ہیں وہو علیہم عمی اور آنکھوں پر اِس سے پردہ پڑا ہوا خود بھی نہیں دیکھتے اندھیرا چھایا ہوا ہے اولئک ینادون من مکان بعید اب اُنکی ایسی حالت ہے کہ جیسا کسیکو دور سے آواز دیکر بُلایا جاتا ہے جسطرح ہم اُنکو پکارتے ہیں گائے بھینس وغیرہ کو آواز سُنتے ہیں بات نہیں سمجھتے خلاصہ یہ کہ قرآن مجید میں کوئی عیب نہیں جسکے دلوں اور دیگر حواس میں فتور ہے جسلئے قرآن سے دلوں اور آنکھوں اور کانوں پر پردے پڑے ہوئے ہیں اور اِسمیں اختلاف کرتے ہو پھر یہ بھی کوئی نئی بات نہیں ولقد آتینا موسی الکتاب فاختلف فیہ جسنے موسیٰ کو بھی کتاب دی تھی یعنے تورات سو اُسمیں بھی لوگوں نے اختلاف کیا کسی نے مانا کسی نے اِنکار کیا. اب غضب الٰہی تو یہی چاہتا تھا کہ اِس سرکشی پر ہلاک کر دئے جائیں مگر اُنکی رحمت سے اُنکے ہلاک ہونے کا ایک خاص وقت مقرر ہو چکا ہے اور کیسکے لئے ایک وقت میں آکر ایما مدار ہونا لکھدیا ہے اور کیسکی ہلاک نہونے کی وجہ کوئی خاص صلحت لکھی ہوئی ہے کہ تیم اُسکے ساتھ متعلق ہیں یا کوئی اور بات ہے اسلئے اُنکا ابھی فیصلہ نہیں ہوتا اس سے وہ اور بھی قرآن مجید سے بڑے شک میں پڑ گئے کہ اگر یہ کلام الٰہی ہوتا تو اسکے اِنکار سے ہمپر بلا کیوں نہ آئی؟ اور قرآن اور نبی اُنکو اپنے کام کے لئے نہیں بلاتا جو وہ کہتے ہیں وہ تو اُنہیں کو بھلائی بُرائی کا رستہ بتاتا ہے پھر من عمل صالحا فلنفسہ جو کوئی نیکی کرتا ہے تو اپنے لئے اُسکا فائدہ دنیا وآخرت میں اُسیکو ہے کسی پر کیا احسان ہے؟ ومن اساء فعلیہا اور جو کوئی بُرائی کرتا ہے تو اپنے اُوپر اُسکا نتیجہ آپ ہی پاویگا وما ربک بظلام للعبید اور تیرا رب کسی پر ظلم نہیں کرتا یہ کڑے پہل دنیا کی مصیبت آخرت کا عذاب اُسکے ہاتھ کے بوئے ہوئے درخت کے ہیں سبحان اللہ کیا پُر زور کلام اور کیا موعظت بلیغہ ہے کہ جسکے سننے سے سنگدل بھی نرم ہو جاتے ہیں مگر شقی ازلی بے بہرہ رہتے ہیں. ظلام بروزن فعال نسبت کا صیغہ ہے جیسا کہ تمار وقتال چھوارے بیچنے والا اور ترکاری بیچنے والا ظلام ظلم کرنے والا. بعض کہتے ہیں مبالغہ کا صیغہ ہے. مگر نفس ظلم مراد ہے تاکوئی یہ نہ سمجھے کہ بہت ظلم کرنے والا نہیں تھوڑا سا روا رکھتا ہے (سبحان اللہ عما یصفون)

اِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَمَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرٰتٍ مِّنْ اَكْمَامِهَا وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ ۚ وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ

اسکیطرف قیامت کی خبر لوٹائی جاتی ہے اور کوئی ایسا میوہ نہیں جو اپنے گابھے سے نکلے یا کوئی مادہ ایسی نہیں جو حاملہ ہوتی اور جنتی ہے کہ اسکی اسکو خبر نہ ہو۔ اور جس روز اسنے پکار کر کہا کہ

اَيْنَ شُرَكَآءِيْ قَالُوْٓا اٰذَنّٰكَ مَا مِنَّا مِنْ شَهِيْدٍ ۝ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَدْعُوْنَ مِنْ قَبْلُ وَظَنُّوْا مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِيْصٍ ۝ لَا يَسْـَٔمُ الْاِنْسَانُ

کہاں ہیں وہ میرے شریک کہینگے تجھے بتا تو دیا کہ ہم میں سے کسیکو خبر نہیں اور گم ہو جائے گا جسکو کہ وہ پہلے سے پکارا کرتے تھے اور جان جاوینگے کہ جھکو کہیں چھٹکارا نہیں انسان نہیں اکتاتا

مِنْ دُعَآءِ الْخَيْرِ ۖ وَاِنْ مَّسَّهُ الشَّرُّ فَيَـُٔوْسٌ قَنُوْطٌ ۝ وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ رَحْمَةً مِّنَّا مِنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ هٰذَا لِيْ وَمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ

سے بھلائی مانگنے سے اور اگر اسکو کوئی تکلیف پہنچ جاتی ہے تو وہ آس توڑ بیٹھنے والا مایوس ہو جاتا ہے اور اگر ہم اسکو اس مصیبت کے بعد جو اسپر آئی تھی اپنی کچھ رحمت کا مزہ چکھاتے ہیں تو کہتا ہے یہ میرا حق تھا اور میں گمان نہیں

قَآئِمَةً ۙ وَّلَئِنْ رُّجِعْتُ اِلٰى رَبِّيْٓ اِنَّ لِيْ عِنْدَهٗ لَلْحُسْنٰى ۚ فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِمَا عَمِلُوْا وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ

کرتا کہ قیامت قائم ہوگی اور اگر میں اپنے رب کے پاس پھر گیا بھی تو میرے لئے اسکے پاس بہتری ہے ہم ضرور بتائیں گے کافروں کو کہ وہ کیا کیا کرتے تھے اور ضرور ہم اسکو سخت عذاب چکھائیں گے

وما تخرج ما نافیۃ ومن الاولی للاستغراق والثانیۃ للابتداء وقیل ما موصولۃ فی محل جر عطفا علی الساعۃ ای علم الساعۃ وعلم التی تخرج

تفسیر

جبکہ کفار کے مقابلے میں یہ کہا گیا تھا کہ خبیکی کرتا ہے اپنے لئے اور بدی جو کرتا ہے تو اپنے لئے جس سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ پوری جزا و سزا قیامت کو ملیگی اسپر سامع کا خیال جا سکتا تھا کہ قیامت ہوگی اسبات کا جواب دیتا ہے الیہ یرد علم الساعۃ کہ قیامت کی خبر اسکے پاس ہے یعنی جب کوئی کسی سے اسکے تعین وقت سے سوال کرتا ہے تو اسکی خبر اللہ ہی کے سپرد کیجاتی ہے کہ وہی جانتا ہے اور اسپر کیا موقوف ہے جو کچھ عالم غیب سے دنیا میں ظہور کرتا ہے جیسا کہ گابھے کے اندر پھل اور مادہ کے پیٹ میں بچہ جسکی خبر اسیکو ہے۔ ابو عبیدہ کہتے ہیں اکمام کم یا کمہ کی جمع ہے میوے یا پھل کے اوپر چڑھی ہوئی ہوتی ہے اسکو کم کہتے ہیں اور اسلیے اسمتکبر کو بھی غیبیات پر رمل یا نجوم یا تعبیر خواب سے علم حاصل نہیں ہوتا ظن ہوتا ہے علم یقینی نہیں۔ اور جو انبیا علیہم السلام اور اولیا کرام کو الہام یا مکاشفہ سے کچھ بتایا جاتا ہے تو اللہ ہی کے بحر علم کا ایک قطرہ ہوتا ہے اور وہ بھی اسیقدر کہ جس قدر اسنے ان کو بتا دیا وہی علام الغیوب ہے ✤

اسکے بعد کچھ قیامت کے احوال بیان فرماتا ہے ویوم ینادیہم الخ کہ اس روز مشرکین سے پکار کر پوچھا جائیگا کہ میرے شریک جو تمنے دنیا میں بنا رکھے تھے کہاں ہیں؟ کہیں گے بتنے بتا تو دیا یعنی آپکو خود علم ہے کہ ہم میں سے انکو کوئی بھی دیکھنے والا نہیں یعنی نظر نہیں آتے یا یہ معنی کہ ہم میں سے کوئی بھی شہادت نہیں دیتا کہ اللہ کا کوئی شریک ہے یعنی انکار کرینگے جیسا کہ مذموم سزا کے وقت ارتکاب جرم کا انکار کیا کرتے ہیں ضل عنہم الخ اور دنیا میں جنکو پہلے پوجتے تھے وہ اسنے غائب ہو جاوینگے اور جان لیں گے کہ جاری خلاصی نہیں۔ انسان کو یہ تبدل و تغیر کچھ آخرت ہی میں پیش نہ آئیگا کہ جن بتوں اور خیالی معبودوں کو دنیا میں پکارا کرتے تھے اسنے عذاب دیکھکر برات کرینگے بلکہ دنیا میں بھی اسکی ایسی حالت ہے کہ لا یسئم الانسان من دعاء الخیر اپنے لئے بھلائی مانگنے میں تھکتا نہیں وان مسہ الشر فیئوس قنوط اور جو دکھ پہونچتا ہے تو نا امید اور ہراسان ہو جاتا ہے ولئن اذقناہ رحمۃ منا اور جو اس مصیبت کے بعد ہم پھر راحت عطا کرتے ہیں اپنی مہربانی سے تو کہتا ہے میں اسیکا مستحق اور اسکے لائق ہوں اور پھر اسی عیش و کامرانی میں ایسے پھولتے پھلتے ہیں اور ایمان کے رہنے کو ایسا پسند کرتے ہیں کہ قیامت کے بھی منکر ہو جاتے ہیں وما اظن الساعۃ قائمۃ اور اگر بالفرض میں اپنے رب کے پاس گیا بھی تو مجھے وہاں بہتری ہوگی کیونکہ دنیا میں بھی میں معزز رہوں گا دنیا پر آخرت کا قیاس کرتا ہے یہ معلوم نہیں وہاں کے اور ہی حالات ہیں یہ قول بطور حسن ظن کے نہ تھا جو اخذا لوگوں کو امید سے ہوتا ہے بلکہ بطور تکبر و سرکشی کے اسلئے فرماتا ہے فلننبئن الذین کہ ہم کافروں کو انکے اعمال پر متنبہ کرینگے اور سخت عذاب چکھائیں گے یعنی انکے لئے اس جہان میں بہتری تو کیا ہے عذاب شدید ہے ✤

وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُوْ دُعَآءٍ عَرِيْضٍ ۝ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ

اور جب ہم انسان کو نعمت عطا کرتے ہیں تو منہ پھیر لیتا اور اکڑنے لگتا ہے اور جب اسکو برا پہنچتا ہے تو بڑی دعا کرتا ہے تو کہہ بھلا دیکھو تو سہی اگر یہ قرآن اللہ کی طرف سے ہوا

ثُمَّ كَفَرْتُمْ بِهٖ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ هُوَ فِيْ شِقَاقٍ بَعِيْدٍ ۝ سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَفِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ ۗ

پھر تم اسکا انکار کر بیٹھے تو جسے ضد سے کوسوں زیادہ گمراہ ہے ہم انکو اب اپنی نشانیاں دکھاویں گے ملک میں اور انکی اپنی جانوں کے اندر ظاہر ہو جائیگا کہ یہ برحق ہے

اَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ اَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝ اَلَآ اِنَّهُمْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآءِ رَبِّهِمْ ۭ اَلَآ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ ۝

کیا تیرے رب کی یہ بات کافی نہیں کہ وہ ہر چیز کو دیکھ رہا ہے دیکھو انکو اپنے رب سے ملنے میں شک ہے دیکھو وہ ہر چیز کو قابو میں کئے ہوئے ہے۔

تفسیر

واذا انعمنا اور جب ہم انسان پر عنایت کرتے ہیں تو سرکشی کرتا ہے (والجانب مجازعن النفس ذاتی یعنے بعد یقال نایت وتنایت ای بعدت وتباعدت والمتنای الموضع البعید) اور جب اُسپر بلا آتی ہے تو بڑی دعا کرتا ہے (العرض والطول یستعمل فے الکثرۃ مجازانی کلام العرب) یہ انسان کی جبلّی بات ہے غرض یہ کہ یہ تمام سرکشی خدا تعالی کی عطا کی ہوئی نعمت کی بدفہمی سے ہے ؛

اسکے بعد پھر کفار کے شبہات دفعہ کرتا ہے فقال اَرَءَيْتُمْ ان کان من عند اللہ الخ ان سے کہدے تم جو قرآن مجید کا انکار کرتے ہو اچھا یہی تو خیال کرلو (کیونکہ تمہارے انکار پر کوئی حجت قوی نہیں ہے صرف توہمات ہیں) کہ اگر یہ اللہ کی طرف سے ہو اور تمنے اسکا انکار کیا پھر تمسے زیادہ کون گمراہ اور ضدی ہے ؛ (ممن ہو اصلہ منکم وضع من موضع الضمیر لبیان حالہم فے المشاقۃ) یہ ایک الزامی گفتگو ہے مخاطب کو قائل کرنیکے لئے جبکہ وہ خلاف حق ہو کر اپنے توہمات پر اصرار کرے ؛

اسکے بعد ایک پیشین گوئی فرماتا ہے اسلام اور قرآن کے برحق ہونے پر فقال سنریہم آیاتنا فی الآفاق الخ آفاق جمع اُفق کا عناق وعُنُق اسکے معنی ہیں کنارے کے آیت کی تفسیر میں علماء کرام نے متعدد وجوہ بیان فرمائے ہیں مگر صاف یہ ہے اور یہی سیاق کلام سے چسپاں زیادہ ہے کہ ہم انکو اپنی نشانیاں دکھائیں گے وہ دو قسم کی ہونگی ایک آفاق یعنی بلاد وممالک کے متعلق اور دوسری وہ جو انکی ذات سے علاقہ رکھتی ہونگی۔ وہ جو آفاق سے علاقہ رکھتی ہیں بہت سی نشانیاں ہیں کہ جنکی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی جنکا لوگوں نے معائنہ کیا اور تبین لہم انہ الحق اور آپکو برحق ظاہر ہو گیا جیسا کہ تھوڑے سے دنوں میں اسلام کا دور دراز ملکوں میں ظہور کرنا کسریٰ وقیصر کا مقہور ہونا عرب کا کایا پلٹ ہو جانا سب میں ایک نئی زندگانی کا پیدا ہونا وغیر ذلک اسیطرح زلزلوں کا آنا بڑے بڑے حوادث کا ظہور کرنا حجاز میں مہینوں تک ایک عجیب وغریب آگ کا مشتعل ہونا وغیر ذلک جنکی تفصیل کے لئے ایک بڑی مجلد کتاب بھی کافی نہیں اور آیات انفس بھی بہت لوگوں نے دیکھیں مکہ میں ہجرت سے پہلے ایک انقلاب شروع ہوا اور ہجرت کے بعد سے ترقی کرتا گیا سنگدل سفاک رحمدل ہو گئے بت پستوں کو خدا پرستی سوجھنے لگی وحشی اور جاہلوں کو قیصر وکسری کے ملک کے انتظام کا علم آگیا دغابازی کیجگہ راستبازی کیطرف طبائع مائل ہو گئے نفاق کیجگہ دلوں میں اتفاق نے گھر بنایا پست حوصلگی کیجگہ بلند حوصلگی پیدا ہوئی آنکھ کے سینے علوم وحکمت کے چشمہ بنگئے۔ پھر ان آیات کے دکھانے پر وثوق دلاتا ہے فقال اولم یکف بربک الخ کیا یہ بات کافی نہیں کہ تیرا رب ہر چیز پر شہید ہے کوئی بات اسکی قدرت وعلم سے باہر نہیں پھر وہ کیا ان آیات کے دکھانے پر قادر نہیں ؟ یہ سب کچھ ہے مگر الا انہم فی مریۃ من لقاء ربہم وہ اپنے رب کے ملنے سے شک میں ہیں جانتے ہیں کہ مر کر مٹی ہو جاویں گے خدا کے پاس کیا جانا ہے جیلئے وہ یہ باتیں کرتے ہیں مگر وہ کہاں جا سکتے ہیں الا انہ بکل شئی محیط ہوشیار وہ ہر چیز کو احاطہ کئے ہوئے ہے کوئی اُس کی قدرت سے باہر نہیں سبکو گھیر کر اپنے پاس دربار عدالت میں حاضر کرے گا۔ سبحان اللہ کس موقع پر کلام کو تمام کیا ہے اور اثنائے کلام میں کیا کیا باریکیاں رکھی ہیں۔ صدق اللہ العلی العظیم ؛

سُوْرَۃُ شُوْرٰی مَکِّیَّۃٌ اِسْمُہٗ تَرْتِیْبًا اَرْبَعُوْنَ وَ بِالْعَدِّ ثَلٰثٌ وَّ خَمْسُوْنَ اٰیَۃً وَّ بِالْبَصْرِ خَمْسُ رُکُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حٰمٓ ۝ عٓسٓقٓ ۝ کَذٰلِکَ یُوْحِیْٓ اِلَیْکَ وَ اِلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکَ اللّٰہُ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ۝ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ ؕ وَ ہُوَ

اِسیطرح سے اللہ زبردست حکمت والا تیری طرف وحی کرتا ہے اور اگلی طرف بھی کیا کرتا تھا جو تجھ سے پہلے تھے اسیکا ہے جو کچھ کہ آسمانوں اور زمین میں ہے اور وہی ہے

الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ۝ تَکَادُ السَّمٰوٰتُ یَتَفَطَّرْنَ مِنْ فَوْقِہِنَّ وَ الْمَلٰٓئِکَۃُ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّہِمْ وَ یَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِی الْاَرْضِ ؕ

سب سے بالا و ست بڑا قریب ہے کہ انکے اوپر سے آسمان پھٹ پڑیں اور فرشتے اپنے رب کی پاکی بیان کرتے ہیں اسکی خوبیوں کے ساتھ اور زمین والوں کے لئے معافی مانگتے ہیں

اَلَآ اِنَّ اللّٰہَ ہُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ۝ وَ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِہٖٓ اَوْلِیَآءَ ۘ اَللّٰہُ حَفِیْظٌ عَلَیْہِمْ ۫ وَ مَآ اَنْتَ عَلَیْہِمْ بِوَکِیْلٍ ۝

دیکھو اللہ جو ہے تو وہی معاف کرنیوالا مہربان ہے وہ لوگ کہ جنھوں نے اسکے سوا اور معبود بنا رکھے ہیں وہ اللہ کی نظر میں ہیں اور تو انکا ذمہ دار نہیں ہے

اللہ فاعل لیوحی و مابعدہ و لفت و الکاف فی موضع النصب بیوحی والذین مبتدأ اللہ حفیظ الجملۃ خبر

تفسیر

یہ سورہ بھی مکہ میں نازل ہوئی ہے یہ ابن عباس و ابن الزبیر و حسن و عکرمہ و جابر کا قول ہے۔ اِس سورہ کا نام سورۂ شوریٰ۔ اور سورہ حم عسق ہے حم عسق سے جو کچھ خدا پاک نے اپنے کلام میں مراد لیا ہے اسکو وہی خوب جانتا ہے۔ مکہ میں قریش کو سب سے بڑا تعجب تھا کہ قرآن مجید اللہ کی طرف سے محمد پر وحی کیا جاتا ہے کیونکہ یہ بات اُنکے نزدیک نئی تھی۔ اُنکے اِس تعجب کو چند حروف میں ایک سرنہانی کیطرف اشارہ کرکے دور کرتا ہے کہ یہ کوئی نئی بات نہیں کذالک یوحی الخ اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے انبیاء علیہ السلام پر یوں ہی وحی کرتا چلا آیا ہے اور تیری طرف بھی وحی کرتا ہے۔ کذالک میں اشتراک نفس وحی کیطرف ہے اور یوحی جو مضارع کا صیغہ ہے حال ماضی کے لئے ہے اللہ کے بعد العزیز الحکیم دو وصف بیان فرمائے تاکہ یہ تعجب بالکل دور ہو جائے۔ عزیز یعنے زبردست غالب اِسمیں اُسکی شاہنشاہی کیطرف اشارہ ہے کہ وہ شاہنشاہ اپنے بندوں پر فرمان بھیجتا ہے یہ کوئی تعجب کی بات نہیں جب دنیا کے بادشاہ رعیت کے حال سے غافل نہیں اور اُنکے تمرد کی پروا نہیں کرتے کیسکو فرمان و یکا احکام جاری کرنیکے لئے بھیجتے ہیں پھر وہ کیلئے نہ بھیجے الحکیم میں اسطرف اشارہ ہے کہ اُسکی حکمت بندوں کی اصلاح کیلئے انبیاء پر احکام وحی کا نازل کرنا ضروری سمجھتی ہے اسکے بعد اور چند اوصاف بیان فرماتا ہے جو اُسکی جلالت و عظمت پر دلالت کرتے ہیں (۱) لہ ما فی السماوات والارض آسمانوں اور زمین کی اُسیکو بادشاہی ہے اور اُنکی بادشاہی اور بادشاہوں کی طرح نہیں بلکہ وہ اعلیٰ ہے برتر اور عظیم ہے (۲) تکاد السمٰوٰت الخ اُس کی عظمت کا یہ حال ہے کہ اُسکی ہیبت عظمت سے آسمان پھٹے جاتے ہیں۔ من فوقہن کا لفظ اسبات کیطرف اشارہ کرتا ہے کہ جب اُنکے اُوپر جو آسمان ہیں اُنکا یہ حال ہے تو یہ بیچارے کیا چیز ہیں؟ (۳) والملائکۃ یسبحون اور ملائکہ جو ہر نورانی اور بڑی قوت و طاقت والے ہیں اُسکی تسبیح اور تحمید کیا کرتے ہیں۔ سبحان اللہ و بحمدہ کہتے ہیں اور اسکے سوا یستغفرون لمن فی الارض زمین والوں کے لئے خدا سے بخشش مانگتے ہیں اہل ایمان کیلئے بعض کہتے ہیں سب کے لئے کفار و مشرکین کے لئے بھی کہ آخر اُن پر مہربانی کر راہ راست سمجھا کر یہ اپنی بدی سے باز آویں اور بخشے جاویں (۴) الا ان اللہ ہو الغفور الرحیم دیکھو اللہ جو ہے بڑا معاف کرنے والا مہربانی کرنیوالا ہے اِس بخشنے اور مہربانی کے لئے دنیا میں انبیاء بھیجے اور اُن پر وحی کی۔ والذین اتخذوا الخ مگر بندوں کو دیکھئے کہ اللہ کے سوا اُنھوں نے اور بھی حامی اور معبود بنا رکھے ہیں اللہ حفیظ علیہم اللہ اُنکو دیکھ رہا ہے وہ کہاں جا سکتے ہیں وما انت علیہم بوکیل اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ اُنکے ذمہ دار نہیں اِس میں ایک شان استغنائی ہے اور توحید کیطرف تہدید کے پیرائے میں ترغیب ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دیجاتی ہے کہ تمہیں اگر کوئی قصور نہیں۔ کیا لطائف آیات میں رکھے ہوئے ہیں ✤

وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا وَتُنْذِرَ يَوْمَ الْجَمْعِ لَا رَيْبَ فِيْهِ فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَ

اور اسیطرح جسطرح تمہیں عربی زبان کا قرآن نازل کیا تاکہ تو ڈر سنادے اور اُنکے آس پاس والوں کو ڈر سنادے اور قیامت کے دن سے ڈراوے کہ جس میں کوئی شبہ نہیں ایک جماعت جنت میں اور ایک

فَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ ۝ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَهُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ فِيْ رَحْمَتِهٖ وَالظّٰلِمُوْنَ مَا لَهُمْ

جماعت جہنم میں ہوگی اور اگر اللہ چاہتا تو ان سب کو ایک گروہ کر دیتا لیکن اللہ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت میں داخل کرتا ہے اور ظالموں کا نہ کوئی

مِّنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۚ فَاللّٰهُ هُوَ الْوَلِيُّ وَهُوَ يُحْيِ الْمَوْتٰى ۖ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

حامی ہوگا نہ مددگار کیا اُنھوں نے اُسکے سوا اور مددگار بنا رکھے ہیں پھر اللہ ہی مددگار ہے اور وہی مردوں کو زندہ کرتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے

قرآناً مفعول لاوحینا للتنذر متعلق باوحینا فریق خبر مبتدا محذوف ای بعضهم فریق فی الجنة والظالمون مبتدا وما بعده جنسه واولیاء ناصب علی انه مفعول لاتخذوا من دونه حال منه اے حال کون الاولیاء غیر اللہ الولی خبر فاللہ ہو الولی ضمیر الفصل للتاکید

تفسیر

پھر رسالۃ نبوت کا ذکر کرتا ہے وکذلک اوحینا الخ کہ جس طرح انبیاء رسالقین پر وحی کی گئی تھی اسیطرح ای محمد ہمنے تیری طرف عربی زبان میں قرآن وحی کیا لتنذر ام القری تاکہ تو اہل مکہ کو اور اُسکے آس پاس والوں کو خبردار کرکے ڈراوے کہ متبرگر باز نہ آؤ گے بلا آنے والی ہے اور اُنکو قیامت کے دن سے بھی ڈرائے کہ جس میں کوئی شک نہیں کہ اُس روز ایک جماعت جنت میں اور ایک دوزخ میں ہوگی۔ یعنی جس طرح اور انبیا اپنی اُمتوں کے ڈرانے کے لئے آئے اسیطرح آپ اہل مکہ اور اُنکے آس پاس والوں کے لئے۔ نبوت قائم کرنیکی وجہ لوگوں کا ڈرانا اکثر قرآن میں آیا ہے اور بشارت اُسکے ساتھ میں آئی ہے اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ جب بنی آدم کی حالت خراب ہوجاتی ہے فلسفہ وعلوم عقلیہ اُنکی اصلاح سے عاجز آکر کسی گوشہ میں منہ چھپا کر بیٹھ جاتے ہیں اگر اس وقت خدا تعالی کا داعی دہادی نہ آئے تو اس بدکاری وغیرہ امراض روحانیہ میں مبتلا ہوکر نہ صرف آخرت میں جہنم کے ایندھن بنجائیں بلکہ معاش بھی بگڑ جائے جس سے کسی دنیاوی بلا کا بھی سخت اندیشہ ہوتا ہے ایسے وقت میں خدا رحیم وکریم اپنے کسی بندے کو نبی اور مؤید من اللہ بنا کر بھیجتا ہے اسکا پہلا کام ان لوگوں کو آنے والی بلا سے ڈرانا ہوتا ہے تاکہ افعال بد سے باز آویں اسلئے لتنذر فرمایا۔ اور منہیات ترک کرنیکے بعد اگر اچھے کام کرنے لگیں تو اُنکو انعام واکرام آخرۃ کی بشارت دیجاتی ہے اور نبی کا مبعوث کرنا تمام حجت کے لئے ہوتا ہے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں تمام عالم ہر قسم کی گمراہی وبدکاری سے تاریک ہوگیا تھا اور آپکو مصلحت الٰہی نے مکہ میں سے مبعوث کیا جسکو عرب اُم القری کہتے تھے اسلئے اُم القری اور اُسکے آس پاس والوں کا زیادہ تحقاق تھا لہذا اُنکی تخصیص کی گئی اور نیز سب سے پہلے نبی اپنی قوم اور شہر اور وطن سے تبلیغ شروع کیا کرتا ہے پھر دور تک یا تمام عالم تک پہنچتا ہے اپنے نائبوں کے ذریعہ سے ام القری ومن حولہا کا ذکر کرنا تمام عالم کے نبی نہونیپر دلالت نہیں کرتا۔ لتنذر یوم الجمع تاکہ تو اُس دن سے ڈرائے جس میں اگلے پچھلے سب جمع ہونگے اور اُسکے ڈرانے کی وجہ یہ ہے کہ اُس دن سے بڑھکر کوئی دن ڈراؤنا نہیں ہوگا۔ لتنذر یوم الجمع میں اخروی بلاؤں سے فریق فی الجنۃ الخ کے متعلق ایک حدیث ہے جسکو ترمذی ونسائی واحمد وابن جریر وابن المنذر وابن مردویہ نے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایکبار دو کتابیں ہاتھ میں لئے ہوئے باہر تشریف لائے اور لوگوں سے فرمایا کہ تم جانتے ہو یہ کونسی کتابیں ہیں لوگوں نے عرض کیا نہیں فرمایا یہ خداوند تعالیٰ کی دو کتابیں ہیں جو دائیں ہاتھ میں ہے اسمیں تمام اہل جنت اور اُنکے باپ دادا کے بالتفصیل نام درج ہیں اور بائیں ہاتھ میں اسی تفصیل سے دوزخ والوں کے نام ہیں لوگوں نے عرض کیا اب عمل کونسا کیا ضرورت ہے فرمایا کوشش کئے جاؤ اہل جنت کا خاتمہ نیک کاموں پر ہوتا ہے کچھ ہی کیوں نہ کرے اور دوزخی کا بُرے کاموں پر کچھ ہی کیوں نہ کرے یہ تقدیری بات ہے کیونکہ لوشاء اللہ الخ اگر اللہ چاہتا تو دونوں فریق نہ کرتا ایک ہی کر دیتا مگر وہ جسکو چاہتا ہے اپنی رحمت میں لیتا ہے والظالمون اور ظالمی گمراہوں کو کوئی مدد حمایت کرکے راہ پر نہیں لاسکتا ہے نیکی گمراہی کی ایک بات ہے اتخذوا من دونہ اولیاء اللہ کے سوا اور حمایتی فرض کر رکھے ہیں حالانکہ اصل حمایتی اللہ ہی ہے اور وہی مردوں کو زندہ کرتا ہے نطفوں سے زندہ انسان پیدا کرتا ہے اور آخرت میں بھی مردوں کو زندہ کریگا اور وہ ہر شی پر قادر ہے پس کسی کو حمایتی بنانا نہ چاہئے نہ اور وں کو۔ اس مسئلہ نبوت میں مسئلہ حشر بھی ثابت کر دیا گیا

وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهُ إِلَى اللَّهِ ۚ ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبِّي عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ ﴿١٠﴾ فَاطِرُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ جَعَلَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ

اور جس بات میں تمہارا اختلاف ہو سو اسکا فیصلہ اللہ کے پاس ہے (کہدیا) اللہ میرا رب ہے اسپر میں نے بھروسہ کر لیا اور مجھکو اسیکے پاس پھر جانا ہے۔ وہ جو آسمان زمین کا بنانیوالا ہے جسنے تم میں سے تمھارے لئے

أَزْوَاجًا وَمِنَ الْأَنْعَامِ أَزْوَاجًا ۖ يَذْرَؤُكُمْ فِيهِ ۚ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ ۖ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ﴿١١﴾ لَهُ مَقَالِيدُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ يَبْسُطُ الرِّزْقَ

جوڑے بنائے اور چارپایوں میں بھی جوڑے بنائے اس تبیر سے تمکو پھیلاتا ہے اسکے مانند اللہ کوئی نہیں اور وہ سنتا دیکھتا ہے آسکے واسطے زمین آسمانوں اور زمین کی کنجیاں ہیں جسکے لئے چاہتا ہے روزی

لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ ۚ إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿١٢﴾ شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّينِ مَا وَصَّىٰ بِهِ نُوحًا وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ

فراخ کرتا ہے اور جسکے لئے چاہتا ہے تنگ کرتا ہے وہ ہر کہیات جانتا ہے۔ تمہارے لئے وہی دین مقرر کیا کہ جس کا فرمو کرنے کا جسکو حکم دیا تھا اور وہ کہ جس کا ابراہیم

وَمُوسَىٰ وَعِيسَىٰ ۖ أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا فِيهِ ۚ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِينَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ ۚ اللَّهُ يَجْتَبِي إِلَيْهِ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي إِلَيْهِ مَنْ يُنِيبُ ﴿١٣﴾

اور موسیٰ اور عیسیٰ کو حکم دیا کہ دین پر قائم رہو اور اسمیں پھوٹ نہ ڈالو مشرکوں پر شاق گذرتی ہے وہ بات کہ جسکی طرف تو انکو بلاتا ہے اللہ جسکو چاہتا ہے اپنی طرف برگزیدہ کرتا ہے اور ہدایت اسکو بتاتا ہے جو رجوع کرتا ہے

تفسیر

ولکن بغیل من یشاء فی رحمتہ کی بابت جسمیں ایمان و کفر تقدیری کیطرف شارہ ہے) مخالفین جھگڑتے تھے بعض بطور پر کہ کیوں اللہ نے بعض کو رحمت میں داخل کیا اور دیگر کو کیا؟ بعض بطور پر کہ رحمت میں ہم داخل ہیں کفار اپنے جاہ و مال کے لحاظ سے اپنے تئیں رحمت میں داخل سمجھتے تھے ایماندار دولت آخرت کے لحاظ سے اپنے تئیں اسلئے اسکے بعد یہ فرمایا وما اختلفتم فیہ من شی فحکمہ الی اللہ کہ ان مختلافی باتونمیں فیصلہ اللہ کے سپرد ہے جو وہ کہدے برحق ہے ذلکم اللہ ربی یہ اللہ میرا رب ہے جسپر میرا توکل ہے اور اسیکے پاس مجھے پھر کر جانا ہے۔ یا ہر امر میں میں اسیکیطرف رجوع کرتا ہوں نہ کسی اور کیطرف اسمیں اشارہ ہے کہ اگر تمھارا بھی اللہ سے یہی حسن ظن ہے تو بہتر اس آیت سے یہ بھی ثابت ہے کہ جمیع امور میں خداوندی فیصلہ کا پابند رہنا چاہئے اسکے بعد خداوند تعالیٰ اوصاف بیان فرماتا ہے جن سے غیر اللہ کے ولی و معبود بنانے پر ایک لطف کیساتھ تعریض بھی ہے (۱) فاطر السموٰت والارض وہ آسمانوں اور زمین کا بنانیوالا ہے نہ کوئی اور جو چاہے کرے جسکو جس حالپر چاہے پیدا کرے کون پوچھ سکتا ہے؟ (۲) جعل لکم الخ تمھارے جنس کے تمھارے لئے جوڑے پیدا کئے اور اسیطرح چارپایونمیں بھی اور اس نر و مادہ سے تکو پھیلایا نسل کو بڑھایا یہی ہیکا کام ہے نہ تمھارے کسی معبود کا پھر کوئی مادہ کہ سکتی ہے کہ مجھے نر کیوں نہ بنایا اور چارپائے کہہ سکتے ہیں کہ ہمکو انسان کیوں نہ بنایا پھر وہ مختار ہے ازل میں جسکو چاہے رحمت میں شامل کیا جسکو نہ چاہا نہ شامل کیا (۳) لیس کمثلہ شی یہ رکے کلام میں مثل بولکر خاص شخص بطور کنایہ کے مراد لیا کرتے ہیں کہتے ہیں مثلک لا یتجمل آپکی مثل یعنی آپ جیسے لوگ بخل نہیں کرتے مطلب کہ آپ نہیں کرتے کیونکہ جب آپکی مثل نہیں کرتے تو آپ بطریق اولیٰ نہیں کرتے ہمارے محاورے میں بھی مثل اور جیسے کے لفظ سے وہی شخص مراد ہوا کرتا ہے مراد یہ کہ اللہ کا کوئی مثل نہیں نہ ذات میں نہ صفات میں جسپر انکا قیاس کر کے اسکے فعل میں اسکو ظلم کیطرف منسوب کیا جائے اور نیز جب اسکے مانند کوئی نہیں تو اور کسیکو حمایتی اور معبود بنانا عبث و بیکار ہے۔ آیت تنزیہ یا بنیادی کلیہ ایک اصل اصول ہے جس سے دنیا ثابت ہے کہ اسکے مانند آدم تھے نہ کوئی اور نہ جسمانی نہ عضا جسمانی رکھتا ہے مکان و خیر موت و فنا و غیرہ جمیع نقائص سے پاک و مبرا ہے (۴) وھو السمیع البصیر وہ سنتا دیکھتا ہے کہ بندوں کی طرح جس کا سنا کان بغیر نہیں ہو سکتا دیکھنا آنکھ بغیر نہیں ہو سکتا یہ سمیع بصیر بھی شارہ ہے کہ ہر کہیات اسکو معلوم ہے پس جو کچھ وہ فیصلہ کریگا علم و بصیرت سے کریگا (۵) لہ مقالید السموٰت الخ اسکے ہاتھ میں آسمانوں اور زمین کی کنجیاں ہیں جسکو چاہتا ہے روزی بہت دیتا ہے جسکو چاہتا ہے تنگی دیتا ہے یعنی کوئی نہیں کہ سکتا کہ اسنے ظلم کیا فلاں کو بہر کیا فلاں کو فقیر کیوں کیا ظاہر کر دیا کہ بکل شی علیم ہر ایک بات جانتا ہے مناسب غیر مناسب سبکو علم ہے پس جو کچھ کریگا اپنے علم سے کریگا فیصلہ طاقت علم کے موافق ہے اسکے بعد پھر مسئلہ نبوت شروع کرتا ہے شرع لکم من الدین الخ تمکو کوئی نئی بات نازل نہیں ہوئی ہے بلکہ وہی قدیم دین کہ جسپر نوح اور ابراہیم اور موسیٰ و عیسیٰ مامور تھے اور اسی پر محمد مامور کئے گئے وہ کیا ہے ان اقیموا الدین الخ کہ دین یعنی اصول شرائع توحید و اقرار رسالت و مکارم اخلاق و ترک منہیات پر قائم رہو و اختلاف نکرو مگر مشرکوں پر اے محمد تیرا توحید و مکارم اخلاق پر بلانا شاق گذرتا ہے کہ تجھمیں کیا خصوصیت تھی جو نبی کیا گیا حالانکہ اللہ مختار ہے جس کو چاہے نبوت کے لئے برگزیدہ کرے اور جس کو چاہے ہدایت دیوے ✤

وَمَا تَفَرَّقُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۭ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى لَّقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۭ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْرِثُوا

اور انھوں نے جو اختلاف کیا تو علم آنیکے بعد آپس کی ضد سے اور اگر ایک کلمہ تیرے رب کا ایک مقرر وقت تک کا نہ ہوتا تو ان میں فیصلہ ہو چکتا اور جنکو کہ انکے بعد

الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ۝ فَلِذٰلِكَ فَادْعُ ۚ وَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَاۗءَهُمْ ۚ وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ ۚ

کتاب پہنچی ہے وہ اس سے بڑے شک میں ہیں پھر تو واسطے بلانے کے قائم رہ جیسا کہ تجھے حکم ہوا اور انکی خواہشوں پر نہ چل اور کہہ میں ایمان لایا ہر ایک کتاب پر جو اللہ نے

وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ ۭ اَللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۭ لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۭ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ ۭ اَللّٰهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا ۚ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۝ وَالَّذِيْنَ

نازل کی اور مجھے تم میں انصاف کرنے کا حکم ہوا ہے اللہ ہمارا اور تمھارا رب ہے ہمارے لئے ہمارے عمل اور تمھارے لئے تمھارے عمل ہم میں اور تم میں کوئی جھگڑا نہیں اللہ ہمکو تمکو جمع کریگا اور اسیکے پاس پھر جانا ہے اور وہ جو اللہ کی

يُحَاۗجُّوْنَ فِي اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا اسْتُجِيْبَ لَهٗ حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۝

بات میں جھگڑا ڈالتے ہیں بعد اسکے کہ وہ مانے گئے کر دہائی گئی۔ انکی حجت انکے رب کے ہاں باطل ہے اور انپر غضب الہی ہے اور انکے لئے سخت عذاب ہے

الامن استثناء متصل ای ما تفرقوا فی وقت من الاوقات الا وقت مجیئ العلم بغیا موصوف بتیم صفة واتصابه علی انه مفعول لاجله کما یقال قعدت عن الحرب جبنا ولولا شرط سبقت صفة لکلمة لقضی جواب الشرط ففی شک تبرا فلذلک الاشارة الی الکتاب او العلم فاللام فی موضع الی وصلة اوع مذکورة صریحا +

✣ تفسیر ✣

شبہ ہوتا تھا کہ جب تمام انبیاء کو اقامت دین کا متفق بتا کر حکم دیا گیا پھر ان اصول میں کیوں اختلاف پڑا؟ یہود و نصاریٰ مجوس وغیرہ مختلف فرقے پیدا ہو گئے اسکے جواب میں فرماتا ہے وما تفرقوا کہ یہ آپس کی ضد سے لوگوں نے جان بوجھ کر اختلاف ڈالا ہے یہود نے کہا ہم عیسیٰ کو کیوں مانیں اور عیسائیوں نے کہا ہم محمد کو کیوں قبول کریں اسی طرح کتاب میں تحریف و تبدیل کر کے جھگڑے ڈالدئے اپنی رسم و رواج و تراشیدہ خیالات کے مطابق کرنیکے لئے کتاب اللہ میں تحریف و تبدیل ہونے لگی اور عرصہ دراز سے یہ جھگڑے مختلف صورتوں میں جلوہ گر ہوئے یہانتک کہ ان الذین اوتوا الکتاب من بعدہم ان سابقین کے بعد جن لوگوں کو کتاب پہنچی توریت و انجیل وغیرہ محرف و مبدل ہو کر لفی شک منہ مریب وہ اس سے خود شک میں پڑے ہیں یہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمعصر لوگوں کا حال تھا انکا بھی اس کتاب پر کامل ایمان نہ تھا اسکے پورے طور پر پابند تھے کوئی کسی بات کو مانتا تھا دوسرا اسکو نہ مانتا گو انکو اپنے اوعار کے مطابق اپنی کتابوں پر ایمان کا دعویٰ تھا مگر انکی حالت یہی کہ رہی تھی کہ یہ اس سے شک میں ہیں اور آیت کے یہ بھی معنے ہو سکتے ہیں کہ انکے بعد جو آں حضرت کے ہمعصروں کو کتاب یعنی قرآن پہنچا تو اس سے شک میں ہیں لیکن اول معنی قوی ہیں لفظ اورثوا اسیکے مناسب ہے۔ جب لوگوں کا اصول دین میں یہ اختلاف ہے تو اے محمد فلذلک اسلئے فادع لوگوں کو ہدایت و راہ راست کیطرف بلا اور اسپر جمارہ اور انکی خواہشوں کی پیروی نکر نہ یہود کی نہ نصاریٰ کی نہ مشرکین کی اور صاف صاف کہدے اے لوگو تمکو شک ہو تو ہوا کرے آمنت الخ اللہ نے جو کوئی کتاب نازل کی ہے میں ہر ایک پر ایمان لایا اور امرت لاعدل بینکم مجھے تمھارے اختلافی مسئلوں میں عدل و انصاف کرنیکا حکم دیا گیا ہے یہ اسلئے کہ اللہ ربنا و ربکم اللہ ہمارا اور تمھارا دونوں کا رب ہے ہر ایک انکی اطاعت پر مامور ہے بنی اسرائیل اور بنی اسمٰعیل و عرب و عجم کی انمیں کچھ خصوصیت نہیں لنا اعمالنا و لکم اعمالکم ہمارے لئے اپنے اعمال تمھارے لئے اپنے جو کرے گا بھرے گا لا حجة بیننا و بینکم ہمارے تمھارے درمیان کوئی جھگڑا نہیں ان الفاظ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو انکی بیجا تقریروں سے اعراض کرنے کا حکم دیا گیا کہ اس جھک جھک میں کچھ فائدہ نہیں کہدے ہم سبکو اللہ کے پاس جانا ہے حق و باطل وہاں معلوم ہو جائے گا۔

والذین یحاجون اسکے بعد اطمینان بخش حکم سناتا ہے کہ جو کوئی اللہ کے بارہ میں یعنی اسکے دین میں تسلیم ہو جانیکے بعد حجت و تکرار کرتا ہے انکی حجت خدا کے نزدیک مردود ہے اور اسپر غضب الٰہی اور عذاب شدید ہے یعنی قرآن میں وہی اصول ہیں کہ جنکو لے اہل کتاب و مشرکین تم بھی تسلیم کرتے ہو پھر جو انکرار کرتے ہو اور سخن پروری اور نفسانیت کرتے ہو تو خدا کے ہاں یہ مردود ہے اسپر اسکی دنیا میں ناراضی اور آخرت میں عذاب شدید ہے +

اللّٰهُ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ وَالْمِیْزَانَ ۭ وَمَا یُدْرِیْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِیْبٌ ۝ یَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِهَا ۚ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

اللہ وہ ہے کہ جسنے بھیجی کتاب اور ترازو نازل کی اور تجھے کیا معلوم کہ شاید وہ گھڑی قریب ہو اسکی جلدی وہ کرتے ہیں جو سپر ایمان نہیں رکھتے اور جو ایمان رکھتے ہیں

مُشْفِقُوْنَ مِنْهَا وَیَعْلَمُوْنَ اَنَّهَا الْحَقُّ ۭ اَلَآ اِنَّ الَّذِیْنَ یُمَارُوْنَ فِی السَّاعَةِ لَفِیْ ضَلٰلٍۢ بَعِیْدٍ ۝ اَللّٰهُ لَطِیْفٌۢ بِعِبَادِهٖ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَاۗءُ ۚ وَهُوَ

وہ قرآن سے ڈرتے ہیں اور جانتے ہیں کہ یہ برحق ہے۔ دیکھو وہ جو اس گھڑی میں جھگڑتے ہیں البتہ بڑی گمراہی میں ہیں اللہ اپنے بندوں پر مہربان ہے جسکو چاہتا ہے روزی دیتا ہے اور وہ

الْقَوِیُّ الْعَزِیْزُ ۝ مَنْ كَانَ یُرِیْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِیْ حَرْثِهٖ ۚ وَمَنْ كَانَ یُرِیْدُ حَرْثَ الدُّنْیَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَا لَهٗ فِی الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِیْبٍ ۝ ع ۲

قوی زبردست ہے جو کوئی آخرت کی کھیتی چاہتا ہے ہم اسکی کھیتی کو بڑھاتے ہیں اور جو کوئی دنیا کی کھیتی چاہتا ہے تو اسکو اس سے کچھ دیدیتے ہیں اور آخرت میں اسکا کوئی حصہ نہیں۔

قال الکسائی قریب نعت بنیت بہا انذکر والمونث کما فی قولہ ان رحمت اللہ قریب من المحسنین۔ ویکون ان یکون فاعل قریب ایتانہا فالاضمیر الراجع الی الساعۃ

تفسیر

اِس تمام گفتگو کے بعد مسئلۂ نبوت کو تمام کرکے وار آخرت کیطرف توجہ دلاتا ہے یا یوں کہو کہ پہلے جو فرمایا تھا کہ جس چیز میں تمھارا اختلاف ہو اُس کا فیصلہ اللہ کیطرف مفوض ہے۔ اب اُسکی ایک اور وجہ بیان فرماتا ہے کہ اللہ کیطرف اِسلئے کہ اُسنے کتاب برحق اور عدل کی ترازو نازل کردی ہے اِس میں ہر بات کو تول دیکھو المیزان سے مراد کتاب آسمانی ہے اِسی میں نیک و بد اچھا بُرا کا م وزن ہوتا ہے اور اِسکے اُتارنے سے کیا غرض ہے وہ یہ کہ قیامت کیلئے ہلکہ اپنے اعمال اور ایمان کو تول رکھے وہاں وہ کام آوے گا اِسلئے اُسکے بعد فرمادیا وما یدریک لعل الساعۃ قریب کہ اسے مخاطب تجھے کیا خبر ہے کہ وہ نزدیک ہو یعنی اُسکو دور کیوں سمجھتے ہو؟ جو اُسپر ایمان نہیں رکھتے وہ اُسکی جلدی کرتے ہیں کہ جلد قیامت آجاوے۔ یہ اِسلئے کہ اُسکے قائل نہیں محض تمسخر اور ہنسی کی راہ سے جلدی کرتے ہیں والذین آمنوا اور جو ایمان لائے ہیں قیامت پر یا اللہ اور اُسکے رسول پر اور اُنکے کہنے سے قیامت کا برپا ہونا حق جانتے ہیں اُس سے ڈرتے ہیں الا ان الذین الخ کہ جو قیامت کے برپا ہونے میں شک کرتے ہیں بڑی گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں ✣

منکرین قیامت کا انکار دنیا کے عیش و نشاط کی مستی سے کرتے تھے اور اِسی عالم کو راحت و رخ کا اصلی مقام جانتے تھے اور اپنی دنیاوی کامیابی کو خدا کی خوشنودی کا باعث جانتے تھے اِسلئے اُسکے بعد یہ جملہ شاد فرمایا اللہ لطیف بعبادہ یرزق من یشاء کہ اللہ اپنے بندوں پر مہربانی کرتا ہے اِسلئے دنیا میں ہر ایک نیک و بد کو روزی دیتا ہے نہ یہ اُسکی رضامندی کی دلیل ہے نہ اسباب کی کہ یہی عالم مقام اصلی ہے۔ دشمن کا باوجود ناراضی کے کھانا پینا قید میں دیدیا کرتے ہیں پر کیا یہ رضامندی کی دلیل ہوسکتی ہے؟ اور صرف وہ لطیف ہی نہیں کہ سرکشوں بدکاروں کو سزا دینے پر قادر نہو بلکہ وہو القوی العزیز قوت الا زبردست بھی ہے۔ اِس تمام جملہ کو قیامت کے ساتھ یہ بھی تعلق ہے کہ اللہ کی صفت لطف و قوت کا یہی مقتضا ہے کہ وہ اپنی مہربانی سے دار آخرت میں نیکوں کو رزق وسرور ابدی عطا کرے اور بدکاروں شریروں ظالموں سے قوت جبروت کے ساتھ پیش آوے۔ مگر دنیا اِس کا مقام اصلی نہیں۔ بلکہ یہ نیکی اور بدی حاصل کرنے کا کھیت ہے پس من کان یرید حرث الآخرۃ نزد لہ فی حرثہ کے معنے لغت میں کسب اور کمانے کے ہیں کہتے ہیں ہو یحرث لعیالہ ویحترث اے یکتسب ومنہ وسمی الرجل حائشا۔ اور اِس کے اصل معنی زمین میں تخم ریزی کرنا۔ بطور استعارہ کے تشبیہ کے علاقہ سے اِس کا اطلاق ثمرات اعمال پر ہونے لگا۔ یعنے جو آخرت کے کمانے میں کوشش اور اِسکا ارادہ کرے گا ہم اُس کی نیکیاں وہ چند کریں گے سات سو تک یا اُس کو توفیق زیادہ دینگے اور خیر کے رستے اُس کے لئے آسان کردینگے اور جو دنیا کا ارادہ کرے گا تو اُس میں سے کسیقدر دینگے یہ نہیں کہ جس قدر کوئی دنیا کی حرص کرے سب اُسکو مجاوے مگا لہ فی الآخرۃ من نصیب آخرت میں اُس کا کوئی حصہ نہیں۔ اِس سے مراد اللہ سے غافل اور آخرت کا منکر ہو کر دنیا حاصل کرنا ہے جو آخرت سے بے نصیب کردیتا ہے نہ کسب معاش حلال طور پر اپنے نفس و اہل و عیال کی پرورش کے لئے کیلئے کہ یہ ضروری ہے بقدر ضرورت ✣

أَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللّٰهُ ۭ وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۭ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ

کیا انکے اور معبود ہیں کہ جنہوں نے انکے لئے دین کا وہ طریقہ نکالا ہے کہ جسکا اللہ نے حکم نہیں دیا اور اگر فیصلہ کا وعدہ نہ ہوتا تو ان میں فیصلہ ہو چکتا اور ظالموں کیلئے تکلیف کی سزا ہے

اَلِيْمٌ ۝ تَرَى الظّٰلِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا كَسَبُوْا وَهُوَ وَاقِعٌۢ بِهِمْ ۭ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ رَوْضٰتِ الْجَنّٰتِ ۚ لَهُمْ مَّا يَشَاۗءُوْنَ

تو ظالموں کو دیکھے گا کہ وہ اپنے کرتوت سے ڈرتے ہونگے حالانکہ وہ انپر پڑے گی اور جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے بہشت کے باغوں میں ہونگے وہ جو چاہیں گے پائینگے

عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ۝ ذٰلِكَ الَّذِيْ يُبَشِّرُ اللّٰهُ عِبَادَهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۭ قُلْ لَّآ اَسْـَٔـلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا

اپنے رب کے پاس یہی وہ بڑا فضل ہے یہی تو وہ ہے کہ جسکی اللہ اپنے اُن بندوں کو خوشخبری دیتا ہے کہ جو ایمان لائے اور نیک کام کئے کہدے میں تم سے اسپر کچھ اجرت نہیں مانگتا

اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ۭ وَمَنْ يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِيْهَا حُسْنًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ۝

مگر قرابت کی محبت چاہئے اور جو کوئی نیکی کمائیگا تو ہم اسمیں خوبی بڑھا دینگے البتہ اللہ معاف کرنیوالا قدردان ہے

ام منقطعۃ وقیل بمعنی ہمزۃ الاستفہام الظالمین مفعول اول لترٰی مشفقین مفعول ثان لہ وتوسط الضمیر راجع الی ما کسبوا تقدیرہ مضاف علی قول الحجاج والجملۃ حالیۃ عند ربہم ظرف یبشاؤن الذین اٰمنوا بدل من عبادہ الا المودۃ استثناء متصل ای لا اسئلکم شیئا الا المودۃ الثابتۃ فی اہل القرابۃ قیل منقطع

تفسیر

پہلی آیات میں یہ بتلایا گیا تھا کہ فیصلہ کرنیکا مستحق اللہ ہے اُسنے دنیا میں دستور العمل اور صراط مستقیم و میزان عدل قائم کرکے سب بندوں کو اصول حسنات پر چلنے کا حکم دیا اور یہ اصول حسنات تمام انبیاء و رسالیقین کا طریقہ قدیمہ ہے بشرکین مکہ اس راہ راست کو چھوڑ کر نئے نئے دستور کے پابند تھے اسلئے اب انسے بطور اتہام انکاری کہا گیا ام لہم الخ کیا انکے معبودوں نے اللہ کے خلاف طریقہ بتلائے ہیں یعنی انکا کوئی حق نہیں کہ دنیا میں خلاف اللہ کے کوئی طریقہ ایجاد کریں ورنہ کیسکوں شیاطین کی شیطانی وہ بھی طریقوں پر چلنا چاہئے مگر انھوں نے انکی پابندی کی جسکی سزا میں انکی بربادی میکوئی دیر نہ تھی مگر فیصلہ کا وعدہ ہو چکا اور وہ دوسرے وقت پر محول کیا گیا اسلئے ہلاک ہوگئے اور آخرت میں ان تمکار و تمکو اس فعل پر عذاب ہوگا اور قیامت کو اپنے جرم کی سزا سے ڈرینگے لیکن وہ انکو ضرور ملیگی انکے مقابلہ میں اللہ کے متبعین کا حال بیان فرماتا ہے الذین اٰمنوا الخ کہ ایماندار وں نیکوکاروں کیلئے جنت کے باغوں میں خواہ انعتیں ملینگی یہ بڑا فضل ہے اور اسکا اللہ ایماندار وں نیکوکاروں کو مژدہ دیتا ہے یہ ایک بڑی بشارت ہے اور عمدہ بشارات پر لوگ کچھ صلہ طلب کیا کرتے ہیں خدا تعالی اپنے رسول کو اس سے بھی منع فرماتا ہے تاکہ کسیکو شبہ گذرے کہ آپ اس صلہ یا انعام کیلئے یہ بشارت دیتے ہیں کسلئے کہ بغرض و بے تعلق بات طمع کی بات دل میں زیادہ اثر کرتی ہے فقال قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی کہدے میں تمسے اس تبلیغ رسالت پر کوئی اجرت نہیں مانگتا صرف محبت قرابت کا خواہشگار ہوں جو ہر ایک اہل قرابت کیلئے لازم ہے سو یہ کوئی اجرت نہیں آیت کے معنی بہت صاف ہیں مگر مفسرین نے اسمیں بہت کچھ قیل و قال کی ہے اس آیت میں تین قول ہیں (۱) شعبی کہتے ہیں لوگوں نے ہے انکی بابت سوالات کئے تو جنمے ابن عباس کو لکھا انھوں نے جواب میں لکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ایک بطن قریش سے قرابت تھی پس اللہ تعالی نے حکم کیا کہ کہدے میں تمسے کچھ نہیں مانگتا مگر میری اپنی قرابت کے حق محبت کو قائم رکھو مجھ سے عداوت نکرو تکلیف نہ دو قربی بمعنی رحم ہے (۲) کلبی نے ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ مدینہ میں آنیکے بعد انصار نے حضرت کیلئے کچھ مال اسباب سے مدد دینے کا ارادہ کیا اور آپکے پاس لائے آپنے قبول نفرمایا تب یہ آیت نازل ہوئی کہ میں کچھ نہیں مانگتا مگر میرے اقارب سے محبت رکھو جواب قبلی کے معنی اقارب کے ہوگئے (۳) حسن کہتے ہیں بمعنی ہیں کہ میں تمسے کچھ نہیں چاہتا لیکن تم اللہ سے محبت کرو اور اعمال کے کرنے میں قرب حاصل ہوتا ہے اس تقدیر پر قربی بروزن فعلی ہے قرب سے تفسیر کبیر کلبی کی روایت میں ضعف ہے اور یہ آیت مکہ میں نازل ہوئی ہے اور جسنے اسکو مدنی کہا ہے محض اسی روایت کے نزدیک اس سے قطع نظر کیجائے اور حضرت کی اور اہل قرابت کی محبت و تعظیم کو بے اصل روایتوں اور غلط توجیہوں کا محتاج نہ کیا جائے تو بھی ہر مرد مسلمان پر اہل قرابت رسول پاک کی محبت و تعظیم خواہ وہ اہل بیت ہوں خواہ انمیں سے بھی حسنین و فاطمہ و علی ہوں خواہ اور لوگ ہوں واجب و فرض ہے اور یہی اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے اسکے بعد ترغیب کے لئے فرماتا ہے ومن یقترف الخ (اقتراف لاکتساب) جو کوئی نیکی کریگا ایمان و عمل صالح خواہ مودت اہل قرابت ہم اسکو جنت میں زیادہ اجر دینگے یا اُس نیکی میں خوبی بڑھا دینگے کسلئے کہ اللہ معاف کرنیوالا قدردان ہے پہلے گناہوں کو معاف کرتا ہے نیکی کی قدردانی کرتا ہے +

أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا ۖ فَإِن يَشَإِ اللَّهُ يَخْتِمْ عَلَىٰ قَلْبِكَ ۗ وَيَمْحُ اللَّهُ الْبَاطِلَ وَيُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿٢٤﴾ وَهُوَ الَّذِي

کیا کہتے ہیں کہ اس نے یہ بات (خدا سے) اور پر جھوٹ جوڑا ہے پھر اللہ چاہے تو تیرے دل پر مہر کر دے اور اللہ تو جھوٹ کو مٹاتا اور سچ کو اپنے کلام سے ثابت کرتا ہے اور وہ جو ہے تو دلوں کی باتیں جانتا ہے

يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَعْفُو عَنِ السَّيِّئَاتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ ﴿٢٥﴾ وَيَسْتَجِيبُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَيَزِيدُهُم مِّن فَضْلِهِ ۚ وَالْكَافِرُونَ

اور وہی اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور گناہوں کو معاف کرتا ہے اور جو تم کرتے ہو سو کو جانتا ہے اور وہ عاقبول کرتا ہے انکی جو ایمان لائے اور نیک کام کئے اور انکو اپنے فضل سے اور زیادہ دیتا ہے اور کافر

لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ﴿٢٦﴾ وَلَوْ بَسَطَ اللَّهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهِ لَبَغَوْا فِي الْأَرْضِ وَلَٰكِن يُنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَاءُ ۚ إِنَّهُ بِعِبَادِهِ خَبِيرٌ بَصِيرٌ ﴿٢٧﴾ وَهُوَ

لئے سخت عذاب ہے اور اگر اللہ اپنے بندوں کی روزی فراخ کر دے تو زمین پر سرکشی کریں لیکن جس اندازہ سے چاہتا ہے اتارتا ہے کیونکہ وہ اپنے بندوں کو خوب جانتا دیکھتا ہے اور

الَّذِي يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِن بَعْدِ مَا قَنَطُوا وَيَنشُرُ رَحْمَتَهُ ۚ وَهُوَ الْوَلِيُّ الْحَمِيدُ ﴿٢٨﴾ وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَثَّ فِيهِمَا مِن دَابَّةٍ ۖ

وہی تو ہے جو نا امید ہو جانے کے بعد مینہ برساتا اور اپنی رحمت کو پھیلاتا ہے اور وہی کارساز خوبیوں والا ہے اور اسکی نشانی یہ ہے کہ آسمانوں اور زمین کو بنایا اور انمیں ہر قسم کے چلنے والے پھیلائے

وَهُوَ عَلَىٰ جَمْعِهِمْ إِذَا يَشَاءُ قَدِيرٌ ﴿٢٩﴾

اور وہ جب چاہے انکے جمع کرنے پر قادر ہے

ع ۳ الربع

أم بمعنی بل فان یشا اللہ خذ لانک شرط یختم جوابہ والواو لصار المعطوف مجزوما۔ ویجوز ان یکون مستانفۃ مقررۃ لما قبلہا من نفی الافتراء غیر داخلۃ فی حیز القبول التوبۃ مفعول اول عن عبادہ مفعول ثان لان القبول لیدی والی مفعول ثان بمن عن لتضمنہ معنی الاعتداد والاثابۃ ویستجیب الذین مفعول فیہ تجیب بمعنی یجیب وقیل حذف اللام کما فی قولہ اذا کالوہم لے کالوا لہم وقیل الذین فاعل یستجیب لے یزیدون

اسکے بعد بھی آپ کسی سے اس تبلیغ کی اُجرت نہیں مانگتے شبہ باقی رہتا **تفسیر** یہ گمان کرتا ہے کہ آپ اپنی طرف سے بنا کر کہتے ہیں اللہ نے وحی نہیں کی اسلئے اس بیگانی کو دفع کرتا ہے فقال ام یقولون افتری الخ اور یہی ہے کہ شریعت سے کلام اسلئے نبوت میں تہا کہ ہم بھی بیچتے ہیں چہر مخالفوں کے شبہات اور ہیجوہ انکار کے بیہودہ تمسخر دفع کرتا آیا اب پھر ایسے کلام کرتا ہے اور اس شبہ کو عادت اللہ سے رد کرتا ہے فقال ان یشا اللہ یختم علی قلبک عادت اللہ یوں جاری ہے کہ وہ انتظام معاش و معاد میں خلل انداز کو رسوا کیا کرتا ہے اور نبوت کے جھوٹے دعوٰی کرنیسے بڑھکر معاد و معاش میں کیا خلل اندازی ہوگی یہ فرماتا ہے اگر محمد یہ جھوٹا دعوی کرتے تو اللہ انکے دل پر مہر کر دیتا کبھی ایسے بیچکلام کرنے پر قادر نہ ہونے دیتا تو یہ تمہارے شہر میں اپنی شاعری میں بھی اسکیطرف اشارہ ہوتا ہے اگر کوئی نبی بناکر جھوٹا دعوی کریگا تو قتل کیا جائیگا اور قرآن مجید میں بھی ایک جگہ یوں آیا ہے لو تقول علینا بعض الاقاویل الخ اور یہ اسلئے فرمایا اللہ الباطل الخ اللہ کی عادت یوں ہے کہ وہ جس کو غلبہ دیتا ہے اور باطل و غلط کو مٹایا کرتا ہے کوئی جھوٹا مدعی نبوت دنیا میں سرسبز نہیں ہوا انہ علیم الخ کیونکہ وہ دلوں کی باتیں بھی جانتا ہے کسی سکار کا مکر و زور اُس سے مخفی نہیں پھر یا ایں ہمہ اسلام دن بدن ترقی کرتا جاتا ہے یہ اسکی منجانب اللہ ہونیکی کامل دلیل ہے ۔

مخالفوں کا نبوت حقہ سے انکار کرنا بڑا گناہ ہے اور اسکے بندے اور بھی گناہ کرتے ہیں جسپر وہ ہلاکی کے مستحق تھے مگر ہو الذی یقبل التوبۃ عن عبادہ اللہ وہ ہے جو بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے ویعفو عن الخ اور بہت سے گناہ ہوں سے درگذر کرتا ہے ہاں کبھی بعض پر سزا دیدیتا ہے اگر ہر ایک پر مواخذہ کرتے تو کیا انکا بچنا لگے یعلم الفعلون الخ وہ بندوں کے اعمال نیک و بد کو جانتا ہے اسلئے توبہ کی تعلیم دیتا ہے گناہوں کی معافی کیلئے اور افعال کی اصلاح کیلئے نبی بھیجا اور جو اُسکا انکار کر چکے ہیں اُنکے لئے بھی دروازہ توبہ کا کشادہ ہے **توبہ** گناہ پر ندامت کرنا اور اُس سے باز آیا آئندہ اُسکے نہ کرنے کا ارادہ کرنا۔ ویستجیب الذین الخ اور وہ ایماندار وں کی عبادت و دعا قبول کرتا ہے۔ اسکے یہ بھی معنے ہو سکتے ہیں کہ ایمانداروں کی بات مانتے ہیں ویزیدہم الخ اور انکی طلب سے زیادہ دیتا ہے عبادت سے دوگنا بلکہ سوگنا زیادہ بدلہ دیتا ہے والکافرون الخ اور منکروں کو آخرت میں سخت عذاب ہے یہانتک مسئلہ نبوت کے متعلق کلام تھا ویستجیب الخ پر ایک شبہ ہوتا تھا کہ بہت سے مومن اور دیگر بندے دعا فراخی رزق کیلئے کرتے ہیں بسطرح اور باتوں کے لئے پھر قبول نہیں ہوتی تنگدست ہی رہتے ہیں اسکا جواب دیتا ہے ولو بسط اللہ الرزق الخ کہ اگر اللہ بندوں کی روزی زیادہ کر دے تو زمین میں فساد کریں یعنی یہ انکی مصلحت کے موافق نہیں اسلئے نہیں دیتا مگر ان ہمہ دعا کے ظہور میں دہر ہونیسے نا اُمید نہونا چاہیئے کیونکہ ہو الذی الخ امنا نا اُمیدی کے بعد بارش نازل کرتا ہے نا اُمیدوں کی اُمیدیں پوری کرتا ہے اور اُسکی رحمت و قدرت و فیضان کی یہ نشانی ہے خلق السموات کہ تمسے آسمان و زمین پیدا کر کے انمیں انکے رہنے والے پھیلائے کیسا فیض عام ہے ؟ اور جب چاہے یکبارگی انکو جمع کر لیگا یعنی حشر میں

وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ۝ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۚ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ

اور وہ جو پہنچی کوئی مصیبت پڑتی ہے تو تمہارے ہاتھوں کئے ہوئے کام سے اور وہ بہت تو معاف کرتا ہے اور تم زمین پر ہرا کر سکتے نہیں اور اللہ کے سوا تمہارا نہ کوئی

اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝ وَمِنْ اٰيٰتِهِ الْجَوَارِ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ۝ اِنْ يَّشَاْ يُسْكِنِ الرِّيْحَ فَيَظْلَلْنَ رَوَاكِدَ عَلٰى ظَهْرِهٖ ۝

حمایتی ہے نہ مددگار اور اسکی نشانیوں سے دریا میں چلنے والے پہاڑوں جیسے جہاز ہیں اور اگر وہ چاہے تو ہوا کر دے کہ سمے پر تو وہ دریا پر کھڑے رہ جاویں

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۝ اَوْ يُوْبِقْهُنَّ بِمَا كَسَبُوْا وَيَعْفُ عَنْ كَثِيْرٍ ۝ وَّيَعْلَمَ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ

البتہ انمیں ہر ایک صابر شاکر کیلئے بڑی نشانیاں ہیں یا چاہے تو انکے عملوں کی وجہ سے انکو غرق کر دے اکثر قصوروں کو معاف کرتا ہے اور وہ جو ہماری آیتوں میں جھگڑتے ہیں انکو معلوم ہو

اٰيٰتِنَا مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِيْصٍ ۝

کہ انکے لئے بچاؤ کی کوئی جگہ نہیں

ما اصابکم شرطی موضع رفع بالابتدا فبما کسبت جوابہ والمراد بالفعلین الاستقبال ویعفوا الخ جملۃ مستانفۃ من فی اسم ما لکم خبرہا الجار ای بمعذف ای یار من اسقط لانہا من الزوائد وباشباتہا تہا جمع جاریۃ ای سائرۃ والمراد بہا الفلک مبتدأ ومن آیاتہ خبرہ فی البحر تعلق بالجواری ولکن ان یکون حالا منہ والعامل فیہ الاستقرار کالاعلام جمع علم وہو الجبل او کل شیٔ مرتفع حال ثابتۃ او من الضمیر فی الجواری لسکن جواب الشرط فیظللن معطوف علیہ کذلک او ہو یقدر ویعف رواکد جمع الراکد وہو الثابت کان یقال اویلہ ای الفلک بالنصب علی الصرف ای صرف العطف علی اللفظ الی العطف علی المعنی قال الزجاج ویقرأ بالکسر علی ان یکون مجزوما حرک لالتقاء الساکنین ویقرأ بالرفع علی الاستیناف ما لہم من محیص الجملۃ المنفیۃ لتسد مسد مفعولی علمت یعنی ہذہ الجملۃ مفعول العلم المحیص مہرب علی قول قطرب وقال السدی للجاء من قولہم حاص البعیر حیصۃ اذا رمی بہ منہ قولہم فلا کیص عن الحق لے میل عنہ

پہلے فرمایا تھا بعض عائبوں صلحت کیوجہ سے قبول نہیں ہوتیں نہ وہ تو اولیٰ بحمید (تفسیر) ہے مبدء فیاض ہے اسپر شبہ ہوتا تھا کہ جب وہ حمید یعنی خیر محض ہے تو بندوں کو دنیا میں مبتلا مصائب کیوں کرتا ہے اسکے جواب میں فرماتا ہے وما اصابکم من مصیبۃ الخ کہ جو کچھ تکلیفیں تمکو پہونچتی ہیں تمہارے اعمال کا ثمرہ ہے اور وہ بھی کسیقدر وہ بہت سے تو وہ درگذر کرتا ہے یکوں پر جو دنیا میں مصائب آتے ہیں وہ اس سے مستثنیٰ ہیں وہ صرف انکی آزمایش یا رفع درجات کیلئے ہوتے ہیں دنیا کی بہتی میں یا انکے جوہر نورانی چمکانے کیلئے تپائی جاتا ڈھالے جاتے ہیں مال انسان کے اعمال بد بھی مصائب بنکر آسکے تنبہ کرتے ہیں اور بلاؤں کے تازیانوں سے ادب اصلاح سکھائی جاتی ہے افسوس ہے ہر بھی یہ غافل کروٹ تک نہیں لیتا اور بعض تکالیف جسم طبعی پر غالب صدر دیگر سہا کے مؤاخذہ ہوتے اور اکثر کہنے ہوتی ہیں جیسا کہ برسات میں گہلاس کا سبز ہونا خریف میں خشک ہو جانا سردی گرمی کا اثر حیوانات و اطفال پر بھی پایا جاتا ہے پس یہ کسی لگنے جسم کا نمایندہ سمجھکر تشابہ کا قائل ہوا اقسام مصائب سے خبردار اور باہم تمیز کرنے کی دلیل ہے ۞

اسکے بعد اپنی قدرت کاملہ و فیض عامہ کا تفقہ بندوں کی آنکھوں میں ایک زمرہ کی کبریائی سے کھینچتا ہے جسکا ہر مشاہدہ ہر دریائی سفر میں ہوتا ہے فقال ومن آیاتہ الجوار فی البحر کالاعلام کہ دیکھو اسکی قدرت کاملہ کی نشانیوں سے جہاز ہیں جو دریا میں پہاڑوں کی طرح بلند کھڑے ہیں اور پانی پر ایسے جسام ثقیلہ سطح سے چلتے پھرتے ہیں کہ جسطرح خواشی زمین پر دوڑتے پھرتے ہیں ہوا اور پانی کو اسنے کسطرح مسخر کر دیا اور آسنے تمکو علوم سکھائے بایں ہمہ گرہوا کو ایسے ہوا ہوا اور بھاپ بھی شامل ہے کہ جسکے زور سے آگبوٹ انجن کے ذریعہ سے چلتا ہے) تمام سے تو کہ بڑے بیجاویں چلنے نہ پاویں البتہ انمیں ہر صبر کرنیوالے اور شکر گزاری کیلئے بڑے نشانیاں ہیں سفر دریا میں تکالیف بھی پہنچتی ہیں اور خیر و راحت کا سامان بھی اسلئے صبر و شکر فرمایا اور چاہے تو انکے گناہوں سے انکو غرق کر دے سارے علم و فہم ہر بے بیجاویں پر وہ بہت سے درگزر کرتا ہے اور ہماری آیتوں میں جھگڑنے والے دل میں اس بات کو خوب جانتے ہیں کہ انکو عتاب الٰہی اور اسکی بلاؤں سے کوئی پناہ نہیں مگر پھر بھی اپنی بد کرداری سے باز نہیں آتے ۞

فَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ

پھر جو کچھ تمکو دیا گیا ہے تو دنیا کی زندگی کا اسباب ہے اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ بہتر اور رہنے والا ہے اُنکے لئے جو ایمان لائے اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں وہ جو

كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۪ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى

بڑے گناہوں اور بیحیائی سے بچتے ہیں اور جب غصہ میں آتے ہیں تو معاف کر دیتے ہیں وہ جو اپنے رب کا حکم مانتے ہیں اور نماز ادا کرتے ہیں اور اُنکا کام باہمی مشورے سے ہوتا ہے

بَيْنَهُمْ ۪ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُوْنَ ۝

اور ہمارے دیے میں سے کچھ دیا کرتے ہیں وہ جب اُنپر حملہ ہوتا ہے تو بدلہ لیتے ہیں

فما موصولة متضمنة لمعنى الشرط لان ايتاء، ما للدنيا فجازت لفا رنى الجواب فمتاع لئے فهو متاع وما عند الله ما موصولة مع صلتها فى محل الرفع لكونه مبتدأ خبر وابقى خبره والذين فى موضع خبر بدل من الذين امنوا كما ان جميع كبيرة هم مبتدأ ينفرون خبره والجملة جواب اذا والاضافة فى مصدر شاورهم مثل البشرى والقربى واجمل كلها من الذين استجابوا والذين اذا اصابهم الخ بدل من للذين آمنوا۔

تفسیر

دنیا حسب مراد حاصل نہونے اور مصائب نازل ہونے کی وجہ بیان فرما کر اب دنیا کی کچھ کیفیت بیان فرماتا ہے کہ جس کے غرور میں انسان خدا سے سرکشی کرتا ہے اور تلف ہونے اور نہ رہنے پر کیا پیچن ہوتا ہے اور خدا تعالے پر کیسی کیسی بدگمانیاں کرتا ہے فقال فما اوتیتم من شیٔ الخ کہ جو کچھ دنیا کی نعمتیں تمکو دیگئیں وہ بے حقیقت چیزیں ہیں متاع یعنی چند روز برتنے کا اسباب ہے وما عند اللہ الخ اور جو کچھ اللہ کے ہاں ہے ثواب طاعت اور اُس کی جزا جنت اور وہاں نعمتیں اور سرور ابدی وہ بہتر ہے کیونکہ ان سے جو کچھ راحت حاصل ہے وہ بے شقت ہے اور دنیا کے اسباب سے راحت بھی کلفت پر مبنی ہے اور نیز کجا عالم قدس کی چیزیں کجا عالم حسیں کی چیزیں دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے اور نیز وہ باقی ہیں کبھی فنا نہ ہونگی یہ فانی ہیں اور وہاں کی جوانی و حسن ابدی ہے وہاں کے اسباب عیشت بھی ابدی ہیں۔ مگر یہ نعمتیں کسکے لئے ہیں؟ للذین آمنوا وعلی ربہم یتوکلون اُنکے لئے جو ایمان لائے اور اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں یہ اول صفت ہے۔ ایمان کے بعد توکل جمیع حسنات کا اصل اصول ہے۔ خیرات و نماز و روزہ جہاد و غیرہ حسنات سب توکل ہی پر مبنی ہیں کیونکہ ان سب کا اللہ ہی پر بھروسہ ہوتا ہے کہ وہ اسکی جزا خیر دیگا (۲) والذین یجتنبون کبائر الاثم والفواحش وہ جو کبیرہ گناہوں اور بہران میں سے بھی فواحش سے بچتے ہیں کبائر کی تفصیل صحیح حدیث میں آچکی ہے کہ وہ سات ہیں شرک باللہ و سحر و قتل ناجائز سود کھانا یتیم کا مال کھانا جہاد میں سے بھاگنا پاکدامن پر تہمت لگانا۔ متفق علیہ اور بھی کبائر احادیث صحیحہ میں بیان ہوئے ہیں جیسا کہ چوری زنا جھوٹ بولنا خلاصہ یہ ہے کہ فرائض کا ترک کرنا اور محرمات کا عمل میں لانا کبیرہ ہے اور فواحش سے مراد زنا و لواطت ہے بعض کہتے ہیں کہ انسان کی تین قوتیں ہیں اول نفسانی جسکے متعلق یہ گناہ ہیں۔ چوری جھوٹ بولنا ماں باپ کی نافرمانی کرنا نماز ترک کرنا وغیرہ دوم شہوانی ہے اسکے متعلق زنا و لواطت بے شرمی کی باتیں کرنا یا سننا انکو فواحش کہتے ہیں سوم غضبانی اسکے متعلق گالی دینا قتل کرنا وغیرہ اسکو اس جملہ میں بیان فرمایا واذا ما غضبوا ہم ینفرون کہ غصہ ہوتے ہیں تو معاف کرتے ہیں مگر یہ تینوں اقسام کبائر میں داخل ہیں عام کے بعد خاص کا ذکر ہوتا آیا ہے۔ انمیں ایمان کے بعد عملی حصہ پورے طور پر آگیا مگر انمیں سے بعض بعض کی پھر تخصیص کیجاتی ہے فقال والذین استجابوا لربہم کہ وہ اپنے رب کی کہا کرتے ہیں جو حکم آتا ہے بسر و چشم قبول کرتے ہیں یہ (۳) صفت ہے (۴) اقاموا الصلوۃ نماز قائم کرتے ہیں (۵) امرہم شوریٰ بینہم اپنے دنیاوی امور کو مشورہ سے کرتے ہیں۔ مشورہ میں دینی و دنیاوی برکتیں رکھی ہوئی ہیں اسلامی سلطنت خلفاء راشدین کے عہد میں مشورہ ہی پر مبنی تھی اس میں قطع نظر بیشمار فوائد کے ایک باہمی اخوت و محبت کا زیادہ ہوتا ہے جس کے سبب نیکیوں راحتیں انکیں نصیب ہوتی ہیں (۶) ومما رزقنہم ینفقون خیرات کرتے ہیں (۷) والذین اذا اصابہم البغی الخ جب کوئی اُنپر سرکشی کرتا ہے تو بدلہ بھی لیتے ہیں یعنی غیرت و حمیت دینی بھی رکھتے ہیں۔ اور پھر بھی صدہا مصلحتوں کا دار مدار ہے عفو کے مقابلہ میں بدلہ لینا یہ بھی صفات حمیدہ میں گنایہ تعارض نہیں کیونکہ عفو اُسکے حق میں ہے کہ جس سے آیندہ جرأت نہ کرنیکی امید ہو اور بدلہ لینا اُس سے کہ جس سے آئندہ جرأت بیباکی کا خطرہ ہو

وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۚ فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَاُولٰٓئِكَ مَا عَلَيْهِمْ

اور برائی کا بدلہ برائی ہے اسی قدر - پھر جو معاف کرے اور اصلاح کرے تو اسکا بدلہ اللہ پر ہے کیونکہ وہ ظالمون کو پسند نہین کرتا - اور جو کوئی ظلم اٹھانیکے بعد بدلے

مِّنْ سَبِيْلٍ ۝ اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَيَبْغُوْنَ فِى الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۗ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

کوئی الزام نہین - الزام تو انپر ہے جو لوگون پر ظلم کرتے ہین اور ملک مین ناحق بغاوت کرتے ہین - یہ ہین کہ جنکو عذاب الیم ہے -

وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝

اور وہ جو صبر کرے اور معاف کرے البتہ یہہ بڑا کام ہے -

وجزاء سيئة بالاضافة مبدأ سيئة مع صفتها خبره - فمن شرطية عفا واصلح شرط فاجره الجملة جواب الشرط - ويكون ان يكون موصلة متضمنة لمعنى الشرط - وقس عليها - ولمن انتصر ولمن شرطية صبر وغفر في محل الجزم بها ان ذلك الجملة جواب الشرط وقد حذف الفاء -

تفسیر

معاف کرنے اور بدلہ لینے کا تذکرہ آگیا تھا اسلیئے اسکی تشریح کرنی مناسب ہوئی فقال وجزاء سيئة سيئة مثلها کہ ہم نے پہلے جو بیان فرمایا ہے کہ الذین اذا اصابہم البغی ہم ینتصرون اس بدلہ لینے سے یہہ مراد نہین کہ جتنے کچھ یا ایک محدود تعدی کی ہو تو بدلہ اس سے ایسا لیا جاوے کہ جوش وطیش مین آکر اسکو برباد کر دیا جاوے اور جو اُسپر تعدی کیجاوے بلکہ بدلہ لیا جاوے تو اسی قدر کہ جسقدر اسنے تعدی کی ہے -

اگرچہ رحمدلی اور فروگذاشت اور معافی دنیا ایک عمدہ بات ہے ہر قوم و ہر ملت مین سلیم الطبع انسان اسکو اچھا جانتے ہین قرآن مجید مین بھی متعدد جگہہ اسکی طرف توجہ دلائی ہے انہین آیات مین کئی جگہہ اور پہلے بھی ادفع بالتی ہی احسن فاذا الذی بینک وبینہ عداوۃ کانہ ولی حمیم - عیسائیون کی انجیل مین بھی حضرت عیسے علیہ السلام کا ایک قول منقول ہے کہ جو تیرے داہنے گال پر طپانچہ مارے تو اُسکی طرف دوسرا گال بھی کر دے - مگر جب غور کیا جاتا ہے تو دنیا مین مختلف الطبائع لوگ پائے جاتے ہین بعض ایسے ہین کہ ایک دو بار جو کوئی انپر زیادتی کر لیتا ہے تو برداشت کر جاتے ہین مگر پھر جو کوئی قصد بھی کرتا ہے تو وہ حلم سابق غضب کی صورت مین ظہور کرتا ہے اور بعض ایسے ہین کہ نہ کسی پر زیادتی کرتے ہین نہ اوسکی زیادتی کی کو مطلقاً برداشت ہی ذرا چھیڑ تو آگ ہو گئے اور ایسے بھی ہین کہ کبھی انسے بمقتضائے بشریت زیادتی ہو جاتی ہے تو اپنے خود ہی نادم ہو جاتے ہین اور انکے مقابلہ مین اگر دوسرا نرمی کرتا ہے تو ندامت کے دریا مین ڈوب جاتے ہین ایسے لوگون کی زیادتی پر معافی دینا اور نیکی اور نرمی سے پیش آنا بہت ہی مناسب ہے بلکہ انکو عمر بھر کیلئے دوست بنا لینا ہے اور بعض ایسے بھی کینہ طبیعت ہوتے ہین کہ زیادتی کرکے فخر کرتے ہین اور اسے بدلہ نہ لیا جاوے تو انکو ہر کسی پر زیادتی کرنیکا حوصلہ ہو جاتا ہے پھر ان بدمعاشون سے آبرو بچانا مشکل پڑ جاتا ہے پھر جو علام الغیوب طبائع البشر سے واقف ہے اپنے فرمان مین سب کے لئے یکسان حکم کیونکر دے سکتا ہے اور طبائع بشریہ اسکے کیونکر پابند ہو سکتے ہین ؟ اسلیئے اول الذکر کیلئے عفو و درگزر کا حکم دیا نانی کے لئے بدلہ لینے کا حکم دیا مگر بدلہ بھی عدل و انصاف کیساتھہ کہ زیادتی نہ ہونے پاوے - یہہ احکام فقیہہ کے لئے ایک بڑا اصل الاصول ہے - ہاتھہ کے بدلے مین ہاتھہ کاٹنا کان کے بدلہ مین کان اور قتل کے بدلہ مین قتل اور نقصان کے مال کے بدلہ مین اسکا معاوضہ کتب فقہ مین اسپر بہت سے مسائل متفرع کئے ہین - جنکا یہان ذکر کرنا تفسیر کو فقہ کی کتاب بنا دینا ہے بُرائی کی جزا کو جو دراصل بُرائی نہین اسلیئے بُرائی کہا گیا کہ ظالم کے حق مین تو یہہ بُرائی ہے - مگر اسکے بعد بھی طبائع حلیمہ کا لحاظ کرکے یہہ فرما دیا فمن عفا الخ کہ جو اس سے درگزر کریگا اور جو دونون مین صلح کرا دیگا تو اسکا اجر اللہ دیگا - مگر بدلہ لینے والے کے لئے بھی یہہ کہدیا ولمن انتصر الخ کہ اسپر کوئی الزام نہین ہان الزام انپر ہے جو ظلم کرتے ہین اور ملک مین فساد مچاتے پھرتے ہین چوری ڈکیتی کرتے ہین انکو دنیا و آخرت مین عذاب الیم ہے - دنیا مین مزاحمت آخرت مین جہنم مگر اسکے بعد بھی پھر عفو کے پلے کو ترجیح دیتا ہے ولمن صبر وغفر کہ معاف کرنا صبر کرنا بڑی عمدہ بات ہے ؎ صبر تلخ است ولیکن بر شیرین دارد +

قانون معدلت اور باخدا حلیم لوگون کی طبائع کی کلام کس طرح سے رعایت رکھی گئی ہے ؟ یہہ کمال اعجاز اور منجانب اللہ ہونیکی بڑی دلیل ہے +

وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ وَّلِيٍّ مِّنْ بَعْدِهٖ ۭ وَتَرَى الظّٰلِمِيْنَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ يَقُوْلُوْنَ هَلْ اِلٰى مَرَدٍّ مِّنْ سَبِيْلٍ ۝ وَتَرٰىهُمْ

اور جسکو اللہ گمراہ کرتا ہے پھر اسکے بعد کوئی یار و ساز نہیں اور تو ظالموں کو دیکھے گا جبکہ وہ عذاب دیکھیں گے کہیگے پھر جانے کا بھی کوئی رستہ ہے ؟ اور تو انہیں

يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا خٰشِعِيْنَ مِنَ الذُّلِّ يَنْظُرُوْنَ مِنْ طَرْفٍ خَفِيٍّ ۭ وَقَالَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَ

دیکھے گا کہ وہ آگ کے سامنے لائے جاوینگے ذلت سے دبے ہوئے کن انکھیوں سے دیکھتے ہونگے ۔ اور ایمان والے کہیں گے کہ گھاٹے میں تو وہی ہیں کہ جنہوں نے اپنیتو آپ کو اور اپنے

اَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اَلَآ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ فِيْ عَذَابٍ مُّقِيْمٍ ۝ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ اَوْلِيَاۗءَ يَنْصُرُوْنَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ

گھر کو خراب کر دیا قیامت کے دن ۔ دیکھو ظالم ہمیشہ کے عذاب میں ہیں ۔ اور ان کا اللہ کے سوا کوئی حامی نہ ہوگا کہ انکو بچا دے ۔ اور جسکو اللہ

اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ سَبِيْلٍ ۝

گمراہ کرے اسکے لئے کوئی رستہ نہیں ۔

وترٰی من الرویۃ البصریۃ الظالمین مفعول بہ لما شرطیۃ یقولون جواب والجملۃ حالیۃ ۔ خاشعین حال من الضمیر المفعول فی ترٰاہم من الذل ای من اجلہ من طرف خفی من الابتداء الغایۃ ای یبتدئ نظرہم الی النار والطرف الخفی النظر بالمسارقۃ بجہۃ الخوف ✦

✦ تفسیر ✦

مدافع وصبر کرنے کے بارہ میں فرمایا تھا کہ یہ بڑے کاموں میں سے ہے ہدایت پانے والوں کو یہ باتیں نصیب ہوتی ہیں سو قدرے پر اصلی گمراہ ہونگا اور انپر جو کچھ وبال پیش آویگا اسکا ذکر کرنا بھی مناسب ہوا فقال ومن یضلل اللہ کہ جسکو اللہ گمراہ کرتا ہے تو اسکو پھر کون حمایت کرکے راہ پر لا سکتا ہے یہ نصیبوں کی نصرف عفو وانتقام میں نالائقی وکجروی ہوتی ہے بلکہ انکے ہر کام پلٹ دیتے ہوتے ہیں ۔ اسکے بعد اخروی نتائج کا ذکر فرماتا ہے وترٰی الظالمین الخ کہ تو حشر میں ظالموں کو بڑی حالت میں دیکھے گا وہاں دنیا میں واپس آنیکا رستہ ڈھونڈیں گے ۔ مگر پھر وہاں سے کون آسکتا ہے ؟ آج ہی کچھ کرنا تھا تو کر لیتے ۔ وترٰی اور آپ انکو دیکھیں گے مجرموں کیطرح سے بڑی ذلت وخواری کے ساتھ آتش جہنم کے سامنے لائے جاوینگے آگ کو کن انکھیوں سے دیکھیں گے آنکھ سامنے کرکے دیکھنے کی طاقت نہ ہوگی ۔ اور ایماندار انکو دیکھ کر یہ سنائیں گے (جیسا کہ دنیا میں مجرم کو جیلخانے جاتے ہوئے ملامت کیا کرتے ہیں کہ بڑا ہی بدنصیب تھا کہ خسارہ میں یعنی بدبختی اور محرومی میں وہ لوگ ہیں کہ جنہوں نے آپ کو اور اپنے ساتھ اپنے گھر والوں کو برباد کر دیا ۔ آپ تو جہنم میں گئے ہی تھے اپنے ساتھ گھرانہ کرکے انکو بھی لیگئے ۔ اور اگر انکے گھر والے دولت ایمان سے بہرہ مند تھے جنت کے مستحق ہیں تو بھی انکی طرف سے خسارہ میں پڑنا ہی کسلئے کہ وہ جنت میں اور یہ جہنم میں ابدی جدائی نصیب ہوئی دیکھو ظالموں کو دائمی عذاب ہے ومالہم من اولیاء ینصرونہم من دون اللہ اور وہاں ان کا کوئی معبود انکے کام نہ آوے گا کہ انکو اس مصیبت سے بچا سکے یہ تمام مصائب اخروی سنکر اور کس سے ؟ اس سے کہ جسنے عمر بھر کبھی جھوٹھ نہیں بولا اور صدہا اماالت اسکے صدق کے دیکھ چکے یہ بھی خیال نہ آیا کہ شاید اسکا کہنا سچ ہو کچھ تو بندوبست وفکر کرنی چاہئے اور جن باتوں سے وہ منع کرتا ہے ان کو عقل سے نہ دیکھنا کہ دراصل وہ بڑے ہیں ہم محض تقلید آبائی ورسم ورواج قوم سے اور نیز ان حمقاء کے ذکھو سلوں سے جو خواہ مخواہ سردار اور پیشوا بن بیٹھے ہیں عمل میں لاتے ہیں پچھے ان کی اصل بھی ہے اور یہ بھی خیال نکرنا کہ دنیا کی زندگی چند روزہ ہے آخر مرکر کہیں جانا ہوا اور وہاں جاکر یہاں کے اعمال کی جزا وسزا پانا ہے یا مرکر مٹی میں ملجانا اور نیست ونابود ہو جانا ہے نہ جزا وسزا ہے نہ دار وگیر ہے اور اگر یوں ہی ہے تو بھی اس رسول کی بات مان لینے میں کیا حرج ہے ؟ ازلی گمراہی ہے تقدیر ازلی نے ان کی قسمت میں بہتری نہیں لکھی ومن یضلل اللہ فما لہ من سبیل اور جسکو اللہ گمراہ کرے تو اسکے ہدایت پر آنے کا کیا رستہ ہے ؟ **ف** یہاں آیا ہے ینظرون کہ وہ دیکھیں گے حالانکہ ایک جگہ یہ آیا ہے یحشرون عمیا کہ وہ اندھے اٹھیں گے اس کا **جواب** یہ ہے کہ جب قبروں سے اٹھیں گے تو کفار اندھے اٹھیں گے پھر دیکھنے لگیں گے ۔ اور یہ بھی ہے کہ اس جہان کی راحت دیکھنے سے اندھے ہونگے انکو وہاں کے عیش وعشرت کے سامان کا دیکھنا بھی نصیب نہ ہوگا ۔

اِسْتَجِيْبُوْا لِرَبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ مَا لَكُمْ مِّنْ مَّلْجَاٍ يَّوْمَئِذٍ وَّمَا لَكُمْ مِّنْ نَّكِيْرٍ فَاِنْ اَعْرَضُوْا

اللہ کی بات مانو اُسدن کے آنے سے پہلے کہ اُسکو اللہ کی طرف سے ٹلنا نہیں۔ اُسدن تمہارے لئے نہ کوئی پناہ کی جگہ ہوگی نہ تم انکار کر سکوگے۔ پھر اگر نہ مانیں تو ہے

فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۭ اِنْ عَلَيْكَ اِلَّا الْبَلٰغُ ۭ وَاِنَّآ اِذَآ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً فَرِحَ بِهَا ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ

تجھکو اُنپر محافظ بناکر بھی نہیں بھیجا ہے۔ تجھپر تو صرف پہونچا دینا ہے اور ہم جب انسان کو اپنی کوئی رحمت چکھاتے ہین تو اس سے خوش ہوجاتا ہے اور اگر اُسپر اُسکے اعمال

بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ فَاِنَّ الْاِنْسَانَ كَفُوْرٌ ۭ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ يَخْلُقُ مَا يَشَاۗءُ ۭ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ

سے کوئی مصیبت پڑجاتی ہے تو انسان ناشکر ہوجاتا ہے اللہ ہی کا راج ہے آسمان اور زمین مین جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے جسکو چاہتا ہے لڑکیان عطا کرتا ہے اور جسکو

لِمَنْ يَّشَاۗءُ الذُّكُوْرَ ۙ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا ۚ وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَاۗءُ عَقِيْمًا ۭ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ

چاہتا ہے لڑکے بخشتا ہے یا اُنکو بیٹون اور لڑکیون کے جوڑے دیتا ہے اور جسکو چاہتا ہے بانجھ کر دیتا ہے۔ وہ جو ہے تو خبردار قدرت والا ہے۔

من اللہ۔ صلۃ لمرد وقیل صلۃ یاتی ای یاتی یوم من اللہ لایکن ردہ۔ اذا شرطیۃ فرح بہا جواب وان شرطیۃ والجواب مبنی النعمۃ لاسادو اقیم مقامہ فان الانسان کفور لانہ علۃ الجزاء۔ عقیما الخ بدل من یخلق بدل البعض۔

تفسیر

کفار کی حالت مذکورہ کو ازلی تقدیر کا باعث بتاکر اطاعت و فرمانبرداری کا ارشاد فرماتا ہے فقال استجیبوا لربکم کہ اپنے رب کا کہا مانو جو تم کو راہ راست کی طرف بلاتا ہے من قبل الخ اسدن سے پہلے کہ تم پر اللہ کی طرف سے کوئی دن آوے اور وہ کسی ٹالے سے نہ ٹلے۔ اُسدن سے مراد موت کا دن ہو یا قیامت کا دن اُسدن تمہارے لئے کوئی پناہ کی جگہ نہ ہوگی اور نہ انکار کی گنجایش ہوگی۔ نکیر کی معنی اوپری کے بھی ہین جو چھپانا نہ چاہو یعنی اُسدن کوئی ہیئت بدل کر بے پہچان ہوکر بھی نہ بچ سکوگے۔ فان اعرضوا الخ پھر اگر اب بھی نہ مانین تو اسی محمد صلی اللہ علیک وسلم تجھے انکے اعمال کا محافظ بھی بناکر نہین بھیجا ہے کہ آپ سے بازپرس کیجاوے علیک الا البلاغ تجھپر تو صرف حکم پہونچا دینا ہے اب آیندہ اپنے کئے کا یہ پھل پاوینگے۔ اسمین رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دیگئی ہے

اسکے بعد انکے تمرد و اصرار کا باعث بیان فرماتا ہے فانا اذا اذقنا الانسان مناحتہ فرح بہا کہ انسان کی جبلی بات ہے جب اُسکو اپنی کوئی نعمت چکھاتے ہین تو اس کے سبب وہ اترا جاتا ہے۔ واقعی بات ہے کہ جہان اسنے فراغدستی اور کامیابی پائی تو آپے سے باہر ہوگیا پھر یہ کسکی سنتا ہے پھر تو یہ ہے اور اُسکی طفلانہ چیڑی چکنین باتین اور گردن ہلا ہلا کر اور ہنسا ہنسا کر لمبی چوڑی تقریرین اور بڑی بڑی لکچر پھر کیسا رسول اور کہان کی قیامت اور خدا بھی ایک برائے نام (معاذ اللہ) جو صلہ بھی یہ ہے کہ اذقنا یعنی چکھانا فرمایا تھوڑا سا دیا جانا جو نعما راخرویہ کے مقابلہ مین ہیچ ہے اگر کملائی جاوین یعنی نعما بادیہ عطا ہون تو جامے کیا کرے مگر ناصبری اور جلد بھی ایسے ہین وان تصبہم سیئۃ اگر آپ پر کوئی مصیبت آپڑے وہ بھی باقدمت ایدیہم اسکے اعمال بد سے فان الانسان کفور تو حضرت ناشکرہ ہوجاتے ہین کہنے لگتے ہین کہ ہمپر کبھی کوئی انعام الٰہی ہوا ہی نہین اسکے بعد اس پیٹ بھرے متکبر کو بتاتا ہے للہ ملک السماوات والارض آسمانون اور زمین کی بادشاہت اللہ ہی کو ہے تو اسکے آگے کیا چیز ہے اور تیری دولت و حشمت اسباب تکبر کیا ہین؟ اسی نے تجھکو یہ چیزین دی ہین وہی چھین بھی سکتا ہے وہ ربا لافواج اُسکی آسمانی فوجین اور زمین کے لشکرون کا کون مقابلہ کرسکتا ہے؟ تیرا غرور توڑنے کو اسکے پاس بہت چیزین ہین۔

اسکے بعد عالم مین اپنے مختلف تصرفات بتاکر یہ جتلاتا ہے کہ جو کچھ دیتے ہین ہم دیتے ہین فقال یخلق ما یشاء ہم جو چاہتے ہین پیدا کرتے ہین یہب لمن یشاء اناثا الخ کہ جسکو ہم چاہتے ہین لڑکیان دیتے ہین جسکو چاہتے ہین لڑکے بخشتے ہین کسی کو دونون کسی کو دونون سے محروم رکھتے ہین انہ علیم ہر ایک کی مصلحت و اسباب مذکورت و انوشت ہم ہی خوب جانتے ہین یا این ہمہ قدیر قدرت بھی رکھتے ہین۔

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللّٰهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا فَيُوحِيَ بِإِذْنِهِ مَا يَشَاءُ ۚ إِنَّهُ عَلِيٌّ حَكِيمٌ ۝

اور کسی آدمی کا مقدور نہین کہ اللہ اُس سے کلام کرے مگر وحی کے ذریعہ سے یا پردہ کے پیچھے سے یا اپنے حکم سے فرشتہ بھیجکر جو چاہے پھر بھیجدے وہ ہو تو بالادست حکمت والا

وَكَذٰلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ رُوحًا مِنْ أَمْرِنَا ۚ مَا كُنْتَ تَدْرِي مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْإِيمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُورًا نَهْدِي بِهِ مَنْ نَشَاءُ مِنْ عِبَادِنَا ۚ وَإِنَّكَ لَتَهْدِي إِلٰى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۝ صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِي لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۗ أَلَا إِلَى اللّٰهِ تَصِيرُ الْأُمُورُ ۝

اور اسی طرح سے جیسے تیری طرف اپنے حکم سے قرآن نازل کیا - تو کیا جانتا تھا کہ کتاب کیا ہے اور کیا ایمان ہے لیکن اسکو ہمنے ایسا نور بنا دیا ہے کہ اس سے ہم اپنے بندون مین سے جسکو چاہتے ہین ہدایت کرتے ہین اور البتہ تو جو ہے تو سیدہا رستہ بتلاتا ہے - اس اللہ کا رستہ کہ جسکے قبضہ مین آسمانون اور زمین کی سب چیزین ہین - دیکھو اللہ ہی کی طرف

ف ۲۵ ع ۷

جبکہ جاتے ہین ہدایت کرتے ہین اور البتہ تو جو ہے تو سیدہا رستہ بتلاتا ہے - اس اللہ کا رستہ کہ جسکے قبضہ مین آسمانون اور زمین کی سب چیزین ہین - دیکھو اللہ ہی کی طرف

التفسیر حرف کان ان مصدریہ یکلم اللہ جملہ بتاویل المصدر اسم کان - الا وحیا استثناء منقطع لان الوحی لیس بتکلیم او من وراء حجاب اجمار بمعنی تعلق بمحذوف تقدیرہ او یکلمہ وہذا المحذوف معطوف علی وحی فتقدیر الکلام ان یوحی الیہ او یکلمہ او یرسل منصوب عطفا علی سوضع وحیا وقیل فی موضع جراے بان یرسل باکنت الجملۃ حال من الکاف فی الیک صراط اللہ بدل من صراط مستقیم المعرفین من النکرۃ -

✦ تفسیر ✦

ف وحی والہام کی بحث

یہب لمن یشاء مین مسئلہ نبوت کی طرف بھی اشارہ تھا کہ وہ جسکو چاہتا ہی یہہ مرتبہ عطا کرتا ہی - انبیاء سابقین کا نام اہل مکہ سنکر اسبات کو تو تسلیم کرتے تھے مگر نبی کا مرتبہ بشریت کے جامہ سے باہر تصور کرتے تھے اس خیال باطل کو جابجا قرآن مجید مین رد کیا ہے اور یہان بھی اسکو رد کرتا ہے اور اسکے ضمن مین مسئلہ نبوت کی تشریح فرماتا ہی فقال وما کان لبشر ان یکلمہ اللہ الخ کہ کسی آدمی کا خدا سے باتین کرنے کا دنیا مین آمنے سامنے ہوکر مقدور نہین الا وحیاً مگر ان تین طریقونسے - اول یہکہ کسی مبلغ کیواسطے سے نہو مگر عین کلام الہی نہ سنا جاوے بلکہ مطالب ومضامین عام ہے کہ خاص الفاظ وہین سے مقرر ہوکر یا اسکے الفاظ مین اُسکو وحی کہتے ہین اول قسم کو وحی متلو دوسرے کو وحی غیر متلو - اور یا عین کلام بھی سنے اومن وراء حجاب سے یہہ مراد ہے یہہ دوسری قسم ہے اور یا یہہ کسی مبلغ کے واسطے سے ہو اور او یرسل رسولا فیوحی باذنہ مایشاء سے یہہ تیسری قسم مراد ہے - گو تینون وحی کے اقسام تین مگر ان مین سے اول کو القا فی القلب کے معنی لحاظ کرکے وحی کہا گیا - موسی علیہ السلام نے جو کوہ طور پر کلام کیا تھا جیسا کہ خود فرماتا ہی وکلم اللہ موسی تکلیما تو وہ بھی عیاناً نتھا کہ جسکے یہان نفی کیگئی بلکہ وہ کلام کرنا ان تینون قسمون سے ایک قسم پر تھا اول قسم سے ہو یا دوم سے - ہر ایک قسم کی پھر کئی صورتین ہین مثلاً اول قسم خواب مین بھی واقع ہوتی ہی اور بیداری مین بھی مع الفاظ مقررہ یا بغیر الفاظ مقررہ کیسا تھہ قرآن جو نازل ہوتا تھا تو بشرط اول پر تھا پھر دوسری قسم جسکو پس پردہ کلام سکتے ہین اس قسم پر بھی کلام اللہ نازل ہوا ہے - مگر پس پردہ کے یہہ معنی نہین کہ خدا پاک کسی کو ٹھہری یا مکان مین پردہ ڈالکر باتین کیا کرتا ہے بلکہ حجابات نورانی اسکے اور بندیکے درمیان ہوتے ہین اور ان حجابون جو بندہ کو تجرد و انکشاف کامل اور روح پر تجلی کامل ہوتی ہی تو بوجہ نورانیت کے یہہ شخص خدا تعالی کی باتین سنتے لگتا ہی اور خدا تعالی کی باتین ان الفاظ واصوات سے مبرا ہوتے ہین کہ جن مین جسمانیات کلام کرتے ہین عالم اجسام مین بھی تمام برقی وآمنیون کے ذریعہ سے خوب باتین کر سکتے ہین جہان کوئی خاص زبان اور اصوات ضروری نہین ہوتے ہان بعد مین انکو مصطلح الفاظ مین لاسکتے ہین اور نقوش مصطلحہ مین مقید کر سکتے ہین - رہا یہہ احتمال کہ ممکن ہو کہ پس پردہ کلام کرنیوالا شیطان یا کوئی خبیث روح ہو محض بے اصل ہی برگزیدہ خصوص انبیاء علیہم السلام کے حواس و مدرکات باطنیہ حقائق الاشیاء مین اس سے زیادہ تمیز کرتے ہین کہ جیسا عالم حسی مین ہمارے حواس خوشبو اور بدبو خوشرنگ اور بدرنگ خوش الحان و بدصوت نرم و سخت یا سرد و گرم مین کرتے ہین اور جب تک یہہ ہمارے حواس سلامت ہین انمین کوئی قصور نہین کبھی دھوکا نہین کھاتے عالم حسی کے حواس و مدرکات کا جب یہہ حال ہی تو عالم روحانی کے مدرکات کا کیا کہنا ہے اسلئے سورہ نجم مین خدا تعالی فرماتا ہی ما زاغ البصر وما طغی کہ پیغمبر کی چشم باطنی نے غلطی نہین کی - اور تیسری قسم مین کبھی فرشتہ جسکو ناموس اکبر یا جبرئیل کہتے ہین بارگاہ قدس

مطالب نفیسہ لاتا ہی اور پیغمبر کے دل مین اگر آتا ہی کما قال نزل بہ الروح الامین علی قلبک اور اسی قسم کی بابت ہے علمہ شدید القوی اور کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ جبرئیل کسی آدمی کی شکل مین متشکل ہوکر آتے اور کچھ بتا جاتے تھے مگر متشکل ہوکر قرآن مجید کا لانا کسی صحیح اور قوی روایت سے ثابت نہین ہوتا اور ہونا بھی نہ چاہئے نہ اسلئے کہ اسمین احتمال ہوسکتا ہی کہ شاید کوئی شیطان شکل بدلکر آیا ہو کسلئے کہ یہہ التباس ہمکو ہوسکتا ہی نہ کہ آنحضرت صلعم کو جنکی چشم باطن حقائق الاشیا مین امتیاز کرنے پر بوجہ اکمل قادر تھی بلکہ اسلئے کہ کسی شکل مین ظاہر ہوکر آنا حواس ظاہر سے زیادہ تعلق رکھتا ہے نہ کہ قلب سے جو ادراکات روحانیہ کا منبع ہی۔ اب یہہ احتمال رہا کہ جبرئیل کو کسی درخت یا پتھر مین سے آواز آتی تھی کہ جسکو خدا تعالیٰ اپنے مطالب ادا کرنے کے لئے اسمین پیدا کر دیتا تھا محض فضول بات ہے جو اسرار روحانیہ کے نہ سمجھنے سے پیدا کی گئی ہے اور ہمارے بیان سے یہہ جھگڑا بھی اٹھ گیا کہ کلام الٰہی حروف واصوات سے مرکب ہے یا صفت قائم بذاتہ تعالیٰ ہی اور پھر قرآن مجید جو قدیم کہا جاتا ہی کیا اسکے یہہ الفاظ وحروف اور یہہ اقوام گذشتہ کے قصص بھی قدیم ہین یا کیا ؟ جیسا کہ علم کلام مین مذکور ہے۔ ف انبیاء علیہم السلام کا الہام اور وحی قطعی ہی بایں معنی کہ خدا کے ساتھ باتین کرنے مین خواہ تینون صورتون مین سے کسی طور پر ہو انکو جو اب ہیولانی دامنگیر نہین ہوتے اور القا ہونے کے بعد قوت وہمیہ اسمین خلل اندازی نہین کرنے پاتی اسلئے کہ انکے جواہر نفوس اعلیٰ درجہ کے جلی ہوتے ہین برخلاف اسکے کمتر درجون کے لوگون کے جو انہین کے انوار سے منور ہوتے ہین جنکو اولیا اللہ یا محدث یا ملہم کہا جاتا ہی اسلئے انکے الہامات ظنی گنے جاتے ہین۔ اور انکے الہامات مین یہہ بھی ہوتا ہے کہ یہہ خود اسکے معنی کما ینبغی نہین سمجھتے قوت وہمیہ جو انکو اپنے مناسب قوالب مین ڈھالدیتی ہی اس سے انتزاع کرنے مین کہین خود اسنے غلطی ہوجاتی ہے۔ ہذا وقد اطنبنا الکلام فی ہذا المقام لانہ من منزل اقدام الفحول الاعلام۔ ولنرجع الی تفسیر باقی الایات الشریفۃ۔

ان سب صورتون کے بعد فرماتا ہی انہ علی حکیم کہ وہ نہایت برتر ہی کسی کی فہم اسکی کنہ حقیقت تک نہین پہونچ سکتا اور نیز عالم حسی مین کوئی انکو اور کوئی کان نہ اسکو دیکھ سکتا ہی نہ بالمقابل ہوکر بات سن سکتا ہی مگر حکیم ہے اپنی حکمت کاملہ سے بندونکو اپنے سے اطوار مخصوصہ مین کلام کرنیکا مستعد عطا کرکے اسکو اپنے بندون کیلئے پیغامبر بناکر بھیجتا ہی اور ہمیشہ سے یون ہی کرتا آیا ہی وکذلک اوحینا الیک روحا من امرنا اور اسی طرح سے اے محمد ہمنے تیری طرف اپنے حکم سے روح یعنی قرآن مجید وحی کیا۔ روح چونکہ حیات جسم کا باعث ہی اسی طرح کتاب اللہ عالم کی حیات ابدیہ کا باعث ہی اسلئے لفظ روح کا اسپر اطلاق ہوا یہہ قول ابن عباس کا ہی بعض کہتے ہین روح سے مراد جبرئیل ہے۔ یہہ اسکی حکمت کا مقتضی تھا ورنہ ماکنت تدری ما الکتاب ولا ایمان آپ تو اس سے پہلے نہ کتاب جانتے تھے نہ ایمان۔ یہہ تو ظاہر ہے کہ وحی سے پہلے آپ کتاب یعنی قرآن کو نہ جانتے تھے مگر ایمان کے نہ جاننے مین کلام ہی کسلئے کہ بعثت اور وحی سے پہلے بھی انبیا علیہم السلام مومن تھے کبھی کسی نے شرک نہین کیا نہ زنا کیا نہ کوئی بدکاری۔ اسکی علما تفسیر نے مختلف توجیہین کی ہین۔ بعض نے کہا ایمان سے مراد نماز ہے اور ایمان کا اطلاق نماز پر بھی ہوا کرتا ہی جیسا کہ اس آیت مین وما کان اللہ لیضیع ایمانکم ای صلاتکم یعنی وحی سے پہلے آپ نماز اور اسکے ارکان وشروط سے واقف تھے نہ شرائع معلوم تھے بعض کہتے ہین لفظ اہل محذوف ہی یعنی اہل ایمان کون کون ہونگے آپ نہ جانتے تھے۔ اور سہل توجیہ یہہ ہی کہ ایمان سے مراد جمیع وہ امور ہین کہ جنپر ایمان لانا ضروری ہی ان مین سے بہت باتین وحی سے پہلے معلوم نہ تھین۔ فقیر کہتا ہی کہ گو ایمان کو جانتے تھے مگر وہ جاننا اس جاننے کے مقابلہ مین جو وحی کے بعد ہوا کالعدم ہی دیکھو کوئی کامل استاد جب کسی طالب علم کو جو پہلے بھی کچھ پڑھا تھا تکمیل کے بعد یہہ کہدیتا ہی کہ آپ پہلے جانتے بھی تھے کہ علم کیا ہی ؟۔ ولکن جعلناہ نورا نہدی بہ من نشاء من عبادنا لیکن ہمنے اس قرآن کو نور بنایا ہے اس سے ہم جس کو چاہتے ہین صراط مستقیم یعنی سیدہی راہ بتادیتے ہین اور ای محمد تو بھی خود نور ہی سیدہی راہ بتاتا ہی اور وہ سیدہی راہ کیا ہی صراط اللہ الذی لہ ما فی السمٰوٰت وما فی الارض یعنی وہ راہ جو آسمانون اور زمین کا مالک ہی اور سب اختیارات اسی کو حاصل ہین جو اس رستہ پر جو قرآن سے ثابت ہی نہ کہ کسی اور رستہ پر چلے گا اللہ کے پاس دار الخلد مین پہونچیگا۔

سورۃ زخرف مکیۃ ۸۹ اسمین نواسی ۸۹ ایتین اور سات رکوع ۷ ھین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حٰمٓ ۝ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝ اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ وَاِنَّهٗ فِيْٓ اُمِّ الْكِتٰبِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيْمٌ ۝

قسم ہے روشن کتاب کی ۔ جسنے بنایا ہے اُسکو عربی زبان کا قرآن تاکہ تم سمجھو ۔ اور یہ کتاب لوح محفوظ مین ہماری نزدیک بلند مرتبہ حکمت والی ہے

اَفَنَضْرِبُ عَنْكُمُ الذِّكْرَ صَفْحًا اَنْ كُنْتُمْ قَوْمًا مُّسْرِفِيْنَ ۝ وَكَمْ اَرْسَلْنَا مِنْ نَّبِيٍّ فِي الْاَوَّلِيْنَ ۝ وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ نَّبِيٍّ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ

کیا تمھارے سمجھانے سے ہم اس لئے موہنہ پھیر لین گے کہ تم بیہودہ لوگ ہو ۔ اور پہلے لوگون مین بھی جتنے بہت سے نبی بھیجے ہین اونکے پاس ایسا کوئی نبی نہ آتا تھا کہ جس سے

يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ فَاَهْلَكْنَآ اَشَدَّ مِنْهُمْ بَطْشًا وَّمَضٰى مَثَلُ الْاَوَّلِيْنَ ۝

وہ ٹھٹھا کرتے تھے ۔ پھر تو جنھون اُن مین بڑے زور والون کو غارت کردیا اور پہلون کی ایک مثل چلی آتی ہے

والکتاب سن جل حم قسما فالواو للعطف ومن لم یجعل فالواو للقسم والکتاب مجرور بہا وانہ عطف علی انا فی متعلقۃ بجعلنا واللام لایمنع ذلک لدنیا بدل من اسہار والجار والمجرور اُ تقصر بالتہمز للاستفہام الانکاری والفاء للعطف علی محذوف ای نہملکم فنضرب عنکم الذکر والضرب ہنا بمعنی الترک یقال ضربت عنہ واضربت عنہ اذا ترکتہ قالہ الزجاج والفراء ۔ وانتصاب صفحا علی المصدریۃ من معنی نضرب لان الصفح والضرب معنی واحد او ہو الترک والاعراض یقال صفحت عنہ اذا اعرضت عنہ ۔ او علی الحال ای صافحین ۔ وکم منصوب بارسلنا وبطشا تمیز وقیل مصدر فی موضع الحال من الفاعل

تفسیر

اس سورہ کا نام سورہ زخرف ہے ۔ یہ بھی باتفاق علما صحابہ ابن عباس وغیرہ مکہ مین نازل ہوئی ہے اسمین بھی بیشتر توحید و رسالت و دار آخرت وغیرہ اصول نظریہ مذکور ہین ۔ مکہ مین جسقدر قرآن کی سورتین نازل ہوئین ان مین عملیات کا بہت کم حصہ ہے بیشتر اعتقادیات ہین ۔ حٰمٓ بھی انہین مفردات مین سے ہے جو سورتون کے ابتدا مین آتے ہین جنکی بہت جگہ ہم تشریح کرآئے ہین ۔

ان آیات مین مسئلہ نبوت کا اثبات ہے فقال والکتاب المبین عرب مین گو صدہا قبائح مروج تھے مگر جھوٹھ بولنا اور جھوٹھ پر قسم کھانا بہت ہی سخت گناہ سمجھا جاتا تھا اور ان کا یقین تھا کہ جو کوئی قسم کھاکر جھوٹھ بولے گا کبھی سرسبز نہوگا اس لئے حم خدا تعالے کے ذات و صفات جلالیہ کا ذکر کرکے کتاب مبین کی قسم کھاکر یہہ کہتا ہے انا جعلناہ قرانا عربیا لعلکم تعقلون کہ ہم نے اس کتاب کو عربی زبان کا قرآن بنایا تمھارے سمجھنے کو کتاب مبین سے مراد قرآن ہے ۔ خدا تعالی کے نزدیک قرآن بڑی عزیز چیز ہے اور ہر شخص اپنے عزیز و مرغوب چیز کی قسم کھایا کرتا ہے پس قرآن مبین کی قسم کھاکر قرآن مجید کی صداقت ثابت کرتا ہے ۔ مبین بیان کرنیوالا روشن ۔ اسکے ابعاد و رسیدا وصاف قرآن مجید کے بیان فرماتا ہے (۱) وانہ فی ام الکتاب لدینا کہ یہہ قرآن کوئی بے اصل اور تراشیدہ کتاب نہین بلکہ یہہ ہمارے نزدیک ام الکتاب یعنی لوح محفوظ علم الٰہی کا ایک جریدہ ہے ۔ ثبت است بر جریدۂ عالم کتاب ما (۲) علی ہے بلند مرتبہ کتاب ہے اسکی مثل اور کوئی ظاہر نہین کرسکتا (۳) حکیم پر حکمت ہے اسمین جسقدر حکمتین اور غوبین رکھی ہوئی ہین وہ خود اُسکی اصالت اور منجانب اللہ ہونے کی دلیل ہین یہہ سنکر جہلا رکہ کہتے تھے کہ خدا کو ہمارے لئے کتاب بھیجنے کی کون ضرورت تھی ؟ اسکے جواب مین فرماتا ہے افنضرب عنکم الذکر صفحا ان کنتم قوما مسرفین کیا تمھارے سمجھانے سے ہم اس لئے موہنہ پھیر لین گے کہ تم بیہودہ لوگ ہو ۔ یعنی تمھاری بیہودگی سے تنگ ہوکر ہم تمسے موہنہ موڑکر بیٹھ جاتے تمھاری اصلاح نکرتے ؟ کرتے کیونکہ ہم رحیم و کریم ہین پہلے سے ایسا کرتے آئے ہین وکم ارسلنا الخ پہلے بھی انبیا بھیجے ہین اور لوگ اُن سے ٹھٹھے کرتے رہے انجام کار رہنے بھی اِن مین سے بڑے سرکشون کو غارت کردیا اور پہلون کی کہاوت چلی آتی ہے کہ وہ یون برباد ہوئے اب تم بھی ڈرو انکار نکرو ۔

وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ خَلَقَهُنَّ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ۝ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ مَهْدًا وَّجَعَلَ

اور اگر تو انسے پوچھے کہ آسمانوں اور زمین کو کسنے پیدا کیا تو ضرور کہینگے کہ انکو اللہ زبردست علم والے نے پیدا کیا ہو۔ وہ کہ جسنے زمین کو تمھارا بچھونا بنایا اور تمھارے

لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝ وَالَّذِيْ نَزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً بِقَدَرٍ ۚ فَأَنْشَرْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا ۚ كَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ۝ وَالَّذِيْ

اسمین رستہ بنائے تاکہ تم راہ پاؤ۔ وہ کہ جسنے آسمان سے ناپ کر پانی اتارا پھر جسنے اس سے خشک زمین کو تازہ کیا تم بھی اسی طرح سے زندہ کئے جاؤگے

خَلَقَ الْأَزْوَاجَ كُلَّهَا وَجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْفُلْكِ وَالْأَنْعَامِ مَا تَرْكَبُوْنَ ۝ لِتَسْتَوٗا عَلٰى ظُهُوْرِهٖ ثُمَّ تَذْكُرُوْا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ إِذَا اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِ

جس نے ہر قسم کے جوڑے بنائے اور تمھارے لئے وہ کشتیان اور چارپائے بنائے کہ جنپر تم سوار ہوتے ہو تاکہ انکی پیٹھ پر ٹھہرکر اپنے رب کا احسان یاد کرو جبکہ تم انپر خوب بیٹھ جاؤ

وَتَقُوْلُوْا سُبْحٰنَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ ۝ وَإِنَّآ إِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ۝ وَجَعَلُوْا لَهٗ مِنْ عِبَادِهٖ جُزْءًا ۚ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ مُّبِيْنٌ ع

اور کہو پاک ذات ہو وہ کہ جسنے اسکو ہمارے بس مین کردیا اور ہم تو اسکو بس مین نہین کرسکتے تھے اور ہمکو اپنے رب کے پاس لوٹ کر جانا ہو۔ اور لوگون نے اسکے بندونمین سے اسکی اولاد بنادیا آدمی جو ہو تو صریح ناشکرا ہو

اب اور جواب دیتا ہو اور اسکے ضمن مین اپنے انعام بھی یاد دلاتا ہے اور اپنی قدرت کاملہ کا ثبوت دیکر توحید ثابت کرتا ہو اور ان انعام پر بندے کی اور دونمونہ شریک بنانے پر اسکی شکایت کرتا ہو۔ واللہ کیا بیحد فخار کلام ہے جسکے اندر سیکڑون گوشون مین ہزارون در شہوار رکھے ہوئے ہین اور کیسے مسلسل کلام چلا آتا ہو فقال ولئن سالتہم الخ اگر انسے اے محمد پوچھوگے کہ آسمانون اور زمین کو کسنے بنایا؟ تو کہینگے اللہ نے جو زبردست حکمت والا ہو۔ پس جسنے تمھارے لئے آسمان و زمین بنائے اور جعل لکم الارض مہدا اور زمین کو تمھارا بچھونا بنایا کہ اسپر چلتے پھرتے ہو وجعل لکم فیہا سبلا اور تمھارے لئے چلنے پھرنے کو لئے زمین مین رستے بنائے اور رستون کے نشان قائم کئے انکے پتے سے راہ نہین بھولتے وہ اللہ کہ تنزل من السماء جسنے آسمان سے ایک اندازہ سے پانی اتارا جس سے مردہ یعنی خشک زمین کو شاداب کیا اور قسم قسم کے انسین درخت و نباتات پیدا کئے۔ قال سعید بن جبیر الازواج الاصناف کلہا اسی طرح بار دیگر تمکو زندہ کریگا قبر وںسے نکالیگا وجعل لکم من الفلک والانعام ماترکبون اور دریا کی سواریان کشتیان بنائین اور زمین کے چارپایا ونٹ گدھا گھوڑا بیل ہاتھی خچر وغیرہ لتستووا علی ظہورہ الضمیر راجع الی ما الموصولۃ قالہ ابو عبیدہ تاکہ تم انپر سوار ہو اور سوار ہوکر اکڑو نہین بلکہ تذکروا النعمۃ ربکم الخ اپنے رب کا احسان یاد کرو اور یہہ کہو سبحان الذی سخرلنا ہذا وما کنا لہ مقرنین کہ پاک ہو وہ کہ جسنے اس جانور کو ہمارے بس مین کردیا اور یہہ ہمارے بس کا تھا مقرنین مطیقین یقال اقرن ہذا لہذا اذا طاقتہ ہذا قول ابن عباس۔ وقال الاخفش وابو عبیدۃ مقرنین ضابطین وقیل مماثلین فی القوۃ اور چونکہ سفر طے کرنے کے لئے یا کسی مسافت طے کرنیکے لئے سوار ہوا کرتے ہو یہہ بھی سمجھ لیا کرو کہ اسی طرح یہہ عمر بھی ایک سفر ہے اُسکو طے کرنا اور اللہ کے پاس پہونچنا ہو اس سفر سے اُس سفر کو یاد کرلیا کرو وانا الی ربنا المنقلبون وہین سے آئے ہین وہین جانا ہو۔ مسلم و ابوداؤد و ترمذی و نسائی و حاکم نے ابن عمر سے نقل کیا ہو کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوتے تھے تو تین بار تکبیر پڑہتے تھے پھر سبحان الذی الخ تک یہہ آیت پڑہتے تھے۔

اُنسے تو یہہ یہہ عنایتین کین مگر کفار و مشرکین نے یہہ کیا وجعلوا لہ من عبادہ جزءا کہ اسی کے بندونکو اسکا بیٹا بنادیا کہدیا فلان اسکا بیٹا ہو اور فرشتے انکی بیٹیان ہین ان الانسان للکفور مبین آدمی صریح ناشکرا ہو اسی نے نبی اور کتاب بھیجی اسمین ضمنی طور پر مسئلہ توحید اور اپنے کمال قدرت و صفات کمالیہ کا ثبوت کرکے اصل بات کا بھی جواب دیدیا کہ جنسے تمھارے لئے یہہ سامان کئے پھر وہ تمہین گمراہی مین کسلئے پڑا رہنے دیتا یہہ بھی اسکا ایک انعام ہے پھر اولاد انعامات پر نہین کہتے کہ خدا کو انکے بنانے سے کیا مطلب تھا؟ حالانکہ خود اقرار کرتے ہو کہ یہہ چیزین انسان کے نفع و قضاء حاجت کے لئے اسنے بنائین پھر نبوت اور کتاب نازل کرنیکی امر مین یہہ کہتے ہو کہ اسکو کیا غرض پڑی تھی کیا مطلب تھا کیا پروا تھی؟۔ نبوت و توحید کا کس عمدگی سے ثبوت کیا۔

أَمِ اتَّخَذَ مِمَّا يَخْلُقُ بَنَاتٍ وَأَصْفَاكُم بِالْبَنِينَ ○ وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُم بِمَا ضَرَبَ لِلرَّحْمَٰنِ مَثَلًا ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ ○
کیا اسنے اپنی مخلوقات مین سے بیٹیان لے لین اور تمکو بیٹے چن کر دئے اور جب اُسکو اس چیز کی خوشخبری دی جاوے کہ جسکو رحمان کے لئے بتایا تو اسکا مونہہ سیاہ ہوجاوے اور دلمین گھٹ جاوے
أَوَمَن يُنَشَّأُ فِي الْحِلْيَةِ وَهُوَ فِي الْخِصَامِ غَيْرُ مُبِينٍ ○ وَجَعَلُوا الْمَلَائِكَةَ الَّذِينَ هُمْ عِبَادُ الرَّحْمَٰنِ إِنَاثًا ۚ أَشَهِدُوا خَلْقَهُمْ ۚ سَتُكْتَبُ
کیا اسکے لئے ہو کہ جو زیور مین پلتی ہے اور جھگڑے مین بات نکرسکے اور اُن فرشتون کو کہ جو رحمان کے بندے ہین عورتین بنا دیا۔ کیا اُنمون نے اُنکو پیدا ہوتے دیکھا ہے اُنکی
شَهَادَتُهُمْ وَيُسْأَلُونَ ○ وَقَالُوا لَوْ شَاءَ الرَّحْمَٰنُ مَا عَبَدْنَاهُمْ ۗ مَا لَهُم بِذَٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۖ إِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ ○ أَمْ آتَيْنَاهُمْ كِتَابًا
گواہی لکھی جاویگی اور انسے پوچھا جاویگا۔ اور کہتے ہین اگر رحمان چاہتا تو ہم اُنکو نہ پوجتے انکو اسکی کچھ خبر نہین وہ محض اٹکل دوڑاتے ہین کیا ہمنے اُنکو اُس سے پہلے
مِّن قَبْلِهِ فَهُم بِهِ مُسْتَمْسِكُونَ ○ بَلْ قَالُوا إِنَّا وَجَدْنَا آبَاءَنَا عَلَىٰ أُمَّةٍ وَإِنَّا عَلَىٰ آثَارِهِم مُّهْتَدُونَ ○ وَكَذَٰلِكَ مَا أَرْسَلْنَا مِن
کوئی کتاب دی ہے کہ یہ اُسپر مضبوط ہین بلکہ وہ کہتے ہین کہ ہمنے اپنے باپ دادا کو ایک طریقہ پر پایا اور ہم انہین کے پیرو ہین اور اسی طرح ہمنے تجھ سے پہلے کسی گاؤن مین
قَبْلِكَ فِي قَرْيَةٍ مِّن نَّذِيرٍ إِلَّا قَالَ مُتْرَفُوهَا إِنَّا وَجَدْنَا آبَاءَنَا عَلَىٰ أُمَّةٍ وَإِنَّا عَلَىٰ آثَارِهِم مُّقْتَدُونَ ○
جو کوئی ڈر سنانے والا بھیجا تو وہان کے دولتمندون نے کہدیا کہ ہمنے اپنے باپ دادا کو ایک طریقہ پر پایا اور ہم انہین کے پیرو ہین۔

ثبات مفعول اتخذ مما یخلق حال منہا۔ مثلاً مفعول ضرب للرحمن متعلق بہ واذا شرطیہ ظل بجملۃ جوابہ بالرفع علی القرۃ المشہورۃ اسم ظل مسودا خبرہ او من فی موضع نصب تقدیرہ اتجعلون من ینشأ، قرا الجمہور بفتح الیاء واسکان النون وقرا ابن عباس وابن ابی عبلۃ بضم الیاء وفتح النون وتشدید الشین۔ قال الہروی الفعل علی القرۃ الاولی لازم وعلی الثانیۃ متعد فی متعلق بمبین وغیر لا یتعدیہ وہو بجملۃ حال۔

تفسیر

پہلے فرمایا تھا وجعلوا الرحمن عبادہ جزءاً اب بیان اسکی اور زیادہ تشریح کرتا ہے فقال ام اتخذ الخ کہ کیا اللہ نے اپنی مخلوقات مین سے لڑکیان پسند کین ہین اور تمھارے لئے بیٹے پسند کئے ہین؟ یعنی یہہ جو تم کہتے ہو کہ فرشتے خدا کی بیٹیان ہین یہہ غلط بات ہے کیونکہ بیٹیون سے بیٹے بہتر ہوتے ہین یہانتک کہ اذا بشر احدہم الخ جب ان مین سے کسی کو بیٹی پیدا ہونے کی خبر دیجاتی ہے جسکو وہ اللہ تعالیٰ کے لئے قرار دیتا ہے تو غم کے مارے سونہہ پر سیاہی چھا جاتی ہے اور دل مین گھٹ جاتا ہے عرب بیٹیون کا پیدا ہونا اپنی عزت کے خلاف جانتے تھے اسلئے قتل کر ڈالتے تھے اور خبر سنکر ٹراپ رنج ہوتا تھا پھر ایسی چیز تو آپ لے اور بیٹے تمکو دے یہہ کیونکر ہوسکتا ہے اسکے علاوہ اولاد سے جو فائدہ متصور ہوتا ہے کہ وہ میدان کارزار مین کام دے اور مجالس مین سیف لسانی سے کام لے یہہ بھی انسے حاصل نہین اسبات کو اس جملہ مین بیان فرماتا ہے او من ینشوا الخ کہ کیا جو زیور مین اور آرائش مین پرورش پاتی ہین یعنی لڑکیان) اور جھگڑو نہین گویائی سے عاجز ہین کیونکہ عورت کی تربیت مین زیور و آرائش ہے جو مردانگی کے خلاف ہے اور شرم و لحاظ کی وجہ سے خوب بات نہین کرسکتین وہ اپنے لئے پسند کی ہین نہین ہرگز نہین بیان سے ثابت ہوا کہ زنانہ تجمل و آرائش مذموم ہے اسکے بعد ایک اور دلیل سے اُنکو رد کرتا ہے فقال وجعلوا الملائکۃ الخ کہ فرشتے اللہ کے بندے ہین انکو انمون نے عورت بنا دیا جو اُنکو خدا کی بیٹیان کہتے ہین کیا اُنھون نے اُنکو پیدا ہوتے دیکھا ہے اسکی وہ شہادت دینگے؟ اچھا دین ہم اُن کی شہادت لکھے لیتے ہین اور ان سے قیامت کے دن پوچھا جاوے گا اسکے بعد ان کفار و مشرکین کا جو ملائکہ کو خدا کی بیٹیان کہتے تھے اور حجت مین ساکت کئے جاتے تھے ایک جواب نقل کرتا ہے جو محض جاہلانہ جواب ہے وقالوا لو شاء الرحمن کہ اگر اللہ نہ چاہتا تو ہم ان معبودون کو نہ پوجتے اس سے ثابت ہوا کہ یہہ اسکی مرضی کے موافق ہے اسکا جواب دیتا ہے مالہم بذلک من علم انہین مشیت اور مرضی کا فرق معلوم نہین اس قضاء و قدر اور عالم اسباب کے مسئلہ کو یہہ نہین جانتے محض اٹکلین دوڑاتے ہین کہ اسکی مشیت ہے تو مرضی بھی ہے ام اتیناہم الخ کیا انکے پاس اس بت پرستی کے جواز مین کوئی نوشتہ آلہی ہے جو پہلے سے چلا آتا ہو اور جسکے یہہ پابند ہین نہین اسکے جواب مین بھی یہی کہین گے انا وجدنا کہ ہمنے اپنے باپ دادا کو یون کرتے دیکھا ہے انکے طریقہ پر ہم چلتے ہین۔ اسکے جواب مین فرماتا ہے وکذلک کہ یہہ نئی بات نہین انسے پہلے بھی جہان کہین کوئی نبی آیا وہان کے پیٹ بھرون نے یہی عذر کیا کہ ہم اپنے باپ دادا کے پیرو ہین۔

قُلْ أَوَلَوْ جِئْتُكُمْ بِأَهْدَىٰ مِمَّا وَجَدْتُمْ عَلَيْهِ آبَاءَكُمْ ۖ قَالُوا إِنَّا بِمَا أُرْسِلْتُمْ بِهِ كَافِرُونَ ﴿٢٤﴾ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ ۖ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ ﴿٢٥﴾ ع

رسول تمکو اگر ان سے پاس اس سے بھی بہتر طریقہ لاوں کہ جسپر تمنے اپنے باپ دادا کو پایا تو بھی باپ دادا کے طریقہ پر چلوگے۔ وہ بولے جو تو لایا ہو ہم اسکے منکر ہین پھر تو نے جو طریقہ اختیار کیا تھا اسکا انجام ہوا سچھ کہ کیا ہم نے ان سے بدلہ لیا پھر دیکھ کہ جھٹلانے والون کا کیا بدانجام ہوا۔

وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ إِنَّنِي بَرَاءٌ مِمَّا تَعْبُدُونَ ﴿٢٦﴾ إِلَّا الَّذِي فَطَرَنِي فَإِنَّهُ سَيَهْدِينِ ﴿٢٧﴾ وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ

اور جبکہ ابراہیم نے اپنے باپ اور قوم کہ کہا کہ جس کو تم پوجتے ہو میں اُس سے الگ ہون مگر جسنے کہ مجھے پیدا کیا پھر وہ مجھکو رستہ بتلادیگا اور وہ اسی بات کو اپنے بعد باقی چھوڑ گیا

لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿٢٨﴾ بَلْ مَتَّعْتُ هَٰؤُلَاءِ وَآبَاءَهُمْ حَتَّىٰ جَاءَهُمُ الْحَقُّ وَرَسُولٌ مُبِينٌ ﴿٢٩﴾ وَلَمَّا جَاءَهُمُ الْحَقُّ قَالُوا هَٰذَا سِحْرٌ وَإِنَّا بِهِ كَافِرُونَ ﴿٣٠﴾

تاکہ وہ رجوع رہین۔ بلکہ میں نے انکو اور انکے باپ دادا کو برتنے دیا یہانتک کہ انکے پاس دین حق اور صاف کہنے والا رسول آگیا۔ اور جبکہ انکے پاس دین حق پہنچا تو کہنے لگے یہ تو جادو ہوا اور ہم تو اسکے

قرا الجمہور قل وتری قال کذالک بغیر نون اللذ وقومہ ای واذکر لقومہ۔ آ ہمزۃ انکار دللعطف علی المحذوف ای اتتبعون ذلک۔ والجواب لو نحذوف۔ الا الذ استثناء منقطع او متصل علی ان الکلمۃ باقی فیما یلیہم لانہم کانوا یعبدون اللہ والاوثان او صفۃ بمعنی غیر علی ان ما موصوفۃ ای انتی برا من آلہۃ تعبدونہا غیر الذی فطرنی وجعلہا ای جعل الضمیر یرجع الی اللہ او الی ابراہیم ودعا الی کلمۃ التوحید التی قالہا ابراہیم

تفسیر

یہہ بقایا ہے اس گفتگو کا جو اجیارسا لیقین اور اُن کے قوم مین ہوئی تھی۔ کہ کیا جب تمھارے باپ دادا کے طریقہ سے اچھا اور ہدایت کا طریقہ ہم تمھارے پاس لاوین جب بھی تم اپنے باپ دادا کے طریقہ پر چلوگے؟۔ اسکے جواب مین یہی کہدیا انا بما ارسلتم بہ کافرون ہم تمھاری سب باتونکے منکر ہین فانتقمنا منہم اخیر پس ہمنے بدلہ لیا ہلاک و برباد کر دیا پھر دیکھ جھٹلانے والون کا کیا بدانجام ہوا۔

اسکے بعد اس تقلید آبائی کے رد مین حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تذکرہ کرتا ہے جو مخاطبین کے جد امجد تھے کہ انہون نے اپنے باپ دادا کے طریقے کو جو ناپسند تھا چھوڑ دیا پھر اگر تم کو باپ دادا کی پیروی منظور ہے تو اپنے دادا ابراہیم کی پیروی کرو اسنے اپنے باپ اور قوم سے صاف کہدیا تھا کہ مین بیزار ہون اس کے کہ جسنے مجھے پیدا کیا تمھارے معبودون مین سے کسی کو نہین مانتا وہی مجھکو اپنے دین کا رستہ دکھا دیگا۔ دلیل چونکہ تقلید سے بہتر ہے اس لئے جملہا کلمۃ باقیۃ علی عقبہ کہ اللہ نے ابراہیم کی اس بات کو (انتی براء مما تعبدون الا الذی فطرنی) اُسکے بعد تک خدا پرست قومون مین قائم رکھا کیونکہ یہہ کلمہ بمنزلہ لا الا اللہ کے ہے اور موحدین کے پیشوا ابراہیم ہین۔ یہہ بھی معنی ہو سکتے ہین کہ ابراہیم نے اپنے بعد اس کلمہ کو باقی چھوڑا تاکہ لوگ شرک سے توحید کی طرف رجوع کرین۔

اس مین کوئی شبہ نہین کہ اسلام و دلائل سماویہ کے مقابلہ مین بے سوچے سمجھے باپ دادا کی تقلید و پیروی حق کے خلاف مین کرنا مذموم ہے اور ایسی تقلید شرک و گمراہی ہے مگر ائمہ مجتہدین کے فتوونپر چلنا (جو ادلہ اربعہ کتاب و سنت اجماع و قیاس یعنی استنباط نصوص پر مبنی ہین یہہ سمجھکر کہ ناسخ و منسوخ اور اول و مفسر مشترک وغیرہ مشترک کی شناخت موارد نصوص کی تخصیص و تعمیم احادیث مین صحیح و ضعیف کی پہچان یہہ ہمسے زیادہ ترجانتے ہین اور اہل التوحید کا جم غفیر سلف سے خلف تک انکو ان باتون مین پیشوا جانتا آیا ہے محاورات عرب اور انکے رسم و رواج سے بھی یہہ خوب واقف تھے باین ہمہ اہل ورع و دینداری تھے جو ایک خاص قسم کی تقلید ہے اس کو بھی اسی مین ملاکر شرک و بدعت کا حکم لگا دینا بیجا ہے۔ اور مجھکو قاضی شوکانی اور ابن القیم اور اُن کے مقلدین سے کمال تعجب ہے کہ وہ باوجود علم اس بات کے کتب اصول فقہ مین مسلم ہو چکا ہے کہ نص کے مقابلہ مین قیاس مجتہدین کوئی چیز نہین کیسی جرات کرتے ہین اور اہل اسلام کو مشرک قرار دیتے ہین افسوس صد افسوس۔

مشرکین ایک حجت یہہ بھی قائم کیا کرتے تھے کہ اگر تقلید آبائی اور یہہ بت پرستی عند اللہ بری ہو تو یہ سیکڑون برسونسے یہہ لوگ دنیا مین کیون پھلتے پھولتے آئے ہین اسکا جواب بل متعتہم کہ مجھے انکو اور انکے باپ دادا کو دنیا مین اب تک پھلنے پھولنے دیا یہہ سب کچھ اور اسباب حق اور رسول مبین کے مقابلہ مین پیش کرنے لگے اور دین حق اور رسول کو جادو کہدیا اور انکار کر دیا۔ یہہ انکی غلطی ہے کسلئے کہ دنیا کی برومندی اسکی ربوبیت کا مقتضی ہے یہہ کوئی دلیل انکے برحق ہونیکی نہین۔

وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ ۝ اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ ۭ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِي

اور کہنے لگے کیسے یہ قرآن ان دونوں بستیوں کے کسی سردار پر نہ نازل کیا گیا۔ کیا وہ تیرے رب کی رحمت بانٹتے ہیں انکی روزی تو دنیا میں ہم نے ان میں

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا ۭ وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ۝ وَلَوْلَآ

بانٹ دی ہے اور ایک کو دوسرے پر بلند مرتبہ کیا ہے تاکہ ایک دوسرے کو حکم کرے۔ اور تیرے رب کی رحمت اس سے بہتر ہے کہ جسکو یہ جمع کر رہے ہیں اگر

اَنْ يَّكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً لَّجَعَلْنَا لِمَنْ يَّكْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ لِبُيُوْتِهِمْ سُقُفًا مِّنْ فِضَّةٍ وَّمَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُوْنَ ۝ وَلِبُيُوْتِهِمْ

کہ سب لوگ ایک طریقے کے ہو جاویں گے تو جو اللہ کے منکر ہیں انکے گھروں کی چھت اور اوپر چڑھنے کی سیڑھیاں چاندی کی کر دیتے اور انکے گھر دروازے

اَبْوَابًا وَّسُرُرًا عَلَيْهَا يَتَّكِـُٔوْنَ ۝ وَزُخْرُفًا ۭ وَاِنْ كُلُّ ذٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝

اور وہ تخت بھی چاندی کے کر دیتے کہ جنپر وہ تکیہ لگا کر بیٹھیں اور دوسری آرایش بھی اور یہ سب کچھ جو ہے تو دنیا کی زندگی کا اسباب ہے اور آخرت تیرے رب کے ہاں پرہیزگاروں کے لئے ہے

لغت

عظیم البحر مل من جل لیسوم مل باعادۃ الجاری لیسوت من کفر جمع القلیبی ہو تہم والفردہ فی یکفر باعتبار معنی من ولفظہا۔ سقفا قرا الجمہور بضم السین والقاف فمی جمع سقف کرہن دسہن وقال الفراء ہو جمع سقیف کرغیف ورغف وقیل جمع سقوف فیکون جمعا للجمع۔ وقد رفع السین واسکان القاف فہو واحد فی معنی الجمع ومعارج جمع معرج بفتح المیم وکسر الراء ایا درجا جمع سریر ہا منصوبان بجعلنا ای جعلنا لبیوتہم ابوابا وسررا۔ لما با تخفیف وقری بالتشدید فعلی الاول ان مخففۃ من الثقیلۃ وعلی الثانیۃ ہی النافیۃ ولما بمعنی الا

تفسیر

کفار مکہ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر یہ بھی ایک بیہودہ شبہ تھا جسکو یہاں نقل کرکے جواب دیتا ہے فقال وقالوا لولا نزل ہذا القرآن علی رجل من القریتین عظیم کہ یہ قرآن ان دونوں بستیوں کے کسی بڑے شخص پر کیوں نہ نازل ہوا۔ ابن عباس فرماتے ہیں کہ قریتین سے مراد انکی دو شہر تھے مکہ اور طائف اور رجل عظیم یعنی بڑے شخص سے مراد وہ کہ جو بڑا مالدار صاحب شوکت وجاہ ہو کہ مین ایسا شخص جو منصب نبوت کا مستحق دنیاوی مال وجاہ کے لحاظ سے ان جماعت کی تردید سمجھا گیا تھا ولید بن المغیرہ تھا والطائف والو بمکہ سے عروۃ بن مسعود ثقفی یہ کہنا تو انکا درست تھا کہ کسی بڑے شخص پر قرآن اترنا تھا مگر یہ انکی حماقت تھی کہ وہ بڑائی مال وجاہ مین منحصر جانتے تھے اور اپر کیا موقوف ہے اب بھی جماعت مال وجاہ دنیاوی پر بڑائی کا انحصار ہے خصوصاً ہندیونکے نزدیک۔ اب اسکے دو جواب دیتا ہے اول ہم یقسمون رحمت ربک الی قولہ سخریا کہ جب دنیاوی معزز مین ہمنے تفاوت کردیا کہ جسکو کوئی اٹھا نہین سکتا کوئی حاکم ہو کوئی محکوم ہو کوئی مفلس کوئی زردار جسکے سبب انتظام عالم ہو رہا ہو کیونکہ سب یکسان ہوتو کوئی کسیکی اطاعت وخدمت کیون کریگا تو دینی تفاوت کو وہ کیونکر اٹھا سکتے ہین ہم سکو چاہین ولی اور جسکو چاہین کافر فاسق بناوین۔ اور یہ بھی کہ مال جو کچھ کسی کو دیا ہے اپنے فضل وکرم سے عطا کیا ہے پھر کسیکو مال دیکر کیا ہم نبوت دینے پر بھی مجبور کئے جا سکتے ہین کہ خواہ مخواہ نبوت بھی اسی کو دین۔ پس ہم مختار ہین ہم کسیکو کچھ دینا نہین آتا کہ سکمال جاہ ومال خواہ اسمین نبوت کی لیاقت ہو تو ہوا سیکو نبوت بھی عطا کرین (دوم) ورحمت ربک خیر مما یجمعون یہ کہ مال وجاہ کی شرافت کو نیکی وسعادت ازلی کی شرافت سے بڑھکر جانتا تاوانی ہے کیونکہ مال وجاہ لذات دنیا کو حاصل کرنے مین کام آتا ہے جو محض فانی ہے اور یہ سعادت ازلی لازوال ودولت ابدی ہے جو باقی ہے اور جس چیز کو وہ سمیٹ رہے ہین یعنی مال اس سے بہتر ہے پس اسی دولت کا مالا مال شریف اور بڑا ہوا اور تمہارے عقیدہ کے موافق بڑے آدمی کو نبوت کا مرتبہ ملنا چاہیئے تو وہ بڑا شخص نہین بلکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بڑے ہین اسکے بعد دنیا اور اسکے کروفر کی بے وقعتی بیان فرماتا ہے کہ جسپر وہ شیدا تھے اور جو انکی آنکھون مین بڑی چیز تھی فقال ولولا ان یکون الناس امۃ واحدۃ بسطنا لمن یکفر بالرحمان الخ کہ دنیا کی ہمارے نزدیک کیا عزت ہے اور صرف یہ بات ہوتی کہ دنیا کا تکمل دیکھکر سب کے سب یا اکثر لوگ کفر کی طرف راغب ہو جاتے تو ہم کفار کو جو رحمان کے منکر ہین اس جہان کے بدلہ دنیا مین اسقدر دیتے کہ انکے گھرون کی چھتین اور انکی سیڑھیان چاندی کی کر دیتے اور انکے گھر دروازے اور وہان تکیہ لگا کر بیٹھنے کے تخت بھی چاندی کے کر دیتے اور ہیبت الہی کا سامان عطا کرتے مگر یہ سب کچھ دنیا فانی کا چند روزہ اسباب ہے اور آخرت جو ہے پرہیزگاروں کے لئے اس سے زیادہ بہتر ہے وہان انکے لئے بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دنیا کی اللہ کے نزدیک مچھر کے پر کی برابر بھی قدر ہوتی تو کسی کافر کو سر دپانی بھی نہ دیتا۔ رواہ الترمذی حضرت نے فرمایا کہ اللہ مومن کو دنیا سے اسطرح روکتا ہے کہ جیسا کوئی بیمار کو پانی سے روکتا ہے رواہ البیہقی بیشک قیامت کو قریب کفار کو دنیا اور اسکے تجملات بکثرت وسہولت میسر ہونگے اور فسق وفجور مین مبتلا ہونگے اور پر کو دیکھو اسی بات کی مسلمانون مین ہونے سے نہیں بچتی تو ڈر ہے کہ اسلام مین

وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ۝ وَاِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ
اور جو کوئی اللہ کی یاد سے غافل ہوتا ہو تو ہم اسپر ایک شیطان متعین کرتے ہین پھر وہ اسکا ساتھی رہتا ہے۔ اور شیاطین آدمیونکو رستے سے روکتے ہین اور یہہ سمجھتے ہین کہ ہم راہ
مُّهْتَدُوْنَ ۝ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَنَا قَالَ يٰلَيْتَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ فَبِئْسَ الْقَرِيْنُ ۝ وَلَنْ يَّنْفَعَكُمُ الْيَوْمَ اِذْ ظَّلَمْتُمْ
راست پر ہین یہان تک کہ آدمی جب ہمارے پاس آویگا تو شیطان سے کہیگا ای کاش مجھ مین اور تجھ مین مشرق و مغرب کا فرق ہوتا پھر کیا برا ساتھی تھا۔ اور تمکو اسوقت جبکہ تم مجرم قرار پاچکے یہ بات
اَنَّكُمْ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ۝ اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ اَوْ تَهْدِي الْعُمْيَ وَمَنْ كَانَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝
کچھ فائدہ نہ دیگی کہ تم سب عذاب مین شریک ہو۔ ای محمد پھر کیا تو بہرے کو سنا سکے گا یا اندھے کو اور اس شخص کو جو صریح گمراہی مین ہے ہدایت کر سکے گا

ومن شرطیۃ یعش العشو الاعراض والعدول مزاتحول بالفراء والزجاج وقال الخلیل انظر الضعیف قرا الجمہور بضم الشین من عشا یعشو من نصر ینصر وقری بفتح الشین من عشی یعشی - ای من سمع یسمع - وسقط الواو بین الشرطیۃ - قال الجوہری العشا مقصور مصدر الاعشیٰ ہو من لا یبصر باللیل والمرۃ عشوی - نقیض جواب الشرط انکم بفتح ان علے ان وبالعدیا فاعل ینفعکم ویمکن ان یکون ضمیر التثنی واکم لانکم - ومن کان عطف علے اسمے یا عتبار المعنی +

+ تفسیر +

اب دنیا کا خراب نتیجہ بتاتا ہے ومن یعش کہ جب شہوات ولذات دنیا خدا کی یاد سے غافل کر دیتی ہے اور جو اسکی یاد سے غافل ہوتا ہے تو اسکے لئے ایک شیطان قائم ہو جاتا ہے جو اسکا ہر کار بار مین ساتھی رہتا ہے اور انہم یصدونہم عن السبیل الخ اور شیاطین انسان کو راہ راست سے باز رکھتے ہین اور لطف یہہ کہ انسان اپنے آپ کو راہ راست پر جانتے ہین - اس نقرہ مین یہانتک متبلا رہتا ہے کہ اذا جاءنا الخ ہمارے پاس آتا ہے مرکر یا قیامت مین تب یہہ نشہ اترتا ہے اور اسکی برائی ثابت ہوتی ہے تو اس سے بیزاری ظاہر کرتا ہے اور کہتا ہے کاش تجھ مین اور مجھ مین مشرق و مغرب کا فرق ہو جاوے یعنی جسقدر مشرق سے مغرب دور ہے یہہ مردود مجھ سے اتنا دور رہے ولن ینفعکم الیوم مگر آج کی بیزاری کیا فائدہ دیتی ہے جب کہ جو کچھ کرنا تھا کر چکے اب وہ شیطان بھی اور اسکے ساتھ یہہ بھی دونون جہنم مین گرے - دنیا مین ایسا ساتھی پیدا ہوا تھا کہ اپنے ساتھ جہنم مین لیکر گرا۔

یہہ شیطان جو یاد الٰہی سے غافل ہونے پر قائم ہوتا ہے شیطان جنی ہے جسکا مرکب اسکے بدن مین قوت شہوانیہ وغضبانیہ ونفسانیہ وجمیع قوی بہیمیہ ہین انسان جب یاد الٰہی مین مصروف رہتا ہے تو روح کا جوہر نورانی اس مبدء فیاض ونور مطلق کی تجلی سے منور رہتا ہے نیک و بد کا کامل امتیاز رہتا ہے خدا کی سیدھی راہ پر چلتا ہے اسکے تمام کاروبار فطرت کے موافق سرزد ہوتے ہین اور انبیاء علیہم السلام چونکہ ہمہ وقت یاد الٰہی مین رہتے ہین شیطان سے محفوظ رہتے ہین اور معصوم ہوتے ہین اور جب یہہ اور وہ سے غافل ہوا قوی بہیمیہ کی تاریکیان اسپر ہر طرف سے محیط ہوئین اور اسکو اندھا کر دیا اب اسکے جو کام ہونگے خلاف فطرت ہونگے اور نفسے اور بھی تیرہ تر تاریکیون کی اسپر چڑھتی جاوینگی اور اسکو ابدالاباد تک جہنم بنکر گھیرے رہینگے جو جہل مرکب کا نتیجہ ہے یہان تک کہ جب اس عالم سے کوچ کریگا اور قوی بہیمیہ کا انجن ٹھنڈا ہو جاویگا تب اسکو اپنے مرض کی خبر ہوگی اور تاسف کریگا مگر کیا فائدہ۔

دنیا کی محبت اور خدا سے غافل ہونے کے ساتھ یہہ بلائین لگی ہوئی ہین کیا خوب کہا ہے کسی نے ؎

زتو یک نفس جدا شدم شدہ صد بلا نصیبم + من و بے تو زندگانی نکند خدا نصیبم

پس جو ایسی تاریکیون مین متبلا ہو جاتا ہے تو اسکے حواس باطنیہ بھی زائل ہو جاتے ہین وہ اندھا ہوتا ہے کچھ نہین دیکھتا بہرہ ہوتا ہے کچھ نہین سنتا اب اس کو کسی کی نصیحت نفع نہین دیتی اسی بات کو خدا تعالیٰ اپنے نبی کو مخاطب کر کے فرماتا ہے فقال افانت تسمع الصم او تہدی العمے ومن کان فی ضلال مبین کہ ای محمد کیا تو ایسے بہرہ کو سنا سکتا ہے اور ایسے اندھے کو راہ بتا سکتا ہے اور اسکو جو ضلال مبین مین ہو راہ پر لا سکتا ہے؟ نہین کیلئے کہ ان مین صلاحیت ہی نہین رہی - اس مرتبہ کو ضلال مبین کہتے ہین۔

فَإِمَّا نَذْهَبَنَّ بِكَ فَإِنَّا مِنْهُمْ مُنْتَقِمُونَ ۝ أَوْ نُرِيَنَّكَ الَّذِي وَعَدْنَاهُمْ فَإِنَّا عَلَيْهِمْ مُقْتَدِرُونَ ۝ فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِي أُوحِيَ إِلَيْكَ إِنَّكَ عَلَىٰ صِرَاطٍ
پھر اگر ہم تجھکو دنیا سے لیجاوین تو ہم اُنسے ضرور بدلہ لینگے اور اگر ہم تجھے یہی دکھا دین کہ جسکا ہم نے اُنسے وعدہ کیا ہے تو ہم اُنپر قادر ہین پھر تو اسکو مضبوط پکڑے رہ کہ جو تیری طرف وحی کیگیا ہے تو سیدھے
مُسْتَقِيمٍ ۝ وَإِنَّهُ لَذِكْرٌ لَكَ وَلِقَوْمِكَ وَسَوْفَ تُسْأَلُونَ ۝ وَاسْأَلْ مَنْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُسُلِنَا أَجَعَلْنَا مِنْ دُونِ الرَّحْمَٰنِ آلِهَةً يُعْبَدُونَ ۝
رستہ پر ہے اور یہ قرآن تیرے لئے اور تیری قوم کے لئے نصیحت ہوگا اور تمسے پوچھا جاویگا اور جو ہم نے تجھ سے پہلے اپنے رسولونسے کہا تھا کہ کیا ہم نے اللہ کے سوا اور بھی معبود پرستش کیلئے بنائے تھے۔

تفسیر

اس سے پہلے فرمایا تھا کہ ایسے بہرے اندھے کو جو ضلال مبین مین گرفتار ہو تو ہدایت نہین دیسکتا۔ ایسی حالت مین ان ازلی گمراہون کو اور بھی جرأت ہوتی اور نبی کی تکذیب و ایذا پر کمر باندھکر اس کہنے کا موقع ملتا کہ تجھ سے ہماری ہدایت ممکن نہین اور ہم ایسے بدراہ ہین تو تیرا خدا اپنے وعدہ کے موافق ہمین کچھ سزا دیوے تاکہ تیری سچائی معلوم ہو کہ تو اسکا بھیجا ہوا ہے) قرین قیاس ہے۔ ان کی اس شوخ چشمی کا جواب دیتا ہے فاما نذہبن بک فانا منہم منتقمون الخ کہ اگر تجھے اسی محمد ہم دنیا سے لیجاوین کیونکہ تو اپنا کام جو تھا سو کر چکا اور یہہ ایک روز ہونا ہے تو یہہ نہین کہ پھر ہم ان سے بدلہ نہ لین یا تیری زندگی ہی مین تجھے بھی انکمہ سے وہ عذاب جسکا ایسے وعدہ ہوا ہے دکھا دین تو ہم اسپر بھی قادر ہین۔ یہہ بھی ہوسکتا ہے کہ اہل مکہ کو اپنی نسبت ضلال مبین اور اندھا بہرا سننا سخت ناگوار گزرا اور قصد کیا کہ انکو مار ڈالین یا شہر سے نکالدین اسکے ساتھ اس کے وہ وعدے بھی تمام ہوجاوین گے کہ جن سے ہکو دہکیان دیا کرتا ہے۔ اس بات کا بیان کئی ایک جگہ قرآن مجید مین بھی آیا ہے ازانجملہ یہہ ہے او یقتلوک او یخرجوک کہ تیرے مارنے یا نکالدینے کا قصد کرتے ہین اور بدبخت لوگ جو مرتبہ ضلال مبین مین ہوتے ہین باغوائی بُس القرین ایسا ہی کیا کرتے ہین اپنے خیر خواہ ہونیکے ساتھ ان کی اسبات کا اس آیت مین جواب دیتا ہے کہ اگر انھون نے ایسا ہی کیا کہ تجھے مار ڈالا یا نکالدیا فانا منہم منتقمون ان دونون باتون کو شامل ہے دنیا سے لیجانا یا مکہ سے باہر لیجانا۔ تو اس سے کیا ہوتا ہے ہم ہر حال مین قادر ہین کہ تیرے جانے کے بعد بھی انکو عذاب دکھا سکتے ہین اور تیری رویہ وہی اور ایسا ہی ہوا بھی مکہ مین جب آپ تھے انپر سات برس کا قحط پڑا سب شرارت نکل گئی اور مکہ چھوڑنے کے بعد بھی جنگ بدر وغیرہ معرکون مین انپر وہ مصیبتین آئین پڑین۔ پس ای محمد آپ انکی دہمکی کی کچھ پروا نکرین فاستمسک بالذی اوحی الیک آپ اُسپر خوب مضبوط رہین جو تیری طرف توحید و مکارم اخلاق و عبادت کی بابت وحی کیا گیا ہے۔ اور وہ جو تیرے رستہ کو بُرا اور اوٹا تجھے گمراہ کہتے ہین کہنے دو انک علی صراط مستقیم بیشک آپ سیدھے رستہ پر ہین۔

وانہ اور یہہ قرآن لذکر لک ولقومک تیرے لئے اور تیری قوم کے لئے ایک پند سودمند ہے اور خدا کو اور دار آخرت کو یاد دلانے والی اور سمجھانے والی چیز ہے بعض مفسرین کہتے ہین کہ ذکر سے مراد شرف ہے کہ قرآن تیرا اور تیری قوم کا شرف اور پچھلی نسلون کے لئے یادگار ہے۔ بیشک قرآن ہی کی وجہ سے قریش کا شرف دنیا مین مانا گیا اور یہی لوگ نبی کی خاص اخواص قوم بنکر خلافت اور جانشینی کے قابل قرار دئے گئے۔ وسوف تسئلون مگر عنقریب تم سے سوال ہوگا پوچھا جاوے گا کہ تم نے اس پر کیسا عمل کیا اس امانت کی رعایت کیسی کی؟۔

مشرکین مکہ کے بہت سے گمراہیون مین سے ایک یہہ بھی تھے کہ وہ کہتے تھے بت پرستی سے منع کرنا نیا کام ہے جو محمد نے ایجاد کیا پہلے کسی نبی نے نہین کیا یہہ اسلئے کہتے تھے کہ یہود و نصاریٰ مین بھی اسوقت ایک نئی قسم کی بت پرستی مروج تھی انکی نسبت فرماتا ہے واسئل من ارسلنا الخ کہ پہلے رسولون سے یعنی انکے علماء سے تو پوچھو کہ کیا انہنے اپنے سوا اور معبود بھی پوجنے کے لئے مقرر کر دئے ہین؟ انکے علماء کبھی نہین کہینگے کہ خدا نے متعدد معبودونکے پوجنے کی اجازت دی ہے گو انکے عوام شرک مین مبتلا ہون۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَقَالَ اِنِّىْ رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِاٰيٰتِنَآ اِذَا هُمْ مِّنْهَا يَضْحَكُوْنَ ۝

اور بھیجے موسیٰ کو اپنی نشانیاں دیکر فرعون اور اُسکے سرداروں کے پاس بھیجا تب اُنے کہا میں رب العالمین کا رسول ہون پھر جب وہ اُنکے پاس ہماری نشانیان لایا تو وہ اُنپر ہنسنے لگے

وَمَا نُرِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ اِلَّا هِىَ اَكْبَرُ مِنْ اُخْتِهَا ۖ وَاَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝ وَقَالُوْا يٰٓاَيُّهَ السّٰحِرُ ادْعُ لَنَا رَبَّكَ

اور ہم اُنکو جو نشانی دکھاتے تھے تو ایک دوسرے سے بڑھکر ہوتی تھی اور ہنے اُنکو سختی مین ڈالا تاکہ وہ رجوع کرین اور اُنھون نے کہا اے جادوگر اپنے رب کو اُس عہد سے

بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ۚ اِنَّنَا لَمُهْتَدُوْنَ ۝ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ ۝ وَنَادٰى فِرْعَوْنُ فِىْ قَوْمِهٖ قَالَ

پکار کہ جو تجھہ سے کر لیا ہے البتہ ہم ہدایت پر آجاوینگے پھر جب ہنے اُنکی تکلیف دور کر دی تب ہی وہ عہد شکنی کرنے لگے اور فرعون نے اپنی قوم مین پکار کر کہا

يٰقَوْمِ اَلَيْسَ لِىْ مُلْكُ مِصْرَ وَهٰذِهِ الْاَنْهٰرُ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِىْ ۚ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ۝ اَمْ اَنَا خَيْرٌ مِّنْ هٰذَا الَّذِىْ هُوَ مَهِيْنٌ ۙ

اے قوم کیا مجھے مصر کی بادشاہی نہین اور کیا یہہ نہرین میرے نیچے نہین بہتین پھر تم کیا نہین دیکھتے ۔ کیا مین اِس سے بہتر نہین ہون جو ذلیل ہے ۔

وَّلَا يَكَادُ يُبِيْنُ ۝ فَلَوْلَآ اُلْقِىَ عَلَيْهِ اَسْوِرَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ اَوْ جَآءَ مَعَهُ الْمَلٰٓئِكَةُ مُقْتَرِنِيْنَ ۝ فَاسْتَخَفَّ قَوْمَهٗ فَاَطَاعُوْهُ ۚ

اور صاف بات نہین کر سکتا پھر کیلئے اُسکو سونے کے کڑے نہین پہنائے گئے یا اُس کے ساتھ فرشتے اردلی مین آتے پس اُسنے اپنی قوم کو احمق کر دیا پھر وہ

اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ۝ فَلَمَّآ اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ فَجَعَلْنٰهُمْ سَلَفًا وَّمَثَلًا لِّلْاٰخِرِيْنَ ۝

اُسکی مانتے تھے کیونکہ وہ بدکار قوم تھی پھر جب اُنھون نے ہمکو خفا کیا تو ہنے اُنسے بدلہ لیا پھر تو اُن سب کو ڈبو دیا ۔ پھر ہنے اُنکو اگلون سے موجود اور پچھلون کے لئے نمونہ بنا دیا

باعہد بعہدہ عندک من النبوۃ او من ان یستجیب لی عوتک او دان یکشف العذاب عمن اہتدی او بما عہد عندک فوفیت بہ وھو الایمان والطاعۃ ۔ بیضاوی ۔ یہ الہ النہار بالتہ حالیۃ ویمکن ان تکون الانہار معطوفۃ علی ملک مصر وتجری حال منہا فاستخف ای حملہم علی الخفۃ وقال ابن الاعرابی المعنی فاستجہل قومہ فاطاعوہ سافا قرا الجمہور بفتح السین واللام جمع سالف کخدم وخادم وقرئی سلفا بضم السین واللام قال الفراء ہو جمع سلیف نحو سریر وسریر

پہلے فرمایا تھا واسئل من ارسلنا کہ پہلے رسولون کا حال دریافت کر اب اُنمین سے حضرت موسیٰ کا تذکرہ جو آپ سے بہت مناسبت رکھتا ہی اور وہ مناسبت یہہ ہے کہ جسطرح کفار قریش نے حضرت کی نبوت پر مال وجاہ ہنسنے سے طعن کیا تھا اور یہہ کہا تھا لولا انزل ہذا القرآن علی رجل من القریتین عظیم اِسی طرح فرعون نے باوجود معجزات دیکھنے کے یہی طعن موسیٰ کی نبوت پر کیا تھا کہ یہہ ذلیل ہے اِسکی پاس سونے کے کنگن نہین ہوتے تابعداری کی علامت تھی اور مین ایسا ہون کہ ملک مصر کا مالک ہون یہہ زبردست حکم مین نہین ہمارے پس اگر ایسی بات تو سچی ہے اپنی قوم کو جلا حق بنا دیا آخر سب غرق ہوئے اور پچھلی امتون کیلئے اُنکا قصہ یاد گار اور مثال ہوگیا کہ فلان ایسا جیسا فرعون اور یہہ قوم فرعونیون جیسے اُنکا وہی انجام ہوگا جو اُنکا ہوا غرض مین شروع ہوگیا کہ فرعون سے یہہ قریش مکہ کو سنایا جاتا ہے کہ تم بھی وہی باتین کرتے ہو جو اُنھون نے کی تھین ۔ خبردار تمھارا بھی وہی حال ہونا ہی جو اُنکا ہوا یعنے ہلاکت و بربادی وخرابی ۔ یہہ تمام آیات کا خلاصہ ہوا ۔ اب ہم الفاظ کی تفسیر کرتے ہین ۔ وما نریہم من آیۃ الا ہی اکبر من اختہا کہ ایک نشانی دوسری سے بڑھکر تھی جو اُنکو جیسے موسیٰ کی معرفت دکھائی ۔ گو وہ نشانیان سب ہی بڑھکر تھین مگر محاورہ مین جب کئی چیزون کی تعریف کرنی ہوتی ہو تو لوگون ہی بولتے ہین کہ ایک سے ایک بڑھکر ۔

اور وہ نشانیان ۔ ید بیضا ۔ عصی ۔ وغیرہا تو تھین جیسا کہ کئی جگہہ بیان ہوا ۔ واخذناہم بالعذاب اِنپر مینہ کون اور اولون اور پانیو نہین نون یہ جانیکی بلا مین آئین اور بھی آئین تاکہ اپنی سرکشی سے باز آئین عذاب کیوقت مین بھی یہہ شرارت تھی کہ موسی سے یون کہا یا ایہا الساحر ای جادوگر اپنے رب سے کہہ اور اُس کو وہ عہد یاد دلا کہ جو تجھسے نے کیا ہو کہ چھا یگا مین اُسے تکلیف دور کر دونگا ۔ باعہد عندک کے یہہ معنی ہین ۔ یا عہد سے مراد نبوت ہے یا دعا قبول کرنے کا عہد ۔ ما مصدریہ یا موصولہ ہے اور رب سببیہ ۔ جب وہ تکلیف دور ہوئی تو پھر گئے ۔ وہذہ الانہار دریائیل مین سے متعدد نہرین نکالی گئین تھین تجری من تحتی وہ میرے محل کے نیچے سے بہتی ہین یا میرے حکم مین ہین سورۃ من وہب لیعقوب وحفص نے اَسْوِرَۃٌ پڑھا ہی جو سوار کی جمع ہی یعنی کنگن اور اکثر نے اساورۃ پڑھا ہی وہ بھی اسوار یعنی سوار کی جمع ہے ۔ (بیضاوی) مصر کے مین دستور تھا کہ جسکو بادشاہ یا سردار بناتے تھے تو اُسکے ہاتھو نہین سونے کے کنگن اور گلے مین سونے کا طوق ڈالتے تھے یہہ اُسکی علامت تھی جیسا کہ ہندوستان مین کے اور اُنکی تقلید سے بعض سلاطین وامرا اسلام ہند مین پہنتے ہین یعنی اِسکے پاس خزانے وحکمرانی نہین ۔ نہرون اور پانی کا اُسکو فخر تھا پانی ہی مین تو اُسکو غرق کیا

وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا إِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّونَ ۝ وَقَالُوا ءَأَلِهَتُنَا خَيْرٌ أَمْ هُوَ مَا ضَرَبُوهُ لَكَ إِلَّا جَدَلًا ۚ بَلْ هُمْ

اور جبکہ ابن مریم (عیسیٰ) کی مثال بیان کی گئی تو اس سے تیری قوم (خوشی سے) چلانے لگی اور کہنے لگے کیا ہمارے معبود بہتر ہیں یا وہ - یہ ذکر تجھ سے صرف جھگڑنے کیلئے کیا ہے بلکہ

قَوْمٌ خَصِمُونَ ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا عَبْدٌ أَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنَاهُ مَثَلًا لِبَنِي إِسْرَائِيلَ ۝ وَلَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَلَائِكَةً فِي الْأَرْضِ

جھگڑالو قوم ہے - وہ تو ہمارا ایک بندہ ہے کہ جسپر ہم نے کرم کیا اور اسکو بنی اسرائیل کیلئے نمونہ بنا دیا تھا اور اگر ہم چاہیں تو تم میں سے فرشتے بنا ئیں زمین پر

يَخْلُفُونَ ۝ وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُونِ ۚ هَٰذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ ۝ وَلَا يَصُدَّنَّكُمُ الشَّيْطَانُ ۖ إِنَّهُ لَكُمْ

یکے بعد دیگرے پیدا کرین اور البتہ عیسے جو ہے تو قیامت کی ایک نشانی ہی پس تم اسمین شبہ کرو اور میرا کہا مانو - یہ ہی سیدھا رستہ ہے - اور تمکو شیطان نہ روکنے پاوے کیونکہ وہ جو ہے تم

عَدُوٌّ مُبِينٌ ۝ وَلَمَّا جَاءَ عِيسَىٰ بِالْبَيِّنَاتِ قَالَ قَدْ جِئْتُكُمْ بِالْحِكْمَةِ وَلِأُبَيِّنَ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِي تَخْتَلِفُونَ فِيهِ ۖ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝

تمھارا صاف دشمن ہو اور جبکہ عیسے نشانیان لیکر آیا تو کہنے لگا کہ میں تمھارے پاس حکمت لایا ہوں اور اسلئے بھی آیا ہوں کہ بعض وہ باتیں بیان کروں کہ جسمین تم اختلاف کرتے ہو پھر اللہ سے ڈرو اور

إِنَّ اللَّهَ هُوَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ ۚ هَٰذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ ۝ فَاخْتَلَفَ الْأَحْزَابُ مِنْ بَيْنِهِمْ ۖ فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْ عَذَابِ يَوْمٍ أَلِيمٍ ۝

بیشک اللہ جو ہے تو وہ میرا اور تمھارا رب ہے پھر تم اسکی عبادت کرو - یہ سیدھا رستہ ہے - پھر فرقے باہم مختلف ہو گئے پھر ظالموں کو خرابی ہے سخت دن کی سزا سے

هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ أَنْ تَأْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۝ الْأَخِلَّاءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ إِلَّا الْمُتَّقِينَ ۝

کیا وہ قیامت ہی کے منتظر ہین کہ انپر یکایک آجاوے اور انکو خبر بھی نہو اسدن دوست آپس مین دشمن ہو جاوینگے مگر پرہیزگار لوگ -

ع ۶ ۱۱ ۱۲

تفسیر

جبکہ یہہ فرمایا کہ پہلے انبیاء سے دریافت کرو اور اسکے بعد حضرت موسیٰ کا حال بیان فرمایا تو بعض نے حضرت عیسیٰ کا ذکر بطور معارضہ کے کیا کہ دیکھو عیسائی اسکی عبادت کرتے ہین اور اسکو خدا اور خدا کا بیٹا جانتے ہین پھر آپ کیونکر کہہ سکتے ہین کہ پہلے انبیاء سب توحید کے مروج تھے یہہ عیسائیون کا طریق عیسیٰ پرستی انہین کا قائم کیا ہوا ہے - پھر جب عیسیٰ خدا ہین تو ہمارے معبود ملائکہ وغیرہا سے کم نہین بلکہ بہتر ہین - اسکے جواب مین خدا تعالیٰ ان مشرکین کی یہہ بیجا حجت نقل کرکے جواب دیتا ہے جیسا کہ انکے اور اقوال باطلہ کا جواب دیتا چلا آتا ہے فقال ولما ضرب ابن مریم مثلا یعنی جبکہ ابن مریم عیسیٰ کی مثال بیان کی گئی - قرآن مجید مین مثال بیان کرنے والے کا نام نہین - مگر جمہور مفسرین کہتے ہین وہ عبد اللہ بن زبعریٰ تھا جو بعد مین مشرف باسلام ہوا - اذا قومک منہ یصدون اس مثال کے بیان کرنے سے تیری قوم خوشی مین آکر غل مچاتی ہے - اور کہتے ہین ہمارے معبود ملائکہ وغیرہا بہتر ہین یا وہ یعنی عیسیٰ یعنی اس سے ہمارے معبود بہتر ہین پھر جبکہ اسکی پرستش جائز ہے تو ہمارے معبودون کی پرستش کیون جائز ہوئی ؟ یہانتک تو انکی گفتگو تھی اب اسکا جواب دیتا ہے ماضربوہ لک الا جدلا - کہ یہہ مثال انکی محض ناحق شناسی سے ہے اور بیجا ہے یہہ لوگ ناحق جھگڑا کرنے والے ہین - غلط حجت جو محض سخن پروری کی وجہ سے ہو جدل باطل ہے - یہہ تمہید تھی اب اُس کا اصل حال بیان فرماتا ہے ان ہو الا عبد انعمنا علیہ یعنی کہ عیسیٰ نہ خدا تھا نہ خدا کا بیٹا وہ ہمارا بندہ تھا صرف یہہ بات تھی کہ اسپر ہنے انعام کیا تھا فضیلت دی تھی تجلی کے ایک یہہ بات تھی کہ اسکو بغیر باپ کے پیدا کر دیا تھا جس سے اسکو جاہل خدا اور اسکا بیٹا سمجھنے لگے وہ ملائکہ سے تو اس بات مین بڑھکر تھا جن کی ماں ہے نہ باپ کھانے پینے سے بھی پاک ہین اگر ہم چاہین تو تمھاری جگہہ انکو دنیا مین بھیجدین کہ یہان آکر خلافت کرین - بس بات یہہ تھی کہ عیسیٰ کو بغیر باپ کے پیدا کرنے مین مجھے اسکو بنی اسرائیل کیلئے اپنی قدرت کی نشانی بتانا تھا تاکہ وہ اس بات سے اسپر ایمان لاوین اور نیز وہ قیامت کی نشانی ہے کہ قریب قیامت کے دنیا پر اتریگا - جیسا کہ احادیث صحیحہ مین آیا ہے تم اس مین یعنی قیامت کے قائم ہونے مین شک نکرو میرا کہا مانو یہہ سیدھا رستہ ہے اور شیطان کے بہکانے مین نہ آؤ وہ تمھارا دشمن ہے - یہہ حقیقت ہے عیسیٰ کی ۔

يٰعِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ۝ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ اَنْتُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُوْنَ ۝
(کہا جاویگا) اے میرے بندو آج کے دن نہ تمکو کوئی خوف ہوگا اور نہ تم رنج کرو - میرے جتنے وہ ہین جو ہماری آیتون پر ایمان لائے اور فرمانبردار رہے - تمکو ہوگا تم اور تمہاری بیبیان خوشیان کرتے ہوئے جنت مین داخل ہو

يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَّاَكْوَابٍ ۚ وَفِيْهَا مَا تَشْتَهِيْهِ الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْاَعْيُنُ ۚ وَاَنْتُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْٓ اُوْرِثْتُمُوْهَا
انپر سونے کی رکابیان اور آبخورون کا دور چلیگا اور وہان ہے جس چیز کو دل چاہے گا اور جس سے آنکھین خوش ہون اور تم وہان ہمیشہ رہا کرو گے اور اس جنت کا تمکو وارث کیا گیا

بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ لَكُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ كَثِيْرَةٌ مِّنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝ اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ عَذَابِ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ۝ لَا يُفَتَّرُ عَنْهُمْ وَهُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ
ان کامون کے بدلہ مین جو تم کیا کرتے تھے تمھارے لئے وہان بہت سے میوے ہین کہ جنمین سے تم کھایا کروگے البتہ گنہگار عذاب جہنم مین سدا رہا کرینگے انپر کچھ تخفیف نہوگی اور وہ اسمین ناامید ہونگے

وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْا هُمُ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَنَادَوْا يٰمٰلِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ ۭ قَالَ اِنَّكُمْ مّٰكِثُوْنَ ۝ لَقَدْ جِئْنٰكُمْ بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَكُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ
اور ہمنے انپر ظلم نہین کیا بلکہ وہی اپنے آپ پر ظلم کیا کرتے تھے اور پکارینگے اسے مالک کہین تیرا رب ہمکو موت دیدے - وہ کہیگا تمکو رہنا ہوگا - ہم تمھارے پاس حق بات لائے لیکن تم مین اکثر حق بات سے نفرت

اسکے بعد خود عیسی علیہ السلام کے اقوال نقل کرتا ہوکہ اپنے بھی اپنے آپ کو خدا اور خدا کا بیٹا نہین کہا بلکہ ولما جاء عیسیٰ بالبینات الخ کہ جب وہ نشانیان یعنے معجزات لیکر آئے تو لوگون سے یہہ کہا کہ مین تمھارے پاس حکمت یعنی وہ باتین لیکر آیا ہون جو انسان کی شائستگی کا باعث ہین اور اسلئے بھی آیا ہون کہ موسوے شریعت کی اصلاح کرون جو لوگون نے اختلاف کرکے بگاڑ رکھی ہے سخت احکام کو اٹھاؤن اور سیدھا رستہ دکھاؤن - بنی اسرائیل مین حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے عجائب خرابیان واختلافات پھیلے ہوئے تھے - فرقہ صدوقی قیامت کا منکر تھا اور فقیہون اور فریسیون نے عجب عجب باتین گھڑ رکھین تھین مغز شریعت سے بالکل بیخبر تھے - پس الہدے ڈرواے بنی اسرائیل جو مغز شریعت ہے ریاکاری سے باز آؤ واطیعون اور میرے کہنے پر چلو ان اللہ ہو ربی وربکم فاعبدوہ الخ جو میرا اور تمھارا رب ہے اُسی کی عبادت کرو - صاف اقرار کردیا کہ مین خدا یا خدا کا بیٹا نہین اور خدا پرستی کا حکم دے دیا - اناجیل مروجہ مین بھی یہہ بات متعدد مقامات مین مذکور ہے - ہذا صراط مستقیم یہی سیدھا رستہ ہے - یہان تک حضرت عیسے کا قول تھا -

پھر اسکے بعد جو لوگون نے خصوصاً عیسائیون نے بدعات ایجاد کرکے اُسکی طرف منسوب کین اُنکو ذکر کرتا ہے فاختلف الاحزاب من بینہم الخ احزاب حزب کی جمع جسکے معنی گروہ کے ہین یعنی کلیسا ونکے باہم اختلافات ہوگئے کسی نے کہا عیسی خدا اور خدا کا بیٹا تھا کسی نے کہا وہ صلیب نہین دیا گیا وغیرہ وغیرہ جیسا کہ کلیسا کی تاریخون مین مفصل مذکور ہے اور یہہ فرقے اور اختلافات مسیح کے تھوڑے دنون بعد سے شروع ہوگئے پولوس یہی اپنے زمانہ مین اس کا شاکی تھا غرض یہہ کہ عیسی کو جو خدا اور خدا کا بیٹا عیسائیون نے بنالیا ہے خصوصاً اس وقت مین رومن کاتھولک عیسائی تو انکی والدہ اور صلیب کو بھی پوجتے تھے - یہہ عیسے نے نہین فرمایا ہے ان جہلا نے بنالیا ہے پھر کیا اس حجت سے تم خوش ہوتے ہو -

اب ان عیسائیون کی طرف روئے سخن ہوتا ہے فویل للذین ظلموا الخ کہ ان ظالمون کو بڑے دن مین خرابی اور عذاب ہے - اور اب بھی یہہ باز نہین آتے تو کیا قیامت کو باز آوینگے اور کیا اسی کے منتظر ہین کہ یکایک آجاوے اور اُنکو مہلت بھی نہ دے - اب اس دن کی کیفیت بیان فرماتا ہے کہ اسروز یہہ جو آج باہم دوست ہین ناحق پر بھی دوستی کی وجہ سے جمے ہوئے ہین باہم دشمن ہوجاوینگے صرف پرہیزگارون کی دوستی اور محبت اُس دن باقی رہیگی جنکو یہہ کہا جاوے گا یا عباد الخ کہ اے میرے بندون آج تمکو کوئی خوف نہین اور نہ تم کسی بات کا رنج کرو وہ جو ہماری آیتون پر ایمان لاتے ہین اور فرمانبرداری کرتے ہین حکم ہوگا کہ تم اپنی بیبیون کے ساتھ خوشیان کرتے ہوئے جنت مین چلو وہان تمکو جو چاہوگے وہ نعمت ملے گی یہہ تمھارے اعمال حسنہ کا بدلہ ہے اسکے بعد گنہگارونکا حال بیان فرماتا ہے کہ وہ ہمیشہ عذاب جہنم مین رہین گے وہ عذاب کبھی کم نہوگا وہان موت مانگین گے موت بھی نہ آویگی یہہ اپنے ظلم نہین کیا وہی اسکے بانی ہین حق کا انکار کیا کرتے تھے - سبحان اللہ انکی حجت جاہلانہ کا کس خوبی کے ساتھ جواب دیا اور اسکے ضمن مین دار آخرت کا بھی حال بیان کردیا جو اہم مقاصد مین سے تھا -

أَمْ أَبْرَمُوا أَمْرًا فَإِنَّا مُبْرِمُونَ ۝ أَمْ يَحْسَبُونَ أَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوَاهُمْ ۚ بَلَىٰ وَرُسُلُنَا لَدَيْهِمْ يَكْتُبُونَ ۝ قُلْ إِنْ كَانَ لِلرَّحْمَٰنِ وَلَدٌ ۖ فَأَنَا أَوَّلُ

کیا انہوں نے کوئی بات ٹھہرائی ہے پس ہم ٹھہرانے والے ہیں کیا وہ سمجھتے ہیں کہ ہم انکی مخفی باتیں اور مخفی مشورے نہیں سنتے کیوں نہیں اور ہمارے بھیجے ہوئے انکے پاس لکھا کرتے ہیں کہدے اگر الرحمٰن کو بیٹا ہوتا تو سب سے اول میں

الْعَابِدِينَ ۝ سُبْحَانَ رَبِّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُونَ ۝ فَذَرْهُمْ يَخُوضُوا وَيَلْعَبُوا حَتَّىٰ يُلَاقُوا يَوْمَهُمُ الَّذِي يُوعَدُونَ ۝ وَهُوَ الَّذِي

عبادت کرتا پاک ہے آسمانوں اور زمین اور عرش کا رب ان باتوں سے جو وہ بناتے ہیں پھر انکو پڑی بحثیں کرنے اور کھیلنے دے یہاں تک کہ وہ اپنے اس دن کو دیکھیں کہ جسکا انسے وعدہ کیا گیا ہے اور وہی ہے جو

فِي السَّمَاءِ إِلَٰهٌ وَفِي الْأَرْضِ إِلَٰهٌ ۚ وَهُوَ الْحَكِيمُ الْعَلِيمُ ۝ وَتَبَارَكَ الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۚ وَعِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَإِلَيْهِ

آسمان مین خدائی کرتا ہے اور زمین پر خدائی کرتا ہے وہ حکمت والا خبردار ہے اور مبارک ہے وہ کہ جسکی بادشاہی آسمانوں اور زمین مین اور انکے درمیان ہے اور اسکے پاس قیامت کا علم ہے

تُرْجَعُونَ ۝ وَلَا يَمْلِكُ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ۝ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَهُمْ

اور اسکے پاس پھر جاؤگے اور جنکو وہ اسکے سوا پکارتے ہیں انکو شفاعت کا اختیار نہیں مگر وہ جسنے حق بات کی گواہی دی اور وہ جانتے تھے اور اگر تو انسے پوچھے کہ انکو کسنے پیدا کیا

لَيَقُولُنَّ اللَّهُ ۖ فَأَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ ۝ وَقِيلِهِ يَا رَبِّ إِنَّ هَٰؤُلَاءِ قَوْمٌ لَا يُؤْمِنُونَ ۝ فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَقُلْ سَلَامٌ ۚ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ۝ ع

تو کہینگے اللہ نے پھر کہاں بہکے جاتے ہیں ۔ اور اسکا یہ کہنا کہ اے رب یہ وہ قوم ہے جو ایمان نہیں لاتے پھر تو انسے مونہہ پھیر اور کہہ سلام ۔ وہ اب جان لینگے ۔

تفسیر

پہلے فرمایا تھا کہ جہنم کا فرشتہ ان کے جواب مین کہے گا انکم ماکثون ولقد جئنا کم بالحق ولکن اکثر کم للحق کارہون اب یہان انکی کراہت حق کو بیان فرماتا ہے کہ حق کے قبول کرنے کا تو کیا ذکر بلکہ وہ اُس کے رد کرنے مین سیکڑون مکر و تدابیر کیا کرتے تھے مگر کیا کر سکتے تھے کیونکہ ام ابرموا امرا کیا وہ قضا و قدر مین مداخلت کرکے کوئی بات اسکے برعکس قائم کر سکتے تھے ؟ نہین بلکہ فانا مبرمون مدبر امور ہم ہین اور اسپر لطف یہہ ہے کہ جانتے تھے خدا کو ہماری ان تدابیر و مکر و زور کی خبر نہین حالانکہ ہمارے رسل یعنی فرشتے ان کے پاس ان کی باتین لکھ رہے تھے ۔ انسان جو کچھہ کرتا ہے اس کا اچھا یا عالیشان مین لگ جاتا ہے خواہ اس کام کو ستر پردون مین کرے ۔ ان تدابیر سے ان کی غرض بت پرستی کا قائم رکھنا تھا اس کے رد مین ان کو ایک تسلی بخش جواب دیتا ہے قل ان کان للرحمٰن ولد الخ کہدے تم جو لوگون کو بیٹون کو خدا کا بیٹا سمجھکر پوجتے ہو یہہ تمہارا خیال غلط ہے اس کا کوئی بیٹا نہین اگر ہوتا تو مین سب سے پہلے اس کی تعظیم و تکریم کرتا اور اس کو پوجتا سبحان رب السموات الخ بلکہ وہ تمہاری ان باتون اور نفوخیالات سے پاک ہے اس کے بعد ان کو تنبیہ کرتا ہے فذرہم الخ کہ اے محمد انکو چھوڑ کہ وہ بیہودہ باتین بنائین اور کھیلین کودین یہانتک کہ اپنی سزا کے وقت کو پہونچ جاوین ۔

وھو الذی سے لیکر وہم یعلمون تک خدا تعالیٰ کی عظمت اور ان کے بتون کی کمزوری بیان فرماتا ہے تاکہ انکو نہ پوجین اور خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرین ۔ کہ اسکی آسمانون مین بھی اور زمین مین بھی حکومت اور خدائی ہے اور کسی کی نہین اور وہ حکیم ہے اور علیم اور نہ صرف اسکی حکومت ہی بلکہ آسمانون اور زمین مین اور انکے بیچ جو کچھہ ہے سب اسی کا ہے اور قیامت کا علم بھی اسی کو ہے اسمین اشارہ ہے کہ جسطرح وہ ان کا پیدا کرنے والا ہے فنا بھی کرے گا اور سب کو اُسی کے پاس لوٹ کر جانا ہے بلکہ جا رہے ہین ۔ اس مین اسطرف اشارہ ہے کہ جسطرح اُسکی طرف اس عالم مین احتیاج ہے اور تمام جہان کا وہی خالق و مالک ہے اسی طرح دوسرے عالم کا بھی وہی مالک و مختار ہے کہ جہان ہلاک

کو جاتا ہے اور خلقت چلی جارہی ہے یہان تک تو اسکے اوصاف الوہیت تھے اب غیر معبودون کی کیفیت بیان فرماتا ہے ولا یملک الذین یدعون من دونہ الشفاعۃ کہ جنکو وہ پکارتے ہین اور انکے بیجا اختیارات بڑھانے کے لئے انکو خدا کا بیٹا کہتے ہین از خود کسی کو کچھ لیناد ینا تو درکنار وہ کسی کی سفارش بھی نہین کرسکتے کہ اس جہان مین یا وہان سفارش کرکے کسی کو کچھ دلوادین یا عذاب سے چھڑادین - مگر انکے معبودون مین سے وہ سفارش کے مجاز ہین کہ جنہون نے حق کی شہادت دی یعنی لا الہ الا اللہ کہا توحید و رسالت کے قائل ہوئے اور یہہ شہادت بھی علم و یقین سے ہو ایسے لوگ خدا کے نزدیک مرتبہ اور درجہ سفارش رکھتے ہین - اس سے مراد ارواح طیبات علیہم السلام اور ملائکہ کرام ہین کیونکہ مشرکین انکو بھی پوجتے تھے خدا نے انکے مرتبہ کو مستثنیٰ کرلیا -

اس کے بعد انہین کے اقرار سے مشرکین کو قائل کرتا ہے بقولہ ولئن سألتہم من خلقہم لیقولن اللہ کہ اگر آپ انسے پوچھین گے کہ ان چیزون کو جنکو وہ پکارتے ہین یا خود انکو کسنے پیدا کیا ہے تو ضرور یہی کہین گے کہ اللہ نے کیونکہ اسبات کا انکو فطرتاً علم تھا قاتلہم اللہ یوفکون تو پھر کہان بہکے چلے جاتے ہین کہ جو خالق نہین بلکہ مخلوق ہے خالق حقیقی کو چھوڑ کر اسکو پوجتے اور پکارتے ہین -

وقیلہ یا رب ان ہؤلاء قوم لا یؤمنون وقیلہ کو بالجر پڑہا ہے لفظ الساعۃ پر معطوف ہونے کی وجہ سے تب یہہ معنی ہونگے کہ خدا کو قیامت کا بھی علم ہے اور رسول کے اس کہنے کا بھی کہ ای رب یہہ قوم ایمان نہین لاتی پھر دیکھئے قیامت مین انکا کیا حال ہوگا عدالت کا یاد دلانا اور جرم کا معلوم ہونا جتلانا بڑا اثر بخش کلمہ ہے اسکے لئے جو کچھ بھی سعادت ازلی سے بہرہ یاب ہے -

بعض مفسرین کہتے ہین کہ قیلہ منصوب ہے محل الساعۃ پر معطوف ہونیکے سبب یا نجواہم و سرہم پر معطوف ہونیکے سبب یعلم نجواہم و سرہم - اور بعض کہتے ہین کہ یہہ مجرور ہے حرف قسم مضمر ہے تب یہہ معنی ہونگے کہ ہمکو رسول کے اس کہنے کی قسم کہ ای رب یہہ قوم ایمان نہین لاتی - اور جواب محذوف ہے کہ ہم انکو انکی سرکشی کا مزہ چکا ئینگے -

اسکے بعد فرماتا ہے فاصفح عنہم وقل سلام کہ ای رسول یہہ سرکش لوگ گمراہ ازلی ہین نہین مانین گے انسے اعراض کیجئے اور سلام کہئے سلام کہنا محاورہ ہے رخصت کرنے سے اور علاحدہ ہونے سے اس کو سلام رخصت کہتے ہین - یہہ کسلئے فسوف یعلمون ان کو ابھی معلوم ہوجاوے گا - یعنی موت ہر شخص کے بہت قریب ہے مرتے ہی سب نیک و بد کا نتیجہ سامنے ہوجاوے گا

الٰہ العلمین ہم کو اپنی مرضی پر چلنا نصیب کر اور اپنی رضامندی مین رکھ کہ پھر ہمکو اپنی نافرمانی کے رنج واندوہ نہ اٹھانے پڑین آمین بحرمۃ النبی الامین علیہ الصلوٰۃ والسلام الی یوم الدین -

سورہ دخان مکیہ ہی اسمین اسکے آیات اور تین رکوع ۶ ہین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حٰمٓ ۝ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ ۝ فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ ۝ اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا اِنَّا كُنَّا

قسم ہے روشن کتاب کی ۔ سچے اسکو مبارک رات مین نازل کیا ہی ہم تجھے خبردار کرنے والے اس رات مین ہر ایک پر مصلحت حکم الگ الگ کیا جاتا ہی خاص ہمارے حکم سے ۔ ہم تجھے

مُرْسِلِيْنَ ۝ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ ۝ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ

بھیجنے والے تیرے رب کی مہربانی سے ۔ کیونکہ وہ جو سننے والا خبردار ہی رب ہی آسمانون اور زمین کا اور اسکا جو انکے درمیان ہی اگر تمکو یقین آوے اسکے سوا کوئی معبود نہین زندگی دیتا اور مارتا ہی

رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ يَّلْعَبُوْنَ ۝ فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَاْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ ۝ تَّغْشَى النَّاسَ هٰذَا عَذَابٌ

تمہارا رب اور تمہارے اگلے باپ دادا کا رب بلکہ وہ شک مین پڑکر کھیل رہے ہین ۔ پھر تو اسدن کا انتظار کر کہ جسدن آسمان سے ظاہر دہوان آوے لوگون کو گھیر لیگا ۔ یہ ہی تکلیف کی سزا ۔

اَلِيْمٌ ۝ رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ اِنَّا مُؤْمِنُوْنَ ۝ اَنّٰى لَهُمُ الذِّكْرٰى وَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ ۝ ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوْا مُعَلَّمٌ

کیلیگے ۔ اے ہمارے رب ہمسے عذاب دور کردے ہم ایمان لاتے ہین وہ کہان سمجھتے ہین حالانکہ انکے پاس کھول کر سنانے والا رسول بھی آچکا ۔ پھر وہ اس سے پھرگئے اور کہدیا کہ دیوانہ

مَّجْنُوْنٌ ۝ اِنَّا كَاشِفُوا الْعَذَابِ قَلِيْلًا اِنَّكُمْ عَآئِدُوْنَ ۝ يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى اِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ ۝

سکھایا ہوا ہی ۔ ہم تھوڑے دنون کے لئے عذاب دور کئے دیتے ہین تم پھر وہی کروگے جسدن کہ ہم بڑی پکڑ پکڑینگے ہم ہین بدلہ لینے والے

والکتاب ۔ الواو للقسم انا انزلناہ جواب القسم وقیل ہذہ حصۃ للقسم بہ والجواب انا کنا منذرین واختارہ ابن عطیہ ۔ انا کنا مستانفۃ او جواب ثان بغیر عطف فیہا یفرق ہذہ اللیلۃ اما صفۃ اخری لیلۃ وامابیانیۃ اعتراض ۔ او مستانفۃ ۔ امرا انتصابہ بیفرق اے یفرق فرقا فالامر ابنی فرقا قالہ الزجاج والفراء ۔ وقال الاخفش انتصاب علی الحال ۔ اے آمرین ۔ رحمۃ منصوب لکونہ مفعولا لاجلہ وقیل مصدر لفی موضع الحال من ربک متعلق بالرحمۃ رب السماوات الخ قرا الجمہور بالرفع علی انہ مبتدا او عطف بیان علی السمیع ۔ وقرا الکوفیون یا بجر بدلا من ربک ۔

✤ تفسیر ✤

قرطبی کہتے ہین کہ یہ سورہ مکہ مین نازل ہوئی ہے ابن عباس وابن زبیر کا بھی یہی قول ہے ۔ دارمی وغیرہ نے اسکے فضائل نقل کئے ہین خدا تعالے ان آیات مین قرآن مجید کی تعظیم تین طور سے بیان فرماتا ہے (۱) اس کی تعظیم عظمت پھر اس کو تین طرحسے بیان فرمایا اول اسکی قسم کھائی بقولہ والکتاب المبین دوم اسکو مبین فرمایا کہ اس مین انسان کی تمام دینی ضرورتون کا بیان ہی یا یہ کہ یہ روشن ہی کوئی بات اسکی خلاف عقل سلیم نہین سوم اسکا نازل کرنا اپنی طرف منسوب کیا بقولہ انا انزلناہ کہ اسکو بنانا اور کسی بندہ نے از خود تصنیف نہین کیا ہی (۲) اسکی عظمت باعتبار عظمت وقت کے فی لیلۃ مبارکۃ کہ یہ مبارک رات مین اترا ہے ۔ اور بنانے اسکو کیون اتارا انا کنا منذرین کہ ہم کو بندون کا خبردار اور ہوشیار کردینا اور انکے افعال بد کی سزا سے آگاہ کردینا مقصود تھا ۔ اسکے بعد لیلۃ مبارکہ کی عظمت بیان فرماتا ہے فیہا یفرق کل امر حکیم امر من عندنا کہ اس رات مین ہر حکمت کی بات بیان اور ظاہر کیجاتی ہے ۔ یعنی جو حوادث دنیا مین ظاہر ہونے والے ہوتے ہین جیسا کہ کسی کا مرنا کسی کا پیدا ہونا اسی کا اندیشہ کسی کا فقیر ہونا بیمار و تندرست ہونا قحط و ارزانی کا ہونا سلطنت و حکومت کا بدل و تغیر وغیرہ انکو بارگاہ قدس سے ملائکہ مدبران عالم پر ظاہر کیا جاتا ہے گو لوح محفوظ مین یہ روز اول لکھے گئے تھے مگر اس رات مین انتظام علم کے لئے ایک سال کے حوادث انکے مدبر اور کارکن ملائکہ پر ظاہر کئے جاتے ہین تاکہ اسکی تعمیل کرین ۔ یہ اس رات کی بڑی عظمت و عزت ہی اسکے یہ بھی معنی ہوسکتے ہین کہ عالم ناسوت مین جو معاملات ظہور کرنے والے ہین عالم ملکوت مین اس رات مین ظاہر کئے جاتے ہین ۔ گو

خدا تعالیٰ کے نزدیک رات دن برابر ہے اور عالم ملکوت مین رات دن نہین ہے بلکہ زمین پر بسبب آفتاب کے طلوع وغروب کے مگر مراد ایک وقت خاص ہے اور وہ وقت ہم بندون کو لیلۃ مبارکۃ کے پتے سے تبلایا گیا ہے کہ جسوقت تمپر یہہ رات آتی ہے گو وہان رات ہو مگر اسوقت یہہ کارروائی ہوتی ہے - اور گو اسکے نزدیک سب اوقات یکسان ہین مگر اس فاعل مختار نے بعض اوقات کو بعض پر فوقیت دی ہو جیسے اس رات مین اور وقتون ظاہر ہوتے ہین تو قرآن مجید کا نزول جو دنیا مین سب سے بڑا حادثہ اور مہتم باشان ہے بدرجہ اولی ہونا تھا لیلۃ مبارکہ مین علما اسلام کے دو قول ہین - جمہور کے نزدیک لیلۃ القدر مراد ہے جو رمضان کے اخیر عشرہ مین پائی جاتی ہے غالباً ستائیسوین رات - اس قول پر اس آیت مین اور دوسری آیات مین جیسا کہ انا انزلناہ فی لیلۃ القدر یا شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن کوئی مخالفت باقی نہین رہتی ہان ایک شبہ باقی رہتا ہے کہ باتفاق موخین قرآن مجید کی سب سے پہلی سورت جو نازل ہوئی تو اقرأ باسم ربک الخ ہوا اور وہ شوال مین نازل ہوئی تھی - اور یہہ بھی کہ قرآن مجید ایکبار نازل نہین ہوا ہے تھوڑا تھوڑا کہ اور مدینہ مین تیئیس برس کے عرصہ مین نازل ہوا ہے پھر کیونکر کہہ سکتے ہین کہ وہ لیلۃ مبارکہ مین نازل ہوا ہے عام ہے کہ لیلۃ مبارکہ سے لیلۃ القدر اور کیا شب برات ہا سکا **جواب** یہہ ہے کہ لوح محفوظ سے آسمان دنیا کیطرف سبکا سب قرآن مجید لیلۃ القدر مین نازل ہوا جو رمضان کے مہینے مین واقع ہوئی تھی یا ہمیشہ رمضان ہی مین واقعہ ہوتی ہے پھر وہانسے تھوڑا تھوڑا حسب حاجت دنیا مین آنا شروع ہوا شوال مین یا رمضان مین جیسا ابن جریر طبری اپنی تفسیر مین لکھتے ہین - اور یہہ بھی ہو سکتا ہے کہ لیلۃ مبارکہ مین نازل کرنیسے مراد تمام قرآن مجید نہو پس اسکا ایک حصہ آنحضرت پر رمضان مین لیلۃ القدر مین نازل ہوا اور آپ نے اس کا اظہار شوال مین دو چار روز بعد کیا پس لیلۃ مبارکہ مین نازل کرنا فرمانا صحیح ہو گیا -

عکرمۃ اور ایک جماعت کہتی ہے کہ لیلۃ مبارکہ سے مراد نصف شعبان کی رات ہے جسکو شب برات بھی کہتے ہین - امام نووی شرح مسلم باب صوم التطوع مین کہتے ہین یہہ قول غلط ہے صحیح پہلی بات ہے - شاید عکرمہ نے شعبان کی اس رات کو فضائل کے لحاظ سے لیلہ مبارکہ کہا ہو کیونکہ عادت مین اس رات کے بھی بہت فضائل آئے ہین نہ وہ لیلہ مبارکہ کہ جسکا ان آیات مین ذکر ہے واللہ اعلم بالصواب -

(۳) فضیلت باعتبار نازل کرنے والیکے کہ کہنے لیتی بڑے عظیم القدر نے اسکو نازل کیا ہو کما قال انا کنا مرسلین کہ ہم قرآن بھیجنے والے ہین یا ہم رسولون اور محمد کو بھیجنے والے ہین - اور کیون رحمۃ من ربک تیری رب کی رحمت کا یہی مقتضا تھا کہ بندون کو ورطہ ضلالت سے نکالے -

پھر فرماتا ہے کہ یہہ رحمت بندون کی حاجت کے موافق واقع ہوئی بقولہ انہ ہو السمیع العلیم کیونکہ وہ سننا جانتا ہے ہر حاجت انسانی کا اسکو علم ہے اسکے بعد اور چند اوصاف الٰہی کا ذکر کرتا ہے تاکہ اسکا معبود حقیقی ہونا ذہن نشین ہو کر اسکی طرف رجوع کرین رب السماوات سے لیکر رب اٰبائکم الاولین تک - پھر فرماتا ہے کہ ایسا قرآن ایسے وقت مبارک مین اپنی رحمت سے ایسے پروردگار عالم محسن قدیم رحیم وکریم شہنشاہ حقیقی نے بندون کے فائدہ کیلئے نازل کیا گروہ اب بھی نہین مانتے بل ہم فی شک یلعبون بلکہ شک مین پڑے ہوئے دنیا کے کھیل وکود مین مصروف ہین دار آخرت کی کچھ بھی فکر نہین - اسکے بعد آنحضرت صلعم کو تسلی دیتا ہے اور ان مشرکون کو ایک دنیاوی مصیبت کے پیش آنے کی خبر دیکر تنبیہ کرتا ہے فقال فارتقب یوم تاتی السماء بدخان مبین الخ یا ای رسول آپ اب اسدن کے منتظر رہین کہ آسمان سے ایک دہوان ظاہر ہو جو سب کو ڈھانک لے گا اور سخت تکلیف دہندہ ہوگا پھر یہہ کہینگے گے کہ الٰہی اس بلا کو دفع کر دے ہم ایمان لاتے ہین مگر اسکے بعد بھی کہان ایمان لاوینگے انکے پاس بیان کرنے والا رسول آیا انکو دیوانہ اور کسی کا بہکایا سکھایا ہوا بتایا خیر ہم وہ بلا تو دفع کر دینگے مگر پھر اخروی عذاب مین گرفتار کرینگے جو سخت عذاب ہوگا - اس دہوین مین علما کے دو قول ہین اول جمہور کا قول کہ اس سے مراد وہ دہوان ہے جو قریش پر آنحضرت صلعم کی بددعا کرنے سے سات برس کا سخت قحط پڑا جسمین مردار اور ہڈیون کے کھانیکی نوبت پونچی اور بھوکنکے مارے جو اوپر دیکھتے تھے تو ایک دہوان سا ضعف بصر سے معلوم ہوتا تھا اور عرب ایسے عظیم اور ہائلہ واقعہ کو دخان سے تعبیر کیا کرتے ہین (کبیر) اس بات کو بخاری نے عبداللہ بن مسعود سے نقل کیا ہے بعض کہتے ہین اس سے مراد وہ دہوان ہی جو قرب قیامت کے ظاہر ہوگا جس کا ذکر بعض احادیث مین ہے

وَلَقَدْ فَتَنَّا قَبْلَهُمْ قَوْمَ فِرْعَوْنَ وَجَاءَهُمْ رَسُولٌ كَرِيمٌ ۝ أَنْ أَدُّوا إِلَيَّ عِبَادَ اللَّهِ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۝ وَأَنْ لَا تَعْلُوا عَلَى اللَّهِ إِنِّي
اور انسے پہلے ہم فرعون کی قوم کو آزما چکے ہین اور انکے پاس عزت والا رسول آیا کہ خدا کے بندو کو میرے حوالہ کردو کیونکہ مین تمھارے لیے امانت دار رسول ہون اور یہ کہ خدا سے نہ اکڑو۔ مین
آتِيكُمْ بِسُلْطَانٍ مُبِينٍ ۝ وَإِنِّي عُذْتُ بِرَبِّي وَرَبِّكُمْ أَنْ تَرْجُمُونِ ۝ وَإِنْ لَمْ تُؤْمِنُوا لِي فَاعْتَزِلُونِ ۝ فَدَعَا رَبَّهُ أَنَّ هَؤُلَاءِ قَوْمٌ
تمھارے پاس سند صاف لایا ہون اور مین اپنے اور تمھارے رب سے پناہ مانگ چکا ہون اسبات سے کہ تم مجھے سنگسار کرو اور اگر میرا تمین یقین نہین تو مجھ سے الگ رہو۔ پھر اپنے پروردگار سے دعا کی کہ یہ گنہگار
مُجْرِمُونَ ۝ فَأَسْرِ بِعِبَادِي لَيْلًا إِنَّكُمْ مُتَّبَعُونَ ۝ وَاتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا إِنَّهُمْ جُنْدٌ مُغْرَقُونَ ۝ كَمْ تَرَكُوا مِنْ جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ۝ وَزُرُوعٍ
قوم ہے تب اپنے حکم دیا کہ میرے بندو کو راتون رات لے نکل کیونکہ تمھارا پیچھا کیا جاویگا۔ اور دریا کو تھما ہوا چھوڑ جا کیونکہ وہ لشکر غرق ہوگا۔ بہت سے باغ اور چشمے اور کھیتیان اور عمدہ

وَمَقَامٍ كَرِيمٍ ۝ وَنَعْمَةٍ كَانُوا فِيهَا فَاكِهِينَ ۝ كَذَٰلِكَ وَأَوْرَثْنَاهَا قَوْمًا آخَرِينَ ۝ فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ وَمَا كَانُوا مُنْظَرِينَ ۝
مقامات چھوڑ گئے اور ایسی نعمت کو جسمین وہ مزے کیا کرتے تھے یون ہوا۔ اور ان کاموں اور لوگون کو مالک کردیا۔ پھر انپر نہ آسمان و زمین روئے اور نہ انکو مہلت ملی

ان ادوا الیّ ان مفسّرۃ لان مجیٔ الرسول متضمن لمعنی القول وقیل مخففۃ من الثقیلۃ عبادَ اللہ اما مفعول بہ لادوا ای ارسلوہم معی او انہ منادی والتقدیر ادوا الیّ یا عبادَ اللہ ما ہو واجب علیکم من الایمان والاعمال الصالحۃ۔

تفسیر

کفار مکہ کو انکی سرکشی پر ایک آنیوالی بلا سے ڈرایا گیا تھا اب اسجگہ فرعونیون کا قصہ سنایا جاتا ہے کہ وہ باوجودیکہ تم سے زیادہ مالدار و طاقتور تھے انکو رسول نے سمجھایا مگر نہ مانا اور سرکشی سے باز نہ آئے بنی اسرائیل کے پیچھے دوڑے آئے کہ پکڑ لاوین اور غلامی مین رکھین آخر اسکے فضل سے بنی اسرائیل بحر قلزم سے خشک پار اُتر گئے اور فرعونی غرق ہوگئے تمام باغ و مکان و آرایش کی چیزین چھوڑ گئے اسکے وارث و مالک ہوگئے۔

(۱) رہوا ای ساکنا یقال رہا یرہو رہوا اذا سکن لا تحرک۔ اکثر اہل لغات و مفسرین رہوا کے یہی معنی بیان کرتے ہین اور یہ بھی کہ یہ بحر کی صفت ہے۔ مطلب یہ کہ دریا قلزم تمھارے گزرنے کے وقت موجین نہ مارریگا ٹھہرا رہیگا یعنی پانی منجمد کھڑا رہیگا تم اسکے درمیان سے صاف نکل جاؤگے چنانچہ ایسا ہی ہوا بھی جیسا کہ توریت مین مصرحاً مذکور ہے۔ حسن و کعب کہتے ہین اسکے معنی ہین رستہ کے کہ دریا کو رستہ بنا۔ شیخ مفسر نے عجب الٹ پلٹ اور اگر مگر ملا کے اسکے معنی یہ بیان کئے کہ دریا کو خشک چھوڑ کر اسکے کنارے کے پاس سے نکل جاؤ جیسا کہ جوار بھاٹے کے وقت ہوتا ہے مگر بحر اسکے کہ خرق عادات و تصرفات خداوندی کا انکار اسباب کی تحریک دالا اور کوئی وجہ نہین کہ ایسے غلط معنی تسلیم کرلیے جاوین۔

(۲) اور تنا ہا قوما آخرین بعض مفسرین نے آیت مین غور نکرنے سے یہ سمجھ لیا ہے کہ بنی اسرائیل فرعون اور اسکے لشکر ہلاک ہونیکے بعد قلزم پار اُتر گئے پھر مصر مین آئے اور فرعونیون کی ان چیزون کے مالک و وارث ہوئے۔ مگر یہ خیال غلط ہے قلزم پار اترنیکے بعد بنی اسرائیل کو سینا کی طرف روانہ ہوئے اور چالیس برس تیہ مین ٹکر کھاتے پھرے اور یہین بیسیون واقعات پیش آئے اسی عرصہ مین موسیٰ و ہارون علیہما السلام بھی انتقال کرگئے انکے بعد یوشع بن نون علیہ السلام کے عہد مین بنی اسرائیل ملک شام کے مالک و وارث ہوئے جہان مصر کے باغون اور چشمون و میوہ دار درختون اور مکانون جیسے باغ اور چشمے اور میوے اور کھیتیان اور عمدہ مکانات موجود تھے۔ اور تنا ہا کی ضمیر اگر خاص مصر کی اشیاء مذکورہ کیطرف پھیری جاوے تو قوما آخرین سے مراد بنی اسرائیل نہین بلکہ ان غرق ہونیوالون کے علاوہ اور لوگ سکان مصر جو انکے خاندان کے تھے۔ اور اگر یا کی ضمیر بالخصوص اشیاء مذکورہ کیطرف نہ پھیری جاوے بلکہ جنس نوع وصف مراد لیجاوے اور یہی قوی بھی ہے تو قوما آخرین سے مراد بنی اسرائیل ہین جو ان اقسام کے ملک شام مین جاکر وارث و مالک ہوئے۔ اب کذلک سے کچھ مطلب نہ بنا خواہ اُسکو معلا مرفوع پڑھو خواہ منصوب۔

فما بکت السماء والارض وما کانوا منظرین بکت کے معنی رونے کے ہین مگر یہ ایک محاورے کی بات ہے سخت حادثہ اور بڑے شخص کی موت پر محاورہ مین کہدیا کرتے ہین کہ اسکو آسمان و زمین روئین گے یعنی لوگ افسوس کرینگے یہ استعارہ یا مجاز ہے۔ سو ان فرعونیون پر کسی نے افسوس نکیا انکی شرارت سے اور ممکن ہے کہ درحقیقت اچھے لوگون کے مرنے پر آسمان و زمین اور دیگر چیزین روتی بھی ہون۔

وَلَقَدْ نَجَّيْنَا بَنِيٓ إِسْرَٰٓءِيلَ مِنَ الْعَذَابِ الْمُهِينِ ۝ مِن فِرْعَوْنَ إِنَّهُۥ كَانَ عَالِيًا مِّنَ الْمُسْرِفِينَ ۝ وَلَقَدِ اخْتَرْنَٰهُمْ عَلَىٰ عِلْمٍ عَلَى
اور البتہ تحقیق بنی اسرائیل کو ذلت کی تکلیف سے نجات دی جو فرعون کی طرف سے تھے۔ وہ ایک سرکش بیہودہ لوگوں میں تھا اور تحقیق بنی اسرائیل کو جانکر دنیا سے
الْعَٰلَمِينَ ۝ وَءَاتَيْنَٰهُم مِّنَ الْءَايَٰتِ مَا فِيهِ بَلَٰٓؤٌا۟ مُّبِينٌ ۝ إِنَّ هَٰٓؤُلَآءِ لَيَقُولُونَ ۝ إِنْ هِىَ إِلَّا مَوْتَتُنَا الْأُولَىٰ وَمَا نَحْنُ بِمُنشَرِينَ ۝
برگزیدہ کیا تھا اور انکو وہ نشانیاں دی تھیں کہ جن میں صاف امتحان تھا یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہمارے لئے صرف یہی پہلی موت ہوگی اور ہم مرکر زندہ نہ ہونگے
فَأْتُوا۟ بِـَٔابَآئِنَآ إِن كُنتُمْ صَٰدِقِينَ ۝ أَهُمْ خَيْرٌ أَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ وَالَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ أَهْلَكْنَٰهُمْ إِنَّهُمْ كَانُوا۟ مُجْرِمِينَ ۝ وَمَا خَلَقْنَا
پھر لاؤ ہمارے باپ دادا کو اگر تم سچے ہو کیا یہ بہتر ہیں یا تبع کی قوم اور وہ جو انسے پہلے تھے۔ کہ جنکو ہمنے ہلاک کیا کیونکہ وہ نافرمان تھے اور ہمنے آسمان اور
السَّمَٰوَٰتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لَٰعِبِينَ ۝ مَا خَلَقْنَٰهُمَآ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۝ إِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ مِيقَٰتُهُمْ أَجْمَعِينَ ۝
اور زمین کو اور اُنکے اندر کی چیزوں کو کھیل نہیں بنایا ہمنے انکو بہت ٹھیک طور سے بنایا ہے لیکن اکثر ان میں سے جانتے نہیں فیصلہ کا دن ان سب کا وقت مقرر ہے
يَوْمَ لَا يُغْنِى مَوْلًى عَن مَّوْلًى شَيْـًٔا وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ۝ إِلَّا مَن رَّحِمَ اللَّهُ ۚ إِنَّهُۥ هُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝
جسدن کہ کوئی رفیق کسی رفیق کے کچھ بھی کام نہ آویگا اور نہ اُنکی مدد کیجاویگی مگر جسپر کہ اللہ مہربانی کرے۔ کیونکہ وہ جو ہے تو زبردست مہربان ہے۔

من فرعون بدل من العذاب علی حذف المضاف ای من عذابہ وقیل لحاجتہ الی الکشف لان فرعون فی نفسہ کان عذابا مہینا لافراطہ فی تعذیب بنی اسرائیل قرا ابن عباس من فرعون فیکون استفہاما مانہ کان الخ یکون جوابہ ما فیہ الخ مفعول شان لاتینا۔

تفسیر

ولقد نجینا یہہ بیان سابق کا تتمہ ہے کہ ہمنے بنی اسرائیل کو سخت عذاب سے نجات دی جو فرعون سرکش کے ہاتھ سے انپر ہوا کرتا تھا اور صرف مصیبت ہی دفع نہیں کی بلکہ ذلت کے بدلہ انکو عزت دی یہہ ہیں اختر ناہم علی العالمین کے معنی اور مصیبت کے بدلہ بڑی نعمتیں دین کہ جن میں انکی آزمایش تھی اور وہ نعمار خدا کی نشانیاں تھیں جیسا کہ تلزم سے پار اتارنا من وسلوی پانی کا چٹان میں سے نکلنا ملک شام کی حکومت عمالیق وغیرہ سرکش وطاقت ور اقوام پر غلبہ۔ فزانہم بالرزق فرمانی کا نیک وبد نتیجہ بیان فرماکر پھر قریش کی طرف ردی سخن کرتا ہے اور مسئلہ نبوت کو تمام کرکے مسئلہ معاد میں انکے انکار کو نقل فرماکر اسکا ثبوت دیتا ہے کہ بار دگر مرکر جینا برحق ہے فقال ان ہو الا یقولون الخ کہ یہہ لوگ کہتے ہیں کہ ہمارے لئے صرف یہی دنیا کی موت ہے اور اُسکے بعد جینا نہیں اگر اے مسلمانو تم سچے ہو تو ہمارے مردہ باپ دادا کو زندہ کرکے دکھا دو۔

اسکے جواب میں اولاً تو انکو اس بیحیا کا نہ وگستاخانہ انکار حشر پر دھمکایا جاتا ہے اہم خیر ام قوم تبع کیا یہہ لوگ تبع حمیری کی قوم سے جو یمن میں آباد تھے اور بڑے دولت وقوت والے تھے اور انسے پہلے اور بہت قومیں تھیں انسے بہتر ہیں زور میں دولت میں زیادہ ہیں؟ ہرگز نہیں پس ہمنے انکے جرم پر ان سب کو ہلاک کردیا تو یہہ بیچارے کیا چیز ہیں؟ اسکے بعد انکے شبہہ کا جواب دیتا ہے وما خلقنا السماوات والارض الخ کہ ہمنے آسمانوں اور زمین کو اور اُنکے اندر کی چیزوں کو عبث وبیکار نہیں بنایا ہے بلکہ ٹھیک اور درست بنایا ہے یہہ تو تم بھی جانتے ہو پس اگر بعث برحق نہو تو انکا پیدا کرنا بیکار وعبث ہو جاوے یہہ اسلئے کہ ان سب میں افضل انسان ہے اور اسی کے لئے یہہ سب کچھ بنایا گیا ہے اگر حشر برحق نہو تو نیک وبد کی دنیا میں تو پوری سزا وجزا ہے نہیں پھر نیکوں کی نیکی رائگاں جاوے اور بدآزاد ہو جاوے ایسا ہو تو عالم خراب ہو جاوے۔ یا یوں کہو انسان اس عالم میں تکمیل کے لئے آیا ہے اور کسی دوسری جگہ سے بھیجا گیا ہے پھر اگر یہی چند روزہ زندگی ہو اور یہہ عالم کسی اور عالم کی ایک منزل نہیں ہے تو اس تھوڑی دیر کے لئے اتنے سامان کرنا عبث ہو جاوے ستارے بنائے کیا کیا؟ اور روح تکمیل پانے کے بعد کسی اور عالم میں جانا چاہتی ہے یہہ عالم اسکے لئے مقام راحت نہیں اگر اور عالم نہیں تو یہہ سب کچھ بیکار ہے پھر فرماتا ہے کہ یوم الفصل فیصلہ کا دن یعنی قیامت کا روز ان سب کیلئے معین کردیا ہے اسدن سب کے فیصلے ہو جاوینگے کوئی حمایتی کسکے کام نہ آویگا مگر اسکے کہ جسپر اللہ کا رحم ہوگا

إِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّومِ ۝ طَعَامُ الْأَثِيمِ ۝ كَالْمُهْلِ يَغْلِي فِي الْبُطُونِ ۝ كَغَلْيِ الْحَمِيمِ ۝ خُذُوهُ فَاعْتِلُوهُ إِلَىٰ سَوَاءِ الْجَحِيمِ ۝ ثُمَّ صُبُّوا فَوْقَ رَأْسِهِ

سفر تھور کا پیڑ گنا ہگار کا کھانا ہے پگلے ہوئے تانبے کی طرح پیٹ مین کھولیگا کھولتے پانی کیطرح اسکو پکڑو پھر دھکے دیتے ہوئے جہنم کے بیچ بیچ لیجاؤ۔ پھر اسکے سر پر

مِنْ عَذَابِ الْحَمِيمِ ۝ ذُقْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْكَرِيمُ ۝ إِنَّ هَٰذَا مَا كُنْتُمْ بِهِ تَمْتَرُونَ ۝ إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي مَقَامٍ أَمِينٍ ۝ فِي جَنَّاتٍ

جلتا ہوا پانی عذاب کا ڈھیر لے مزہ چکھ کیونکہ تو ہی تو عزت والا سردار ہے یہ وہی تو ہے کہ جسمین تم شک کیا کرتے تھے البتہ پرہیزگار امن کی جگہ مین ہونگے باغون

وَعُيُونٍ ۝ يَلْبَسُونَ مِنْ سُنْدُسٍ وَإِسْتَبْرَقٍ مُتَقَابِلِينَ ۝ كَذَٰلِكَ وَزَوَّجْنَاهُمْ بِحُورٍ عِينٍ ۝ يَدْعُونَ فِيهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ

اور چشمون مین اور دبیز ریشمی لباس پہنکر آمنے سامنے بیٹھے ہونگے یون ہوگا اور انکو گوری گوری بڑی بڑی آنکھون والی عورتین بیاہ دینگے وہان ہر قسم کے

آمِنِينَ ۝ لَا يَذُوقُونَ فِيهَا الْمَوْتَ إِلَّا الْمَوْتَةَ الْأُولَىٰ وَوَقَاهُمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ ۝ فَضْلًا مِنْ رَبِّكَ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ

میوے منگائین گے وہان پہلی موت کے سوا اور موت نہ چکھین گے اور انکو دوزخ کے عذاب سے بچا دیگا تیرے رب کے فضل سے یہ ہے وہ بڑی

الْعَظِيمُ ۝ فَإِنَّمَا يَسَّرْنَاهُ بِلِسَانِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ۝ فَارْتَقِبْ إِنَّهُمْ مُرْتَقِبُونَ ۝

مراد اس قرآن کو ہمنے آسان کردیا تیری زبان مین تاکہ وہ سمجھین پھر تو انتظار کر وہ بھی انتظار کر رہے ہین۔

تفسیر

دار آخرت کا ثبوت کرکے اب کچھ وہان کے حالات بیان فرماتا ہے۔ سب سے پہلے بدکا۔ دن کی سزا بیان کرتا ہے فقال ان شجرۃ الزقوم کہ گنا ہگار کا کھانا تھور ہوگا جو نہایت تلخ اور بدمزہ چیز ہے لاچار ہوکر اُسی کو کھاوینگے وہ پیٹ مین جاکر گرم پانی کی طرح کھولے گا۔ مہل تلچھٹ۔ یا تانبا سیسا وغیرہ پگھلا ہوا۔ مہل پر جملہ تام ہوگیا پھر بغلی سے اس کے غلیان کی کیفیت شروع ہوتی ہے۔ بعض کا مہل کو بغلی سے بھی ربط دیتے ہین۔ اس کے لئے یہہ بھی فرشتون کو حکم دیا جاوے گا کہ اس کو پکڑو اور دھکے دیتے ہوئے جہنم بیچ لیجاؤ اور اس کے سر پر کھولتا ہوا پانی ڈالو اور کہو چکھ کیونکہ تو اپنے زعم مین بڑا عزت والا زبردست سمجھا ہوا تھا ان باتون کو تم دنیا مین نہین مانتے تھے۔

ابن السکیت کہتے ہین عتلہ اے السجن واعتلہ اذا دفعتہ وخاعنیفا۔ اگر یون پوستے صبوا فوق راسہ الحمیم تو اس مین وہ لطف نہوتا جو مذاب کے لفظ نے دیا۔

اسکے بعد نیک لوگون کا حال بیان فرماتا ہے ان المتقین کہ پرہیزگار عمدہ مقامات مین رہین گے عمدہ لباس پہنین گے تختون پر آمنے سامنے بیٹھے ہونگے حورین سے شادی ہوگی عمدہ چیزین کھادین گے۔ لذت وعیش کی سب چیزین اگین مکان لباس عورت حسین کھانا پینا یہی تو لذات ہین۔ سندس مہین ریشمی کپڑا استبرق دلدار ریشمی کپڑا جیسا کہ مخمل کا شائی حور واحدی کہتے ہین اسکے اصلی معنے سفیدی کے ہین یہہ جمع ہے حور کے جسکے معنی گوری۔ عین عنیاء کی جمع جسکے معنی بڑی آنکھون والی۔

لایذوقون فیہا الموت الا الموتۃ الاولی یعنی جنت مین کبھی موت کا مزہ نہ چکھین گے بجز اسکے کہ جو پہلے دنیا مین چکھ چکے ہین استثنا منقطع ہے۔ لکن الموتۃ کذا قال الزجاج والفراء۔

ابتدا سورہ مین قرآن مجید کے چند اوصاف بیان فرمائے تھے منجملہ اُنکے ایک یہہ کہ وہ مبین ہے یعنی اسمین ہر چیز کا بیان وضاحت کیساتھ ہے اب بیان اسکی اور بھی تشریح کرتا ہے کہ یسرناہ بلسانک کہ اسی محمد تیری زبان مین سمجھنے کے لئے اُسکو سان کیا تاکہ لوگ سمجھین مگر بدبخت نہین سمجھتے اور تجھپر موت یا ہلاکت آنیکے منتظر رہتے ہین سو تو بھی اے محمد انپر بلا آنے کا انتظار کر۔

سورۃ جاثیہ مکیۃ ھی اسہین سینتیس آیات اور چار رکوع ہین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حٰمٓ ۝ تَنْزِيلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ ۝ اِنَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُؤْمِنِينَ ۝ وَفِي خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُثُّ مِنْ دَآبَّةٍ

یہ کتاب اللہ زبردست حکمت والے کیطرف سے اتری ہی بیشک آسمانون اور زمین مین ایمانداروں کے لئے نشانیان ہین اور تمھاری پیدائش کرنے مین اور جانور وغیرہ پھیلانے مین

اٰيٰتٌ لِّقَوْمٍ يُوقِنُونَ ۝ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ رِّزْقٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا

نشانیان ہین یقین لانے والونکے لئے اور رات دن کے پھٹنے مین اور آسمان سے روزی نازل کرنے مین کہ اس خشک ہوئی زمین کو شاداب کرتا ہے۔

وَتَصْرِيفِ الرِّيٰحِ اٰيٰتٌ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ۝ تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۚ فَبِاَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَ اللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ يُؤْمِنُونَ ۝

اور ہواؤن کے بدلنے مین نشانیان ہین یقین کرنیوالونکے لئے یہ اللہ کی آیتین ہین کہ جو تجھے باہم ٹھیک ٹھیک سناتے ہین پھر اللہ اور اسکی آیتون کے بعد کس بات پر ایمان لاوینگے

وَيْلٌ لِّكُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيمٍ ۝ يَّسْمَعُ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُتْلٰى عَلَيْهِ ثُمَّ يُصِرُّ مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيمٍ ۝ وَاِذَا عَلِمَ مِنْ اٰيٰتِنَا

خرابی ہے ہر جھوٹے گناہگار کی جو اللہ کی آیتین سنکر جو اسکے روبرو پڑھی جاتی ہین غرور مین آکر ہٹ کرتا ہے گویا کہ اسنے انکو سنا ہی نہین تھا پھر اسکو دکھ دینے والے عذاب کی خوشخبری دے

شَيْـًٔا اتَّخَذَهَا هُزُوًا ۚ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ۝ مِّنْ وَّرَآئِهِمْ جَهَنَّمُ ۚ وَلَا يُغْنِي عَنْهُمْ مَّا كَسَبُوا شَيْـًٔا وَّلَا مَا اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللّٰهِ

کسی کی خبر پاتا ہے تو اس سے ہنسی کرتا ہے۔ انکی لئے ذلت کا عذاب ہے انکے سامنے جہنم ہے۔ اور جو کچھ انہون نے کمایا تھا انکے کچھ بھی کام نہ آویگا اور نہ وہ کہ جنکو اللہ کے سوا حمایتی

اَوْلِيَآءَ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ هٰذَا هُدًى ۚ وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِيمٌ ۝

بنا رکھا تھا۔ اور انکو بڑا عذاب ہوگا۔ یہ ہے رہنمائی اور وہ جو اللہ کی آیتون کے منکر ہین ان کو اللہ کی پھٹکار سے دکھ دینے والا عذاب ہے۔

حٰمٓ امتبدأ تنزیل الکتاب خبرہ والتقدیر تنزیل حٰمٓ تنزیل الکتاب او قسم وتنزیل الکتاب جواب القسم ان فی السماوات العزیز الحکیم صفتہ اللہ تعالیٰ ویجوز ان یکون صفۃ الکتاب۔ لایات منصوبۃ لکونہا خبران فی السماوات الخ خبر ہا۔ آیات بالرفع علی انہ مبتدأ وفی خلقکم خبرہ وہی جملۃ مستانفۃ۔ ویقرء بکسر التاء ایضا علی ان مضمرۃ خفضت لدلالۃ ان الاولی علیہا ولیست معطوفۃ علی آیات الاولی لما فیہ من العطف علی عاملین واختلاف الجر یعنی بالجر معطوفا علی الجر۔ یعنی وآیات توکید وایجاز ویجوز ان یکون ذلک من باب العطف علی عاملین ومجرورا محلا للعطف علی اختلاف وکذا تصریف الریاح۔

تفسیر

یہہ سورہ بھی بالاتفاق مکہ مین نازل ہوئی ہے۔ اس مین بھی انہین تین مسائل سے بحث ہے نبوت توحید معاد اس سے پہلے دخان مین اول مسئلہ نبوت مین کلام تھا یہان بھی افتتاح سورہ مین اسی مسئلہ مین ایک عجب لطف کیساتھ کلام کیا ہے وہ یہہ کہ حٰمٓ مین کسی خاص بات کی طرف اشارہ کرکے یا اپنے ذات وصفات وحیست کی قسم کھاکر یہہ بتاتا ہے کہ یہہ کتاب اللہ زبردست کی طرف سے نازل ہوئی ہے جو بڑا حکیم ہے اور یہہ بھی اسکی حکمت کا مقتضیٰ تھا کہ بندون کو ہر ضلالت سے نجات دے۔ اسکے بعد مسئلہ توحید واثبات باری مین کلام کرتا ہے۔

طلوع سے اسکی حقانیت مراد ہے یعنی عالم وجود مین جو کچھ اسکے سامنے ہے عدم کے رنگمین اور بطلان کی ریسون مین رنگا اور بند ہا ہوا ہے مگر وہ ہی حق وثابت ہے اور ہم سے اسطرف اشارہ ہے کہ یہہ عالم اور اسکی سب چیزین جنکے ظاہر اور باطن کے جمال کے آئینہ ہین پھر جاسکا یا اسکی توحید کا انکار کرتا ہے اندہا ہے ان آیتون مین غور سے نہین دیکھتا ہے ہم نے فی السماوات سے لیکر یعقلون تک کئی آئینہ پیش کرکے اپنی ذات بابرکات کو مختلف جلوون مین دکھایا ہے۔ اور ممکن ہے کہ اسکی حیات کیطرف اور عدم سے اسکے کیطرف اشارہ ہو کہ ہماری حیات کی قسم تمھارے کہنے سے ہوا ہے یا ہماری حیات کا بڑا روشن آئینہ تمھارے بین جسمین ایک عالم کو اللہ دکھا دیا اور یہہ بھی ممکن ہے کہ عالم باطن مین یہہ دونون حرف کسی حقیقت کا مرکز ہون جو ہدایت مین تاثیر رکھتی ہو جنمین انسے انکو یاد کیا ہو جیسے کہ حفظ وحمایت کہ ہم محمد اور اسکے دین کی حفاظت کو نیکی سے حفظ سے حمایت اور عدم کے حد میان لانے سے درمیانی زمانہ مین حمایت کی حاجت یا زد مراد ہو ۱۲ منہ

تعالیٰ ان فی السماوات الخ یہہ (۱) آیتہ ہے کہ جسمین اللہ تعالیٰ اپنا جمال دیکھتا ہے مگر کسی طرح سے اس لئے فرمایا کہ آسمانون اور زمین مین اسکے وجود و توحید کے لئے بڑی بڑی نشانیان ہین آیات فرمایا کیونکہ انکی مقدار اور حرکات والوان مختلفہ انوار کی کمی زیادتی ہر ایک بات ایک نشانی ہی اول اسلئے کہ یہہ اجسام حادث سے خالی نہین اور جو حوادث سے خالی نہین وہ حادث ہین پس تمام اجسام حادث ہین اور حادث کیلئے ایک محدث ضرور ہے (دوم) یہہ کہ یہہ اجسام اجزا سے مرکب ہین اور یہہ اجزا باہم متماثل ہین پھر ایک جزو کو ایک جگہہ مین اور ایک کو اس بات مین کون خاص کرنے والا ہے وہی اللہ ہے نہ طبیعت اجسام کیونکہ اس مین پھر یہی کلام ہوگا - (سوم) یہہ افلاک و ستارے و زمین اگر از خود ہین تو یا ہمیشہ سے ہین یعنی قدیم یا حادث ہین قدیم تو ہین نہین کیونکہ قدیم تغیرات سے پاک ہوتا ہے اور ان مین تغیرات ضرور ہوتے ہین ہان یہہ اور بات ہے کہ انکی لاکھون برسون کی عمر ہو اس لئے پہلے لوگون نے انکو قدیم سمجھہ لیا ہو پس حادث ہین کس لئے کہ باوجود اشتراک جسمانیت کے پھر مختلف الالوان و الحرکات والابعاد ہونا حدوث کی دلیل اور کسی قادر مختار کے لئے برہان ہے اس کے بعد اور چند نشانیان ذکر کرتا ہے (۲) آدمیون کا پیدا ہونا (۳) زمین پر مختلف قسم کے جانورون کا پایا جانا (۴) رات دن کا بدلنا (۵) اوپر سے پانی برسانا پھر اس سے مختلف نباتات پیدا کرنا (۶) ہواؤن کا بدلنا - یہہ سب نشانیان ہین نہ اندہون کے لئے بلکہ آنکھون والون کے لئے جنکو اہل ایمان و اہل یقین کہتے ہین -

دلائل یقینیہ بیان فرماکر ارشاد فرماتا ہے تلک آیات اللہ نتلوہا علیک بالحق یہہ اللہ کی آیتین ہین جو اے محمد تجھکو بہت اچھی طرح سے سنائی جاتی ہین - یہان سے پھر مسئلہ نبوت کی طرف رجوع کیا دلائل وجود و توحید باری بیان فرماکر - اور مناسبت یہہ ہے کہ جس کتاب مین اس کیفیت کے ساتھہ توحید وجود باری کے ایسے دلائل ہون وہ کتاب خدا تعالے کی طرف سے ہو قرآن مجید اور جسپر وہ کتاب نازل ہوئی ہے وہ خدا کا رسول برحق ہے یعنے محمد صلے اللہ علیہ وسلم نبای حدیث بعد اللہ و آیاتہ یؤمنون پھر کس بات پر ایمان لاوینگے جبکہ اللہ یعنے اس کے کلام پر ایمان نہ لائے اور اُس کی آیات بینات پر یقین نہ لائے - پھر آگے اُن کے انکار کی کیفیت اور اُس کی سزا جو دار آخرت مین ہوگی بیان فرماتا ہے اس مناسبت سے مسئلہ معاد کا بھی بڑے عمدہ محل پر ذکر ہوگیا یہی وہ بلاغت ہے جو اعجاز کو پہونچ گئی - فرماتا ہے ویل لکل افاک اثیم اغ یہان سے منکرون کے اقسام ذکر کرتا ہے اور انکار پر برانگیختہ کرنے والی خباثت کا بھی ذکر کرتا ہے - قسم اول سنکر کانون مین مار جانے والے گویا سنا ہی نہین تکبر کی راہ سے اس کی کچھہ پرواہی نکی - اور اس کا محرک اور مادہ کیا ہے افک اثم جو افاک و اثیم سے سمجھا گیا - افک جھوٹھہ بولنا افاک بڑا جھوٹھا اثم گناہ اثیم بڑا گناہگار - بیشک جس مین یہہ بدخصلتین پیدا ہوجاتی ہین اس کا دل سیاہ ہوجاتا ہے حق قبول کرنے کا مادہ نہین رہتا - یہہ قریش کے بعض سردارون کی عادت تھی جنکی طرف ان لفظون مین اشارہ ہے - اول اسکے لئے صرف لفظ ویل فرمایا تھا یعنی خرابی ہو اس کی یا ویل جہنم کی ایک جگہہ ہے کہ یہہ جگہ اس کی ہے اس کے بعد اس کے جرم کی کافی سزا بیان فرماتا ہے فبشرہ بعذاب الیم کہ اُسکو عذاب الیم کا مژدہ سنا اسکے بعد دوسری قسم کے انکار کا ذکر کرتا ہے واذا علم من آیاتنا انہ کہ اس کو جب ہماری کوئی آیت معلوم ہوتی ہے تو انکار ہی نہین بلکہ اسپر تمسخر اور ٹھٹھا بھی کرتا ہے اس کو ذلیل کرنے کے لئے یہہ پہلے سے بھی بڑھکر جرم ہے اس لئے اس کی سزا بھی زیادہ بیان کرتا ہے کہ اس کے لئے ذلت دینے والا عذاب ہے اور ان کے آگے جہنم ہے اور اُن کی کمائی اور اُن کے معبودون انکے وہان کچھہ کام نہ آئین گے اس بحث کو تمام کرکے پھر اصل بات کی طرف رجوع کرتا ہے کہ ہدا ہدی یہہ قرآن مجید جکا انکار اور جسپر ٹھٹھا کرتے ہین ہدایت ہے پھر جو ہدایت کا انکار کرے اسکو سخت عذاب ہی من رجز والرجز اشد العذاب بدلیل قولہ تعالے ولکن کشفت عنا الرجز -

اَللّٰهُ الَّذِیْ سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِیَ الْفُلْكُ فِیْهِ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ

اللہ وہ ہے کہ جسنے دریا کو تمھارے قابو مین کردیا تاکہ اسکے حکم سے اسمین کشتیان چلین اور تاکہ تم اسکے فضل سے روزی تلاش کرو اور تاکہ شکر کرو اور تمھارے کام پر لگا دیا آسمانون

وَمَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مِّنْهُ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ۝ قُلْ لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یَغْفِرُوْا لِلَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ اَیَّامَ

اور زمین کی سب چیزون کو اپنی طرفسے - البتہ اسمین نشانیان ہین فکر کرنے والون کے لئے ایماندارون سے کہدے کہ جو اللہ کے دنون کی امید نہین رکھتے انکو معاف

اللّٰهِ لِیَجْزِیَ قَوْمًا بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ۝ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَیْهَا ثُمَّ اِلٰی رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ۝

کرین تاکہ وہ خود بدلہ دیگا اسکا جو وہ کرتے تھے جو کوئی نیک کام کرتا ہے تو اپنے لئے اور جو کوئی برا کرتا ہے تو اپنے سر پر پھر تم اپنے رب کے پاس لوٹ کر جاؤگے

جمیعاً حال من مافی السماوات الخ او تاکید لہ ومنہ متعلق بمحذوف ای کائنا منہ او بسخر او حال من مافی السماوات او خبر لمبتدا محذوف ینجزی اللام متعلقۃ بینفروا

وقرئ لنجزی بالنون

✦ تفسیر ✦

پھر مسئلہ توحید پر دلائل بیان کرتا ہے اور عرب کے روزمرہ کی بات مین اپنی قدرت کا نمونہ دکھاتا ہے تاکہ وہ خدا تعالےٰ پر ایمان لاوین فقال اللہ الذی سخر لکم البحر کہ اللہ وہ ہے کہ جس نے تمھارے لئے دریا کو بس مین کردیا کہ اس مین کشتیان چلتی ہین اور روزی تلاش کرتے ہین تاکہ تم شکر کرو - یہہ بڑی عبرت کی بات ہے دریا مین کہ سوائے پانی کے اور کچھ نظر نہین آتا ہے ہواؤن کے ذریعے سے لاکھون من بوجھ لیکر پانی عمیق پر سے گزرتے ہین اور ہوا بھی وہ شئی ہے کہ اگر مخالف ہوجاوے تو یہی ہلاک کرنے کو بس ہے اب وہ کون ہے کہ جس کے بس مین کرہ ہوا اور کرہ ہوا ہے ؟ وسخر لکم مافی السماوات ومافی الارض جمیعاً منہ اسپر کیا موقوف ہے جسقدر چیزین آسمان وزمین مین ہین آفتاب ستارے بارش آندہی حجر شجر - حیوانات سب تمھارے لئے بس مین کردئے اور کام پر لگا رکھے ہین - مطلب یہہ کہ سب چیزون سے تم کو فوائد حاصل ہین اس مین بڑی بڑی نشانیان ہین فکر کرنے والونکو اگر صرف ایک روٹی ہم پہونچنے کے سامانون کو غور کیا جاوے تو بیساختہ بول اٹھے کہ یہہ سب کارگیری اسی قادر مختار کی ہے - ان دلائل سے خدا تعالےٰ کا وجود اور اسکا وحدہ لاشریک لہ ہونا اور منعم ومربی ہونا کمال درجہ پر ثابت ہوگیا اور اس کا حلم بھی ظاہر ہوا کہ بندون کی سرکشیان دیکھتا ہے اور ایسا قادر ہے مگر پھر بھی درگزر کرتا ہے - اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتا ہے کہ قل للذین امنوا ایماندارون سے کہدے وہ بھی حلم ومغفرت کی عادت سیکھین اور ان لوگون سے جو اللہ کے وقائع کے قائل نہین اور اسکے مصائب سے نہین ڈرتے جو اعداء دین پر نازل ہوئین یقیناً ان سب کو وہ جھوٹا جانتے ہین اور یا ایمانداروں سے سختی سے پیش آتے ہین سخت کلامی بدگوئی بدمزاجی بدمعاملگی دست درازی مومنون پر کرتے ہین درگزرین انتقام کے درپے نہوا کرین - کفار مکہ مسلمانون کو بہت ستاتے تھے مسلمان بھی انہین کے ملک اور انہین کے قوم کے لوگ تھے غصہ آتا تھا کہ ان سے لڑمرین مارین مرجاوین مگر صبر کرنے کا حکم ہوا - یہہ مسئلہ جہاد کے مخالف نہین ہے کسلئے کہ جہاد تنہا اپنے دشمن سے بدلہ لینے کا نام نہین ہے بلکہ وہ ایک مجموعی طاقت اسلامیہ کا فعل ہے جو اسکے موقع پر بضرورت عمل مین لائی جاتی ہے -

لیجزی معاف کرین تاکہ اللہ خود اس قوم کفار کو اُنکے اعمال کا بدلہ دے اگر تم نے آپ بدلے لیا تو پھر خدا نہین لیگا تم صبر کردو تمھاری طرفسے وہ بدلہ لیگا قوماً سے بعض مفسرین کے نزدیک مسلمان مراد ہین تب یہہ معنی ہونگے ای ایمانداروں معاف کیا کرو تاکہ اللہ ایک قوم یعنی ایمانداروں کو انکے اعمال کا نیک بدلہ دے منجملہ انکے اعمال حسنہ کے یہہ معاف کرنا ہے - اور معاف کرنا اسلئے چاہیے کہ من عمل صالحا فلنفسہ جو کوئی نیک کام کریگا اسکا آپ عمدہ پھل پاوے گا اور جو کوئی بدی کرتا ہے اپنے سر پر بوجھ دھرتا ہے پھر تم کیون اُنکی بدی سے ڈرتے ہو اور کسلئے انسے الجھتے ہو - جہان نیک بات کہنے اور بدی سے منع کرنے مین فتنہ وفساد ہو وہان سکوت کرنا اولےٰ ہے جیسا کہ یہہ آیت اسطرف ایما کر رہی ہے -

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَاٰتَيْنٰهُمْ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَمَا اخْتَلَفُوْٓا

اور البتہ دیئے ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب اور حکومت اور نبوت دی اور انکو پاکیزہ چیزوں سے روزی دی اور انکو دنیا پر بزرگی دی تھی اور انکو دین میں کھلی ہوئی باتیں پھر اختلاف

اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۭ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝ ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰي شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا

علم آنے کے بعد صرف باہمی عداوت سے کیا تیرا رب ان میں قیامت کے دن فیصلہ کردیگا جس چیز میں کہ وہ باہم اختلاف کرتے تھے پھر تجھکو دین کے رستہ پر قائم کیا پھر تو اسپر چل

وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَاۗءَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ اِنَّهُمْ لَنْ يُّغْنُوْا عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْـــًٔا ۭ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاۗءُ بَعْضٍ ۚ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝ هٰذَا بَصَاۗىِٕرُ

اور نادانوں کی خواہشوں پر نہ چل کیونکہ وہ اللہ کے سامنے تیرے کچھ بھی کام نہ آوینگے اور ظالم آپسمیں ایک دوسرے کے رفیق ہوا کرتے ہیں اور اللہ جو تو پرہیزگاروں کا رفیق ہے یہ لوگوں کیلئے

لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ۝ اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَوَاۗءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ ۭ سَاۗءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ع ۱۸

بصیرت اور ہدایت ہو اور یقین کرنے والوں کیلئے رحمت۔ کیا گناہ کرنے والوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ ہم انکو ایمان والوں نیک کام کرنیوالوں کے برابر کردینگے انکا جینا اور مرنا برابر ہے وہ برا حکم کرتے ہیں۔

ام منقطعہ بمعنی بل مع الانکار۔ قبل للانتقال من البیان الاول الی الثانی والہمزۃ للانکار والحسبان۔ والاجتراح الاکتساب ومنہ الجوارح ان نجعلہم بتاویل المصدر مفعول بہ کالذین مفعول ثان نجعل۔ سواء بالنصب ہو حال من الضمیر المستتر فی قولہ کالذین امنوا او انہ مفعول ثان نجعل وقرء بالرفع فمحیاہم مبتدأ ومماتہم معطوف علیہ وسواء خبر مقدم۔ وقیل رفع محیاہم ومماتہم بسواء لانہ بمعنی مستو۔

تفسیر

پہلے فرمایا تھا الذی احسن کہ اللہ نے تمپر یہہ یہہ احسانات کئے اسکے بعد دینی احسانات کا تذکرہ کرتا ہے اور سب سے اول بنی اسرائیل کا ذکر فرماتا ہے کہ انکو کتاب توریت دی تھی یا عام ہے اور کتب انبیاء بھی مراد ہوں اور حکومت بھی انکے نافذ کرنیکے لئے عطا کی تھی اور نبوت کا سلسلہ بھی ان میں قائم کیا کہ یکے بعد دیگر بہت سے نبی ان میں پیدا ہوئے اور دنیا کی بھی انکو فراخ دستی عطا کی اور فضلنا ہم علی العالمین انکو اس عہد کے سب لوگوں پر عزت و بزرگی بھی دی تھی۔ اور بینات امر بھی عطا کئے تھے یعنی معجزات و کرامات اکثر لوگ ان میں ایسے ہوتے تھے کہ مستجاب الدعوات تھے اور انکی بزرگی و خدا پرستی کی دلیلیں انکے کشف و کرامات ہوتے تھے۔ بعض کہتے ہیں اس سے مراد حلال و حرام طہارت و نجاست کے صاف صاف احکام و دستورات ہیں بعض کہتے ہیں آنحضرت صلعم کے مبعوث ہونیکی خبریں۔ یہہ بھی بنی اسرائیل کے علماء کو دی گئیں تھیں جیسے انکو آنحضرت کے مبعوث ہونیکا انتظار تھا۔ خیر یہہ سب کچھ تو دیا مگر پھر بنی اسرائیل کی ناشکری دیکھئے فما اختلفوا الا من بعد ما جاءہم العلم بغیا بینہم آپسمیں اختلاف و الد یا بہت سے فرقے بنگئے سلطنت کو بھی کئی ٹکڑے ہوگئے اور یہہ کیوں کیا بغیا بینہم محض باہمی سرکشی و عداوت سے جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ وہ تمام نعمتیں انسے چھینی گئیں اور انکے جرم کی سزا اور اختلافی امور کا فیصلہ آخرت میں ہوگا اور یہہ نعمت ای محمد صلی اللہ علیک وسلم تجھے عطا ہوئی کما قال ثم جعلناک علی شریعۃ من الامر کہ جب ان میں اختلاف پڑا اور وہ دینی نعمت انکے ہاتھ سے جاتی رہی اور دنیا ظلمات و جہالت سے بھر گئی تو اس محسن قدیم نے ای محمد تجھے مبعوث کیا اور تجھکو شریعت دی گئی۔ سوائے کفار و مشرکین اہل کتاب آنحضرت کی نبوت کو کوئی نئی بات نہیں پھر کیوں تعجب کرتے ہو؟

پھر آنحضرت کو حکم دیتا ہے فاتبعہا آپ اس شریعت کا اتباع کیجئے ان نادانوں کی خواہشوں کو نہ دیکھئے جو کچھ کچھ کہتے ہیں وہ تیرے کچھ کام نہ آوینگے اللہ کے مقابلے میں بان لوں یہہ تمگار آپس میں ایک دوسرے کے رفیق و مددگار ہیں ہوا کریں اللہ پرہیزگاروں کا رفیق و مددگار ہے۔ یہہ قرآن ایمان والوں کیلئے بینائی و ہدایت و رحمت ہے۔ سبحان اللہ مسئلہ نبوت کو کس عمدہ اسلوب سے ثابت کیا اور کس موقعہ پر کلام کو تمام کیا۔ اسکے بعد بدی کرکے اسپر دلیری کرنیوالوں کو تنبیہ کرتا ہے ام حسبوا الخ کہ کیا بدی کرنے والے یہہ سمجھے ہوئے ہیں کہ ہم انکو دنیا و دین میں نیکوں کی برابر کردینگے کہتے ہیں صاحب جب یہہ بخشے جاوینگے تو ہم کیا جنت سے پیچھے رہا دینگے یہہ ہرگز نہ ہوگا سواء محیاہم ومماتہم کیا انکی اور انکی حیات و موت برابر ہے؟ نہیں نیکوں کی حیات بھی عمدہ موت بھی بہتر بدوں کی دونوں خراب ابن عباس۔ یا یہہ معنی کہ گو زندگی میں تو ایما مدارونکے برابر ہیں رزق میں تندرستی میں پھر کیا موت میں بھی برابر ہوجاوینگے موت و حیات دونوں میں برابر ہونگے؟ نہیں یا یہہ کہو کہ بدوں کی موت و حیات دونوں یکساں ہیں نہ اس جہان میں خیر نہ وہاں خیر اور مومنوں کی دونوں برابر ہیں یہاں بھی خیر وہاں بھی خیر۔

وَخَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَلِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝ اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰى
اور اللہ نے آسمانوں اور زمین کو درستی سے بنایا اور تاکہ ہر ایک شخص کو اسکے کئے کا بدلہ ملے اور انپر ظلم نہوگا۔ بھلا تو نے اسکو بھی دیکھا کہ جو اپنی خواہش کا بندہ بنگیا اور اللہ نے باوجود سمجھ کے اسکو گمراہ کردیا اور اسکے کان
سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً فَمَنْ يَّهْدِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ ۭ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝ وَقَالُوْا مَا هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَا
اور دل پر مہر کردی اور اسکی آنکھ پر پردہ ڈالدیا۔ پھر اللہ کے بعد اسکو کون ہدایت کرسکتا ہے۔ پھر تم کیوں نہیں سمجھتے اور کہتے ہیں ہماری دنیا کا جینا ہے ہم مرتے اور جیتے ہیں اور زمانہ ہی
اِلَّا الدَّهْرُ ۚ وَمَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۚ اِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ ۝ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ مَّا كَانَ حُجَّتَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوا ائْتُوْا بِاٰبَآئِنَآ اِنْ
ہمکو ہلاک کرتا ہے۔ حالانکہ انکو اسکی کچھ بھی حقیقت معلوم نہیں محض انکلیں دوڑاتے ہیں اور جب انکو ہماری کھلی کھلی آیتیں سنائی جاتی ہیں تو انکی یہی حجت ہوتی ہے کہ تم ہیں تمہارے باپ دادا کو اوٹھا لاؤ اگر
كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ قُلِ اللّٰهُ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يَجْمَعُكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ ع ۴
تم سچے ہو۔ کہہ اللہ تمکو زندہ کرتا ہے پھر تمکو مارے گا پھر تم سب کو قیامت میں جمع کرے گا جسمیں کچھ بھی شبہ نہیں لیکن اکثر آدمی جانتے نہیں۔

تفسیر

جبکہ خدا تعالیٰ نے یہ فرمایا تھا کہ کافر و مؤمن درجات سعادت میں برابر نہیں تو اس کے اب دلائل بیان فرماتا ہے فقال وخلق اللہ الخ یہ اول دلیل ہے کہ اللہ نے آسمانوں و زمین کو برحق بنایا اگر نیک و بد برابر ہوجاویں تو یہ انتظام عالم درہم برہم ہوجاوے (۲) ولتجزیٰ کل نفس الخ اس کا عطف باالحق پر ہے کہ اپنے آسمانوں اور زمین کو حق ظاہر کرنیکے لئے اور اسلئے بنایا ہے کہ ہر ایک کو اسکے عمل کا بدلہ ملے ظلم نہو یعنی مقصود اس عالم کے پیدا کرنے سے عدل و رحمت کا ظاہر کرنا ہے اور یہ جب ہی پورا ہوگا کہ قیامت برپا ہو اور وہاں نیک و بد کا پورا انصاف ہوکر پوری جزا و سزا دیجاوے (۳) افرءیت من اتخذ الٰہہ ہواہ یہاں کلام کا دوسرا طرز پلٹ دیا اور استفہام انکاری کے طور سے پوچھتا ہے کہ اے محمد یا اے مخاطب تو نے اسکو بھی دیکھا کہ جسنے اپنی خواہش نفسانی کو معبود بنا رکھا ہے خواہش کے بندے ہیں جو وہ حکم دیتی ہے اسی کے بجالانے پر کمر بستہ ہیں۔ یعنی بد اور نیک کیونکر برابر ہوسکتے ہیں بدنے خواہش نفسانی کے آگے سر جھکا رکھا ہے نیک و مؤمن نے اپنے اللہ کے آگے۔ (۴) واضلہ اللہ علی علم اسکا عطف اتخذ پر ہے کہ اسکو بھی دیکھا کہ جسکو اللہ نے علم سے گمراہ کردیا۔ یعنی باوجود ہونے توانائی گمراہ ہی علی علم یعنے اللہ جانتا تھا کہ اسکی روح صلاحیت قبول نہیں کرسکتی۔ واضح ہو کہ ارواح بشریہ مختلف ہیں بعض تو انکی علوی ہیں اور بعض کمدرجہ ظلمانی سفلی ہیں جنکو لذائذ جسمانیہ و شہوات نفسانیہ کی طرف بڑا سخت میلان ہے اور اللہ تعالیٰ ہر ایک کو ویسا ہی کرتا ہے جو اسکی ماہیت و جوہر کے لائق ہے پس علی علم کے یہ معنی ہوئے۔ اور اسی کی تائید ہے اس جملہ وختم علی سمعہ الخ کہ اللہ نے اسکے کانوں اور دل پر مہر کردی اور آنکھ پر پردہ ڈالدیا یہ اسکے پردے ہیولانے و حجابات ظلمانی ہیں پھر اسکو حق کیونکر دکھائی دے کیونکر سنائی دے کیونکر دلمیں جمے ایسے کو کون ہدایت کرسکتا ہے اللہ کے بعد یعنی اسکے گمراہ کرنے کے بعد مطلب یہ کہ کافر و بدکار کی ذات و اصالت میں قصور ہے برخلاف مؤمن صالح کے کہ اسکی ذات یعنی جوہر روح میں نور انیت رکھی ہوئی ہے پھر دونوں کس طرح برابر ہوسکتے ہیں۔ اسمیں یہ بھی رمز ہے کہ یہ خدا کے گمراہ کردہ ہیں آنحضرت صلعم سے ہدایت پر نہ آنا آنحضرت صلعم کی منقصت ثابت نہیں کرتا علی علم کے یہ بھی معنی ہوسکتے ہیں کہ باوجود یکہ اس کافر و بدکو سمجھ بوجھ دی نیک و بد میں امتیاز کرنے کا ملکہ دیا مگر اسنے سب کو بیکار کردیا۔ ع بگذار تجھے تو بصورت بناکرہ (۵) وقالوا ما ہی الا حیاتنا الدنیا الخ یعنی مہر کرنیکا یہ اثر ہوا کہ دار آخرت کو بھول گئے اسی نچوڑہ زندگی پر پھول گئے کہ صرف یہی زندگی ہے یہی ایک مرنا جینا ہے۔ اور خدا کو بھی بھول گئے وما یہلکنا الا الدہر اور کہدیا کہ ہمکو صرف زمانہ ہلاکت کرتا ہے خدا کوئی نہیں گردش ایام سے قویٰ بدنیہ تحلیل ہوتے ہوتے اس مرتبہ ہوجاتے ہیں کہ ایک روز اسکا چراغ حیات گل ہوجاتا ہے۔ فرماتا ہے یہ حقدار دہر کو نہیں جانتے عقلی گھوڑے دوڑاتے ہیں دراصل ان گردش ایام کا مالک اللہ ہے اسباب پر نظر ہے مسبب الاسباب پر نہیں۔ (۶) واذا تتلی الخ اور یہاں تک اپنے خباثت غالب آئی ہے کہ جب انکو اللہ کی کھلی کھلی آیتیں سنائی جاتی ہیں تو حشر کے بارہ میں یہ حجت کرتے ہیں کہ ہمارے مرے باپ دادا کو لے آؤ تو جانیں فرماتا ہے قل اللہ کہدے اللہ تمکو زندہ رکھتا ہے وہی موت دیگا پھر وہی قیامت میں سب کو جمع کرے گا لیکن اکثر کو خبر نہیں۔

وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَىِٕذٍ يَّخْسَرُ الْمُبْطِلُوْنَ ۝ وَتَرٰى كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِيَةً ۭ كُلُّ اُمَّةٍ تُدْعٰٓى اِلٰى كِتٰبِهَا ۭ اَلْيَوْمَ

اور آسمانون اور زمین کی بادشاہی اللہ ہی کو ہے اور جسروز کہ قیامت برپا ہوگی اسدن جھوٹے لوگ تباہ ہونگے اور ہر فرقے کو گھٹنے پر سرڈالے ہوئے دیکھیگا ہر ایک جماعت کو اسکے دفتر کی طرف بلایا جائیگا کہ آج

تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ هٰذَا كِتٰبُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ ۭ اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُدْخِلُهُمْ

تمکو بدلہ ملیگا تمھارے اعمال کا - یہہ ہمارا دفتر تمپر سچ سچ بیان کرتا ہے - کیونکہ جو تم کیا کرتے تھے اسکو ہم لکھوایا کرتے تھے - پھر جو ایمان لائے اور نیک کام کئے پس انکو اُن کا رب

رَبُّهُمْ فِيْ رَحْمَتِهٖ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ۝ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۣ اَفَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاسْتَكْبَرْتُمْ وَكُنْتُمْ قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ۝

اپنی رحمت مین داخل کریگا - یہہ ہے صریح کامیابی - اور وہ کہ جنھون نے کفر کیا انکو کہا جاویگا کہ کیا تم کو میری آیتین نہین سنائی جاتی تھین پھر تمنے غرور کیا اور تم نافرمان لوگ تھے

وَاِذَا قِيْلَ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّالسَّاعَةُ لَا رَيْبَ فِيْهَا قُلْتُمْ مَّا نَدْرِيْ مَا السَّاعَةُ اِنْ نَّظُنُّ اِلَّا ظَنًّا وَّمَا نَحْنُ بِمُسْتَيْقِنِيْنَ ۝ وَبَدَا

اور جبکہ کہا جاتا تھا کہ اللہ کا وعدہ برحق ہے اور قیامت مین کوئی شبہ نہین تو تم کہدیا کرتے تھے ہم نہین جانتے کیا چیز ہے قیامت ہم تو صرف ایک خیالی بات جانتے ہین اور ہمکو یقین نہین - اور اُن کو

لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝

اُنکے اعمال کی برائی ظاہر ہوجاویگی اور آ پہنچیگی اپنیزہ چیز کہ جسمیں سے ٹھٹھا کرتے تھے -

یوم تقوم العامل فیہ یخسر او بدل منہ وقیل العامل الملک - ینطق منصوب محلا علی الحال او مرفوع علی انہ خبر آخر لہذا الساعۃ قرء بالرفع علی معنی وقیل الساعۃ لاریب فیہا و بالنصب عطفا علی وعد اللہ - جواب اما محذوف تقدیرہ واما الذین کفروا فیقال لہم -

تفسیر

کفار کے عقائد فاسدہ کے ذکر مین بیان ہوا تھا کہ وہ حشر کے منکر ہین اور کہتے ہین اگر سچے ہو تو ہمارے باپ دادا کو زندہ کر دکھاؤ - اسکے جواب مین فرمایا تھا کہ کہدو اللہ مارتا اور زندہ کرتا ہے اور وہ حشر کے دن جمع کریگا اب مکان حشر اور اسدن کی کیفیت بیان فرماتا ہے فقال و للہ ملک السماوات والارض الخ کہ اللہ کے قبضہ مین آسمان وزمین ہین یعنی وہ اتنی بڑی چیزون پر قادر ہے پھر انسان کو مرنیکے بعد زندہ کرنا اسکے نزدیک کیا مشکل ہے الغرض وہ قادر مطلق ہے یہہ ہا مکان حشر کی دلیل تھی ویوم تقوم الساعۃ الخ سے لیکر آخر تک اسکے واقع ہونیکا بیان ہے اور اُسکے ضمن مین یہہ بھی ذکر ہے کہ اُس روز کیا ہوگا ؟ وہ یہہ کہ اُس روز مبطل یعنی حق کو جھوٹھا کہنے والے اور جھوٹھ سچمجھنے والے یا اپنی سعادت کے حصہ کو باطل و غلط کرنیوالے الغرض بداونا کارہ لوگ خسارہ پاوینگے مگر لانایہ لیکر جو دنیا مین جنس سعادت خریدنے آئے تھے اُسکو بُری چیزونکے خریدنے مین برباد کردیا اب مالک کے سامنے جو حساب ہوا تو معلوم ہوا کہ خسارہ مین پڑے - اور اسدن ہر گروہ اور ہر تخت ربالعزت کے سامنے سرنگون یا گھٹنون کے بل ٹیہا ہوگا - لیث کہتے ہین اسمیں جلوس علے الرکب کما یجثی بین یدی الحاکم - موریح کہتے ہین اسکے معنی زبان قریش مین خاضعۃ کے ہین یعنے باادب - اور ہر ایک گروہ کو اُنکے نامہ اعمال دینے کو بلایا جاویگا - بعض کہتے ہین کتاب منزل کی طرف بلائین گے کہ مقابلہ کیا جاوے اسکے موافق عمل کیا تھا یا مخالف مطلب یہہ کہ حساب شروع ہوگا دفتر الٰہی ہر بات سچ سچ کہدے گا کیونکہ جو تم اسے بندوبست کرتے تھے اُسکو ہم اس مین لکھ لیتے تھے یعنی وہ عالم مثال مین منقش ہوجاتا تھا یعنی اسکا چھاپا چھپ جاتا تھا سو وہ یہہ دفتر ہے پس نیک جنت مین آرام پاوینگے جو رحمت الٰہی ہے یعنی اسکی رحمت کا مظہر ہے - اس جملہ مین لفظ رحمت نے جنت کی حقیقت بھی بیان کردی کہ وہ مظہر رحمت ہے دنیاوی باغ نہین ہے - اور جو بدہون گے یعنی کافرون سے کہا جاوے گا کیا تمکو آیات الٰہی نہین سنائی جایا کرتی تھین مگر تم نے سرکشی کی اور تم بڑے مجرم تھے - اور جب انسے یہہ کہا جاتا تھا کہ اللہ کا وعدہ برحق ہے اور قیامت بلاشک آویگی تو تم اسے کا فر یہی کہدیا کرتے تھے کہ ہمکو یقین نہین ہان ایک وہم سا ہے - کفار کے اس بارہ مین دو فریق تھے بعض تو صریح انکار کرتے تھے جنکا پہلی آیتون مین ذکر ہوا بقولہ وقالوا ما ہی الا حیاتنا الدنیا اور بعض کو شک و تردد تھا جنکا اسمیں ذکر ہے - اسکے بعد اُنکا انجام بتلاتا ہے فقال وبدالہم سیئات ما عملوا الخ کہ اُنکے اعمال بد کی برائی اُنکے سامنے ظاہر ہوکر آویگی عذاب کی شکل مین اور جس سے وہ دنیا مین تمسخر کیا کرتے تھے وہ انپر الٹ پڑے گا یعنی عذاب -

وَقِيلَ الْيَوْمَ نَنسَاكُمْ كَمَا نَسِيتُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَٰذَا وَمَأْوَاكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُم مِّن نَّاصِرِينَ ۝ ذَٰلِكُم بِأَنَّكُمُ اتَّخَذْتُمْ آيَاتِ اللَّهِ هُزُوًا وَغَرَّتْكُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ لَا يُخْرَجُونَ مِنْهَا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُونَ ۝ فَلِلَّهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمَاوَاتِ وَرَبِّ الْأَرْضِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

اور کہا جاویگا آج کے دن ہم تمکو فراموش کرینگے جیسا کہ تمنے اپنے آج کے دن کے ملنے کو فراموش کردیا تھا اور تمھارا ٹھکانہ آگ ہوا اور تمھارا کوئی مددگار نہوا نہین - یہ اسلئے کہ تمنے اللہ کی آیتون کو ہنسی بنالیا تھا اور تمکو دنیا کی زندگی نے - پھر آج نہ وہ یہانسے نکل سکینگے اور نہ انکا عذر قبول ہوگا - پس اللہ ہی کو سب خوبی ہے جو آسمانون کا رب اور زمین کا رب جہان کا رب ہے

وَلَهُ الْكِبْرِيَاءُ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝

اور اسی کی عزت ہے آسمانون اور زمین مین - اور وہی زبردست حکمت والا ہے -

اضاف اللقاء الی الیوم توسعا لانہ اضاف الی الشی ما ہو واقع فیہ کمکر اللیل کما قدم مرارا بہ فی اکثر المواضع وما و کم ایضا معطوفۃ علی الیوم الخ وکذا لکم لیستعتبون ای لا یطلب منہم العتبی وہو الرجوع الی طاعۃ اللہ +

+ تفسیر +

یہ تتمہ ہے بیان سابق کا کہ ان کے اعمال کی برائی جو انپر پڑیگی منجملہ اسکے ایک بات ہوگی کہ جہنم مین ڈالکر ان سے یہ عتاب مین کلام کیا جاوے گا جس شے ابدی مایوسی ٹپکتی ہے اور جو کچھ آس تھی وہ بھی ٹوٹ جاویگی - تین جملے بیان ہوئے اول الیوم ننساکم کہ آج ہم تم کو بھول جاوینگے یعنی بمنزلہ بھولے ہوئے کے کردینگے سخت بے پروائی کرینگے - جیسا کہ تم آج کے دن کے سامان اور اس کے پیش آنے سے غافل و بیخبر و بے پروا ہوگئے تھے - نسیان سے وہ ذات مقدس پاک ہے ایسے الفاظ کا اسکی نسبت استعمال مجازاً ہے جیسا کہ متعدد مقامات مین ہم بیان کرآئے ہین (دوم) وماوکم النار اور تمھارا ٹھکانہ آگ ہے - (سوم) وما لکم من ناصرین تمھارا کوئی مددگار بھی نہوگا کہ تمکو اس بلا سے چھڑائے -

اسکے بعد ان کے تین جرم بھی بیان ہوتے ہین جنپر انکو یہ سزا ملی - اول دین حق کا انکار اور پھر اسپر اصرار دوم اس سے تمسخر اور ٹھٹھا کرنا ان دونون جرمون کو اس جملہ مین بیان فرماتا ہے ذلکم بانکم اتخذتم آیات اللہ ہزوا سوم جب دنیا مین ڈوب جانا اور آخرت سے مطلقا غافل ہوجانا - اس جہان فانی کی زینت اور لذات پر ایسا مقبلا ہونا کہ انہین کو باقی سمجھ لینا اور انکے مقابلہ مین دوسرے عالم کی پروا تو کیا اس سے منکر ہوجانا - یہ ہے دنیا کا دھوکھا جسمین لاکھون مبتلا ہین - بوڑھے ہوگئے ہین سفر درپیش ہے اور ایسا کہ پھر کر یہان کبھی نہین آنا مگر دنیا وی مال وجاہ اور اسکے فراہم کرنے مین ایسے بیہوش ہین کہ آگے کی کچھ بھی خبر نہین رہی کیا خوب کہا ہے کسی دانا نے ؎ بدنیا دل نہ بندد ہر کہ مرد است ✦ کہ این دنیا سراپا پیچ و درد است ✦ بروبا گلستان گزر کن ✦ کہ این دنیا حریف عیار چہ کرد است ✦ سو یہ ہے بڑا جرم سو اسکو اس جملہ مین بیان فرماتا ہے وغرتکم الحیاۃ الدنیا کہ تمکو حیات دنیا نے فریب مین ڈال رکھا تھا -

ان کے اس سزا کو تمام کرتا ہے فالیوم لا یخرجون منہا کہ آج اس جہنم سے چھٹکارا نہین نہ کوئی عذر قبول ہوگا - ان مباحث روحانیہ کو ذکر کرکے سورۃ کو حمد باری پر تمام کرتا ہے فقال فللہ الحمد رب السماوات الخ کہ اللہ کو سب ستایش اور خوبیان ہین جو آسمانون اور زمین کا رب یعنی خالق اور پرورش کرنے والا ہے اور آسمانون اور زمین مین اسی کے لئے عزت اور بڑائی ہے اور وہ زبردست بھی ہے حکمت والا بھی ہے - نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے کبریائی میری چادر ہے اور عظمت ازار پھر جو کوئی میرے مقابلہ مین ان کا طالب ہوگا اسکو مین جہنم مین ڈالدونگا - رواہ مسلم وابو داؤد وابن ماجۃ + ؎ مرا و ارد سد کبریا و منی ✦ کہ ملکش قدیم است و ذاتش غنی

سورہ احقاف مکیہ ہی اسکے پینتیس آیات اور چار رکوع ہین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حٰمٓ ۝ تَنْزِيلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ ۝ مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَمَّآ اُنْذِرُوْا مُعْرِضُوْنَ ۝ قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ

یہ کتاب اللہ زبردست حکمت والے کیطرف سے اتری ہے ہم نے آسمانون اور زمین کو اور انکے درمیان کی چیزون کو اور ایک وقت معین تک ہی بنایا ہے اور منکر لوگ جس چیز سے ڈرایا جاتا ہے اوسنہ منہ پھیر لیتے ہین تو کہہ بھلا تمنے اللہ کو چھوڑ

دُوْنِ اللّٰهِ ۭ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ۭ ائْتُوْنِيْ بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَآ اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا

اور کے سوا پکارتے ہو مجھے دکھاؤ کہ زمین مین انہونے کونسی چیز پیدا کی ہے یا آسمانون مین انکا کوئی حصہ ہے میرے پاس اسسے پہلے کی کوئی کتاب لاؤ یا کوئی علم پہلا آیا ہوا ہو اگر تم سچے ہو اور اسسے بڑھکر کون

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَاۗىِٕهِمْ غٰفِلُوْنَ ۝ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَاۗءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ ۝

گمراہ ہے اللہ کے سوا اسکو پکارتا ہے کہ جو قیامت تک اسکے پکارنے کا جواب نہ دے سکے اور وہ انکے پکارنے کی خبر بھی نہین رکھتے - اور جب آدمی جمع کیے جاوینگے تو انکے دشمن ہو جاوینگے اور انکی عبادت کا انکار کرینگے

من قبل فی موضع ہذا بکتاب منزل من قبل ہذا - الا بالحق استثنا مفرغ من اعم المفاعیل ای الا ملتبسا بالحق - واجل مسمی عطف علی الحق بتقدیر مضاف ای بتقدیر اجل مسمی او اثارۃ مجرور عطفا علی کتاب ومن فی موضع نصب بیدعو او ہی نکرۃ وصوفۃ او بمعنی الذی

تفسیر

احقاف ملک یمن مین ایک وادی ہے جہان قوم عاد رہا کرتی تھی - یہہ حقف کی جمع ہے جسکے معنی ہین ریتے کا تیلا - اُس وادی مین ریتے کے بہت تیلے ہین زیادہ تحقیق جغرافیہ عرب مین بیان ہوتی ہے - اس بڑے حادثہ کا ذکر اس سورہ مین تھا اسلئے اسکو سورہ احقاف کہنے لگے - یہہ سورہ بھی باتفاق جمہور مکہ مین نازل ہوئی تھی - سرکش قریش کو قوم عاد کی حالت بتا کر خوف دلانے کے لئے -

حٰمٓ کے معنی بیان کر آئے ہین - اس سورہ مین بھی انہین چاردن اصول بلیہ سے بحث ہے مگر ہر جگہ نئے عنوان اور نئے پیرائے سے اور اسی لئے یہہ مضامین قرآن مجید مین مکرر واقع ہوئے کیونکہ یہہ باتین بڑی ہین انکو مختلف عنوانون سے بیان کرنا چاہیے تاکہ ناظر کے ذہن نشین ہو جاوے - وہ چار اصول یہہ ہین (۱) اثبات نبوت آنحضرت صلعم کیلئے کہ یہ بیشک صدق قائل ثابت ہوگا اسکی بات دلمین جگہ پاویگی - آنحضرتؐ کی نبوت کا اثبات قرآن مجید کی آسمانی کتاب ہونیسے کیا تاکہ اس کتاب کی بھی وقعت ثابت ہو جاوے اور درحقیقت قرآن مجید سے بڑھکر کوئی معجزہ یا سند آنحضرت صلعم کی نبوت کیلئے نہین ہو سکتی اسلئے سب سے اول اسی اصل کا ذکر کرتا ہی فقال تنزیل الکتاب من اللہ العزیز الحکیم کہ یہہ کتاب اللہ زبردست حکمت والے کیطرف سے نازل ہوئی ہی - یہہ صرف دعوی ہی نہین بلکہ عزیز وحکیم کے لفظون مین اسکی صداقت کیلئے دو گواہ صل بٹھا کہی ہین واہ عزیز جسسے شوکت وحکومت شاہانہ کیطرف اشارہ ہی اگر غیور دیکھے تو تمام قرآن مجید کا طرز کلام یہہ گواہی دیگا کہ یہہ خدا تعالی کی طرف سے ہی دوسرا گواہ حکیم کہ جو کچھ اس مین حکمتین اور مصالح عبادتین اور شرق ومغرب شمال وجنوب کے طبائع مختلفہ کیلئے کیسان نافع ہین کلام کی شان کہدیا کرتی ہے کہ یہہ کس کا کلام ہے ؟

(۲) اثبات صانع عالم یعنی اس جہانکے بنانے والیکا ثبوت اس جہان کی حالت ہی کو گواہ بنا کر اور اُسکے صفات کاملہ کا ثبوت یہہ بھی بڑا دقیق مسئلہ ہے اسکو کن سہل لفظون مین اور سہل طریقے سے بیان فرماتا ہی ماخلقنا السماوات الخ کہ ہمنے آسمانون اور زمین اور انکی درمیانی چیزون کو بنایا ہی ہمین ان سبکے خالق ہین اور کوئی نہین اور اثبات کی دو دلیل ہین اول باحق کہ اگر یہہ بڑے بڑے کرشمے اور انکے اندر کی یہہ چیزین از خود ہوتین تو انمین یہہ حق یعنی سوز و نیت نہوتی اور باوجود گردش کے ابتک کبھی بار نہ کرگئے ہوتے (دوم) اجل مسمی کہ یہہ چیزین ابدی نہین بلکہ انکی ایک عمر طبعی رکھی ہوئی ہے اسکے بعد یہہ فنا ہو جاوینگے یہہ بات اطوار واوضاع عالم مین نظر کرنے سے بخوبی ثابت ہوتی ہی (۳) توحید بت پرستی کی قباحت اسبات کو اس جملہ مین بیان فرماتا ہی قل ارایتم ما تدعون من دون اللہ کہ اللہ کے سوا جنکو یہہ پکارتے ہین انسے پوچھ انہون نے کیا پیدا کیا ہی ؟ کچھ نہین - اب اگر کوئی دلیل نقلی رکھتے ہو تو کسی نبی کی کتاب یا انسے کوئی روایت ہو وہ بیان کرو - اثارۃ کے یہہ معنی ہین پھر فرماتا ہی اس سے گمراہ زیادہ کون ہے جو ایسی بیکار چیز کو پکارے کہ جو حشر تک اسکی بات کا جواب نہ دے اور نہ اسکے یعنی بت اور جو ارواح طیبات ملائکہ وغیرہ کو پکارتے ہین تو وہ انکے دشمن ہو جاوینگے اور انکار کر دینگے کہ ہمکو نہین پکارتے تھے بلکہ شیاطین کو -

فَلَمَّا جَآءَهُمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۭ قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَلَا تَمْلِكُوْنَ

اور جبکہ اُنکو ہماری کھلی کھلی آیتیں سنائی جاتی ہیں تو منکر سچی بات کو کہتے ہیں جبکہ اُنکے پاس آئی یہ تو کھلا جادو ہے۔ کیا وہ کہتے ہیں کہ اُسکو اُس نے خود بنالیا ہے۔ تو کہہ اگر میں نے اُسکو اُز خود بنالیا ہو تو تم

لِيْ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ۭ هُوَ اَعْلَمُ بِمَا تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ۭ كَفٰى بِهٖ شَهِيْدًۢا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۭ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَمَآ

اللہ کے مقابلہ میں میرا کچھ بھلا نہیں کرسکتے وہ خوب جانتا ہے جن باتوں میں تم پڑے ہو اُسکی گواہی بس اُسکی گواہی بس اُو بیشک اور تمھارے درمیان۔ اور وہ غفور رحیم ہے۔ تو کہہ میں کچھ انوکھا رسول نہیں ہوں اور مجھے

اَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ ۭ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ وَمَآ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَكَفَرْتُمْ بِهٖ وَشَهِدَ

کیا خبر کہ کیا میرے ساتھ کیا جائیگا اور کیا تم سے میں تو اسی پر چلتا ہوں جو میری طرف بھیجا جاتا ہے میں تو صاف ڈرسنانے والا ہوں کہہ تبلاؤ تو سہی اگر یہ کتاب اللہ کیطرف سے ہو اور تم اُسکے منکر ہو چکے اور

شَاهِدٌ مِّنْ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ عَلٰي مِثْلِهٖ فَاٰمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ ع

بنی اسرائیل کا ایک گواہ ایکسی کتاب پر گواہی دیکر ایمان لایا اور تمنے غرور کیا بیشک اللہ بے انصاف لوگوں کو ہدایت نہیں کرتا۔

پہلی بات کا پھر اعادہ کرتا ہے یعنی مسئلہ نبوت کا کیسلئے کہ عرب میں سیکڑوں برس سے کوئی نبی نہیں آیا تھا بلکہ اُس سے اُنکے کان بھی آشنا نتھے یہاں اہل کتاب سے کبھی کچھ انبیاء کا ذکر سنا کرتے تھے اسلئے اُنکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور قرآن کے کتاب اللہ ہونیمیں بڑا شک و تردد تھا اور ہم کہہ چکے ہیں کہ باقی باتوں کی بنیاد اسی مسئلہ پر ہے طبائع عامہ کے نزدیک پس اسکے قوی کرنے کو پھر اسمیں کلام کرتا ہے فقال واذا تتلی علیھم اُنکا عجب حال ہے کہ جب اُنکو ہماری آیتیں کھلی کھلی پڑھکر سنائی جاتی ہیں تو کہدیتے ہیں یہ تو صاف جادو ہے۔ عرب اپنی طاقت و قدرت سے بڑھکر چیز کو سحر کہتے تھے چونکہ قرآن مجید کی خوبیاں جو اہل زبان ہونیکے سبب اُنکے اذہان میں آئیں اُسکو اپنی طاقت و قدرت سے بڑھکر سمجھکر حسد کی طرف تو منسوب نکیا بلکہ جادو کہدیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بطور انکار و تعجب کے خدا تعالیٰ فرماتا ہے ام یقولون افتراہ کیا وہ یہ کہتے ہیں کہ محمد نے اُسکو اپنی طبیعت سے بنالیا ہے؟ کہدے اگر میں نے ایسا کیا ہے تو ضرور ایسے شخص پر ہلاکت نازل ہوتی ہے جیسا کہ توریت سفر استثناء کے اٹھارہویں باب میں مذکور ہے کہ جو کوئی نبی خدا کی طرف وہ بات منسوب کرے کہ جو اُسنے نہیں کہی وہ قتل کیا جاویگا۔ اور عقل بھی چاہتی ہے کہ اگر ایسا نہو تو نظام ملی میں فرق آجاوے۔ پس مجھکو اللہ کے عذاب سے کون بچا سکے یعنے اگر میں جھوٹا ہوتا تو سر سبز نہوتا آسمانی بلا مجھپر آتی پس معلوم ہوا کہ تمہیں جھوٹے ہو جھوٹی باتیں بناتے ہو وہ اللہ سے مخفی نہیں ہے تمھارے درمیان اُسکی گواہی بس ہے۔

پھر اُن کے تعجب کو دفع کرتا ہے فقال قل ماکنت بدعا من الرسل کہ اُنسے کہدے میں کوئی نیا یا انوکھا رسول نہیں ہوں جو مجھ سے بار بار معجزات طلب کرتے ہو اور میرے حوائج بشریہ پر طعن کرتے ہو کہ میں رسول ہو کر کھانا کھاتا ہوں بازاروں میں خرید و فروخت کو جاتا ہوں اسلئے اوصاف بشریت بیان کرتا ہے کہ کیسا ہی اولوالعزم نبی کیوں نہو اُن سے الگ نہیں ہو سکتا فقال وما ادری مایفعل بی ولا بکم آیت کے معنی میں مفسرین نے اختلاف کیا ہے مگر صاف معنی یہ ہیں کہ دنیا میں حوادث پیش آنے والوں کی بابت کہ کل میرے ساتھ کیا ہوگا یا تمہارے تندرستی وغیرہ ذالک اور تمھارے ساتھ کیا ہوگا مجھے کیا معلوم ہے؟ یہی مضمون ایک جگہ یوں آیا ہے وما تدری نفس ماذا تکسب غدا کہ کسی کو کچھ معلوم نہیں کہ کل کیا کریگا؟ اِن امور میں آنحضرت صلعم اسی قدر کے غیب دان تھے جسقدر کہ آپ کو بتلایا گیا اس سے یہ مراد نہیں کہ آنحضرت کو اپنے اور کفار کے امور اُخروی میں لاعلمی تھی اپنے مطیعوں کا جنتے مخالفوں کا جہنمی ہونا معلوم تھا۔ اور جس نے یہ معنی سمجھکر اعتراض کیا ہے بڑی غلطی کی ہے۔ ان اتبع الا مایوحیٰ الی وما انا الا نذیر مبین کہ میں صرف وحی کا متبع اور ڈرسنانے والا ہوں خدا نہیں ہوں نہ فرشتہ ہوں اسکے بعد مسئلہ نبوت کو اور دوسری طرح سے بیان فرماتا ہے قل ارءیتم ان کان من عند اللہ و کفرتم بہ و شہد شاہد من بنی اسرائیل الخ کہ قریش مکہ ذرا سوچو۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْ كَانَ خَيْرًا مَّا سَبَقُوْنَآ اِلَيْهِ ۭ وَاِذْ لَمْ يَهْتَدُوْا بِهٖ فَسَيَقُوْلُوْنَ هٰذَآ اِفْكٌ قَدِيْمٌ ۝ وَمِنْ قَبْلِهٖ

اور منکرون نے ایمان والونسے کہا اگر یہ دین بہتر ہوتا تو یہ اسپر ہمسے پہلے نہ دوڑکر جاتے - اور جب اُسکو نہ پایا تو کہدینگے یہ تو قدیم جھوٹھ ہے اور اس سے آگے

كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً ۭ وَهٰذَا كِتٰبٌ مُّصَدِّقٌ لِّسَانًا عَرَبِيًّا لِّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۠ وَبُشْرٰى لِلْمُحْسِنِيْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا

موسیٰ کی کتاب تھی پیشوا اور رحمت اور یہ کتاب اُسکو سچا کرنیوالی ہے عربی زبان مین تاکہ تنگا رو نکو خبردار کرے اور نیکون کو خوشخبری دے بیشک وہ کہ جنہون نے کہا

اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ جَزَاۗءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

پروردگار اللہ ہے پھر وہ اسپر قائم بھی رہے تو اُنکو کوئی خوف ہے اور نہ وہ رنجیدہ ہونگے یہ لوگ بہشت والے ہین اسمین سدا رہینگے بدلہ مین اسکے جو وہ کیا کرتے تھے -

من جارہ قبلہ مجرورا بجار مع مجرور یا خبر مقدم وکتاب موسیٰ مبتدا رمصوبا خبر والجملۃ فی محل النصب علی الحال او مستانفۃ - اماما درحمۃ قال الزجاج انہما حالان وقال الاخفش منتصبان علی القطع وقال ابو عبیدۃ ای جعلناہ اماما ورحمۃ - لسانا عربیا حال من الضمیر فی مصدق العائد الی کتاب اللہ والبشری فی محل النصب عطفا علی محل لتنذر لانہ مفعول بہ کذا قال الزمخشری ✤ **تفسیر** ✤ وقیل مرفوع ای ہو بشری وقیل معطوف علی مصدق -

تو سوچکہ اگر یہہ منجانب اللہ ہو (ہی مگر اس طرح سے گفتگو علی سبیل الزام ہوا کرتی ہے) اور تمنے اسکا انکار کردیا اور بنی اسرائیل مین سے ایک گواہ نے اسپر گواہی دی تو تبلا و تمہارا کیا درجہ ہوگا (کیونکہ اسکے باطل ہونے پر بھی تمہارے پاس کوئی دلیل نہین -

شہد شاہد من بنی اسرائیل علی مثلہ کے معنی مین علماء کے دو قول ہین جمہور کا یہہ قول ہے کہ اس گواہ سے مراد کہ جسنے گواہی اسپر دی (کیونکہ مثل کا لفظ زائد ہے) اس سے مراد وہی شی ہے جب کہ کہتے ہین مثلک لا تبخل مراد یہہ کہ تم بخل نہین کرتے) وہ عبداللہ بن سلام ہین جو کتب سابقہ مین آنحضرت صلعم کی پیشین خبری دیکھکر ایمان لائے - یہی حسن و مجاہد و قتادہ و عکرمہ وغیرہ کا قول ہے اور صحیح بخاری و مسلم کی اس حدیث سے بھی یہی ثابت ہوکہ جو سعد بن ابی وقاص سے مروی ہے - اور ترمذی و ابن جریر و ابن مردویہ نے بھی عبداللہ بن سلام سے نقل کیا ہے کہ یہہ آیت میرے حق مین نازل ہوئی ہے - ابن عباس ہی سے یہی فرماتے ہین لیکن شعبی و مسروق اور ایک جماعت کہتی ہے یہہ کوئی اور شاہد ہے نہ عبداللہ بن سلام کیلئے کہ سورہ مکیہ ہے اور عبداللہ بن سلام ہجرت کے بعد آنحضرت صلعم کی وفات سے کل دو برس پیشتر ایمان لائے تھے نزول سورہ کے وقت انہون نے شہادت نہین دی تھی - اسلئے دو جواب دئے گئے ہین اول یہہ کہ اس سوال مین سے صرف یہہ آیت مدنیہ ہے دوم یہہ کہ گو تمام سورہ مکیہ ہو تب بھی یہہ اعتراض نہین وارد ہو سکتا کیلئے کہ شہد کا عطف کان پر ہے جو کل جنس شرط مین داخل ہے اس صورت مین ماضی بھی مستقبل کے معنی مین ہوجاتی ہے یعنی اگر یہہ کتاب منجانب اللہ ہو اور کوئی بنی اسرائیل کا شاہد بھی اسکی شہادت دے اور حال یہہ کہ تم انکار کرچکے پھر کہو تمہارا کیا درجہ ہوا پس گواہ سوقت تک عبداللہ بن سلام نے شہادت نہ دی تھی مگر اس پیشین گوئی کے مطابق بعد مین ادا کی صدق اللہ العلی العظیم -

جہان تک مین خیال کرتا ہون میرے نزدیک شاہد سے مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام ہین اور تنوین تعظیم کیلئے ہے اور آپنے توریت مین مثل ہونے کی شہادت دی ہے جیسا کہ توریت سفر استثنا کے اتھارہوین باب مین ہے - اور خداوند نے مجھے کہا - ۱۸ - مین اُنکے لئے (بنی اسرائیل کے لئے) انکے بھائیون مین سے بنی اسماعیل مین سے جو بنی اسرائیل کے بھائی اور ہم جدی ہین - تجھ سا ایک نبی برپا کرون گا اور اپنا کلام اسکے مونہہ مین ڈالونگا لکھی ہوئی کتاب اسکے پاس نہ آویگی بلکہ الہام کے طور سے خدا اُسکے دلپر نازل کریگا بواسطہ جبرئیل اور اپنے مونہہ سے آپ اُسکو ادا کرینگے چنانچہ خدا نے بنی اسماعیل مین سے موسیٰ کے مانند حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا - اسی بنی اسماعیل موسیٰ تو اُنکی شہادت دین اور تم انکار کرو -

قریش نے اس نالائقی پر یہہ بھی کہدیا کہ اگر خیرا ما سبقونا الیہ (کہ اگر یہہ قرآن برحق ہوتا اور اسمین کچھہ بہتری ہوتی تو کیا ہے پہلے یہہ غریب لوگ اسکو قبول کرتے بلکہ سب سے پہلے ہم مانتے - انہون نے سمجھ لیا تھا کہ دنیا مین کامیاب ہونا دینی فضائل کا حاصل کرلینا ہے - مکہ مین سب سے پہلے غریب لوگ ایمان لائے تھے منجملہ انکے حضرت عمر کی ایک لونڈی بھی تھی اُسکو اسلام پر مارتے مارتے تھک جاتے تھے مگر وہ دین سے بازنہ آتی تھی اسلام پر کفار قریش تمسخر کرتے تھے کہ اگر یہہ قرآن حق ہوتا تو سب سے پہلے ہم قبول کرتے کیا فلان لونڈی ہمسے پہل کر جاتی (ابن المنذر نے روایت کیا ہے)

شہد شاہد بنی اسرائیل کا بیان

مسند احمد کی حدیث سے بھی اس قول کی تائید ہوتی ہے ۱۲ منہ

وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا ۖ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا ۖ وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا ۚ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ أَشُدَّهُ وَبَلَغَ أَرْبَعِينَ
اور ہمنے انسانکو تاکید کی کہ اپنے ماں باپ سے نیکی کیا کرے۔ اسکی ماں نے اسکو تکلیف سے پیٹ مین رکھا اور تکلیف سے جنا اور اسکا حمل اور دودھ چھوڑنا تیس مہینے ہین۔ یہانتک کہ جب اپنی جوانی کو پہونچا اور

سَنَةً ۖ قَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأَصْلِحْ لِي فِي ذُرِّيَّتِي ۖ إِنِّي تُبْتُ إِلَيْكَ وَإِنِّي
چالیس برس کو پہونچا ہو تو کہنا ہوا کہ اے میرے رب مجھے توفیق دے کہ تیری ان نعمتوں کا شکریہ کیا کرون کہ جو تونے مجھے اور میرے ماں باپ کو عنایت کین اور یہ بھی کہ مین ایسے نیک کام کیا کرون جنسے تو خوش رہے اور

مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿١٥﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ أَحْسَنَ مَا عَمِلُوا وَنَتَجَاوَزُ عَن سَيِّئَاتِهِمْ فِي أَصْحَابِ الْجَنَّةِ ۖ وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِي كَانُوا يُوعَدُونَ ﴿١٦﴾
فرمانبردارون مین سے ہون یہ لوگ ہین کہ جنکے عمدہ کام ہم قبول کرتے ہین اور انکی برائیون سے درگزر کرتے ہین اہل بہشت سے ہونگے بسبب اس سچے وعدہ کے جو انسے کیا جاتا تھا۔

احسانا انتصابہ علی المصدر ای یحسن الیہ احسانا حتی غایۃ لعناش اشد مع شدۃ عند سیبویہ وقیل لاواحد لہ قال رب انعم جاء بالفاظ فی اصحاب الکہف الجار والمجرور فی محل النصب علی الحال ای کائنا فی جملتہم وعد الصدق انتصابہ علی المصدریۃ ای وعدہم اللہ وعد الصدق۔

تفسیر

اسکے جواب مین فرماتا ہے واذلم یہتدوا بہ الخ یعنی جب انکی سمجھ مین نہ آیا تو اُسکو قدیمی جھوٹھ بتا دیا۔ اور قدیم کا جھوٹھ بتانا بھی ان کا غلط ہے کس لئے کہ قدیم سے موسی کی کتاب یعنی توریت جو رہنما و رحمت تھی وہ تمھارے نزدیک بھی افک یعنی جھوٹھ تھی و ہذا کتاب مصدق اور یہہ کتاب یعنی قرآن اسکی تصدیق کرتا ہی تو حید و اصول شرائع و قصص انبیاء و امم سابقہ مین ایک دوسرے کے موافق ہے پھر یہہ کیونکر جھوٹھ ہوا یمان یہہ بات ہی کہ یہہ عربی زبان مین ہے تاکہ بدکارون کو اُنکے بدنتیجہ سے ڈراوے اور نیکون کو خوشخبری دے۔ اسکے بعد نیکی کے چند اصول بیان فرماتا ہے فقال ان الذین قالوا ربنا اللہ کہ جنسے اللہ کی ربوبیت و توحید کا اقرار کیا اور پھر وہ اسپر قائم بھی رہا۔ اس ایک جملہ مین بہت سی باتین آگئین۔ پس ایسے لوگون کے لئے نہ کچھ غم ہے نہ آیندہ رنج ہوگا یہہ لوگ ہمیشہ جنت مین رہا کرین گے۔ یہہ ہے وہ خوشخبری نیکون کے لئے جسکے لئے قرآن آیا سبحان اللہ کس لطف کے ساتھ قرآن کا کتاب الٰہی ہونا بتلایا اور اسکے ضمن مین اصول حسنات اور اُسکے ثمرات بھی بیان کر دئے۔

اصول حسنات کا ذکر کیا گیا تھا اور اُسکی ایک قسم یعنی حقوق اللہ کی بجا آوری بیان ہو چکی بقولہ ان الذین قالوا ربنا اللہ تو مناسب ہوا کہ اسکی دوسری قسم بھی بیان ہو یعنی حقوق العباد تاکہ اس بیان کی تکمیل ہو جاوے اس لئے حقوق العباد مین سے جو سب سے زیادہ موکد ہے ان کو ذکر کرتا ہے فقال ووصینا الانسان الخ کہ جنسے انسان کو بتاکید حکم دیا ہے کہ اپنے ماں باپ کیساتھ نیکی کرے۔ نیکی کی کوئی تشریح نہین کی بلکہ اُسکو عرف پر چھوڑ دیا جو عرف مین نیکی سمجھی جاتی ہو مثلاً کھلانا کپڑا پہنانا وغیرہ۔ پھر اسکی طبیعت کو مادر ضعیفہ کی طرف متوجہ کرتا ہو کہ بالخصوص اسپر زیادہ رحم کیا کرے اور اسکا حق زیادہ ہے فقال حملتہ امہ کرہا کہ اسکی ماں نے تکلیف سے اسکو پیٹ مین رکھا اور تکلیف سے جنا اور اڑھائی برس تک دودھ پلانے اور حمل مین رکھنے مین ایکساتھ محنت کی۔ دو برس دودھ پلانے کے حولین کاملین اور چھ مہینے کم سے کم حمل کے۔ اس سے حمل کی اقل مدت چھ مہینے ثابت ہوئے۔ یہہ امام شافعی و امام ابو یوسف و محمد کا قول ہے امام ابو حنیفہ کہتے ہین اس آیت مین حمل و فصال سے مراد گود مین اٹھانا اور اُتارنا ہے تیس سے ثابت ہوا کہ مدت رضاعت اڑھائی برس ہین۔ اور اگر حمل و فصال کے وہی معنی مراد لئے جاوین تو ثلثون شہرا دونون کی خبر ہے پس ثابت ہوگا کہ زیادہ سے زیادہ مدت حمل اور دودھ پلانے کے اڑھائی برس ہے اور حولین کاملین اسکے منافی نہین کیونکہ حولین کاملین اس صورت مین ہین جہان باپ کو دودھ پلانے کی اجرت دینی پڑتی ہے اور اسی کی تعیین کیلئے حولین کاملین آیا کہ کب تک باپ سے اجرت لیکر دودھ پلایا جاوے نہ یہہ کہ اصل مدت یہی ہے پس احتیاط اسی مین ہے کہ رضاعت مین اڑھائی برس کے زمانہ کا لحاظ کیا جاوے یعنی اڑھائی برس تک جو بچہ کسی کا دودھ پیویگا رضاعت ثابت ہوگی۔ حتی اذا بلغ اشدہ۔

۵۱ یعنی ہمیشہ سے لوگ ایسی باتین بناتے آئے ہین ۱۲ منہ ۵۲ وصیت وقت انیکا نام ہے چونکہ وہ بڑی موکد بات ہوتی اس لئے ہر موکد بات کو بلفظ وصینا کہنے لگے ۱۲ منہ

وَالَّذِیْ قَالَ لِوَالِدَیْهِ اُفٍّ لَّكُمَآ اَتَعِدٰنِنِیْٓ اَنْ اُخْرَجَ وَقَدْ خَلَتِ الْقُرُوْنُ مِنْ قَبْلِیْ ۚ وَهُمَا یَسْتَغِیْثٰنِ اللّٰهَ وَیْلَكَ اٰمِنْ ۖ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ
اور وہ کہ جس نے اپنے ماں باپ سے کہا تف ہے سو تم کو کیا تم مجھے ڈراتے ہو کہ قبر سے زندہ ہو کر نکلنے کا وعدہ دیتے ہو حالانکہ مجھسے پیشتر بہت قرن گزر گئے اور وہ ماں باپ خدا کی دہائی دیتے ہیں کہ کمبخت تیرا ناس ہو ایمان لا بیشک اللہ کا

حَقٌّ ۚ فَیَقُوْلُ مَا هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ حَقَّ عَلَیْهِمُ الْقَوْلُ فِیْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۭ
برحق ہے پھر وہ کہتا ہے کیا ہے مگر پہلوں کی نقلیں ۔ یہ ہیں کہ جن پر اللہ کی بات پوری ہوئی ہے جو ان امتوں کے کہ جو ان سے پہلے جن اور آدمی گزر چکے

اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِیْنَ ۝ وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا ۚ وَلِیُوَفِّیَهُمْ اَعْمَالَهُمْ وَهُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ ۝
کہ یہ خراب ہوئے اور ہر ایک کا اپنے اعمال کیوجہ سے درجے ہیں اور تاکہ انکے اعمال کا پورا عوض دے اور انپر ظلم نہ ہوگا۔

والذی مبتدأ المراد به الجنس او لکل خبره تعدانني تهویز مختفیتین ۔ ان اخرج مفعول ثان لتعدان وهما یستغیثان حال والله مفعول یستغیثان لانه فی معنی یسألان ویلک مصدر لم یستعمل فعله وقیل مفعول بالزمک الله ویلک

یہان تک کہ جب جوانی کو پہونچا اور چالیس برس کی عمر آئی قوئی بہیمہ کا زور ٹوٹا تب اس نیک اور پاک روح کو اپنا اصلی وطن عالم قدس یاد آیا اور وہان کے توشہ کی فکر ہوئی تو خدا سے دعا کرنے لگا ۔ رب اوزعنی ان اشکر نعمتک التی انعمت علی والدی مجھے اپنی ان نعمتوں کی شکرگزاری کی توفیق عطا کر جو تو نے مجھے اور میرے والدین کو عطا کی تھیں اور مجھے اپنے پسند نیک کاموں کی بھی توفیق دے ۔ اور میری نسل میں صلاحیت عطا کر کہ تیری عبادت کریں اور مجھے بھی آرام دین اور بازگشت خیر پیچھے رہے ۔ یہہ تین باتوں کی دعا تھی اور چونکہ سعادت کے تین مرتبہ ہیں سب سے بڑھکر سعادت نفسانیہ دوم بدنیہ سوم خارجیہ اس لئے سب سے اول شکر کی درخواست کی جو دل سے متعلق ہے اور سعادت نفسانیہ ہے اسکے بعد عمل صالح کی جو سعادت بدنیہ ہے پھر اولاد کی نیکبختی کی جو سعادت خارجیہ ہے ۔ اور یہہ بھی ہو سکتا ہے کہ شکر قلب کا فعل ہو اسلئے اعلی درجہ کی عبادت ہے اسکو اول میں لائے اسکے بعد اور اعمال صالحہ کو یہہ بندگی اور فرض منصبی تھا اسکے بعد اپنے لئے منافع دنیا و دین طلب کئے ۔ اور دعا کے بعد انی تبت الیک وانی من المسلمین بھی کہدیا اسبات کے اعلان کے لئے کہ توبہ و اسلام سرکاری حلقہ میں داخل ہونیکے لئے شرط ہیں ورنہ مقبول نہیں ہوتا ۔ اسکے بدلہ میں مژدہ سناتا ہوا اولئک نتقبل عنهم احسن ما عملوا کہ انکے نیک اعمال کو ہم قبول کرینگے اور جو کچھ انسے برائی ہوئی ہوگی اس سے درگزر کرینگے اور یہہ لوگ بموجب وعدہ الٰہی جو سچا ہے بہشتی ہونگے ۔

اہل سعادت کے بعد اہل شقاوت کا بھی اسکے مقابلہ میں ذکر کرتا ہے کہ نیک اولاد ایسی ہوتی ہے اور نالائق بیٹے ایسے ہوتے ہیں پس فرماتا ہے والذی قال لوالدیه اف لکما الخ ایک وہ بدبخت ہے اپنے ماں باپ سے سخت کلامی کرتا ہے تف کرتا ہے اور کہتا ہے کہ کیا تم مجھے مرکر پھر زندہ ہونے کا وعدہ دیتے ہو کہ میں مرکر زندہ ہوں گا اور اپنے کئے کا وہاں بدلہ پاؤں گا وقد خلت القرون اجی بہت سے قرن مجھسے پہلے مر چکے ہیں ہمنے تو کسی کو بھی مرکر زندہ ہوتے نہیں دیکھا یہان باپ خدا کی دہائی دیتے ہیں اور کہتے ہیں ای کمبخت کیا بکتا ہے تو بکر ایمان لا اللہ کا وعدہ برحق ہے مگر وہ ناخلف کہتا ہے ایسے ایسے افسانے بہت سے سنے ہیں پہلے سے لوگ ایسی باتیں بناتے آئے ہیں ۔ خلاصہ یہہ ہے کہ ایک تو وہ لوگ تھے ایک یہہ ہیں کہ ماں باپ تو انکو دنیا و دین کی بھلائی کی کہتے ہیں اور یہہ انسے یہہ کہتے ہیں پس یہہ کون ہیں اولئک الذین یہہ وہ بدبخت ازلی ہیں کہ جنپر نوشتہ ازلی پورا ہوگیا جیسا کہ انسے پہلے اور بہت سے جن وانس کی جماعتوں پر ہو چکا کہ یہہ زیان کار رہیں ۔ پس دونوں فریق نیک و بد اپنے اعمال کا بدلہ پاوینگے اور کسی پر ظلم نہ ہوگا ۔

بعض کہتے ہیں پہلا کلام حتی اذا بلغ اربعین الخ ابوبکر صدیق رض کے حق میں اور والذی قال لوالدیه اف عبدالرحمان بن ابوبکر کے حق میں نازل ہوا ہے مگر یہہ تخصیص محض تکلف ہے ۔ کلام عام ہے جو کوئی ایسا ہو ہان یہہ ہو سکتا ہے کہ لوگوں نے اول کلام کو صدیق اکبر پر صادق آنا سمجھا اور مروان کو معاویہ نے مجاز کاعامل بنا کر بھیجا تھا وہ لوگوں کو یزید کی بیعت پر آمادہ کرتا تھا عبدالرحمان نے یہہ دیکھکر کہدیا یہہ تو خلفاء راشدین کا طریقہ نہیں بلکہ شاہانہ طریق ہے اسپر مروان نے خفا ہو کر کہدیا کہ عبدالرحمان وہ ہے کہ جسکے حق میں والذی قال لوالدیه اف نازل ہوا ہے ۔ مگر عائشہ صدیقہ نے سنکر مروان کو جھوٹا کہدیا اور اپنے بھائی عبدالرحمان کو اسکے اتہام سے بری کیا ۔ اس قصہ کو بخاری نے نقل کیا ہے پھر اس سے یہہ سمجھنا کہ یہہ آیت عبدالرحمان کے بارے میں نازل ہوئی ہے غلط سمجھ ہے ۔

(فوائد)

(۱) جمہور نے حمل و فصال دونون کی مجموعی اور تخمینی مدت جو اکثر وقوع مین آتی ہے تیس مہینے یا ڈھائی برس مراد لئے ہین کہ اس عرصہ مین عورت حمل سے لیکر دودھ بڑھانے تک سب کامون سے فارغ ہوجاتی ہے - پھر اس مدت کو باہم حمل و فصال پر جو تقسیم کیا تو بحکم آیت حولین کاملین پورے دو برس تو دودھ پلانے کے اور باقی چھ مہینے حمل کے کم از کم ٹھہرائے - یہ ایک اصل تھی پھر اس پر مسائل فقہیہ بہت سے متفرع ہوئے ہین مگر مین کہتا ہون جب آیت مین اکثر یہہ مدت دونون کی بیان کی ہے یعنی ایک عام دستور تو پھر چھ مہینے کا حمل تو عام دستور نہین یہہ تو شاذ و نادر ہوتا ہے عام تو نو مہینے کا ہے اور دو برس پورے نہین ہوتے پاتے کہ بچے کا دودھ بڑھا دیتے ہین اس عرصہ مین وہ کھانے پینے لگتا ہے ہان اگر بچہ ضعیف ہے تو مہینے دو مہینے اور پلواتے ہین دو برس پورے کر لیتے ہین اس تقدیر پر آیت کے معنی تو بہت ٹھیک ہو گئے مگر وہ جو رضاعت و حمل کے اصول قرار دئے ہین انکے ثبوت کو احادیث و آثار صحابہ اور اتفاق عامل و فتوی بھی لینا چاہئے ورنہ صرف اس آیت سے ثبوت مشکل ہے -

(۲) بلغ اشدہ اشد زور جوانی - اسکی مدت مین علماء کے کئی قول ہین - عطا کہتے ہین ابن عباس اٹھارہ برس کی عمر مین اشد حاصل ہونے کے قائل ہوئے ہین - شاید بلوغ مراد لیا ہو جیسا کہ امام شافعی کا قول ہے - اگر اشد سے بلوغ مراد لیا جاویگا تو اس مین کوئی شبہ نہین کہ علی اختلاف البلاد والامزجہ دس گیارہ سے لیکر اٹھارہ تک مین لڑکی بالغ ہوجاتی ہے اور چودہ سے لیکر اٹھارہ تک لڑکا بالغ ہوجاتا ہے اس مین کوئی خاص مدت معین نہین ہوسکتی اور چو اشد سے مراد عمدہ توانائی اور بھرپور جوانی لی جاوے تو یہہ بتیس سے لیکر تیس بتیس برس تک کا زمانہ ہے اکثر مفسرین اسی لئے اسکی مدت ۳۳ برس کہتے ہین - دونون صورتون مین اشد کا زمانہ جوش جوانی کا ہے اور چالیس برس کا زمانہ استکمال قوی و مدرکات کا ہے -

(۳) حکماء کہتے ہین عمر حیوان کی تین مرتبہ ہین یہہ اسلئے کہ اسکا بدن حرارت و رطوبت غریزیہ[۱] بغیر بن نہین سکتا اور یہہ ظاہر ہے کہ اول عمر مین رطوبت غریزیہ غالب ہوتی ہے آخر مین ناقص ہوجاتی ہے اور زیادت سے نقصان تک آنا بغیر اسکے ممکن نہین کہ بیچ مین ایک استوار کا مرتبہ نکلے پس لامحالہ تین زمانہ ہونگے (۱) یہہ کہ رطوبت غریزیہ حرارت غریزیہ سے زائد ہو یہہ وہ زمانہ ہے کہ اعضا طول و عرض و عمق مین بڑھین گے اسکو نشو و نما کا زمانہ کہتے ہین (۲) یہہ کہ رطوبت غریزیہ حرارت غریزیہ کے محفوظ رکھنے کو کافی ہو بلا زیادۃ و نقصان اسکو سن وقوف اور سن شباب کہتے ہین (۳) مرتبہ یہہ کہ رطوبت غریزیہ کم ہونے لگے اور حرارت اصلیہ کو پورے طور سے محفوظ نہین رکھتی چراغ کا تیل کم ہونے لگا تو لو بھی کم ہونے لگے - یہہ نقصان بھی دو قسم ہے ایک کم درجہ کا نقصان اسکو سن کہولت کہتے ہین دوسرا نقصان ظاہر اور اسکو سن شیخوخۃ کہتے ہین بڑھاپا -

چالیس برس تک سن وقوف تھا یعنی برابر کا زمانہ اس کے بعد سے کہولت شروع ہوتی ہے انسان کے قوای بدنیہ اور خواہش ہمیشہ گھٹنے لگتے ہین اور برعکس بدن کے روح کا معاملہ ہے یعنے جو زمانہ جسم کی قوت کا ہے وہ زمانہ کمالات روحانی کی کمی کا ہے اور جو بدن کے گھٹنے کا ہے وہ کمالات روحانیہ کے بڑھنے کا ہے اس لئے حق سبحانہ فرماتا ہے فلما بلغ اربعین سنۃ اس مین اس طرف بھی اشارہ ہے کہ عالم قدس کی طرف انسان کی توجہ اسوقت سے ہونے لگتی ہے سبحان اللہ کیا کیا اسرار کلام مین ودیعت رکھے ہین -

[۱] اصلیہ جو فطرت نے اسکو عطا کی تھی ۱۲ منہ

وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِينَ كَفَرُوا عَلَى النَّارِ أَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ بِمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُونَ
اور جس دن کافر آگ کے روبرو لائے جاویں گے الغرض تم اپنے مزے اپنی دنیا کی زندگی میں اور ان کو برت چکے - سو آج کے دن تو تمکو ذلت کی سزا دیجاویگی اسوجہ سے کہ تم دنیا میں
فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَفْسُقُونَ ۝ وَاذْكُرْ أَخَا عَادٍ إِذْ أَنْذَرَ قَوْمَهُ بِالْأَحْقَافِ وَقَدْ خَلَتِ النُّذُرُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ أَلَّا ع ۲
ناحق کا تکبر کیا کرتے تھے اور اسوجہ سے کہ تم بدکاری کیا کرتے تھے ۝ اور یاد کر عاد کے بھائی (ہود) کو جبکہ اسنے اپنی قوم کو بمقام احقاف ڈرایا حالانکہ اسکے آگے اور پیچھے بہت ڈرانے والے گذر چکے تھے کہ
تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ۝ قَالُوا أَجِئْتَنَا لِتَأْفِكَنَا عَنْ آلِهَتِنَا فَأْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۝ قَالَ إِنَّمَا
عبادت نکیجیو اللہ کے سوا کسی کی میں تمپر بڑے دن کی آفت سے ڈرتا ہوں ۝ سو وے بولے کہ تو ہمارے پاس اسلئے آیا ہے کہ ہمکو ہمارے معبودوں سے پھیر دیوے سو تو ہمارے پاس وہ عذاب لیآ کہ جسکا تو ہمسے وعدہ کرتا ہے اگر تو سچا ہے ۝ اسنے کہا کہ یہ
الْعِلْمُ عِنْدَ اللَّهِ وَأُبَلِّغُكُمْ مَا أُرْسِلْتُ بِهِ وَلَكِنِّي أَرَاكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُونَ ۝ فَلَمَّا رَأَوْهُ عَارِضًا مُسْتَقْبِلَ أَوْدِيَتِهِمْ قَالُوا هَذَا عَارِضٌ مُمْطِرُنَا
تو اللہ ہی کو ہے اور میں تو تمکو پہونچا دیتا ہوں جو کچھ میری معرفت بھیجا گیا ہے لیکن میں تمکو جہالت کرنے والی قوم دیکھتا ہوں ۝ پھر جب ہذا کو ابر کیطرح اپنے میدانوں کیطرف آتے دیکھا تو کہنے لگے یہ ابر ہمپر
بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهِ رِيحٌ فِيهَا عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍ بِأَمْرِ رَبِّهَا فَأَصْبَحُوا لَا يُرَى إِلَّا مَسَاكِنُهُمْ كَذَلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِينَ
بلکہ وہ بلا ہے کہ جسکی تم جلدی کرتے تھے اندھی ہے کہ جسمیں عذاب دردناک ہے ۝ اپنے رب کے حکم سے ہر شی کو کھا کر ہنکیدیتی تھی - پھر تو یہ ہوا کہ انکے گھروں کے سوا اور کچھ دکھائی نہ دیتا تھا ہم گنہگاروں کو یوں سزا دیا کرتے ہیں

اراوہ الضمیر لعود الی ما فی قولہ بما تعدنا وقیل الی غیر مذکور یفسرہ بالعذاب نصب علی الحال او التمیز العارض السحاب قال ابن عباس رضی اللہ عنہ قال الحجر ہی اشقیار کی بابت صرف اسی قدر بیان فرمایا تھا کہ انکے اعمال کا پورا بدلہ دیا جاویگا اب یہاں اس پورے بدلے کے کسی قدر شرح بیان فرماتے ہیں فقال ویوم یعرض الذین کفروا علی النار اور یاد کر جسدن منکر لوگ جہنم کے روبرو لائے جاوینگے تب انسے کہا جاویگا اذہبتم طیباتکم کہ تم اپنے مزے دنیا میں حاصل کر چکے اور خوب برت لیا اب اپنے تکبر اور بدکاری کیوجہ سے ذلت کا عذاب اٹھاؤ یعنی آخرت کو بھول گئے تھے دنیا کی عیش وآرام میں ایسے محو تھے کہ آخرت کے لئے کچھ بھی فکر نکی - واحدی فرماتے ہیں کہ فی الجملہ نفس کشی دنیا میں بہت عمدہ چیز ہے کہ اس کے بدلہ آخرت میں ملے گا - اور اسی لئے نیکوں پر دنیا میں عیش تلخ رہا ہے - معاذ بن جبل فرماتے ہیں جبکہ مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کا قاضی بنا کر بھیجا تو یہ ارشاد فرمایا تنعم یعنی عیش وتن پروری سے بچنا کیونکہ اللہ کے بندے تن پرور نہیں ہوتے ہیں (رواہ احمد) ایک بار حضرت عمر نے پانی مانگا تو کوئی شہد کا شربت لایا کہا یہ عمدہ ہی لیکن میں سنتا ہوں کہ خدا تعالیٰ شہوات کی برائی کرتا ہے فقال انہتم طیباتکم الایۃ میں ڈرتا ہوں کہ میری نیکیوں کا بدلہ مجھے دنیا ہی میں نہ ملجائے پس نہ پیا (رواہ رزین) لیکن لذات حلال اکل وشرب وغیرہ ممنوع بھی نہیں ہیں بقولہ تعالیٰ قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ والطیبات - مگر عیش وتنعم کے عادی ہونے سے خوف ہے کہ اس کا نفس بری باتوں کی طرف نہ لیجاوے -

کفار مکہ بھی انہیں شہوات ولذات پرستی میں ہدایت وآخرت کی طرف متوجہ نہوئے جس لئے انکو یوم یعرض الذین کفروا علی النار اذہبتم طیباتکم الایۃ سنایا گیا اس لئے ان کو قوم عاد کا قصہ سنایا جاتا ہے جو لذات ونعماء دنیا میں ایسے غرق تھے کہ دار آخرت کی طرف مطلقاً متوجہ نہوئے اور اپنے ہادی کا کہنا نہ مانا اسلئے انپر ایک بلا نازل ہوئی جس سے وہ قوم برباد ہوئی - بلاشک عیش وتن پروری کا برا نتیجہ دنیا میں بھی یہہ ملجاتا ہے کہ مال ودولت سلطنت وشوکت ہاتھ سے جاتی رہتی ہے فقال واذکر اخا عاد انکہ قوم عاد کے بھائی ہود علیہ السلام کو یاد کر جبکہ اسنے اپنی قوم کو احقاف میں ڈرایا جو عمان ومہرہ کے درمیان ایک وادی ہے آخر نہ مانا غارت ہوئے -

چند عرصہ سے قوم عاد پر قحط تھا یہہ ایک خدا تعالیٰ کا انکے بید کر نیکو چھوٹا سا کوڑا تھا اسپر بھی ویسے ہی گمراہ رہے اب بلا کی کالی گھٹا یا تو سیاہ آندھی اٹھتی ہوئی نمودار ہوئی جسکو دیکھکر وہ خوش ہوئے کہ ہمارے سامنے یہہ بادل اٹھا ہے یہہ ضرور پانی برساویگا - ۱۲ درحقیقت بادل تھا سیاہ آندھی تھی جسکی نسبت وہ پیغمبر سے کہدیا کرتے تھے لا بالکت کا روزہ لا کیونکہ نہیں بس ایسی سخت زوردار آندھی چلنی شروع ہوئی کہ آدمی اڑنے لگے ٹکرا کر مرگئے اور جیلوں کی طرح اونچے اونچے بڑے بڑے درخت اڑتے پھرتے تھے تا زمین پر گر کر ہلاک ہوں سب لوگ ہلاک ہوگئے باقی رہے وہ سب بال بچے

وَلَقَدْ مَكَّنّٰهُمْ فِيْمَآ اِنْ مَّكَّنّٰكُمْ فِيْهِ وَجَعَلْنَا لَهُمْ سَمْعًا وَّاَبْصَارًا وَّاَفْـِٕدَةً فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ سَمْعُهُمْ وَلَآ اَبْصَارُهُمْ وَلَآ اَفْـِٕدَتُهُمْ مِّنْ شَيْءٍ

اور البتہ قوم عاد کو ہمنے مقدور دیا جن باتونمین تمکو بھی نہین دیا اور ہمنے انکو کان اور آنکھین اور دل دیا تھا سو نہ تو اُنکے کان کام آئے اور نہ اُنکی آنکھین اور نہ اُنکے دل کچھ بھی

اِذْ كَانُوْا يَجْحَدُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا مَا حَوْلَكُمْ مِّنَ الْقُرٰى وَصَرَّفْنَا الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝

کیونکہ وہ انکار کرتے تھے اللہ کی آیتون کا اور اُنکو اُلٹا اُنسے کہ جس سے وہ ہنسی کیا کرتے تھے اور البتہ ہمنے تمھارے آس پاس کی بستیان غارت کردین اور طرح طرح نشان قدرت دکھا کر کہ وہ

فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا اٰلِهَةً ۭ بَلْ ضَلُّوْا عَنْهُمْ ۚ وَذٰلِكَ اِفْكُهُمْ وَمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝

پھر اُن جنون نے کیون مدد نکی کہ جنکو انہون نے مرتبہ حاصل کرنے کو معبود بنا رکھا تھا اللہ کے سوا۔ بلکہ وہ انسے گم ہو گئے۔ اور یہ اُنکا جھوٹھ تھا اور بہت کچھ جھوٹھ بنایا کرتے تھے

فیما بمعنی الذی وان نافیۃ تقدیر الکلام مکناہم فی الذی ما مکناکم فیہ من کثرۃ المال وطول العمر وقوۃ الابدان - وقیل ان زائدۃ ای ولقد مکناہم فیما مکناکم فیہ الاول قول المبرد والثانی قول القتیبی - ولا بمعنی ہاہم مفعول مقدم نصر الذین فاعلہ اتخذوا والراجع صلۃ الذین - قال الکسائی القربان ما یتقرب بہ الی اللہ من طاعۃ ونسیکۃ والجمع قربانین کالرہبان والرہبانین سد اول مفعولی اتخذوا والراجع الی الموصول المحذوف وثانیہما قربانا والتہ بدل او عطف بیان او الہۃ وقربانا حال او مفعول لہ علی انہ بمعنی التقرب - البیضاوی - وہذا ہو الصحیح الصریح -

✣ تفسیر ✣

یہہ تتمہ ہے قصہ عاد کا - فرماتا ہے ولقد مکناہم الخ کہ اے قریش تم اپنے زر و مال پر کیا گھمنڈ کرتے ہو! اِس قوم عاد کو جنکے ہلاک ہونے کا تم حال سن چکے ہو جتنے اسقدر طاقت و قوت مال و ثروت عمر و راحت کے سامان عطا کئے تھے جو تمکو بھی نہین دئے گئے باوجود اسکے دنیاوی امور مین کچھ احمق اور نادان بھی تھے اُن کو ہمنے کان دئے تھے کہ جن سے وہ اگلے امتون کے حالات سنتے تھے آنکھ بھی دی تھی جن سے وہ ہر روز عجائبات قدرت دیکھا کرتے تھے دل بھی دئے تھے جن سے سمجھنے پر قادر تھے لیکن انکے کان اور اُنکی آنکھ اور اُنکے دل اُنکے کچھ بھی کام نہ آئے ایسے کچھ فائدہ حاصل نکیا انکو دنیاوی لذات و شہوات مین صرف کیا کسلئے کہ اُنہون نے آیات اللہ کا انکار کر دیا اور اُنپر وہ بلا آئی کہ جسکا وہ انکار و تمسخر کیا کرتے تھے یعنی پیغمبر کہتا تھا کہ تمپر بلا آنے والی ہے وہ سنکر ہنستے تھے -

ولقد اہلکنا ما حولکم من القری اب پھر کفار مکہ کی طرف روی سخن کرتا ہے کہ اے مکہ والون ہم نے تمھارے آس پاس جنوب و شمال مین کسقدر بستیان ہلاک کی ہین جنوب مین قوم عاد کی بستیان اُلٹی پڑی ہین انکے عمارات کے نشان اسے قریش جب تم تجارت کیلئے وہان جاتے ہو دیکھتے ہو اور اسی طرح شمال و غرب مین ثمود کی بستیان اجڑی پڑی دکھائی دیا کرتی ہین اور قوم لوط کی بستیان سدوم وغیرہ کے بھی آثار تم دیکھا کرتے ہو - اور اُنکو ہمنے یون ہی یکبارگی ہلاک نہین کر دیا ہے بلکہ صرفنا الایات لعلہم یرجعون اپنی نشانیان اول بدل کر بار بار دکھائین کہ وہ رجوع ہون مگر خوست سر پر آچکی تھی کیون مانتے انجام کار سرکش ہوئے فلولا نصرہم پس انکے ان معبودون نے اُنکی کیون نہ مدد کی کہ جنکو انہون نے وسیلہ بنا کر معبود سمجھ رکھا تھا اور جانتے تھے کہ یہہ ہمارے کام آوینگے بل ضلوا عنہم بلکہ وہ کھوئے گئے کہین دکھائی بھی نہ دئے وذلک اور یہہ بات کہ وہ معبود کام آوینگے افکہم ان کا ڈھکوسلا تھا وما کانوا یفترون معطوف علی افکہم - اور یہہ نیملے انکے ان ڈھکوسلون کے ایک ڈھکوسلا تھا - یعنی ایسے ایسے اور بھی خیالات باطل دماغ مین جمارکھے تھے جیسا کہ بت پرستون مین اب تک ایسے صدہا خیالات فاسدہ مانے جاتے ہین -

اصول ثلاثہ - اثبات باری تعالی - و توحید - و معاد کے ضمن مین یہان تک اور بہت سے اصول ملیہ ذکر ہو گئے سعادت و شقاوت کے آثار مان باپ کی خدمت گذاری کرنے نکرنے مین - انسان کا میل طبعی دار آخرت کی طرف ہونا کما قال و بلغ الربعین سنۃ قال رب اوزعنی الایۃ گذشتہ قوسون کے عروج و ادبار - خدا تعالی کا اپنے ملک مین تصرفات کرنا سرکشون کا انجام بد ہونا فضائد باطلہ سے سر پر بلا لینا وغیرہ -

وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا ۚ فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ۝ قَالُوْا يٰقَوْمَنَآ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ

اور جبکہ پھیری طرف تیری چند جن بھیجے قرآن سنا چاہتے تھے پھر جب وہان نے تو کہنے لگے چپ رہو پھر جب تمام ہوا تو اپنی قوم کی طرف گئے ڈر سناتے کو۔ جاکر کہا ای ہماری قوم ہمنے ایک کتاب سنی جو موسیٰ

مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ وَاِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ يٰقَوْمَنَآ اَجِيْبُوْا دَاعِيَ اللّٰهِ وَاٰمِنُوْا بِهٖ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ

کے بعد نازل ہوئی اپنے سے پہلی کتابوں کی سچائی کرتی ہوئی سیدھی کیطرف اور سیدھے رستہ کیطرف رہنمائی کرتی ہوای ہماری قوم اللہ کیطرف بلانے والے کی بات مانو اور اسپر ایمان لاؤ کہ کچھ گناہ تمہارے

وَيُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ وَمَنْ لَّا يُجِبْ دَاعِيَ اللّٰهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْاَرْضِ وَلَيْسَ لَهٗ مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءُ ۭ اُولٰۗىِٕكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝

اور تکو مذاب الیم سے بچادے۔ اور جو اللہ کے داعی کی نہیں مانتا تو وہ زمین میں اگے قابو سے باہر نہیں ہو سکے گا اور اسکا کوئی حامی نہو گا اللہ کے سوا۔ یہہ ہیں صاف گمراہی میں۔

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَمْ يَعْيَ بِخَلْقِهِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰٓي اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ۭ بَلٰٓى اِنَّهٗ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

کیا وہ نہیں دیکھتے وہ اللہ کہ جس نے آسمانوں اور زمین کو بنایا اور انکے بنانے سے نہ تھکا مردے کے زندہ کرنے پر قادر نہیں۔ کیوں نہیں وہ تو ہر بات پر قادر ہے۔

یستمعون حال محمولۃ علی المعنی لان نفرا مفرد فی اللفظ۔ والنفر دون العشرۃ وجملۃ القاری بقادر علیا مزیدۃ لتاکید النفی فانہ مشتمل علی ان وما النافی وخبرہا۔

تفسیر

قوم عاد کا ذکر کرکے یہہ بات بتاتا ہے کہ ای قریش تم یہہ نہ سمجھو کہ تم عاد جیسے سرکش ایمان نہ لائے تو اور کوئی زور اور ایمان نہیں لاویگا تو تم جن تم سے زور آور اور سرکش ہے بڑی شرم کی بات ہے کہ وہ تو ایمان لاوین اور اپنی قوم کو جاکر ایمان لانیکی رغبت دلاوین اور تم پیغمبر علیہ السلام کے ہم قوم ہم زبان ہم جنس ہوکر یوں اللہ کے داعی سے دور پڑے رہو۔ پس اسی محمد اوصرفنا الیے کہدے جبکہ ہنے تیرے پاس چند جن بھیجے قرآن سننے کو الخ

ابن ابی شیبہ نے ابن مسعود سے نقل کیا ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بطن نخلہ میں قرآن پڑہ رہے تھے کہ نو جن آئے جن میں سے ایک کا نام زوبعہ ہے۔ جب قرآن کی آواز انکے کان میں پڑی تو دلکش مضامین سنکر چونک پڑے اور کھڑے ہوکر سننے لگے جب آپ فارغ ہوئے تو اپنی قوم میں جاکر ان کو متنبہ کیا کہ ای قوم موسے کے بعد ہنے ایک کتاب سنی جو اگلی کتابوں کے اصول ملت میں مطابق و مصدق ہے راہ حق دکھاتی ہے اے قوم اللہ کے داعی یعنی رسول کا کہا مانو ایمان لاؤ تاکہ نجات پاؤ اور جو نہ مانیگا تو اللہ کے قبضہ سے باہر نکل نہ جائیگا کوئی اسکا حامی اُسکو سزا سے بچا نہ سکے گا نہ ماننے والے صریح گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں۔

بخاری و مسلم و دیگر کتب احادیث میں جنوں کا آنحضرت کے پاس آنا اور ایمان لانا بکثرت مذکور ہے اور سلف سے خلف تک اہل اسلام وجود جن کے قائل ہیں اور ہم مقدمہ تفسیر میں اس مسئلہ کو خوب ثابت کر آئے ہیں۔ اہل کتاب بھی قائل ہیں مگر وہ جو برائے نام اہل کتاب ہیں اور فلسفہ جدید کے رنگ میں ڈوبے ہوئے ہیں اور موجودات کا انحصار فلسفہ جدیدہ میں محسوسات پر ہے وہ البتہ انکار کیا بلکہ تمسخر بھی کرتے ہیں جنکی تقلید میں بعض مسلمان بھی اس غلط میں پڑکر عجب عجب تاویلیں کرنے لگے۔

قرآن مجید میں یہہ بیان نہیں ہوا کہ وہ جن گھر سے کس تلاش میں نکلے تھے؟۔ روایات سے یہہ بات معلوم ہوتی ہے کہ آنحضرت کی مبعوث ہونے کے قریب قریب جسطرح آفتاب کے برآمد ہونے کیوقت اور اس سے پہلے امارات ظاہر ہوتے ہیں ایسے عجائب امارات ظاہر ہوتے تھے کچھ عجب نہیں کہ جن اُس ہادی کی تلاش میں نکلے ہوں جسکی خبران یہودی جنوں کو موسیٰ کی توریت سے ملی ہو اور اُسکے ظہور کا زمانہ امارات سے معلوم ہو گیا تھا۔ بعض روایات سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت اُسوقت مشاری کی نماز پڑہ رہے تھے بعض سے یہہ کہ صبح کی نماز میں قرآن پڑہ رہے تھے۔ ابن مسعود صحابی ایکبار جبکہ جنوں کا قافلہ آپکے پاس آیا جنگل میں حضرت کے ساتھ گئے تھے۔ پھر تو کئی بار جن آئے اور تعلیم پاکر گئے بعض دفعہ کوئی بھی جنگل میں رات کے وقت آپکے ساتھ نہیں گیا۔ مسلمان جن لوگوں کو یوں بھی دکھائی دئے جنگلوں میں ملے ہیں ثقات سے اس بارہ میں بہت کچھ منقول ہے فقیر نے بھی خود مشاہدہ کیا ہے۔

وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِينَ كَفَرُوا عَلَى النَّارِ أَلَيْسَ هَٰذَا بِالْحَقِّ ۖ قَالُوا بَلَىٰ وَرَبِّنَا ۚ قَالَ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ﴿٣٤﴾ فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُو الْعَزْمِ
اور جسروز کہ کافروں کے سامنے لائے جاوینگے کیا یہ برحق نہیں کہینگے کیوں نہیں ہمارے رب کی قسم حکم ہوگا پھر اپنا عذاب چکھو اپنے کفر کے بدلہ میں۔ پھر صبر کر جیسا کہ عالی ہمت
مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَهُمْ ۚ كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوعَدُونَ لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ ۚ بَلَاغٌ ۚ فَهَلْ يُهْلَكُ إِلَّا الْقَوْمُ الْفَاسِقُونَ ﴿٣٥﴾ ع ربع
رسولوں نے کیا ہے اور انکے لئے جلدی نکر کیونکہ جسدن یہ لوگ کو دیکھینگے کہ جسکا انسے وعدہ کیا جاتا ہے ایسا معلوم ہوگا کہ ایک دن کی ایک گھڑی بھر رہے تھے۔ یہ پہنچا دینا ہے۔ پھر ہلاک تو وہی ہونگے جو بدکار ہیں

اول سورہ مین وہ دلائل بیان فرمائے تھے جو قادر حکیم مختار کے وجود پر دلالت کرتے ہین۔ اسپر دو باتین متفرع کی تھین اول بت پرستونکے قول کا ابطال۔ دوم اثبات توحید خالص۔ اس کے بعد مسئلہ نبوت مین کلام کیا مخالفین کے جو شبہات تھے اُن کے جواب دئے۔ اہل مکہ جو حضرت کی نبوت پر ایمان لانے مین تامل کرتے تھے اسکا باعث دنیا پر غرور اور اُسکے لذات و شہوات مین غرق ہونا تھا اسلئے قوم عاد کا حال بیان کرکے دنیا کی بے ثباتی اور ترمد کا بدنتیجہ سامنے کھڑا کردیا۔ پھر اُنکی نبوت کی تعمیم شروع کی اس کیلئے تو تھے ہی جنکے لئے بھی ثابت کی اسکے بعد پھر مسئلہ معاد مین کلام کرتا ہے فقال اولم یروا ان اللہ الذی انکو کیا نہین دیکھتے یعنے نہین جانتے کہ جس اللہ نے آسمان و زمین پیدا کردئے اور ان جیسے اور پیدا کرنے سے عاجز نہین وہ مردون کو بار دگر زندہ نہین کرسکتا ہے بیشک وہ کرسکتا ہے بلکہ ہر بات پر قادر ہے۔

یہان تک تو امکان حشر کی دلیل تھی اسکے بعد اسکے موجود ہونیکی کیفیت بیان فرماتا ہے فقال ویوم یعرض الذین کفروا کہ کفار آگ کے سامنے لائے جاوینگے اور انسے کہا جاویگا کیا یہ حق نہین ہے یعنی اب تو سمجھ گئے قائل ہوئے وہ کہینگے ہان پھر کہا جاویگا اب قائل ہونے سے کیا فائدہ اپنے انکار کی وجہ سے عذاب چکھو۔

مطالب ثلثہ تمام کرکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے چند نصائح اور تسلی بخش کلمات پر سورہ کو تمام کرتا ہے فقال فاصبر کہ اے محمد آپ صبر کیجئے ان کے بُرا بھلا کہنے اور تکالیف کو خیال مین نہ لائے کیونکہ تجھ سے پہلے اولوالعزم رسولون نے ایسا ہی صبر کیا ہے اور انکے کہنے سے عذاب کی جلدی نکر کس لئے کہ وہ جسدن اپنے وعدہ کے دن اور وہان کے مصائب کو دیکھینگے تو دنیا کے تمام عیش و تجملات کو بھول جاوینگے یا جو دراز مدت تک شہوات پرستی کرنے کے یہ سمجھینگے کہ گویا دن کی ایک گھڑی بھر ٹھہرے تھے۔

اسکے بعد فرماتا ہے بلاغ یعنی یہ خبر کا پہونچا دینا ہے سوائے محمد تونے خدا کا حکم پہونچا دیا اب آپ کو کیا فکر ہے بدکار آپ ہلاک ہونگے۔

کردنی خویش آمدنی پیش

سورہ محمد مدنیہ ھی اسمین اثنتین یات اور چار رکوع ھین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ۝ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ

وہ جو منکر ہوئے اور لوگون کو اللہ کے رستہ سے روکا انکے اعمال برباد کردئے گئے اور وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور جو محمد پر نازل کیا گیا اسپر بھی ایمان لائے حالانکہ وہ برحق ہے انکے

كَفَّرَ عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ وَاَنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّبَعُوا الْحَقَّ مِنْ رَّبِّهِمْ ؕ كَذٰلِكَ یَضْرِبُ

تو اللہ انکی برائیون کو مٹا دیگا اور انکا حال درست کردیگا۔ یہ اسلئے کہ وہ جو منکر ہوئے جھوٹھ کی پیروی کی اور وہ جو ایمان لائے انھون نے اپنے رب کی برحق دین پر چلے۔ یون بیان کرتا ہے

اللّٰهُ لِلنَّاسِ اَمْثَالَهُمْ ۝ فَاِذَا لَقِیْتُمُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتّٰۤی اِذَاۤ اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ ۫ فَاِمَّا مَنًّۢا بَعْدُ وَاِمَّا

اللہ لوگون کے لئے انکی حالتین۔ پھر جب تم کافرونسے ٹہر جاؤ تو گردنین مارو۔ یہانتک کہ جب انکو تیغ کرچکو پھر قیدیون کو مضبوط باندہو پھر اسکے بعد یا تو احسان کرنا

فِدَآءً حَتّٰی تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا ؕ ذٰلِكَ ۛ وَلَوْ یَشَآءُ اللّٰهُ لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ

اور یا جرمانہ لینا یہانتک کہ جنگ اپنے ہتیار ڈالدے یہ حکم ہے۔ اور اگر اللہ چاہتا تو آپسے خود بدلہ لیتا۔

الذین کفروا مبتدا اضل اعمالھم خبرہ والذین مبتدا وما بعدہ معترضۃ بین المبتدا وخبرہ وھو کفر ان ذلک مبتدا بان الذین خبرہ فضرب الرقاب قال الزجاج اصلہ فاضربوا الرقاب ضربا فحذف الفعل واقیم المصدر مقامہ مضافا الی المفعول۔ وقیل ھو منصوب علی الاغراء حتی اذا غایۃ للامر بضرب الرقاب لا للبیان غایۃ القتل۔ فاما منا اما ای فاما تمنون منا او تفدون فدا حتی متعلقۃ بشدوا الوثاق۔

+ تفسیر +

جمہور کے نزدیک یہہ سورہ مدینہ مین نازل ہوئی ہے ابن عباس و ابن زبیر کا بھی یہی قول ہے۔

اس مین اور بیشتر مدینہ مین نازل ہوئی سورتون مین احکام وجہاد یا منافقون کی بدکرداری اور اسکے برے نتائج بیان ہوتے ہین یا مکارم اخلاق کی تاکید ہوتی ہے سورہ احقاف کے اخیر مین فرمایا تھا کہ فاسق لوگ ہی ہلاک ہوتے ہین۔ اسپر خیال گذرتا تھا کہ انکے بعض اچھے اعمال بھی تو ہوتے ہین خیرات وغیرہ اسکے جواب مین ارشاد فرمایا الذین کفروا الخ کہ جو منکر ہوئے اور لوگونکو اپنے تئین اللہ کے رستہ سے باز رکھا (ایمان صوم وصلوٰۃ جہاد حسنات اتباع نبی کریم علیہ السلام سب کو سبیل اللہ کا لفظ شامل ہے) انکے اعمال برباد ہوگئے بوجہ بغاوت کے وہ کچھ بھی کام نہ آوینگے دار آخرت مین کسلئے کہ وہان کوئی عمل بغیر ایمان وخلوص کے کام نہین آتا ومن یعمل من الصالحات مثقال ذرۃ کے مخالف نہین کس لئے کہ عمل سے مراد وہی عمل ہے جو ایمان وخلوص سے ہو وہ ذرہ برابر بھی ہوگا تو اسکا ثمرہ ملے گا خیال پیدا ہوتا تھا کہ اچھا کفر اور اللہ کے رستہ سے روکنے مین تو اعمال برباد ہوجاوے پھر اب وہ کونسا طریقہ ہے کہ جس سے یقیناً نجات ہوجاوے اسکا جواب دیتا ہے والذین آمنوا الخ وہ لوگ جو اللہ اور دیگر ایمان لانے کی چیزون پر ایمان لائے کتب سابقہ انبیاء سابقین ملائکہ حشر پر۔ اور اسکے ساتھ جو کچھ محمد پر نازل ہوا حالانکہ وہ برحق ہے اسپر بھی ایمان لائے انکو یقیناً نجات ہے کسلئے کہ کفر غیر سیئات انکے جو کچھ برے کام سرزد ہوگئے ہین انکو مٹا دیگا واصلح بالھم اور انکے حال وشان کو درست کردے گا دنیا و آخرت مین خوشنود رہین گے۔ پھر فرماتا ہے کافرونکے لئے ایسا اور محمد پر ایمان لانے والے کے لئے ایسا کیون تجویز ہوا؟ اسلئے کہ کافرون نے باطل اور غلط کا اتباع کیا جسکا نتیجہ خسارہ دارین ہے اور ایمانداروں نے سچ کا اتباع کیا جسکا ثمرہ یہہ ہے خدا نے ہر بات کھولدی ہے۔

چونکہ نجات کا دارمدار حضرت کے پچھلے فرستادہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع پر رکھا گیا ہے اسلئے اُس جماعت کو (جو اس نبی پر ایمان لائے ہین) فیاضی کرنا چاہئے اور دوسرے بھائیون کیلئے اس راہ راست کے کانٹون کو صاف کرنا چاہئے اسلئے فرماتا ہے فاذا لقیتم الذین کفروا الخ کہ جنگ مین جب کافرونسے مٹ بھیڑ ہو تو چاہئے رستہ کیلئے خار ہین اور اس شمع ہدایت کو بجھانا چاہتے ہین تو انکی گردنین مارو آخر جو ہاتھ لگین انکو باندھ لو پھر یا تو احسان کردیا انسے فدیہ لیکر چھوڑ دو۔

وَلٰكِنْ لِّيَبْلُوَا بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ ۗ وَالَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَنْ يُّضِلَّ اَعْمَالَهُمْ ۝ سَيَهْدِيْهِمْ وَيُصْلِحُ بَالَهُمْ ۝ وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ ۝ يٰٓاَيُّهَا

لیکن وہ تمھارا ایک دوسرے کے ساتھ امتحان کرنا چاہتا ہے اور وہ جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ہیں انکے اعمال برباد نہیں کریگا ۔ انکو ہدایت کریگا اور انکی حالت درست کریگا اور انکو اس جنت میں داخل کریگا جو اُس نے انکے لئے بتا رکھی ہے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ۝ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَتَعْسًا لَّهُمْ وَاَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَرِهُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ۝

اے ایمان والو اگر تم اللہ کے دین کی مدد کرو گے تو وہ تمھاری مدد کریگا اور تمھیں ثابت قدم رکھیگا ۔ اور وہ جو منکر ہو گئے انکو ہلاکت ہے اور انکا کیا کرایا برباد کر دیا ۔ یہ اسلئے کہ انھوں نے اُس حکم کو ناپسند کیا جو اللہ نے نازل کیا پھر انکے عمل برباد ہو گئے

یہ کارروائی کب تک جاری ہے ؟ اُسوقت تک کہ اُنکے اعداء کو لڑنے کی طاقت نہ رہے ۔ ہتیار ڈالکر اطاعت وامن کی خواستگاری کریں پھر اِس عمل خیر کی ترغیب دلاتا ہے (۱) ولو یشاء اللہ الخ کہ اگر خدا چاہتا تو اُن سے آپ بدلہ لے سکتا تاہم لیکن بندوں کا بھی امتحان مقصود ہے تاکہ کون ہمارے حکم سے جان دیتا ہے ؟

(۱) والذین قتلوا الخ جمہور نے قاتلوا پڑھا ہے معروف کا صیغہ اور بعض نے قتلوا مجہول کا صیغہ پڑھا ہے اور بعض نے قتلوا کو معروف کا صیغہ پڑھا ہے جمہور کی قرءت پر اور اس قتلوا کو معروف کا صیغہ پڑھنے والے کے نزدیک معنی صاف ہیں کہ جو اللہ کی راہ میں لڑے اُنکے اعمال ضایع نہ جاوینگے دنیا میں اللہ انکو نیک باتوں کی توفیق وہدایت دیگا اور مرنیکے بعد جنت میں داخل کریگا کہ جو اُنکو بتائی گئی ہے[۱] اور مجہول کے صیغہ میں یہ اشکال ہے کہ جو اللہ کی راہ میں مارے گئے انکو اب کیا ہدایت ہوگی ؟ اسکا جواب یہ ہے کہ ہاں ہوگی منکر نکیر کے سوال وجواب کی سعادت اور دار الخلد کے منازل طے کر کے حقیقی منزل تک پہونچنے کی ✣

(۳) یا ایہا الذین اٰمنوا الخ کہ اے ایماندارو اگر تم اللہ کی راہ میں جہاد کر کے اُسکی مدد کرو گے حالانکہ وہ مدد کا محتاج نہیں تو ہر کام میں خصوصاً اِس کام میں تمھاری مدد کریگا اور تمکو ثابت قدم رکھے گا اور کفار کو پست کریگا اور اُنکی تدابیر کو رد کریگا ۔ اِس وعدہ کے بموجب خدا تعالی نے اصحاب محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو مخالفوں پر فتحیاب کیا اور دشمنوں کو سرنگوں کر دیا اور آیندہ جو کوئی دین اللہ کی حمایت پر کمر باندھے اسی عنایت و وعدہ کا مستحق ہے جب چاہے آزما کر دیکھ لے ✣

ان آیات میں صرف نضرب الرقاب

واما منا واما فداء کے معنی میں گفتگو کرنی باقی رہ گئی اور وہ یہ ہے ۔ کیا جب کوئی کافر ملے مسلمان اُسکی گردن مارنے پر مامور کیا گیا ہے ؟ مجاہد فرماتے ہیں یہ ایک خاص جنگ میں حکم ہوا تھا جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اُسوقت مخالفوں سے پیش آئی کہ جنگ میں گردن مارو اور جنگ اسی لئے ہوا کرتی ہے وہاں پھُول اور پان نہیں بٹنا کرتے ہیں ۔ الغرض ہر وقت کا حکم نہیں بلکہ جب کفار سے بقائدہ شرعیہ جنگ قائم ہو اُسوقت یہ حکم ہے کہ اُسکی گردن مارو عام حکم نہیں کہ جب کوئی کہیں ملجائے مار ڈالا جائے اور جسنے یہ معنی سمجھکر اسلام پر سفاکی کا عیب لگایا ہے یہ اُسکی سمجھ کا عیب ہے ✣

اما منا الخ اِس آیت میں علماء کے مختلف اقوال ہیں ۔ ایک جماعت کہتی ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے اِس آیت سے فاما تثقفنہم الخ آیت مشروبہم من طلعہم والقولہ اقتلوا المشرکین حیث وجدتموہم یہی قول ہے قتادہ وضحاک واسدی وابن جریج واوزاعی واہل کوفہ[۲] کا ۔ یہ کہتے ہیں جنگ میں جو کفار اہل اسلام کے قبضہ میں قید ہو کر آجاویں شاہ اسلام نہ انکو احسان کر کے چھوڑ دے نہ فدیہ لیکر اب یا قتل کئے جاویں یا غلام بنائے جاویں ۔ صاحب ہدایہ کہتے ہیں ابو حنیفہ کے نزدیک قیدیوں سے فدیہ نہ لیا جاوے صاحبین کہتے ہیں انکے بدلہ میں مسلمان قیدی لیکر چھوڑنا درست اور یہی شافعی کا قول ہے لیکن مال لیکر نہ چھوڑنا چاہئے ۔ سیر کبیر میں ہے اسکا بھی مضائقہ نہیں جبکہ مسلمانوں کو روپیہ کی حاجت ہو ۔ تفسیر احمدی ✣

علماء کا ایک گروہ کہتا ہے آیت ہرگز منسوخ نہیں بلکہ محکم ہے امام کو اختیار ہے خواہ فدیہ لیکر چھوڑ دے یا مفت چھوڑ دے ۔ یہ دو باتیں تو آیت میں صاف مذکور ہیں ۔ اور دو باتوں کا اختیار ہے گو آیت میں انکا ذکر نہیں احادیث صحیحہ سے ثابت ہیں وہ یا غلام بنائے یا قتل کر ڈالے ۔ یہی ابن عمر وحسن وعطاء کا قول ہے اکثر صحابہ وتابعین اسیطرف گئے ہیں اور سفیان ثوری وامام احمد وشافعی کا یہی مذہب ہے ✣

ہمارے بعض معاصرین یہ کہتے ہیں کہ یہ آیت جنگ بدر وغزوہ بنی المصطلق کے بعد نازل ہوئی ہے اِس میں صرف دو ہی باتیں قیدیوں کیلئے قرار دی ہیں ۔ یا مفت چھوڑ دینا یا فدیہ یعنی جرمانہ یا خرچہ لیکر چھوڑ دینا غلام بنانے کا اِس میں ذکر نہیں نہ قتل کرنے کا اور جو ان قتل کرنے اور غلام بنانے کا ذکر ہے وہ اسکے نزول سے پہلے کا ہے ✣

[۱] یہ اشکال کہ جو اللہ کی راہ میں مارے گئے انکو اب کیا ہدایت ہوگی ؟ اسکا جواب یہ ہے کہ ہاں ہوگی منکر نکیر کے سوال وجواب کی سعادت اور دار الخلد کے منازل طے کر کے حقیقی منزل تک پہونچنے کی ✣

[۲] یہ ایک خاص جنگ میں حکم ہوا تھا جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اُسوقت مخالفوں سے پیش آئی کہ جنگ میں گردن مارو اور جنگ اسی لئے ہوا کرتی ہے وہاں پھُول اور پان نہیں بٹنا کرتے ہیں ۔ الغرض ہر وقت کا حکم نہیں بلکہ جب کفار سے بقائدہ شرعیہ جنگ قائم ہو اُسوقت یہ حکم ہے کہ اُسکی گردن مارو عام حکم نہیں کہ جب کوئی کہیں ملجائے مار ڈالا جائے اور جسنے یہ معنی سمجھکر اسلام پر سفاکی کا عیب لگایا ہے یہ اُسکی سمجھ کا عیب ہے ✣

أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۖ دَمَّرَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ ۖ وَلِلْكَافِرِينَ أَمْثَالُهَا ۝ ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ مَوْلَى

یہ کیا انھوں نے ملک میں پھر کر نہیں دیکھا کہ انھوں اگلوں کا کیا انجام ہوا اللہ نے انکو غارت کر دیا اور منکروں کے لئے ایسا ہی کچھ ہوتا ہے یہ عذاب اسلئے کہ اللہ حمایتی ہے

ع ۲ الَّذِينَ آمَنُوا وَأَنَّ الْكَافِرِينَ لَا مَوْلَىٰ لَهُمْ ۝ إِنَّ اللَّهَ يُدْخِلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۖ وَالَّذِينَ

ایمان والوں کا اور کافروں کا کوئی بھی حمایتی نہیں بیشک اللہ ایماندروں نیکبختوں کو ایسے باغوں میں داخل کریگا کہ جنکے نیچے نہریں بہتی ہونگی اور وہ جو

كَفَرُوا يَتَمَتَّعُونَ وَيَأْكُلُونَ كَمَا تَأْكُلُ الْأَنْعَامُ وَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ۝ وَكَأَيِّن مِّن قَرْيَةٍ هِيَ أَشَدُّ قُوَّةً مِّن قَرْيَتِكَ الَّتِي أَخْرَجَتْكَ

منکر ہوئے مزے اڑاتے ہیں اور کھاتے ہیں جیسا کہ چارپائے کھایا کرتے ہیں اور انکا ٹھکانا جہنم ہے اور ایسے بہت سے گاؤں کہ جو اس گاؤں سے بھی طاقتور تھے کہ جسنے تجھکو نکال دیا

أَهْلَكْنَاهُمْ فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ ۝ أَفَمَن كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّهِ كَمَن زُيِّنَ لَهُ سُوءُ عَمَلِهِ وَاتَّبَعُوا أَهْوَاءَهُمْ ۝

ہمنے انکو ہلاک کر دیا پھر انکا کوئی مددگار نہ تھا۔ پھر کیا وہ شخص کہ جو اپنے رب کیطرف روشن طریقہ پر ہے انکی برابر ہے کہ جسکی بدکاری اسکے نزدیک بھلی معلوم ہوتی ہے اور وہ اپنی خواہشوں پر چلتے ہیں

الضمائر فی اخر شتی وہی للقریۃ وفی اہلکناہم والناصر لہم للاہل لے لاہل القریۃ

✤ تفسیر ✤

پہلے فرمایا تھا والذین کفروا فتعسًا لہم کہ منکروں کو ہلاکی ہے اب اس ہلاکی کا ثبوت دیتا ہے فقال افلم یسیروا فی الارض کہ کیا قریش نے تک میں پھر کر نہیں دیکھ لیا ہے کہ ان سے اگلوں کا کیا انجام ہوا ؟ شام میں جاتے ہوئے قوم ثمود کے آثار اور یمن میں جاتے ہوئے قوم عاد کے امارات انکو دکھائی دیا کرتے ہیں۔ انکا انجام یہ ہوا دمر اللہ علیہم اللہ نے انکو ہلاک کیا۔ اور قریش یہ سمجھیں کہ وہ ہلاکی اور بربادی انھیں کے لئے تھی، بلکہ وللکافرین امثالہا کفار کے لئے خواہ عاد و ثمود ہوں یا قریش مکہ ہوں ایسے ہی انجام ہوتے ہیں۔ امثالہا سے امثال العاقبۃ اور کیوں ؟ ذلک بان اللہ مولی الذین آمنوا الخ اسلئے کہ اللہ ایماندارون کا حامی ہے اور کافروں کا کوئی بھی حامی نہیں پھر انکو ایسے مصائب سے کون بچا سکتا ہے ؟ ✤

یہ تو کفر و ایمان کا دنیوی ثمرہ تھا اسکے بعد اخروی فرق بیان فرماتا ہے فقال ان اللہ یدخل الذین آمنوا وعملوا الصالحات جنت الخ کہ اللہ تعالے ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور اس کے بعد نیک کام کئے ایسے باغوں میں داخل کرے گا کہ جن میں نہریں جاری ہونگی اور کفار و بدکار لوگ دنیا میں چارپایوں کی طرح سے کھانے پینے میں مصروف ہیں نہ ان کو آخرت کی فکر نہ نیک باتوں کی طرف رغبت نہ بُرے افعال سے نفرت، انکا ٹھکانا آگ ہے وہیں رہا کرینگے ✤

کفار یہ سنکر کہ اللہ ایماندارون کا مددگار ہے طعن سے یہ کہتے تھے کہ وہ حمایت کہاں گئی ؟ ہمنے تو تجھ کو مکہ سے نکالدیا اسپر کچھ عجب نہیں کہ حضرت کو وطن ترک کرنے کا رنج بھی ہوا ہو۔ چنانچہ ابو یعلی موصلی نے ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مکہ سے نکلنے اور غار میں پہنچنے چلے تو مکہ کیطرف موڑ موڑ کر دیکھتے اور یہ کہتے تھے کہ بخدا سب شہروں سے تو میرے نزدیک محبوب ہے اگر یہ لوگ مجھے نہ نکالتے تو میں نہ نکلتا اسپر یہ آیت تسلی بخش نازل ہوئی وکاین من قریۃ الخ کہ اے محمد بہت سے شہر جو تیرے اس شہر سے (کہ جس نے تجھے نکالدیا یعنے مکہ نے) طاقت و زور میں بڑھ کر تھے سدوم و عمورہ وغیرہا ہمنے ان کو ہلاک کر دیا ان کا کوئی مددگار نہ اٹھا پھر یہ اہل مکہ کیا گھمنڈ کرتے ہیں ذرا صبر کریں۔ چنانچہ تھوڑے ہی دنوں میں بدر کی لڑائی نے ان متکبروں کا فیصلہ کر دیا۔ اسکے بعد کفر و ایمان کا ایک اور فرق بیان فرماتا ہے فقال افمن کان الخ کہ کیا وہ شخص کہ جس کے پاس اسکے رب کی سند ہو یعنی کتاب وحی اور وہ کون شخص ہے ایماندار ؟ اسکی برابر ہوگیا کہ محض اٹکل ہے اپنے خیالات کا پیرو ہے اور بُری باتوں کو بھلا سمجھ رکھا ہے وہ کون کافر و بت پرست ✤

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ۭ فِيْهَآ اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّاۗءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهٗ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ۚ وَاَنْهٰرٌ

وہ جنت کہ جسکا پرہیزگاروں سے وعدہ کیا گیا ہے۔ ایسی ہے کہ اُس میں صاف پانی کی نہریں ہیں۔ اور نہریں ہیں ایسی دودھ کی کہ جسکا مزہ نہ بدلے اور نہریں ہیں مزیدار شراب کی اور نہریں ہیں

مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى ۭ وَلَهُمْ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَمَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ ۭ كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِي النَّارِ وَسُقُوْا مَاۗءً حَمِيْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَاۗءَهُمْ ۝

صاف شہد کی اور اُنکے لئے وہاں ہر قسم کے پھل اور اُنکے رب کی مغفرت ہے کیا وہ لوگ اُنکے برابر ہیں جو آگ میں ہمیشہ رہیں گے اور کھولتا ہوا پانی پلائے جائینگے جس سے اُنکی انتڑیاں ٹکڑے ٹکڑے ہو جائینگی

قال سیبویہ المثل بمعنی الوصف الصفۃ علی ہذا مثل الجنۃ ای صفتہا انہا الخ مبتدا وخبرہ وقیل المثل علی معناہ فحینئذ تقدیر الکلام مثل الجنۃ (مبتدا) وخبرہ محذوف وہو جنۃ تجری فیہا انہار ونحوہا انہار ونحوہا ہو المثل بہ کما یقال مثل زید رجل طویل اسمر فحینئذ کرعین صفات زید فی رجل سنگر لایکون ہو فی الحقیقۃ الا زیدا ونحوا قول الزجاج کمن ہو خالد فی موضع رفع ای ام من فی نحو النعیم کمن ہو خالد فی النار

تفسیر

جیسا کہ مومن وکافر کا فرق بیان فرمایا تھا اسیطرح اَب اُنکے مقامات کا تفاوت بیان فرماتا ہے تقال مثل الجنۃ الخ وہ جنت کہ جس کا پرہیزگاروں سے وعدہ کیا گیا ہے (یعنی وہ پرہیزگاری پر ملتی ہے کیسکے حسب ونسب مال وجاہ سے نہیں ملتی) ایسی ہے کہ اُس میں صاف پانی کی نہریں بہتی ہیں الخ جنت میں تین چیزیں بیان فرمائیں اول یہ کہ اُس میں چار قسم کی نہریں بہتی ہیں (۱) صاف پانی کی ایسے دودھ کی جو کبھی نہ بگڑے (۳) مزہ دار شراب کی (۴) شہد صاف کی۔ پانی کے وصف میں غیر آسن فرمایا یعنی جسکا رنگ وبو اور مزہ نہ بدلے۔ کیونکہ پانی کے حق میں یہ باتیں عیب ہیں۔ یعنی نہایت صاف ومنطر پانی گندے سڑے ہوئے بدرنگ پانی کی نہریں نہیں جیسا کہ دنیا میں ہوتی ہیں۔ اور دودھ کا عیب یہ ہے کہ وہ سریع الاستحالہ جلد بگڑ جاتا ہے سو وہاں کا دودھ اس قسم کا نہ ہوگا۔ اور شراب میں عیب یہ ہے کہ وہ تلخ وکریہ الطعم ہوتی ہے وہاں کی شراب میں یہ بات نہ ہوگی بلکہ مزہ دار ہوگی۔ اور شہد کا عیب یہ ہے کہ میلا ہوتا ہے مکھیاں پتے کوڑا کرکٹ اُسمیں ملا ہوتا ہے وہاں کے شہد میں یہ بات نہ ہوگی بلکہ وہ مصفی ہوگا

پانی کی نہریں تو ہوا کرتی ہیں مگر دودھ اور شہد اور شراب کی نہروں کے کیا معنی ہو کیا واصل جنت میں ان چیزوں کی نہریں بہتی ہونگی ؟ ظاہر الفاظ تو یہی کہہ رہے ہیں مگر بعض محققین کہتے ہیں یہ استعارات ہیں کیسلئے کہ جنت کی کوئی چیز ایسی نہیں کہ جسکا مثل دنیا میں تلاش کرنے سے بھی دستیاب ہو سکے پھر وہاں کی نعمتیں بندوں کو سمجھائی کیونکر جاویں۔ اسلئے جن چیزوں کو وہاں کی چیزوں سے ذرا بھی مناسبت ہے اُنکے پیرایہ میں سمجھایا گیا ✤

ان چیزوں کی نہریں بہنا کمال فرحت وتنعم کی دلیل ہے کہتے ہیں کہ فلاں بادشاہ نے جشن میں شرابوں سے حوض بھر دئے تھے۔ یا مراد کثرت وافراط ہے۔ کہتے ہیں کہ فلاں ملک میں دودھ اور شہد کی نہریں بہتی ہیں یعنی بکثرت ہے واللہ اعلم ✤

قوای اربعہ عناصر اربعہ کی صورت میں جلوہ گر ہونگی انسان کی چار قوتیں جنکی نہریں اُسکے اندر بہتی ہیں بشرطیکہ اُنکو ٹھیک طور پر بہنے دے جو فطرت نے اُنکا بہاؤ کیا ہے تو عالم قدس میں اپنی اپنی مناسب چیزوں میں ظہور کرکے اُنکی نہریں بہیں گی روحانیہ نفسانیہ حسیہ شہوانیہ یا یوں کہو کہ اُسکے علوم ومعارف حقیقیہ کہ جن سے دل زندہ ہوتے ہیں پانی کی نہر ہوگی اور چونکہ ان علوم میں وہمیات وعادات معتقدات فاسدہ کے خس وخاشاک نہیں اسلئے وہ ماء غیر آسن یعنی صاف پانی ہوگا اور وہ علوم جو اخلاق وافعال سے متعلق ہیں اور اُن ناقصوں کے کارآمد ہیں جو ریاضت اور سلوک سے کاملین میں بیٹھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں دودھ کی نہریں ہونگی اور ذات وصفات باری تعالیٰ سے محبت وہ شراب کی نہریں ہونگی جن میں تجلیات صفات وشہود وجمال ذات سے عشاق کو لذات ہیں اور علاوات واردات قدسیہ پورا رق نوریہ اور لذات وجدانیہ شہد کی نہریں ہونگی اور فضول سے یہ علاوتیں اور عذابات بری ہیں اسلئے عسل مصفی ہونگے ✤

جنت میں دوسری چیز ہے کل ثمرات ہر قسم کے میوے یہاں تک جنت جسمانی کا بیان تھا اب تیسری چیز روحانی بیان کرتا ہے ومغفرۃ من ربہم خدا کی بخشش وخوشنودی یہ تو پرہیزگار اولی یمانداروں کا مقام تھا اب کفار کا مقام بیان فرماتا ہے کمن ہو خالد فی النار کیا یہ لوگ جو ہمیشہ آگ میں رہیں گے اور کھولتا ہوا پانی پلایا جاویگا جس سے انتڑیاں کٹ کٹکر گرینگی فرماتا ہے کیا یہ دونوں برابر ہیں ؟ نہیں ہرگز نہیں یہ کلمہ اگرچہ کوئی ذاہی طبیعت سلیمہ رکھتا ہو اُسکے لئے بڑا ہی موثر ہے ✤

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ ۚ حَتّٰٓى اِذَا خَرَجُوْا مِنْ عِنْدِكَ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مَاذَا قَالَ اٰنِفًا ۭ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰي قُلُوْبِهِمْ

اور انمیں سے بعض ہیں جو تیری طرف کان لگاتے ہیں یہانتک جب تیرے پاس سے جاتے ہیں تو علم والوں سے پوچھتے ہیں اب کیا کہا تھا یہ ہیں کہ جنکے دلوں پر اللہ نے مہر کردی

وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَاۗءَهُمْ ۝ وَالَّذِيْنَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَّاٰتٰىهُمْ تَقْوٰىهُمْ ۝ فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً ۚ فَقَدْ

اور اپنی خواہشوں پر چلے اور وہ جو راہ پر آئے اُنکو اور زیادہ ہدایت دی اور اُنکو پرہیزگاری عطا کی پھر کیا وہ اُس گھڑی ہی کا انتظار کرتے ہیں کہ تم پر ناگہان آجائے کیونکہ

جَاۗءَ اَشْرَاطُهَا ۚ فَاَنّٰى لَهُمْ اِذَا جَاۗءَتْهُمْ ذِكْرٰىهُمْ ۝ فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۭ

اُسکی علامتیں ظاہر ہو چکیں ہیں۔ پھر جبکہ وہ آگئے تو اُنکو کہاں سمجھنا میسر ہوگا پھر تو یقین کر کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور تو اپنے گناہوں کی اور ایماندار مردوں عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگ

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوٰىكُمْ ۝

اور اللہ کو تمہارا پھرنا اور ٹھکانا معلوم ہے

ع ۲

منہم خبر مقدم من یستمع مبتدا اتفا بالمد والقصر ومعناہ الساعۃ وانتصابہ علی الظرفیۃ اے وقتا موتنفا او حال من الضمیر فی قال قال الزجاج ہو من استانفت الشیء اذا ابتدأتہ وہو ماخوذ من الف الشیء لما تقدم منہ۔ ان تاتیہم فجئۃ بدل اشتمال من الساعۃ

❖ تفسیر ❖

لکن ہو خالدون النار میں گروہ شقیا کا ذکر ہوا تھا اب یہاں اُنکے چند اوصاف بیان فرماتا ہے جن سے اُنکا خلود فی النار ہونا ثابت ہو جائے فقال ومنہم من یستمع کہ ان اشقیاء میں سے بعض ایسے بھی ہیں کہ جو لے ممہ تیری مجلس میں حاضر ہوتے ہیں وعظ سُننے کو بیٹھتے ہیں مگر ان میں عزت وعظمت نہیں اسطرف دھیان نہیں کرتے رعونت وتکبر سے پھر باہر نکلکر اہل مجلس کے علم والوں سے پوچھتے ہیں کہ کیا فرمایا تھا ❖ یہ مدینہ میں منافقوں کا گروہ تھا۔ مجلس میں اِدھر اُدھر خیال رکھتے تھے بات دھیان دھر کر نہ سنتے تھے باہر نکلکر صحابہ سے پوچھتے تھے۔ عبداللہ ابن عباس کہتے ہیں منجملہ اُن اہل علم کے کہ جن سے وہ باہر نکلکر پوچھتے تھے ایک میں تھا اُسوقت کم سن لڑکا تھا فرماتا ہے اولئک الذین کہ یہ وہ لوگ ہیں کہ جنکے دلوں پر مہر ہے اور اپنی خواہشوں کے پیرو ہیں جو بات خواہش کے موافق ہوتی ہے اُسکو بہت جلد سُنتے اور حیران رہتے ہیں اور جو ہدایت یافتہ ہیں یعنی ایماندار اُنکو ان مجالس وعظ میں اور زیادہ ہدایت ہوتی ہے۔ انسان دنیا میں نیکی حاصل کرنے کو بھیجا گیا ہے اب تک تو اُنھوں نے کوئی ذریعہ آخرت حاصل نہیں کیا پھر کب کرینگے کیا قیامت کے منتظر ہیں کہ دفعۃ آجاوے بس قیامت کے علامات تو آگئے۔ منجملہ آثار قیامت کے آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا مبعوث ہونا ہے۔ صحیح بخاری ومسلم میں ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے میرا مبعوث ہونا اور قیامت کا آنا اس طرح سے ہیں اور دونوں اُنگلیوں کو ملا کر دکھایا بیچ کی اور کلمہ کی اُنگلی کو۔ یعنے قریب قریب اور یہی علامات قیامت ظاہر ہونے لگے فسق وفجور کا رواج محبت والفت کا اُٹھ جانا وغیرہ وغیرہ ❖ فرماتا ہے فانی لہم اذا جاءتہم ذکرٰہم کہ قیامت اگر آگئی تو پھر کہاں سمجھنے کا موقع ملیگا۔ اسلئے قیامت کے آنے سے پہلے سمجھنے اور سدھرنے کا ڈھنگ بتلاتا ہے فقال فاعلم انہ لا الہ الخ کہ اسباب کو جان کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اس میں حکمت نظریہ کی تعلیم ہے اور یہی مقدم بھی ہے اسکے بعد عملی حصہ کو درست کرتا ہے وہ یہ کہ مغفرت تک اپنے گناہوں کی اور اپنے ساتھ اور ایماندار بھائیوں مردوں کی معافی خدا سے مانگ معافی مانگنا حقیقت میں بندہ کا کمال عجز ہے جو رحم دلاتا ہے اور اُسکے ساتھ ہمدردی قومی بھی ہو کہ معافی میں اپنے بھائیوں کو بھی شریک کرتا ہے اِس اُلوالعزمی پر اور بھی رحم کا مستوجب ہوتا ہے اِسیں آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی ذکر نہیں کہ اُنکو گناہ گار ٹھیرایا جاوے اور حضرت کے گناہ بھی کیا ہیں صرف غفلات جو ہماری نیکیوں سے بڑھکر ہیں ❖

۴۷ کل سات سو بہتر کلمات ہیں ۲۰ کلمات مدنی ۱۵۲ کلمات مکی ۱۰۰ حروف ہیں ۱۰ حروف مدنی ۴۰ حروف مکی ۱۰ آیتیں ہیں ۱ آیت مدنی ۹ آیتیں مکی ۱ رکوع ہے ۱ رکوع مدنی ۱ رکوع مکی ۱ سجدہ ہے ۱ سجدہ مکی

وَيَقُولُ الَّذِينَ آمَنُوا لَوْلَا نُزِّلَتْ سُورَةٌ ۖ فَإِذَا أُنْزِلَتْ سُورَةٌ مُحْكَمَةٌ وَذُكِرَ فِيهَا الْقِتَالُ رَأَيْتَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ يَنْظُرُونَ

اور ایمان والے کہتے ہیں کہ کسلئے ایک صورت نہ نازل ہوئی پھر جب صاف صورت نازل ہوگی اور اُسمیں لڑائی کا ذکر ہوگا تو دیکھ لینا جنکے دلوں میں مرض ہے تیرطرف ایسا

إِلَيْكَ نَظَرَ الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۖ فَأَوْلَىٰ لَهُمْ ۝ طَاعَةٌ وَقَوْلٌ مَعْرُوفٌ ۚ فَإِذَا عَزَمَ الْأَمْرُ فَلَوْ صَدَقُوا اللَّهَ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ ۝ فَهَلْ عَسَيْتُمْ

تکیں گے جیسا کوئی موت کی بیہوشی میں پڑا تکا کرتا ہے پھر تباہی ہے انکی تو فرمانبرداری کرنا اور اچھی بات کہنا چاہئے پس جب کوئی بات ٹھہر جائے پس اگر اللہ سے سچے رہیں تو اُنکے لئے بہت بھلا ہو پھر تسے یہی

إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعْمَىٰ أَبْصَارَهُمْ ۝ أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ

توقع ہے کہ اگر تم ملک کے حاکم ہو جاؤ تو ملک میں فساد مچاؤ اور قرابت منقطع کردو یہی وہ کہ جنپر اللہ نے لعنت کی پھر اُنکو بہرا اور اندھا کر دیا پھر کیوں نہیں قرآن میں غور کرتے

أَمْ عَلَىٰ قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا ۝ إِنَّ الَّذِينَ ارْتَدُّوا عَلَىٰ أَدْبَارِهِمْ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَى ۙ الشَّيْطَانُ سَوَّلَ لَهُمْ وَأَمْلَىٰ لَهُمْ ۝

کیا اُنکے دلوں پر قفل پڑے ہوئے ہیں؟ بیشک وہ جو ہدایت ظاہر ہو جانیکے بعد اُلٹے پھر گئے تو یہ بات اُنکو شیطان نے بتائی اور چڑھائی ہے

لولا بمعنے ہلا۔ ربیت الذین جواب فاذا انزلت اوسکے مبتدا ولہم الخبر اولی افعل من الولی وہو القرب ای اقرب لکم ما تکرہون وقال الجرجانی ہو ماخوذ من الویل لسے فویل لہم طاعۃ الخبر مبتدا محذوف ای امرہم فاذا عزم الامر عال النظر ف محذوف وقیل فلو صدقوا اللہ لکان خیرا لہم خبر عسی وان تولیتم معترض بینہما الشیطان مبتدا وسول خبر واجملہ خبر ان واسلے معطوف علے الخبر

تفسیر

سعید اور شقی کا فرق آیات علمیہ کی نسبت بتا کر کہ نیکوں کو زیادہ ہدایت ہوتی ہے اور شقی اپنی ہوا و ہوس میں مستغرق ہوتا ہے خیال کر کے نہیں سنتا یا ہر جا کر لوگوں سے پوچھتا ہے۔ اب آیات عملیہ کی نسبت دونوں گروہوں کا فرق بیان کرتا ہے فقال ویقول الذین آمنوا کہ نیک گروہ یعنی ایماندار تو اسبات کی آرزو کرتے ہیں کہ ہمارے لئے کوئی حکم دیا جائے یعنی جہاد کرنا جو سب سے بہتر سخت کام ہے تو ہم سعادت سمجھکر اُسکو بجالاویں اور جب کوئی ایسی سورہ نازل ہو جاوے کہ جس میں جہاد کا حکم ہو جنکے دلوں میں کفر و نفاق کا مرض ہے اُنکے تو ہوش اُڑ جاتے ہیں اور لے محمد تیرطرف ایسے بھیانک ہو کر دیکھتے ہیں کہ جیسا کوئی موت کیوقت دیکھا کرتا ہے۔ فرماتا ہے یہ انکی بدنصیبی ہے انکو فرماں برداری کرنی چاہئے اور نیک بات کہنی چاہئے اور جب کوئی بات جنگ کی بابت قرار پا جائے تو الدہ سے سچا ہونا چاہئے۔ جو اُس سے وعدہ کیا تہا اُسکو پورا کرنا چاہئے (سورۃ محکمۃ۔ غیر منسوخۃ۔ والمراد صریحۃ البیان نے اھ البیہاں)۔

اس امر میں منافق ایک یہ بھی عذر کیا کرتے تھے کہ ہم عرب سے کیونکر لڑیں ہماری اُن سے قرابت ہے اور قطع رحم کرنا اور اِدہر اُدہر کر فساد مچانا کوئی اچھی بات نہیں ہے اِسلئے ہم جہاد سے عذر کرتے ہیں اِسکے رد میں فرماتا ہے فہل عسیتم الخ اگر تم مالک ہو جاؤ اور ملک میں تمکو حکومت ہو جاوے تو دیکھو پھر کسقدر فساد کرتے اور قطع رحم کرتے ہو۔ تولیتم کے دو معنی ہیں ایک یہ کہ اُسکو ولایت سے ماخوذ قرار دیا جاوے یعنے تم والی اور مالک ہو جاؤ اور دوسرے یہ کہ اُس کو تولی بمعنے فرار سے ماخوذ مانا جاوے تب اُسکے یہ معنے ہونگے کہ اگر تم جہاد سے پھر جاؤ گے اور تم پر اپنا کوئی حاکم نہ بیگانہ مخالفوں کے شر سے کوئی امن کیصورت نہ ہوگی تو ایسی ظلمت کے زمانہ میں ادنی ادنی بات پر خود سر ہو کر لڑو گے اور فساد مچاؤ گے رحم اور قرابت کا کچھ لحاظ نہ کرو گے جیسا کہ جاہلیت کے زمانہ میں عرب کی عادت تھی ذرا ذرا باتوں پر تلوار چلکر ہزاروں خون ہو گئے ہیں۔ حقیقت میں جہاد و قتال نہونے سے مسلمانوں میں سردار کا وجود جاتا رہا پھر ہزاروں مصائب اور آفات میں مبتلا ہو گئے۔ فرماتا ہے یہ وہ لوگ ہیں کہ جنپر اللہ نے لعنت کر دی ہے جس لئے یہ بہرے ہو گئے فوائد جہاد نہیں سنتے اور اندھے بھی ہیں خود بھی اُسکے فوائد نہیں دیکھتے کاش قرآن میں غور کر کے مصالح جہاد کو سوچتے اُن کے دلوں پر مُہر اور قفل ہیں یہ توفیق کہاں؟ ہدایت ظاہر ہونے پر جو منہ پھیرتے ہیں اُنکو شیطان نے یہ حیلہ بازی سکھائی کہ جہاد میں یہ خرابی ہے اور اُسی نے اُن کو اُمید دلائی ہے کہ مدتوں جیوگے ابھی کیوں لڑ کر مرتے ہو۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ كَرِهُوْا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ سَنُطِيْعُكُمْ فِيْ بَعْضِ الْاَمْرِ ۚ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِسْرَارَهُمْ ۝ فَكَيْفَ اِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ

یہ اسلئے کہ انھوں نے اُنسے کہ جنھوں نے بُرا جانا اُسکے نازل کئے ہوئے کو کہ ہم بعض بات میں تمہارا کہنا مانیں گے اور اللہ جانتا ہے اُنکی رازداری پھر جب کیا ہوگا کہ فرشتے اُنکی جان نکالیں گے ہنکے منہ

وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اتَّبَعُوْا مَآ اَسْخَطَ اللّٰهَ وَكَرِهُوْا رِضْوَانَهٗ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ۝ اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ع ۳

اور پیٹھ پر مارتے ہوئے یہ اسلئے کہ یہ چلے اُسپر کہ جس سے اللہ ناراض ہوا اور ناپسند کی اُسکی رضامندی کو پس اُنکے عمل کارت کردئے کیا وہ لوگ کہ جنکے دلوں میں مرض ہے

اَنْ لَّنْ يُّخْرِجَ اللّٰهُ اَضْغَانَهُمْ ۝ وَلَوْ نَشَآءُ لَاَرَيْنٰكَهُمْ فَلَعَرَفْتَهُمْ بِسِيْمٰهُمْ ۭ وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِيْ لَحْنِ الْقَوْلِ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اَعْمَالَكُمْ ۝ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى

یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ اللہ اُنکی دشمنی ظاہر نہ کریگا۔ اور اگر ہم چاہتے تو تجھے اُنکو دکھا تے پھر تو اُنکو اُنکے چہرے سے پہچان لیتا۔ اور تو اُنکو طرزِ کلام سے بھی پہچان لیگا اور اللہ تمہارے اعمال جانتا ہے اور ہم تمکو ضرور آزمائیں گے

نَعْلَمَ الْمُجٰهِدِيْنَ مِنْكُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ ۙ وَنَبْلُوَا۟ اَخْبَارَكُمْ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَشَاۗقُّوا الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ

یہانتک کہ معلوم کریں تم میں سے جہاد کرنے والے اور صبر کرنے والے اور معلوم کریں تمہاری خبر۔ بیشک جو کافر ہوئے اور اللہ کے رستہ سے روکا اور رسول سے مخالفت ہوئے بعد اُسکے کہ اُنکو

لَهُمُ الْهُدٰى ۙ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـــًٔا ۭ وَسَيُحْبِطُ اَعْمَالَهُمْ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ ۝

ہدایت ظاہر ہوگئی وہ اللہ کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکینگے اور وہ اُنکے اعمال برباد کردیگا اے ایمان والو اللہ اور رسول کی فرماں برداری کرو اور اپنے عمل ضایع نہ کرو

یہ تتمہ ہے کلام سابق کا۔ کہ یہ منافق جو ہدایت آنیکے بعد اُلٹے پھر گئے اِس کا یہ سبب ہے کہ اُنھوں نے وحی یعنے قرآن کے دشمنوں سے وعدہ کرلیا تھا کہ ہم تمہاری کچھ باتیں مانیں گے اور یہ بات مخفی کہی تھی لیکن اللہ کو اُنکی رازداری معلوم ہے۔ اسرارہم بکسر ہمزہ پڑہیں گے تو مصدر ہوگا یا اہل کوفہ کی قرءۃ ہے اور بفتح ہمزہ پڑہیں گے جیسا کہ جمہور کی قرءۃ ہے تو یہ سر کی جمع ہوگا جس کے معنی ہیں بہت راز بہت بھید ✤

قرآن کے دشمن کون تھے کہ جن سے منافقوں نے وعدہ کیا تھا؟ بعض مفسرین کہتے ہیں وہ قرآن کے دشمن عرب کے مشرک کفار تھے مدینہ کے منافقوں نے مخفی طور پر اِن سے یارانہ قائم رکھنے کے لئے کہلا بھیجا تھا کہ ہم محمد پر بظاہر ایمان تو لائے ہیں مگر بعض باتوں میں تمہارا کہنا مانیں گے۔ و بعض کیا بات تھی وہ یہ کہ دل سے ہم بھی محمد کو نبی نہیں جانتے اور یہ کہ اگر تمہارا غلبہ ہوا تو ہم تمہارے ساتھ ہو جاویں گے۔ مگر اس آیت کی ایک اور آیت میں پوری شرح ہے وہ آیت یہ ہے الم تر الی الذین نافقوا یقولون لاخوانہم الذین کفروا من اہل الکتاب لئن اخرجتم لنخرجن معکم ولا نطیع فیکم احدا ابدا وان قوتلتم لننصرنکم کہ منافق لوگ اپنے اہل کتاب کافر بھائیوں سے کہتے ہیں کہ اگر تم نکالے گئے تو ہم بھی ساتھ نکلیں گے اور اسبات میں کسیکا کہنا نہ مانیں گے اور جو تمسے لڑائی ہوگی تو ہم تمہاری مدد کرینگے پس کہنے والے منافق تھے اور قرآن کے دشمن مدینہ کے اُس پاس والے یہود تھے اور وہ بات یہ تھی کہ ہم پر دہ ہم تمہارے یار و مددگار ہیں اِس جرم میں یہ بھی راندۂ دربار الٰہی ہوئے اِسلئے اِنکے خاتمہ کے حال سے خبر دیتا ہے فکیف اذا توفتہم الملٰئکۃ الخ کہ اُس وقت کیا حال ہوگا جبکہ ملائکہ اُنکی روح نکالیں گے اور اُسوقت اُنکے منہ اور پیٹھوں پر کوڑے مارتے ہونگے۔ یہ اسلئے کہ اُنھوں نے اللہ کی ناپسند باتوں کا اتباع کیا اور اُسکی رضامندی کی پروا نہ کی اِسلئے اُنکے اعمال حبط ہوگئے۔ منافقین اپنے حال کو بھی مسلمانوں سے بہت مخفی رکھتے تھے کہ سوا اُنکے اور ہمارے اندرونی خباثت نہ معلوم ہو جائے تاکہ مسلمان ہمیں ضرر نہ پہنچائیں اسبات کی بابت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ام حسب الخ اُنکی باطنی دشمنی مخفی نہ رہے گی اگر ہم چاہیں تو اُنکو معین کرکے بتادیں اور اُنکی طرز گفتار سے بھی اے محمد آپ پہچان لیں گے اور آزمائش ڈالیں گے اِسمیں خوب اچھے بروں کا امتیاز ہو جائے گا۔ یہ خدا کا اور اُسکے رسول کا کوئی ضرر نہیں دیسکیں گے اِسکے بعد مسلمانوں کو فرماتا ہے کہ زنہار تم اُنکے کہنے میں نہ آنا اللہ اور اُسکے رسول کی فرماں برداری کرنا۔ خلاف کرنے میں عمل حبط ہو جاویں گے ✤

لہ مفسر اِس آیت سے یہ بات نکالتے ہیں کہ گناہ کبیرہ سے اعمال حبط ہو جاتے ہیں۔ کسی نے عمر بھر نماز روزہ کیا اور ایکبار ایک پیالہ شراب کی پی لی تو گویا اُسنے کبھی روزہ نماز کیا ہی نہ تھا۔ اہل سنت کے نزدیک یہ بات نہیں ہاں کفر و شرک سے اعمال باطل ہو جاتے ہیں باقی رہی یہ بات کہ وہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں رہنے کا مستحق ہوگیا اعمال صالحہ کا کوئی فائدہ نہ اُٹھایا۔ امام ابوحنیفہ اس آیت سے یہ بات ثابت کرتے ہیں کہ نفل شروع کرنیکے بعد واجب ہو جاتے ہیں یعنی اُسکا تمام کرنا ضروری ہو جاتا ہے ورنہ عمل کا باطل کرنا لازم آتا ہے۔ اور ائمہ کا یہ قول نہیں ✤ ۱۲ منہ

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ مَاتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ ﴿٣٤﴾ فَلَا تَهِنُوا وَتَدْعُوا إِلَى السَّلْمِ وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ وَاللَّهُ

بیشک وہ جو کافر ہوئے اور لوگوں کو اللہ کے رستے سے روکتے رہے پھر وہ کافر ہی مرگئے تو انکو ہرگز اللہ نہ بخشیگا۔ پھر تم بودے بنکر صلح نہ پکارو اور حالانکہ تم ہی غالب ہو اور اللہ

مَعَكُمْ وَلَنْ يَتِرَكُمْ أَعْمَالَكُمْ ﴿٣٥﴾ إِنَّمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَلَهْوٌ وَإِنْ تُؤْمِنُوا وَتَتَّقُوا يُؤْتِكُمْ أُجُورَكُمْ وَلَا يَسْأَلْكُمْ أَمْوَالَكُمْ ﴿٣٦﴾ إِنْ

تمکو ساتھ ہے وہ ہرگز تمہاری کوششیں ٹھکانے نہ کریگا۔ دنیا کی زندگانی جو ہے تو کھیل کود ہے اور اگر تم ایمان لاؤ اور پرہیزگاری کرو تو وہ تمہاری اجرتیں تمکو دیگا اور تمسے تمہارے مال طلب کریگا کیونکہ

يَسْأَلْكُمُوهَا فَيُحْفِكُمْ تَبْخَلُوا وَيُخْرِجْ أَضْغَانَكُمْ ﴿٣٧﴾ هَا أَنْتُمْ هَؤُلَاءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَمِنْكُمْ مَنْ يَبْخَلُ وَمَنْ يَبْخَلْ

اگر وہ تمسے مال مانگے پھر تمکو کنگال کرنے لگے تو تم بخل کرو اور اسسے تمہاری دلی کدورت ظاہر ہو جائے۔ دیکھو تم وہ ہو کہ تمکو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کو بلایا جاتا ہے۔ پھر تم میں سے بعض ہیں جو بخل کرتے ہیں۔ اور جو کوئی بخل

فَإِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَفْسِهِ وَاللَّهُ الْغَنِيُّ وَأَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ وَإِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُونُوا أَمْثَالَكُمْ ﴿٣٨﴾

کرتا ہے تو اپنے نفس کے تئیں ہے اور اللہ غنی ہے اور تم فقیر ہو اور اگر تم پھر ہو گے تو وہ تمہاری جگہ اور دوسری لوگ پیدا کریگا وہ تمہاری طرح کے نہ ہونگے

الاحفار الاستقصاء فی الکلام و منہ احفاء الشارب اے استیصالہ تبخلوا جواب الشرط وان تتولوا معطوف علی قولہ ان تو منوا اعلون اصلہ علیون لانہ جمع علی فعلین کنت لیا، والواو کانت ساکنۃ فالتقی الساکنان فسقطت الیاء وبقی اعلون۔ کبیہ

تفسیر

اعمال حبط ہونے کا ذکر آیا تھا جس سے یہ خیال پیدا ہوتا تھا کہ پھر مغفرت کی کوئی صورت نہیں کوئی گناہ ہو اعمال نیک برباد گئے بخشش بھی گئی اسلئے اس مسئلہ کا تصفیہ کر دیا فقال ان الذین کفروا الخ کہ بخشش نہونیکی صرف یہی صورت ہے کہ کفر و بدکاری کرے اور پھر کفر ہی کی حالت میں مر جاوے تب پھر تو انکی بخشش نہو گی اعمال برباد ہونے پر اسکا فضل باقی رہتا ہے ✤

کفر و اسلام کا انجام بتلا کر مسلمانوں کو انکے مقابلہ میں آن مادہ کرتا ہے فقال فلا تہنوا الخ کہ تم بودے نہ بنو اور دبکر صلح نکرو حالانکہ تم ہی غالب ہو اللہ تمہارے ساتھ ہے تمہارے اعمال تمہاری کوششیں برباد نہ کریگا۔ ہاں بات میں صاف حکم یہ ہے کہ کفار سے دبکر صلح کی درخواست نکرنی چاہئے ہاں ان جنحوا للسلم فاجنح لہا اگر وہ صلح جھککر کریں تو کرو ورنہ اللہ پر بھروسہ رکھو اور جنگ کرنے میں کوشش کرو یا فتح پاؤ گے سو علیین مراد ہے یا مارے جاؤ گے تو شہید ہو گے دنیا میں کیا رکھا ہے جس پر غش ہوا تما الحیوۃ الدنیا لہو و لعب دنیا کی زندگی کھیل کود ہے بیکار و ناپائدار پھر اس حیات چند روزہ میں ان تو منوا و تتقوا ایمان لاؤ پرہیزگاری کرو یہی توشہ ہے اسکو ساتھ لیچلو یہ تمکو اجور کم اور آخرت میں تمہارے بدلے تمکو دئے جاوینگے اور اس میں کچھ خرچ نہیں ہوتا چلئے کوئی ڈرے اونکی سے دور بھاگے و لا یسئلکم اموالکم کے یہی معنے ہیں ان یسئلکموہا اگر وہ تمسے مانگے تو یحفکم تو پھر سب کا سب تو تم بخل کرو اور تمہاری بخیلی ظاہر ہو جاوے ✤

مطلب یہ کہ دین میں مال کا ایسا خرچ نہیں کہ سب دیدیا جائے اگر مال پر کچھ ہے بھی تو بہت کم چالیسواں حصہ زکوۃ میں دینا پڑتا ہے۔ اگر خدا سب مانگے اور امتحان کرے تو مال کیوجہ سے تم اسلام سے نفرت کرنے لگو۔ ان جملوں میں منافقوں پر تعریض ہے جو جہاد میں دینا بار سمجھتے تھے اسکے بعد صاف صاف طور پر بیان فرماتا ہے ہاانتم ہؤلاء تدعون الخ کہ دیکھو تمکو اللہ کی راہ میں صرف کرنے کے لئے بلایا جاتا ہے جہاد میں جس سے سرکشوں اور بدی کا کانٹا و درخت دنیا سے کاٹنا منظور ہے پر بعض تم میں سے بخل کرتے ہیں یعنی منافقین۔ اور جو کوئی بخل کرتا ہے اپنے لئے کرتا ہے کہ جو کچھ یہاں دوگے وہاں پاؤ گے اور جو نہ دوگے اس سے اپنے آپکو محروم کرو گے۔ اور اللہ کو کچھ حاجت نہیں اسمیں تمہارا ہی نفع ہے۔ حاجتمند تو تم ہو اور اگر تم نہ مانو گے تو تمکو ہٹا کر تمہاری جگہ ایک اور قوم اسلام میں داخل کرے گا جو نیک ہونگے تم جیسے نہونگے۔ ترمذی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی تو لوگوں نے پوچھا یا حضرت وہ کون ہیں جو ہماری جگہ آویں گے حضرت سلمان فارسی کے کندھوں پر ہاتھ مار کر فرمایا یہ اور اسکی قوم لو اگر دین ثریا کے پاس ہوتا تو اہل فارس میں سے ایک شخص اسکو وہیں سے حاصل کرتا۔ بعض کہتے ہیں اس قوم سے مراد انصار ہیں بعض کہتے ہیں فارس و روم بعض کہتے ہیں اہل یمن۔ مجاہد کا قول بہت ٹھیک ہے وہ کہتے ہیں جسکو چاہے اسلام کا حامی اور انصار کرے چنانچہ ایسا ہوا عرب کے بعد ترک کھڑے ہو دئے ✤

سورۃ فتح مدینہ میں نازل ہوئی ۲۹ رکوع ۱۰ آیات اور چار رکوع ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ۙ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۙ وَّيَنْصُرَكَ اللّٰهُ نَصْرًا

ہنے حکم لگا دیا ہے تیرے لئے فتح عالی کا تاکہ اللہ تیرے اگلے اور پچھلے گناہ معاف کرے اور اپنی نعمت تجھ پر تمام کرے اور تجھے سیدھا رستہ بتائے اور اللہ تجھے زبردست

عَزِيْزًا ۝ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ فِيْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ لِيَزْدَادُوْٓا اِيْمَانًا مَّعَ اِيْمَانِهِمْ ۭ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝

فتح دے وہی تو ہے کہ جنے ایمانداروں کے دلوں میں اطمینان اُتارا تاکہ اگلا ایمان اور زیادہ ہو جائے اللہ آسمان اور زمین کے لشکر سب اسکے ہیں اور اللہ خبردار حکمت والا ہے

لیغفر اختلفت الاقوال فی اللام۔ قال ابو العباس المبرد ہی لام کے معنا یا انا فتحنا لک فتحا مبینا لکے یجتمع لک مع المغفرۃ تمام النعمۃ فی الفتح

تفسیر

ابن جریر اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ ہجرت کے چھٹے سال نبی صلے اللہ علیہ وسلم عمرہ کرنے کو چلے اور مشرکوں نے بمقام حدیبیہ آپکو روکدیا اور سہابت پر فیصلہ ٹھیرا کہ اگلے سال آپ عمرہ کریں اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہیں اپنی قربانی ذبح کردی اس سے صحابہ کی ایک جماعت کو ذبح تھا جن میں عمر بن الخطاب رضؓ بھی تھے پھر جب قربانی کر کے مدینہ کو واپس چلے تب یہ سورۃ مدینہ میں نازل ہوئی جس میں ان شکستہ دل مسلمانوں کو مژدہ ہے کہ یہ صلح تمہارے لئے فتح وظفر ہے چنانچہ بخاری نے براء رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ لے لوگو تم مکہ فتح ہو جانے کو فتح سمجھتے ہو وہ فتح تو ہوئی۔ ہم تو یوم حدیبیہ میں بیعت الرضوان[1] کو فتح سمجھتے ہیں ہم چودہ سو آدمی حضرت کے ساتھ تھے اور حدیبیہ چوا ایک کنواں ہے اسمیں جسقدر تھوڑا سا پانی تھا سب کھینچ لیا ایک قطرہ بھی باقی نہ رہا آں حضرت نے یہ قصہ پانی مانگا وضو کر کے کلی اس میں ڈالدی پھر اس میں اسقدر پانی ہو گیا کہ سب آدمیوں اور اونٹوں نے سیر ہو کر پیا ✤

اور بھی صحیحین و سنن ابی داؤد و جامع ترمذی وغیرہ کتابوں میں روایات صحیحہ ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ سورہ صلح حدیبیہ کے بعد نازل ہوئی ہے اگلی سورۃ میں فرمایا تھا ومن یبخل فانما یبخل عن نفسہ کہ تم جہاد میں خرچ کرنے سے کسلئے بخل کرتے ہو جسنے تمہارے لئے ایک فتح مقرر کر دی جس میں اپنے خرچ کئے سے دوگنا بلکہ دہ گنا پالوگے۔ اسلئے فرماتا ہے انا فتحنا لک فتحا مبینا کہ اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم جسنے تیرے لئے فتح ظاہر کا حکم لگا دیا۔ فتح مبین میں علماء کے چند اقوال ہیں بعض کہتے ہیں فتح مکہ گو اسوقت تک نہوئی تھی مگر یقینی چیز کو بلفظ ماضی تعبیر کرنا قرآن کا محاورہ ہے۔ بعض کہتے ہیں فتح روم وغیرہ جو اہل اسلام کو یکے بعد دیگر اس سورہ کے بعد سے ہونی شروع ہوئیں خیبر فتح ہوا اور علاقے عرب کے زیر حکومت ہوئے یمن میں تسلط ہوا خراج بھی آئے۔ بعض کہتے ہیں براہین و حجج اسلامیہ بعض کہتے ہیں صلح حدیبیہ جو مقدمہ ہے جمیع فتوحات کا ✤

یہ اقوال باہم متعارض نہیں ہر ایک درست ہے۔ اسمیں کوئی شبہ نہیں کہ صلح حدیبیہ سے مسلمانوں کو ایک بڑا فتح تھا کہ کفار قریش نے مکہ کے قریب سے مسلمانوں کو اور حضرت کو کہ میں آئے ندیا اور اگلے سال پر ٹال دیا گویا مسلمان دب گئے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسجگہ فروتنی کو اختیار کیا جنگ و جدال کرنا مناسب نہ جانا اُسکے صلہ میں اللہ تعالے نے فتوحات کے دروازہ حضرت پر اور حضرت کے پیروؤں پر کھولدئے تھوڑے دن نگزرے تھے کہ خیبر فتح ہوا ✤

---

[1] بیعت رضوان کا قصہ آگے آتا ہے حدیبیہ کہ کے قریب ایک کنواں تھا بعض نے اسکو حل میں بعض نے حرم میں شمار کیا ہے اب ایک قریہ ہے کہ سے ایک مرحلہ پر اس جگہ آں حضرت نے ڈیرہ کیا کہ تمام لوگوں نے آنے نمایاں ہوئی اور دیگر باتیں کہ جنکا اس سورہ میں ذکر آتا ہے یہیں واقع ہوئی ہیں ✤

[2] ماتقدم ذنبک اس وقت سے پہلے اور اس سے پہلے گناہ یا نبوت کے قبل مابعد کے گناہ مراد ہیں جیسا کہ ابن جریر اور صفیان ثوری وجاہد کہتے ہیں۔ عطا کہتے ہیں ماتقدم سے مراد آدم و حوا کے گناہ اور ماتاخر سے اُمت کے گناہ مراد ہیں۔ اس تقدیر پر جو حضرت کیطرف حقیقۃً گناہ منسوب نہیں پچھلے گناہ وہ تک فہوم ہی میں نہیں آسکے بخشنے کے یا تو یہ معنی ہیں کہ وعدہ ہے اگر صادر ہوں گے تو معاف کر دئے جائیں گے یا گناہوں کی فوریت ہی نہ ہوگی توفیق الٰہی شریک رہے گی ۱۲ منہ ✤

جس سے مدینہ کے مسلمانوں کا فقر و فاقہ ٹوٹ گیا اِسکے بعد مکہ فتح ہوا اور بہت سی فتوحات ظاہر ہوتے گئے جنکی مفصل کیفیت کتب تواریخ میں موجود ہے اور اسلام کو جو یوماً فیوماً غلبہ ہوتا گیا۔ یہ دلیل ہے اسبات کی کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اسلام پسندیدہ اور آنحضرت برگزیدۂ باگاہ ہیں کیونکہ جھوٹے ہوتے تو بموجب بشارت توریت سفر استثنا کے فروغ نہ پاتے۔ اسبات کو ان آیات میں ظاہر فرماتا ہے لیغفر لک ماتقدم من ذنبک وما تاخر ویتم نعمتہ علیک ویہدیک صراطا مستقیما وینصرک اللہ نصرا عزیزا گو فتح سبب مغفرت نہیں مگر دلیل مغفرت ہے یہاں خدا تعالےٰ نے چار باتیں فرمائیں (۱) یہ کہ تیرے اگلے پچھلے تمام گناہ معاف کرتے یہ مسلم ہے کہ حضرت سے عمر بھر کوئی گناہ نہیں کیا نہ چھوٹا نہ بڑا مگر پھر بھی بشر تھے وہ خواص بشریہ جو کبھی کبھی ملکیت پر غالب آکر قدرے غفلات و جذبات پیدا کر دیتے تھے آں حضرت کے گناہ ہیں جن سے کوئی آدمی زاد پاک نہیں انکے واسطے مغفرت کا وعدہ حضرت کی کوشش کے بدلہ میں اسبات کا اعلان ہے کہ آپ شافع روز محشر ہیں اور نبی معصوم۔ بعض انصاری نے معمولی گناہ سمجھکر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر گناہگاری کا الزام قائم کر دیا اور اُسپر طرح طرح کے برے نتائج پیدا کرلئے +

(۲) یہ کہ اپنی نعمت آپکو پوری پوری عطا کرے۔ کیونکہ نبوت کی نعمت تو آپ کو عطا ہوئی تھی مگر بغیر شوکت اسلام و شیوع دین پاک کے یہ نعمت پوری نہوئی تھی سو پوری ہوگئی +

(۳) ویہدیک صراطا مستقیما اور تجھکو سیدھا رستہ چلاوے کس لئے کہ سیدھے رستہ پر چلنے میں جو لوگ حارج و مانع تھے جب اُنپر آپ کو فتح نصیب ہوئی تو اب صراط مستقیم صاف ہوگیا۔ اور یہ بھی معنے ہوسکتے ہیں کہ لوگوں کو بتلاوے کہ تو سیدھے رستہ پر ہے کسلئے کہ اگر یہ دین منشا الٰہی کے موافق نہوتا تو دنیا میں استقدر جلد رواج نہ پاتا +

(۴) یہ کہ اللہ تجھے دشمنوں پر زبردست فتح دیگا نصرا عزیزا قال الزمخشری معناہ نصرا ذا عز کقولہ فی عیشۃ راضیۃ ای ذات رضا اس کے بعد فتح و مدد کا سبب بیان فرماتا ہے کہ وہ کس طرح سے ہوگی نقال وہو الذی انزل السکینۃ فی قلوب المومنین لیزدادوا ایمانا مع ایمانہم کہ اُس نے مسلمانوں کے دلوں میں اطمینان و قرار نازل کیا جس سے انکا اور بھی ایمان قوی ہوگیا حقیقت میں فتح و شکست کا باعث دلکی ثبات قدمی اور بے ثباتی پر ہوتا ہے بہت سے لشکر جنکے دل ہل جاتے ہیں تھوڑے سے آدمیوں سے جو قوی دل اور ثابت قدم ہوتے ہیں شکست کھایا کرتے ہیں قلت و کثرت سامان و اسلحہ حرب و ضرب بالائی باتیں ہیں۔ اللہ پاک نے اِس ارشاد کے بموجب صحابہ کے دل میں وہ قوت و ثبات پیدا کر دیا تھا کہ قیصر و کسریٰ کی عظیم الشان سلطنتیں تھوڑے سے زلزلہ میں آکھیڑ کر پھینک دیں اور چھوٹے موٹوں کا کیا ذکر ہے۔ اور یہ کیوں کیا۔ ولِلّٰہ جنود السمٰوٰت والارض اللہ کی فوجیں آسمان میں بھی ہیں اور زمین میں بھی اگر وہ چاہتا تو آسمانی لشکر یعنی ملائکہ سے ان قدیمی گمراہوں سرکشوں متکبروں کو پامال کرا دیتا مگر اُسنے زمین کے لشکر سے کام لیا صحابہ کے دلیں قوۃ و اطمینان دیکر اُنکو زمین میں خدائی لشکر کر دیا پھر خدا کے لشکر سے کون مقابلہ کر سکتا تھا؟ اور زمینی لشکر سے کیوں کام لیا وکان اللہ علیما حکیما اللہ علم والا ہے ہر ایک بات جانتا ہے اور حکمت والا بھی ہے اُسکی حکمت بھی اُسیکو معلوم ہے منجملہ اُسکے ایک یہ ہے کہ انہیں اُن نیک بندوں کا بھی امتحان مقصود تھا کہ دیکھیں کیسے ثابت قدم رہتے ہیں ف صحابہ کو حدیبیہ کے واقعہ سے پہلے بھی حضرت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمانیسے اسبات پر ایمان تھا کہ ایکروز اسلام غالب ہوگا مگر اس واقعہ کے بعد جبکہ اُنکے دل میں اطمینان و ثابت قدمی نازل کی اور بھی یقین کامل ہوگیا +

لہ علمائے اس آیت سے استدلال کرکے یہ کہتے ہیں کہ ایمان کم زیادہ ہوتا ہے گو محققین جنمیں حضرت امام ابوحنیفہ بھی ہیں یہ کہتے ہیں کہ ایمان ایک تصدیق قلبی ہے وہ کیفیت زیادہ کم نہیں ہوتی پر آیات احادیث ہر جزیا و ہر نیا علم الیقین و عین الیقین مراد ہے یا عقیدا سکے کہ جو پہلے دلائل سے یقینی ہوا تھا پھر تیسری نازل ہوئی۔ سپر ہی ہوا چنانچہ ان چیزوں پر بسط سے تفسیر عزیزی سورہ ہل اتی میں بعض آثار بھی نقل کئے ہیں ۱۲ منہ

لِيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَيُكَفِّرَ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ ۚ وَكَانَ ذَٰلِكَ عِنْدَ اللَّهِ فَوْزًا عَظِيمًا ۝

تاکہ (ان باتوں سے) مومن مردوں اور مومن عورتوں کو (جن کے دلوں میں یہ باتیں نہیں) باغوں میں داخل کرے کہ (بہشت کے) نیچے نہریں بہتی ہوں (انہیں ہمیشہ رہنے کو اور) ان کی برائیاں (جو کبھی کبھی ہو جاتی ہیں) انکے نامۂ اعمال سے دور کر دے اور اللہ کے نزدیک یہ بڑی کامیابی ہے

وَيُعَذِّبَ الْمُنَافِقِينَ وَالْمُنَافِقَاتِ وَالْمُشْرِكِينَ وَالْمُشْرِكَاتِ الظَّانِّينَ بِاللَّهِ ظَنَّ السَّوْءِ ۚ عَلَيْهِمْ دَائِرَةُ السَّوْءِ وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ

اور منافق مردوں اور منافق عورتوں اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو جو اللہ سے بدگمانی کرتے ہیں۔ انہیں پر بری گردش ہے اور ان پر اللہ غصہ ہوا اور انپر لعنت کی

وَأَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ ۖ وَسَاءَتْ مَصِيرًا ۝ وَلِلَّهِ جُنُودُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ۝

اور انکے لئے جہنم تیار کی ہے اور وہ بری جگہ ہے اور اللہ ہی کے لشکر ہیں آسمانوں اور زمین کے اور اللہ زبردست حکمت والا ہے

لیدخل متعلقہ بقولہ انا فتحنا وقیل متعلقہ بنصرک وقیل بمحذوف دل علیہ سیقول المخلفون مثلا وقیل متعلقہ بجنود السموٰت والارض خالدین حال من المومنین ویکفر معطوف علے یدخل ویعذب ایضا معطوف علیہ وغضب ولعن واعد عطف علی احد مع ان الواو فی الاخیرین منع من ظہور اثر لیدل علے استقلال الکل فی الوعید

تفسیر

پہلے فرمایا تھا وکان اللہ علیما حکیما۔ اب زمینی لشکر سے اسلام کو فتحیاب کرنیکی حکمت بتلاتا ہے۔ فقال لیدخل تاکہ ان جان نثار ایماندار مردوں کو جنت میں داخل کرے اور انکے ساری جیلہ کو انکے گناہوں کا کفارہ کر دے جو اللہ کے نزدیک بڑی بہتری اور انسان کی کامیابی ہے۔ اس سے زیادہ انسان کے لئے اور کیا مراد و تمنا ہو سکتی ہے کہ اسکے گناہوں پر مواخذہ نہو اور وہ ہمیشہ بہشت میں رہا کرے ✣

گرچہ اور معاملات میں اللہ تعالےٰ نے مردوں ہی کیطرف خطاب کیا ہے اور عورتیں تبعًا شامل ہیں مگر یہاں جہاد کے صلے میں انعام مذکور ہوئے ہیں اور عورتیں جہاد میں شریک ہو نہیں سکتیں جس سے گمان ہو سکتا کہ عورتوں کو یہ انعام نہ ملے گا مگر ایسی جوانمردی کی عورتیں بھی ان معاملات میں دلسے شریک ہوتی ہیں جب مرد باہر جہاد میں جاتے ہیں پیچھے انتظام خانہ داری کرتی ہیں اور چلتے وقت سامان مہیا کرتی ہیں اسلئے اُس کریم نے اُن کی تصریح بھی کر دی۔ مومنین کے بعد مومنات کا لفظ بھی بڑھا دیا۔ اسیطرح گمراہوں کی عورتیں اُن کے شریک حال ہوتی ہیں اُنکا بھی عذاب میں نام لیا گیا۔ فقال و یعذب المنافقین والمنافقات الخ اور جہاد کے حکم میں یہ بھی مصلحت ہے کہ اللہ تعالیٰ اس معاملہ میں حجت تمام کر کے منافق مردوں اور عورتوں اور مشرک مردوں اور عورتوں کو عذاب کرے۔ دنیا میں بھی قتل کئے جائیں اسیر ہوں گرفتار ہوتے جاویں اور آخرت میں جہنم میں جلیں۔ اسمقام پر منافقوں اور مشرکوں کا ایک عیب بیان کیا جو نفاق و شرک کے علاوہ ہے اور وہ یہ کہ الظانین باللہ اللہ سے بدگمانی کرتے ہیں (کہ رسول سے جو اللہ نے دین کے غلبہ کا وعدہ کیا ہے باوجود بے سر و سامانی کے کیونکر پیغمبر کی جماعت غلبہ پاویگی یہ محض جھوٹے وعدہ ہیں) اسکے جواب میں فرماتا ہے (۱) علیہم دائرۃ السوء دائرہ مصدر ہے اسم فاعل کے وزن پر یا اسم فاعل ہے وارید ورسے دائرہ خط محیط کو کہتے ہیں پھر اسکا استعمال حادثہ میں ہونے لگا جو پھر پڑتا ہے اُسکا احاطہ کر لیتا ہے۔ سوء بضم یعنی عذاب و ہزیمت و شر و بالفتح یعنے برائی اسلئے دونوں قرأت ہیں یعنی انہیں پر حادثہ پڑے گا نہ مسلمانوں پر جیسا کہ وہ گمان کرتے ہیں (۲) اُن پر اللہ کا غضب ہے (۳) اسکی لعنت (۴) انکے لئے جہنم تیار کر رکھی ہے اور وہ اس گمان میں نہ رہیں کہ پیغمبر علیہ السلام کے پاس اسباب ظاہری نہیں وہ کیونکر فتح پاویں گے کیونکہ وللہ جنود السموٰت والارض اللہ کے پاس آسمانوں اور زمین کے لشکر ہیں جس سے چاہے کام لے وہ رب الافواج ہے کون اُسکا مقابلہ کر سکتا ہے اور وہ زبردست ہے پھر حکیم بھی ہے حکمت کے ساتھ زور بھی کام دیتا ہے ✣

اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۙ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ۭ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا

ہم نے بھیجا ہے تجھکو گواہ بنا کر اور خوشخبری اور ڈر سنانیکو تاکہ تم ایمان لاؤ اللہ اور اسکے رسول پر اور مدد کرو اور عزت کرو اور صبح شام اسکی پاکی بیان کرو بیشک وہ جو تجھسے بیعت کرتے ہیں

يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ۭ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ۚ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰي نَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝

ع ۱۰ ۹

وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں اُنکے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔ پھر جو کوئی بدعہدی کرتا ہے تو وہ اپنے سر پر خرابی لاتا ہے کیونکہ بدعہدی کرتا ہے۔ اور جو اُسکو پورا کرتا ہے کہ جسکا اُس سے اقرار کیا ہے تو اُسکو بڑا بدلہ دیگا

تفسیر

اسی فرمایا بتاغریزا حکیما اب یہاں اپنی حکمت ظاہر کرتا ہے اور اُسکے ساتھ زبردست ہونا بھی بتاتا ہے فقال انا ارسلناک الخ کرکے محمد ہتنے تجھکو بھیجا ہے گواہ بناکر نیک بدکاموں میں (جو لوگوں کے نزع میں کوئی توحید کا قائل ہے کوئی بت پرستی کرتا ہے کوئی کسی بات کو اچھا کہتا ہے کوئی بُرا اور دلائل فریقین باہم متعارض ہیں اسلئے دنیا ظلمات میں گہری ہوئی تھی) شہادت دیویں آپ ہی کی گواہی پر اچھائی اور برائی کا فیصلہ ہے پس آپ اچھے کام کرنیوالوں کو بشارت دیتے ہیں کہ آخرت میں عمدہ نتائج ملینگے اور بُرے کام کرنیوالوں کو خوف دلاتے ہیں کہ ان باتوں کا انجام بد ہے دنیا کی بربادی اور آخرت میں عذاب پس یہ شاہد اسلئے بھیجا تا کہ اے نبی آدم تم اُسکی اور اللہ کی تصدیق کرو ایمان لاؤ اور اللہ اور اُسکے رسول کی عزت و توقیر کرو۔ بعض کہتے ہیں تعزروہ و توقروہ کی ضمیریں خاص اللہ کیطرف پھرتی ہیں بعض خاص رسول کیطرف راجع کرتے ہیں اور اسجگہ وقف ہے تسبحوہ جدا جملہ شروع ہوتا ہے۔ مفسرین کہتے ہیں تعزیرو توقیر سے مراد یہ ہے کہ اُسکے دین کی اعانت کرو ؛

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی تعظیم واجب و فرض ہے ذرا بھی کوئی توہین کریگا فیض رسالت سے ابدالاباد محروم رہیگا۔ وتسبحوہ بکرۃ واصیلا اور اللہ کی صبح و شام تسبیح بیان کرو سبحان اللہ وبحمدہ کہو۔ بعض کہتے ہیں نماز پڑھنا مراد ہے۔ کیونکہ تسبیح سے نماز بھی مراد ہوا کرتی ہے۔ یہ سکر ہے اُس اللہ کا جس نے ہمارے لئے ایسا رسول بھیجا۔ اب بندوں میں سے ایک گروہ کے محامد بیان کرتا ہے جنھوں نے تعظیم و تکریم اللہ اور اُسکے رسول کی کما ینبغی کی فقال ان الذین یبایعونک الخ کہ اے محمد وہ جو تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں رسول اللہ کا نائب ہے گویا اللہ اُنکے ہاتھ پر ہاتھ رکھتا ہے پھر جو اس بیعت کو توڑے گا یعنی اقرار کرکے بدعہدی کرے گا اپنا بُرا کرے گا اور جو اس عہد کو پورا کرے گا اللہ اُسکا اجر عظیم دیگا

حدیبیہ سے جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں عثمانؓ کو پیغام دیکر بھیجا قریش نے اُنکو روبیں قید کر لیا اور خبر مشہور ہوئی کہ قتل کر ڈالا تب مسلمانوں کو جوش ہوا اور حضرت نے لوگوں سے عہد لینا شروع کیا آپ ایک سایہ دار درخت کے تلے تشریف رکھتے تھے اور صحابہ آتے تھے اور حضرت کے ہاتھ پر ہاتھ رکھکر یہ کہتے تھے کہ ہم لڑیں گے بھاگیں گے نہیں۔ تخمیناً چودہ سو آدمیوں نے بیعت کی اسکو بیعت رضوان کہتے ہیں ان آیات میں اسکا ذکر ہے آیندہ بھی اسکا ذکر آئے گا ؛

اللہ تعالے کا ہاتھ پاؤں جسمانی چیزوں سے پاک ہے پھر ہاتھ بر سبیل مشاکلت فرمایا جس سے مراد اُسکی حمایت و عنایت ہے یہی مذہب محققین کا صفات متشابہات میں۔ بیچ بیچنا۔ اس قسم کے معاہدہ کو اسلئے بیعت کہتے ہیں کہ بیعت کرنے والا اپنی جان و مال کو اللہ کی راہ میں بیچ کرتا ہے آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے جہاد کے لئے بھی بیعت ہوتی تھی اور کبھی ہجرت پر اور کبھی ترک منکرات پر کبھی خدا تعالے کی بندگی و یاد میں مستحکم رہنے پر کتب احادیث اس کی شاہد و عدل ہیں حضرت کے بعد بیعت خلافت کا سلاطین کے لئے دستور جاری رہا اور بیعت توبہ و انابت کی سنت قائم کرنے کے لئے علماء و مشائخ کی جماعت قائم ہوئی اور بیعت اہل طریقت بھی بیعت انابت ہے یہ مسنون ہے مگر جس کے ہاتھ پر بیعت کیجاوے وہ ظاہر شریعت و انوار طریقت سے مزین ہونا چاہئے۔ ہاں یہ جو پیر زادے خاندانی پیشہ سمجھکر کہا نے کمانے کے لئے بیعت لیتے ہیں اور شریعت سے علیحدہ رستہ چلتے ہیں محض بے اصل کام ہے ؛

سَيَقُوْلُ لَكَ الْمُخَلَّفُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ شَغَلَتْنَآ اَمْوَالُنَا وَاَهْلُوْنَا فَاسْتَغْفِرْ لَنَا يَقُوْلُوْنَ بِاَلْسِنَتِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ لَكُمْ

وہ گانوں والے جو پیچھے رہیں گے اب تجھے کہیں گے کہ ہم اپنے مال و گھر میں مشغول رہ گئے پس تو ہمارے لئے معافی مانگ۔ وہ اپنی زبان سے باتیں کہتے ہیں جو دل میں نہیں تو کہہ کہ پھر کسکا مقابلہ تمہارے لئے

مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا اِنْ اَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا ۭ بَلْ كَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝ بَلْ ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّنْقَلِبَ الرَّسُوْلُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اِلٰٓى اَهْلِيْهِمْ

اللہ کے سامنے کچھ بس چل سکتا ہے اگر وہ تمہیں نقصان یا نفع دینا چاہے بلکہ جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اسکو خوب جانتا ہے۔ بلکہ تمنے تو یہ سمجھ لیا تھا کہ پیغمبر اور ایمانی کبھی پھر اپنے گھر کیطرف نہ آئیں گے

اَبَدًا وَّزُيِّنَ ذٰلِكَ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَظَنَنْتُمْ ظَنَّ السَّوْءِ ۠ وَكُنْتُمْ قَوْمًۢا بُوْرًا ۝ وَمَنْ لَّمْ يُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَاِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ

اور یہ بات تمہارے دل میں بھلی معلوم ہوتی تھی۔ اور تمنے بدگمانی کی اور تم غارت ہو جانے والے لوگ ہو اور وہ جو اللہ اور اسکے رسول پر ایمان نہ لائے تو ہنے بھی منکروں کے لئے آگ تیار

سَعِيْرًا ۝ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝

کر رکھی ہے۔ اور اللہ ہی کی بادشاہی ہے آسمانوں اور زمین میں جسکو چاہے معاف کرے اور جسکو چاہے عذاب دے اور اللہ معاف کرنے والا مہربان ہے

✣ تفسیر ✣

جسطرح کہ اعانت و تعظیم کرنیوالے گروہ کا ذکر خیر کیا تھا اسیطرح اُنکے برعکس جماعت کا حال بیان فرماتا ہے فقال سیقول لک المخلفون الخ کہ بہت جلد پیچھے رہجانیوالے اے نبی تجھسے یہ جھوٹے عذر کرینگے محض مفاد سے ضرر سے بچنے کیلئے حالانکہ دنیا یا آخرت میں جو کچھ ضرر یا نفع انکو پہونچنا ہے اسکو کون روک سکتا ہے یہ عذر کہ ہم اپنے مال و عیال کیوجہ سے آپکے ساتھ اس سفر میں شریک نہ تھے اِن میں مصروف رہے غلط ہے اور اُسپر انکا یہ کہنا بھی جھوٹ ہے کہ ہمارے لئے معافی مانگ کیونکہ دلیں سبات کو گناہ ہی نہیں جانتے بلکہ انکا یہ خیال تھا کہ رسول و صحابہ جو کہ جاتے ہیں سلامت نہ آوینگے کیلئے کہ جب اہل مکہ مدینہ میں گر پڑتے ہیں تو پھر یہ اُنکے گھر جاکر کیونکر سلامت آوینگے؟ اِس خیال بد سے شریک نہوئے تھے۔ انکا راصل اللہ اور اُسکے رسول پر ایمان ہی نہیں بے ایمانوں کے لئے جہنم ہے اور انکی اللہ اور اُسکے رسول کو پرواہی کیا ہے اُسکے قبضہ میں آسمان زمین ہے جسکو جو چاہے کرے۔ معاف کرے یا عذاب کرے مگر عذاب کرنیمیں جلدی نہیں کرتا غفور رحیم ہے یہ اِن آیات کا خلاصہ ہے مجاہد وغیرہ مفسرین کہتے ہیں کہ جب آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تخمیناً چودہ سو آدمیوں کے ساتھ ہجرت کے چھٹے سال مکہ کیطرف عمرہ کرنے چلے اور اعلان عام کردیا کہ سب قبائل ملیں کیلئے کہ قریش و دیگر قبائل کا خوف نہا کہ وہ مقابلہ کرینگے تو عرب کے چند قبائل غفار و مزینہ و جہینہ و اشجع و دولی جو مدینہ کے اطراف میں رہتے ہیں اور بظاہر مسلمان و مطیع اسلام تھے اِس اندیشہ سے ساتھ نہ ہوئے کہ مخالف کے ہاتھ سے بچکر نہ آوینگے یہ بدگمانی اور یہ وقت پر آنکھ چرانا شیوہ ایمان و توکل نہ تھا اسلئے اُن پر عتاب ہوا اور سفر میں جب یہ سورہ نازل ہوئی مقام پر پہونچنے سے پہلے آپ کو مطلع کردیا کہ جب تم مدینہ پہونچوگے تو وہ لوگ آکر تم سے یہ جھوٹے عذر کرینگے چنانچہ جب آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لائے یہ عذرات اُنھوں نے پیش کئے۔ سبحان اللہ خدا کا کلام بھی کیا کلام ہے۔ عتاب کے وقت بھی انجام کا لحاظ رہتا ہے۔ چونکہ یہ قبائل انجام میں صدقِ دل سے مسلمان اور ناصر اسلام ہونے والے تھے ان الم نجعلکم ضرًا کے بعد ان اراد بکم نفعا بھی فرمادیا۔ کیونکہ آخر کار اسلامی برکات سے یہ بھی مستفید ہوئے اور آیت کے اخیر میں وکان اللہ غفورا رحیما فرماکر توبہ و استغفار کیطرف آمادہ کردیا اور بتلادیا کہ درِ توبہ کھلا ہوا ہے چلے آؤ تہدید کے ساتھ ترغیب ایک ہی کلام میں کمال اعجاز ہے ✣

سَيَقُوْلُ الْمُخَلَّفُوْنَ اِذَا انْطَلَقْتُمْ اِلٰى مَغَانِمَ لِتَاْخُذُوْهَا ذَرُوْنَا نَتَّبِعْكُمْ ۚ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّبَدِّلُوْا كَلٰمَ اللّٰهِ ۭ قُلْ لَّنْ تَتَّبِعُوْنَا كَذٰلِكُمْ قَالَ اللّٰهُ مِنْ قَبْلُ ۚ

پیچھے رہے ہوئے کہیں گے جبکہ تم غنیمت لینے جاؤ گے کہ ہمیں بھی ساتھ چلے جانے دو اللہ کی بات بدلنا چاہتے ہیں کہدے کہ تم ہرگز ساتھ نہ چلو گے اللہ نے پہلے ہی سے یوں کہدیا ہے

فَسَيَقُوْلُوْنَ بَلْ تَحْسُدُوْنَنَا ۭ بَلْ كَانُوْا لَا يَفْقَهُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ تُقَاتِلُوْنَهُمْ

پھر کہیں گے کہ تم ہمسے حسد کرتے ہو بلکہ وہ لوگ بات کم سمجھتے تھے پیچھے رہ جانیوالے بدوؤں سے کہدے بہت جلد تم ایک سخت جنگ آور قوم سے لڑنیکے لئے بلائے جاؤ گے

اَوْ يُسْلِمُوْنَ ۭ فَاِنْ تُطِيْعُوْا يُؤْتِكُمُ اللّٰهُ اَجْرًا حَسَنًا ۚ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝ لَيْسَ عَلَي الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَي

تمہارے اختیار کردہ فرمان بردار ہو جائیں پھر اگر گئے کی طرح پھر گئے جیسا کہ آگے پھر گئے تھے اور اگر تم پھر گئے تو تمکو سخت عذاب دیگا اندھے پر کوئی گناہ نہیں اور نہ

الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَي الْمَرِيْضِ حَرَجٌ ۭ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ وَمَنْ يَّتَوَلَّ يُعَذِّبْهُ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝

بیمار پر کچھ گناہ ہے (جہاد میں شریک نہ ہونیسے) اور جو کوئی اللہ اور اُسکے رسول کی اطاعت کریگا تو اسکو ایسے باغوں میں داخل کریگا کہ جنکے تلے نہریں بہتی ہونگی اور جو نافرمانی کریگا اسکو سخت عذاب دیگا

تفسیر

یہ تتمہ ہے کلام سابق کا کہ جب تم غنیمت حاصل کرنے جاؤ گے تو یہ پیچھے رہجانے والے تمہارے ساتھ جانیکو کہیں گے تم انکو ساتھ نہ لیجانا اور کہدینا اللہ کا حکم نہیں پہروہ تمکو حسد سے متہم کرینگے دراصل وہ نادان ہیں

حدیبیہ سے لوٹتے وقت آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو حکم الٰہی سے مژدہ دیا تھا کہ اب عنقریب تمکو ایک فتح اور غنیمت حاصل ہوگی اور اُسمیں وہی لوگ شریک ہوں جو حدیبیہ میں تھے چنانچہ جب آپ ذی الحجہ کے چھٹے میں مدینہ میں واپس آئے اوائل محرم میں ساتویں سال خیبر پر چڑھائی کی اور یہ لوگ بھی ساتھ چلنے کو آمادہ ہوئے انکو منع کر دیا گیا۔ کلام اللہ سے مراد اُسکا وعدہ اور حکم جو خاص اہل حدیبیہ کے شریک کرنیکا تھا یہ شریک ہوتے تو اُسمیں فرق آجاتا۔ قل للمخلفین من الاعراب ستدعون الی قوم اولی باس شدید الخ۔ محمد ان پیچھے رہنیوالوں بدوؤں سے یہ کہدینے خیبر کی غنیمت میں تو تم شریک نہیں ہو سکتے مگر اسکے بعد تمکو ایک سخت جنگ اور قوی قوم سے لڑنے کو بلایا جائیگا۔ تم اُنسے لڑتے رہنا یہانتک کہ وہ اسلام لے آویں اگر تمنے اسوقت حکم مان لیا تو تمکو نیک اجر ملیگا اور اگر پہلے کیطرح تم پھر گئے تو سخت سزا ملیگی۔ مفسرین کی اس قوم کی بابت کہ تمکو اولی باس شدید سے تعبیر کیا ہے کئی قول ہیں عطاء و مجاہد ابن ابی لیلی اہل فارس کہتے ہیں اور کعب و حسن وغیرہ روم مراد لیتے ہیں سعید بن جبیر ہوازن و ثقیف قرار دیتے ہیں زہری و مقاتل بنی حنیفہ یمن کے لوگ بتاتے ہیں جو مسیلمہ کذاب کے پیرو ہو گئے تھے ابن عباس بھی اسکے قائل ہیں اور فارس روم کو بھی مراد لیتے ہیں ٭

تیسرے قول والے یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ سیف یا اسلام خاص کفار عرب کے لئے جیسا کہ آیت میں ہے۔ اولیسلمون اور عرب کے ساتھ جنگ عظیم ہوازن و ثقیف سے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ہوئی۔ یہ بھی ہوئی مگر ہوازن و ثقیف ایسی جنگ آور قوم نہیں تھیں اور اگر یہی ہے تو بنی حنیفہ اہل یمن بھی انسے کم نہ تھے انکے لئے بھی سیف یا اسلام ہی تھا یہ جنگ حضرت صدیق اکبر کے عہد میں ہوئی۔ مگر تحقیق یہی ہے کہ فارس و روم مراد ہیں جن سے صدیق اکبر و عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں جنگ عظیم ہوئی اور عرب کے یہ قبائل بھی بلائے گئے اور اُنھوں نے دل کھولکر جنگ کی اور متواتر فتوحات حاصل کیں اویسلمون سے اسلام لانا مراد نہیں بلکہ مطیع ہو جانا جزیہ قبول کرنا۔ اس آیت سے صدیق اکبر و عمر فاروق کی خلافت کا برحق ہونا بخوبی ثابت ہو گیا۔ چونکہ پیچھے رہجانیوالوں پر عتاب ہوا تھا اسلئے جنکے لئے اصلی عذر سے جنگ میں شریک نہ ہونیسے کوئی الزام نہیں اٹھا بھی بیان کر دیا کہ اندھا اور لنگڑا اور بیمار شریک نہ ہو تو اُسپر کچھ گناہ نہیں انکے سوا اور بھی معذور ہیں جنکی تفصیل کتب فقہ میں موجود ہے۔ اسکے بعد فرمایا کہ جو اللہ اور رسول کا کہا مانے گا بہشتوں میں رہے گا اور نافرمان کو سخت عذاب ہوگا ٭

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ۙ وَّمَغَانِمَ كَثِيْرَةً

البتہ اللہ ایمان والوں سے خوش ہوگیا جبکہ وہ تجھ سے درخت کے تلے تجھ سے بیعت کر رہے تھے پھر اُنکے دلوں میں جو کچھ تھا اُسکو معلوم کرلیا جو کچھ اُنکے دلوں میں تھا پھر اُنپر تسلی بھیجی اور اُنکو ایک نزدیک کی فتح دی۔ اور بہت سی لوٹ

يَّاْخُذُوْنَهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝ وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ وَكَفَّ اَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ وَلِتَكُوْنَ اٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ

کہ جسکو وہ لیں گے اور اللہ زبردست حکمت والا ہے۔ اللہ نے تجھ سے بہت سی لوٹ کا وعدہ کیا کہ جسکو تم لوگے پھر تمکو جلدی اور لوگوں کے ہاتھ تجھ سے روکدے اور تاکہ قدرت کا نمونہ مومنوں کو ملے

وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۝ وَّاُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهَا ۭ قَدْ اَحَاطَ اللّٰهُ بِهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ۝

اور تاکہ تمکو سیدھا رستہ بتادے اور بھی فتوحات ہیں کہ جو ابتک تمہارے بس میں نہیں آئیں اللہ انکے بس میں ہیں۔ اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے

اذ ظرف لرضی تحت الشجرۃ ظرف لیبایعونک ومغانم منصوب لکونہ معطوفا علے تحتا قریبا ای تاہم مغانم واتاہم مغانم ولتکون ہذہ الکلفۃ اوالنعمۃ والعطف علی محذوف ہو علۃ الکف ای فعل ما فعل من التعجیل والکف لتکون نافعۃ لہم دآیۃ لہم وقیل ان الواو مزیدۃ

تفسیر

پہلے فرمایا تھا کہ جو تجھسے بیعت کرتے ہیں اُنکے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ اور اُسکے بعد ان اعراب کی محرومی ذکر کی تھی کہ جو شریک نہوئے تھے اب ان اہل صدق وایمان کی بیعت کا حال بیان فرماتا ہے کہ اسکا نتیجہ کیا ہوا فقال لقد رضی اللہ عن المومنین کہ اللہ ایسا ندروں سے خوش ہوگیا کہ جو اے محمد تجھ سے درخت تلے بیعت کر رہے تھے۔ پھر اُنکے دلوں کا صدق وثبات بھی اُسکو معلوم ہوا جسپر اُسنے اُنکے دلوں میں اطمینان عطا کیا وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا اور اُنکو بہت جلد ایک فتح دی یعنی واپس آتے ہی خیبر کی فتح نصیب ہوئی اور مغانم کثیرہ یاخذونہا بہت سی غنیمت کی چیزیں جو خیبر میں ملیں اور اللہ زبردست حکمت والا ہے اسمیں حکمت تھی کہ خیبر کو قبضہ اسلام میں کردیا ؛

وعدکم اللہ مغانم کثیرۃ تاخذونہا اِس کے علاوہ اور بہت سے غنائم کا اللہ نے اسے مسلمانو تسے وعدہ کیا ہے جنکو تم حاصل کروگے وہ اور بعد کے غنائم ہیں جو صحابہ کو فتح روم وفارس ودیگر بلاد سے حاصل ہوئے اور اللہ کی خبر بھی ہوئی۔ مدینہ میں فارس وروم کے بیش بہا غنائم کنکر پتھروں سے زیادہ ارزاں ہوگئے تھے۔ کبت تاریخ اِس کے گواہ ہیں۔ منجملہ اُن غنائم کے جنکا تسے وعدہ کیا گیا ہے فعجل لکم ہذہ یہ یعنے فتح خیبر تمہارے لئے جلد ملے گی۔ بعض مفسرین کہتے ہیں۔ مغانم کثیرہ سے عرب کی اور فتوحات مراد ہیں جو اُس کے بعد ہوئے اور روم وشام وفارس کے بلاد فتح ہونیکو تھے واخری لم تقدروا علیہا قد احاطہ اللہ بہا میں اشارہ ہے کہ وہ بظاہر تمہارے قبضہ کے نہیں۔ لیکن اللہ کے قبضہ میں ہیں اُنکا بھی تسے وعدہ ہے وہ ہر شے پر قادر ہے۔ یہی قوی تر ہے ؛

فعجل لکم ہذہ کے بعد یہ فرمایا وکف ایدی الناس عنکم کہ یہ فتح تمہارے لئے جلد ملے گی اور لوگوں کے ہاتھ تم سے روکدئے جاویں گے الفاظ گو ماضی کے صیغہ ہیں مگر یہ سورۃ رستہ میں مدینہ کے پہونچنے سے پہلے نازل ہوئی ہے۔ آیندہ آنے والی چیزوں کو ماضی کے صیغہ سے بیان کرنا قرآن کا محاورہ ہے۔ اِس تقدیر پر یہ آیات فتح خیبر سے پہلے نازل ہوئی ہیں۔ لوگوں کے ہاتھ روکنے سے کیا مراد ہے؟ یعنی خیبر والوں کے ہاتھ تسے روکدئے جاویں گے وہ تم سے لڑنہ سکیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ بعض مفسرین نے صیغہ ماضی پر خیال کرکے یہ کہدیا ہے کہ قریش کے ہاتھ روکنا مراد ہے جو حدیبیہ کے روز مسلمانوں اور قریش میں جنگ ہوتے ہوتے رہ گئی۔ بعض مسلمان جو درختوں کے تلے پڑے ہوئے تھے مکوا سے اُسنے آکر چھیڑ چھاڑ کرنے لگے۔ قریب تھا کہ جنگ ہوجاوے مگر اُدہر حضرت نے بیعت لینی شروع کردی تھی۔ مسلمان اُدہر متوجہ ہوگئے یہ ہاتھ روکنا اگلی آیات میں بیان ہوتا ہے ؛

اب ہمکو اس بیعت کا کچھ حال بیان کرنا ہے۔ ابن جریر نقل کرتے ہیں کہ حدیبیہ والے سال آں حضرت فرمانبیان لیکر خانہ کعبہ کی زیارت کے لئے چلے جنگ مقصود نہ تھی تخمیناً چودہ سو آدمی آپکے ساتھ تھے جب خیبر پہنچے تو کفار قریش مانع آئے اور انھوں نے جنگ کی تیاری کر دی حضرت نے حدیبیہ میں ڈیرہ ڈالدیا اور عثمان بن عفان کو ابوسفیان اور دیگر عمائد مکہ کے پاس یہ پیغام دیکر بھیجا کہ میں لڑنے کو نہیں آیا ہوں مجھے کعبہ کا طواف کرنے دو قریش نے عثمانؓ کو قید کر لیا مسلمانوں میں یہ خبر مشہور ہوئی کہ انکو قتل کر ڈالا تب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے بیعت لینی شروع کی آپ ایک درخت کے تلے تشریف رکھتے تھے کسی نے اسکو کیکر کا کسی نے ببری کا کسنے کیلے کا درخت بتلایا ہے سب نے بیعت کی کہ لڑینگے اور بھاگنے کے نہیں بیہقی وغیرہ محدثوں نے صحیح سند سے روایت کی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ عثمان اللہ اور رسول کے کام میں ہے اُن کی طرف سے آپنے اپنا ایک ہاتھ رکھکر اسپر دوسرا ہاتھ رکھا اور بیعت کی۔ حضرت کا ہاتھ عثمان کے ہاتھ سے بہتر تھا۔ اسکو بیعت رضوان اسلئے کہتے ہیں کہ اللہ تعالے نے اِن بیعت کرنے والوں سے اپنی رضامندی ظاہر فرمائی۔ فنقال لقد رضی اللہ عن المومنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ ✣

احادیث صحیحہ میں اِس بیعت میں شریک ہونے والوں کے بہت فضائل آئے ہیں امام احمد نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جتنے بیعت کی ہے اُنمیں سے کوئی بھی دوزخ میں داخل نہوگا اور بہت سی احادیث میں اُنکے جنتی ہونے کا وعدہ ہوا ہے اور بدر کے لوگوں کے بعد اِن لوگوں کا درجہ ہے۔ رضی اللہ عنہم۔

یہ بات باتفاق موخین ثابت ہے کہ اس بیعت میں خلفاء اربعہ شریک تھے حضرت عثمان موجود نہ تھے اُنکی طرف سے حضرت نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بیعت کی ہے اِسمیں کسیکا بھی اختلاف نہیں ہے جب یہ ثابت ہو چکا تو اُنکے قطعی جنتی ہونے میں اور اسبات میں کہ اللہ اُنسے راضی ہو گیا اور وہ مومن تھے کوئی بھی شک نہیں رہا اُنکے لئے یہ شہادت آسمانی اور تمسک قرآنی کافی ہے۔ میں افسوس کرتا ہوں اُن لوگوں پر جو رطب و یابس روایات سے جنمیں محض تعصب و طرفداری ہے فدک وغیرہ معاملات سے) حضرات شیخین رضی اللہ عنہم کو اہل بیت رسول صلے اللہ علیہ وسلم کا دشمن بناکر اُنکو تاملائم الفاظ سے یاد کرتے ہیں اور اُنکی شان میں کیا کیا کہتے ہیں اور پھر اس بدگوئی اور بدزبانی کو محبت اہل بیت قرار دیکر اُسکو نجات کا باعث کہتے ہیں۔ ہاں جیسا کہ اُنکے محامد کا تمسک قوی ہے اگر اسی مرتبہ کا کوئی بُرائی کا وثیقہ ہوتا تو ایک بات تھی۔ محامد تو قرآن سے ثابت ہوں اور بُرائیاں ایرے غیرے حاطب اللیل متعصب راویوں کے بیان سے ثابت کرکے اِس آسمانی تمسک کو چاک کیا جائے جسکو ذرا بھی عقل سلیم ہوگی وہ اسبات کو کبھی جائز نہ رکھے گا اور یوں تاویلات رکیکہ اور توجیہات باطلہ کو تو بڑی گنجایش ہے۔ اِن آیات کے صاف اور سیدھے معنی کو اُلٹ پلٹ کر جو چاہو کہدو میدان قیل و قال بڑا وسیع ہے ✣

ف صحیح بخاری میں ہے کہ وہ درخت کہ جسکے تلے بیعت ہوئی تھی لوگوں کو بھلا دیا گیا تھا۔ لوگ متبرک سمجھکر وہاں آنے لگے تھے ہوتے ہوتے اُسکی پرستش ہونے لگتی اِس مصلحت سے خدا نے اُسکو مخفی کر دیا۔ مصنف میں ابی بکر بن ابی شیبہ نے نقل کیا ہے کہ وہ درخت کٹوا دیا گیا ✣

وَلَوْ قٰتَلَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوَلَّوُا الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝ سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۝ وَهُوَ الَّذِيْ كَفَّ

اگر تمسے مقابل اور لڑتے تو پیٹھ دیدیتے پھر نہ کوئی حمایتی پاتے اور نہ مددگار اللہ کا قدیم دستور یہی سے چلا آتا ہے اور تو اسکے دستور کو بدلا ہوا نہ پائیگا۔ اور وہی تو ہے کہ جسنے

اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ۝ هُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْهَدْيَ

اُنکے ہاتھ تمسے روکدئے اور تمھارے ہاتھ اُن سے خبر مکہ میں انکو تم پر فتحیاب کرنیکے بعد اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اسکو دیکھ رہا ہے وہ میں کہ جنھوں نے انکار کیا اور تمکو مسجد الحرام سے روکدیا

مَعْكُوْفًا اَنْ يَّبْلُغَ مَحِلَّهٗ ۚ وَلَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ وَنِسَآءٌ مُّؤْمِنٰتٌ لَّمْ تَعْلَمُوْهُمْ اَنْ تَطَـُٔوْهُمْ فَتُصِيْبَكُمْ مِّنْهُمْ مَّعَرَّةٌ ۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ لِيُدْخِلَ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ مَنْ

اور قربانی کے جانور کو اُنکی جگہ پر پہنچنے سے انکا روکنا اگر (مکہ میں) ایسے مرد اور عورتیں موجود نہ ہوتیں کہ جنکو تم نہیں جانتے اُنکے پیچھے نیکا خوف ہوتا جسکی وجہ سے تمپر نادانستگی سے الزام آتا کہ اللہ اپنی رحمت میں جسکو چاہے

يَّشَآءُ ۚ لَوْ تَزَيَّلُوْا لَعَذَّبْنَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝ اِذْ جَعَلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ

داخل کرے۔ اگر وہ الگ ہو جاتے تو جو کافر ہیں انکو ہم سخت سزا دیتے جبکہ کافروں نے اپنے دل میں جوش پیدا کیا جہالت کا جوش پھر تو اللہ نے اپنی تسکین

عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَكَانُوْٓا اَحَقَّ بِهَا وَاَهْلَهَا ۚ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝

اپنے رسول پر اور ایمانداروں پر بھیجی اور انکو پرہیزگاری کی بات پر قائم کیا۔ اور وہ اسکے لائق اور قابل بھی تھے۔ اور اللہ ہر چیز جانتا ہے

ع ۳ ۱۵

سنۃ اللہ انتصابہ علی المصدریۃ بفعل محذوف ای سن اللہ سنۃ او ھو مصدر موکد لمضمون الجملۃ المتقدمۃ من ھزیمۃ الکفار ونصر المؤمنین والھدی قرا الجمہور بنصب الھدی عطفا علی الضمیر المنصوب فی صدوکم وقرئی بالجر عطفا علی المسجد ومعکوفا انتصابہ علی الحال من الھدی قال الجوہری عکفتہ لے حبستہ منہ الاعتکاف فی المسجد وھو الاحتباس ان یبلغ لے علی ان یبلغ او مفعول لاجلہ ولو لا شرط وجوابہ محذوف والتقدیر لاذن اللہ لکم المعرۃ العیب وقیل الشدۃ وقیل الغم بغیر علم متعلق بان تطئوھم ای غیر عالمین لیدخل اللام متعلقۃ بما یدل علیہ الجواب المقدر لے لم یاذن لکم اوکفکم ایکم لیدخل اللہ حمیۃ الجاہلیۃ بدل من الحمیۃ واضافتہا تفسیریۃ ای کان للملوز منون حق ہذہ الکلمۃ من الکفار لما بینہم وبینہم

تفسیر

پہلے فرمایا تھا وکف ایدی الناس عنکم اسپر مخالفوں کو شبہ کی گنجایش تھی کہ خیبر کے لوگ ڈر گئے اور لڑے نہیں یہ اتفاقی بات تھی اگر سب جمع ہو جاتے تو دیکھتے کیا ہوتا اس سے پہلے عرب مدینہ پر چڑھ کر آئے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو حدیبیہ میں روکدیا اسکا جواب دیتا ہے ولو قاتلکم الذین کفروا کہ اگر وہ تمسے لڑتے بھی تو پیٹھ دیکر بھاگتے اور انکا کوئی حمایتی اور مددگار کہیں نہ ہوتا۔ یہ کیوں؟ اللہ کا ہمیشہ سے یہی دستور ہے پہلے ابراہیم علیہ السلام کو انکی قوم سے نجات دی۔ موسیٰ علیہ السلام کو فرعونیوں سے نجات دی فلسطین اور شام کے رہنے والوں پر غلبہ یا اُسکا دستور بدلتا نہیں اس نبی کا دین بھی اُسی دستور کے موافق غلبہ پاویگا یہ آسمانی نشانہ ہے۔ اس نبی کی نسبت پہلے انبیا گئے ہیں یہ پتھر جسپر گریگا اُسکو چور چور کرے گا اور جو اُسپر آگرے گا چور چور ہو جائے گا اسکے بعد اپنی قدرت کاملہ کا تصرف ظاہر کرتا ہے ایک واقعہ یاد دلاکر فقال وھو الذی کف ایدیھم عنکم وایدیکم عنھم ببطن مکۃ من بعد ان اظفرکم علیھم الخ کہ ببطن مکہ یعنے اُس کی حرم میں جو کفار کا مجمع تھا اُن کے ہاتھ ہمنے روکے جو بظاہر خلاف قیاس بات تھی کیونکہ جب وہ باہر آکر لڑنے کو موجود تھے وہاں تو اور بھی اُنکو موقع تھا اور اسیطرح تمکو قابو دیکر تمھارے ہاتھ روکدئے جنگ ہونے نہ دے۔

قابو دینے کی بابت ابن ابی شیبہ و احمد و مسلم و ابو داود و نسائی و ترمذی وغیرہم نے یہ نقل کیا ہے کہ اسی جوان مہتیا بندہ اہل مکہ کے تنعیم پہاڑ کیطرف سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر (بمقام حدیبیہ) حملہ کے قصد سے آئے آپ نے بددعا کی وہ گرفتار کرلئے گئے پھر آپنے انکو معاف کردیا بعض نے یہ بھی روایت کی ہے کہ عکرمہ بن ابی جہل ایک جماعت کو لیکر مسلمانوں پر حملہ آور ہوا تھا اُسکے مقابلہ میں مسلمان نکلے اور پتھروں سے لڑائی ہوئی کفار کو بھگا کر خاص مکہ میں انکے گھروں تک پہنچا دیا۔ صحیح مسلم میں ہے کہ سلمہ بن اکوع نے چند مشرکین گرفتار کئے تھے انکیطرف اشارہ ہے۔ خیر جو کچھ ہو مسلمانوں کا قابو یافتہ ہو کر جنگ سے روکنا اسکی قدرت کا نمونہ ہے ۔

حضرت امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کف ایدیہم و ایدیکم سے مراد یہ ہے کہ تم میں ان میں جنگ ہونے دی یعنی فتح مکہ کے دن اور یہ اُسی دن کے واقعہ کیطرف اشارہ ہے جو صلح حدیبیہ کے بعد واقع ہوا اور اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ صلح سے فتح نہیں ہوا بلکہ زور و شوکت سے اسکے بعد وہ باعث تبلاتا ہے کہ جس سے اے مسلمانو تم میں اور انمیں جنگ ہوتی ضروری تھی مگر خدا نے ہونے دی فقال ہم الذین کفروا کہ وہ تو وہ لوگ تھے کہ جنہوں نے دین حق کا انکار کیا اور اسی پر بس نہیں بلکہ صدوکم عن المسجد الحرام تمکو مسجد الحرام یعنی خانہ کعبہ سے روکیا (حدیبیہ کے روز اور صرف تمکو بلکہ والہدی معکوفا ان یبلغ محلہ ہدی یعنے قربانی کو محبوس یعنی بند کردیا اسکے ..... مقام پر نہ پہنچنے دیا اور انکا مقام حرم ہے جہاں وہ ذبح ہوا کرتی ہیں۔ ابن عباس فرماتے ہیں کہ ستر قربانیاں ساتھ نہیں لاجا سکیں حدیبیہ میں ہی ذبح کی گئیں ۔ امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ جو کعبہ آنے سے روک جائے اسکی قربانی منی میں آکر ذبح ہونی چاہئے۔ کیونکہ یہی اسکی جگہ ہے یعنی حرم اس آیت سے یہ بات نکلتی ہے امام شافعی کہتے ہیں جہاں رُکے وہیں ذبح کرے جیسا کہ حدیبیہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا۔ اس مسئلہ کی تحقیق اپنی جگہ ہے ۔

اب مسلمانوں کے جنگ سے ہاتھ روکنے کی مصلحت و حکمت ظاہر کرتا ہے فقال ولولا رجال مومنون ونساء مومنات لم تعلموہم ان تطئوہم فتصیبکم منہم معرۃ بغیر علم کہ اگر چند مرد کچھ عورتیں دیندار ایمان لائے ہوئے تھے جنکی تمکو خبر نہ تھی۔ جنگ ہوتی تو تمہارے ہاتھ سے وہ پامال ہوجاتے جس سے تمپر عیب الزام ہوتا اگر وہاں نہ ہوتے تو تمکو لڑنے کا حکم دیا جاتا تاکہ تم پر مہربانی کی اور وہ جسپر چاہتا ہے مہربانی کیا کرتا ہے اگر یہ لوگ وہاں نہ ہوتے جنپر اللہ کی رحمت تھی جنکے سبب یہ بچگئے تو ہم کفار کو سخت سزا دیتے ۔

اب ایک اور سبب بیان فرماتا ہے کہ جو باہمی جنگ کے لئے پیدا ہو گیا تھا مگر اللہ نے دونوں فریق کے ہاتھ روک دیے فقال اذ جعل الذین کفروا فی قلوبہم الحمیۃ حمیۃ الجاہلیۃ کہ کافروں نے اپنے دلوں میں جہالت کا جوش اور تعصب پیدا کرلیا تھا کہ ہمارے لوگ تو قتل ہوں اور یہ ہمارے شہر اور گھروں میں آویں اور عرب سُنکر کیا کہیں گے ہم ہرگز طواف کعبہ کے لئے بھی نہیں آنے دیتے۔ اس سے مسلمانوں کو جوش ہونا فطری بات تھی۔ لیکن فانزل اللہ سکینتہ علی رسولہ وعلی المومنین اللہ نے مسلمانوں کے دلوں میں اطمینان نازل کیا کفار کے اس جوش سے اُن کو خوف پیدا نہ ہوا۔ بخاری و مسلم وغیرہما نے روایت کی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کی کیا ہم حق پر وہ باطل پر نہیں؟ کیا ہمارے مقتول جنت میں اُن کے دوزخ میں نہیں؟ پھر کس لئے ہم دین میں اُن سے دبیں آپ نے فرمایا بیشک مگر میں اُسکا رسول ہوں مجھے ضائع نہ کرے گا اسیطرح صدیق سے کہا انھوں نے بھی یہی جواب دیا۔ اطمینان اہل اسلام کا یہ حال تھا والزمہم کلمۃ التقوی اللہ نے اس اطمینان پر مسلمانوں کو پرہیزگاری کی بات کا پابند کردیا بعض کہتے ہیں کلمۃ التقوی سے مراد کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے۔ زہری کہتے ہیں بسم اللہ الرحمن الرحیم اسکو کفار نے صلح نامہ میں درج نہونے دیا تھا وکانوا احق بہا واہلہا مسلمان اسکے لائق بھی تھے۔ وکان اللہ بکل شیئ علیما اور اللہ ہر بات سے واقف ہے اس سے صحابہ کا پرہیزگار ہونا ثابت ہوا ۔

اہل حدیث کا پرہیزگار ہونا ثابت ہوا

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ ۚ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ۙ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ ۙ لَا تَخَافُوْنَ ۭ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا

البتہ اللہ نے اپنے رسول کو خواب سچ کر کے دکھایا۔ تم ضرور انشاء اللہ مسجد حرام میں داخل ہو گے سر منڈاتے اور بال کترواتے ہوئے بے خوف پس اُنہے جانی وہ بات

فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا ۝ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ

جو تمنے نہ جانی پہر اُسنے اُس سے پہلے ایک قرب کی فتح موجود کی۔ وہی تو ہے کہ جسنے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دیکر بھیجا تاکہ اُسکو ہر دین پر غالب کرے اور اللہ کی شہادت کافی ہے محمد اللہ کے رسول ہیں

اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّاۗءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاۗءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ۡ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ

اور جو اُنکے ساتھ ہیں کافروں پر سخت آپس میں مہربان ہیں تو اُنکو رکوع اور سجدے میں اللہ کا فضل اور خوشنودی حاصل ہونیکے لئے پڑا دیکھیگا اُنکی نشانیاں اُنکے چہروں میں سجدے

مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ۭ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ۚ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ۚ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْــَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰي سُوْقِهٖ يُعْجِبُ

کے اثر سے نمود ار ہیں۔ یہ وصف اُنکا تو رات میں ہے اور انجیل میں انکا وصف جیسے کھیتی اپنا پٹھا نکالکر مضبوط ہوتی ہے پہر موٹی ہوتی ہے پہر پلنے تنہ پر کھڑی ہو جاتی ہے

الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ۭ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ۝

کھیتی والوں کو خوش معلوم ہوتا ہے تاکہ اُنسے کافروں کو جلائے۔ اللہ نے ایمانداروں نیک کام کرنے والوں کے لئے بخشش اور اجر عظیم کا وعدہ کر لیا ہے

صدق کجعل وخلق یتعدی الی مفعولین رسولہ مفعول اول الرویا مفعول ثان وبالحق حال من مفعول تقدیرہ صدق اللہ رسولہ رؤیاہ بالحق حال اے متلبسا بالحق۔ واقسم لان الحق من اسمائہ تعالی وعلی ہذا للہ خلن جواب او جواب القسم المحذوف ای واللہ لتدخلن و ہذا تفسیر للرؤیا او تحقیق لقولہ صدق اللہ ان شاء اللہ تعلیق للعدۃ بالمشیۃ لتعلیم العباد وان یقولوا لشیء انی فاعل ذلک غدا الا ان یشاء اللہ او اظہار ان ذلک وعدہ لا تحقیق الاستثناء لیس علیہ دین ولاحق واجب آمنین حال من فاعل لتدخلن والشرط معترض وکذا قولہ محلقین الخ لا تخافون حال مؤکدۃ من فاعل لتدخلن او استیناف فعلم عطف علی صدق سیاہم مبتدا اتی وجوہم خبرہ ذلک مبتدا مثلہم خبرہ ومثلہم فی الانجیل مبتدا کزرع خبرہ

تفسیر

سکینہ نازل کرنیکے بعد جو کچھ منافقوں نے کہا اسکا حال بیان فرماتا ہے۔ اور یہی ہے بیکمان اللہ جل شانہٗ علیہا میں اِسطرف اشارہ ہتا کہ ہر بات کی مصلحت وہی خوب جانتا ہے بندوں کی جلدی کرنیسے وہ جلدی نہیں کرتا۔ ہاں اسباب کو اُسکے موقع پر پوری کر دیتا ہے۔ اِس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے چھٹے سال خواب دیکھا جتا کہ ہم مسجد الحرام میں بیخطر حرم کعبہ میں امن سے گئے ہیں۔ اکمان حج وعمرہ باطمینان بجالا رہے ہیں سر بھی منڈاتے ہیں بال بھی کتروا رہے ہیں۔ جیسا کہ حج وعمرہ میں کیا کرتے ہیں اور کسیکا کچھ خوف وخطر نہیں ہے۔ اِس خواب کو آپنے بعض لوگوں سے بیان بھی فرما دیا تہا۔ مگر اسکے بعد آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا قصد عمرہ کرنے کا ہوا لوگ خصوصاً مخلصین یہی سمجھ گئے کہ آپ اِسی خواب کے مطابق مکہ عمرہ کرنے چلے ہیں حالانکہ آپ اُسکی تعبیر کا یہ وقت ہرگز نہیں سمجھتے تھے اور نہ کسی سے یہ فرمایا تہا خیر جب حدیبیہ پہونچے اور کفار مکہ سے سنا تو جنگ کی تیاری کر دی اور آپ مکہ میں نہ گئے وہیں سے صلح ہو گئی واپس چلے آئے جیسا کہ ہمنے بیان کیا تو اب منافقوں کو خواب کی تکذیب کرنے کا موقع ہاتھ آگیا کہ لوگ کہتے تھے مجھے خواب ہوا ہے کہ میں امن سے جائیں گے ارکان حج ادا کرینگے حالانکہ مکہ میں داخل بھی نہ ہونے پائے۔ اور سباب کو منافقوں نے بہت مشہور کیا۔ اِن آیات میں اُنکا جواب ہے فقال لقد صدق اللہ رسولہ الرؤیا بالحق کہ خواب کو میشک اللہ نے سچ کر دیا یعنے کر یگا۔ (قرآن میں یقینی چیز کو جو آیندہ آنے والی ہو بلفظ ماضی تعبیر کیا جاتا ہے کہ انشاء اللہ تم اطمینان وامن سے مسجد الحرام میں داخل ہو گے ارکان حج وعمرہ ادا کرو گے مگر اس سال میں یہ مقدر نہیں اِسکی حکمت تمکو معلوم نہیں وہی خوب جانتا ہے مگر اِس سے پہلے تمکو ایک نزدیک فتح دی یعنے خیبر کی فتح جلد نصیب کر دی +

الحمد للہ کہ خدا نے اپنے نبی صادق مصدوق علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خواب کو سچا کیا اُسکے اگلے سال آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کی طرف روانہ ہوئے مسلمانوں کا لشکر آپکے ساتھ تھا مکہ کے کفار گھروں میں چھپ گئے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور سب نے اطمینان سے عمرہ کیا کسی نے سر منڈوایا کسی نے بال کتروائے کسیکا خوف وخطرہ نہ تھا۔ اِسکے بعد فتح مکہ کا وہی واقعہ تھا جس کی خبر حضرت یسعیاہ علیہ السلام نے خبر دی ہے کتاب یسعیاہ کا ۶۶ باب دیکھو۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی خبر دی ہے سفر استثنیٰ ۳۳ باب درس ۲ اور ۵ زبور میں بھی اِس واقعہ کیطرف اشارہ ہے درس ۳ ہمارا خدا آوے گا یعنی آسکا رسول) اور چپا چاپ نہ رہے گا (تکبیر اور تلبیہ کی آوازیں بلند ہونگی) آگ اُسکے آگے آگے فنا کرتی جائیگی اور اُس کے آگے شدت سے طوفان ہوگا (لشکر صحابہ) وہ اوپر آسمان کو طلب کرتا اور زمین کو بھی تاکہ اپنے لوگوں کی عدالت کرے (مکہ میں عدالت ایسی ہی اُسروز آپنے کی) میرے پاک بندوں کو میرے پاس فراہم کرو جنھوں نے میرے ساتھ قربانی پر عہد کیا ہے تب آسمان اُسکی صداقت کو آشکارا کرینگے۔ فتح مکہ کے بعد سے آسمان نے حضرت کی صداقت ظاہر کر دی۔ روئے زمین پر روشن کر دیا کہ آپ وہی رسول برحق ہیں۔ اور ۷۲ زبور میں بھی جسکا آخیر فقرہ یہ ہے قومون کے امرا ابراہام کے خدا کے لوگوں سے ملکے جمع ہوئے ہیں ؛

اب آپ ہی خدا تعالیٰ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اِس شوکت کا اظہار کرتا ہے فقال ہوالذی ارسل رسولہ بالہدی و دین الحق لیظہرہ علے الدین کلہ کہ اللہ نے اپنا برحق رسول بھیجا تاکہ سب دینوں پر نبی کو یا دین حق کو اللہ غالب کرے یا اُسکیطرف سے رسول غالب کرے چنانچہ ایسا ہی ہوا بھی اور دین برحق ہونیکی گواہی دینے کو بس ہے محمد رسول اللہ وہ کون رسول ہے محمد اللہ کا رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) اسمیں ایمانداروں کے دلوں کو تسلی ہے کیونکہ حدیبیہ کے مقام میں جب صلحنامہ لکھا گیا تو بسم اللہ کے بعد اُس کی یہ عبارت تھی من محمد رسول اللہ کفار نے کہا ہم آپکو رسول اللہ نہیں جانتے اِسکو مٹا دو آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے کہا تو اِس لفظ کو مٹا دے علی رضی اللہ عنہ نے کہا مجھ سے یہ نہیں ہو سکتا کہ میں محمد رسول اللہ کے لفظ کو مٹا ڈالوں۔ پھر خود آپ نے محو کر دیا کیونکہ صلح کرنی مقصود تھی جنگ مقصود نہ تھی۔ اُنکے مٹوانے کا یہ نتیجہ ہوا کہ اللہ نے قرآن شریف میں محمد رسول اللہ لکھدیا جو قیامت تک کبھی نہ مٹے گا محمد تو اللہ کے رسول ہیں مگر والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینہم اسکے ساتھ جو پاکباز اور مقدس لوگوں کی جماعت ہے وہ ہیں جو خدا کے دشمنوں پر سخت ہیں اُنسے دبتے نہیں۔ اشداء جمع شدید رحماء جمع رحیم۔ آپس میں رحیم یعنی نرم دل ہیں۔ یہاں سے یہ بات بھی رد ہو گئی کہ صحابہ آپس میں کینہ وعداوت رکھتے تھے اور علی مرتضیٰ اُنسے ڈر کر تقیہ کرتے تھے ؛

تراہم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا یہ اُنکی تیسری صفت ہے کہ وہ اِس کثرت سے نماز پڑھتے ہیں کہ رکوع وسجدہ ہی میں کہائی دیتے ہیں دنیا کی غرض اور کسیکے دکھانے کو نہیں بلکہ خاص اللہ کیلئے اُسکے فضل اور اُسکی خوشنودی کیلئے یہ پہلی دو صفتیں معاملات کے متعلق تھیں۔ یہ صفت اُنکی ذات سے متعلق ہے۔ یعنی بڑے پرہیزگار باخدا لوگ ہیں۔ صحابہ کو بُری باتوں سے متہم کرنا بڑی بد باطنی اور اِس آیت کی مخالفت کرنی ہے اعاذنا اللہ منہ

چوتھی صفت سیماہم فی وجوہہم من اثر السجود۔ اِن کی بزرگی اور نیکی کے آثار وانوار اُنکے چہروں سے ظاہر ہیں۔ حقیقت میں انسان کا باطنی حال اُس کے چہرہ پر ظاہر ہو جاتا ہے۔ شب خیز باخدا لوگوں کے چہروں میں جو انوار وبرکات ہوتے ہیں وہ ریاکاروں اور بد باطنوں کے چہروں میں ہرگز نہیں ہوتے بشرطیکہ اُس دیکھنے کے لئے خدا نے آنکھ بھی دی ہو۔ اسلام کی یہ بھی ایک بڑی ظاہر برکت ہے کہ مسلمان ہوتے ہی اِس کے چہرہ پر نور وبرکت معلوم ہونے لگتی ہے۔ خوبصورتی و بدصورتی اور چیز ہے نورانیت و بدرونقی اور بات ہے ؛

حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے صحبت یافتوں میں جمع یہ خوبیاں ہوئیں آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اعجاز نہ تھا کہ جس نے کیسے کیسے سیاہ دلوں خونخواروں بدکاروں شہوت پرستوں کو کایا پلٹ کر دیا! اثر نبوت کا ملہ اسکو کہتے ہیں ؛

پھر فرماتا ہے ذلک شلہم فی التورات اسجگہ قرار کے نزدیک وقف ہے یعنی یہ خوبیاں انکی توریت میں موجود ہیں وشلہم فی الانجیل الگ جملہ ہے۔ اور بعض کہتے ہیں فی الانجیل پر وقف ہے کزرع الگ جملہ ہے تب یہ معنی ہونگے کہ انکی یہ خوبیاں توریت وانجیل میں ہیں اور میرا احتمال یہ بھی ہے کہ ذلک پر وقف ہے اے الامر ذلک یعنی بات یوں ہی ہے اور شلہم فی التورات الگ جملہ ہے کہ توریت وانجیل میں انکی خوبیاں مذکور ہیں۔ مگر قوی تر وہی پہلی بات ہے۔ اب ہم ایسکے مطابق شہادتیں پیش کرتے ہیں ؛

اصل توریت وانجیل اب دنیا میں باقی نہیں جو وہاں ان صفات صحابہ اور حضرت کی رسالت کو پورے پورے طور پر دکھائیں جسطرح کہ (وہ ناصری کہلائے گا) حضرت عیسی علیہ السلام کو عیسائی خدا تعالے کے نوشتوں میں نہیں دکھا سکتے اور اسبات کا ثبوت دینے بخوبی کر دیا ہے کہ اصلی توریت وانجیل اب دنیا میں نہیں جسطرح اور انبیاء علیہم السلام کی کتابیں نہیں جنکا مرجع توریت وغیرہا میں حوالہ ہے مگر اب تورات موجودہ وانجیل مروج ہی میں دکھاتے ہیں ؛

تورات سفر استثنا تینتیسویں باب کے شروع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے صحابہ کی نسبت یہ لکھا ہوا ہے **قولہ** خداوند سینا سے آیا اور شعیر سے انپر طلوع ہوا فاران ہی کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا دس ہزار قدسیوں کے ساتھ آیا اور اُسکے داہنے ہاتھ میں ایک آتشی شریعت اُنکے لئے تھے ؛ اِس عبارت کی تاویل میں اہل کتاب گو بہت کچھ پیچتاب کہاتے ہیں مگر کوئی بات بن نہیں آتی۔ یہی کہ سینا سے مراد کوہ سینا رہے اور کوہ طور بھی وہی ہے وہاں سے خداوند کا آنا حضرت موسی علیہ السلام کو توریت عطا کرنا مراد ہے مگر کوہ شعیر اور فاران کے پہاڑ تو عرب میں ہیں جنکا سلسلہ مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ تک ہے انہیں سے فاران کے پہاڑ وہ ہیں جو کہ کے متصل ہیں اور جبل شعیر مدینہ کے متصل ہے وہاں سے تو حضرت موسی کا ظہور ہوا نہ حضرت عیسی کا علیہما السلام اور نہ دس ہزار قدسی یعنی پاکباز موصوف بصفات حمیدہ لوگ موسی کے ساتھ تھے بلکہ وہ لوگ تھے کہ جنپر انکی بیہودگی ونافرمانی سے بارہا خدا تعالی ناخوش ہوا اور فرمادیا کہ انکو شام کا ملک دیکھنا نصیب نہ ہوگا اور نہ حضرت عیسی کے ساتھ ایسے لوگ تھے کیونکہ انکو تو حضرت عیسی نے بے ایمانی کا لقب دیا اور نہ حضرت عیسی علیہ السلام کے داہنے ہاتھ میں آتشی شریعت تھی پس ثابت ہوا کہ وہ خاص حضرت محمد علیہ الصلوۃ والسلام ہیں اور صحابہ کی جماعت کی نسبت فرمایا والذین معہ اخ قدسی لوگ تھے اور آپ ہی کے داہنے ہاتھ میں آتشی شریعت تھی جنسے تبکدے اور قمار خانے اور زنا خانے جلائے۔ پھر اسی باب میں آگے چلکر فرماتا ہے ہاں وہ اُس قوم سے بڑی محبت رکھتا ہے (والذین معہ سے) اُسکے سارے مقدس تیرے ہاتھ میں ہیں اور وہ تیرے قدموں کے نزدیک بیٹھے ہیں اور تیری باتوں کو مانیں گے بجز صحابہ کے اور کسی نبی کے پیرو دس پانچ نبی کی ایسی اطاعت و فرمانبرداری نہیں کی شلہم فی التورات کا جملہ صادق آیا اب شلہم فی الانجیل کا بیان سنئے انجیل متی کے تیرہویں باب میں کھیتی کی مثال دو جگہ بیان ہے آٹھویں جملے میں ہے اور کچھ (تخم) اچھی زمین میں گرا اور پھل لایا کچھ سو گنا کچھ ساٹھ گنا کچھ تیس گنا یہ صحابہ کی مثال ہے پارہ ۳ و ۴ جملے میں ہے وہ اچھی زمین عرب ہے جہاں تخم ہدایت بویا گیا صدیق اکبر کے عہد میں اسکا پھل لگا سو گنا عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں فتوحات کثیرہ کی وجہ سے ساٹھ گنا عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں تیس گنا علی رضی اللہ عنہ کے عہد میں اور حضرت نے بھی فرمادیا تھا کہ خلافت میرے بعد تیس برس تک رہیگی۔ آیت کے بھی یہی معنی ہیں کہ پیڑ اگا عرب کی زمین میں فارنہ پہرہ قوی ہوتا گیا صدیق کے عہد میں پھر عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں بالکل قوی ہوا فاستغلظ فاستوی علی سوقہ کہ کافر اس سے جلنے لگے۔ اللہ کا ایماندار لوگوں کے لئے مغفرت واجر عظیم کا وعدہ ہے۔ سورۃ کے اول میں فتح اور اخیر میں مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ ہے اور یہ ثابت ہوا کہ جو صحابہ سے جلتے ہیں وہ کافر ہیں ؛

سورہ حجرات مدینہ مین نازل ہوئی اسکے اٹھارہ آیات دو رکوع ہین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ

اے ایمان والو اللہ اور اسکے رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرو۔ کیونکہ اللہ سنتا جانتا ہے۔ اے ایمان والو بلند نکرو اپنی آوازین

فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ

نبی کی آواز سے اور اس سے پکار کر بات نکیا کرو جیسا کہ تم ایک دوسرے سے کیا کرتے ہو کہین تمھارے اعمال نہ برباد ہوجاوین اور تمھین خبر بھی نہو۔ جو اپنی آوازین

اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِیْمٌ اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَكَ مِنْ

رسول اللہ کے پاس پست کرتے ہین انہین کے دلون کو اللہ نے پرہیزگاری کیلئے جانچ لیا ہے۔ انکے لئے بخشش اور بڑا اجر ہے۔ وہ جو تمکو حجرونکے باہر سے پکارتے ہین

وَرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَیْهِمْ لَكَانَ خَیْرًا لَّهُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ

اکثر تو بیوقوف ہین اور اگر وہ ٹہرتے یہان تک کہ تو انکے پاس نکل کر آتا تو انکے لئے بہتر ہوتا۔ اور اللہ مغفور رحیم ہے۔

یہ سورہ بالاتفاق مدینہ مین نازل ہوئی ہے۔ سورہ فتح کے اخیر مین صحابہ کا مرتبہ اور انکی بزرگی بیان ہوئی تھی اس لئے اس سورہ مین چند آداب تعلیم کرتا ہے تاکہ ان کے برخلاف عمل کرنے سے اس بزرگی مین فرق نہ آوے۔ اس سورہ مین تمدن کے متعلق وہ احکام بیان فرمائے ہین کہ جن سے قوت اعوانیہ و طاقت اجتماعیہ جو اتفاق و محبت باہمی پر مبنی ہے قائم رہے۔ اور سب سے اول مسئلہ سردار کی تعظیم و عظمت کا ہے کیونکہ اس کی عزت دل مین ہوگی تو اُس کے احکام کی تعمیل بھی ہوگی وہی تو اس قوت کا جمع رکھنے والا ہے اس لئے سب سے اول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب سے ادب ملحوظ رکھنے کے احکام صادر فرمائے

اول حکم

فقال یا ایہا الذین امنوا لا تقدموا الخ یہہ پہلا حکم ہے۔ کہ اسکے رسول کے آگے نہ بڑھو۔ اللہ کا لفظ اس لئے ذکر کیا کہ رسول اللہ کا نائب ہے اس کی گستاخی اللہ کی گستاخی اور اس کی تعظیم اللہ کی تعظیم ہے۔ آگے بڑھنے سے کیا مراد ہے؟ یعنی کسی بات مین حضرت صلعم کے سامنے جلدی نکرو بلکہ تابع رہو۔ حضرت سے پہلے آپ کوئی حکم نہ دو آپ کے سامنے کسی کام مین سبقت نکرو چلنے مین بات کرنے مین حکم دینے مین کھانے مین کسی کے سوال کے جواب دینے مین آگے بڑھکر بیٹھنے مین عام ہے۔ اور اللہ سے ڈرو اللہ تمھاری باتین سنتا ہے دل کے احوال جانتا ہے۔

دوسرا حکم

دوسرا حکم یا ایہا الذین آمنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی کہ نبی کی آواز سے اپنی آواز بلند نکیا کرو پست آواز اور نرمی سے بات کیا کرو کس لئے کہ سردار کے سامنے غل مچا کر اور ٹہین ٹہین آواز سے باتین کرنا نہ تنہا گستاخی بلکہ بدتہذیبی بھی ہے۔ مہذب لوگ پست آواز سے باتین کیا کرتے ہین۔ بخاری نے اور مسلم نے اور دیگر محدثین نے نقل کیا ہے کہ ثابت بن قیس اس آیت کے نازل ہونے کے بعد غمگین ہوکر گھر مین بیٹھ رہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا اسنے عرض کردیا میری آواز بلند ہے میرے اعمال حبط ہوگئے مین جہنمی ہوگیا آپکے سامنے بلند آوازی سے کلام کرنیسے آنحضرت نے فرمایا تو جنتی ہے۔ الغرض جن صحابہ کی آوازین بلند تھین اس آیت کے بعد سے وہ اسطرح پست آواز سے بات کرتے تھے کہ پوچھنے کی حاجت پڑتی تھی۔

تیسرا حکم

تیسرا حکم ولا تجہروا لہ بالقول کجہر بعضکم لبعض نبی سے اسطرح سے پکار کر اور خطاب کرکے باتین نکیا کرو کہ جس طرح آپس والون سے کرتے ہین۔ دوسرے حکم مین مطلقاً آواز بلند کرنی کی حضرت کے روبرو ممانعت تھی خواہ حضرت سے خواہ کسی اور سے نہ پیخواہ غل نہ مچاؤ یہان خاص آنحضرت صلعم سے بات کرنے کا آدب:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰي مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ ۝ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ

اے ایمان والو اگر کوئی فاسق تمھارے پاس کوئی خبر لاوے تو اسکو تحقیق کر لو کہیں کسی قوم پر بیخبری سے نہ پہنچو پھر اپنے کئے پر پشیمان ہونے لگو۔ اور جان رکھو تم میں اللہ کا رسول

لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ ۭ

موجود ہے اگر وہ بہت سی باتوں میں تمھارا کہنا مانے تو تم پر مشکل پڑ جاوے لیکن اللہ نے تمھارے دلوں میں ایمان کی محبت ڈالدی اور اُسکو تمھارے دلوں میں کھپا دیا اور تمھاری نظر میں کفر اور بدکاری اور نافرمانی کو

اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ۝ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَنِعْمَةً ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ وَاِنْ طَاۗىِٕفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا ۚ فَاِنْ

برا کر دیا۔ یہی لوگ نیک چلن ہیں اللہ کے فضل اور احسان سے۔ اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے اور اگر مؤمنوں کے دو گروہ باہم لڑ پڑیں تو ان میں صلح کرا دو پھر ایک گروہ

بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَي الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْۗءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ فَاۗءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ

دوسرے پر سرکشی کرے تو سرکشی کرنے والے سے لڑو یہاں تک کہ وہ گروہ حکم خدا کی فرمانبرداری پر آجاوے۔ پھر اگر وہ آجاوے تو ان میں انصاف سے صلح کرا دو اور انمیں انصاف کرو

يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ ع ۱۰

انصاف کرنیوالوں سے محبت ہے۔ ایمان والے جو ہیں تو بھائی بھائی ہیں پھر اپنے دو بھائیوں میں ملاپ کرا دو اور اللہ سے ڈرو تاکہ تم پر رحم کیا جاوے۔

ان تصیبوا مفعول لہ ای کراھۃ ان تصیبوا او مخافۃ ان تصیبوا او لئلا تصیبوا بجھالۃ حال من الفاعل ای جاھلین - لو یطیعکم مستانف ویجوز ان یکون فی موضع الحال والعامل فیہ الاستقرار کقولک مررت برجل یوکل بکلتی فکما جاز وقوعہ صفۃ للنکرۃ جاز وقوعہ حالا فصلا مفعول لہ طائفتان فاعل بفعل محذوف - اخویکم بالتثنیۃ والجمع الاخوۃ جمع الاخ -

سکھایا گیا ہے - فرمایا ایسی گستاخی میں اعمال حبط ہو جانے کا ڈر ہے - الحمد للہ امت محمدیہ خصوصاً صحابہ رضؓ نے اس حکم کی کمال درجہ تعمیل کی ابتک حرمین شریفین میں بلند آواز سے کوئی بات نہیں کرتا کسی کو دور سے بلایا جاتا ہے تو اشارہ سے - افسوس ہندوستان کے مسلمانوں پر کہ مساجد میں کیسا غل مچاتے ہیں اور اکابر اور بزرگان دین کے سامنے بات کرنے میں تہذیب و ادب انکے نصیب نہیں الا ماشاء اللہ - کیسی بے تہذیبی آگئی ہے -

اب پست آوازی سے بات کرنے والوں کے محامد بیان فرماتا ہے فقال ان الذین یغضون اصواتھم عند رسول اللہ اولئک

الذین امتحن اللہ قلوبھم للتقوی لھم مغفرۃ واجر عظیم کہ جو لوگ نبی کے سامنے پست آواز سے بات کرتے ہیں اللہ نے انکے دل پرہیزگاری کے لئے خاص و ممتاز کر لئے ہیں یعنے انکے دلوں میں تقوی ہے انکے لئے مغفرت اور اجر عظیم ہے صحابہ خصوصاً خلفاء اربعہ اس صفت سے موصوف تھے کیوں نہ ہو انکی نسبت تورات میں اول ہی سے آگیا ہے کہ وہ تیرے قدموں کے نزدیک بیٹھیں ہیں اور تیری باتوں کو مانیں گے -

اسکے بعد اس حکم کے خلاف کرنے والوں کا حال بیان فرماتا ہے فقال ان الذین ینادونک من وراء الحجرات اکثرھم لا یعقلون -

حجرات کو جمہور نے بضم جیم پڑھا ہے یہ حجرہ کی جمع ہے جیسا کہ غرفہ کی جمع غرفات اور ظلمۃ کی ظلمات - حجرہ گھر خلوت خانہ جسکی چار دیواری ہو اس سے مراد ازواج مطہرات کے مکانات ہیں - یعنے جو لوگ آپ کو حجرات کے باہر سے پکارتے ہیں وہ اکثر بیعقل ہیں یہہ عرب کے گنواروں کی عادت تھی جیسا کہ ہند کے گنواروں کی عادت ہے کہ کسی بزرگ سے ملنے گئے اور وہ اپنے مکان میں ہے باہر آنے کا انتظار نہیں کرتے پکارنے لگتے ہیں - نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ایسا ہی اتفاق ہوا تھا احمد و ابن جریر و ابن نجود و طبرانی وغیرہ نے نقل کیا ہے کہ اقرع بن حابس نے آکر پکارا تھا یا محمد اخرج الیّ اے محمد باہر آ - ابو یعلی و مسدد و ابن راہویہ و ابن مردویہ و طبرانی نے نقل کیا ہے کہ عرب کے چند آدمی آئے اور حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو باہر سے

پکارنے لگے یا محمد یا محمد - اسپر یہہ آیت اُتری - ادب سکھاتا ہے ولو انہم صبروا حتی تخرج الیہم لکان خیرا لہم کہ اگر وہ صبر کرتے ہین یہانتک کہ اسی نبی تو از خود باہر نکل کر انکے پاس آجاتا تو اُن کے لئے بہتر تھا - واللہ غفور رحیم اللہ اُن کی اس بے ادبی کو جو جہالت و بیعقلی سے سرزد ہوئی ہے معاف کردے گا اگر وہ توبہ کرینگے اُس کے بعد سے پھر کبھی کسی نے ایسا نہین کیا عرب مین صلاحیت کا مادہ بہت کچھ ہے انکا دہان کے بدو اور جگہہ کے نہذیب یافتون سے بات چیت مین اور دیگر امور مین مہذب ہین جبکہ دہان کے گھوڑے مین یہہ صلاحیت ہے تو آدمیون کا کیا کہنا ہے اسی حکمت سے اس سرزمین پر خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے -

چوتھا حکم یا ایہا الذین آمنوا ان جاءکم فاسق بنبا فتبینوا کہ اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لاوے تو جانچ لیا کرو یہہ نہین کہ جو کسی سے سنا یقین کر لیا اور اسپر کاربند ہوگئے کیونکہ ایسی صورت مین باہم لڑنے کیلئے بہت سے جھوٹے افسانے بنا لایا کرتے ہین اُنپر باور کرکے کسی سے لڑ پڑے یا رنجیدہ ہوکر انکے برخلاف کر بیٹھے تو پھر دریافت حال ہونے کے بعد ندامت اُٹھانی پڑے -

یہہ مسئلہ اصول تمدن مین سے ہے - کیونکہ ہر شخص کی بات کو خصوصاً لڑائی اور بدگوئی کی بابت باور کر لینا بڑی خرابیان پیدا کرتا ہے عقل اور قرائن سے بھی دریافت کر لینا چاہئے - فاسق کا لفظ اسبات کو تبلا رہا ہے کہ اگر کوئی نیک کہے تو باور کرو - خبر کے متعلق اس آیت سے اہل فقہ و اہل اصول فقہ و اصول حدیث نے بہت سے مسائل ثابت کئے ہین جنکا ذکر فن تفسیر سے باہر ہے اسلئے ترک کرتا ہون -

اس آیت مین حکم عام ہے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مین بھی کوئی ایک ایسی بات ہوئی ہے جو اس آیت کے حکم مین شامل ہے جسکو مفسرین اسکا شان نزول کہتے ہین اور وہ یہہ ہے امام احمد وغیرہ نے نقل کیا ہے کہ حارث بن ضرار خزاعی کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے زکات پر متعین کرکے اس کی قوم مین بھیجا ان نے اس مین خلل اندازی کردی تب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ولید بن عقبہ کو وصول کرنے کے لئے بھیجا اس نے آکر جھوٹھ موٹھ کہدیا کہ حارث مقابلہ مین آیا اور مجھے قتل کرنے پر آمادہ ہوگیا اس پر ایک لشکر جرار ہوکر حارث کے مقابلہ کو چلا ادہر حضرت صلعم کی خدمت مین زکوۃ لئے آرہا تھا کہ رستہ مین لشکر سے ملا دریافت ہوا تو تعجب ہوا پھر سب آنحضرتؐ کے پاس واپس آئے حارث نے قسم کھائی کہ مین نے ہرگز ایسا نہین کیا تب یہہ آیت نازل ہوئی - ایسا واقعہ بھی ہوا ہو مگر آیت مین کسی شخص کی طرف اشارہ نہین عام حکم ہے -

اس بات سے لوگون کے دل مین خیال پیدا ہوتا ہوگا کہ ہماری بات اور خبر نہین مانی جاتی نہ ہماری رائے و تدبیر کی پابندی ہوتی ہے اور انسان کا یہہ مقتضیٰ طبعی ہے کہ وہ دوسرے کو اپنے قول کا تابع اور اپنی خواہش کا پابند کرنا چاہتا ہے مگر حضرت رسالت مین اُس کی کہان گنجائش تھی اس لئے فرماتا ہے واعلموا ان فیکم رسول اللہ یاد رہے کہ تم مین اللہ کا رسول ہے - رسول الہام و وحی سے حکم دیتا ہے پھر اس کے برخلاف کسی کی رائے اور بات کیا ہے - ولو یطیعکم فی کثیر من الامر لعنتم اگر اکثر باتون مین تمہارے کہنے پر چلا کرے تو خود تم مشقت مین پڑ جاؤ کس لئے کہ تمہاری بہت سی باتین خطا سے خالی نہین ہوتین اُنپر وہ چلے اور تم بھی ساتھ چلو تو انجام برا ہو - کشتی کا ناخدا اگر اسکے اندر بیٹھنے والون کے کہنے پر ہر جا مین چلے تو جہاز غرق ہوجاوے مگر اسی صورت مین ہے کہ رسول کو اپنی مرضی کے تابع کرکے بے ایمانی اور نافرمانی اور بدکاری کے رویہ کو پسند کر و بلکہ ولکن اللہ حبب الیکم الایمان وزینہ فی قلوبکم اسنے ایمان کو تمہارا پسند اور مرغوب طبع

کردیا ہے وکرہ الیکم الکفر والفسوق والعصیان کفر و بدکاری و نافرمانی سے تم کو نفرت دلادی ہے اس لئے تم دل سے رسول کی اطاعت کو پسند کرتی ہو اور کیون نہو اولئک ہم الراشدون فضلا من اللہ ونعمۃ ایسے لوگ اس کے فضل سے وعنایت سے راشد یعنی راستی پسند حق جو حق گو حق پر چلنے والے ہین۔

ان جملون سے بھی صاف خصوصاً خلفاء اربعہ کے بہت فضائل ثابت ہوئے ۔ پھر ان کی نسبت یہ خیال کرنا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ لوگ مرتد ہوگئے اور سرکشی اور بے دینی کرنے لگے تھے اس لئے انہون نے حق اور اہل بیت پر ظلم کئے ان کا حق خلافت چھین لیا اور باغ فدک دبا بیٹھے وغیرہ وغیرہ) کمال بدگمانی اور ان آیات سے سر تابی ہے ۔ جو لوگ ایسے ہون کہ انکی توریت و انجیل مین مع ہو قرآن مین انکے یہ محامد ہون کہ اللہ اُن سے راضی ہوگیا وہ باہم رحیم کفار پر سخت غازی و پرہیزگار مومن ایمان ان کے دل مین جاگزین ہوگیا کفر و بدکاری سے اُن کو نفرت ہے اور وہ راشد ہین پھر ان سے یہ باتین جو غلط گو رادیون نے اتہام لگانے کے لئے نقل کین ہین سرزد ہون؟ اور باوجود اس کے اشاعت اسلام وجہاد مین ان کی کوششون اور صلاحیت و پرہیزگاری پر مخالفین بھی گواہیان دیتے ہون؟ تعجب تعجب ۔ معاذ اللہ یہ چند غلط گو رطب و یابس قصہ نقل کرنے والے (جنکی اندرونہ حالت مشکوک ہو) تو سچے ٹھہرین اور خدا کا کلام اور موافق و مخالف کی تاریخین اور اُن کے بڑے بڑے کارنامے سب جھوٹھہ ٹھہرجاوین ۔

پانچوان حکم وان طائفتان من المومنین اقتتلوا فاصلحوا بینہما اگر مسلمانون کی دو جماعتون (یا دو شخصون مین) لڑائی ہوجاوے تو باہم ملاپ کرادو بخاری و مسلم نے اس آیت کے متعلق بھی ایک قصہ نقل کرکے اُسکو اس کا شان نزول قرار دیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوکر عبداللہ بن ابی منافق کے سمجھانے کو تشریف لے گئے اسنے کہا مجھ سے دور رہئے آپ کے گدھے کی بدبو مجھ تکلیف دیتی ہے کسی انصاری نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گدھے کی بو تیری بو سے عمدہ ہے اسپر دونو کا کوئی غصہ ہوا ادھر سے بھی لوگ بگڑے باہم مار پیٹ کی نوبت پہونچی آخر آنحضرتؐ نے ان مین ملاپ کرادیا ۔ اسی طرح اوس وخزرج انصار کے دو قبیلون مین بارہا جھگڑے برپا ہوئے آپ نے باہم ملاپ کرادیا ۔ یہ بھی حکم عام ہے ۔ پھر اس فساد کی چنگاری کو جلد بجھانے کی تاکید کرتا ہے فقال فان بغت احدہما الخ یعنے صلح کو نہ مانکر اگر پھر ایک فریق دوسرے پر چڑھائی کرے تو چڑھائے کرنے والون کو قتل کرو کیونکہ یہ تمام قوم مین آتش فساد بھڑکانا چاہتے ہین) یہانتک کہ یہ چڑھائی کرنے والے اللہ کے حکم کی طرف رجوع کرین پس جب رجوع کرین جنگ سے باز آوین تو چھوڑ دو اور باہم ملاپ اور صلح کرادو اور عدل و انصاف ملحوظ رکھو کسی کی قلت وکثرت زور و شوکت کو نہ دیکھو۔

اور یہ کس لئے کہ انما المومنون اخوۃ ایماندار سب بھائی بھائی ہین ان سب کا ایک روحانی باپ ہے یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فاصلحوا بین اخویکم اپنے دو بھائیون مین صلح کرادو واتقوا اللہ اور اللہ سے ڈرو ۔ کسی کو اشتعال نہ دلاؤ نہ لڑانے کی باتین کرو نہ کسی کی رعایت کرو ان باتون مین اللہ سے ڈرو لعلکم ترحمون تاکہ تمپر اُسکی مہربانی رہے ۔ اور اتفاق قائم رہنا بھی خدا کی بڑی مہربانی ہے جسکے دنیا و آخرت مین صدہا عمدہ نتیجے اور میٹھے پھل ہین ۔

اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ گناہ کبیرہ کرنے سے کافر نہین ہوجاتا کس لئے کہ قتال باہمی کبیرہ ہے اور اُس کے مرتکب کو بھی بلفظ مومن تعبیر کیا ہے ۔ اور یہ اس لئے کہ ایمان تصدیق قلبی کا نام ہے اقرار باللسان اور اعمال صالحہ اسکی زینت ہیں جسکے فوت ہونے سے بے زینت ایمان تو ضرور باقی رہتا ہے ۔

فضائل صحابہ

پانچوان حکم

گناہ کبیرہ سے ایمان نہین جاتا

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ

اے ایمان والو کوئی قوم کسی قوم پر نہ ہنسے شاید وہ انسے بہتر ہون اور نہ کوئی عورت کسی عورت پر ہنسے شاید وہ اس سے بہتر ہو اور آپس مین طعنہ زنی نکرو

وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ۭ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا

اور نہ برے نام سے چڑاؤ - فسق کے نام لینے ایمان کے بعد بہت برے ہین - اور جو کوئی باز نہ آئے تو وہی ظالم ہے - اے ایمان والو بہت سی بدگمانیون سے

مِّنَ الظَّنِّ ۡ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ۭ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ۭ

بچتے رہو کیونکہ بعض گمان گناہ ہے اور نہ ٹٹول کرو اور نہ کوئی کسی کی غیبت کرے کیا تم مین سے کوئی پسند کرتا ہو کہ اپنے بھائی مردہ کا گوشت کھاوے پھر اس سے تم

وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَاۗىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا

گھن آتی ہے - اور اللہ سے ڈرو - بیشک اللہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے اے لوگو ہمنے تم سب کو ایک ہی مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے اور تمھارے خاندان اور قومین جو بنائی ہین تو اپس مین

اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ۝

کیلئے - بیشک عزت دار تو اللہ کے نزدیک تم مین سے وہ ہی جو زیادہ پرہیزگار ہے بیشک اللہ جاننے والا خبردار ہے

السخریۃ الاستہزاء ولیعدی بعلی ومن - اللمز العیب قال ابن جریر اللمز بالید والعین واللسان والاشارۃ والھمز لایکون الا باللسان التنابز التفاعل من النبز بالسکون وھو المصدر والنبز بالتحریک اللقب مطلقا ولکن خص فی العرف بالقبیح والجمع انباز والالقاب جمع لقب وھو مایذکر بہ الانسان من اوصاف والمراد بہنا لقب السوء - اجتنبوا یقال جنبتہ الشر اذا ابعدتہ عنہ واصلہ جعل الشی فی جانب فیعدی الی مفعولین کما فی قولہ تعالی واجنبنی وبنی ان نعبد الاصنام ومطاوعہ اجتنب الشر فنقص مفعولا - میتا حال عن اللحم وعن الاخ فکرتموہ الفار الترتیب بالعدبا علی ماقبلہا من التمثیل المضیف فکرتموہ ۵ عائد الی الاکل اوالی اللحم اوالی المیت -

تفسیر

یہ چھٹا حکم ہے فقال یاایہا الذین لمنوا لایسخر قوم من قوم کہ کوئی کسی سے تمسخر نکرے - گو قوم کا لفظ ہے مگر مراد اسکے افراد ہین اور مجموعی حالت بھی مراد ہے - تمسخر ہنسی ٹھٹے مین کسی کو بے عزت کرنا - یہ باہمی عداوت کی جڑ ہے ٹھٹے مین اوراننا اور دل دکھانا جہلاء اور خفیف لوگون کی حرکت ہے عسی ان یکونوا خیرا منہم شاید کہ وہ لوگ کہ جن کو تم ٹھٹے مین اوڑاتے ہو تم سے بہتر ہون - ابن مسعود رض فرماتے ہین کہ بلا بات سے پیدا ہوتی ہے جو کوئی کسی پر جس بات مین ہنسی کرے گا اس مین خود مبتلا ہوگا اگر کسی کی کانی آنکھ پر ہنسے گا تو خوف کرے کہ خود کانا نہو جاوے یا اس سے زیادہ کسی بلا مین گرفتار ہو جاوے - کیونکہ خدا قادر ہے جو چاہے کر سکتا ہے قوم کا لفظ بظاہر مردون کو شامل تھا اس لئے عورتون کو بھی مخاطب کرتا ہے ولا نساء من نساء الخ اور نہ کوئی عورت دوسری عورت سے تمسخر کرے کیا معلوم کہ وہی اس سے خدا کے نزدیک بہتر ہو پھر کیا یہ مشیت الہی پر ہنسی کرتی ہے ؛

ساتواں حکم ولا تلمزوا انفسکم کہ کوئی کسی کو طعنہ تمسخر زنی بھی دل دکھانے والی چیز ہے جس سے اتفاق و محبت مین فرق آجاتا ہے اور انفسکم کے لفظ مین اس طرف اشارہ ہے کہ تم بنی آدم ایک ہو دوسرا شخص کہ جسکو تم طعنہ دیتے ہو وہ بمنزلہ تمھارے نفس کے ہی بوجہ اخوت انسانی یا اخوت اسلامی کے -

جیسا کہ فرمایا تھا و تقتلوا انفسکم کہ اپنے جانون کو قتل نکرو حالانکہ غیر کی جان مارنا مراد تھا غیر کو طعنہ دینا گویا اپنے آپ کو طعنہ دینا ہے کیونکہ وہ بھی تمھارا بھائی ہے یا یہ کہ وہ الٹ کر تم کو طعنہ دے گا تم نے غیر کو طعنہ دیکر اپنے آپ کو طعنہ دلایا -

اجتناب حکم

اجتنبوا حکم ولا تنابزوا بالالقاب کسی کو چڑانے والے نامون سے نہ پکارو - جیسا کوئی یہودی یا نصرانی مسلمان ہوجاوے اُسکو یہودی یا نصرانی کہا جاوے یا جس نام کو انسان اپنے لئے مکروہ سمجھے اس سے اسکو نا فرو کیا جاوے - اسی طرح لنگڑا ہینگا اندہا کانا لولا وغیرہ صفات مذمومہ سے یاد کرنا خواہ دراصل اس مین وہ اوصاف موجود ہون ممنوع ہے - اسی طرح جاہلیت کے نام اور صفات سے یاد کرنا بھی ناجائز ہے - یا کسی کا ابتدای نام مکروہ تھا اس نے اُس کو بدل دیا ہو پھر اُسکو اس پہلے نام سے پکارنا بھی ممنوع ہے کیونکہ یہ سب باتین دل دکھانے والی ہین جنسے باہمی رنجش اور عداوت پیدا ہونے کا اندیشہ ہے - ہان جو عیب دار نامون سے مشہور ہین اور پھر وہ انسے برا بھی نہین مانتے انسے یاد کرنا ممنوع نہین جیسا کہ اعرج واحدب - اور اسی طرح عمدہ صفات جن لوگون مین ہین اور انسے وہ ملقب ہوگئے ہین انسے یاد کرنا بھی ممنوع نہین جیسا کہ ابوبکر کو صدیق اور عمر کو فاروق اور عثمان کو ذی النورین اور علے کو بوتراب یا حیدر کہتے تھے رضی اللہ عنہم اجمعین -

بئس الاسم الفسوق بعد الایمان پھر اس حکم کو موکد کرتا ہے کہ ایمان لانے کے بعد بُرے فسق اور برائی کے نامون سے یاد کرنا بری بات ہے ومن لم یتب فاولئک ہم الظالمون اور جو کوئی ایسے نامون کے لینے سے باز نہ آوے تو وہی ظالم یعنی بڑا گنہگار دل دکھانے والا ہے نہ وہ کہ جنکو ان نامونسے یاد کیا گیا

ظن حکم

ظن حکم یا ایہا الذین امنوا اجتنبوا کثیرا من الظن کہ بدگمانیون سے بچو - معاذ اللہ یہ بدگمانی بھی فساد کی جڑ ہے بعضون کو مرض ہوتا ہے کہ ہر بات مین اور ہر ایک کی نسبت ان کو بُرا ہی خیال پیدا ہوتا ہے جس سے بڑی بڑی خرابیان پیدا ہوتی ہین جب تک کوئی وجہ معقول نہ ہو کیون بدگمانی کی جاوے ؟ - اس بدگمانی سے گھر برباد ہوگئے ہین خاوند باہر گیا پیچھے بیوی کی نسبت بدگمانیان پیدا کرلین یا وہ کہین مہمان یا کسی ضرورت کو گئین یا کسی ضرورت سے کسی اجنبی سے بات کرنے کی حاجت پڑی بدگمانی پیدا کرلی یا کسی شخص کو متہم کردیا یا خواہ مخواہ کسی کو بدخواہ اور دشمن سمجھ لیا - ظن سے تعمیم مراد نہین جو خبر احاد قیاس و دیگر چیزون کو مستثنی کرنے کی ضرورت پڑے بلکہ اس سے مراد بدگمانی ہے فرماتا ہے ان بعض الظن اثم کہ بعض گمانات گناہ ہین - ایسی بدگمانیون سے انسان گناہگار ہوتا ہے اب یہ شبہ ہوتا تھا کہ بدگمانی کی ممانعت ہے اچھا ہم تحقیق کرین گے تو اس لئے اس کے بعد دستور ان حکم اس تحقیق وتفتیش کی بابت دیتا ہے - فقال ولا تجسسوا کہ کسی کی عیب جوئی بھی نکرو - کسی کے عیب دریافت کرنا اور اُنکی تفتیش کرنا بچئے کیونکہ اسمین سراسر بُرائی ہے ابوداود نے روایت کی ہے کہ ابن مسعود رض کے پاس کوئی شخص حاضر کیا گیا اور کہا گیا کہ اسکی داڑہی مین سے شراب ٹپکتی ہے فرمایا ہمکو تفتیش کرنے سے منع کیا گیا ہے ہان جو بات ظاہر ہوگی ہم اس پر مواخذہ کرین گے - ابوداود و نسائی نے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر تو مسلمانون کے عیب ڈہونڈہنے کے درپے ہوگا تو کام خراب ہوجاوے گا مسلم نے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو کوئی کسی کی پردہ پوشی دنیا مین کرے گا خدا اُسکی پردہ پوشی آخرت مین کرے گا -

تجسس حکم

ولا یغتب بعضکم بعضا کوئی کسی کی غیبت یعنے بدگوئی نکرے - صحیح مسلم مین ایک حدیث ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تم جانتے ہو غیبت کیا ہے لوگون نے عرض کیا اللہ اور رسول ہی جانتا ہے فرمایا اپنے بھائی کی وہ بات ذکر کرنی جو اُس کو بری معلوم ہو کسی نے عرض کیا اگر وہ اصل اس مین وہ بات ہو تو پھر کیا فرمایا یہی تو غیبت ہے اگر اس مین وہ بات نہین پھر تو بہتان ہے - پھر اس غیبت کی برائی کو ایک تمثیل مین بیان کرتا ہے جس سے نہایت بُرائی اور کراہت سمجھی جاتی ہے فقال ایحب احدکم کہ بھلا کوئی بھائی کا مردار گوشت کھانا پسند کرتا ہے ؟ - نہین -

جسکی غیبت ہوتی ہے وہ غائب ہوتا ہے اس لئے اُسکو مردہ سے تشبیہ دی یعنی وہ مردے کے مانند بے خبر ہے اور یہ اُسکی بُرائی کرنا اسکا گوشت کھانا ہے - انسان اور وہ بھی بھائی اسکا زندہ گوشت کوئی کھانا پسند نہین کرتا چہ جائے کہ مردار گوشت فرماتا ہے اللہ سے ڈرو - توبہ کرو وہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے غیبت سے بھی باہمی عداوت پیدا ہوتی ہے اُسکی بُرائی احادیث مین بکثرت موجود ہے -

قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ؕ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَاِنْ تُطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ

بدو کہتے ہین ہم ایمان لائے - تو کہہ تم ہرگز ایمان نہین لائے ہان یہہ کہو کہ ہم تابعدار ہوگئے حالانکہ ابھی تک تمھارے دلون مین ایمان نہین آیا - اور اگر تم اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت

اَعْمَالِكُمْ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ

کروگے تو تمھارے کاموں مین سے کچھ کم نہ کرے گا البتہ اللہ بخشنے والا مہربان ہے ایمان والے - تو وہی ہین کہ جو اللہ اور اُسکے رسول پر ایمان لائے پھر انکو شک نہین ہوا اور اپنے مال اور جان سے

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝ قُلْ اَتُعَلِّمُوْنَ اللّٰهَ بِدِيْنِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ

اللہ کی راہ مین جہاد کیا - وہی سچے ہین - کہہ کیا تم اللہ کو اپنی دین داری جتاتے ہو؟ - حالانکہ وہ جانتا ہے جو کچھ کہ آسمانون اور زمین مین ہے اور اللہ ہر چیز سے

عَلِيْمٌ ۝ يَمُنُّوْنَ عَلَيْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا ؕ قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَيَّ اِسْلَامَكُمْ ۚ بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ لِلْاِيْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝

خبردار ہے - تجھپر احسان جتلاتے ہین کہ اسلام لائے - کہہ مجھپر اپنے اسلام کا احسان نہ جتلاؤ - بلکہ اللہ تمپر احسان رکھتا ہے کہ تمکو ایمان کی ہدایت دی اگر تم سچے ہو -

اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝

اللہ آسمانون اور زمین کی مخفی چیزین جانتا ہے - اور اللہ دیکھ رہا ہے جو کچھ تم کر رہے ہو -

---

الشعوب جمع شعب بفتح الشین ہوا علی طبقات النسب تحتہ قبائل جمع قبیلۃ وبعدہا العمائر ثم البطون ثم الافخاذ ثم الفصائل خزیمۃ شعب کنانۃ قبیلۃ قریش عمارۃ بکسر العین قصی بطن ہاشم فخذ العباس فصیلۃ

بارھوان حکم جسکو اور دوسرے پارے مین بیان فرماتا ہے یاایہا الناس انا خلقناکم من ذکر وانثی کہ اے لوگون ہم نے تم سب کو ایک مرد یعنی آدم اور ایک عورت یعنی حوا سے پیدا کیا ہے تم سب کی ایک ذات اور ایک نسب ہے وجعلناکم شعوبا وقبائل لتعارفوا پھر تمھارے قبیلے اور تمتے جدے جدے کر دئے پہچان کے لئے نہ کہ فخر کرنے کے لئے کیونکہ نسب تو سب کا ایک ہی اب یہہ فخر کی چیز نہین بلکہ پرہیزگاری کیلئے کہ ان اکرمکم عند اللہ اتقکم اللہ کے نزدیک عزت دار تم مین سے وہ ہے جو پرہیزگار ہے یعنی نسب پر فخر نہ کیا کرو - کیسلئے کہ یہہ بھی باہمی نفرت ونفاق وعداوت کا باعث ہے اور یہہ فرمایا لوگونکا کام ہے جو بیسودہ بیہودہ فخر کیا کرتے ہین اپنے اندر کوئی خوبی نہین مگر کہتے ہین ہم اچھے ہین ۵ بندہ عشق شدی ترک نسب کن جامی ۵ کہ درین راہ فلان ابن فلان چیزی نیست ۵ ان اللہ علیم خبیر پرہیزگاری کا سا بہ خدا کو معلوم ہین اسلئے ہم بھی اشارہ ہی کہ انسان کو یہہ نہین اصل حال وہی خوب جانتا ہے اور اسطرف بھی کہ انجام کار بھی اُسی کو معلوم ہے بہت سے عزت دار چند روز کے بعد لوگون کی نگاہون مین ذلیل ہوگئے

جب یہہ بیان فرمایا کہ مدار کار بزرگی کا پرہیزگاری پر ہے تو اصلی اور مصنوعی پرہیزگاری کا حال بیان فرماتا ہے فقال قالت الاعراب آمنا کہ زبان سے ایمان لانا کہنا مصنوعی پرہیزگاری ہے ایسا ایمان زبانی ہے دل مین نہین ہان اللہ اور اُس کے رسول کی فرمانبرداری اصلی تقویٰ ہے اگر ایسا طریقہ تم کروگے تو تمھارے اعمال کی اجرت مین خدا کمی نکریگا - مجاہد کہتے ہین کہ اعراب سے مراد اس جملہ مین بنو اسد ہین کہ قحط کے ایام مین صدقہ لینے کی غرض سے اظہار کیا کہ ہم ایمان لائے مگر دراصل دل مین ایمان اور اللہ اور رسول کی اطاعت مقصود نہتی - فرمایا آمنا کہنا تمھارا صحیح نہین ہان اسلمنا کہنا درست ہے کہ بظاہر مطیع اسلام ہوگئے ہین - عرف شرع مین ایمان اور اسلام دونون لفظونسے ایک ہی مراد ہے وہ کیا ؟ دل سے اللہ اور اُسکے رسول کی باتون کی تصدیق کرنا اور احکام شرع کو قبول کرنا - اسجگہ اسلمنا کے لغوی معنی مراد ہین جس لئے ایمان سے جدا سمجھا گیا - اس آیت سے یہہ سمجھ لینا کہ ایمان اور چیز ہے اور اسلام اور چیز بڑی غلطی ہے - اسکے بعد حقیقی ایمان وتقوی کا بیان کرتا ہے انما المومنون کہ حقیقی مومن وہ ہین کہ جو صدق دل سے اللہ اور رسول پر ایمان لائے اور جان ومال کو اللہ کے لئے صرف کرنے مین دریغ نہین کرتے یہی سچے ایماندار ہین -

وہ دنیاوی غرض سے ایمان لانے والے اپنا ایمان جتلایا کرتے تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر احسان جتلاتے تھے کہ ہم آپ پر ایمان لائے ہین ہمسے سلوک کیجئے کچھ دیجئے انکے جواب مین فرماتا ہے کہ کیون ایمان جتلاتے ہو تمھارا ایمان خدا کو معلوم ہے اس سے کوئی شی مخفی نہین اور کیون احسان جتلاتے ہو بلکہ اللہ کا تمپر احسان ہے کہ تمکو ہدایت دی اگر تم سچے ایماندار ہو -

سورہ ق مکیہ ھی اسمین پینتالیس ایات اور تین رکوع ھین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ ۝ بَلْ عَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ فَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا شَيْءٌ عَجِيْبٌ ۝ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا ۚ ذٰلِكَ رَجْعٌۢ بَعِيْدٌ ۝ قَدْ عَلِمْنَا

قسم ہے قرآن مجید کی (کہ تو رسول برحق ہے) اُنہوں نے انکار ہی نہیں کیا بلکہ انکو تعجب ہوا کہ انکے پاس انہین مین کا ایک خبردار کرنے والا آیا پس کافر (آپس مین) کہنے لگے کہ یہ تو عجب کی بات ہے۔ کیا جب ہم مرگئے اور خاک ہوگئے

مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ مِنْهُمْ ۚ وَعِنْدَنَا كِتٰبٌ حَفِيْظٌ ۝ بَلْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ فَهُمْ فِيْٓ اَمْرٍ مَّرِيْجٍ ۝ اَفَلَمْ يَنْظُرُوْٓا اِلَى السَّمَآءِ فَوْقَهُمْ كَيْفَ

معلوم ہے کہ ان مین سے زمین کسقدر کھاتی ہے اور ہمارے پاس دفتر محفوظ ہے یہ نہین بلکہ انہون نے حق کو جھٹلایا جبکہ انکے پاس آیا پھر وہ ابھی بات مین پڑے ہین پھر کیا انہون نے اپنے اوپر آسمان کو نہین دیکھا

بَنَيْنٰهَا وَزَيَّنّٰهَا وَمَا لَهَا مِنْ فُرُوْجٍ ۝ وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ ۝ تَبْصِرَةً وَّذِكْرٰى

کہ ہمنے اسکو کسطرح بنایا اور آراستہ کیا اور اسمین کوئی رخنہ نہین۔ اور زمین کو ہمنے پھیلایا اور اسمین اسکے لنگر ڈالدئے اور اسمین ہر ایک قسم کی خوش آیند اگای سوجھانے اور یاد کرنے کو

لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ۝ وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَكًا فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ جَنّٰتٍ وَّحَبَّ الْحَصِيْدِ ۝ وَالنَّخْلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيْدٌ ۝ رِّزْقًا

ہر رجوع کرنے والے بندے کیلئے اور ہمنے آسمان سے برکت کا پانی اتارا پھر اُس سے باغ اور کٹنے والی کھیتی کا اناج اگایا اور بلند کھجورین کہ جنکے خوشے تہ بہ تہ ہین۔ بندون کو

لِّلْعِبَادِ ۙ وَاَحْيَيْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا ۭ كَذٰلِكَ الْخُرُوْجُ ۝ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّاَصْحٰبُ الرَّسِّ وَثَمُوْدُ ۝ وَعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ

روزی دینے کے لئے اور اس سے ہمنے مردہ شہر کو زندہ کیا اسی طرح قبر سے نکلنا ہوگا اُنسے پہلے نوح کی قوم نے جھٹلایا اور کوہ والون نے اور ثمود اور عاد اور فرعون

وَاِخْوَانُ لُوْطٍ ۝ وَّاَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ وَقَوْمُ تُبَّعٍ ۭ كُلٌّ كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِيْدِ ۝ اَفَعَيِيْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ ۭ بَلْ هُمْ فِيْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۝

اور لوط کی قوم نے اور بن کے رہنے والون اور تبع کی قوم نے۔ ہر ایک نے رسولون کو جھٹلایا پھر مذاب قائم ہوا کیا ہم اول بار پیدا کرنے سے تھک گئے جو ہم نئی پیدائش مین شک کرتے ہین

من قال ق قسم جبل الوا و عاطفۃ ومن لم یقل بہ کانت الواو للقسم عندہ وجواب القسم عند الکوفیین ہو قولہ بل عجبوا وقال ابن کیسان جوابہ ما یلفظ وقال الاخفش محذوف ای لتبعثن یدل علیہ اذا متنا بل عجبوا للاضراب عن الجواب اذا منصوبۃ بادل علیہ الجواب فوقہم حال من السماء والارض معطوف علی موضع السماء ای ویرو الارض مددنا ہا حال تبصرۃ مفعول لہ حب الحصید ای حب الزرع الحصید وعند الکوفیین ہو من باب اضافۃ الشیء الی نفسہ کمسجد الجامع وہذا لجائز اذا اختلف اللفظان لحق الیقین وجبل الورید ودار الاخرۃ ۔ والنخل معطوف علی الحب باسقات حال مقدرۃ لما طلع نضید حال رزقا مفعول لہ بل ہم ای انہم غیر منکرین لقدرۃ اللہ علی الخلق الاول بل ہم الخ

تفسیر

یہ سورہ مکیہ ہے جیسا کہ حسن و عکرمہ و مجاہد و ابن عباس فرماتے ہین۔ صحیح مسلم وغیرہ کتب حدیث مین ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس سورہ کو صبح کی اول رکعت مین پڑہا کرتے تھے اور عید مین بھی پڑہتے تھے اور جمعہ کے خطبہ مین بھی پڑہتے تھے یہان سے مفصل شروع ہوتی ہین بعض کہتے ہین مجرات سے پہلے سورہ مین انسان کی سعادت کے متعلق بارہ احکام تھے اور احکام کی پابندی اسبات کو ضرور چاہتی ہو کہ اگر مخالفت کریگے تو سزا ملیگی اور تعمیل پر ثواب واجر کے مستحق ہونگے اور یہ بھی بدیہی بات ہو کہ دنیا سزا و جزا کا گھر نہین کس لئے کہ صدہا بدکار اخیر عمر تک عیش و کامرانی مین رہے ہین پس معلوم ہوا کہ اسکے لئے ایک اور ہی جگہ ہے اور وہ دار آخرت ہے اس لئے اس سورہ مین حشر کا ذکر کیا گیا اور اسکے امکان پر اس عالم سے چند نظائر پیش کئے گئے جن سے اُسکی قدرت کاملہ اور حکمت کا بخوبی ثبوت ہوتا ہے۔

اور حشر کے مسئلہ سے پہلے نبوت کا مسئلہ ثابت کیا گیا کس لئے کہ حشر کے ثبوت کے لئے دلائل کے سوا کسی مخبر صادق کی شہادت درکار ہے اور مخبر صادق یا رسول ہے یا اُسکی کتاب جو رسول کی معرفت دنیا مین نازل ہوئی فقال ق والقرآن المجید ق کے معنی مین علماء کے کئی قول ہین - ابن عباس رضہ سے جو روایت ہے کہ ق ایک عظیم الشان پہاڑ ہے اگر تسلیم بھی کر لیجاوے تو اُسکے یہ معنی نہین کہ اس سورہ مین جو ق ہے اس سے وہ کوہ قاف مراد ہے - صحیح تر یہی بات ہو کہ یہ حروف ابتدار کلام مین کسی خاص رمز کیلئے بولا گیا ہو جسکو اُسکا رسول ہی جانتا تھا - اور دون کو بھی معلوم کرایا گیا ہو تو ممکن ہے - فقیر کہتا ہے ق سے اس کی قدرت کی طرف اشارہ ہے اور قہر و جبروت کی طرف بھی جو قاف کی طرح محیط ہے اور تمام ممکنات کو احاطہ کئے ہوئے ہے اور اس طرف بھی کہ اس رمز کو قلب سلیم والا ہے سمجھتا ہے - قتادہ کہتے ہین یہہ قرآن کا ایک نام ہے - ابن عباس کہتے ہین اللہ کا نام ہے بعض علما کہتے ہین یہہ کسی کلمہ کا مخفف ہے -

اسما صل ق سے کسی رمز خاص کی طرف اشارہ کر کے قرآن مجید کی قسم کھاتا ہے اور قرآن کو مجید یعنی ذی عزت کہکر یہہ بات تبلاتا ہے کہ اسکی عزت اسکا مجد اسکی صداقت و منجانب اللہ ہونیکی شہادت دے رہا ہے - اور اسکی قسم کھانا بھی یہہ بات تبلا رہا ہے کہ کسی پیاری یا محترم چیز کی قسم کھایا کرتے ہین جیسا کہ عرب کا دستور تھا پس اس سے ثبوت دیا جاتا ہے کہ یہہ جھوٹی کتاب نہین بلکہ خدا کے نزدیک محترم و محبوب قسم کا جواب ذکر نہین کیا کس لئے کہ جس چیز کا مخالف انکار کرتے تھے اسی کے ثبوت پر قسم ہے اسبات کو مخاطب سمجھتا تھا اسلئے اسکا ذکر کرنا بیفائدہ تھا - اور وہ حضرت کی نبوت اور قیامت کا زیادہ انکار کرتے تھے اسلئے پھر انہین دونون باتون کو ثابت کرتا ہے فقال بل عجبوا ان جاءھم منذر منھم فقال الکافرون ھذا شیء عجیب یعنی وہ ایمان کیا نہین لاتے بلکہ اسبات پر تعجب کرتے ہین کہ انہین مین کے ایک شخص کو خدا نے رسول کیونکر بنا دیا جو بُرے افعال کے نتایج بد سے ڈراتا ہے کفار اسبات کو عجب بات کہتے تھے - یہان تک مسئلہ نبوت کا ثبوت تھا اور اُسکے ضمن مین قرآن مجید کا منجانب اللہ ہونا بھی ثابت کیا گیا اسکے بعد مسئلہ حشر کو شروع کرتا ہے اذا متنا کنا ترابا ذلک رجع بعید کہ کفار کہتے ہین کیا جب ہم مر کر خاک ہو جاوینگے تو پھر جیئن گے یہہ بہت دور ہے یعنی ایسا ہونا ممکن نہین - اسکے جواب مین فرماتا ہے قد علمنا ما تنقص الارض منھم وعندنا کتاب حفیظ کہ ہمکو معلوم ہے زمین جسقدر انکے جسمون کو کھاتی ہے - سدی کہتے ہین نقص سے مراد اسجگہ موت ہے تب یہہ معنی ہونگے کہ جسقدر لوگ ان مین سے مرتے ہین وہ ہمکو معلوم ہین ہماری علم سے باہر نہین ہمارے پاس ایک دفتر ہے جس مین ہر بات ہے اور وہ ہر بات کا محافظ ہے - یا وہ دفتر محفوظ ہے اس مین کمی زیادتی نہین ہونے پاتی -

غرض یہہ کہ ہمارے علم کے احاطہ سے انسان کا جسم مر کر باہر نہین ہو جاتا اسکے اجزا کہان کیون نہ جاوین ہمکو معلوم ہین - یہان تک علم ثابت کیا تھا اب قدرت والی السماء سے بلدۃ میتا تک اپنی قدرت کا اظہار کیا پس جب علم بھی اور قدرت بھی ہو تو پھر بار دگر جی اُٹھنے مین کیا تعجب ہو؟ بلکہ اسکو حق مان لینا چاہئے اسلئے قدرت ثابت کرنے سے پہلے کفار کو الزام دیکر فرماتا ہے بل کذبوا بالحق لما جاءھم وہ تعجب کیا کرتے ہین بلکہ حق بات کو جھٹلاتے ہین جو انسے بیان کی گئی فھم فی امر مریج پس وہ خلجان مین پڑے ہوئے ہین - یا غلط خیال مین مبتلا ہین (مریج مضطرب - ملتبس - فاسد -) -

ف ق سے قطب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف اشارہ ہو جو عرش الٰہی اور مہر شی سے محیط ہی جسکا رکس سے حضرت کی صورت کی طرف اشارہ تھا ۱۲ منہ

ف ابن کثیر اپنی تفسیر مین لکھتے ہین کہ قی سے جبل قاف مراد لینا اور اسکو ابن عباس کی روایت کہنا کہ وہ ایک پہاڑ ہے تمام عالم کو محیط ہے محدثون اور نہ لیقون کی بناوٹ ہے اسلام پر عیب و طعن کرانے کے لئے اسی قسم کی اضافی پچے بہت سی حدیثین اور روایتین بنائی تھین ۱۲ منہ

مخلوقات مین سے اپنی قدرت کاملہ ثابت کرنے کے لئے یہ چند دلائل بیان کرتا ہو اول آسمان کی پیدائش اور اُسکی محفوظ و مستحکم بناوٹ اور اُسکی ستارونسے آرائش - و مالہا من فروج جمع فرج شگاف یا دراڑ - آسمانون کی بابت کئی جگہہ ہم بحث کر چکے ہین کہ جس قدر سے خدا تعالیٰ کی قدرت کا اثبات مقصود ہے اسکا نہ حکما قدیم کا نہ جدید کا مذہب مخالف ہے نہ جدید کا - اس سے یہہ شبہ پیدا کرنا کہ جب آسمانون مین کوئی شگاف نہین تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام چوتھے آسمان کے اوپر کیونکر پہونچے اور حضرت ایاس کسطرح گئے اور جناب خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم شب معراج مین سب کو کیونکر طے کر گئے؟ محض خام خیال ہے کس لئے کہ ان حضرات کا جسم المہر دعا سے مبدل کر دیا گیا تھا جسکے نکلجانے کو جسم مانع نہین - اور شگاف نہونا اور چیز ہے صانع کی طرف سے کھڑکی یا دروازہ ہونا اسکے منافی نہین جیسا کہ ابواب السمار آیا ہے پس یہہ بھی ممکن ہے کہ ان دروازونسے گئے ہون -

دوم زمین کی بناوٹ اور اُسکی وسعت اور اسمین پہاڑونکا ہونا اور نہر قسم کی جڑی بوٹی مختلف رنگ و مختلف تاثیر کی پیدا کرنا جو صاحب بصیرت اور خدا کی طرف متوجہ ہونے والیکے لئے ایک تبصرہ یعنی آئینہ ہے جسمین غور و فکر کی نگاہ کرنے سے وہ خدائی ذوالجلال کی بے انتہا قدرت و کبریائی کو دیکھہ سکتا ہے سوم آسمانونسے پانی اتارنا اور اس ایک پانی سے باغ اور کھیتیان اوگانا اور بلند بلند کھجور کے درخت پیدا کر دینا جنکے تہ بتہ گابھی اور پکے ہوئے پھل لٹکا کرتے ہین اور ان چیزونسے بندونکو روزی دیجاتی ہے - اور اس پانی سے مردہ یعنی خشک زمین کا زندہ یعنی شاداب و ہرا بھرا کر دینا ان دلائل کے بعد فرماتا ہو کذلک الخروج مردون کا زمین سے پیدا ہونا اور نکلنا بھی اسی طرحسے ہوگا - یعنی جسنے اگلے سال کی مردہ جڑی بوٹیون کو زندہ کر دیا وہ انسانون کو بھی زندہ کر دیگا کیا جو نباتات پر قادر ہے وہ حیوانات پر قادر نہین؟ کیا مرے ہوئے انسان اسکے احاطہ قدرت کاملہ سے باہر ہین؟ ہرگز نہین حشر کا مسئلہ ثابت کرکے یہہ بات بتلاتا ہو کہ اس مسئلہ کا انکار نئی بات نہین ہو ان قریش سے پہلے بھی بہت سی قومین جنکو قوی ہیمیہ و شہوانیہ کے ظلمات و حجابات نے اندھا کر دیا تھا اسکے منکر تھے کیونکہ ان کی کوتاہ نظر مین اسی عالم کے تجلیات تھے وہ یہان سے دوسرے عالم مین جانا اور اعمال کی سزا و جزا پانا اپنی اس پست حوصلگی سے خیال مین لانا بھی شاق سمجھتے تھے اور یہہ طبعی بات ہے ملزم و مجرم بوقت ارتکاب جرم عدالت کے ذکر سے بھی نفرت کرتا ہے پھر ان نام آور قومون کے نام گنواتا ہو فقال کذبت قبلہم قوم نوح کہ انسے پہلے نوح کی قوم نے جھٹلایا تھا اور اصحاب الرس نے - صراح مین ہے رس چاہ بسنگ برآوردہ و نام چاہ بقیہ ثمود و نام وادی و نام آبے و چاہ کندن - پختہ کنوین کو رس کہتے ہین صحیح تر یہی ہے کہ اس سے مراد حضرت شعیب کی قوم ہی جنکے ہان ایک پختہ کنوان تھا جس سے وہ مواشی کو پانی پلاتے تھے پیغمبر کی نافرمانی اور اپنی بدکرداری سے ہلاک ہوئے بعض کہتے ہین قوم ثمود مراد ہے انکے ہان بھی ایک بڑا عمیق پختہ کنوان تھا بعض کہتے ہین ایک اور قوم اُس وادی رس مین تھی - وثمود وعاد و فرعون و اخوان لوط یعنی لوط کی قوم جو شام مین جبل سدوم کے کنارے رہتے تھے واصحاب الایکۃ اور ایکہ والے - ایکہ بن کو کہتی ہین یہہ قوم جہان تھی وہان درختون کے بڑے جھنڈ تھے انکے نبی بھی حضرت شعیب علیہ السلام تھے وقوم تبع اور تبع حمیری کی قوم - تبع مذکور ایک نبی یا باخدا شخص تھا مین مین - فرماتا ہے کل کذب الرسل ہر ایک نے اپنے اپنے رسول کو جھٹلایا حشر کے بارہ مین اور توحید و دیگر امور مین حق وعید پس اوپر ہمارا عذاب ثابت ہو گیا ہر ایک بربادو ہلاک ہوا اس کے بعد پھر اصل مسئلہ حشر کی طرف رجوع کرتا ہے افعیینا بالخلق الاول کہ کیا ہم اول بار کے پیدا کرنے سے تھک گئے ہین؟ نہین ہرگز نہین پھر کیون وہ بار دگر پیدا کرنے مین شبہ کرتے ہین - جو ایک بار پیدا کر سکتا ہے وہ اُسکو مکرر بار دگر بھی پیدا کر سکتا ہے -

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ ۚ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ۝ اِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيٰنِ عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ
اور البتہ بنے انسان کو بنایا اور ہم جانتے ہیں جو کچھ اُسکے دل میں باتیں آتی ہیں اور ہم اسکی رگ گردن سے بھی زیادہ اسکے نزدیک ہیں۔ جبکہ دو پہرے دار دائیں اور اُسکے
الشِّمَالِ قَعِيْدٌ ۝ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ۝ وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ۭ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ ۝
بائیں سے بیٹھتے ہیں۔ جو کوئی بات بولتا ہو تو اُسکے پاس محافظ تیار موجود رہتا ہے اور موت کی بیہوشی آئی ٹھیک ٹھیک۔ یہ وہ ہے کہ جس سے تو بھاگتا تھا۔

ونعلم حال مقدرۃ بتقدیر نحن مبتدء وجوزان یکون مستانفاً۔ والضمیر فی بہ یرجع الی ما ان جعلت موصولۃ والباء زائدۃ کما فی قولہ صوت بکذا والمتعدیۃ۔ او یرجع الی الانسان ان جعلت ما مصدریۃ۔ والباء للتعدیۃ۔ والوسوسۃ الصوت الخفی والمراد بہا ہنا ما یختلج فی قلبہ اذ مقدر باذکر او متعلق باقرب او بنعلم قعید فعیل یطلق علی الواحد والمتعدد۔ متبدء عن الیمین وعن الشمال خبرہ۔ باسحق حال او مفعول بہ۔

تفسیر

یہ تتمہ ہے بیان سابق کا۔ انسان کے حال سے اب اپنے بے انتہا علم وقدرت پر دلیل لاتا ہے۔ انسان چونکہ اشرف المخلوقات ہے اسلئے آسمانوں وزمین کو ایک جگہ اور اُنکے مقابلہ میں دوسری جگہ اُسکو ذکر کیا۔ اور درحقیقت انسان خدا لایزال کی بے انتہا قدرتوں کا ایک بڑا خزانہ ہے اگر یہ اپنے حالات میں غور کرے تو اُسکو بیشمار دلائل صاف صاف یہہ کہدینگے کہ خدا تعالیٰ کی قدرتیں اور اسکا علم بے انتہا ہے کوئی چیز اُسکی قدرت سے باہر نہیں فقال ولقد خلقنا الانسان کہنے انسان کو پیدا کیا ہے نہ کسی اور نے نہ یہ آپ سے آپ پیدا ہوگیا یہہ ہماری قدرت دیکھو ونعلم ما توسوس بہ نفسہ اور ہم اُسکے دلی ارادوں اور خطرات سے بھی واقف ہیں یہہ ہمارا علم دیکھو۔ اور ہمکو اسکے خطرات پر کیوں علم نہو ونحن اقرب الیہ من حبل الورید اور ہم انسان سے اُسکی رگ گردن سے بھی قریب تر ہیں۔ حبل رسی جس سے مراد رگ۔ ورید خاص رگ کا نام ہے گلے کی رگ جسکو شاہ رگ کہتے ہیں وہ دو رگیں ہیں جو سر سے آتی ہیں اور اُسکے گردن کے لگلے رخ کو گھیرتی ہوئی دل کی رگ سے جا ملتی ہیں جنکے کٹنے سے مرجاتا ہے پس یہہ اضافت حبل کی ورید کی طرف اضافت بیانیہ ہے۔ خدا تعالیٰ علت العلل ہے علت کو اپنے معلول کا علم حضوری ہے۔ اسلئے وہ شاہ رگ سے بھی قریب ہے کیونکہ ورید کو تو اجزاء لحمیہ حاجب ہیں خدا کا قرب مکانی قرب نہیں بلکہ ذاتی ہے کیونکہ انسان اسکے وجود اصلی کا ایک ظل ہے اور اسکے وجود مطلق کا تعین۔ وہ اسکے ساتھ حلول واتصال صوری سے اقرب نہیں اور نہ اتحاد وعینیت سے۔ ابن کثیر کہتے ہیں نحن اقرب سے مراد یہہ ہے کہ ہمارے فرشتے اُسکی رگ گردن سے بھی قریب ہیں کیونکہ انکا تعلق قلب سے ہے اور وہ ہلہم ہیں۔ اسلئے اسکے بعد فرماتا ہے اذ یتلقی المتلقیان جبکہ دو ملنے والے انسان سے دائیں بائیں سے آتے اور ملتے ہیں اور اُسکی دونوں طرف آبیٹھتے ہیں۔ یعنی ہم تو اُسکے خطرات کو جانتے ہیں اور دو شخص بھی اُسکے دونوں طرف لکھنے والے بیٹھے ہیں اسپر حجت قائم کرنے کے لئے۔ جمہور مفسرین کہتے ہیں کہ ان دونوں شخصوں سے دو فرشتے مراد ہیں جو اُسکے اعمال نیک وبد کو اور جو مونہہ سے نکالتا ہے لکھ لیتے ہیں (اس قلم وسیاہی سے نہیں نہ انکا غذ ونبڑ انکا لکھنا اور ہے) انکی کا فرشتہ دائیں طرف اور بدی لکھنے والا بائیں طرف بیٹھا رہتا ہے۔ جیسا کہ ایک جگہ فرماتا ہے کراماً کاتبین یعلمون ما تفعلون اور رات کے اعمال لکھنے والے فرشتے صبح ہوتے چلے جاتے ہیں صبح کو دن کے اعمال لکھنے والے آتے ہیں پہرہ بدلتا رہتا ہے یہہ ہیں یتلقی المتلقیان کے معنی۔ مایلفظ من قول جو بات انسان مونہہ سے نکالتا ہے اُنمیں سے ایک اُس کو لکھ لیتا ہے نیک ہے تو دائیں طرف والا بد ہے تو بائیں طرف والا جو اس کا رقیب یعنی محافظ اور عتید یعنی اس کام کے لئے مہیا وتیار ہے اس سے معلوم ہوا کہ دل کے خطرات نہیں لکھتے صحیحین میں ایک حدیث ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کے خطرات معاف کردئے جب تک کہ زبان سے نہ نکالیں یا عمل میں نہ لائیں۔ ابن عباس فرماتے ہیں کہ وہی الفاظ واعمال لکھتے ہیں جنمیں ثواب وعذاب ہے پانی پلانا کھانا کھلانا ان باتوں کو نہیں لکھتے۔ مگر الفاظ آیت میں عموم ہے۔

وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ ۭ ذٰلِكَ يَوْمُ الْوَعِيْدِ ۝ وَجَاۗءَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّعَهَا سَاۗىِٕقٌ وَّشَهِيْدٌ ۝ لَقَدْ كُنْتَ فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا فَكَشَفْنَا عَنْكَ

اور صور پھونکا جاویگا - یہ ہے وعدہ کا دن اور ہر ایک شخص آویگا اسکے ساتھ ایک ہانکنے والا اور ایک گواہ ہوگا - کہیں گے تو اس سے غافل تھا پس ہٹنے تیرا

غِطَاۗءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ ۝ وَقَالَ قَرِيْنُهٗ هٰذَا مَا لَدَيَّ عَتِيْدٌ ۝ اَلْقِيَا فِيْ جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيْدٍ ۝ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ مُّرِيْبِۨ ۝ الَّذِيْ

پردہ کھولدیا پھر آج تیری نگاہ تیز ہے اور اسکا مصاحب کہے گا یہ جو کچھ میرے پاس تھا حاضر ہے حکم ہوگا اے دونوں فرشتوں جہنم میں ایک ناشکر سرکش کو ڈالو حضرت سے روکنے والے

جَعَلَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَاَلْقِيٰهُ فِي الْعَذَابِ الشَّدِيْدِ ۝ قَالَ قَرِيْنُهٗ رَبَّنَا مَآ اَطْغَيْتُهٗ وَلٰكِنْ كَانَ فِيْ ضَلٰلٍۢ بَعِيْدٍ ۝ قَالَ لَا تَخْتَصِمُوْا لَدَيَّ

اُسکو کہ جسنے اللہ کے ساتھ اور معبود مقرر کیا تھا پھر اُسکو سخت عذاب میں ڈالدو - اسکا مصاحب کہے گا اے خدا میں نے اُسکو نہیں گمراہ کیا لیکن وہ خود بڑی گمراہی میں پڑا ہوا تھا فرمائیگا میرے

وَقَدْ قَدَّمْتُ اِلَيْكُمْ بِالْوَعِيْدِ ۝ مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَمَآ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝ ع ۲ ۱۶

پاس نہ جھگڑو اور میں تمہاری طرف پہلے سے خوفناک خبر بھیج چکا - میرے ہاں بات نہیں بدلتی اور میں بندوں پر ظلم نہیں کرتا -

الذی ان جملتا موصوفۃ فقید صفتہا دان جملت موصلۃ فبدلہا او خبر لبعد خبر او خبر محذوف الذی جعل مبتدا متضمن معنی الشرط فالفیاہ خبرہ او بدل من کل کفار -

علامہ محی الدین ابن العربی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ دائیں طرف بیٹھنے والے سے مراد اُسکی وہ قوت ہے جو اُسکو نیک اعمال پر آمادہ کرتی ہے اور بائیں طرف والے سے مراد وہ قوت جو شر کیطرف برانگیختہ کرتی ہے - یہ خدا کی طرف کے دو موکل ہیں جو ہر روز رہتے ہیں یعنی ان کا مقابلہ رہتا ہے اور ان دونوں قوتوں سے جو خطرات اسکے دل میں پیدا ہوتے رہتے ہیں انکو ہم جانتے ہیں کیونکہ اُسکی رگ گردن تو اُسکے دل سے دور ہے اور ہمارا اُسکے دل سے تعلق ہے - واللہ اعلم

یہاں تک تو انسان کی حالت دنیاوی کا بیان تھا اب یہ ایک اور عالم میں جاتا ہے یہ عالم تو اُسکی ایک منزل یا ایک شب باش کی مہمانسرائی تھی یا اُسکی تجارت کا بازار تھا اب جو کچھ کیا تھا اس کا پشتارا یا سہارا اُس کے ساتھ ہے اور اب یہ اور جگہ چلے وجارت سکرۃ الموت یا سختی اور موت جو برحق ہے جس میں کسی کو بھی کلام وشبہ نہیں اُس کی بیہوشی طاری ہوئی اور موت کے غش نے اُسکو حق دکھا دیا جن باتوں میں شبہ کرتا تھا اب اُسکو آنکھ سے دکھائی دینے لگیں - ادھر سے آنکھ پر پردہ پڑا ادھر عالم اسپر منکشف ہوا ذلک ماکنت منہ تحید یہہ وہ چیز ہے کہ اسی انسان اس سے تو بڑا ناخوش ہوتا تھا اور بھاگتا پھرتا تھا - دنیا سے اُٹھ گیا اور دوسرے عالم میں پہونچا ایک مدت تک وہاں رہا پھر حشر کا دن شروع ہوتا ہے جو ظہور کلی ہے - فقال ونفخ فی الصور اور صور پھونکا جاویگا یہ وہ دن مقرر ہے وجاءت کل نفس معہا سائق وشہید یہاں سے لیکر لہم ما یشاؤن فیہا ولدینا مزید تک نیکوں اور بدوں کا انجام جنت وجہنم بیان فرماتا ہے - سبحان اللہ کس لطف کیساتھ انسان کی ابتدا اور انتہا اور اسکے اعمال کا نتیجہ اور موت کی کیفیت اور حشر کا حال بیان فرمادیا اور انسان کے حالات سے حشر کے امکان پر دلائل قائم کرنے میں کلام شروع ہوا تھا - یہ بلاغت طاقت البشریہ سے باہر ہے - اب ہم الفاظ آیات کی شرح کرتے ہیں سائق ہانکنے والا شہید گواہ ضحاک کہتے ہیں سائق فرشتہ اور گواہ انسان کے ہاتھ پاؤں فرشتہ اُس کو کھینچکر عدالت میں لیجاوے گا - حسن وقتادہ کہتے ہیں دونوں فرشتے ہونگے - بعض عرفا کہتے ہیں سائق دو قسم کے ہونگے اگر نیک ہے تو اُسکا سائق شوق وجذبہ ہے جو اُس کو حضرت کبریائی میں لیجاوے گا اور بد ہے تو اُسکی غفلت وشقاوت جو اُسکو مورد عذاب میں لے جاویگی کشان کشان - اور شہید اُسکی حالت - دربار میں کہا جاوے گا لقد کنت فی غفلۃ من ہذا کہ تو اس سے غافل تھا سو آج تیری آنکھیں کھلیں - وقال قرینہ ہذا ما لدی عتید اب حساب شروع ہوتا ہے - انسان کا مصاحب وہی فرشتہ جو اُسکی نیکی اور بدی لکھنے کے لئے مقرر ہوا تھا یہ عرض کریگا میرے پاس اُسکے اعمال کا یہ ذخیرہ اور دفتر حاضر ہے - قرین جنس ہے ایک کو بھی شامل ہے اور دو کو بھی مگر مراد سمجھ کر وہی دو فرشتے ہیں نیکی بدی لکھنے والے اُن کو کبھی جنس کے لحاظ سے مفرد صیغوں سے تعبیر کیا جاتا ہے کبھی تثنیہ سے -

يَوْمَ نَقُولُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَأْتِ وَتَقُولُ هَلْ مِنْ مَّزِيدٍ ۝ وَأُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِينَ غَيْرَ بَعِيدٍ ۝ هٰذَا مَا تُوعَدُونَ لِكُلِّ أَوَّابٍ حَفِيظٍ ۝ مَّنْ خَشِيَ

جسدن کہ ہم جہنم سے کہینگے کیا تو بھر چکی اور وہ کہے گی کچھ اور بھی ہو اور پہنچ جائیگا نکو جنت قریب لائی جاویگی کچھ دور نہوگی (کہینگے) یہ وہ ہے کہ جسکا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا ہر ایک جو ہم کو یاد رکھتا آلہی کو ڈرتا رہا

الرَّحْمَٰنَ بِالْغَيْبِ وَجَاءَ بِقَلْبٍ مُّنِيبٍ ۝ ادْخُلُوهَا بِسَلَامٍ ذَٰلِكَ يَوْمُ الْخُلُودِ ۝ لَهُم مَّا يَشَاءُونَ فِيهَا وَلَدَيْنَا مَزِيدٌ ۝ وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُم مِّن

اور سے بن دیکھے خدا اور رجوع کرنیوالا دل لیکر آیا اسکو حکم ہوگا کہ جنت مین چلے جاؤ سلامتی سے - یہ دن ہے ہمیشہ رہنے کا انکو وہان جو چاہین گے ملیگا اور ہمارے پاس اور زیادہ ہوا دینے والا ہم بہت سی

قَرْنٍ هُمْ أَشَدُّ مِنْهُم بَطْشًا فَنَقَّبُوا فِي الْبِلَادِ هَلْ مِن مَّحِيصٍ ۝ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَذِكْرَىٰ لِمَن كَانَ لَهُ قَلْبٌ أَوْ أَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيدٌ ۝

جماعتون کو ہلاک کرچکے ہین جو انسے بھی زیادہ طاقت اور مجھ پھر شہرون مین ڈھونڈنے لگے - کہ کوئی پناہ کی ہی جگہ ہے - البتہ اسمین نصیحت ہے اسکے لئے کہ جسکے دل ہے یا وہ دیہان ہر کر کانون سے

حکم ہوگا القیا فی جہنم کل کفار عنید القیا کے صیغہ مین دو قول ہین بعض کہتے ہین تثنیہ کا صیغہ ہے یعنی دو فرشتون کو حکم ہوگا وہ دو فرشتے یا وہی نیکی بدی لکھنے والے ہین کہ اس کافر سرکش کو جہنم مین ڈالدو یا وہ دو فرشتے جہنم کے داروغہ ہین - بعض کہتے ہین یہ مفرد کا صیغہ القین تھا نون تاکید کو الف سے بدل لیا جیسا کہ قفن کو قفا کر لیا کرتے ہین تب ایک فرشتہ کو خطاب ہے جو اسی کام پر تعین ہے - جنکو جہنم مین ڈالنے کا حکم ہوگا ان کے یہ اوصاف ہین کفار ہر کافر عنید سرکش مناع للخیر نیک بات سے اور نکو بھی روکنے والا معتد ظالم مریب خدا تعالی کی باتون مین شک کرنے والا الذی جعل مع اللہ الہا اخر - خدائے مین اورون کو شریک سمجھنے والا - جس مین یہ اوصاف بد ہین وہی جہنمی ہے انسان کو ان اوصاف سے بچنا چاہیے -

اسکے بعد اسکے مضل یعنی بہکانے والے ساتھی شیطان کا کیا فیصلہ ہوگا ؟ اسکو ذکر کرتا ہی قال قرینہ ربنا ما اطغیتہ ولکن کان فی ضلال بعید اس کا قرین یعنی ساتھی جس سے مراد شیطان ہے یہ عذر کریگا کہ آلہی میتے تو اسکو گمراہ نہین کیا تھا یہ خود ہی بڑی گمراہی مین پڑا ہوا تھا وہ مردود اپنی برات کریگا خدا تعالی فرماویگا لا تختصموا لدی وقد قدمت الیکم بالوعید میرے روبرو جھگڑا نکرو مین رسولون کی معرفت تمکو سزا پہلے سنا چکا ہون کہ نافرمانیون کا یہ نتیجہ ہوگا - اسمین شیطان کچھ جھوٹی باتین بنائیگا اور اس کے درجواب کافر و گمراہ جھوٹے عذرات پیش کریگا کہ اس نے مجھے یون کہا تھا یعنی میرے دل مین یہ باتین ڈالین تھین خدا تعالے فرماوے گا ما یبدل القول لدی میرے سامنے بات نہین بدل سکتی یعنی جھوٹی بات نہین چلتی کہ بدل کر کوئی کچھ کہے اور مین اسکے بدلے کو مان لون وما انا بظلام للعبید اور نہ مین کسی بندہ پر ظلم کرتا ہون - ظلام - اسکو سمجھنے خام ہے - اس سے یہ بات نکالنا کہ بڑا ظالم نہین کیونکہ ظلام مبالغہ کا صیغہ ہے تھوڑا ظالم ہے غلط خیال ہے - اسکا مفہوم مخالف نہین -

جب دوزخیون کو دوزخ مین ڈال چکے گا تو دوزخ سے پوچھیگا ہل امتلئت کیا تو بھر گئی وہ کہے گی اور کچھ ہے ؟ یعنی اور بھی ہو تو لائے بخاری ومسلم وترمذی وغیرہ نے ایک حدیث نقل کی ہے کہ جہنم ہل من مزید ہل مزید کہے گا یہانتک کہ رب العزت اس مین اپنا پاؤن رکھدے گا تو کہے گا بس بس ۔ قدم رکھنے سے مراد یہہ ہے کہ یہ خود اسکی اشتہا کو فرو کردے یہہ ایک محاورہ کی بات ہے - یہانتک دوزخیون کا حال تھا اب جنتیون کا حال بیان فرماتا ہے وازلفت الجنۃ للمتقین غیر بعید کہ پرہیزگارونکے سامنے جنت لائی جاوے گی جسکو وہ عرصات مین آنکھون سے سامنے دیکھین گے فرمایا جاویگا یہہ وہ ہے کہ جسکا تم سے وعدہ کیا گیا تھا اور یہہ کس کے لئے ہے ؟ لکل اواب حفیظ یہہ ہر ایک رجوع کرنیوالے کے لئے جو خدا کی طرف رجوع کرے اور احکام آلہی کی محافظت کرے اور غائبانہ اللہ سے ڈرے اور خالص دل نیاز مند اللہ کی طرف رکھے - حکم ہوگا ان نیک بندونکو اس مین داخل کرو جسمین سلامتی سے اسمین رہین گے انکے بدلہ اعمال کے سوا ہم اپنی طرف سے انکو اور بہت کچھ دینگے - اس ذکر کو تمام کرکے پھر کفار مکہ کی طرف روئے سخن کرتا ہے کہ انسے پہلے بہت سی جماعتین اور زمانے کے لوگ ہلاک کردئے جو ملک مین پھیلے ہوئے تھے پھر بتاؤ کہ انکے لئے کہین بھاگنے اور بچنے کی جگہہ بھی ملی ؟ نہین ہرگز نہین - پھر فرماتا ہے اسمین اہل دل کے لئے عبرت ہے -

ق
الفقیہ ہو الجامع والطارق سمی اہل دلالۃ سورۃ بذالک اوحی الیہ وقیل لانہ یطرق بالنجوم وقیل لکل آت باللیل طارق وقیل ہو النجم المضیء سمی بہ لانہ یطلع باللیل فاطلق اسم الجنس علیہ

وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ۖ وَّمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ ۝ فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ
اور البتہ ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور اُنکے اندر کی چیزوں کو چھ دن میں بنایا۔ اور ہمکو کچھ بھی تکان نہ ہوئی۔ پھر جو کچھ وہ کہتے ہیں اسپر صبر کر اور پاکیزگی بیان کر اپنے رب کی تعریف کے ساتھ دن نکلنے
الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ ۝ وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ ۝ وَاسْتَمِعْ يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادِ مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ ۝ يَّوْمَ يَسْمَعُوْنَ
سے پہلے اور دن چھپنے سے پہلے۔ اور کچھ رات سے اُسکی تسبیح کر اور نماز کے بعد بھی اور سن رکھ جس روز کہ پکارنے والا پاس سے پکارے گا جس روز کہ وہ ایک چیخ
الصَّيْحَةَ بِالْحَقِّ ۭ ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُرُوْجِ ۝ اِنَّا نَحْنُ نُحْيٖ وَنُمِيْتُ وَاِلَيْنَا الْمَصِيْرُ ۝ يَوْمَ تَشَقَّقُ الْاَرْضُ عَنْهُمْ سِرَاعًا ۭ ذٰلِكَ حَشْرٌ عَلَيْنَا
سنیں گے بجا بی یہ ہے دن قبروں سے نکلنے کا ہم زندہ کرتے اور مارتے ہیں اور ہمارے پاس پھر آنا ہے جسدن کہ زمین پھٹ کر دوڑتے ہوئے نکل آویں گے یہ لوگ کا جمع کرنا
يَسِيْرٌ ۝ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ ۣ فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ ۝
ہمکو بہت آسان ہی ہم جانتے ہیں جو کچھ وہ کہتے ہیں اور تو اُنپر کچھ زبردستی کرنے والا نہیں۔ پھر تو قرآن سے اُسکو سمجھا جو میرے عذاب سے ڈرے

من لغوب من زائدۃ لغوب واعیا ریقال لغب یلغب بالضم لغوبا من اللیل ای بعض اللیل فانہ مفعول لفعل مضمر معطوف علے سبح بحمد ربک لیفید تسبیحہ وسن للتبعیض ۔ وادبار السجود ای سبحہ اعقاب الصلوات قرا بحمور بفتح الھمزۃ جمع دبر وقری بکسرہا علی المصدر من ابرالشی اوبارا۔ فی ظرف لسمع ۔ یوم یسمعون بدل من یوم ینادی یوم تشقق ظرف للضمیر او بدل من یوم الاول سلما حال ای یخرجون مسرعین۔

تفسیر

مسئلہ معاد کو تمام کرکے جسطرح کہ اس سے پہلے اسپر دلائل بیان کئے تھے اسی طرح بعد مین دلیل ایک نئی طرز سے بیان کرتا ہو اور اسمین ابتدا آفرینش عالم کا حال بتاکر یہ بھی ظاہر کرتا ہو کہ اس جہان کو بنے چھہ روز مین پیدا کیا تھا جسکی نہزار دن برس کی عمر ہے پھر اُسکو ہم یون فنا کرینگے اور پھر یون بار دگر بنا دینگے فقال ولقد خلقنا السموات والارض الخ کہ ہم نے نہ کسی اور نے آسمانون اور زمین کو اور اُنکے اندر کی سب چیزون کو چھہ روز مین پیدا کیا تھا اور ہمکو اس پیدا کرنے مین کوئی تکان و ماندگی نہوئی تھی ۔ اسکی مفصل کیفیت ہم بیان کرآئے ہین ۔ اور یوم سے مراد وقت ہے نہ دن کیونکہ ابھی سورج تو پیدا ہوا ہی تھا پھر دن جو سورج کے طلوع وغروب سے ہوتا ہے کہانسے ہوگیا تھا ؟ ۔ یوم بول کر وقت مراد لینا عرب کا محاورہ ہے ۔ اور جملہ ما مسنا من لغوب مین یہود کے خیال باطل کا رد ہے جو وہ کہتے ہین کہ ہفتہ کے روز ان سب چیزونکے پیدا کرنے کے بعد خدا نے آرام کیا چنانچہ یہود کی کتاب الخروج کے بیتیوین باب کے گیارھوین درس مین یہ ہے تو کہ کیونکہ خداوند نے چھہ دن مین آسمان اور زمین دریا اور سب کچھ جو ان مین ہے بنایا اور ساتوین دن آرام کیا ۔ انتہی پھر جسنے بغیر تکان کے ان سب چیزونکو ایکبار پیدا کردیا کیا وہ بار دگر پیدا نہین کرسکتا ؟ کر سکتا ہے ۔ اسمین اِن کا بھی رد ہے جو عالم کو قدیم کہتے ہین اور قدیم ہونیکے سبب اسکو قابل فنا نہین کہتے یعنی یہ عالم فنا ہوگا پھر جب فنا نہین تو بار دگر پیدا کرنا اور حشر کیسا یہ حکما ریونان وحکما ہند کا قول ہے ۔

اس یقینی مسئلہ کے خلاف مین مخالفین بھی طرح طرح کی حجتین اور اُنکے درمیان تکذیب وسخت گوئی بھی کرتے تھے جس سے جناب سرور کائنات علیہ الصلوۃ والسلام کو رنج ہوتا تھا اور ممکن تھا کہ اُنکے جواب مین کوئی سخت بات آپ سے سرزد ہو جو منصب نصیحت کے خلاف تھی اس لئے آنحضرت صلعم کو حکم دیتا ہے فاصبر علے مایقولون کہ آپ اُنکی باتون پر صبر کرین ۔ اور یہ بھی ہے کہ ایسی نا ملائم باتین سننے سے دل کو رنج اور آئینہ صافی پر گرد کدورت پیدا ہوجاتی ہے اس لئے یاد الٰہی کا اوقات مخصوصہ مین حکم دیتا ہے ۔ یاد الٰہی رنج وغموم اور کدورات کو دور کردیتی ہے اور روح پر نورانیت چمکنے لگتی ہے فقال وسبح بحمد ربک

قبل طلوع الشمس وقبل الغروب ومن اللیل فسبحہ وادبار السجود مفسرین کے سبح کے لفظ مین کئی قول ہین۔ بعض کہتے ہین سبح کے لفظی معنی تو تسبیح کرنا یعنی سبحان اللہ کہنا ہے مگر اس سے مراد نماز پڑہنا ہے کیونکہ نماز مین تسبیح بھی ہوتی ہے اور ایک جزو سے کل کو خصوصاً نماز کو تعبیر کیا جاتا ہے جیسا کہ رکوع اور سجود سے۔ پھر اسمین کلام ہے کہ کونسی نماز و اکثر کہتے ہین فرائض۔ قبل طلوع الشمس سے مراد فجر کی نماز اور قبل الغروب سے عصر وظہر کی نماز۔ اور من اللیل سے تہجد کی نماز جو حضرت پر فرض تھی اور عشاء اور مغرب کی نماز کیونکہ یہ تینون رات مین ادا کیجاتی ہین من اللیل کا لفظ تینون کو شامل ہے اور ادبار السجود سے نوافل مراد ہین جو فرض نماز کے بعد ادا کئے جاتے ہین۔ ابن عباسؓ کا یہی قول ہے۔ حضرت علیؓ کہتے ہین مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ادبار النجوم وادبار السجود کے معنی دریافت کئے فرمایا ادبار السجود سے مراد وہ دو رکعت ہین جو مغرب کے بعد پڑہی جاتی ہین اور ادبار النجوم سے مراد نماز صبح سے پہلے کی دو رکعت (رواہ مسند فی مسندہ وابن المنذر وابن مردویہ) اور اسی کے موافق ابن عباس کی وہ حدیث ہے جسکو ترمذی وحاکم وغیرہ نے نقل کیا ہے۔ اور یہی قول عمرؓ بن الخطاب وابو ہریرہؓ کا ہے بعض نوافل مراد لیتے ہین مجاہد و دیگر علماء فرماتے ہین کہ سبح سے مراد سبحان اللہ بحمدہ کہنا ہے نمازونکے بعد۔ جیسا کہ صحیح بخاری مین حدیث ہے کہ جو شخص ہر نماز کے بعد تینتیس بار سبحان اللہ کہے اور اسی قدر الحمد للہ کہے اور اسی قدر اللہ اکبر اور اخیر مین لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وہو علے کل شئی قدیر کہے تو اسکے تمام گناہ بخشے جاوینگے اگرچہ دریا کے کف برابر کیون نہون۔

اسکے بعد مسئلہ حشر کا ذکر کرتا ہے اور اُس کا آنا یقین بتاتا ہے کہ واستمع یوم ینادی المنادی من مکان قریب یوم یسمعون الصیحۃ بالحق ذلک یوم الخروج کہ اے محمدؐ یا اسی مخاطب اُس آواز دینے والیکے آواز کا منتظر رہ جسدن کہ وہ بہت پاس سے پکاریگا جسدن کہ چیخ کی آواز سنین گے یہ ہے قبر سے باہر نکلنے کا دن۔ گویا وہ دن یقینی آنیوالا ہے اور آپ اُسکے منتظر ہین۔ یہ منکر گو اسمین شک کر رہے ہین اس آواز سے مراد نفخ صور کی آواز ہے۔ صور مین پھونکنا مراد ہے کبھی مراد زبان سے دیجاتی ہے کبھی کسی آلہ سے۔ اور اسی کو چیخ سے تعبیر کیا ہے بعض کہتے ہین اسرافیل صور پھونکین گے۔ اکبار تمام مخلوق فنا ہوجاویگی پھر دوسرے صور سے مخلوق بارگر موجود ہوگی اس کے بعد حساب کے لئے جبرئیل یا کوئی اور فرشتہ آواز دیگا۔ گویا یہہ آواز ایسی یقیناً ہونے والی ہے کہ اسی نبی یا اسے مخاطب تو اسکی طرف کان لگا رکھہ۔

پھر فرماتا ہے نحن نحی ونمیت والینا المصیر کہ دنیا مین ہم ہی زندہ کرتے ہین اور ہم ہی مارتے ہین اور ہماری طرف پھر کر آنا ہے۔ یعنی یہہ ایک سفر جسکی ابتدا ہمارے ہان سے ہوئی اور دنیا ایک منزل تھی پھر وہان سے کوچ کرکے اسجگہ آنا ہے ہمارے ارادہ سے ہے اسلئے حشر و قیامت کا ہونا ضروری ہے۔ یا دلیل اور واقعہ کو بیان کرکے اسکا اعادہ ہے بطور نتیجہ کے کہ ہم زندہ کرینگے بارگر اور ہم دنیا مین مردہ کرتے ہین اور حشر مین سب کو ہمارے پاس آنا ہے اور وہ کون سا دن ہے یوم تشقق الارض عنہم سراعا ذلک حشر علینا یسیر یہہ حشر ہمپر کچھہ مشکل نہین بلکہ آسان ہے۔

حشر و نشر بیان کرنیکے بعد کفار انکا کرتے تھے جسکے حضرت کا دل آزردہ ہوتا تھا اسلئے آپکو تسلی دیتا ہے نحن اعلم بما یقولون وما انت علیہم بجبار کہ ہمکو معلوم ہے جو کچھ وہ کہتے ہین اسی محمدؐ تیرا کام یہہ پہونچانے کا تھا پہونچا دیا آپ انپر جبر کرنیکے لئے نہین بھیجے گئے کہ انکو اسکے ماننے پر خواہ مخواہ مجبور کرین آپکا کام نصیحت کرنیکا ہے فذکر بالقرآن من یخاف وعید جو میری سزا سے ڈرے اُسکو قرآن کے ہدایت افزا مضامین سے نصیحت کر جو نہین مانتے نہ مانین۔ وعید اصل مین وعیدی تھا حالت وقف مین ی کو حذف کردیا کسرہ اسکی جگہ باقی رہگیا۔ سورہ کے اول مین بھی قرآن کا ذکر تھا ق والقرآن المجید آخر مین بھی اسکا ذکر آیا تاکہ اول و آخر ملکر مضامین کا احاطہ کرکے ق محیط کی صورت پیدا کرے۔

سورہ ذاریات مکیہ ہی اسمین ساٹھ آیتین اور تین رکوع ہین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَالذّٰرِيٰتِ ذَرْوًا ۝ فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا ۝ فَالْجٰرِيٰتِ يُسْرًا ۝ فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا ۝ اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَصَادِقٌ ۝ وَّاِنَّ الدِّيْنَ لَوَاقِعٌ ۝ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْحُبُكِ ۝

قسم ہے اڑانے والی ہواؤں کی پھر بوجھ اٹھانیوالوں کی پھر نرم نرم چلنے والوں کی پھر حکم سے بانٹنی والوں کی بیشک جو کچھ تمسے وعدہ کیا جاتا ہے سچ ہے اور اعمال کی جزا دہی ضرور ہوگی اور قسم ہے آسمان جال والے کی

اِنَّكُمْ لَفِيْ قَوْلٍ مُّخْتَلِفٍ ۝ يُّؤْفَكُ عَنْهُ مَنْ اُفِكَ ۝ قُتِلَ الْخَرّٰصُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ غَمْرَةٍ سَاهُوْنَ ۝ يَسْـَٔلُوْنَ اَيَّانَ يَوْمُ الدِّيْنِ ۝ يَوْمَ هُمْ عَلَى

البتہ تم مختلف بات مین پڑے ہوئے ہو۔ قرآن سے وہی روکا جاتا ہے جو ازل سے پھیر گیا غارت ہوں وہ کہ سلا بانگ والے وہ جو غفلت مین بھول رہے ہین۔ پوچھتے ہین کب ہی فیصلہ کا دن۔ جبدن کہ وہ آگ پر

النَّارِ يُفْتَنُوْنَ ۝ ذُوْقُوْا فِتْنَتَكُمْ ۝ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ۝ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝ اٰخِذِيْنَ مَآ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ ۝ اِنَّهُمْ كَانُوْا

جھونکے جاوینگے۔ ہم کہینگے اپنی شرارت کا مزہ چکھو۔ یہ وہی تو ہے کہ جسکی تم جلدی کیا کرتے تھے البتہ پرہیزگار باغون اور چشمون مین لیتے ہونگے جو کچھ انکو ان کا رب دیگا کیونکہ وہ

قَبْلَ ذٰلِكَ مُحْسِنِيْنَ ۝ كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ ۝ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ۝ وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ۝

اس سے پہلے نیک تھے رات کو بہت کم سویا کرتے تھے اور صبح کو معافی مانگا کرتے تھے اور انکے مالون مین حصہ تھا سائل اور محتاج کا

والذاریات الواو للقسم ذروا منصوب علی انہ مصدر۔ یقال ذرت الریح التراب تذروہ ذروا وآذرتہ تذریہ ذریا۔ فالحاملات عطف علی الذاریات وقس علیہا البواقی۔ وقرا قرا بالمجہود بکسر الواو وفہوا سم اقیم مقام المصدر کما یقال ضربہ سوطا۔ او مفعول بہ کما یقال حمل فلان عدلا ثقیلا کبیرا وقری بفتح الواو وعلی انہ مصدر لیسر امنصوب علی انہ صفۃ مصدر تقدیرہ جریا ذا یسر امرا منصوب علی انہ مفعول بہ کما یقال فلان قسم الرزق اوحال۔ انما توعدون جواب القسم وما مصدریۃ او موصولۃ۔ یوفک عنہ الضمیر للرسول علیہ السلام او القرآن او الایمان۔ یوم ہم منصوب علی الظرفیۃ وانا نصب لیقع۔ وقیل موضعہ رفع۔ ہم مبتدا یفتنون خبرہ۔ آخذین حال ما یعجبون خبر کانوا قلیلا من اللیل ظرف ای فی قلیل من اللیل۔

تفسیر

یہ سورہ بھی مکیہ ہے۔ ابن عباس و ابن زبیر کا یہی قول ہے۔ اس مین بھی بیشتر وہی امہات المقاصد واہم المسائل حشر و توحید و نبوت مذکور ہین۔

سورہ ق مین دلائل سے حشر کا اثبات کیا تھا مگر جہلا کی عادت ہے کہ وہ دلائل مین غور نہین کرتے پھر انکے یقین دلانیکے جو طرز ہین اسی طور پر انسے کلام کیا جاتا ہے۔ عرب مین گو صدہا عیب تھے مگر ایک یہ ہنر بھی تھا کہ وہ جھوٹھ بولنے کو اور خصوصاً قسم کھاکر جھوٹھ بولنے کو بہت برا سمجھتے تھے اور انکا یقین تھا کہ جو کوئی قسم کھاکر جھوٹھ بولتا ہے برباد ہوجاتا ہے اسلیئے قسم کھاکر بات کہنے سے انکو یقین آجاتا تھا اسلیئے ان مسائل کا خدا تعالی ان چند چیزون کی قسم کھاکر حق ہونا بیان فرماتا ہے۔ اور قسم بھی ان چیزونکی کھائی جو ہنفسہا ایک ایک اثبات حشر کیلئے برہان قاطع ہے۔ فقال والذاریات ذروا فالحاملات وقرا فالجاریات یسرا فالمقسمات امرا کہ ان چار چیزون کی قسم ہے انما توعدون لصادق وان الدین لواقع کہ جسکا تمسے وعدہ کیا گیا ہے وہ سچ ہے اور جزا و سزا کا دن یعنی قیامت کا ضرور آنے والا ہے۔ مفسرین کا اختلاف ہے کہ یہ چار چیزین کیا ہین؟ بعض کہتے ہین چار وںسے ایک ہی چیز اسکے صفات مختلفہ کے لحاظ سے مراد ہے پھر اسمین بھی دو قول ہین بعض کہتی ہین سب ہوائین مراد ہین ذاریات وہ ہوائین جو غبار اڑاتین ہین جنسے اخیر مین بادل پیدا ہوتے ہین اور حاملات بوجھ اٹھانے والی ہوائین ہین جو بادلون کو لئے پھرتی ہین جو پانی کے خزانے ہین اور اسی لئے بادلون کو بوجھل کہا گیا اور جاریات یسرا سے بھی

وہ ہوائیں مُراد ہیں جو پانی برسنے کیوقت نرم نرم چلا کرتی ہیں المقسمات امرا سے بھی مراد وہ ہوائیں ہیں جو بادلوں کو برسنے کے بعد اِدہر اُدہر لیجا کر پانی تقسیم کر دیتی ہے۔ اِن ہواؤں کی قسم کھانے میں اِسطرف شارہ ہے کہ انتظام عالم جسنے اِنسے وسطح مربوط کیا ہے جو عقل میں نہیں آسکتا کہ ہوائیں اجزا ارضیہ کو بکھیرتی ہیں اور پھر وہی جو سما میں جمع کرتی ہیں بادلونکو پھر وہی نرم نرم چلکر موقع پر پہنچاتی ہیں پھر وہی تفریق کرتی ہیں) وہ انسان کے اجزا متفرقہ جمع کرنے پر بھی قادر ہے ✣ بعض کہتے ہیں سب سے ملائکہ مراد ہیں جو ان خدمات پر مامور ہیں۔ اور ایک گروہ کہتا ہے ان چاروں سے چار جُدا جُدا چیزیں مراد ہیں۔ جسنے انتظام عالم مربوط ہے ذّاریات سے مراد ہوائیں حاملات وقرا سے مراد بادل۔ جاریات یسرا سے مراد کشتیاں جو دریا میں نرم نرم چلا کرتی ہیں مقسمات امرا سے مراد ملائکہ ہیں اِسکے بعد کرہ ارضی اور جمیع عناصر کو جو چیز محیط ہے اِسکی قسم کھا کر ایک اور بات بیان فرماتا ہے والسماء ذات الحبک حبک جمع ہے جسکے معنی طریق کے ہیں۔ قوی تر یہ ہے کہ آسمانوں میں جو ستاروں سے مختلف راہیں سی نظر آیا کرتی ہیں وہ حبک ہیں جال سے پڑے ہوئے دکھائی دیا کرتے ہیں کہ ایسے آسمان کی قسم لے کفار تم خود اختلاف میں پڑے ہوئے ہو تم میں سے کوئی محمد کو شاعر کہتا ہے کوئی ساحر کوئی کاہن کوئی دیوانہ اسطرح آسمان میں ستاروں سے مختلف رستے اور جالے نظر آتے ہیں۔ اِسیطرح تمھاری باتیں مختلف ہیں یہ لطیفہ ہے ذات الحبک کہنے میں تمھارا یہ اختلاف ثابت کرنا ہے کہ تمکو کسی بات کا یقین نہیں۔ تمھاری تخمینی باتیں ہیں جو اوہام فاسدہ پر مبنی ہیں پھر فرماتا ہے یوفک عنہ من افک قرآن یا نبی سے وہ ہی شبہ کرتا ہے جسکو ازلی تقدیر نے شبہ کے ظلمات میں ڈال رکھا ہے قتل الخراصون الذین ہم فی غمرۃ ساہون خرص کھجور کے اوپر کے چھواروں کا اندازہ کرنا کہ اتنے من ہونگے۔ اس جگہ مراد ہے اٹکلیں دوڑانا۔ ابن الانباری کہتے ہیں جب قتل کا لفظ اللہ تعالیٰ کیطرف سے خبر دیا جاوے تو اُسکے معنی ہونگے لعنت کے غمرہ غفلت۔ فرماتا ہے کہ ان اٹکل دوڑانے والوں پر لعنت ہے جو غفلت میں پڑے ہوئے آخرت کو بھولے ہوئے ہیں اور پوچھتے ہیں ایان یوم الدین کب ہے روز جزا بطور تمسخر کے۔ اب آپ ہی بتاتا ہے یوم ہم علی النار یفتنون کہ وہ دن ہے کہ جس روز وہ آگ میں جلائے جاوینگے اور اُن سے کہا جائے گا ذوقوا فتنکم ہذا الذی کنتم بہ تستعجلون اپنے عذاب کو چکھو یہ ہے وہ کہ جس کی تم دنیا میں جلدی کیا کرتے تھے ✣

حشر کے برحق ہونے پر قسم کھا کر وہاں جو کچھ بدون خصوصاً منکرین حشر کا حال ہوگا اُسکو یہانتک بیان فرمایا اب نیکوں کا حال بیان فرماتا ہے ان المتقین فی جنات وعیون آخذین ما اتاہم ربہم کہ پرہیزگار لوگ ایسے باغوں میں ہونگے کہ جنمیں چشمیں جاری ہیں اپنے رب کی نعمتیں حاصل کرینگے پہلا سکا سبب بیان فرماتا ہے کہ کس وجہسے وہ اِس سعادت کے مستحق ہوئے؟ انہم کانوا قبل ذلک محسنین کہ وہ اِس سے پہلے یعنی دنیا میں نیک تھے۔ احسان بڑا وسیع لفظ ہے جو ہر ایک قسم کی نیکی کو شامل ہے ایمان سے لیکر اعمال صالحہ تک واعلہ کی عبادت و بندوں کیساتھ بھلائی کرنے تک کواب قدرے نیکی کی شرح بھی کرتا ہے کانوا قلیلا من اللیل ما یہجعون (الہجوع النوم باللیل) یعنی راتکو عبادت آلہی میں مصروف رہتے تھے بہت کم سوتے تھے اِس سے مراد یہ ہے کہ تہجد کی نماز پڑہتے تھے رات بھر تو یہ کام کرتے تھے بالاسحار ہم یستغفرون صبح کو خدا سے اپنے قصور عبادت کی بابت معافی مانگتے تھے رات کی عبادت سے غرور نہیں کرتے تھے بلکہ اسپر بھی اپنے کو خطاوار سمجھتے تھے بندگی اِس عجز و نیاز کا نام ہے۔ یہ تو تعظیم امر اللہ تھی اور خلق کیساتھ انکا یہ حال تھا وفی اموالہم حق للسائل والمحروم کہ اُنکے مال میں سائل کا بھی حصہ تھا اور نہ مانگنے والے کا بھی یعنی سبکو خیر پہنچاتے تھے۔ محروم کے معنی ہیں ممنوع کے یہ لفظ عام ہے نہ سوال کرنے والے کیلئے ہی اور آفت رسیدہ کو بھی اور اپاہج کو بھی اور جسکا کچھ حق نہیں اُسکو بھی شامل ہے ✣

وَفِي الْأَرْضِ آيَاتٌ لِّلْمُوقِنِينَ ۝ وَفِي أَنفُسِكُمْ ۚ أَفَلَا تُبْصِرُونَ ۝ وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ ۝ فَوَرَبِّ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِنَّهُ لَحَقٌّ

اور زمین میں یقین کرنیوالوں کیلئے قدرت کی نشانیاں ہیں۔ اور خود تمہارے ہی بدن میں کیا تم دیکھتے نہیں۔ اور آسمان میں تمہاری روزی ہے اور وہ بھی جو تم سے کہا جاتا ہے پس قسم ہے آسمان اور زمین کے رب کی یہ بات سچ ہے

مِّثْلَ مَا أَنَّكُمْ تَنطِقُونَ ۝ هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ ضَيْفِ إِبْرَاهِيمَ الْمُكْرَمِينَ ۝ إِذْ دَخَلُوا عَلَيْهِ فَقَالُوا سَلَامًا ۖ قَالَ سَلَامٌ قَوْمٌ مُّنكَرُونَ ۝

جیسا کہ تم بولتے ہو (یعنی شبہ نہیں ہے) کیا تجھکو ابراہیم کے معزز مہمانوں کی خبر پہونچی ہے۔؟ جب اُنکے پاس آئے تو کہا سلام ابراہیم نے بھی کہا سلام اوپرے لوگ ہیں

فَرَاغَ إِلَىٰ أَهْلِهِ فَجَاءَ بِعِجْلٍ سَمِينٍ ۝ فَقَرَّبَهُ إِلَيْهِمْ قَالَ أَلَا تَأْكُلُونَ ۝ فَأَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيفَةً ۖ قَالُوا لَا تَخَفْ ۖ وَبَشَّرُوهُ بِغُلَامٍ عَلِيمٍ

پھر چپکے سے گھر میں جا کر ایک موٹا تازہ بچھڑا لایا پھر اُنکو اُنکے پاس رکھا کہا کیوں نہیں کھاتے۔ (جب کہا یا تو سمجھ لیا کہ کسی قسم کا خوف معلوم ہوا ہوگا جس پر کہا خوف نہ کرو) اور اُنکو ایک دانشمند لڑکے کی خوشخبری دی

فَأَقْبَلَتِ امْرَأَتُهُ فِي صَرَّةٍ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ عَجُوزٌ عَقِيمٌ ۝ قَالُوا كَذَٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ ۖ إِنَّهُ هُوَ الْحَكِيمُ الْعَلِيمُ ۝

پہلا تو اُسکے کی عورت چیختی ہوئی آئی منہ پیٹ لیا اور کہا کیا بڑھیا بانجھ جنے گی؟ وہ بولے تیرے رب نے یوں ہی فرمایا ہے وہ جو ہے حکمت والا دانا ہے

مثل نقیر بالرفع علی انہ نعت لحق او خبر ثان او علی انہ خبر واحد وما نافیۃ ویقرء بالفتح علی انہ حال من النکرۃ او من ضمیر فیہا او علی انہ اضاف غیر وما نافیۃ قیل معرب قیل مبنی علی انہ رکب مع ما کخمسۃ عشر فجمع موضعہا جر بالاضافۃ او اجعلت ما زائدۃ او رفع علی تقدیر ہو۔ انہ ظرف کحدیث انک لضعیف او لضعیف الضعیف مصدر یطلق علی الواحد والکثیر۔ سلام مبتدء علیکم خبرہ محذوف

تفسیر

یہ تتمہ ہے بیان سابق کا یعنی اہل جنت کی عبادت کا تو یہ حال ہے اور اُن کے افکار و خیالات ایسے پاکیزہ ہیں کہ زمین میں ہر شے اُنکے تردیک اُنکی قدرت کا نمونہ ہے اور خود انھیں کے اندر سینکڑوں نمونے ہیں یا کہو یہ بیان سابق کا بقیہ ہے یعنی حشر کے امکان پر اور چند دلائل بیان فرماتا ہے کہ زمین کے اندر اُسکے آشیار نگارنگ میں اور خود لوگوں کے اندر ہماری قدرت کی سینکڑوں نشانیاں ہیں۔ انسان اپنی پیدایش اور نوعی اور اعضاء وصحت و مرض تبدلات وتغیرات وجذبات باطنیہ میں غور کرے تو فوراً باور کرلے کہ وہ اُسکی بے انتہا قدرت کا نتیجہ ہے اسلئے کہا گیا ہے کہ من عرف نفسہ عرف ربہ جسنے اپنے آپ کو جان لیا اُسنے خدا کو پہنچان لیا اسلئے فرماتا ہے افلا تبصرون پھر تم کیوں نہیں ان نشانات قدرت کو دیکھتے ہو؟ اور آسمان میں تمہاری روزی ہے۔ آسمان سے مراد بارش جو آسمان سے یعنی اُوپر سے اُترتی ہے بارش سے انسان بلکہ حیوان کی روزی پیدا ہوتی ہے اور اسیطرح جن چیزوں کا تمسے وعدہ کیا گیا ہے جنت و دوزخ خیر و شر سب اُوپر سے ہے یعنی تمہاری کوششوں سے اوپر تدابیر سے یہ سامان پیدا نہیں ہوتے بلکہ یہ سب کچھ آسمانی اسباب سے ہے آسمان سے مراد اُوپر کی جہت جس سے مقصود تقدیر و مشیت الٰہی۔ تقدیری باتوں اور مشیتی اسباب کو آسمانی کہا کرتے ہیں شرف و فوقیت کے لحاظ سے ✤

پھر کہتا ہے کہ آسمانوں اور زمین کے رب کی قسم جسنے روز جزا کا آنا ایسا ہی برحق ہے جیسا کہ تمہارا ہم باتیں کرنا اِس میں تمکو کوئی شبہ نہیں ہوتا۔ ان دلائل حشر اور وہاں کی جزا و سزا بیان کرنے کے بعد حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تذکرہ کرتا ہے جس سے یہ باتیں بتانی مقصود ہیں

(۱) یہ کہ حضرت ابراہیم کیطرح مہمان نوازی کا طریقہ اختیار کرنا چاہئے

(۲) دنیا میں کسی مراد کے دیر میں ملنے سے ناامید نہ ہونا چاہئے۔ خدا کا وعدہ برحق ہے اُسنے اخیر عمر میں حضرت ابراہیم کی بیوی کو اولاد دی اُسی پر اُسکی سزاؤں کو بھی خیال کرنا چاہئے کہ اگر دیر ہو جائے تو مغرور و غافل نہو جائے کہ میرے اعمال بد کا بُرا ثمرہ مجھے نہ ملیگا ✤

(۳) چنانچہ قوم لوط مدت سے اِس بدکاری کی عادی تھی پیغمبر ہر چند منع کرتا تھا پر نہیں مانتے تھے آخر ایک روز ایسا ہوا کہ ان کی بدکاری کا بُرا دن آنکے سامنے آیا۔ وہ بستیاں غارت ہوئیں۔ اے قریش مکہ تم بھی دلیر نہو جاؤ

قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ أَيُّهَا الْمُرْسَلُونَ ۝ قَالُوا إِنَّا أُرْسِلْنَا إِلَىٰ قَوْمٍ مُجْرِمِينَ ۝ لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِنْ طِينٍ ۝ مُسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ

ابراہیم نے کہا اچھا اگیا مطلب تمہارے رسولو! وہ بولے ہمکو گناہگار لوگوں کیطرف بھیجا گیا ہے کہ ہم انپر بھیجی جائے کنکر پتھر سانولوں کہ کھینچ رکھے ہیں نشان جنپر تیرے

لِلْمُسْرِفِينَ ۝ فَأَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيهَا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝ فَمَا وَجَدْنَا فِيهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ۝ وَتَرَكْنَا فِيهَا آيَةً لِلَّذِينَ يَخَافُونَ

حد سے بڑھنے والوں کیلئے پھر اسمیں جتنے لوگوں میں سے تھے نکالدیا اسکو جو ایماندار تھا۔ پھر نہیں پایا وہاں بجز ایک گھر کے اور گھر ایمانداروں کا۔ یا اور چھوڑ دی ہم نے اسمیں ایک نشانی ان لوگوں کے لئے

الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ۝ وَفِي مُوسَىٰ إِذْ أَرْسَلْنَاهُ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ بِسُلْطَانٍ مُبِينٍ ۝ فَتَوَلَّىٰ بِرُكْنِهِ وَقَالَ سَاحِرٌ أَوْ مَجْنُونٌ ۝ فَأَخَذْنَاهُ وَجُنُودَهُ

جو عذاب سے ڈرتے ہیں۔ اور موسیٰ کے قصہمیں عبرت ہے جبکہ بھیجا ہم نے اسکو فرعون کیطرف کھلی ہوئی سند دیکر پھر اس نے اپنے لشکر سمیت منہ پھیرا اور کہدیا جادوگر یا دیوانہ ہے۔ پھر پہنچے اسکو اور اسکے لشکر کو پھر

فَنَبَذْنَاهُمْ فِي الْيَمِّ وَهُوَ مُلِيمٌ ۝ وَفِي عَادٍ إِذْ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيحَ الْعَقِيمَ ۝ مَا تَذَرُ مِنْ شَيْءٍ أَتَتْ عَلَيْهِ إِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِيمِ ۝ وَفِي

پھر انکو دریا میں پھینکدیا اور وہ ملامت زدہ تھا۔ اور عاد کے حال میں بھی عبرت ہے جبکہ بھیجی ہم نے انپر سخت آندھی جس چیز پر وہ گذرتی تھی تو اسکو چورا سا بھی کر دیتی تھی۔ اور ثمود کے

ثَمُودَ إِذْ قِيلَ لَهُمْ تَمَتَّعُوا حَتَّىٰ حِينٍ ۝ فَعَتَوْا عَنْ أَمْرِ رَبِّهِمْ فَأَخَذَتْهُمُ الصَّاعِقَةُ وَهُمْ يَنْظُرُونَ ۝ فَمَا اسْتَطَاعُوا مِنْ قِيَامٍ وَمَا

واقعہمیں بھی جبکہ انکو کہا گیا کہ ایک وقت تک برت لو۔ پھر انہوں نے اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی پھر تو انکو دیکھتے ہی دیکھتے کڑک نے آلیا۔ پھر نہ تو وہ اٹھ سکے اور نہ بدلا لے سکے

كَانُوا مُنْتَصِرِينَ ۝ وَقَوْمَ نُوحٍ مِنْ قَبْلُ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ ۝ ع ۲۳/۱۱

اور نوح کی قوم کو پہلے ہلاک کر چکے تھے کیونکہ وہ بدکار قوم تھی۔

الخطب لشان مسومۃ ای معلمۃ لعلامات تعرف بہا قیل کانت منقطۃ بسواد وبیاض صفۃ لحجارۃ او حال من الضمیر المستکن فی الجار والمجرور وقیل بمعنی مسومۃ مرسلۃ من سمت الماشیۃ ای ارسلتہا وفی موسی فی عطفہ اقوال مختلفۃ قیل انہ عطف علی قولہ تعالی وترکنا فیہا آیۃ وفی موسی ایضا ترکنا ایۃ او ارسلناہ الظرف متعلق بمحذوف او منصوب بترکنا والاول اولی برکنہ ای بقومہ ابن عباس) ما تذلا بحالۃ حال مقدرۃ من الریح او خبر مبتدء محذوف ہی وقوم نوح بالجر عطفا علی ما اقدم من قولہ وفی عاد وبالنصب علی تقدیر اہلکنا

اب ہم اس مقصہ کو مع شرح الفاظ قرآنیہ بیان کرتے ہیں۔ حضرت ابراہیم ملک شام میں آرہے تھے اور حضرت لوط علیہ السلام جو انکے بھتیجے تھے وہ بھی ساتھ آئے تھے پھر حضرت لوط سدوم وغمورہ وغیرہ بستیوں میں آبسے تھے جو جبل مردار کے کنارہ آباد تھیں حضرت ابراہیم کی چھیاسی برس کی عمر میں اسنے حضرت اسمٰعیل پیدا ہوئے تھے مگر سارہ بیوی کے بطن سے کوئی اولاد نہیں ہوئی تھی اور وہ بھی امید میں بڑھیا ہو گئیں سہبات کا انکو بڑا غم رہتا تھا۔ ایکروز جبکہ حضرت ابراہیم اپنے خیمہ کے دروازہ پر بیٹھے ہوئے تھے دوپہر کیوقت مہمانوں کی صورت میں چند فرشتے نظر آئے حضرت ابراہیم اپنی عادت مہمان نوازی کیموافق انکے کہانیکو تلا ہوا بچھڑا لائے فرشتوں نے کھانیسے انکار کیا تو حضرت ابراہیم ڈرے کہ یہ دشمن ہیں کیونکہ اس عہد میں دشمن اپنے دشمن کے گھر کا کھانا نہیں کھاتا تھا دیکھکر امی اسی عہد میں مروج ہوئی ہے) فرشتوں نے کہا نہ ڈرو اور اسکو علمدار لڑکے کی بشارت دی (اسحٰق علیہ السلام کے تولد کی) حضرت سارہ پیچھے کہڑی تھیں یہ سنکر ہنسیں۔ بڑی خوشی سنکر ہنسی آنا طبعی بات ہے صرۃ کے معنی ہیں آواز اور چیخنے کے مگر مراد کھل کھلا کر ہنسنا ہے کیونکہ قرآن میں دوسری جگہ آیا ہے فضحکت وتعجب سے ماتھا کوٹنے لگیں اور کہنے لگیں کیا بانجھ اور وہ بھی بڑھیا جنے گی؟ فرشتوں نے کہا خدا کا یہی حکم ہے بانجھ اور بڑھیا کو بچہ دینے کی حکمت وتدبیر سراسر خوب معلوم ہوئے پھر ابراہیم نے فرشتوں سے پوچھا کہ تم کہاں جاتے ہو انہوں نے کہا کہ لوط کی قوم کیطرف کہ انپر پتھر برساویں چنانچہ وہاں گئے اور وہ بستیاں ہلاک ہوئیں اسکے بعد موسیٰ کا قصہ بیان کرتا ہے کہ بھیجے اسکو فرعون کے پاس دلیل دیکر سبحاد (تولی برکنہ) التولی الاعراض الرکن الجانب قبالۃ الاخفش) تو اسنے اعراض کیا اور کہدیا جادوگر ہے یا دیوانہ پھر خدا نے اسکو مع لشکر کے غرق کیا اسکے بعد عاد وثمود وقوم نوح کی ہلاکی بیان کرتا ہے کہ ان بدکاریوں سے ہلاک ہوئے ۔

وَالسَّمَآءَ بَنَيْنٰهَا بِاَيْدٍ وَّاِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ ۝ وَالْاَرْضَ فَرَشْنٰهَا فَنِعْمَ الْمٰهِدُوْنَ ۝ وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ فَفِرُّوْٓا اِلَى
اور آسمان کو ہمنے قدرت سے بنایا اور ہم ہیں قدرت والے۔ اور زمین کو ہمنے بچھایا پھر کیا خوب بچھانے والے ہیں۔ اور ہر چیز کا جوڑا پیدا کیا شاید تم سمجھو (اسلئے ہی ہمنے اسکو خالق اکیلا نہیں بنایا)

اللّٰهِ ۭ اِنِّىْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ وَلَا تَجْعَلُوْا مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۭ اِنِّىْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ كَذٰلِكَ مَآ اَتَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ
میں تمکو اسکیطرف سے صاف صاف ڈر سنانیوالا ہوں اور اللہ کے ساتھ اور معبود نہ ٹھہراؤ میں تمکو اسکیطرف سے صاف صاف آگاہ کرنے والا ہوں اسیطرح (اگلے) جو لوگ ان سے پہلے تھے ان کے پاس جب کوئی

رَّسُوْلٍ اِلَّا قَالُوْا سَاحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ ۝ اَتَوَاصَوْا بِهٖ ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ ۝ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ فَمَآ اَنْتَ بِمَلُوْمٍ ۝ وَّذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ
رسول آیا تو یہی کہا جادوگر ہے یا دیوانہ کیا ایک دوسرے سے یہی کہہ مرا تھا بلکہ وہ خود ہی سرکش ہیں۔ پس تو نے بہت آہ تعجب کرنی اور الزام نہیں اور سمجھاتا رہ کہ سمجھانا ایمان داروں کو

الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۝ مَآ اُرِيْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَآ اُرِيْدُ اَنْ يُّطْعِمُوْنِ ۝ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ
نفع دیتا ہے اور میں نے جن اور انسان کو جو بنایا ہے تو اپنی بندگی کیلئے میں اُنسے کبھی روزینہ نہیں چاہتا اور نہ کبھی چاہتا ہوں کہ مجھے کھانا کھلاویں کیونکہ اللہ ہی تو وہ روزی دینے والا قدرت والا

الْمَتِيْنُ ۝ فَاِنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذَنُوْبًا مِّثْلَ ذَنُوْبِ اَصْحٰبِهِمْ فَلَا يَسْتَعْجِلُوْنِ ۝ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ يَّوْمِهِمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ ۝
زور آور ہے پس ان ظالموں کا بھی ویسا ہی حصہ ہے جیسا کہ انکے ہمراہیوں کا تھا جلدی نہ کریں پھر کافروں کو اپنے اُس دن سے خرابی ہے کہ جس کا اُنسے وعدہ ہے ✣

والسماء منصوب علی شریطۃ التفسیر یا یتعلق بالفعل وقیل حال من الفاعل ومن کل شیء متعلق بخلقنا کذلک ای الامر کذلک المتین بالرفع علی النعت لہ وقیل ہو خبر مبتدا محذوف ای ہو المتین (ابو البقاء)

✣ تفسیر ✣

ان آیات میں اپنی خدائی کا ثبوت اور توحید اور مسئلہ رسالت اور گناہوں کا برا نتیجہ پیش آنا ثابت کرتا ہے۔ پہلی بات پر تین دلیلیں لایا۔ اول والسماء بنینٰہا ہا کہ آسمان کو ہمنے قدرت کاملہ سے بنایا۔ اور ہم بڑے وسعت والے ہیں۔ یعنی قدرت والے۔ دوم والارض فرشنٰہا زمین کو ہم نے فرش کر دیا یعنے بندوں کے سکونت کے قابل۔ آسمان چھت اور زمین اس دار دنیا کا فرش (۳) ومن کل شیء ہر چیز کا جوڑا پیدا کیا۔ یعنے اسکی دوسری چیز مثل ہے جنس میں یا فصل میں یا جوہر ہونے میں بے مثل وہی ہے۔ یہی دلیل ہے اسکی خدائی و یکتائی پر۔ یہ چیزیں اس گھر کی زینت و آرایش کے سامان ہیں تاکہ تم سمجھو کہ یہ گھر چند روزہ ہے اسکو مرنے سے پہلے چھوڑ کر اللہ کیطرف دوڑو جو تمکو اس سے عمدہ گھر میں آسایش دیوے یعنی اُس کی طرف جلد رجوع کرو۔ میں اُس کی طرف تمکو جلد متنبہ کرنے آیا ہوں یہاں سے مسئلہ رسالت کا ثبوت کیا۔ اب توحید کا ثبوت کرتا ہے کہ جب وہی بے مثل اور اس گھر کا بنانے والا ہے ولا تجعلوا مع اللہ الٰہا آخر اس کے ساتھ اور کسیکو خدائی میں شریک نکرو۔ انھیں باتوں کے بتانے کو میں دنیا میں تمھارے پاس آیا ہوں۔ پھر مسئلہ نبوت میں کلام شروع ہوتا ہے کہ تم جو مجھے نہیں مانتے یہ کوئی نئی بات نہیں رسالت کا سلسلہ بھی مدت سے جاری ہے جب کوئی رسول دنیا میں آیا لوگوں نے اُسکو جادوگر اور دیوانہ بتایا۔ اسبات کو تعجب کے طور پر خدا تعالےٰ ذکر کرتا ہے کہ کیا وہ اگلے ان پچھلوں کو وصیت کر گئے اور کہہ گئے تھے کہ تم بھی رسول کو دیوانہ اور ساحر کہنا جو یہ انکی تقلید کرتے ہیں؟ پھر آپ ہی فرماتا ہے کہ وصیت تو نہیں کر گئے تھے خود انہیں کی ذات میں سرکشی کا مادہ ہے۔ پس اے رسول تو اُنسے ہٹ آ۔ تیرا جو کام تھا وہ تو نے پورا کر دیا ہاں ایماں داروں کو نصیحت کرتا رہ کہ انکو اس سے فائدہ ہوگا۔ اور وہ فائدہ یہ ہے کہ میں نے جن و انسان کو اپنی عبادت کے لئے بنایا ہے وہ اسبات کو سمجھکر خدا کی عبادات میں مصروف رہیں گے۔ اسمیں اسطرف بھی اشارہ ہے کہ میں نے یہ گھر بنا کر جو تمکو اسمیں بسایا ہے شکر کرنیکے لئے نہ کہ نافرمانی و ناشکری کے لئے اس شکر گزاری میں اللہ بندوں سے کوئی اپنا فائدہ رزق روزی کا نہیں چاہتا جسلئے وہ بھٹکتے ہیں کیونکہ وہ خود رزاق و قوت والا زبردست ہے یعنی غیر محتاج بلکہ اسلئے کہ ناشکری کا وبال بندے پر پڑے جیسا کہ اگلے لوگوں پر وبال آیا پھر فرماتا ہے کہ حال کے منکروں کی بھی وہی نوبت ہے پھر کیوں خدا سے کی جلدی کرتے ہیں۔ یہ چوتھی بات کا ثبوت تھا ✣

سورہ طور مکیہ ہی اسمیں انچاس آیات اور دو رکوع ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَالطُّوْرِ ۝ وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ ۝ فِيْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ ۝ وَّالْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ ۝ وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ ۝ وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ ۝ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ۝

قسم ہے طور کی اور کتاب کی جو کشادہ ورقوں میں لکھی گئی اور آباد گھر کی اور اونچی چھت کی اور دریا پر کی بیشک تیرے رب کا عذاب ہوکر رہیگا

مَّا لَهٗ مِنْ دَافِعٍ ۝ يَّوْمَ تَمُوْرُ السَّمَآءُ مَوْرًا ۝ وَّتَسِيْرُ الْجِبَالُ سَيْرًا ۝ فَوَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ خَوْضٍ يَّلْعَبُوْنَ ۝ يَوْمَ

جسکو کوئی بھی ٹالنے والا نہیں جسدن کہ آسمان لرزے اور پہاڑ اڑتے پھریں پھر اُس روز جھٹلانیوالوں کی خرابی ہے وہ جو مکلتہ چیزوں میں کھیل رہے ہیں جسدن

يُدَعُّوْنَ اِلٰى نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا ۝ هٰذِهِ النَّارُ الَّتِيْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ۝ اَفَسِحْرٌ هٰذَآ اَمْ اَنْتُمْ لَا تُبْصِرُوْنَ ۝ اِصْلَوْهَا فَاصْبِرُوْٓا اَوْ لَا

کو دھکا دیتے ہوئے دوزخ کیطرف ہانکے جاویں (کہا جاویگا) یہ وہ آگ ہے کہ جسکو تم جھٹلایا کرتے تھے پھر کیا یہ جادو ہے یا تمکو نہیں دیکھتی اِس میں گھسو صبر کرو یا نکرو

تُصْبِرُوْا سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

تمھارے لئے برابر ہے۔ تمکو وہی بدلہ دیا جاتا ہے جو تم کیا کرتے تھے

الوا والاولی فے والطور للقسم وما بعدہا فی وکتاب الخ للعطف فی رق متعلق بمسطور ان عذاب الخ جواب القسم۔ مالہ الخ الجملۃ صفۃ لواقع ویوم ظرف لدافع او لواقع یوم یدعون بدل من یوم تمور اقسحر خبر مقدم ہذا مبتدا موخر۔ سواء خبر مبتدا محذوف ای صبرکم وترکہ سواء الفرق بفتح الراء وکسرہا کالمثل فیہ جلدا کان اوغیرہ وجمعہ رقوق والمور الاضطراب الحرکۃ ولذا یطلق علی الموج الدفع الدفع لعنف

تفسیر

یہ سورہ بھی بالاتفاق مکہ میں نازل ہوئی ہے جبیر بن مطعم کہتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مغرب کی نماز میں یہ سورہ پڑھتے سنا (رواہ البخاری ومسلم وغیرہما) اِس سورہ میں بھی مسئلہ حشر کا اثبات ہے اور وہ حالتیں اجمالاً اور عنوان کے ساتھ ہے اِسلئے ان چار چیزوں کی قسم کھا کر فرماتا ہے ان عذاب ربک کہ بیشک تیرے رب کا عذاب آنیوالا ہے جسکو کوئی بھی ٹال نہیں سکتا۔ اِسمیں صرف قیامت کے آنے کی ہی خبر نہیں بلکہ منکرین کو ایک یقینی آنیوالے عذاب سے تہدید بھی ہے اور وہ چار چیزیں جنکی یہاں قسم کھائی یہ ہیں الطور اِس سے مراد کوہ طور ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ سے کلام کیا۔ ابن کثیر کہتے ہیں کہ جس پہاڑ میں درخت ہوتے ہیں اُسکو طور کہتے ہیں اور جسمیں درخت نہوں اُسکو جبل کہتے ہیں اِس قول سے تقسیم پائی جاتی ہے (۲) کتاب مطبوع بعض کہتے ہیں اِس سے مراد لوح محفوظ ہے مگر قوی تر یہ ہے کہ اِس سے مراد آسمانی کتابیں ہیں جو اوراق پر لکھی جاتی ہیں جو کھلے ہوتے ہیں جسکو پڑھنے والا پڑھ سکتا ہے (۳) البیت المعمور آباد گھر جس سے مراد خانہ کعبہ اور دیگر معابد بیچ عابدین سے آباد ہیں۔ دنیا کی ہوں یا سموات پر ہوں۔ اِسلئے احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ کعبہ کے محاذی ساتویں آسمان کے اُوپر ملائکہ کا ایک عبادت خانہ ہے جہاں ہزاروں لاکھ ملائکہ طواف کرتے ہیں اُسکو بھی بیت المعمور کہتے ہیں (۴) السقف المرفوع آسمان اور البحر المسجور دریا شور۔ مسجور کے معنی گرم کے ہیں سمندر تنور کیوجہ سے گرم کہلاتا ہے جب توہم ہوتا ہے کہتے ہیں اندنوں دریا گرم ہے ان چاروں چیزوں کے ذکر سے اپنی عجائبات قدرت اور دینی اور دنیوی برکات کیطرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ گنتے دنیا میں استواری کیلئے پہاڑ قائم کئے کتابیں و دستور العمل بنائیں گھر آباد کئے بلند مکان بنوائے دریا شور بنایا جو سکو محیط ہے اور یہ کہ کوہ طور پر موسیٰ سے کلام کیا پھر اُسکو کتاب دی اور بندوں کیلئے خانہ کعبہ بنایا اور بیت المقدس قائم کیا جسکی چھتیں بلند ستھیں اور پھر ان عبادتخانوں سے اور اُس پہاڑ سے اور ان کتابوں سے علوم و معارف کے پرجوش دریا کے دریا بہا کیا وہ سب قیامت کے قائل تھے پہاں جھٹلانے کے انکار سے کیا ہوتا ہے اِسکے بعد قیامت کے واقعہ کو بیان کرتا ہے کہ اُس روز آسمان لرزینگے اور پہاڑ اڑینگے اُس روز اِس دن کے جھٹلانیوالوں کو بڑی خرابی ہوگی جو آج غفلت میں پڑے نکتہ چینیاں کرتے ہیں وہ خرابی یہ ہوگی کہ وہ دوزخ کیطرف دھکے دیکر روانہ کئے جاویں گے اور جہنم کو کہا جاویگا کہ کہا جاتا ہے یہ وہ جسکا انکار تھا اب بتاؤ یہ جادو ہے یا تمکو دکھائی نہیں دیتی اب اِسمیں جلا کر پھینکو یا چلاؤ تمھارے اعمال کی سزا ہے ✣

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّنَعِيْمٍ ۝ فٰكِهِيْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ وَوَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ۝ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى

وہ جو پرہیزگار ہیں باغوں اور نعمتوں میں ہیں کہ تے ہونگے۔ اُن چیزوں سے جو اُنکو رب نے عطا کیں اور اُنکا رب اُنکو عذاب دوزخ سے بچا دیگا۔ کھا پیو مزے کرو اپنے عملوں کے سبب تکیہ لگائے بیٹھے ہونگے

سُرُرٍ مَّصْفُوْفَةٍ ۚ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ ۝ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ ۚ

تختوں سے بچھے ہوئے تختوں پر اور اُنکی شادی ہم حوریں سے کر دینگے۔ اور جو ایمان لائے اور اُنکی نسل ایمان میں اُنکی پیرو ہوئی تو اُنکے ساتھ اُنکی نسل کو بھی ہم ملا دینگے اور اُنکے عملوں کچھ بھی کمی نہ کرینگے

كُلُّ امْرِئٍۢ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ ۝ وَاَمْدَدْنٰهُمْ بِفَاكِهَةٍ وَّلَحْمٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ۝ يَتَنَازَعُوْنَ فِيْهَا كَاْسًا لَّا لَغْوٌ فِيْهَا وَلَا تَاْثِيْمٌ ۝ وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ

ہر شخص اپنے کئے کا پابند ہے اور ہم انکو پے در پے میوے اور گوشت دینگے جسکا وہ چاہیگے۔ وہاں اُن پیالوں کی چھینا جھپٹی کرینگے کہ نہ اُنمیں لغو کی اس ہے اور نہ گناہ اور اُنکے پاس لڑکے آئینگے

لَّهُمْ كَاَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُوْنٌ ۝ وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ۝ قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِيْٓ اَهْلِنَا مُشْفِقِيْنَ ۝ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا

ویسے لڑکے کہ گویا وہ موتی ہیں غلاف کے اور ایک دوسرے کیطرف بات کرنیکو متوجہ ہوگا کہینگے کہ ہم پہلے اپنے گھر میں ڈرا کرتے تھے پس ہم پر اللہ نے احسان کیا

وَوَقٰىنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ ۝ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلُ نَدْعُوْهُ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيْمُ ۝

اور ہمکو جہنم کے عذاب سے بچا لیا ہم اُسکو پہلے سے پکارا کرتے تھے وہ جو ہے تو بڑا احسان کرنیوالا مہربان ہے

ع ۱۸ ۲

فالکہین بمعنی رجل فاکہ ہے ذو فاکہۃ قیل ذو نعمۃ تعذو حال وقرء فکہین والفکہ طیب النفس بما موصولہ والباء علی صلتہا او بمعنی فی وقوا ہم عطف علی الصلۃ الاول بتقدیر قد او معطوف علی فے جنات متمکنین حال من الضمیر فے کلوا او من الضمیر فے وقاہم او من الضمیر فے فاکہین والذین اٰمنوا مبتدا وا تبعتہم الخ معترضۃ للتعلیل اتحقنا بہم خبر با یمان حال من الضمیر او الذریۃ او منہما یتنازعون حال انہ بالکسر علی الاستیناف کاسا خمرا سما ہا باسم محلہا ولذلک انث الضمیر فے قولہ لا لغو فیہا۔

تفسیر

جیسا کہ اہل جہنم کا حال بیان ہوا تھا اب اہل جنت کا حال بیان فرماتا ہے فقال ان المتقین الخ کہ پرہیزگار بہشتوں میں ہر طرح سے آرام و عافیت سے رہیں گے اور جہنم کے عذاب سے خدا اُنکو بچا دیگا۔ روحانی جنت کے سوا جسمانی نعمتیں بھی اُنکو نصیب ہونگی جسمانی نعمتیں ہیں اول عمدہ کھانا پینا اُسکی نسبت حکم ہوگا کلوا واشربوا ہنیئا ہنیئی کے معنی ہیں بے مشقت بے رنج بے کھٹکے نہ مرض کا کھٹکا نہ پچانے اور کھا لانے کا اور نہ کم ہو جانے کی فکر دوم رہنے کی عمدہ جا سو اُسکو ایسا ہی جنات نعیم میں اجمالاً بیان کیا تھا اب اُسکی تشریح کرتا ہے کہ متکئین علی سرر مصفوفۃ بادشاہوں کیطرح تختوں پر صف بستہ تکئے لگائے بیٹھے ہونگے تیسری نعمت اُسکی بعد حسین اور فراں بردار اور نیک بیوی کا میسر آنا جسکی طرف انسان کو اکل و شارب کے بعد بالطبع رغبت ہے سو اُسکی نسبت فرماتا ہے وزوجناہم بحور عین کہ ہم اُنکی شادی حوریں سے کر دینگے (حور عین کے لفظ کی شرح اور جنت میں شادی ہونیکی بابت پادریوں کے اعتراض کا جواب ہم کئی بار ذکر کر چکے ہیں)

ان سب نعمتوں کے بعد انسان کو اپنے احباب و اقارب کی جدائی کا رنج ہی خصوصاً عیش و آرام کے وقت بہیں کا نشا سا کھٹکا کرتا ہے جو سب باتوں کو تلخ کر دیتا ہے اُس کانٹے کو نکالتا ہے فقال والذین اٰمنوا واتبعتہم ذریتہم بایمان ذریۃ بضم فرزندان و راری۔ ذریات جمع مصرح۔ کہ ایماندار وں کی اولاد جو ایمان میں اپنے بزرگوں کے تابع ہو جسکے وہ بھی اُنکے ساتھ جنت میں ملائے جاوینگے اور اُنکے بزرگوں کے عمل میں سے اسوجہ سے کہ اُنکی اولاد اُنکے ساتھ ایمان لانیکے سبب ملائی گئی کچھ کمی نہ کرینگے ✤

طبرانی و ابن مردویہ نے ایک حدیث نقل کی ہے کہ مومن جنت میں جا کر اپنے ماں باپ اور بیوی اور اولاد کو دریافت کرے گا اُسکو کہا جاویگا کہ وہ تیرے درجہ تک نہ پہونچے وہ عرض کریگا الٰہی میں نے اپنے لئے عمل کیا تھا تب حکم ہوگا کہ اُنکو بھی ساتھ ملا دو صالحین کی اولاد بلکہ دیگر اقارب بلکہ احباب معتقد تمند بھی کہ جنکو عرفاً لفظ ذریت شامل ہے اُنکی بدولت بشرطیکہ خود بھی ایمان رکھتے ہونگے اُنکے درجات میں جگہ پاوینگے مگر ساتھ یہ بھی فرمادیا کل امرئ بما کسب رہین کہ ہر آدمی اپنے اعمال میں بند ہے تاکہ کوئی اپنے بزرگوں پر بھروسہ کر کے آپ ایمان و اعمال صالحہ کی کوشش سے آزاد نہ بن بیٹھیں ✤ آگے پھر اُنکے نعمار کا ذکر کرتا ہے کہ دل پسند پرندوں کا گوشت کھانیکو ملیگا شراب طہور کا دور چلیگا فرحت بیں کر ایک دوسرے سے چھینا جھپٹی کریگا جیسا کہ دنیا میں احباب کیا کرتے ہیں پھر باہم ایک دوسرے سے پوچھیگا کہ تم نے دنیا میں کیا اعمال کئے تھے جواب دینگے کہ ہم خدا سے ڈرا کرتے تھے اُسنے ہم پر فضل کر دیا عذاب جہنم سے بچا لیا بس اُسکی عنایت و مہربانی تھی

فَذَكِّرْ فَمَا أَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَلَا مَجْنُونٍ ۝ أَمْ يَقُولُونَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهِ رَيْبَ الْمَنُونِ ۝ قُلْ تَرَبَّصُوا فَإِنِّي مَعَكُم مِّنَ الْمُتَرَبِّصِينَ ۝

پس تو سمجھایا کر کیونکہ تو رب کی عنایت سے نہ کاہن ہے نہ دیوانہ کیا کہتے ہیں شاعر ہے کہ اسپر ہم گردش زمانہ کے منتظر ہیں کہہ انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں

أَمْ تَأْمُرُهُمْ أَحْلَامُهُم بِهَٰذَا أَمْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُونَ ۝ أَمْ يَقُولُونَ تَقَوَّلَهُ ۚ بَل لَّا يُؤْمِنُونَ ۝ فَلْيَأْتُوا بِحَدِيثٍ مِّثْلِهِ إِن كَانُوا صَادِقِينَ ۝

کیا انکی عقلیں انکو یہی سکھاتی ہیں یا وہ ایک شریر قوم ہیں کیا کہتے ہیں قرآن انہوں نے خود بنالیا کوئی نہیں پر انکو یقین نہیں آتا۔ اچھا اسیطرح کا کلام وہ بھی لے آویں اگر وہ سچے ہیں

أَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الْخَالِقُونَ ۝ أَمْ خَلَقُوا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ ۚ بَل لَّا يُوقِنُونَ ۝ أَمْ عِندَهُمْ خَزَائِنُ رَبِّكَ أَمْ هُمُ

کیا وہ آپ ہی آپ بنگئے کیا وہ پیدا کرنے والے ہیں کیا انہوں نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے بلکہ وہ یقین نہیں کرتے کیا انکے پاس تیرے رب کے خزانے ہیں یا وہ

الْمُصَيْطِرُونَ ۝ أَمْ لَهُمْ سُلَّمٌ يَسْتَمِعُونَ فِيهِ ۖ فَلْيَأْتِ مُسْتَمِعُهُم بِسُلْطَانٍ مُّبِينٍ ۝ أَمْ لَهُ الْبَنَاتُ وَلَكُمُ الْبَنُونَ ۝ أَمْ تَسْأَلُهُمْ

زبردست ہیں؟ کیا انکے پاس سیڑھی ہے کہ جسپر چڑھکر سن آتے ہیں پھر انمیں سے سننے والا کوئی صاف سند لاوے کیا بھلے بیٹیاں ہیں اور تمہارے بیٹے کیا تو آپ سے

أَجْرًا فَهُم مِّن مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُونَ ۝ أَمْ عِندَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُونَ ۝ أَمْ يُرِيدُونَ كَيْدًا ۖ فَالَّذِينَ كَفَرُوا هُمُ الْمَكِيدُونَ ۝

اجرت مانگتا ہے کہ وہ اسکے تاوان سے دبے جاتے ہیں کیا انکو غیب کی خبر ہے پردہ لکھتے ہیں کیا وہ داؤ کرنا چاہتے ہیں پھر کافر تو خود ہی داؤ میں پھنسے ہوئے ہیں

تفسیر

دار آخرت کی کیفیت بیان فرما کر پھر انہیں تینوں اصل الاصول مسائل کو مرکوز خاطر کرتا ہے اور کفار کے بدیہی البطلان خیالات کو جو ان اصول تلاقہ کے برخلاف تھے استفہام کے پیرایہ میں ذکر کرکے رد کرتا ہے اول اصل مسئلہ نبوت خصوصاً نبوت محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہے جسکی بابت مخالفوں کو چند خیالات تھے۔ بعض آپ کو کاہن بعض دیوانہ کہتے تھے بعض شاعر کہتے تھے۔ کہ جس طرح زہیر و نابغہ چند روز میں مرکھپ گئے ذرا دیکھو یہ بھی اسیطرح مرمٹ جاویگا اسبات کو ان کا نواصادقین تک بیان کیا۔ پس فرماتا ہے اے محمد تو اسکی عنایت و کرم سے دیوانہ اور کاہن نہیں اپنی نبوت و منصب نبوت کو پورا کیجیے اس سے ایمانداروں کو نفع ہوتا ہے۔ ان سے کہدے تم انتظار کرو میں بھی کرتا ہوں یہی میری صداقت کی دلیل ہے اگر دین کی روز بروز ترقی و کامیابی ہوئی تو جانیو کہ نبی برحق ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ شاعری کا کسی پر خاتمہ نہیں تم بھی تو اسخاء کلام پر قادر ہو۔ قرآن کی مثل بنالاؤ اگر سچے ہو۔ بات یہ ہے کہ دل میں جانتے ہیں کہ نہ دیوانہ ہے نہ کاہن نہ شاعر بلکہ اپنی سرکشی سے ایمان نہیں لاتے ۔

ام خلقوا من غیر شئ سے لیکر المصیطرون تک چار استفہاموں میں دوسرے اصل الاصول مسئلہ توحید کو ثابت کرتا ہے مگر لطف یہ ہے کہ اسی کے ضمن میں تیسرے مسئلہ حشر کو اور پہلے مسئلہ نبوت کو بھی اس طرح سے ثابت کرتا ہے کہ گویا تینوں باہم مسلسل ہیں۔ پہلے استفہام میں فرماتا ہے کہ کیا وہ بغیر کسی کے پیدا ہو گئے ہیں؟ یہ کلام بھی چند معانی کو شامل ہے کہ جو ان میں سے ایک ایک توحید یا حشر یا نبوت کو ثابت کر رہی ہے۔ کیوں کہ من غیر شئ کے یہ بھی معنے ہو سکتے ہیں۔ کہ وہ بغیر پیدا کرنے والے کے پیدا ہو گئے ہیں؟ حالانکہ اسکا انکو اقرار تھا اور ہونا ہی چاہئے اور سبکو اقرار ہے کہ انسان قطرۂ منی سے بنایا گیا ہے منی ایک

اَمْ لَهُمْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ ۭ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ وَاِنْ يَّرَوْا كِسْفًا مِّنَ السَّمَاۗءِ سَاقِطًا يَّقُوْلُوْا سَحَابٌ مَّرْكُوْمٌ ۝ فَذَرْهُمْ حَتّٰى

کیا انکے معبود ہیں اللہ کے سوا اللہ انکے شرک کرنے سے پاک ہے اور اگر وہ آسمان کا کوئی ٹکڑا بھی گرتے دیکھیں تو کہیں گے بادل جما ہوا ہے پھر تو انکو چھوڑ دیجئے

يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ فِيْهِ يُصْعَقُوْنَ ۝ يَوْمَ لَا يُغْنِيْ عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ شَيْـــًٔا وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝ وَاِنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا عَذَابًا دُوْنَ

کہ وہ اپنے اس دن کو دیکھیں کہ جس میں وہ ہلاک ہونگے اس دن کہ نہ تو انکے کچھ ہی کام آوے گی اور نہ انکی مدد آوے گی اور سوا ان لوگوں کو اسکے سوا ایک اور عذاب ہے

ذٰلِكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَاِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ۝ وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاِدْبَارَ النُّجُوْمِ ۝

لیکن انمیں سے اکثر جانتے نہیں اکثر اپنے رب کے انتظار کیجئے تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے اور اپنے رب کی تعریف تقدیس کرتے رہئے جب کہ آپ اٹھتے ہیں اور رات کے کچھ حصہ میں بھی اسکی تسبیح کیا کیجئے اور ستاروں کے ڈوبنے کے وقت بھی

گذشتہ چیز ہے جسکو ذکر کرتے بھی عقلا مجلس میں شرم کرتے ہیں اسلئے اسکو شئی کے لفظ سے تعبیر کیا پس جیسا وہ یہ جانتے ہیں تو سمجھ لیں کہ ایک قطرہ میں سے کتنے بعض کو قلب و بعض کو دماغ اور بعض کو جگر اور بعض کو ہڈی اور بعض کو چھڑا بنا دیا اور پھر کہنے انہیں یہ کاریگری کی ہے؟ اسی خدائی قادر مطلق نے کہ جسکا کوئی بھی شریک و مددگار نہیں۔ بس وہ قادر بار دگر بھی اسکو پیدا کر سکتا ہے۔ اور اسکے یہ بھی معنی ہو سکتے ہیں کہ کیا وہ من غیر شئی کسی کام کے لئے نہیں بنائے گئے ہیں؟ ہر عاقل انسان کی ترکیب میں غور کرکے کہہ سکتا ہے کہ ضرور یہ کسی کام کیلئے بنایا گیا ہے یعنی اصلاح معاش و معاد کیلئے پھر جب یہ اسکے لئے بنایا گیا ہے اور معاد کے مسئلہ کی باریکیاں اور موت و حیات کے رموز بجز انبیاء علیہم السلام کے حل نہیں ہو سکتے تو یہی خیال کرلیں کہ ضرور اس خالق نے کوئی نبی عقدہ کشائی کے لئے بھیجا ہے اور بجز محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے انکی شان کا اس مشکل کشائی میں اور کون ہے؟ اور اسکے یہی معنی ہو سکتے ہیں کہ کیا وہ من غیر شئی بغیر کسیکے آپ ہی آپ بنگئے ہیں جیسا کہ طبیعیون و دہریین کا خیال ہے سو یہی نہیں کسیلئے کہ کوئی حادث بغیر محدث یعنی پیدا کرنے والیکے پیدا نہیں ہو سکتا۔ پس وہ محدث ایسا قادر و صانع خدا تعالیٰ کے سوا اور کون ہے؟ دوسرے استفہام میں یہ بات بتاتا ہے کہ وہ بتائیں کوئی چیز اس عالم کی انھوں نے بھی پیدا کی ہے ہم سے مراد تمام مخلوق بیشک خدا تعالیٰ کے سوا کسیکے کوئی چیز پیدا نہیں کی ہاں پیدا کی ہوئی چیزوں میں ترکیب کیا کرتے ہیں وہ بھی ہر جگہ نہیں۔ پس جب بجز اسکے کسی نے کوئی چیز نہیں بنائی تو کوئی اسکی خدائی میں بھی شریک نہیں تیسرے استفہام میں اپنی ایک بڑی اور عجیب مخلوق پیدا کرنیکا حال پوچھتا ہے کہ اچھا بتاؤ آسمانوں یا کہو علویات سبع اور چاند اور ستاروں اور زمین کو کسنے بنایا؟ یہی کہیں گے کہ اللہ نے چوتھے استفہام میں اپنی قدرت کے بے انتہا خزانوں کا سوال کرتا ہے کہ وہ بتاؤ کسکے پاس ہیں؟ اس میں مسئلہ نبوت کی طرف بھی اشارہ ہے کہ نبوت بھی اسکے خزانہ کا ایک بخش بہا جوہر ہے جس کو چاہے عطا کرے تمہارا اس میں کیا اختیار ہے جو اسنے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو عطا کر دیا۔

اسکے بعد علم غیب کے وسائل بیان کرتا ہے کہ بتاؤ تم میں سے کسکے پاس سیڑھی ہے جو اسپر سے چڑھکر آسمانوں پر جاتا ہے اور وہاں سے غیب کی باتیں لاتا ہے؟ البتہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو خدا کیطرف سے الہام یا وحی کے ذریعہ سے غیب کی باتیں اور معاد و معاش کے رموز بتائے جاتے ہیں یہ مسئلہ نبوت کے متعلق بات تھی اسکے بعد اصول ثلثہ کے مخالف اعتقادات پر سرزنش کرتا ہے۔ توحید کے خلاف مشرکوں کا خیال تھا کہ فرشتے خدا کی بیٹیاں ہیں اسلئے ہم انکو وسیلہ سمجھکر پوجتے ہیں۔ فقال ام للبنات الخ کہ تمکو تو بیٹے دے جو اعلیٰ چیز ہے اور اپنے لئے بیٹیاں بنائے یہ ہو سکتا ہے؟ نبوت کے خلاف میں نبی علیہ السلام پر بدگمانیاں تھیں اسپر فرماتا ہے ام تسئلہم الخ کہ تو ان سے کچھ مانگتا ہے کہ جسکا بار ان پر پڑتا ہے؟ حضرت کو جو وہ جھڈا کہتے تھے اسکی نسبت فرماتا ہے ام عندہم الغیب کیا انکے پاس غیب کا دفتر ہے؟ پھر انکو کیونکر معلوم ہو گیا کہ وہ جھوٹا ہے؟ کیا وہ نبی سے داؤ کرنا چاہتے ہیں کہ ایسے اتہامات سے شان نبوت میں فرق ڈالیں وہ سبحات میں خود ہی داؤ میں پھنسے ہوئے ہیں کہ اپنے لئے برائی پیدا کر رہے ہیں کیا کوئی اور معبود ہے ہرگز نہیں اسکے بعد انکی شکی طبیعت کا حال اور نڈر ہونا بیان کرتا ہے کہ اگر آسمان کا کوئی ٹکڑا پر ٹوٹ کر آوے تو اسکو بادل کہیں گے پھر آں حضرت کو تسلی دیتا ہے کہ انکو چھوڑ یہاں تک کہ یہ اپنے اس دن کو دیکھیں کہ جسمیں انکی ہلاکت ہے اور اے نبی تو صبر کر تو ہماری حمایت میں ہے اور اٹھتے بیٹھتے اور رات میں اور صبح میں تسبیح کیا کر۔

سورہ نجم مکیہ ہی اسمین ۳ آیات اور ۲ رکوع ہین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ۝ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى ۝ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝ عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى ۝ ذُوْ مِرَّةٍ

قسم ہے ستارہ کی جبکہ چھپے نہ گمراہ ہوا ہے اور نہ بہکا ہے اور وہ اپنی خواہش سے نہیں بولتا ہے۔ یہ تو وحی ہے جو اُسپر آتی ہے اُسکو سکھایا ہے بڑے طاقتور زور آور نے

فَاسْتَوٰى ۝ وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى ۝ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ۝ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ۝ فَاَوْحٰۤى اِلٰى عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰى ۝ مَا كَذَبَ

پھر وہ ٹہرا۔ حالانکہ وہ بلند کنارہ پر تہا پھر نزدیک ہوا پس بہت نزدیک ہو آکر وہ کمانوں کا فرق رہگیا بلکہ اس سے بھی کم۔ پس اُسنے اپنے بندہ پر وحی کی جو کچھ کہ وحی کی نہ جھوٹہ بولا تہا

الْفُؤَادُ مَا رَاٰى ۝ اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى ۝ وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى ۝ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ۝ عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى ۝ اِذْ يَغْشَى

اُسکے دل نے جو کچھ کہ اُسنے دیکہا پھر کیا تم اُس سے جھگڑتے ہو اُسکے دیکھنے پر۔ البتہ اُسنے تو اُسکو دوبارہ دیکہا ہے سدرۃ المنتہی کے پاس اسکے نزدیک جنت الماوی ہے جبکہ اُس سدرہ

السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى ۝ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى ۝ لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى ۝

چھا لیا تہا اُسنے کہ چھا لیا تہا۔ نہ آنکھ نے علطی کی اور نہ وہ بہکی البتہ اُسنے اپنے رب کی بہت نشانیاں دیکہیں

الواو للقسم او الہوی والعامل فی الظرف فعل القسم المحذوف ای اقسم بالنجم وقت ہویہ وقیل النجم نزول القرآن فیکون العامل نفس النجم ماضل ای جواب القسم وما ینطق الخ جملۃ مستانفۃ وقعت موقع الدلیل تقدیر الکلام کیف یضل ویغوی وہو لا ینطق عن الہوی ان ہو ای الذی ینطق بہ من القرآن وحی موصوف بوحی صفۃ ترفع احتمال المجاز وتفید الاستمرار التجددی علمہ صفۃ للوحی لے علما یا فاستوی عطف علی علمہ بطریق التفسیر فانہ الی قولہ ما اوحی بیان لکیفیۃ التعلیم وہو بالافق حال من فاعل استوی وکان مقدرا ہینہا قاب قوسین خبر کان نزلۃ منصوب علی الظرفیۃ لان النزلۃ علی وزن الفعلۃ اسم للمرۃ وقیل لبعضہا علی المصدریۃ ولقد رآہ نازلا نزلۃ اخری او فی بعثۃ اخری ظرف رآہ لا لما بعدہ من جملۃ المنفیۃ

✣ تفسیر ✣

یہ سورہ بھی جمہور کے نزدیک مکیہ ہے۔ بعض کہتے ہیں مدینہ میں نازل ہوئی ہے مگر یہ قول صحیح نہیں۔ بخاری و مسلم وغیرہما نے ابن مسعود سے نقل کیا ہے کہ سب سے پہلی سورہ کہ جس میں سجدہ ہے سورۂ نجم ہے۔ پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کیا۔ اور سب لوگوں نے سجدہ کیا مگر ایک شخص نے مٹھی میں مٹی لیکر اُس پر سجدہ کیا۔ میں نے اسکے بعد اُسکو دیکھا کہ وہ کفر کی حالت میں قتل کیا گیا۔ اور وہ اُمیہ بن خلف تہا۔ اور یہی احادیث سے ثابت ہے کہ اِس سورۃ میں سجدہ ہے۔ اور صحیح بخاری و ابوداود و ترمذی و نسائی و طبرانی و طیالسی و ابن ابی شیبہ اور ابن مردویہ نے زید بن ثابت سے نقل کیا ہے کہ میں نے یہ سورہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے پڑہی پس سجدہ نہ کیا۔ ابن عباس فرماتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سورہ نجم میں کہ میں تو سجدہ کیا کرتے تہے اور جب ہجرت کرکے مدینہ پہنچے تو ترک کر دیا۔ اِسی لئے امام شافعی و احمد فرماتے ہیں۔ کہ سورہ کے اخیر میں جو فاسجدوا للہ واعبدوا آیا ہے وہاں سجدہ کرنا واجب نہیں۔ ہاں جو کوئی کرے تو بہتر ہے مگر پہلی روایات کے لحاظ سے امام ابوحنیفہ و سفیان ثوری وغیرہما علماء فرماتے ہیں کہ سجدہ کرنا واجب ہے اِس آیت کے پڑہنے والے پر بہی اور سننے والے پر بہی۔ اور یہی قوی ہے

سورۂ طور کے اخیر میں فرمایا تھا کہ ستارہ ڈوبنے کے بعد بھی اسے محمد اللہ کی تسبیح و تحمید کر آپ اس سورہ کے اول ہی میں ان ڈوبتے ہوئے ستارہ کی قسم کھا کر خود اللہ تعالیٰ کی عزت و عظمت پر گواہی دیتے ہیں یہ بات بتلاتا ہے کہ محمد گمراہ اور بہکے ہوئے نہیں جیسا کہ اسکے کفار تم کہتے ہو۔ یہ مناسبت ہے اس سورہ کو اس سے پہلے سورہ سے ۞

جن سورتوں کے شروع میں اللہ تعالیٰ نے حرفوں کے سوا اور چیزوں کی قسم کھائی ہے وہ چار سورتیں ہیں اول والصافات دوم والذاریات سوم والطور چہارم والنجم۔ پہلی میں قسم کھا کر وحدانیت ثابت کی ہے جیسا کہ فرمایا ان الٰھکم لواحد دوسری میں جزا و حشر کا واقع ہونا ثابت کیا ہے چنانچہ فرمایا انما توعدون لصادق وان الدین لواقع تیسری میں عذاب کا واقع ہونا کیسے ٹلانے سے اسکا نہ ٹلنا جیسا کہ فرمایا ان عذاب ربک لواقع مالہ من دافع اس سورہ میں قسم کھا کر آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت ثابت کی جیسا کہ فرمایا ما ضل صاحبکم وما غوی رابع تمام تینوں اصل الاصول مسائل توحید و حشر و نبوت کا کامل ثبوت ہو جائے اور شرک کے اثبات میں اسلئے قسمیں کھائیں کہ یہ مسئلہ صرف دلیل نقلی سے ثابت ہوتا ہے اور النجم مفسرین کے نجم کے معنی میں کئی قول ہیں۔ جمہور کا قول ہے کہ اس سے مراد ستارہ ہے کوئی خاص ستارہ نہیں بلکہ جنس یعنی ہر ایک ستارہ اور بعض کہتے ہیں ثریا کیونکہ النجم بولکر یہی مراد ہوا کرتے ہیں عرب میں۔ بعض کہتے ہیں شعری ستارہ بعض کہتے ہیں زہرہ۔ خیر ایک ستارہ خاص ہو یا عام مگر ستارہ مراد لینا ایک قول ہے۔ دوسرا قول ہے کہ اس سے مراد زمین پر پھیلنے والی بیلیں ہیں کیونکہ ایک جگہ آیا ہے والنجم والشجر یسجدان یہ خفش کا قول ہے۔ تیسرا قول یہ ہے کہ النجم سے مراد قرآن شریف ہے کیونکہ تنجیم کے معنی ہیں تفریق اور قرآن پارہ پارہ یعنی ٹکڑے ٹکڑے ہو کر نازل ہوا ہے چوتھا قول یہ ہے کہ اس سے مراد آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہیں جنکو ظلمات عالم میں روشنی دینے کے سبب بطور استعارہ کے ستارہ کہنا بہت ہی ٹھیک ہے۔ اب نجم کے کوئی معنے لو مگر اذا ہوی (جبکہ جھکے) سے ایسے مناسب معنی مراد لئے جاوینگے۔ ستاروں کا جھکنا طلوع و غروب جو خدا کی شان جبروت بتلاتا ہے۔ زمین کی وہ بوٹیاں کہ جنکو درخت نہیں کہتے انکا جھکنا وہی جھکنا ہے جو ہوا سے سر بسجود ہوئے انکی شان یکتائی بتایا کرتی ہیں ۞ سروی جنب یصجدن بوستان ۞ درہولئے قامت دبکوئے تو ۞ قرآن کا جھکنا اسکا اوپر سے نازل ہونا ہے۔ آں حضرت صلعم کا جھکنا رکوع و سجود کرنا ہے جو خدائے تعالیٰ کے نزدیک ایک عمدہ حالت ہے اور آں حضرت کا جھکنا ذات باری تعالیٰ کیطرف حضرت کا منازل قربت طے کرنا ہے ۞

پانچویں معنی النجم کے بعض عرفا کے نزدیک بندہ کامل ہے جو ظلمات ہیولانیہ میں خدا تعالیٰ کا چمکتا ستارہ ہے اور جب اللہ تعالیٰ کیطرف جھکتا ہے تو اس میں اور بھی روشنی آجاتی ہے جس سے وہ حق و باطل میں تمیز کرنے پر بخوبی قادر ہو جاتا ہے اسلئے قسم کھا کر فرماتا ہے ما ضل صاحبکم وما غوی۔ صاحبکم سے مراد آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہیں اور جگہ بھی اس لفظ سے حضرت کو تعبیر کیا گیا ہے وما صاحبکم بمجنون صاحب صحبت رکھنے والا اس میں اسطرف اشارہ ہے کہ تم شب و روز حضرت کے حالات سے بخوبی واقف ہو کوئی اجنبی شخص نہیں پھر کیسے وہ گمراہ اور بہکا ہوا ہے، ہرگز نہیں۔ آں حضرت جو توحید و مکارم اخلاق بیان فرماتے تھے بت پرستی اور ناپاک باتوں سے منع کرتے تھے کفار اپنی گمراہی کو سیدھا رستہ جانتے تھے اسلئے وہ انکو حضرت ہی کو گمراہ اور بہکا ہوا کہتے تھے اور یہ انسان کی جبلی عادت ہے بعض کہتے ہیں ضل و غوی دونوں لفظوں سے ایک بات مراد ہے بعض کہتے ہیں وہ باتیں ضلالت رستہ بھولنا اور غوایت عام ہے بھولنا ہی اور رستہ کے چلنے میں بیقاعدگی و افراط و تفریط ف بندہ اور خدا تعالیٰ میں جو حجابات حاجز ہیں انکا قطع کرنا اور سکا رستہ طے کرنا ہے جنکو تدلیات کہتے ہیں اس رستہ میں بہت سے بھول گئے ہیں اور بہت سے غوایت میں پڑ گئے ہیں انسانی جذبات پر بکلی قوت ہے وہ ہر روز اسباب کو معائنہ کرتے ہیں مگر یہ دنیا کا ستارہ اور جہان کا آفتاب (محمد صلعم) اس رستہ میں بھولے نہ چوکے ۞

ف ۔ اخلاق ذمیمہ جو دو حصوں کی زیادتی پر ظہور پاتے ہیں ان کو اعتدال پر لانا اور ان کے ظہور کو روکنا اور ان کے مقابل اخلاق حمیدہ کا پیدا کرنا اور ان کو ظہور میں لانا اور ان کے ظہور کی عادت ڈالنا اور ان کو ملکہ بنا دینا جس کا نام تزکیہ ہے اور جس کے لئے آنحضرت صلعم مبعوث ہوئے ہیں اور جس کو قرآن شریف میں جگہ جگہ بیان فرمایا ہے اور جس کی تعلیم کے لئے آنحضرت صلعم کو معلم بنا کر بھیجا گیا ہے اور جس کو آنحضرت صلعم نے اپنی حدیثوں میں بہت کچھ بیان فرمایا ہے اور جس کی تعلیم کے لئے آنحضرت صلعم کو معلم بنا کر بھیجا گیا ہے اور جس کو آنحضرت صلعم نے اپنی حدیثوں میں بہت کچھ بیان فرمایا ہے اور جس کی تعلیم کے لئے آنحضرت صلعم کو معلم بنا کر بھیجا گیا ہے اور جس کو آنحضرت صلعم نے اپنی حدیثوں میں بہت کچھ بیان فرمایا ہے

اب ماضل وما غوی کے وجہ بیان کرتا ہے فقال ما ینطق عن الھوی کہ آپ اپنی خواہش سے بات نہیں کرتے بلکہ آپ کی زبان خدا کی زبان ہے جو کچھ وہ بلواتا ہے وہی آپ بولتے ہیں۔ عارف کامل جب اپنے ارادات اور اپنی ہستی کو اُسکی ہستی میں محو کر دیتا ہے تو اب اُسکا کلام اور اُسکے حرکات و سکنات اُسکے حکم سے ہوتے ہیں جب انسان مرجاتا ہے اُسکے اپنے حرکات و ارادات نقصود ہو جاتے ہیں تو اب جو کوئی اُسکو بلاتا جلاتا ہے وہ آپ نہیں بلتا جلتا یہ ملنا جلنا کسی اور کا شمار ہوتا ہے یعنی اُسکی طرف منسوب ہوتا ہے جیسے ہلایا صحیح بخاری میں ایک حدیث ہے کہ جب بندہ مجھ سے قریب ہوتا ہے تو میں اُسکے ہاتھ ہو جاتا ہوں مجھسے پکڑتا ہے الخ۔ دین کے بارہ میں جو کچھ آپ فرماتے تھے اگر اُسکے الفاظ بھی منجانب اللہ ہوتے تھے تو وہ وحی متلو ورنہ وحی غیر متلو ہوتی تھی اول کو قرآن دوسرے کو سنت کہتے ہیں جیسا کہ آپ ہی فرماتا ہے ان ھو الا وحی یوحی امام احمد نے روایت کی ہے کہ آپ فرماتے ہیں۔ میں جو کچھ کہتا ہوں حق کہتا ہوں۔ اسکے بعد اُس ناموس اکبر کا حال بیان فرماتا ہے جو اللہ تعالیٰ کیطرف سے آپ کے پاس وحی لاتا ہے فقال علمہ شدید القویٰ ذو مرہ کہ اُسکو یعنی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو اُسنے تعلیم کیا ہے جو بڑا طاقت ور اور نہایت قوی ہے یعنے جبرئیل امین جیسا کہ ایک جگہ آیا ہے انہ لقول رسول کریم ذی قوۃ عند ذی العرش مکین مطاع ثم امین جبرئیل کی قوت وہ قوت موثرہ ہے کہ جہاں شیطان وجن و دیگر صور خیالیہ کی گنجایش نہیں یہ اوصاف اُنکے اسلئے بیان فرمائے تاکہ اُسکو کوئی جن و شیطان یا صورت خیالی نہ سمجھے کیونکہ ان میں یہ اوصاف نہیں ہوتے۔ پھر اس جملہ کی تشریح کرتا ہے اور جبرئیل کے وحی لانے اور دو بار اپنی اصلی صورت میں نظر آنے کا حال بیان فرماتا ہے فاستوی۔ پس جبرئیل اپنے اُس کام پر کہ جس کے لئے اللہ نے اُسکو مقرر کیا ہے تیار و آمادہ ہوئے وھو بالافق الاعلیٰ افق بضمتین وسکون کرانہ آفاق جمع (صراح) اُفق اعلیٰ آسمان کا کنارہ جو زمین سے ملا ہوا ایک بڑا گول دائرہ سا نظر آیا کرتا ہے جہاں سے آفتاب طلوع و غروب ہوتا ہوا دکھائی دیتا ہے یعنے جبرئیل آسمان کے کنارہ پر ایک بار محمد صلے اللہ علیہ کو نظر آئے اپنی اصلی صورت میں ثم دنے فتدلی پھر آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے یہاں تک قریب پہنچے گئے کہ فکان قاب قوسین او ادنے قاب اور قیب اور قاد اور قید قیس کے معنی مقدار کے ہیں۔ زمخشری کہتے ہیں کمان اور نیزہ اور کوڑے اور گز اور ہاتھ کے ساتھ عرب میں اندازہ بیان کیا جاتا ہے کہ دو کمان کے فاصلہ پر یا تیر کے یا ہاتھ کے فاصلہ پر ہے قاب کمان کی موٹھ کو بھی کہتے ہیں۔ یہ معنی ہوئے کہ وہ دونوں اسقدر قریب ہو گئے کہ جس طرح دو کمانوں کو ملا دینے سے اُنکی موٹھ باہم ملجاتی ہے کچھ فاصلہ نہیں رہتا۔ یہ قرب جسمانی کیطرف اشارہ ہے او ادنے بلکہ اس سے بھی قریب ہو گئے۔ یعنی حضرت کے قلب تک پہنچے یہ روحانی قرب ہے فاوحیٰ الی عبدہ ما اوحیٰ تب اللہ کے بندہ محمد کیطرف جو چاہا وحی کیا۔ یہ ہے پیغمبر کی وحی بواسطہ جبرئیل۔ ماکذب الفواد ما رائی محمد کے دل نے جھوٹا نہیں سمجھا جسکو دیکھا یعنے دل نے یقین کر لیا افتمارونہ علی ما یریٰ کیا تم لے کفار محمد سے اُسکی دیکھی ہوئی اور یقینی چیز پر جھگڑتے ہو؟ یہ ایک بار ہی دیکھنا نہیں ہوا بلکہ ولقد راٰہ نزلۃ اخری عند سدرۃ المنتہیٰ کہ محمد نے جبرئیل کو شب معراج میں اُسکی اصلی صورت پر سدرۃ منتہیٰ کے پاس بھی دوسری بار دیکھا ہے۔ سدرہ ایک درخت ہے ساتویں آسمان کے اُوپر اور منتہیٰ جہانتک بلندی کی انتہا ہے کیونکہ اُسکے اوپر عرش رحمان ہے اور سدرہ کو وہانتک رکھا تھا اُس چیز نے کہ وہانتک رکھا تھا اور وہاں جنت الماوی ہے مازاغ البصر وما طغیٰ۔ حضرت کی آنکھ نے خطا نہیں کی کہ اصل کچھ اور تھا اور نظر آیا کچھ اور بلکہ اصلی اور حقیقی حالت پر دیکھا۔ لقد رائے من آیات ربہ الکبریٰ اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں +

یہ تفسیر ہے جمہور علماء محدثین کے طور پر اور اسکے اکثر اہل سنت و الجماعت قائل ہیں۔ اور یہی مذہب ہے ام المومنین حضرت عائشہ و ابن مسعود و ابی ذر و ابی ہریرہ کا رضی اللہ عنہم اجمعین +

۱؎ او یعنی واو وقیل بمعنی بل ۱۲ منہ
۲؎ اذ زاغت ۱۲ منہ

أَفَرَءَيْتُمُ اللَّٰتَ وَالْعُزَّىٰ ۝ وَمَنَوٰةَ الثَّالِثَةَ الْأُخْرَىٰ ۝ أَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْأُنثَىٰ ۝ تِلْكَ إِذًا قِسْمَةٌ ضِيزَىٰ ۝ إِنْ هِيَ إِلَّا أَسْمَاءٌ

پھر کیا تمنے لات اور عزیٰ کو بھی دیکھا اور تیسرے منات کو بھی کیا تمھارے لئے تو لڑکے اور اسکے لئے لڑکیاں ہیں؟ تب تو یہ بہت ہی بری تقسیم ہے یہ تو صرف نام ہیں

سَمَّيْتُمُوهَا أَنتُمْ وَآبَاؤُكُم مَّا أَنزَلَ اللَّهُ بِهَا مِن سُلْطَانٍ ۚ إِن يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْأَنفُسُ ۖ وَلَقَدْ جَاءَهُم مِّن

جو تمنے اور تمھارے باپ دادا نے گھڑ لئے ہیں جنپر خدا نے کوئی سند نہیں بھیجی وہ محض وہم اور اپنی خواہش کی پیروی کرتے ہیں حالانکہ انکے پاس

رَّبِّهِمُ الْهُدَىٰ ۝ أَمْ لِلْإِنسَانِ مَا تَمَنَّىٰ ۝ فَلِلَّهِ الْآخِرَةُ وَالْأُولَىٰ ۝

انکے رب کے ہاں سے ہدایت آچکی ہے پھر کیا انسان کو وہ چیز ملنا چاہیے جسکی وہ تمنا کرتا ہے؟ پھر آخرت اور دنیا اللہ ہی کے لئے ہے

لیکن صحابہ کی ایک جماعت کہ جن میں عبداللہ بن عباس ہیں اور اخیر عبداللہ بن عمر نے بھی اسکیطرف رجوع کیا اور سلف وخلف میں سے اہل علم کی ایک جماعت انکے تابع ہوئی ہے خصوصاً صوفیہ کرام اسیطرف ہیں۔ وہ یہ کہ فاستوی سے لیکر اخیر تک محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور اللہ تعالیٰ کا باہم قریب ہونا اور دیکھنا مراد ہے) اس تقدیر پر آیات کے یہ معنی ہونگے" پس محمد صلے اللہ علیہ وسلم اپنی قوت یا رسالت میں حد کمال کو پہنچے یعنے ملکیت اور روحانیت کا آپر غلبہ ہوا یہ ہیں فاستوی کے معنی۔ حالانکہ آپ اسوقت بشریت کے اُفق اعلےٰ پر تھے بشریت کے دائرہ سے نکلنے کو تھے کہ روحانیت محضہ میں داخل ہوجائیں پھر آپ اللہ تعالیٰ سے بیانتک قریب ہوگئے کہ دونوں میں صرف دو قوسوں کا ہی فرق رہگیا تھا یعنی آپ میں قوس حدوث وامکان اور اللہ تعالیٰ میں قوس وجوب و قدم اتصال حقیقی واتحاد ذاتی سے مانع تھے جب یہ تقرب ہوگیا تو اللہ نے اپنے بندے کو جو چاہا بتا دیا یہ ہی وحی کی حقیقت۔ یعنی نبوے میں اور خدا میں ایسا تقرب ہوتا ہے جسکی کیفیت بیان نہیں ہوسکتی اسوقت اللہ ہمکلام ہوکر اپنے بندے کو جو چاہتا ہے بتا دیتا ہے علمہ شدید القویٰ سے اگر جبرئیل مراد لئے جائیں تو وہ وحی کی دوسری قسم تھی اور یہ وحی کی اول قسم ہے پھر لے لوگو تم محمد سے اسکی دیکھی ہوئی اس بات میں جھگڑتے ہو کہ جو اسکی آنکھ نے دیکھی جو نور الٰہی سے شرگین تھی اور جو دل کا حکم رکھتی ہے ✤

پھر لقد راٰہ نزلۃ اخریٰ سے شب معراج میں آسمانوں پر اللہ تعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہونا بیان فرماتا ہے کہ محمد نے اللہ کو بار دیگر سدرۃ المنتہیٰ کے پاس دیکھا۔ سدرہ جو جنت الماویٰ میں ہے وہ کوئی دنیا کا درخت نہیں ہیری وغیرہ کا وہ صوفیہ کرام کے نزدیک عبارت ہے روح اعظم سے کہ جسکے اوپر کوئی تعین اور مرتبہ نہیں اور اسکے اوپر بجز ہویت محضہ کے اور کچھ نہیں اور اسلیئے اسکے پاس رویت واقع ہوئی کیونکہ یہاں فنا محض سے بقا کیطرف رجوع ہوا اور جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کیلئے وادی مبارکہ میں ایک درخت پر تجلی ہوئی تھی اسیطرح آں حضرت کو جنت الماویٰ میں جو وادی مبارکہ سے بدرجہا بڑھکر ہے اُس درخت کی صورت میں تجلی ہوئی جو تمام ارواح کی جڑ ہے آپنے وجود حقانی میں متحقق ہوکر چشم حقیقت بیں سے جس کے آگے کوئی چیز حاجب نہیں خدا تعالیٰ کو عیانا دیکھا ما زاغ البصر وما طغیٰ کے یہ معنے ہیں۔ مسلم وترمذی وغیرہ نے روایت کی کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے اللہ کو دوبار دیکھا۔ احمد وغیرہ محدثین نے بسند صحیح اسبات کو ثابت کیا ہے ✤ اور اسکے خلاف میں بھی احادیث وارد ہیں ✤

اثبات نبوت کے بعد توحید کے مسئلہ میں کلام کرتا ہے اور مشرکین عرب کی بت پرستی کی تحقیر کرتا ہے جو نبوت کا پہلا کام ہے فقال افرءیتم اللات والعزیٰ الخ یہ تین بت عرب میں زیادہ پوجے جاتا کرتے تھے۔ لات ایک شخص عرب میں حاجیوں کو ستو گھولکر پلایا کرتا تھا آسکے مرنے کے بعد اسکی شکل پر ایک بت پوجنے لگے یہ بت طائف میں تھا۔ بعض کہتے ہیں مکاظ میں۔ بعض کہتے ہیں نخلہ میں۔ اور عزیٰ ایک درخت تھا جس کو غطفان کا قبیلہ پوجتا تھا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید کو اُسکے کاٹنے کو بھیجا تھا جو کاٹ ہی کر آئے لوگوں کی بڑی ہیبت تھی اور منات ایک پتھر تھا مکہ مدینہ کے درمیان قدید کے پاس تھا وہ یہ کیا چیزیں ہیں؟ اسکے سوا فرشتوں کو بھی خدا تعالیٰ کی بیٹیاں قرار دیکر پوجتے تھے آنکی نسبت فرماتا ہے تمکو خدا بیٹے دے اور آپ بیٹیاں لے یہ کیا بھونڈی تقسیم ہے پھر فرماتا ہے کہ آنکی اصل نہیں تمنے نام گھڑ لئے ہیں۔ محض توہمات ہیں اور اُنسے اُمید شفاعت رکھنا خام خیالی ہے دنیا و آخرت اللہ ہی کیلئے ہے کوئی وہاں تمکے سوا کام نہیں آتا ✤

وَكَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْـًٔا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اَنْ يَّاْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَرْضٰٓى ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ لَيُسَمُّوْنَ

اور بہت سے فرشتے آسمان میں ہیں۔ کسکی شفاعت کیکچھ بھی کام نہیں تی۔ مگر بعد اسکے کہ اللہ جسکے لئے چاہے اجازت دے اور پسند کرے وہ جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے وہ فرشتوں کے

الْمَلٰٓئِكَةَ تَسْمِيَةَ الْاُنْثٰى ۝ وَمَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ ۭ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ ۚ وَاِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْـًٔا ۝ فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰى ۝

زنانے نام رکھتے ہیں اور اسکو کچھ خبر بھی نہیں محض وہم پر چلتے ہیں اور وہم حق بات کی جگہ کچھ بھی کام نہیں آتا۔ پس تو اُس کی پروا نہ کر

عَنْ ذِكْرِنَا وَلَمْ يُرِدْ اِلَّا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۝ ذٰلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ ۭ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اهْتَدٰى ۝ وَلِلّٰهِ

کہ جسنے منہ پھیر لیا ہماری یاد سے اور صرف دنیا ہی کی زندگی چاہی۔ انکی سمجھ کی یہیں تک پہنچ ہے بیشک تیرا رب خوب جانتا ہے اُسکو جو اُسکے رستہ سے بہکا اور وہ خوب جانتا ہے اُسکو جو راہ پر آیا اور اللہ

مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَسَاۗءُوْا بِمَا عَمِلُوْا وَيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰى ۝ الَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰۗىِٕرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ ۭ

ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے تاکہ بُرا کرنے والوں کو اُسکے کام کا بدلہ دے اور نیکی کرنے والوں کو نیک بدلہ دے۔ اُنکو جو بڑے گناہوں اور بیحیائی کی باتوں سے بچتے ہیں مگر کچھ کمزوری

اِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ ۭ هُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ اِذْ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاِذْ اَنْتُمْ اَجِنَّةٌ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ فَلَا تُزَكُّوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى ۝

بیشک تیرا رب بڑی وسیع مغفرت والا ہے۔ وہ تمکو خوب جانتا ہے جبکہ تمکو زمین سے پیدا کیا اور جبکہ تم اپنی ماں کے پیٹ میں بچے تھے پس اپنے آپکو نہ سراہو وہ پرہیزگار کو خوب جانتا ہے

ع

کم خبریہ فی محل الرفع والنفی الجزء بالجر للتحیری اللام متعلقۃ بما دل علیہ الکلام کانہ قال ھو مالک ولک لفصل من ایشار ویجوز ان یشار بالجر الی لام العاقبۃ او التعلیل ای عاقبۃ الخلق الذین ھم المحسن والمسیٔ ان یجزی اللہ الذین احسنوا او فی موضع نصب نعتا للذین احسنوا او فی موضع نصب علی تقدیر ہم اللھم قیل استغفار متصل لان اللمم من الکبائر والفواحش وقیل منقطع لان اللمم دونہا

تفسیر

لات وعزی ومناۃ بتوں کی تحقیر کے بعد یہ بھی بتایا تھا کہ ملائکہ کو خدا کی بیٹیاں سمجھنا اور اُنکی شفاعت کو کافی سمجھنا بھی غلط خیال ہے اب اُسکی وجہ بیان فرماتا ہے فقال وکم من ملک فی السموات الخ کہ آسمانوں میں جو ملائکہ ہیں حالانکہ وہ ان ملائکہ سے جو زمین میں کے کارو بار پر متعین ہیں بدرجہا بڑے ہیں اُنکی شفاعت بھی کیسے کچھ کام نہیں آتی خدا تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے ہاں جسکے لئے خدا اُنکو دعا کرنیکی اجازت دیتا ہے اور وہ کسکے لئے؟ اِسکے لئے کہ جس سے اللہ راضی ہوتا ہے اور وہ موحد و نیک ہی سے راضی بھی ہوتا ہے) تو وہ دعا کرتے ہیں یہی اُنکی شفاعت ہے پھر اے مشرکین تم کس اُمید پر اُنکی عبادت کرتے ہو؟

ف کفار مکہ آخرت کے تو قائل ہی نہ تھے پھر ملائکہ یا صنام کی شفاعت کی اُمید دنیاوی کارخانوں میں رکھتے تھے اور جانتے تھے کہ قضاء قدر کے کارخانہ میں اُنکو بھی دخل ہے یہ سفارش کرکے بیٹا دلوا سکتے ہیں تندرستی و فتح و ظفر اور ہر قسم کی مراد حاصل کرا سکتے ہیں ہندوستان کے بت پرستوں کا بھی اپنے بتوں سے یہی اعتقاد ہے مہادیو و بیشمار اور دیگر بتوں کو اسی امید پر پوجا کرتے ہیں نبی آدم میں یہ توہم باطل ایک عرصہ دراز سے چلا آتا ہے اور یہی سبب ہے شرک و بت پرستی کے مروج ہونیکا اسکے مٹانے کیلئے انبیاء علیہم السلام لگاتار دنیا میں آئے اور خاتم المرسلین اولیاء کرام و علماء عظام کو اسکام پر اپنا کارکن بنا کر چھوڑ گئے ہیں۔ اب سمجھ کو بھی روکتا ہے کہ ملائکہ عورتیں ہیں فقال ان الذین لا یؤمنون الخ کہ جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے کسی نبی یا رسول کے کہنے پر نہیں چلتے وہی لوگ اپنے توہمات فاسدہ سے اُنکے زنانے نام دھرتے اور اُنکو خدا تعالیٰ کی بیٹیاں کہتے ہیں محض جہالت و وہم ہے۔ اور وہم حق بات کے مقابلہ میں کچھ کام نہیں آتا ف علماء فرماتے ہیں ظن کو جو ناکافی بتلاتا ہے اُس سے یہ بات سمجھنی چاہیئے کہ اعتقادیات میں ظن کام نہیں دیتا۔ ہاں اعمال میں جہاں کہ ظن و تخمین سے بھی کام چل سکتا ہے جیسا کہ خبر احاد و قیاس ائمہ دین بے شک و ہاں ظن معتبر ہے۔ جمہور مفسرین اسکے قائل ہیں

بلکہ جگہ قیاس ائمہ مجتہدین کا منکر سمجھا جاتا ہے وہ یہی کہ گئے ہیں دیکھو نواب صدیق حسن خاں صاحب مرحوم اپنی تفسیر فتح البیان میں جو قاضی شوکانی کی تفسیر کا خلاصہ سمجھنا چاہئے اِس آیت کی تفسیر میں یہ تحریر فرماتے ہیں قولہ ولا بد من نہ التخصیص خان دلالۃ العموم والقیاس وخبر الواحد ونحو ذلک فلیتہ فاعمل بہا عامل بالظن وقد وجب علینا العمل فی ہذہ الامور انتہی کہ یہ تخصیص ضروری ہے کیسلئے کہ دلالہ عموم و قیاس وخبر واحد وغیرہ کی مثلی ہے اور اُن پر عمل کرنا ظن پر عمل کرنا ہے حالانکہ ان باتوں میں ہم پر عمل کرنا واجب ہے۔ منجملہ ان باتوں کے ایک قیاس کو بھی گنوایا ہے اُسپر عمل کرنا تقلید ہے اِسکو بھی نواب صاحب مرحوم واجب کہتے ہیں۔

اِسکے بعد نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو ان کو رباطنوں کی ہٹ دھرمی کرنے پر تسلی دیتا ہے فقال فاعرض عمن تولی الخ کہ جو نہ مانے اور ہماری یاد سے پھرے اور اُسکو بجز زندگی دنیا کے اور کچھ مقصود نہ ہو اور اُنکے فہم کی رسائی اِس عالم فانی کے تجلات چند روزہ تک ہو آپ بھی اُس سے علیحدہ ہو جائے کیونکہ ایسے از لی گمراہوں کو تیری نصیحت سے کچھ فائدہ نہو گا خدا کو خوب معلوم ہیں جو اُسکے رستہ سے بھٹکے ہوئے ہیں اور وہ جو ہدایت پر ہیں۔ پھر فرماتا ہے وللہ مافی السموات ومافی الارض کہ اُسکو کسیکی ہدایت و گمراہی سے نہ نفع پہونچ سکتا ہے نہ نقصان وہ بے پروا ہے آسمانوں اور زمین پر اُسکی بادشاہت ہے اور سب اُسکی ملک و قبضہ میں ہیں۔ ہاں تمہارے ہی نفع کیلئے اُسنے دنیا میں دو قانون آسمانی یعنے شریعت نازل کردی ہے لیجزی الذین الخ تاکہ جو اُسکے اوپر چلیں اور نیکبختی نہ اختیار کریں اُنکو دنیا و آخرت میں اُنکی بدی کا بدلہ دے اور جو نیکی کریں اُنکو نیک بدلہ دیں پھر نیکوں کی شرح کرتا ہے فقال الذین یجتنبون کبائر الاثم والفواحش کہ نیک وہ ہیں جو کبائر اور فواحش سے بچتے ہیں۔ کبائر کبیرہ کی جمع ہے جسکے معنی ہیں بڑا گناہ۔ اِسکی تفصیل میں مختلف خیالات و مختلف علماء کے اقوال ہیں۔ شرک کرنا۔ قتل ناحق۔ چوری۔ زنا۔ ماں باپ کی نافرمانی۔ جھوٹھ بولنا جھوٹی گواہی دینا۔ جادو کرنا۔ جہاد میں سے بھاگ آنا۔ کسیکو زنا کی تہمت لگانا۔ غیبت کرنا۔ فحش کرنا۔ فرائض و واجبات ترک کرنا وغیرہ وغیرہ۔ فواحش فاحشہ کی جمع۔ اِنمیں کبائر میں سے خاص وہ گناہ جو فحش سے متعلق ہیں جیسا کہ زنا لواطت عام ہے کہ انسان سے ہو یا چارپایوں سے یہ فعل شنیع کیا جائے یا ایک عورت دوسری سے سحق کرے سب فواحش میں داخل ہیں +

بظاہر ہر ایک گناہ سے بچنے پر محسن ہونا ثابت ہوتا تھا۔ جو ایک بہت بڑی بھاری بات تھی کسلئے کہ بشریت کے جامہ میں رہکر ذرہ ذرہ سے گناہوں سے بچنا مشکل بات ہے اِسلئے اُس رحیم و کریم نے استثنا کردیا کہ الا اللمم مبرد کہتے ہیں۔ لمم کسی بد بات کا نقد کرنا اور ارتکاب نکرنا۔ اِس سے چھوٹے گناہ مراد ہیں جیسا کہ کسی اجنبیہ پر نظر کرنا یا ہاتھ لگانا یا بوسہ لینا۔ بیہودہ مکالموں کرنا۔ ہنسی مسخرگی کی باتیں کرنا۔ اِن گناہوں کی بھی اجازت نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ اگر یہ گناہ احیاناً سرزد ہو جاویں بشرطیکہ اُنپر اصرار و مداومت نہو معاف ہیں کیونکہ ان ربک واسع المغفرۃ تیرے رب کی مغفرت وسیع ہے۔ کسی گناہگار کو بھی اُس سے نا اُمید نہونا چاہئے توبہ و استغفار پر وہ سبکو معاف کردیتا ہے۔ اے نبی آدم وہ تمہاری سرشت سے بخوبی واقف ہے یہ ہیں اِس آیت کے معنے ہو اعلم بکم اذ انشاکم من الارض قوت بہیمیہ تم میں خمیر کی گئی ہے اور اُس کے بعد ماں کے پیٹ میں پڑکر اور یہی بشریت کے خصائص تم سے چسپاں ہو گئے ہیں۔ اذانتم اجنۃ نے بطون امہاتکم کے یہ معنے تھے۔ اجنہ جنین کی جمع۔ جو ماں کے پیٹ میں بچہ ہوتا ہے اُس کو جنین کہتے ہیں جب یہ ہے تو فلا تزکوا انفسکم اپنی پاکیزگی نہ جتلاؤ تقویٰ کرنے والے اُسکو خوب معلوم ہیں۔ وہ جو خصائص بشریہ کی ملکیت میں دب گئے ہیں اور روحانیت اُنپر غالب آگئی ہے اِس معنے میں جناب سید المرسلین محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا خوب فرمایا ہے اِسی عبد لک لا اُنا کہ تیرا کونسا بندہ ہے کہ جس نے چھوٹا گناہ بھی نہیں کیا۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی ایسا ہی فرمایا ہے مسیح نے کہا تو کیوں مجھے نیک کہتا ہے نیک تو کوئی نہیں مگر ایک یعنی خدا۔ انجیل متی ۱۹ باب ۱۷ درس +

أَفَرَءَيْتَ الَّذِي تَوَلَّىٰ ۝ وَأَعْطَىٰ قَلِيلًا وَأَكْدَىٰ ۝ أَعِندَهُۥ عِلْمُ الْغَيْبِ فَهُوَ يَرَىٰ ۝ أَمْ لَمْ يُنَبَّأْ بِمَا فِي صُحُفِ مُوسَىٰ ۝ وَإِبْرَٰهِيمَ الَّذِي وَفَّىٰٓ ۝ أَلَّا

بھلا تو نے وہ بھی دیکھا کہ جسنے منہ پھیرلیا۔ اور تھوڑا سا دیا اور بند ہوگیا۔ کیا اُسکے پاس غیب کا علم ہے جو دیکھ رہا ہے۔ کیا اُسکو معلوم نہیں جو موسیٰ اور ابراہیم وفادار کے صحیفوں میں تھا۔ وہ یہ کہ

تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ۝ وَأَن لَّيْسَ لِلْإِنسَٰنِ إِلَّا مَا سَعَىٰ ۝ وَأَنَّ سَعْيَهُۥ سَوْفَ يُرَىٰ ۝ ثُمَّ يُجْزَىٰهُ الْجَزَآءَ الْأَوْفَىٰ ۝ وَأَنَّ إِلَىٰ رَبِّكَ

کوئی کسیکا بوجھ نہیں اُٹھا ئیگا۔ اور یہ کہ انسان کو وہی ملتا ہے جو کرتا ہے اور یہ کہ اُسکی کوشش کو جلد دیکھے گا۔ پھر اُسکو پورا پورا بدلہ دیگا۔ اور یہ کہ تیرے رب کے پاس

الْمُنتَهَىٰ ۝ وَأَنَّهُۥ هُوَ أَضْحَكَ وَأَبْكَىٰ ۝ وَأَنَّهُۥ هُوَ أَمَاتَ وَأَحْيَا ۝ وَأَنَّهُۥ خَلَقَ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْأُنثَىٰ ۝ مِن نُّطْفَةٍ إِذَا تُمْنَىٰ ۝

جانا ہے اور یہ کہ وہی ہنساتا اور رلاتا ہے اور یہ کہ وہی مارتا اور زندہ کرتا ہے اور یہ کہ اُسنے نر اور مادہ کا جوڑا پیدا کیا ہے ایک قطرۂ منی سے جبکہ ڈالا جاتا ہے

وَأَنَّ عَلَيْهِ النَّشْأَةَ الْأُخْرَىٰ ۝ وَأَنَّهُۥ هُوَ أَغْنَىٰ وَأَقْنَىٰ ۝ وَأَنَّهُۥ هُوَ رَبُّ الشِّعْرَىٰ ۝ وَأَنَّهُۥٓ أَهْلَكَ عَادًا الْأُولَىٰ ۝ وَثَمُودَا فَمَآ أَبْقَىٰ ۝

اور یہ کہ لازم ہے اُسپر دوسری بار زندہ کرنا۔ اور یہ کہ وہی غنی کرتا اور قدر دیتا ہے۔ اور یہ کہ وہی ستارہ شعریٰ کا رب ہے اور یہ کہ اُسنے عاد اول کو ہلاک کیا اور ثمود کو بھی پھر باقی نہ چھوڑا

وَقَوْمَ نُوحٍ مِّن قَبْلُ ۖ إِنَّهُمْ كَانُوا۟ هُمْ أَظْلَمَ وَأَطْغَىٰ ۝

اور اُسنے پہلے قوم نوح کو کیونکہ وہ بڑے ظالم اور بڑے سرکش تھے

اعنده الجملة المفعول الثانی لرأیت یعنی اخبرت ان لانّ زیدان منخففة وضمیر الشان اسمها محذوف ای انه لا تزر والجملة المنفیة فی محل الجر علی انها بدل ممافی صحف موسیٰ

تفسیر

نیکوں کا بیان کرکے اُنکے مقابلہ میں بعض بدوں کا حال بیان فرماتا ہے کہ ایسے بھی بدکردار ہوتے ہیں فقال افرأیت الذی تولی کہ اے محمد تو نے ایسے لوگ بھی دیکھے کہ جو ہماری یاد سے منہ پھیرتے ہیں اور کچھ تھوڑا سا دیکر دلکو سکیڑ لیتے ہیں کیا اُنکو علم غیب ہے کہ یہ مال اُنکے پاس ہمیشہ رہیگا اور اُنکو کسی سے حاجت نہوگی قرآن مجید میں ان طریقوں سے انسانی طبائع کے جزر و مد اور خیر و شر میں اُسکے جذبات بتلائے جاتے ہیں سبیل تعلیم ہے جسکا ایسا حال ہوا اور بھی تعلیم منصب عظ کیلئے مناسب ہے مگر اسی تعلیم میں کبھی کسی شخص خاص کیطرف بھی اشارہ ہوتا ہے جسکو بطور نمونہ کے پیش کیا ہے اسلئے مفسرین کہتے ہیں کہ اس الذی سے ولید بن مغیرہ کیطرف اشارہ ہے جو اسلام لاکر خیرات کرنے لگا تھا پھر کیسکے عار دلانیسے پھر گیا اور ہاتھ روک لیا اب اُسکو پہلے انبیاء کے صحیفوں یعنی کتابوں کے مضامین یاد دلاکر سمجھایا جاتا ہے فقال ام لم ینبأ بما فی صحف موسیٰ وابراہیم الذی وفی صحف موسیٰ تورات یا اُنکی بعض مفقود شدہ کتابیں اسیطرح حضرت ابراہیم پر بھی کچھ صحیفے نازل ہوئے تھے جواب بالکل مفقود ہیں ان صحیفوں میں کی پہلی بات ان لا تزر کہ کوئی کسیکا بوجھ یعنی گناہ نہیں بٹا سکیگا یعنی کرے کوئی اور بھرے کوئی کیسکے گناہ میں قیامت کو دوسرا نہیں پکڑا جاویگا اس کہنے سے کہ تو گناہ کرلے اور تیرا گناہ مجھپر بری ہو جاویگا (۲) وان لیس للانسان الخ انسان کو اپنی کمائی یعنی اعمال کا پھل ملتا ہے کرایہ کے لوگوں کے اعمال اُسکو نفع نہ دینگے یعنی گناہ سے ڈرنا چاہئے اور نیکی میں آپکو کوشش کرنا چاہئے اس سے غرض نہیں کہ ایمان کی برکت اور اُسکی کوشش سے اُسکو آخرت میں کیسی شفاعت سے نفع نہوگا یا اُسکے لئے کیسی دعا فائدہ مند نہوگی یا مرنیکے بعد کیسکے قلیل اعمال صالحہ کی برکت سے جو اُسکے لئے دعا و صدقہ سے نفع نہوگا جیسا کہ متزلہ اور دیگر لوگوں نے سمجھ لیا ہے (۳) وان سعیہ الانسان کی کوشش انسان نہ پاویگی اگرچہ دوسرے انسان کیلئے کام کریگا اور نہ عمل جبلا ہی ہو جاتے ہیں (۴) اسکو اپنے اعمال کا پورا بدلہ ملیگا (۵) خدا کے پاس ہر ایک کو جانا ہے (۶) یہ کہ خوشی و غم خدا ہی کیطرف سے ہے (۷) مارنا جلانا بھی اُسیکے ہاتھ ہے (۸) نر اور مادہ اُسنے بنائے ہیں قطرۂ منی سے (۹) وہی مرنیکے بعد بار دیگر حشر میں زندہ کرے گا (۱۰) وہی فارغ و تنگدست کرتا دیتا ہے (۱۱) یہ نہ ستارہ زنکی تاثیر ہے نہ اور کوئی تدبیر کیلئے کہ وہ شعریٰ یعنی ستارہ سحابی کا مالک ہے (۱۲) اور یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ دنیا میں اعمال بد کا ثمرہ نہیں ملتا کیلئے کہ اُسنے قوم عاد و ثمود اور نوح کی قوم کو غارت کردیا کیسکو باقی نہ چھوڑا کیونکہ وہ ظالم و سرکش تھے یہ بارہ باتیں ہوئیں جو اُسکی سعادت کیلئے نہایت نافع ہیں توحید و توکل و اعتقاد صحیح اور نیکی میں کوشش کرنے اور بدی سے بچنے کی بابت اور بُرے اعمال کے بدنتیجے کے پیش آنے کی بابت۔ آنا تو کہ جمہور نے بالفتح پڑھا ہے سب کا عطف لفظ ما پر ہے جس سے لازم ہوگا کہ سب موسیٰ اور ابراہیم کے صحیفوں کی باتیں ہیں ✤

وَالْمُؤْتَفِكَةَ اَهْوٰى ۝ فَغَشّٰىهَا مَا غَشّٰى ۝ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكَ تَتَمَارٰى ۝ هٰذَا نَذِيْرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْاُوْلٰى ۝ اَزِفَتِ الْاٰزِفَةُ ۝ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
اور الٹ دی الٹنے والی بستی پھر ڈھانک لیا اس کو جو ڈھانکنا تھا پھر کونسی نعمت اپنے رب کی کس کس نعمت میں جھگڑیگا یہ بھی پہلے ڈرانیوالوں میں سے ایک ڈرانیوالا ہے پاس لگی آنیوالی (یعنی قیامت) کہ جسکا اللہ سوا اور کوئی ٹالنیوالا

كَاشِفَةٌ ۝ اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ تَعْجَبُوْنَ ۝ وَتَضْحَكُوْنَ وَلَا تَبْكُوْنَ ۝ وَاَنْتُمْ سَامِدُوْنَ ۝ فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوْا ۝ سجدہ ع ۲
کرسکتا پھر کیا تم اس بات سے تعجب کرتے ہو اور ہنستے ہو اور روتے نہیں اور تم کھیل رہے ہو۔ پس اللہ کو سجدہ کرو اور بندگی کرو

ترکیب

المؤتفکۃ منصوب باھوی الانکشاف الانقلاب تقول آنفکتہ او ائتفکت المؤتفکۃ المنقلبۃ ماغشی مفعول ثان وتحتمل ان یکون فاعلا یقال ضربہ من ضربہ فبای الجار متعلق بتتماری من دون من زائدۃ تقدیرہ لیس لہا غیر اللہ کاشفۃ ہی صفۃ لموٴنث ای لنفس کاشفۃ وقیل التاء للمبالغۃ

تفسیر

فرماتا ہے کہ عاد و ثمود و قوم صالح پر کیا موقوف ہے انکے بعد الٹی ہوئی بستیوں کو بھی جو قوم لوط کی بستیاں تھیں سدوم وغیرہ جنکو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عہد میں انکی قوم کی بدکرداری پر الٹ دیا جو اب قریش شام کے سفر میں آتے جاتے انکے آثار دیکھا کئے نتیجے میں ان بستیوں کو ڈھانک لیا اس چیز نے کہ ڈھانک لیا جتنا اس ڈھانکنے والی چیز کے ابہام میں ہول لانا مقصود ہے وہ کیا چیز تھی؛ پتھر تھے جو اوپر سے برسے اور یکمشت ہے کہ جمیع الام کیطرف ضمیر راجع ہو اور وہ ڈھانکنے والی چیز قرآنی اور آسمانی عذاب شدید تھا جو انپر ہر طرف سے محیط ہو رہا تھا پھر ان دلائل کے بعد فرماتا ہے فبای الآء ربک تتماری کہ اے انسان تو خدا کی کس کس نعمت میں جھگڑا کریگا اسکی ہر ایک نعمت اسکی توحید پر برہان قاطع ہے کس کسکو غیر کیطرف منسوب کریگا اور غیر کو انہیں شریک کرنا ان نعمتوں میں جھگڑا کرنا ہے

توحید کے بعد پھر رسالت کے مسئلہ کو سورہ کے خاتمہ تک ثابت کرتا ہے فقال ہذا نذیر من النذر الاولی کہ صبح اول نذیر یعنی ڈر سنانے والے انبیاء علیہم السلام بھیجے گئے ہیں ہود و صالح نوح و ابراہیم و لوط و موسی علیہم السلام انمیں سے ایک یہ بھی ہے یعنی محمد صلے اللہ علیہ وسلم یہ کوئی نئی بات نہیں جس سے تم انکار کرتے ہو۔ اسکے بعد تیسرے مسئلہ حشر کو ذکر کرتا ہے ازفت الآزفۃ قیامت (جسکا نام ہی آزفہ یعنی قریب آنیوالی ہے) قریب آلگی آنے والی چیز کو کتنی ہی دیر ہو مگر آناً فاناً قریب ہوتی جاتی ہے اسپر شاید منکر یہ کہتے ہوں کہ وہ کب آویگی؛ اسکا جواب دیتا ہے لیس لہا من دون اللہ کاشفۃ کہ اسکو اللہ کے سوا کوئی نہیں ظاہر کر سکتا کہ وہ کب ہوگی؛ قیامت کا وقت خدا تعالی نے اس مصلحت سے مخفی رکھا ہے کہ اگر اسکا وقت بتا دیا جاتا تو سو تک دور دراز سمجھکر لوگ غافل ہو جاتے اب جو ایمان ہے تو ایماندار کو ہر وقت خوف نگار رہتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اس سے پہلے جو کچھ کرنا ہے کر لینا چاہئے پھر مہلت کہاں؛ اور ہر شخص کی قیامت اسکی موت ہے جس میں کسیکو بھی شک نہیں اور اسکا بھی وقت معلوم نہیں مگر اسپر بھی غفلت ہے افمن ہذا الحدیث تعجبون وتضحکون ولا تبکون کہ کیا تم قیامت کے دن سے تعجب کرتے ہو کہ بھلا یہ عالم جو ہزاروں برسوں سے ہے فنا ہو جاویگا؛ اور جو دہریت و فلسفہ کی غلاظت میں آلودہ ہیں وہ تو اسپر ہنستے ہیں اور روتے نہیں حالانکہ اس مصیبت کیوقت کو سنکر رونا چاہئے انتم سامدون تم بھول اور غفلت میں پڑے ہوئے ہو سہو و غفلت و سہو غفلت کی یہ حالت ہے کہ جہاں چند روز رہنا ہے وہاں کے لئے راتوں دن تدابیر جائز و ناجائز میں گرفتار ہے کہ دوسرے کا ہوش نہیں کہ کہیں جا رہی ہے اور عمر ہے کہ اپنے منازل بڑی سرعت کیساتھ طے کر رہی ہے ادہر لذات و شہوات کا وہ نشہ چڑھا ہوا ہے کہ بیہوشی اسطرف سے طاری ہو رہی ہے ۔

اسلئے اس عالم جاودانی کا توشہ جمع کرنیکے لئے ایمانداروں کو حکم دیتا ہے اور اسی پر سورہ کو تمام کرتا ہے فقال فاسجدوا للہ کہ اللہ کو سجدہ کرو۔ عام ہے کہ صرف سجدہ کر دیا نماز پڑھ کر سجدہ ہی ہے اور سجدہ بندگی خاصہ سے پوری نیازمندی کا اظہار ہے اور سجدہ اور نماز ہی پر موقوف نہیں بلکہ واعبدوا اسکی ہر طرح سے عبادت کرو تسبیح و تہلیل و استغفار کرو مراتب خیرات و صدقات سب کو شامل ہے۔ مسائل ثلاثہ کو ثابت کر کے سورہ کو کس موقع پر تمام کیا ہے

فللہ الحمد والمنۃ ۔ تمت

آج تیسری تاریخ ذی القعدہ ۱۳۱۸ھ ہجری شنبہ کے روز عصر کیوقت موسم گرمی میں بمقام دہلی چھٹی جلد اس تفسیر کی تمام ہوئی وللہ الحمد والثناء والسلام علی عباد الذین اصطفی

بماہ ذی الحجہ سنہ ۱۳۱۸ھ مطبع مجتبائی دہلی میں چھپی

صحیحنامہ اغلاط تفسیر حقانی جلد ششم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۱۵	فیہ	وفیہ
۲	۲۷	امرات	امراۃ
۳	۱۳	یَأْمُرُوْنَ	یَأْمُرُوْنَ
۴	۳	یَصْدِرَ	یُصْدِرَ
۵	۲۰	من	من
۶	۴	سے	×
۷	۱۲	القرآن والتورۃ	القرآن والتورۃ
۸	۳	بِہٖ	بِہٖ
۹	۱۰	سے اسے متعلق	سے متعلق ہے
۱۰	۱۵	سے کتابین	سے پہلے کتابین
۱۱	۱۹	سے شریعت	سے پہلے شریعت
۱۲	۳۰	لاتہدی	لہتدی
۱۳	۱۳	القی حجستہ	القی رحمتہ ای للرحمتہ
۱۴	۱۴	تجعلہا	تجعلہا
۱۵	۱۰	منحد	منحد
۱۶	۲۵	لئے	لیے
۱۷	۲	ہتون	ہتون
۱۸	۱۹	ذلو	قرو
۱۹	حاشیہ	گرسنے	گرسنے
۲۰	۲۴	ایت سیات	آیات بینات
۲۱	۱۲	کتاب	کتاب
۲۲	۱۵	لہ	لہ
۲۳	۲۲	لاکین	لاکین
۲۴	۹	تبلا دینگے	تبلا دینگے
۲۵	۳۰	جہر	جہر
۲۶	۳۲	سلام	سلام
۲۷	۳۳	قانتون	قانتون
۲۸	۳۵	فتنہوا	فتنہوا
۲۹	۳۸	اَتَیْتُوْ	اَتَیْتُوْ
۳۰	۲۱	واجبے	اسکا نفقہ واجب ہے
۳۱	۲۳	مکرمہ	مکرمۃ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۱۱	۱۴	یا ایہا	یا ایہا
۳۱۷	۱	یَشْکُرُ	یَشْکُرُ
۳۱۹	۲۳	ان تشرک علی	علی ان تشرک
۳۲۰	۳۱	پچاس ہزار	پچاس ہزار
۳۲۵	۲۹	عذاب	عذاب
۳۲۷	۸	رَحْمَۃٌ وَّ	رَحْمَۃٌ وَّ
″	۱۶	لایلون	یالون
۳۲۸	۲۱	والی	والے
۳۳۰	۱۱	فراقب	فراقب
۳۳۳	۱۷	اوماملکت	وماملکت
۳۳۵	۳	ہوتے	سوتے
۳۳۵	۲۸	ہرتے	ہرشے
۳۳۵	۲۰	الرجستہ	الرینقہ
۳۳۶	۲۰	سکا	سکیگا
۳۳۶	۵	فہراہ	فہزاہ
۳۳۶	۱۲	الو	لو
۳۳۶	۶	رکہتے ہین	نہین رکہتے ہین
۳۳۶	۱۰	الی القرآن	اسے القرآن
۳۳۶	۱۲	اخرسے	بآخر
۳۳۶	۵	ر	بیر
۳۳۶	۲۷	من	اس
۳۳۶	۱۳	لذ	اذ
۳۳۶	۷	نبشتہ	نبشتہ
۳۳۸	۳	اَلسَّیِّئُ	اَلسَّیِّئُ
۳۳۸	۲۴	پہراتے ہین	پہراتا ہے
۳۳۹	۱۲	جدید	حدید
۳۳۹	۲۵	تم	تم
۳۴۰	۱۸	بہلی	بگمی
۳۴۱	۲۳	رودمی	اودمی
۳۴۲	حاشیہ	لی	کی
۳۴۲	۹۰	معترضتہ	معترضتہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۶۰	۱۱	کرلے	کرنے
۱۶۴	۱۲	حرق	حرق
۱۶۵	۷	غلبتہ	غلبتہ
۱۶۶	۳۸	علہ	علہ
۱۸۹	۱۲	فوقہ	فوقہ
۱۹۲	۲۱	فاتی	فاتی
۱۹۴	۱۹	سحر	سحر
۱۹۲	۱۵	سنہا	ثنہا
۱۹۹	۱۲	اغنیا	ابتنا
۲۳۳	۲۴	امیا	امیا
۲۲۰	۲۵	امرہم	امرہم
۲۳۲	۲۶	وہسل	وہسل
۲۴۷	۱۱	وتسجوی کل نفس	وتجزی کل نفس
۲۵۰	۲۱	اورشرق	وہ شرق
۲۵۲	۸	لسانا عربیا	لسانا عربیا
″	″	مصدق	مصدق
″	۲۶	وابن المنذر	(ابن المنذر
۲۶۲	۲۸	انکل ہے	انکل سے
۲۶۲	۱	نوفہم	توفہم
۲۶۷	۲۶	وکانوا احق بہا	وکانوا احق بہا
۲۸۳	۷	فقبیو	فقبیو
۲۸۵	۱	یَلْمِزُوْا	یَلْمِزُوْا
″	۲۶	تقتلوا	لاتقتلوا
۲۸۶	۱۵	اَلْقَلْوُ	اَنْفُسَکُمْ
۲۹۱	۵	ان یکو	الا یکون
۲۹۶	۲۴	فاکہارہات	فاکہارہات
۲۹۸	۱۶	تغیرات	تغیرات
۳۰۵	۲۵	فاسجدوالشہ	فاسجدوا للہ
۳۰۹	۳	اَلْمَلٰئِکَۃُ	اَلْمَلٰئِکَۃُ
۰	۰	۰	۰
۰	۰	۰	۰

نقشہ عنایت مولوی ابو محمد ابراہیم صاحب مطبع مجتبائی دہلی قیمت ۵ روپیہ

اشتہار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سچے راستی کے تلاش کرنے والے دانش کی پیشوائی سے بگلزیتی کی سیر ہوں پر قدم رکھنے والے زادی امیر میں
حیران سرگردان مشعل ہدایت کے طالبو اے خدا پرست و ابلہ کے طالبو علم اشرف کے مشتاقو اور ہزاروں انکھیں کھولکر دیکھو کہ جس نور نے فاران کی چوٹیوں کو
جلوگر کر چوتھے دنوں میں مشرق سے مغرب تک منور کر دیا تھا اور جس آسمانی دستور العمل نے دنیا کے بداخلاق اور مشرکوں کو گرہی تہذیب خدا پرستی پر بٹھا کر
بنی آدم کے لیے نظیر قائم کر دیا تمان **قرآن مجید** ہے کہ جس کی برکت سے لاکھوں بھلا ایمان نجات عربی زبان نہ جاننے اور جس کے مطالب حقائق و دقائق پر مطلع ہونے کی وجہ سے
محروم تھے اور سکڑوں قدیم اور نئے مذاہب کے اس پاک شبہات کے گرد مثال سے جو اس زمانہ میں کالی گھٹا کی طرح سے اُمڈا چلا آتا ہے اس آفتاب جہاں تاب کی روشنی سے حصہ
کافی نہ پا سکتے تھے لہذا اس زمانہ میں سہی کی دو جلدیں میں ایسی تفسیر لکھی گئی کہ جس کو آج تک چشم فلک نے نہ دیکھا ہوگا۔ یہ مناد تفسیر بزبان اُردو سات جلدوں میں تمام ہوئی ہے کہ
جس کی چھ جلدیں طبع ہو چکیں ہیں اور ساتویں جلد خانمہ کی زیر طبع ہے سہی اول جلد جسکو مقدمہ کہتے ہیں تخمیناً ۱۱ جز کلان پر ہے اس کے اول باب میں حقانیت کا دلائل عقلیہ سے ثبوت
اور خلاف کے منکرین اور ملحدین کے شکوک و شبہات کا جواب دیئے ہیں اس کے صفات پر بحث ہے جسکے ضمن میں تمام مذاہب مخالفہ پر رد واقع ہے پھر دلائل عقلیہ سے ملائکہ اور ان کے صفات کا
ثبوت اور انکا وجود مستقل اور بصورتیں متشکل ہونا اور ان کی ماہیت اور اس میں جو کچھ علماء اور اہل ادیان کے اقوال ہیں ان کی تحقیق اور فرقہ نیچریہ کی تاویلات باطلہ کا بڑے شد و مد کے ساتھ
نبوت کی بحث اور اسکی حقیقت الہام اور وحی کے اقسام اور خرق عادات و معجزات کا ثبوت اور ان کے متعلقین اولیاء کرام میں بھی اس قوت کا ثبوت اس بارے میں مخالفین نبوت
اور منکرین معجزات فرقہ نیچریہ کے تمام دلائل علیٰ کا رکا جواب باصواب پھر موت اور عالم آخرت اور وہاں انسان کا جانا اور اس کے اعمال پر نیک و بد ثمرہ مرتب ہونا ان سب باتوں کی کیفیت
اور اس میں ادیان باطلہ اور ملاحدہ کا رد مع تفصیل اقوال دوسرے باب میں نزول قرآن اور اس کے جمع و ترتیب کی کیفیت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیشتر عرب کے مذہب
اور ان کے رسم و رواج کا تذکرہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقایع عمر یا اور سپہ مخالفین کے شکوک و شبہات کا جواب مع شہادت محققین فرنگ قرآن کے اعجاز پر بحث
اور اس کے علوم خمسہ اور اس کے طرز تکلم کا بیان اس لزمین بھی جو کچھ مخالفوں نے شکوک کئے ہیں سب کا رد۔ پھر شان نزول اختلاف قرارت ائمہ قرار اور ان کے تلامذہ اور صفت قرارت
کا بیان اور مخالفین کے شبہات کا جواب پھر اصول تفسیر اور ائمہ مفسرین اور ان کے طبقات اور دیگر ضروری امور متعلقہ سے بحث تیسرے باب میں توریت و انجیل ربعہ اور دیاد و صایا پر
بحث کی سہی تصنیف ہیں اور ان میں کیا کیا مضامین ہیں اور کب تصنیف ہوئیں اور الہامی ہیں کہ نہیں اگر الہامی ہیں تو اب تک بلا تحریف بستیاب ہوتی ہیں یا نہیں یہ بحث بڑی طول
وطول اور نہایت دلچسپ کئی فصلوں میں ہے دوسری جلد جو صرف پارہ الم کی تفسیر ہے اس میں چند آیات جو ایک مطلب خاص سے علاقہ رکھتی ہیں سر صفحہ پر نقل کیجاتی ہیں ان کے نیچے
ان کا ترجمہ بالکل کے محاورہ کے موافق لکھا جاتا ہے پھر ایک خط لکھینچکر ترکیب نحوی اور مفردات الفاظ سے بحث ہوتی ہے پھر ربط آیات و شان نزول پر روایات صحیحہ بیان کر کے
آیات کا مطلب واضح کیا جاتا ہے پھر اگر ان آیات میں احکام ہیں تو مسائل منصوصہ کی تصریح اور ائمہ مجتہدین کے اقوال اور ان کے دلائل اور صحابہ تابعین کے اقوال و آثار اگر وہاں قصص
ہیں تو ان کی تاریخ کتب مخالفین سے چنانچہ بنی اسرائیل کی تمام تاریخ اور ان کے مقامات کا جغرافیہ و نقشہ بھی پایا گیا ہے اور پھر آیات کے متعلق نکات محققانہ اور رموز صوفیانہ بھی ہیں
اسی طرح دیگر مقامات کا بھی جغرافیہ و نقشہ ہے کوئی قصہ طلب روایات سے نہیں لکھا گیا ہے بلکہ تحقیق مفسرین کے اقوال پر اعتبار کیا گیا ہے احادیث ہیں تو مع سند اقوال سلف
صالحین ہیں تمتع حوالہ بایں طرز محققانہ طریقہ اہل سنت و الجماعت کی پوری پابندی ہے تیسری جلد میں سوا چار پارہ کی تفسیر ہے چوتھی جلد میں پانچویں پارہ تک تفسیر ہے پانچویں میں
سجدے لیکر سورہ نحل کے آخر تک سولہویں پارے کی تفسیر ہے اس میں بھی جا بجا ہر مقام مناسب پر نقشے دیئے گئے ہیں اور ایک مطول تاریخ بیت المقدس کی لکھی گئی۔
جو کچھ بیان کیا گیا ہے سو سرسری دفتا کا ایک قطرہ ہے الغرض زمانہ حال کے جسقدر شکوک و شبہات قرآن شریف اور اسلام پر کیے گئے ہیں اُن سب کا جواب دیا گیا ہے پھر بیان کی سلاست اور زبان کی لطافت لیکھنے سے متعلق ہے چھٹی جلد میں سورہ قصص سے لیکر سورہ نجم کے آخر تک سات پارے
کی تفسیر ہے اول جلد کی قیمت عہ پھر ہر جلد کی قیمت ۱۲ ہے ہر جلد میں یہ جلدیں **مطبع مجتبائی دہلی** سے ملسکتی ہیں ۔

المشتہر محمد عبدالاحد مالک و مہتمم مطبع مجتبائی دہلی ماہ ذی الحجہ سنہ ۱۳۰۱ھ

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ جرمانہ لیا جائے گا۔